خانوادۂ

سلسلہ عالیہ

نقشبندیہ



سکندر نقشبندی

خانوادۂ

سلسلہ عالیہ

نقشبندیہ



سید سبط سکندر نقوی حنفی نقشبندی مجددی

نام کتاب: **خانوادۂ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ**

تالیف: سکندر نقشبندی

ٹیلیفون: (001) 647 890 1317

sikander.naqshbandi@gmail.com

Link: https//archive.org/details/@sikander.naqshbandi

سرورق: سید حماد الرحمان - ٹورنٹو کینیڈا

پروف ریڈنگ: محترم امیر قادر ۔ مسی ساگا ۔ کینیڈا

تعداد:

سنِ طباعت: 2023ء

قیمت:

قارئین سے گذارش

کتاب کی پروف ریڈنگ میں اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معذرت قبول فرمائیں اور نشاندہی فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست کی جاسکے۔ جزاکم اللہ خیراً

کتاب ملنے کیلئے رابطہ

مختار احمد (کراچی پاکستان) 0300-2380285

نفیس الحسن جیلانی (کراچی پاکستان) 0300-3512712

عبدالرشید خان (ورجینیا امریکہ) (001) 703-785-4737

منور نقوی (سڈنی آسٹریلیا) 0614-2490-4151

قیصر نقوی (ٹورنٹو کینیڈا) (001) 647-898-4640

سید عباد الرحمان (کیلگری AB کینیڈا) (001)403-926-5171

انتساب

شیخ المشائخ حضرت پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب قدس سرہ

اور

رہبر شریعت وطریقت، محبوب السالکین پروفیسر ڈاکٹر حضرت حافظ منیر احمد خان صاحب دامت برکاتہٗ

کے نام جن کی وجہ سے زندگی میں ہدایت وروشنی ملی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

خانوادۂ نقشبندیہ

☆☆☆☆☆

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

تقریظ

مبلغِ اسلام، شیخ طریقت حضرت خواجہ مفتی ریحان ضیاء دامت برکاتہٗ

(فاضل جامعہ اشرفیہ، لاہور)

(خلیفہ مجاز حضرت صوفی مقبول احمد نقشبندی مدظلہٗ)

الحمد للہ و الصلوٰۃ و السلام علی عبادہ الذی نصطفیٰ

خصوصاً علیٰ خاتم الانبیاء و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

بعد حمد وصلوٰۃ کے بندے نے اس کتاب (خانوادۂ نقشبندیہ) کو طائرانہ نظر سے دیکھا ہے جو کہ دائرہ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب سکندر نقشبندی صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے کہ انہوں نے بزرگوں کے سمندر کو اس کتاب میں یکجا کر دیا۔ اس کتاب میں حضرت والا نے سلسلۂ عالیہ کے اکثر بزرگوں کے حالات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ پاک وہند کے علاوہ بحرین وترکی اور افغانستان کے سلسلہ عالیہ کی خانقاہوں کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔

جس طرح قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی تسلی اور دل جمعی کی خاطر انبیاء کرام کے تذکرے کئے ہیں تو ہمارے لئے بھی بزرگان دین کے تذکروں میں ثباتِ دین ہے۔ ہمارے بعضے بزرگوں نے لکھا ہے کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ سلسلہ ٔ الذھب ہے۔

یہ بزرگوں کے سلسلے جو جناب رسول کریم ﷺ تک پہنچتے ہیں، ان کا تذکرہ کرنے کا مقصد اس بات کا اقرار ہے کہ یہ سب کے سب خالص دین متین کے پھیلانے والے اور بدعات وخرافات کو یکسر مٹانے والے تھے فقط۔

اللہ تعالیٰ جناب سکندر نقشبندی صاحب کی مسائی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین

فقط بندہ ریحان عفی عنہ

عرض مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مِنْ یَّھْدِ ہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مِنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَ نَبِیَّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ☆

اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَلا إِنَّ أَوْلِیَاء اللّٰہِ لاَ خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلاَ ھُمْ یَحْزَنُونَ O

(سورۃ یونس ۔ ۶۲)

دیکھو! اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

وَمَن یُطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُولَ فَأُوْلَـئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ أَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِم مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاء وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ أُولَـئِکَ رَفِیْقاً O

(سورۃ النساء ۔ ۶۹)

وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا (وہ) انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین (نیک لوگ) ہیں، اور یہ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔

﴿ اللّٰہُ یَجْتَبِیْ إِلَیْہِ مَن یَشَاء ُ وَیَھْدِیْ إِلَیْہِ مَن یُنِیْبُ ﴾

(سورۃ الشوریٰ ۔ ۱۳)

اللہ ہی جسے چاہتا ہے منتخب فرمالیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اس کی راہنمائی فرماتا ہے۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (صحیح بخاری)

آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمِ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ ☆

دنیاوی حکمران، امراء اور بادشاہوں کے پاس طاقت وحکومت ہوتی ہے، دولت کے انبار ہوتے ہیں، اقتدار کا نشہ ہوتا ہے، نوکر چاکر ہوتے ہیں، فوج اور پولیس ہوتی ہے۔ اس کے باوجود ان کی حکومت لوگوں کے دلوں کے بجائے گردنوں پر ہوتی ہے۔ اکثر ان کی حکومت لوگوں کی گردنوں سے آگے نہیں بڑھ پاتی۔ بہت کم سلاطین ایسے ہوتے ہیں جن کی حکومت گردنوں سے آگے بڑھ کر دلوں تک پھیل جائے۔ لوگ ان کی حکومت کو خلوص دل سے تسلیم کریں۔ ان کے مقابلہ میں علماء، اولیاء کرام، صلحاءعزام، اور درویشانِ خداقسم کے لوگ جن کو بعض اوقات ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں ہوتا لیکن وہ اپنے حال میں مست رہتے ہیں۔ نہ کوئی خدمت گار نہ کوئی زیرعصر حلقہ لیکن دنیا کے بڑے بڑے صاحب اقتدار، صاحبان اہل ثروت اور عام انسان بھی ان کے سامنے جانے سے گھبراتے ہیں اور تعظیم میں سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ ان کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دل کی گہرائیوں پر اثر ڈالتا ہے۔ لوگ خود ان کو اپنے سروں کا تاج بنا لیتے ہیں۔ ان کے حکم کو اپنے سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ ان کی ایک جنبش ابرو پر اپنی جان و مال نچھاور کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

انسان کے اندر ایک منفی طاقت ہے جسے نفس کہتے ہیں۔ نفس کا کام دراصل نیک کاموں سے روکنا اور برائیوں کی ترغیب دلانا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالٰی ہے کہ بے شک نفس برائی کا حکم دیتا ہے۔ نفس انسان کو جھوٹ، فریب، حسد، دھوکہ دہی، قتل وغارت جیسی برائیوں پر آمادہ کرتا ہے اور جو انسان اس کا کہنا مانتا ہے وہ اللہ تعالٰی کی نظر میں نامراد ہوتا ہے۔ وہ انسان خوش قسمت ہے جو اس کا کہا نہیں مانتا اور نفس کو اپنے قابو میں کر لیتا ہے۔ تمام اخلاقی برائیوں سے محفوظ رہتا ہے اور احکام الٰہی کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے کہ بے شک وہ کامیاب رہا جس نے نفس کو پاک کیا اور وہ نامراد رہا وہ جس نے اس کو خاک میں ملا دیا۔ نفس کے بنیادی طور پر تین بڑے عیوب ہیں۔ برے عقائد،

برے اعمال اور غفلت۔ تصوف اور سلوک کے ذریعہ انسان ان عیوب سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے فرمایا کہ سلسلہ نقشبندیہ کا طریقہ کار تین چیزوں پر مشتمل ہے۔ اہلِ سنت الجماعت کے عقیدہ پر پختہ ہونا، عبادت اور حضورِ قلبی۔ جس نے ان میں سے کسی ایک میں بھی کوتاہی کی تو وہ ہمارے طریقہ سے نکل گیا۔ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ عزت دے کر پھر ذلیل نہ کرے اور قبول کر کے رد نہ کرے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف الثانیؒ فرماتے ہیں! صوفیہ کے طریقہ پر چلنے کا مقصد یہ ہے کہ شریعت کے عقائد پر یقین میں اضافہ ہو جو کہ ایمان کی حقیقت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فقہی احکام یعنی نماز، روزہ اور دوسرے عبادات میں آسانی پیدا ہو۔ اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں کی یہ خوبی اور خوبصورتی ہے کہ وہ شریعت وطریقت کے جامع ہیں۔ وہ مسند تدریس پر معلم کی حیثیت سے عوام الناس کو شریعت کا علم پہنچاتے ہیں اور مسند ارشاد پر عظیم صوفی بھی نظر آتے ہیں۔ اس کتاب "خانوادۂ نقشبندیہ" میں اس عظیم امانت (یعنی معارفتِ الٰہی) کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیا کرام کو سونپی تھی۔ وہ امانت درجہ بدرجہ مختلف انبیاء علیہ السلام سے ہوتی ہوئی ہمارے نبی خاتم الانبیاء ومرسلین سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ تک پہنچی۔ آپ ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کا سلسلہ بند کر دیا اور امت میں سے مخصوص بزرگ ہستیوں کا انتخاب کیا جن کے ذریعہ یہ امانت اگلی نسلوں کو پہنچتی رہی اور قیامت تک منتقل ہوتی رہے گی۔ قرآن وحدیث مبارکہ میں امانتیں نااہلوں کے سپرد کرنے والوں کے لئے سخت وعیدیں آئی ہیں۔ اس لئے یہ مقدس ہستیاں اس امانت کو دوسروں کے حوالے کرنے میں بہت احتیاط کرتی ہیں۔ جس کو امانت سونپنے کے بارے میں سوچتے ہیں تو ان کی پوری طرح تحقیق کر کے اور مختلف طریقوں سے ان کی آزمائش کر کے ان کی استعداد کا جائزہ لیتے ہیں۔ اگر اس میں کسی قسم کی کمی پاتے ہیں تو اس کی تعلیم وتربیت کر کے ان کو اس قابل بناتے ہیں۔ اس تربیت کے لئے بزرگوں نے مختلف نصاب بنائے ہیں, ان میں ریاضات، اذکار اور سلوک کے اسباق ہیں۔ جو لوگ اس امتحان میں کامیاب ہوتے ہیں تو وہ ان کے سپرد یہ امانت (اپنی خلافت کے ذریعہ) کر دیتے ہیں۔ جس طرح جسم کی ورزش کرانے والا تربیتی استاد اپنے شاگردوں کو مختلف طریقے بتاتے ہیں۔ مختلف استاد مختلف طریقوں سے ورزش کرواتے ہیں لیکن سب کا مقصد جسم کو مضبوط، توانا اور صحت مند بنانا ہوتا ہے۔ اسی طرح سے مختلف روحانی استاد (شیخ، مرشد) مختلف طریقوں سے اپنے شاگردوں کی تربیت کرتے ہیں لیکن سب کا مقصد روح کو تقویت پہنچانا اور اس قابل بنانا ہوتا ہے کہ وہ اس بھاری امانت کو اٹھا سکے جس کو اٹھانے سے پہاڑوں نے

منع کر دیا تھا۔ اس لئے مختلف سلسلوں کی بنیاد پڑی۔ ہم اس کتاب میں ان شاءاللہ سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں اوران کے طریقوں کا ذکر کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ یااللہ! مجھے سیدھا راستہ دکھا۔ اللہ تعالیٰ نے انتہائی آسان طریقے سے دنیا اور آخرت کی تمام کامیابیوں اور بھلاؤں کو حاصل کرنے کا راستہ بتا دیا کہ ان لوگوں کی طریقے پر عمل کرو جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے اور ان لوگوں کے طریقوں سے بچو جن پر اللہ کا غضب ہوا یا وہ گمراہ ہوئے۔ ایک مختصر سے جملے میں دنیا کے تمام علوم کا نچوڑ بتا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے تین طبقوں کا ذکر فرمایا:

پہلا وہ جو علم بھی رکھتا تھا اور اس کے اخلاق و کردار بھی اعلیٰ تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ مراتب عطا فرمائے۔

دوسرا وہ طبقہ جو علم تو زیادہ نہ رکھتا تھا لیکن ان کے اخلاق و کردار بہت اچھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو انعام یافتہ طبقے میں شامل کیا۔

تیسرا وہ طبقہ جو علم تو رکھتا تھا لیکن ان کے اخلاق و کردار بہت خراب تھے۔ دنیاوی نعمتوں اور لذتوں کو آخرت پر ترجیح دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو گمراہ اور مغضوب طبقہ میں شامل کیا۔ دراصل جو علم والا دنیا کی زندگی کو آخرت پر فوقیت دیتا ہے وہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہے۔

اس کتاب میں ان بزرگ ہستیوں کے حالات کے بارے میں ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا ہے تا کہ ان کے نقش قدم پر چل کر ہم بھی آخرت کی کامیابی حاصل کر سکیں۔ اس عاجز کو اپنی کم علمی اور کم فہمی کا مکمل اعتراف ہے۔ جن ہستیوں کا اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے اس کے لکھنے کے لئے جس علم و آگہی، مطالعہ اور مشاہدے کی ضرورت ہے یہ عاجز اس سے تہی دامن ہے۔ یہ کسر نفسی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ اس کتاب میں پوری کوشش کی گئی ہے کہ ان بزرگ ہستیوں کے صحیح اور سچے واقعات کا ذکر کیا جائے۔ اگر کوئی کمی یا عیب رہ گیا ہے تو یہی بشری تقاضا ہے اور قارئین سے درخواست کرتے ہیں کہ اس پر مثبت اور اصلاحی تنقید کر کے میری اصلاح فرمائیں۔

اس کتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا، اس کے محبوبِ کبریا ﷺ کی محبت اور میرے شیخ طریقت پروفیسر ڈاکٹر حافظ منیر احمد خان دامت برکاتہ کی شفقتوں کا نتیجہ ہیں اور جو خامیاں ہیں ان میں میری کوتاہیوں کا دخل ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے اور حقیقی معنوں میں دین کی سمجھ دے اور صالحین و اولیاء کرامؒ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ مزید یہ کہ اس کتاب کو پڑھ کر اپنی اصلاح کرنے اور دوسروں کو ترغیب دلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

﴿ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ ﴾

جس کو کسی سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا اکثر ذکر کرتا ہے

﴿ وَمَا تَوْفِیْقِیْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَیْهِ أُنِیْب ﴾

(سورۃ ھود ۔ ۸۸)

اور میری توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

طالب دعا
سکندر نقشبندی (عفی عنہٗ)
29/ رمضان المبارک 1441ھ بروز جمعہ المبارک
بمطابق 22/ مئی 2020ء
کیلگیری۔ کینیڈا
Tel: (001) 647 890 1317
Email: sikander.naqshbandi@gmail.com
Link: https//archive.org/details/@sikander.naqshbandi

تعارف طریقۂ نقشبندیہ

طریقۂ نقشبندیہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے منسوب ہے۔ بزرگانِ نقشبندیہ میں صدیقی نسبت کا ظہور ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نسبت ابراہیمیؑ اور سرورِ عالم ﷺ کی ضمنیتِ کبریٰ حاصل تھی۔ مختلف زمانوں میں یہ مختلف ناموں سے پہچانا جاتا رہا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لے کر حضرت بایزید بسطامیؒ کے زمانے تک یہ طریقۂ صدیقیہ کہلاتا تھا۔ حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ سے لے کر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ تک لوگ اسے سلسلہ طیفوریہ کے نام سے جانتے تھے۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے لے کر حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ تک یہ سلسلہ خواجگانیہ کہلاتا تھا۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ سے حضرت امام ربانی مجدد الف الثانیؒ تک یہ سلسلہ نقشبندیہ کے نام سے موسوم رہا۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے بعد یہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کہلانے لگا۔

صدیقی نسبت کا فیض سینہ بہ سینہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کو القاء ہوا اور نسبتِ معیت روشن ہوئی۔ تذکرہ نگاروں اور سیرت نگاروں نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کو سلسلہ کا بانی قرار دیا۔ نقشبند کے لفظی معنی ہیں "مصور" اور تشریحی معنی ہیں "علم الٰہی کی لاثانی تصویر کھینچنے والا"۔ بعض صوفیاء کرام نے نقشبندیہ کے اصطلاحی معنی "اپنے دل میں کمالِ حقیقی کا نقش رکھنے والا"۔

مختلف صوفیاء کرام نے فناء اور محبتِ ذاتیہ کے حصول کے لئے مختلف طریقے بیان فرمائے ہیں جن میں طریقہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ اس طریقہ کا دار و مدار اتباع سنت اور بدعات سے اجتناب پر ہے۔ حضراتِ نقشبندیہ اتباعِ سنت نبوی ﷺ میں اپنے کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ اس سبب سے وہ دوسروں پر سبقت لے گئے۔ وہ احوال و واجبات کو احکامِ شریعہ کے تابع رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کے احوال کو دوام حاصل تھا۔ قرآن کریم میں ان کی مثال اس طرح فرمائی گئی ہے:

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ﴾

(سورۃ النور ۔ ۳۷)

یہ وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔

طالب صادق اگر پیر کامل کی صحبت میں رہے اور شرائطِ طلب جو اکابر سلسلہ نے قرار دی ہیں، ان کو بجالائے تو امید ہے کہ واصل ہوگا۔ اگر پیر ناقص سے کسی کا پالا پڑ جائے تو چونکہ وہ خود واصل نہیں وہ دوسروں کو کیسے واصل بنا سکتا ہے۔ اس کی اس ناکامی میں روحانی طریقہ کا کوئی قصور نہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف الثانیؒ اپنے مکتوب نمبر ۲۸۱ جلد اول میں ارشاد فرماتے ہیں؛

اس طریقہ میں ایک قدم رکھنا دوسرے طریقوں کے ساتھ سات قدم سے بہتر ہیں۔ وہ طریقہ جو بطریق بیعت و وراثت کمالات نبوت کی طرف کھلتا ہے۔ اس طریق عالی سے مخصوص ہے۔ دوسرے طریقوں کی انتہا، کمالات ولایت کی نہایت تک ہے۔ وہاں سے کمالات نبوت کی طرف کوئی راستہ کھلا نہیں۔

مولانا جلال الدین رومیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ شریعت علم ہے اور طریقت عمل اور حقیقت عمل کا اثر ہے۔ شریعت چار چیزوں کا نام ہے: زبان سے اقرار، دل میں اعتقاد، تزکیۂ اخلاق اور اعمال (یعنی اوامر و نواہی)۔ اعتقاد تین طریقوں سے پیدا ہوتا ہے۔ تقلید سے، استدلال سے اور کشف و حال سے۔ پہلی دونوں قسموں کو شریعت کہتے ہیں۔ اگر ان دونوں طریقوں سے کسی کو اعتقاد پیدا ہو جائے تو اسے شرعی اعتقاد کہا جاتا ہے۔ طریقت شریعت سے باہر کی چیز نہیں ہے لیکن یہ ایک امتیازی نام ہے۔ اس کے لئے حقیقی اعتقاد مجاہدات و ریاضات اور سلوک و تصوف کے بغیر حاصل نہیں ہوتا کیونکہ صرف احکامات جان لینے سے نفس کا تزکیہ نہیں ہوتا۔

روایت ہے کہ جب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ نے طالبان حق کو پہاڑوں اور غاروں میں بڑی بڑی ریاضتیں کرتے دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کی کہ یا اللہ! امت کے قوی ضعیف ہو گئے ہیں اب ان میں زیادہ سختیاں جھیلنے کی ہمت نہیں ہے لہٰذا اپنے فضل سے مجھے ایسا طریقہ عنایت فرما جو آسان ہو اور تجھ تک جلد پہنچانے والا ہو۔ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گڑگڑاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف الہام کیا: اے بہاءالدین! ہم تجھ کو وہ طریقہ عنایت کرتے ہیں جو ہمارے محبوب ﷺ کے صحابہ کا طریقہ ہے یعنی، وقوفِ قلبی اور اتباعِ سنتِ نبوی ﷺ۔ آپ نے سجدہ میں سے سر اٹھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ آپ نے اس طریقہ کو رائج کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو وہ ترقی عطا فرمائی کہ روم، شام، عرب، بخارا، ترکستان، کابل، چین اور برصغیر تک یہ سلسلہ پھیلتا چلا گیا۔ کروڑوں کی تعداد میں لوگ اس سے مستفیض ہوئے۔ اس سلسلہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف الثانی شیخ احمد سرہندیؒ جیسی شخصیات گزریں جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں ایک فکری انقلاب برپا کر دیا اور بڑے بڑے بادشاہوں کی اصلاح فرمائی۔

سلسلہ نقشبندیہ کی انفرادیت اور امتیاز:

ا۔ اس سلسلہ میں ذکر قلبی ہے جس میں جذبِ ربانی ہے جبکہ ذکر ربانی میں سلوک ہے۔ یعنی جذب اور سلوک دو الگ الگ چیزیں ہیں سلوک میں بندہ اذکار اور ریاضات کے ذریعہ اللہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے اور جذب میں جو کہ ذکر قلبی کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک انسان پیدل سفر کرے اور دوسرے کو کوئی کار یا جہاز کے ذریعہ خود لے جائے۔ اس طرح دوسری صورت میں آسانی ہے اسی طرح قلبی ذکر میں بھی آسانی اور جلدی ہے۔ اسی ذکر قلبی کی اہمیت کو حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ ذکر خفی (یعنی ذکر قلبی) زبانی ذکر سے ستر درجہ افضل ہے۔

۲۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اس میں ترقی اور کمال کا تمام تر انحصار اتباع سنتِ نبوی ﷺ کی سختی سے پابندی پر ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ O قُلْ أَطِيْعُواْ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْاْ
فَإِنَّ اللّٰهَ لاَ يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ O

(سورۃ آل عمران: ۳۲۔۳۱)

ترجمہ: (اے حبیب ﷺ) آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو
تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنالے گا اور تمہارے لئے تمہارے گناہ معاف کردے گا
اور اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو پھر
اگر وہ روگردانی کریں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

۳۔ سلسلہ نقشبندیہ کے قریب ترین طریقہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ تک پہنچنے کا وسیلہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ذاتِ گرامی ہے جو انبیاء کرام کے بعد تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہے۔ جو وسیلہ جس قدر قوی ہوگا راستہ اتنی ہی جلدی اور آسانی سے طے ہوگا۔

۴۔ حضرت امام ربانی مجدد الف الثانی شیخ احمد سرہندیؒ سلسلہ نقشبندیہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ مشائخ نقشبندیہ کے نزدیک یہ حضوری ذاتی اور دائمی ہے۔ ان اکابرین کے نزدیک زائل ہو جانے اور عدم موجودگی سے بدل جانے والی حضوری کا کچھ اعتبار نہیں۔ پس ان بزرگوں کا کمال تمام کمالات سے بڑھ کر ہے ان کی نسبت تمام نسبتوں سے بالاتر ہے۔

۵۔ سلسلہ نقشبندیہ میں دو راستوں سے فیض آتا ہے ایک راستہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا ہے اور دوسرا حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کا ہے۔ باقی تمام سلاسل طریقت حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کے ذریعہ واصل ہوتے ہیں اور حضراتِ نقشبندیہ دونوں راستوں سے واصل بالذات ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا مقام، حضور وآگاہی سب سے اعلیٰ اور بالا ہے اس لئے اس سلسلہ کو ''سلسلہ الذہب'' کہا جاتا ہے۔ (البینات شرح مکتوبات جلد اول)

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی سیر وسلوک:

اولیائے نقشبندیہ کے سلوک کی سیر حسب ذیل ہے۔

۱۔ سیر الی اللہ:

اس میں عالم خلق، عالم امر واحدیت اور واحدیت کی سیر ہوتی ہے۔

۲۔ سیر فی اللہ:

اس میں احدیت کی سیر ہوتی ہے، یہ سیر در حقیقت اسماء وصفات کی ظلال ہے۔

۳۔ سیر عن اللہ باللہ

اس میں احدیت سے کثرتِ خلق کی طرف نزول کی سیر ہوتی ہے۔

نوٹ: عالم خلق سے مراد عرش کے نیچے کی مخلوق

عالم امر سے مراد عرش کے اوپر فرشتے وغیرہ۔

واحدیت سے مراد مفصل حالات صفات الٰہی ہیں

وحدیت سے مراد مجمل صفات الٰہی ہیں۔

احدیت سے مراد ذات بحت ہے جو ہر قسم کے اعتبار سے منزہ ہے۔

یہی پانچ مرتبے ہیں اور ایک مرتبہ انسان جامع، مراتب ستہ کہلاتے ہیں اور یہ مراتب محض اعتباری ہیں ورنہ وہ ایک ہی ذات ہے جو عدم سے امکان تک موجود ہے۔

سلوک مجددیہ کی سیر حسب ذیل ہے:

۱۔ ولایت صغریٰ یا ولایت اولیاء

اس میں سیر الی اللہ ہوتی ہے نیز وہ سیر جس کو دوسرے اولیاء نے "سیر فی اللہ" سمجھا ہے اور حقیقت میں سیر ظلال ہے۔

۲۔ ولایت کبریٰ یا ولایت انبیاء

اس میں اسماء اور صفات کی سیر ہوتی ہے جو دوسرے طریقوں میں نہیں ہوتی۔

علاوہ ازیں سترہ مفصل مقامات درج ذیل ہیں جو ذات بحت سے پہلے اس سلوک میں طے ہوتے ہیں۔

۱) ولایت علیا یا ولایت ملائک

۲) کمالاتِ نبوت

۳) کمالاتِ رسالت

۴) کمالاتِ اولوالعزمی اس کے بعد یا

۵) قیومیت اشیاء یا

۶) حقیقتِ کعبہ

۷) حقیقتِ قرآن

۸) حقیقت صلوٰۃ

۹) بعض لوگوں کو حقیقتِ حکوم

۱۰) معبودیت صرفہ

۱۱) عبدیت

۱۲) خلت حقیقت ابراہیمیہ (علیہ السلام)

۱۳) محبیت حقیقت موسویہ (علیہ السلام)

۱۴) محبوبیت ممتزجہ حقیقت محمدیہ (ﷺ)

۱۵) محبوبیت ساذجہ حقیقت احمدیہ (ﷺ)

۱۶) تعین حبی

۱۷) تعین وجودی

اس کے بعد دائرہ لاتعین، یعنی ذات بحت مع الصفات الثمانیہ الحقیقیۃ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی فضیلت

اہل سنت والجماعت کے تمام مسالک برحق ہیں۔ سلاسل قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور دوسرے طریقے اوران کے مشائخ قابلِ قدر اور قابل تعظیم ہیں۔ صوفیہ کرام کے دوسرے سلاسلِ طریقت سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو کئی وجوہ سے فضیلت حاصل ہے۔

۱۔ اس سلسلہ کی ابتداء میں ذکرِ قلبی ہے، جس میں جذبِ ربانی ہے۔ جبکہ ذکرِ لسانی میں سلوک ہے۔ جذب اور سلوک دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ سلوک سے بندہ ذکرواذکار اور ریاضت اور مجاہدے سے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ جبکہ جذب سے جو کہ ذکرِ قلبی سے پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ خود بندے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ حضراتِ نقشبند اپنے متعلقین کو پوشیدہ طریقہ سے بارگاہ الٰہی تک لے جاتے ہیں۔ ان کی صحبت کی کشش سالک کے دل سے خلوت کے خیال اور چلہ کشی کی فکر کو ختم کر دیتی ہے۔

۲۔ اس سلسلہ میں اتباعِ سنت پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ میں ترقی اور کمال کا تمام تر انحصار اتباعِ سنت پر ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ محبوبیتِ الٰہی کے مقام پر فائز ہونے کا یہی ایک طریقہ ہے۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (31)

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا

اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔۳۱۔

(سورۃ آلِ عمران ۔۳۱)

۳۔ اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ تک پہنچنے کا وسیلہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں جو کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔ یہ وسیلہ جس قدر قوی ہے کہ اس کا راستہ جلدی اور آسانی سے طے ہوتا ہے۔

۴۔ جہاں دوسر طریقہ سلاسل کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے اس کی ابتداء ہوتی ہے۔ اس طرح سے یہ طریقہ وصول الی اللہ کا قریب ترین راستہ ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ فرماتے ہیں! سلسلہ عالیہ نقشبند کے مشائخ نے سیرِ باطنی کی ابتداء عالمِ امر سے اختیار کی ہے۔ عالم خلق کو اسی ضمن میں طے کر لیتے ہیں۔ اس کے برخلاف دوسرے سلاسل میں وہ سیر کی ابتداء وہ عالمِ خلق سے کرتے ہیں اور وہ عالم خلق طے کرنے کے بعد ہی عالمِ امر میں قدم رکھتے ہیں اور مقامِ جذبہ تک پہنچتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ تمام طریقوں سے معرفتِ الٰہی میں قریب ترین ہے۔

۵۔ اس سلسلہ کی ایک فضیلت یہ ہے کہ اس میں اس سلسلہ کو رسول اللہ ﷺ تک کے واسطوں میں دو صحابیوں کے نام آتے ہیں۔ ایک حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے حضرت سلمان فارسیؓ۔

حضرت خواجہ احمد سعید فاروقیؒ فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کی کمی ہوگئی ہے۔ اس لئے صوفیہ نقشبندا ایسے طالب کو پہلے ذکر قلبی کا طریقہ سکھاتے ہیں اور ریاضات اور مجاہدات کے بجائے عبادات کا حکم دیتے ہیں۔ سالک کے تمام حالات میں اعتدال رکھتے ہیں۔ ان نقشبندی صوفیہ کرام کی توجہات دوسروں کے کئی چلوں کی توجیات سے بہتر اور اعلیٰ ہوتی ہے۔طالبوں کو سنتِ رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور بدعت سے بچنے کا حکم دیتے ہیں۔ جہاں تک ممکن ہوتا ہے ان کے حق میں رخصت پر عمل تجویز نہیں کرتے۔ اسی لئے ان بزرگوں نے ذکرِ خفی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔

مناجات

رہا میں دن رات غفلتوں میں
عبس یوں ہی زندگی گزاری
کیا نہ کچھ کام آخرت کا
کٹی گناہوں میں عمر ساری
میں سر جھکاتا ہوں میرے مولا
میں توبہ کرتا ہوں میرے مالک

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ)

حصہ اول

1۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ

آپ کا اسم مبارک عبداللہؓ تھا اور والد ماجد کا نام ابوقحافہ عثمانؓ بن عامر تھا۔ آپؓ صدیق اور عتیق کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ آپؓ کی پیدائش رسول اللہ ﷺ کی ولادت سے سوا دو سال بعد ہوئی۔ آپؓ کا سلسلہ نسب مرہ بن کعب پر رسول اللہ ﷺ کے شجرہ نسب سے مل جاتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کا شمار قریش کے رؤساء میں ہوتا تھا اور آپؓ علم الانساب کے سب سے بڑے ماہر تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد مردوں میں سب سے پہلے آپؓ ایمان لائے اور فوراً ہی اسلام کی دعوت کا کام شروع کر دیا۔ آپؓ کی ترغیب سے حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ مشرف بہ سلام ہوئے۔ ان تمام کا شمار عشرۂ مبشرہ میں ہوتا ہے۔

یہ اعزاز صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حاصل ہے کہ ان کے چار نسلیں صحابی وصحابیات تھیں۔ والد، والدہ، بیٹے، بیٹیاں، پوتا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے پہلے خلیفہ، جنت کی خوش خبری پانے والے اور افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔ آپ کے فضائل میں کئی آیات نازل ہوئی ہیں۔

﴿ إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ﴾ (سورۃ التوبہ ۔ ۴۰)

اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو اللہ اُن کا مددگار ہے (وہ وقت تمہیں یاد ہوگا) جب اُن کو کافروں نے گھروں سے نکال دیا (اس وقت) دو (ہی شخص تھے جن) میں (ایک ابوبکرؓ تھے) دوسرے (خود رسول اللہ ﷺ) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے

صدیق: وہ شخص ہے جس کا ظاہر و باطن میں سچ اس درجہ سراہیت کر گیا ہو کہ ذرہ برابر اس میں جھوٹ کی گنجائش نہ ہو اور بلا کسی تردد اور تامل اور بغیر کسی کرامت کے طلب کئے اور بغیر صحبت و ہم نشینی کے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرتا ہے۔ آپؓ معراج کی تصدیق کرنے پر بھی صدیق ٹھہرے۔

حضرت سعید بن مسیّب کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی کریم ﷺ کے بمنزلہ وزیر کے تھے۔ آپ

ﷺ تمام امور میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اسلام لانے میں ثانی تھے، غار میں بھی ثانی تھے، بدر کے دن عریش میں بھی ثانی تھے، قبر میں بھی حضورانور ﷺ کے ثانی ہیں، اس عالم میں تو ثانی تھے ہی عالم آخرت میں بھی ثانی اور رفیق ہیں، اور حضور پرنور ﷺ اپنی زندگی میں کسی کو ابوبکر ؓ سے مقدم نہیں رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ؓ کو ''ثانی اثنین'' کے لقب سے ذکر فرمایا۔ (ازالۃ الخفاء۔ ۲۳۵)

حضرت زبیر بن بکار ؒ نے فرمایا!"

انما سمّی عتیقاً لم نه لم یکن فی نسبہٖ شیءٌ یعاب به "

یعنی حسب ونسب میں کوئی ایسی کمزوری نہیں تھی جس کی وجہ سے آپ کی عیب جوئی کی جاتی۔

(تاریخ الخلفاء ص۲۲، اسد الغابۃ باب عین عبداللہ بن عثمان ابوبکر الصدیق ج۳ ص۳۱۶)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ اونٹوں کے علاج کے ماہر تھے اور اہل عرب کا سرمایہ اور زر مبادلہ اونٹ ہی تھا۔ اس لئے ابوبکر ؓ کہلائے جو جوان اونٹ کو کہتے ہیں۔ آپ قبیلہ قریش کی شاخ بنوتیم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے مزاج آشنا اور معمولاتِ زندگی میں سب سے زیادہ قریب تھے۔ آپ ؓ نے اسلام لانے سے پہلے بھی کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ معاشرتی تعلقات میں صداقت قبل از اسلام بھی زندگی میں موجود تھی۔ آپ ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اور حفاظت کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ جامع ترمذی کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اپنے وزراء کا ذکر فرمایا تو واضح کر دیا کہ جبرائیل اور میکائیل علیہ اسلام آسمانوں میں میرے وزیر ہیں اور ابوبکر ؓ اور عمر ؓ دنیا میں میرے وزیر ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر ؓ کے مال سے زیادہ کسی کے مال نے مجھے نفع نہیں دیا۔ (سنن ابن ماجہ)

ارشادِ رسول کریم ﷺ ہے کہ جس کسی کا بھی مجھ پر احسان تھا ہم نے اس کا بدلہ ادا کر دیا سوائے ابوبکر ؓ کے کہ ان کا مجھ پر احسان ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ انہیں روز قیامت ادا کرے گا۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نہایت رقیق القلب، رحمدل تھے اور حاجتمندوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے دل و جان سے حاضر رہتے تھے۔ جو غلام مسلمان ہوتا تو ان کے مالک ان پر ظلم کے پہاڑ توڑتے تھے۔ آپ ان کو خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے۔ ان میں حضرت بلال حبشی ؓ، حضرت عامر بن فہیرہ ؓ، حضرت ابوفکیہہ ؓ، حضرت لبینہ ؓ، حضرت ام عمیس ؓ، حضرت حمامہ ؓ، حضرت زنیرہ ؓ، حضرت نہدیہ ؓ اور ان کی بیٹی شامل ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا شمار ایک خوش اخلاق، نیک سیرت اور ایماندار تاجروں میں ہوتا تھا۔ قریش کے لوگ

بھی آپ ؓ کا بہت احترام کرتے تھے۔ آپ ؓ صاحبِ علم تھے یہی وجہ تھی کہ قریش کے سرداروں نے کئی اہم موقعوں پر آپ ؓ کو اپنا سفیر اور مشیر بنا کر بھیجا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا قبیلہ خون بہا اور تاوان کے امور کا فیصلہ کرتا تھا۔ آپ ؓ اپنی ابتدائی زندگی میں ہی اسی منصب پر فائز ہو گئے تھے اور اس منصب کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھا رہے تھے۔ آپ ؓ بچپن سے ہی نہایت اصول پسند تھے اور اصولوں پر کسی قسم کا سمجھوتا نہیں کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے دورِ جہالیت میں بھی کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا۔ آپ ؓ اس دور کی تمام جاہلانہ رسوم و رواج سے باغی تھے۔ ایک مرتبہ آپ ؓ نے صحابہ کی ایک جماعت سے فرمایا کہ میں نے کبھی بھی کسی بت کے آگے سجدہ نہیں کیا۔ جب میں سن بلوغت کو پہنچا تو میرے والد مجھے اس کوٹھری میں لے گئے جہاں بت موجود تھے۔ انہوں نے مجھے اس کوٹھری میں بند کر دیا۔ جب مجھے بھوک لگی تو میں نے ایک بت سے کہا کہ مجھے بھوک لگی ہے مجھے کھانا دو تو اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے ایک بت سے کہا کہ میں برہنہ ہوں مجھے کپڑے دو تو اس نے بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے ان بتوں کو پتھر مار کر توڑ دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ دور جاہلیت کی تمام معاشرتی برائیوں سے پاک تھے یہی وجہ تھی کہ قریش کے تمام قبائل آپ ؓ کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ ؓ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جن کی ضمانت تسلیم کی جاتی تھی۔ اسی زمانے سے ہی آپ ؓ کی رسول اللہ ﷺ سے دوستی تھی۔ اکثر و بیشتر آپ ؓ ساتھ رہتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ جس وقت رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر ایمان لے کر آئے تو آپ ؓ کا اپنا سرمایہ چالیس ہزار درہم تھا وہ سب کا سب آپ ؓ نے راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔

اہل بیت رسول سے رشتہ داریاں:

۱) حضرت ابوبکر صدیق ؓ رشتہ میں رسول اللہ ﷺ کے خسر بھی تھے۔ ام المومنین حضرت خدیجہ ؓ کے وصال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آپ ؓ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے نکاح کیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے عائشہ ؓ! مجھے خواب میں تم دو مرتبہ دکھائی گئیں۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص (فرشتہ) نے ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر ایک لڑکی کو اٹھایا ہوا ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ یہ آپ (ﷺ) کی بیوی ہیں۔ میں نے جو اس کپڑے کو کھولا تو دیکھا کہ وہ تم تھیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو ضرور پورا ہوگا۔ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب النکاح الابکار:۵۰۷۸)

۲) رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث ؓ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی زوجہ حضرت

اسماء بنت عمیس ؓ والدہ کی طرف سے سگی بہنیں تھیں۔ ان کی والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا اور انہیں خولہ بنت عوف بھی کہتے تھے۔ اس رشتہ سے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ ہم زلف تھے۔ (طبقات الکبریٰ لابن سعد ج۸ ص۱۰۴، ۲۲۳)

۳) حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ میں بھتیجے تھے کیونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کی دادی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب ؓ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔

۴) حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ جن کی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر ؓ ہیں۔ حضرت امام حسن کے داماد ہیں کیونکہ حضرت امام حسن ؓ کی بیٹی حضرت ام الحسن ؓ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کی زوجہ تھیں۔

۵) حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ایک بیٹے محمد بن ابی بکر ؓ جن کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے انتقال کے بعد حضرت اسماء بنت عمیس ؓ سے حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے نکاح کر لیا تھا۔ اس طرح سے حضرت محمد بن ابی بکر ؓ حضرت علی ؓ کے سوتیلے بیٹے تھے اور حضرت حسن ؓ اور حضرت حسین ؓ کے سوتیلے بھائی تھے۔ حضرت علی ؓ کے دو بیٹے حضرت عون اور حضرت یحییٰ ماں کی طرف سے حضرت محمد بن ابوبکر ؓ کے سگے بھائی تھے۔ آپ ؓ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت علی ؓ نے اپنے دور خلافت میں ان کو مصر کا گورنر بنایا تھا۔

۶) حضرت علی مرتضیٰ ؓ کے صاحبزادے حضرت امام حسین ؓ کی زوجہ محترمہ شہر بانو ؓ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بیٹے حضرت محمد بن ابوبکر ؓ کی زوجہ دونوں آپس میں سگی بہنیں تھیں۔ یعنی حضرت علی ؓ اور حضرت ابوبکر ؓ کی بہوئیں آپس میں سگی بہنیں تھیں۔ حضرت علی ؓ کے دور خلافت میں حضرت حریث بن جابر جعفی ؓ نے شاہ ایران یزدگرد بن شہریار کی دو بیٹیاں آپ ؓ کی خدمت میں بھیجیں تو آپ ؓ نے ان میں سے بڑی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے حضرت امام حسین ؓ سے کر دیا اور چھوٹی بیٹی کا نکاح حضرت محمد بن ابوبکر ؓ سے کر دیا۔ ان سے امام حسین ؓ سے حضرت زین العابدین ؓ پیدا ہوئے اور حضرت محمد بن ابوبکر ؓ کے بیٹے قاسم پیدا ہوئے جو حضرت جعفر صادق ؓ کے نانا ہیں۔ اس رشتہ کی وجہ سے حضرت امام حسین ؓ اور حضرت محمد بن ابوبکر ؓ ہم زلف ہوئے۔ (الباب الانساب والالقاب ابناء علی العلویۃ الجعفریۃ والعقیلیۃ ج۱ ص۲۲)

۷) حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی پوتی یعنی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر ؓ کی بیٹی حضرت حفصہ بنت عبدالرحمن ؓ حضرت امام حسین ؓ کی زوجہ تھیں۔ اس طرح حضرت امام حسین ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بیٹے کے داماد تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد تسمیۃ نساء اللواتی۔ ج۸ ص۳۴۲)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب مسلمانوں کی تعداد اڑتیس (38) ہوگئی تو حضرت ابوبکر

صدیق ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اصرار کیا کہ صحابہ کے ساتھ مسجد حرام میں تشریف لائیں اور وہاں اعلانیہ دین اسلام کی بات کریں۔ وہاں پہنچ کے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بات شروع کی رسول اللہ ﷺ بھی ساتھ تھے۔ آپ ؓ پہلے خطیب تھے جنہوں نے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف دعوت دی۔ یہ خطاب سن کے وہاں موجود مشرکین آپ ؓ اور دیگر صحابہ پر پل پڑے اور بری طرح مارنا شروع کر دیا۔ عتبہ بن ربیعہ آپ ؓ کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی جوتی سے آپ ؓ کے چہرہ مبارک پر مارنے لگا۔ بنو تیم کے لوگوں نے آ کر چھڑایا اور انہوں نے کہا کہ اگر ابوبکر ؓ مر گئے تو وہ عتبہ بن ربیعہ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس بُری حالت کے بعد جب ان کو ہوش آیا تو ان کا سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے۔ اس پر ان کے والد نے ان کو ملامت کی کہ ان کی وجہ سے تو تمہاری یہ حالت ہوئی ہے اور تم اب بھی ان کا ہی پوچھ رہے ہو۔ آپ ؓ کی والدہ نے بہت کوشش کی کہ آپ ؓ کچھ کھالیں لیکن آپ ؓ اصرار کرتے رہے کہ پہلے مجھے رسول اللہ ﷺ کی خیریت کے بارے میں بتاؤ۔ جب آپ ؓ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ خیریت سے ہیں اور دار ارقم میں ہیں تو آپ ؓ کو سکون ہوا۔ آپ ؓ اپنی والدہ کے سہارے سے چل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے اور آپ ﷺ سے چمٹ گئے رسول اللہ ﷺ نے آپ ؓ کو بوسہ دیا۔ ان کی حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ پر بھی رقت طاری ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کہا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں، صرف اس فاسق نے میرے چہرے کی جو حالت بنائی ہے اس کا افسوس ہے۔ یہ میری والدہ ہیں اور یہ اپنے بیٹے سے بہت محبت کرتی ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکت ہے آپ ﷺ ان کو اللہ کی طرف دعوت دیں اور اللہ سے دعا کیجئے اللہ تعالیٰ انہیں آپ ﷺ کے ذریعہ جہنم سے بچالے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا کی اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور وہ فوراً مسلمان ہوگئیں۔ (البدایہ النہایہ)

کفار کے معاشرتی بائیکاٹ کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اپنے خاندان بنو ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب کی گھاٹی میں چلے گئے تھے۔ وہاں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان نے تین سال تک انتہائی سختیاں اور ظلم جھیلے تھے جس کی مثال نہیں ملتی۔ جنگلی درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرتے تھے۔ ایسی حالت میں ان برگزیدہ شخصیات کا زندہ رہنا از خود ایک معجزہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ از خود اس مصیبت میں شریک ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھ وہ بھی شعب ابی طالب میں رہے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ نے وہاں سے نجات پائی تو وہ بھی وہاں سے باہر آئے۔

(سیرت خلفائے راشدین از مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی ص ۲۷)

حبشہ کی ہجرت کے کچھ عرصہ بعد رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔

لوگ بڑی تعداد میں مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بھی ہجرت کی اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جلدی نہ کیجئے اللہ تعالیٰ آپ ؓ کو میری صحبت میں ہجرت نصیب کرے گا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے علاوہ صرف وہ لوگ رہ گئے تھے جن کے پاس ہجرت کرنے کے وسائل نہیں تھے۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اکرم ﷺ کو ہجرتِ مدینہ کا حکم آ گیا۔

آسمانوں پر پہلے ہی طے ہو چکا تھا کہ ہجرت کے سفر میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ ساتھ جائیں گے۔ بعد میں حضرت جبرئیل علیہ اسلام نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کے سفر میں حضرت ابوبکر ؓ ساتھ ہوں گے۔

حاکم ؒ نے حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے جبریل امین (علیہ السلام) سے دریافت کیا کہ میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا۔ جبریل امین (علیہ سلام) نے فرمایا۔ ابوبکرؓ۔ (مستدرک)

آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ملنے کے فوراً بعد آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) جمعرات کے دن ٹھیک دوپہر کے وقت جبکہ سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں موسم گرما کی دھوپ اور لُو سے بچنے کے لئے ٹھہرے ہوئے ہوتے تھے اور راستے آنے جانے والوں سے خالی ہوتے تھے تو آپ (ﷺ)، حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فوراً سمجھ گئے کہ ہجرت کا حکم آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عجلت میں پوچھا کہ گھر میں کوئی غیر آدمی تو نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ بس آپ (ﷺ) کے اہلِ خانہ ہیں (یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ وغیرہ)۔ جب اطمینان ہوگیا کہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور اُن کی دونوں بیٹیوں حضرت اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے سوا اور کوئی نہیں ہے تو آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ یثرب (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کا حکم نازل ہوگیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پوچھا کہ رفیق سفر کون ہوگا آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تم میرے ساتھ سفر کرو گے۔ یہ سن کر فرطِ مسرت سے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اس خوشی میں روتے دیکھا حالانکہ میرا یہ گمان نہ تھا کہ کوئی خوشی میں بھی روتا ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) میں نے دو اُونٹیاں پہلے ہی خرید کر خوب کھلا پلا کر موٹی تازی کر رکھی ہیں۔ ان سے ایک آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی نذر کرتا ہوں۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں یہ اونٹنی قیمتاً لوں گا۔ چنانچہ اس کی قیمت ادا کی گئی اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی

اللہ تعالیٰ عنہ) کو قبول کرنی پڑی۔ اس وقت سے ہجرت کی تیاری شروع ہوگئی۔

حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حضرت اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے جلدی جلدی سامان تیار کرنا شروع کردیا۔ ستو کے تھیلے اور کھانے وغیرہ کا سامان تیار کیا۔ فوری اس کو باندھنے کے لئے کوئی چیز نہ ملی تو حضرت اسماءؓ نے اپنے نطاق (کمر پر باندھنے کا کپڑا) سے ایک ٹکڑا کاٹ کر اس کو باندھ دیا۔ (اس زمانے میں عورتیں اپنی کمر پر ایک کپڑا باندھا کرتی تھیں جس کو نطاق کہتے تھے) اس وجہ سے حضرت اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو ذات النطاقین کا خطاب ملا۔

رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے وحی الٰہی کے مطابق حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنے بستر پر لٹایا اور اپنی چادر ان پر ڈال دی۔ امانتیں جو اہل مکہ کی آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے پاس تھیں وہ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سپرد کیں اور ان کو سمجھا دیا کہ صبح کو یہ امانتیں ان کے مالکوں کو لوٹا کر تم بھی مدینہ کی طرف آجانا۔

مشرکین مکّہ کی قرارداد کے مطابق اسی رات انہوں نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کے لئے حملہ کرنا تھا اس لئے شام سے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے گھر کا محاصرہ کرلیا تھا اور اس انتظار میں رہے کے جب رات کے وقت نماز کے ارادے سے نکلیں گے تو آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) پر اچانک حملہ آور ہو جائیں گے۔ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) رات کی تاریکی میں اپنے گھر سے نکلے یہ رات جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات تھی اور یہ آیت تلاوت کیں۔

وَجَعَلۡنَا مِنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ سَدًّا وَّمِنۡ خَلۡفِهِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَيۡنٰهُمۡ فَهُمۡ لَا يُبۡصِرُوۡنَ ۝ (سورۃ یٰس ۔ ۹)

اور ہم نے ان کے آگے بھی دیوار بنادی اور پیچھے بھی ایک دیوار بنادی،

پھر ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو یہ دیکھ نہیں سکتے۔

آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے آیات تلاوت کرکے ایک مٹھی خاک پر دم کرکے ان کفار کی طرف پھینک دی اور ان کے درمیان سے صاف نکلتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر کی طرف چلے آئے اور کفار میں سے کسی کو بھی نظر نہ آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دونوں اونٹنیاں عبداللہ بن اریقط جس کا تعلق قبیلہ بنی وائل بن بکر سے تھا جو کافر تھا لیکن بھروسے کا آدمی تھا، رہبری میں ماہر اور رازوں کو پوشیدہ رکھنے میں شہرت رکھتا تھا۔ اس کے سپرد کیں اور معقول اجرت پر محفوظ راستے سے مدینہ پہنچانے کے لئے رہنمائی کے لئے ساتھ لیا۔

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے منتظر تھے۔ حضور اکرم (صلّی اللہ علیہ

وسلم) اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے مکان کی پشت پر واقع کھڑکی سے نکل کر روانہ ہوئے اور مکہ کی نشیبی سمت چار میل کے فاصلہ پر جبل ثور میں واقع ایک غار جس کی چڑھائی دشوار گزار ہے اس میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ غار ثور کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں کبھی وہ حضور (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے کبھی دائیں اور کبھی بائیں۔ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی وجہ دریافت کی تو حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا! یارسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی گھات میں نہ بیٹھا ہو تو میں آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے آگے آگے چلنے لگتا ہوں پھر اندیشہ ہوتا کہ پیچھے سے کوئی نہ وار کردے تو میں پیچھے ہو جاتا ہوں۔ اسی طرح دائیں اور بائیں چلنے لگتا ہوں۔ (بیہقی، حاکم)

حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا کہ اس رات نبی اکرم ﷺ پاؤں کی انگلیوں کے بل چل رہے تھے تاکہ قدم کے نشانات سے دشمن ان کے ٹھکانے سے آگاہ نہ ہو جائیں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک میں آبلے پڑ گئے۔ جب صدیق اکبر ؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو نبی کریم ﷺ کو اپنے کاندھوں پر اٹھا لیا اور دوڑنا شروع کر دیا حتیٰ کے غار تک پہنچ گئے۔ (الیٰ۔۔آخرالحدیث۔۔۔ابن عساکر)

غار کے پاس پہنچ کر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا! خدا کے لئے آپ (ﷺ) اس میں داخل نہ ہوں پہلے میں داخل ہو کر دیکھ لیتا ہوں۔ اگر اس میں کوئی چیز مضر ہوئی تو آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے بجائے میرا اس سے سابقہ پیش آئے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غار کے اندر گئے اور اندر سے صاف کیا، ایک جانب چند سوراخ تھے۔ جنھیں آپ ؓ نے اپنے کپڑوں میں سے ٹکڑے پھاڑ کر بند کر دیئے لیکن دو سوراخ بچ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دونوں پر اپنا پاؤں رکھ دیا پھر رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کی آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) اندر تشریف لے آیئے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی آغوش میں سر رکھ کر سو گئے۔ ادھر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاؤں پر کسی چیز نے ڈس لیا مگر اس ڈر سے ہلے نہیں کہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) جاگ نہ جائیں۔ لیکن تکلیف کی شدت سے آپ کے آنسو رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے چہرے پر ٹپک گئے اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی آنکھ کھل گئی۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! ابوبکرؓ کیا بات ہے۔ عرض کیا میرے ماں باپ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) پر قربان! مجھے کسی چیز نے ڈس لیا ہے۔

رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے اس پر اپنا لعابِ دہن لگایا اور تکلیف جاتی رہی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس زہر کا اثر آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے آخری وقت میں پھر ظاہر ہو گیا تھا اور یہی آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی موت کا سبب تھا۔

(زرقانی۔ مشکوۃ بحوالہ زرین)

یہاں دونوں مقدس حضرات نے تین راتیں گزاریں یعنی جمعہ، ہفتہ، اور اتوار۔ اس دوران حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے صاحبزادے حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی یہیں رات گزارتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ وہ بہت گہری سوجھ بوجھ کے مالک تھے۔ سحر کی تاریکی میں ان دونوں کے پاس سے چلے آتے تھے۔ مکہ میں قریش کے ساتھ یوں صبح کرتے گویا انہوں نے یہاں ہی رات گزاری ہے پھر آپ دونوں کے خلاف سازش کی جو بات سنتے اسے اچھی طرح یاد کر لیتے اور جب تاریکی گہری ہو جاتی تو اس کی خبر لے کر غار میں پہنچ جاتے۔

ادھر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بکریاں چراتے رہتے اور رات کا جب ایک حصہ گزر جاتا تو بکریاں لے کر ان کے پاس پہنچ جاتے۔ اس طرح دونوں حضرات آرام سے دودھ پی لیتے۔ پھر صبح ہی صبح عامرؓ بکریاں ہانک کر چل دیتے۔ تینوں رات انہوں نے یہی کیا۔ (بخاری)

عامر بن فہیرہؓ حضرت عبداللہ بن ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مکہ جانے کے بعد ان کے نشانات پر بکریاں ہانکتے تھے تاکہ نشانات مٹ جائیں۔ (ابن ہشام)

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ شام ہونے کے بعد آپ دونوں کو خفیہ طور پر کھانا پہنچانے جاتیں تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سفر کے لئے کچھ نقدی بھی ساتھ رکھ لی تھی کہ دورانِ سفر ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ روایت میں آتا ہے کہ وہ رقم پانچ ہزار درہم تھی۔

بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد میں حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں اور رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) غار میں تھے اور قریش تلاش کرتے کرتے غار کے منہ پر آ گئے اور وہاں کھڑے ہو کر سب طرف ڈھونڈ رہے تھے تو میں نے عرض کی!

یارسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری آنکھ کے سامنے آپ ﷺ کو کوئی ضرر نہ پہنچ جائے۔ ہم غار میں ہیں اور قریش مکہ غار کے اوپر ہیں اگر ان میں سے کسی نے اپنے قدموں کی طرف دیکھ لیا تو نیچے ہمیں ضرور دیکھ لیں گے۔

آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے)
ابوبکرؓ تمہارا ان دو اشخاص کے بارے میں کیا خیال ہے، جن کا تیسرا اللہ ہے۔ یعنی اللہ ان کہ ساتھ ہے۔
اللہ نے غار کے منہ پر ایک درخت اگا دیا اور اس پر کبوتروں کو حکم دیا کہ گھونسلہ بنائیں اور اُنہوں نے اس میں انڈے دے دیئے، اللہ نے مکڑی کو حکم دیا اس نے منہ پر جالا بنا دیا۔ پھر جب قریش کے لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلاش میں وہاں پہنچے تو ان میں سے ایک نے غار کی طرف دیکھنے کی کوشش کی تو کبوتر وغیرہ کے علاوہ اسے کچھ نظر نہ آیا اور اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ وہاں تو کبوتر ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کوئی نہیں ہے۔
مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ حرم مبارک میں جو کبوتر ہیں وہ اسی کبوتر کی نسل سے ہیں۔ جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے خیر فرمائی تھی۔
جب تین دن قیام کے بعد قریش کی تلاش میں کچھ کمی واقع ہوئی تو حضور (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے مدینہ کی طرف نکلنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے قبیلہ بنوالدیل کا ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن اریقط لیثی تھا اگرچہ وہ مشرک تھا لیکن بھروسے کا آدمی تھا۔ جو صحرائی اور بیابانی راستوں کا ماہر تھا۔ اس سے پہلے ہی اجرت پر مدینہ پہنچانے کا معاملہ طے ہو چکا تھا۔ دونوں حضرات نے اس کو امین بنا کر اپنی سواریاں ان کے حوالے کر دی اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ تیسری رات کے بعد اُونٹنیاں لے کر علی الصبح غار ثور پر پہنچ جائے گا۔ چنانچہ پیر کی رات ربیع الاول 1ھ ہجری چاندرات تھی بمطابق 16/ ستمبر 622ء عبداللہ بن اریقط سواریاں لے کر حاضر ہو گیا۔ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور عامر بن فہیرہؓ کے ساتھ ساحل کے راستے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ (بخاری)
عبداللہ بن اریقط آپ تینوں کو سب سے پہلے یمن کے رخ پر لے گیا اور جنوب کی سمت کافی دور تک چلا گیا پھر مغرب کی جانب مڑا اور ساحل سمندر کا رخ کیا پھر ایک ایسے راستے پر پہنچ کر جس سے عام لوگ واقف نہ تھے شمال کی طرف مڑ گیا۔ یہ راستہ ساحلِ بحر احمر کے قریب تھا اس پر بہت کم لوگ سفر کرتے تھے۔
ایک اُونٹنی پر آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلم) سوار تھے۔ دوسری پر حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور اُن کے ساتھ ان کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھے۔ عبداللہ بن اریقط اپنے اونٹ پر بیٹھ کر راستہ بتانے کے لئے آگے آگے چلتا تھا۔ لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے واقف تھے کیونکہ وہ شام کی تجارت کے سلسلہ میں ان کے پاس

سے اکثر گزرتے تھے۔ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے لوگ اتنا واقف نہ تھے۔ اس لئے راستہ میں جو شخص ملتا وہ حضرت ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھتا کہ یہ کون ہیں جو تمہارے آگے آگے چل رہے ہیں۔ حضرت ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جواب دیتے کہ

" هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِي السَّبِيْل "

یہ شخص مجھے راستہ بتاتا ہے۔ اس سے یہ مراد لیتے کہ آخرت اور خیر کا راستہ بتاتے ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم مکہ سے روانہ ہو کر ایک دن اور ایک رات مسلسل چلتے رہے۔ دوسرے دن دوپہر کے وقت دھوپ بہت شدید ہوگئی تو میں نے چاروں طرف نگاہ ڈالی کہ کہیں کوئی سایہ نظر آجائے تاکہ وہاں تھوڑی دیر قیام کر لیا جائے اس وقت مجھے ایک جگہ چٹان کے نیچے کچھ سایہ نظر آیا۔ میں نے وہاں پہنچ کر سواری سے اتر کر زمین صاف کی رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے لئے اپنی چادر بچھادی اور رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کی کہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) تھوڑی دیر کے لئے سو جائیے اور میں آپ کی نگرانی کرتا رہوں گا۔

پھر اچانک مجھے وہاں ایک چرواہا نظر آیا۔ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس لڑکے سے پوچھا کہ تو کس کا غلام ہے۔ اس نے ایک شخص کا نام لیا جس کو میں جانتا تھا۔ میں نے کہا تیری بکریوں کے پاس دودھ ہے اس نے کہا! ہاں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ ہمیں دودھ دے گا۔ اس نے کہا! ہاں۔ پھر اس نے بکریوں میں سے ایک بکری کو پکڑا اور میں نے اس سے کہا کہ اس کے تھن سے گرد و غبار صاف کرے۔ پھر اس نے اپنی ہتھیلی کو ایک دوسرے پر مار کر تھن صاف کئے اور مجھے دودھ دوھ کر دیا۔ میرے پاس رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ایک لوٹا تھا۔ جس کے منہ پر کپڑے کا ایک ٹکڑا بندھا ہوا تھا۔ پھر میں نے بچا ہوا پانی دودھ میں ڈالا اور میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) دودھ پی لیجئے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے دودھ پیا۔ یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) اور ہم روانہ ہوئے قریش مکہ کو ہمارے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا۔

سراقہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس قریش کے قاصد آئے اور اعلان کیا کہ جو شخص محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی ابو بکر کو زندہ یا مردہ گرفتار کر کے لائے گا تو ہر ایک کے بدلے (100) اونٹ انعام میں پائے گا۔ سراقہ نے کہا کہ اس وقت میں اپنی قوم بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا تو اتنے میں ایک آدمی میرے سامنے آیا۔ اس نے کہا کہ میں نے ابھی ساحل کے پاس چند افراد دیکھے ہیں میرے خیال میں وہ محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی ہیں۔

سراقہ کہتے ہیں میں سمجھ گیا کہ ضرور یہ وہی لوگ ہوں گے لیکن میں نے اس آدمی سے کہا کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں تم نے فلاں کو دیکھا ہے۔ جو ہمارے سامنے سے گزر کر گئے ہیں۔ میں نے اس خیال سے کہ انعام کی رقم کوئی دوسرا نہ لے جائے کچھ دیر تو محفل میں بیٹھا رہا اس کے بعد گھر میں گیا اور لونڈی سے کہا گھوڑا تیار کرے اور دور ایک ٹیلے کے پاس لے جا کر میرا انتظار کرے۔ پھر میں نے اپنا نیزا لے کر مکان کی پچھلی طرف سے نکلا اور اپنے نیزے کا نوک والا حصہ زمین پر ٹیک کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور جلدی سے اس کو سرپٹ دوڑانے لگا تا کہ جلد از جلد وہاں پہنچ جاؤں۔ جب میں ان کے قریب پہنچا اور میں نے پہچان لیا۔ عین اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر پڑا۔ پھر میں کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا تا کہ فال نکالے اور معلوم کرے کہ ان کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں فال میں نہیں آیا۔ عرب کے لوگ تیروں سے فال نکالتے تھے اور اس پر عقیدہ رکھتے تھے فال میں منع ہونے کے باوجود انعام کی لالچ میں میں آگے بڑھتا چلا گیا۔

میں محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے اتنے قریب پہنچ گیا کہ میں نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی قرآت کی آواز سنی اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی توجہ بالکل میری طرف نہیں تھی۔ لیکن اچانک ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میری طرف متوجہ ہوئے تو ایک دم میرے گھوڑے کے دونوں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے اور میں نیچے گر پڑا۔ پھر میں نے گھوڑے کو برا بھلا کہا اور پھر کھڑا ہوا مگر گھوڑا پاؤں زمین سے نہیں نکال سکا۔ گھوڑے نے پاؤں زمین سے نکالنے کی کوشش کی تو غبار آسمان پر بلند ہو گیا۔ اس وقت میں نے ایک دفعہ اور فال نکالی مگر وہی پہلے والی بات نکلی۔ پھر میں نے امان کے لئے پکارا تو آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) رک گئے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے قریب پہنچا تو اسی وقت میرے دل میں خیال آیا کہ جب مجھے ان تک پہنچنے میں یہ مصیبت آئی تو وہ اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی قوم نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے لئے (100) سو اونٹوں کا انعام رکھا ہے اور میں نے وہ سب باتیں بیان کر دیں جو لوگ آپ کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر میں نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو زادراہ اور کچھ سامان کی بھی پیش کش کی۔ مگر آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے تکلیف نہیں دی اور نہ مجھ سے کوئی چیز لی۔ صرف اتنا فرمایا کہ ہماری خبر ظاہر نہ کرنا۔ میں نے عرض کی کہ مجھے امان کے لئے کوئی تحریر لکھ دیجئے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے عامر بن فہیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو لکھنے کا حکم دیا انہوں نے ایک چمڑے کے ٹکڑے پر پر اس کو امان لکھ کر دی۔ (بخاری)

جب حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سراقہ کو اپنے اتنے قریب دیکھا تو خوف سے فرمایا کہ یہ شخص ہمیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے اس پر رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا

﴿ لا تحزن ا ن اللّٰہ معنا ﴾ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

سراقہ بن مالک بن جعشم جب تحریر لکھا کر جانے لگا تو رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ سراقہ اس وقت تیری کیا شان ہوگی جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے شاہی کنگن پہنائے جائیں گے۔ اس نے کہا کہ کسریٰ بن ہرمز کے؟ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! ہاں! سراقہ یقین نہ آنے کے انداز میں خوش ہوا۔

سراقہ جعرانہ کے مقام پر مسلمان ہوا حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عہد خلافت میں جب مدائن فتح ہوا اور کسریٰ کے سونے اور جواہرات حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سامنے پیش ہوئے تو حضرت امیر المومنینؓ نے سراقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بلا کر ان کے ہاتھوں میں کسریٰ کے شاہی کنگن پہنا دئے اور زبان سے فرمایا! اللہ اکبر! اللہ کی بڑی شان ہے کہ کسریٰ کے کنگن سراقہ اعرابی کے ہاتھوں میں پہنائے۔ (حلبی)

سراقہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے امان کی تحریر لے کر واپس لوٹا تو راستے میں اس کو اور بھی لوگ ملے جو رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی تلاش میں اس طرف آ رہے تھے ان سب کو یہ کہہ کر واپس لوٹا دیا کہ میں دیکھ آیا ہوں اس طرف کوئی سراغ نہیں ملا۔ دوران سفر ایک اور واقعہ بھی پیش آیا کہ جب رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے نکل گئے تو بریرہ بن خضیبؓ جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے نے کفار مکہ کا یہ اعلان سنا کہ جو محمد (ﷺ) کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو سو اونٹ انعام میں دئے جائیں گے۔ اس لالچ میں آ کر بریرہ بن خضیبؓ نے بھی قبیلہ کے ستر سوار ساتھ لئے اور تلاش میں نکل پڑا اور ایک جگہ آپ ﷺ کو تلاش کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں بریرہ بن خضیب ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا! اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہمارا کام خشک اور خنک ہے اور اس کی آخر صلح اور خیر ہے۔ پھر دریافت فرمایا کہ تم کون سے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں بنو اسلم سے ہوں۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا! " اَسْلَمْنَا " خیر و سلامتی ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا! بنی اسلم کی کون سی قوم سے ہو؟ عرض کیا کہ بنو سہم سے۔ پھر ارشاد فرمایا! تم نے اپنا حصہ پالیا یعنی تم نے اسلام سے اپنا حصہ پالیا۔ حضرت بریرہ بن خضیبؓ نے آپ ﷺ کی یہ شیریں گفتگو سنی تو حیران رہ گئے اور پوچھا کہ آپ (ﷺ) کون ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا! میں محمد بن عبداللہ اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوں۔ حضرت بریرہؓ یہ سنتے ہی آپ ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے اور ان کے ساتھ جو ستر سوار تھے انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ (سیرت حضرت ابوبکر صدیقؓ از مفتی محمد راشد نظامی)

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تو اپنی تمام پونجی جو چھ ہزار درہم بنتی تھی ساتھ لے گئے۔ ان کے والد ابوقحافہ جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے اور نابینا ہو چکے تھے کہنے لگے۔ واللہ! مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جس طرح ابوبکر خود گیا ہے، تم کو صدمہ پہنچا گیا ہے اسی طرح وہ مال بھی لے گیا ہے اور تمہیں مصیبت میں ڈال گیا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں دادا جان! وہ ہمارے لئے بہت مال چھوڑ گئے ہیں۔ اس کے بعد میں نے کچھ پتھر ایک کپڑے میں لئے اور اس کو دادا جان کے ہاتھ سے چھوا دیا اور کہا کہ دیکھئے یہ مال ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو خوب ہے اور تمہارے لئے کافی ہے۔

آٹھ روز کے سفر کے بعد آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلم) 12 ربیع الاول 1ھ ہجری بمطابق 23 ستمبر 622ء بروز پیر دوپہر کے وقت قباء پہنچے۔ اس وقت قباء یثرب سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا۔ لیکن یثرب کا ہی نواحی علاقہ کہلاتا تھا۔ وہاں قبیلہ بنوعمرو بن عوف کے لوگ بکثرت رہتے تھے۔ اسلام کا نور ان تک پہنچ چکا تھا۔ مکہ سے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی روانگی کی خبر کئی روز پہلے مدینہ پہنچ چکی تھی۔ اس لئے انصار مدینہ روزانہ صبح سے دوپہر تک بستی سے نکل کر آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے انتظار میں کھڑے رہتے تھے کہ آپ (ﷺ) دور سے آتے ہوئے نظر آئیں گے۔ جب دھوپ خوب تیز اور ناقابل برداشت ہو جاتی تھی تو وہ گھروں کو واپس لوٹ جاتے تھے۔

آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلم) دوپہر کے وقت پہنچے اس وقت قباء والے آپ کا انتظار کر کے گھروں کو واپس ہو رہے تھے کہ ایک یہودی نے ایک ٹیلے پر سے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو آتے دیکھ کر اندازے سے پہچان لیا اور بے اختیار پکارا۔ اے اہل عرب! تم جس کا انتظار کر رہے ہو وہ آ گئے۔ یہ آواز سنتے ہی لوگ والہانہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے استقبال کے لئے دوڑ پڑے اور تمام شہر تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھا۔ (ابن ہشام)

یہ سنتے ہی مسلمان ہتھیاروں سے لیس ہو کر آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے استقبال کے لئے دوڑے اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے اردگرد پروانوں کی طرح جمع ہوئے۔ جب آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) قباء میں داخل ہوئے تو انصار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے داخل ہونے کے وقت بے انتہا خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتَ الْوِدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
اَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

جَــئْــتَ شَــرَفْــتَ الْــمَــدِيْــنَــهَ يَــا خَيْــرَ دَاعٍ

ترجمہ: ہم پر بدر چاند ثنیات الوداع سے طلوع ہوا۔ جب تک کوئی دعا کرنے والا ہے ہم پر مبعوث ہونے والے نبی! آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) ایسا حکم لے کر آئے ہیں کہ اس کی اطاعت ضروری ہے۔

(بعض روایات میں ہے کہ یہ اشعار بچیوں نے آپ ﷺ کے مدینہ میں داخلے کے وقت پڑھے تھے)

ثنیات الوداع کے معنی ہیں رخصت کی گھاٹیاں۔ اہل مدینہ جب کسی کو مکہ کی طرف روانہ کرتے تو اس گھاٹیوں تک اس کو الوداع کہنے آتے تھے۔ اس لئے اس کا نام ثنیات الوداع مشہور ہو گیا۔

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک اونچی جگہ پر آبادی تھی۔ جسے عالیہ اور نباء کہتے تھے۔ یہاں انصار مدینہ کے کچھ خاندان آباد تھے۔ ان میں سے سب سے ممتاز بنی عمرو بن عوف کا خاندان تھا۔ اس خاندان کے سردار کا نام کلثوم بن الہدم تھا۔ حضور اکرم (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے گھر پر قیام کیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن اساف کے مکان پر ٹھہرے۔ (سیرت ابن کثیرؒ)

انصار میں سے جن لوگوں نے اب تک رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں دیکھا تھا وہ جوش عقیدت سے اور دیدار کے شوق سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سلام کرنے لگے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے اوپر دھوپ آ گئی۔ یہ تمیز کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ دونوں میں رسول اللہ ﷺ کون سے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے انتہائی حکیمانہ انداز سے آپ ﷺ پر سایہ کر کے لوگوں کی غلط فہمی دور کر دی۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے آئے اور اپنی چادر سے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) پر سایہ کر لیا۔ اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کون سے ہیں۔ (صحیح بخاری، مسلم شریف، زرقانی، سیرت ابن ہشام)

قباء میں چند روز قیام کرنے کے بعد جمعہ کے روز اللہ کے حکم سے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں بنو سالم بن عوف کے قبیلے کے پاس سے گزرے تو جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے وہاں ہی بطن وادی کے مقام پر تقریباً سو لوگوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی جس میں یہ اسلام کا پہلا جمعہ اور پہلا خطبہ تھا اس جگہ بعد میں مسجد تعمیر کی گئی جس کا نام مسجد جمعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنو نجار کے لوگوں کو یہ فضیلت بخشی۔ جہاں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی بیٹھی اس سے حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا دروازہ سب سے قریب تھا۔ حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا اصل نام

خالد بن زید انصاری ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے لپک کر کجاوہ اٹھالیا اور اپنے گھر لے کر چلے گئے۔ اس پر رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! آدمی اپنے کجاوے کے ساتھ ہے، دوسری طرف حضرت اسعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن زرارہ نے آکر اونٹنی کی نکیل پکڑ لی چنانچہ اونٹنی انہیں کے پاس رہی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ محلّہ سُخ قبیلہ بنی حارث بن خزرج کے ایک شخص خبیب بن اساف کے پاس قیام فرمایا۔ بعض کا کہنا ہے کہ اسی قبیلہ کے خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے ہاں ٹھہرے۔ (واللہ اعلم)

چند دن کے بعد ام المومنین حضرت سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی صاحبزادیاں حضرت فاطمہ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حضرت ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)، حضرت اسامہؓ بن زید اور ام ایمن (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بھی آگئے۔ ان سب کو حضرت عبداللہ بن ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لے کر آئے ان کے ساتھ ان کی بہن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بھی تھیں۔ البتہ رسول اللہ (ﷺ) کی صاحبزادی حضرت زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت ابوالعاص کے پاس رہ گئی تھیں۔ انہوں نے نہیں آنے دیا تھا وہ جنگ بدر کے بعد تشریف لا سکیں۔ (زادالمعاد)

روایت میں آتا ہے کہ جب مہاجرین مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ میں آئے تو اس جگہ کی ہوا میں سڑانداور بدبوتھی اور یہاں کی آب و ہوا ان کو راس نہیں آئی۔ اکثر مہاجرین بیمار پڑ گئے ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت بلالؓ اور حضرت عامر بن فہیرہؓ بھی تھے۔ بخار کی شدت نے ان کو پریشان کر دیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ روزآنہ بخار میں مبتلا صحابہ کرامؓ کی عیادت کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے والد کا حال پوچھا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زبان پر یہ شعر تھا۔

؎ کل امرء مصبح فی اهله
و الموت ادنی من شر اک نعله

(ہر شخص اپنے اہل وعیال کے ساتھ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ موت جوتے کے تسمہ سے بھی قریب تر ہوتی ہے)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حالت دیکھ کر حضرت عائشہ صدیقہؓ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور ان کی کیفیت بیان فرمائی۔

رسول کریم ﷺ نے اسی وقت بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی۔ یا اللہ! جس طرح تو نے ہمیں مکہ مکرمہ کی محبت عطا

فرمائی ہے اسی طرح مدینہ طیبہ کی محبت بھی عطا فرما، اس سے زیادہ عطا فرما اور ہمارے لئے اس کے صاع اور مدّ (پیمانے) میں برکت عطا فرما۔ اور ہمارے لئے اس کی آب وہوا کو صحت بخش بنا دے اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل فرما دے۔

(بخاری شریف، مسلم شریف)

اللہ نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی دعا قبول فرمائی اور مدینہ منورہ میں حالات بدل کے بہت بہتر ہو گئے۔ وہی یثرب ایک صحت بخش مقام اور خوشگوار آب وہوا کا شہر مدینہ طیبہ بن گیا۔

سرورِ کائنات ﷺ کی اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے گھر کے سامنے بیٹھنے سے پہلے بنو مالک بن نجار کے ایک محلّہ کے میدان میں بیٹھ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ کے مالکوں کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جگہ دو یتیم بھائی سہل اور سہیل کی ملکیت ہے اور ان کے سرپرست حضرت اسعد بن زرارہ ؓ تھے جو مدینہ منورہ میں اسلام لانے والے پہلے شخص تھے۔ یہ وہی جگہ تھی جسے رسول اللہ ﷺ نے دو یتیم بھائیوں سے خرید کر مسجدِ نبوی کی بنیاد رکھی تھی۔ مسجد نبوی ﷺ کے لئے جگہ کی قیمت حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ادا کی تھی۔ مسجد نبوی حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ایثار کی ایک اور مثال ہے۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں دیگر صحابہ کرام ؓ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے شانہ بشانہ کام کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ مسجد کی تعمیر میں پیش پیش رہے اور کمر پر پتھر باندھ کر لاتے تھے۔ ابتداء میں مسجد نبوی انتہائی سادہ تھی اور دیواریں پتھر اور گارے سے بنائی گئیں تھیں اور چھت کھجور کے پتوں کی بنائی گئی تھی۔

تعمیر مسجد کے بعد سیّدنا ابوبکر صدیق ؓ نے اپنی صاحبزادی سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ کی رخصتی کی۔ رسول کریم ﷺ کے پاس مہر کی رقم ادا کرنے کے لئے نہیں تھی۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے پانچ سو درہم بطورِ قرض لے کر سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ کے پاس بھجوا دئے اور پھر نہایت ہی سادگی کے ساتھ سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ کی رخصتی ہوئی۔ سیّدہ خود فرماتی ہیں کہ میری رخصتی میں نہ کوئی اونٹ ذبح ہوا اور نہ کوئی بکری، ہاں ایک پیالہ دودھ تھا جو حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کا سلسلہ قائم فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دینی بھائی حضرت خارجہ بن زبیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنا دئے گئے۔ (اسد الغابہ، سیرت ابن ہشام)

یہی خارجہ بن زید ؓ ہیں جن کی بیٹی حبیبہ بنت خارجہ ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت ام کلثوم بنت ابوبکر ؓ انہی کے بطن سے تولد ہوئیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی اور جن سرایا میں آپ کو بھیجا ان میں کامیابی کے ساتھ واپس لوٹے۔ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی خاطر اپنی جان و مال قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر حج بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری علالت کے دوران آپ کو امامت کرانے کا حکم دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو نماز اور حج دونوں میں امامت کا شرف عطا ہوا جس سے حقیقت شناس نظروں نے خلافت کے اشارے پالئے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کی خبر سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسا ناقابلِ برداشت صدمہ ہوا کہ وہ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے۔ عقلیں گم ہوگئیں آوازیں بند ہوگئیں۔ لوگ حیران و پریشان تھے کچھ لوگ جنگل کی طرف نکل گئے، کوئی جہاں تھا وہیں بیٹھا رہ گیا۔ حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر سکتہ طاری ہوگیا وہ آتے جاتے تھے لیکن کوئی بات نہیں کر پا رہے تھے۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیٹھ گئے ان میں ہلنے کی سکت نہ رہی۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وصال ہوگیا تو میں اسے قتل کردوں گا۔ حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ تاریک دن ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی قیام گاہ سخ سے گھوڑے پر سوار آئے اور اتر کر سیدھے مسجد میں داخل ہوئے اور کسی سے بات نہیں کی۔ اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے حجرے میں گئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس پہنچے۔ اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) یمنی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے چہرہ مبارک کھولا اور جھک کر بوسہ دیا اور رونے لگے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر دو مرتبہ موت طاری نہیں کرے گا۔ جو موت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقدر میں تھی وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر طاری ہو گئی۔ زندگی میں بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اچھے رہے اور موت بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خوشی سے قبول کی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات پر وہ چیز منقطع ہوگئی جو انبیاء میں سے کسی کی وفات پر منقطع نہ ہوئی۔ (یعنی نبوت)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تعریف سے بڑھ کر ہیں۔ گریہ زاری سے بے نیاز ہیں۔ زندگی بھر برگزیدہ رہے اور ایسے عام تھے کہ ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظروں میں برابر تھے۔ ہماری موت ہمارے اختیار میں ہوتی تو ہم اپنی جانوں کا نذرانہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی موت کے بدلے میں پیش کردیتے۔ اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے رونے سے منع نہ کیا

ہوتا تو ہم آنکھوں کا پانی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پرختم کر دیتے۔ پس جس کو ہم خود سے دفع کرنے پر قادرنہیں ہیں وہ حالات کا تغیر اور فنا ہے۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں ٹلتے نہیں۔ (صحیح بخاری)

اے اللہ! میری طرف سے ان کو سلام پہنچا دے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنے رب کے پاس ہمیں یاد رکھیے۔ ہمیں اپنے دل میں جگہ دیجیے جو قرار اور سکون آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چھوڑا ہے، وہ اگر نہ ہوتا تو اس وحشت میں جو اس کے بعد لاحق ہوئی ہم حواس قائم نہیں رکھ سکتے تھے۔ اے اللہ! اپنے نبی (ﷺ) کو ہمارا سلام پہنچا دے اور ان کی یاد کو ہمارے دل و دماغ میں محفوظ رکھ۔

پھر آپ (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لوگوں کی طرف نکلے جو شدید اضطراب اور عظیم ملال میں تھے۔ آپ (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک خطبہ دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آئے تو حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات نہیں ہوئی البتہ وہ ضرور لوٹ آئیں گے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ سلام لوٹ آئے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ پھر لوگ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف متوجہ ہو گئے اور انہوں نے فرمایا۔

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا خطبہ

لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بلا شبہ ہمارے آقا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کتاب ویسی ہے جیسے نازل ہوئی اور بلا شبہ دین بھی ویسا ہی ہے جیسا شروع ہوا اور حدیث بھی ویسی ہی ہے جیسا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیان کی اور قول وہی ہے جو اللہ نے کہا اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی واضح حق ہے۔

پھر فرمایا اے لوگو! جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ بلا شبہ محمد (ﷺ) وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔

پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَا ئِنْ مَّا تَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَا بِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَ اللّٰهَ شَيْئًاط وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ☆

(سورۃ آل عمران ۔ ۱۴۴)

ترجمہ: حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول ہیں، کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو ہرگز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ شکرگزاروں کو نیک بدلہ دے گا۔

پھر فرمایا! اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بارے میں پہلے ہی اشارہ کر دیا تھا لہٰذا گھبرانے کی ضرورت نہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے وہ چیز پسند کی جو اللہ کے پاس ہے (یعنی آخرت) نہ کہ وہ چیز جو تمہارے پاس ہے (یعنی دنیا) اور اس کے ثواب کے لئے اپنے پاس بلایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد تمہارے لئے ہدایت کے لئے اپنی کتاب اور اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنّت کو باقی چھوڑا ہے پس جس نے ان دونوں کو مضبوطی سے تھام لیا (یعنی اس پر پوری طرح عمل کیا) اس نے اچھا کیا اور جس نے ان دونوں میں فرق کیا یعنی کسی کو تسلیم کیا کسی کا انکار کیا تو اس نے برا کیا۔

اے ایمان والوں! تم انصاف قائم کرنے والے ہو جاؤ تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات سے شیطان تمہیں گمراہ نہ کر دے اور اپنے دین سے نہ پھیر دے۔ پس شیطان کے فتنہ میں ڈالنے سے پہلے خیر کو جلد لے لو اور خیر میں سبقت کر کے شیطان کو عاجز اور لاچار بنا دو اور شیطان کو اتنی مہلت نہ دو کہ وہ تم سے آکر ملے اور تمہیں کسی فتنہ میں مبتلا کر دے۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ خدا کی قسم! ایسا محسوس ہوا کہ لوگوں کو پہلے سے یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے اور جب حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس کی تلاوت کی تو سب نے آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے یہ آیت سیکھی۔ اب لوگوں کا یہ حال تھا کہ جو بھی سنتا تھا وہ اس کی تلاوت کرنے لگ جاتا تھا۔

حضرت سعید بن مسیّب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا۔ میں نے انہیں

تلاوت کرتے سنا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات ہوگئی ہے تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں اپنے پاؤں پر اپنا بوجھ نہ اٹھا سکوں گا اورزمین پر گر جاؤں گا۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت:

رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بعد آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی جانشینی کا معاملہ بھی پیدا ہوا۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے فورا بعد رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت حضرت فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر پر اکٹھے ہوئے باقی مہاجرین حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جمع ہوئے اور انصار حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع تھے۔ اس دوران کسی نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بتایا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہیں اور خلافت کا معاملہ زیر بحث ہے۔ اس لئے آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو فوراوہاں پہنچنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی معاملہ طے کیا جائے اور امت مسلمہ کے لئے تفرقہ کا باعث بنے۔ (ابن ہشام)

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہا کہ ہمیں اپنے انصاری بھائیوں کے پاس چلنا چاہئے تاکہ معاملہ کا جائزہ لیں۔ اس موقع پر امین الامت حضرت ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی ان کے ہمراہ تھے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) چادر اوڑھے موجود تھے ان کی طبیعت ناساز تھی۔ ان کے وہاں پہنچنے پر انصار کے خطیب نے اپنا موقف بیان کیا اور اپنے فضائل بیان کئے اور خلافت کے لئے اپنا حق ظاہر کیا۔ (ابن ہشام)

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے کھڑے ہوکر اپنا موقف بیان کیا۔ انہوں نے مہاجرین اول کے فضائل بیان کئے اور اس کے بعد انصار کی فضیلت اور اسلام پر ان کے احسانات کا ذکر کیا۔ انصار کے بارے میں جو کچھ قرآن میں نازل ہوا اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شان میں کہا تھا بیان کیا اور ارشاد فرمایا۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی کو اختیار کریں تو میں اس وادی میں چلوں گا جہاں انصار چلیں گے۔ پھر فرمایا کہ عرب سوائے قریش کے کسی اور کو تسلیم نہیں کریں گے اس لئے امیر قریش سے ہونا چاہئے اور تم ان کے وزیر ومشیر ہوگے اور اس لئے تمہیں اختیار ہے کہ تم ان دو افراد میں سے کسی ایک پر اتفاق کرلو۔ یہ کہہ کر حضرت ابوبکر (رضی

اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا ہاتھ پکڑ کر درمیان میں بیٹھ گئے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ کسی کے لئے مناسب نہیں کہ آپ (حضرت ابوبکر صدیقؓ) پر کسی کو فوقیت دے۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے یارِ غار ہیں، ثانی اثنین ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے بیماری کے دنوں میں نماز کی امامت کرتے رہے ہیں۔ اس کام کے لئے بھی آپؓ سے زیادہ کوئی حقدار نہیں۔ (فتح الباری، ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انصار نے اس موقع پر کہا کہ ایک امیر تم میں سے اور ایک ہم میں سے ہو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے انصار کے لوگو! تم اس سے واقف نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں کے لئے نماز کی امامت کے لئے حضرت ابوبکرؓ کو آگے کیا تھا سو تم میں سے کون یہ پسند کرے گا کہ ابوبکرؓ سے آگے بڑھے۔ یہ سن کر انصار نے کہا! ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے آگے بڑھیں۔ (مسند احمد)

حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت سعد بن عبادہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ ایک مرتبہ جب تم رسول اللہ ﷺ کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قریش ہی اس امرِ خلافت کے والی ہوں گے۔ ان میں سے اچھے اچھوں کے تابع ہوں گے اور بُرے بُروں کے۔ یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہؓ بولے۔ آپؓ نے سچ فرمایا! ہم وزراء اور تم امراء ہو۔ (مسند احمد)

امام ابن العربی مالکیؒ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قریش کے مستحق خلافت ہونے پر رسول اللہ ﷺ کی اس وصیت پر استدلال کیا جو انصار کے ساتھ خیر کا برتاؤ کرنے اور ان کے نیکوکار کو قبول کرنے اور خطا کار سے درگزر کرنے سے متعلق تھی۔ اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے کہا۔ اے ابوبکرؓ آپؓ اپنا ہاتھ بڑھایئے انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی پھر مہاجرین نے بیعت کی پھر انصار نے بیعت کی۔

دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے بیعت کی غرض سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑا تو حضرت اسید بن حضیر انصاریؓ اور حضرت بشر بن سعدؓ کھڑے ہوئے بیعت کرنے کے لئے ان میں حضرت عمرؓ سب پر سبقت لے گئے۔ جب تمام لوگوں نے متفقہ طور پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایک بیعت سقیفہ بنی ساعدہ میں ہوئی پھر بیعتِ عام مسجدِ نبوی میں دوسرے روز ہوئی جو کہ متفقہ تھی اور کسی نے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا خطبہ:

اے لوگو! میں تمہارا ولی مقرر کیا گیا ہوں اور تم میں سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر تم مجھے حق پہ دیکھو تو تم میری مدد کرنا اور تم مجھے باطل پر دیکھو تو میری اصلاح کرنا۔ جب تک میں اللہ کی اطاعت کرتا رہوں تم میری اطاعت کرنا اور اگر میں اللہ کی نافرمانی کرنے لگوں تو میری ہرگز اطاعت نہ کرنا۔ تم میں سے قوی میرے نزدیک ضعیف ہے جب تک کہ میں اس سے حق وصول نہ کرلوں اور تم میں سے جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے جب تک کہ میں اس کا حق نہ دلا دوں۔

یاد رکھو کہ جو قوم جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کر دیتی ہے۔ اسے خدا رسوا کر دیتا ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیلتی ہے اس کو خدا مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

دیکھو تمہارا اصرار ہے کہ میں اس امر کا زیادہ حقدار ہوں تو پھر میرے ساتھ تعاون کرنے میں بخل سے کام نہیں لینا اور یاد رکھنا کہ میں بھی انسان ہوں اور میرے پیچھے بھی شیطان لگا ہوا ہے۔ اگر تم مجھے کبھی غصہ کی حالت میں دیکھو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور جب تک میں سیدھا رہوں میری اطاعت کرتے رہو اور جب میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو تم مجھے سیدھا کر دو۔ مجھے بس یہی کہنا ہے میں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے مغفرت کا طلب گار ہوں۔

لیکن اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے انتخاب کو قطعی نہ سمجھا بلکہ شہر میں مسلسل تین روز تک اعلان کرایا گیا کہ لوگوں پر بیعت کی پابندی لازم نہیں ہے۔ وہ خلافت کے لئے کسی اور موزوں شخص کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ لیکن کوئی دوسرا امیدوار سامنے نہیں آیا۔ (انساب الاشراف)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے خلیفہ بننے کے بعد حضرت اسامہ بن زید ؓ کا لشکر جہاد کے لئے روانہ کیا جسے رسول اللہ ﷺ نے تیار کرایا تھا۔ آپ ؓ کے خلیفہ بنتے ہی منکرین زکوٰۃ اور جھوٹی نبوت کے دعویدار کھڑے ہو گئے۔ یہ ایسے فتنے تھے جس نے اسلام کی پوری عمارت کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ آپ ؓ نے اپنی حکمت، شجاعت اور دانشمندی سے ان کا مقابلہ کیا اور اور ان فتنوں کو ختم کیا۔ ان فتنوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام دشمن طاقتوں نے بھی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ جن علاقوں میں مسلمانوں کو کمزور پاتے ان پر حملہ کر دیتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ بیک وقت منکرین زکوٰۃ، مرتدین، جھوٹے نبی ہونے والے داعویداروں، اسلام دشمن طاقتوں سے لڑ رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ دین کی تبلیغ اور ترویج کا کام بھی جاری تھا۔ دینی تعلیم زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے معقول انتظام کئے گئے تھے۔ آپ ؓ نے سب سے اہم کام قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کرنے کا کام کیا کیونکہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ یمامہ میں بہت زیادہ حافظ شہید ہو گئے تھے۔ اس لئے

قرآن کا کتابی شکل میں موجود ہونا بہت ضروری ہو گیا تھا۔

دور صدیقیؓ میں معاشرے کے اوصاف

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں اور خلافتِ راشدہ کے ابتدائی دور میں اجتماعی طور پر معاشرے کے اوصاف کچھ اس طرح تھے۔ یہ معاشرہ اسلام کی تمام شرائط پوری کرتے ہوئے ایک مکمل اسلامی معاشرہ تھا۔ اللہ اور آخرت پر کامل ایمان تھا۔ اسلامی تعلیمات اور احکامات واضح طریقہ سے نافذ کئے ہوئے تھے۔ اسلامی تاریخ میں اس وقت کے معاشرے میں واقع ہونے والے گناہوں کی تعداد بہت کم تھی۔ دین ہی لوگوں کی زندگی اور اس کی روح تھی۔ دین صرف عبادات میں نہیں تھا بلکہ اخلاقیات، تصورات، خاندانی و معاشرتی تعلقات، خرید و فروخت، رزق حاصل کرنے کے مختلف ذرائع، امانت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ تمام امور میں مکمل طور پر نافذ تھا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاشرے کا ہر فرد ہی اعلیٰ ترین صفات کا حامل تھا۔ ان میں منافقین بھی تھے، باطنی طور پر کمزور اخلاق کے لوگ بھی تھے۔ لیکن اچھائی نمایاں ہونے کی وجہ سے منفی کردار زیادہ کھل کر سامنے نہیں آتے تھے۔ اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنے اور دینی تعلیم حاصل کرنے کا جذبہ بھرپور طریقہ سے گامزن تھا۔

یہ ایسا معاشرہ تھا جس میں اسلام کی حقیقی روح موجود تھی۔ امت صرف انسانوں کے اس مجموعہ کو نہیں کہتے جن کو زبان، زمین یا رنگ نے اکٹھا کر دیا ہو بلکہ ان کے اندر خیر کی قدریں ہوتی ہیں اور عقیدہ ان کو جوڑتا ہے۔ یہ امت زمین، قومیت اور رنگ پر قائم نہیں ہوتی بلکہ عقیدہ پر اس کی بنیاد ہوتی ہے جو عربی، عجمی، حبشی، رومی اور فارسی کو ایک لڑی میں پرو دیتا ہے۔ فاتح اور مفتوح کا فرق ختم کر دیتا ہے۔ اس کی کھلی مثال دورِ صدیقی تھا جب کہ دوسرے کسی معاشرے میں یہ خصوصیات نہیں نظر آتی تھیں۔

یہ ایک اخلاقی معاشرہ تھا جو دین کے احکامات اور توجیہات سے اخلاق کے اصول حاصل کرتا تھا۔ مرد اور عورتوں کو برابر کے حقوق حاصل تھے۔ یہ معاشرہ عریانیت، اختلاط، حیا سوز قول و فعل اور زنا سے خالی تھا۔ شاذ و نادر ایسے اخلاق سوز واقعات ہوتے تھے اور جو ہوتے تھے ان کو اس کی سزا بھی ملتی تھی۔ لیکن اخلاقی اصول مرد و عورت کے تعلقات سے کہیں وسیع تر تھا۔ یہی اخلاقی اصول حکومت و سلطنت میں بھی پایا جاتا تھا۔ دھوکہ و فریب، چوری اور دوسرے کا مال غصب کرنے اور بہتان طرازی کا گزر تک نہیں تھا۔

یہ ایک سنجیدہ معاشرہ تھا ہر شخص اپنے معاملات میں مشغول تھا دوسرے کے معاملات میں بلاوجہ کوئی ٹانگ نہیں اڑاتا تھا۔ لوگ بے کار اور فضول کاموں میں اپنا وقت برباد نہیں کرتے تھے۔ جہاد فی سبیل اللہ اس معاشرے کی زندگی کا اہم حصہ تھا تمام شعبوں میں اس کی روح کارفرما تھی۔ کسی بھی مہم کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرنے میں کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی تھی۔ لوگوں کو فوجی تربیت دینے کی ضرورت نہیں پیش آتی تھی۔ یہ ایک عبادت گزار معاشرہ تھا۔ لوگ فرائض اور نوافل کی ادائیگی میں کوئی کمی نہیں چھوڑتے تھے۔ قرآن اور احادیث مبارکہ سے مستقل شغف رہتا تھا۔ کاروبار، خرید وفروخت ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتی تھی۔ عورتیں اپنے گھریلو کام کاج کے دوران ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہوتی تھیں۔ اسی وجہ سے یہ اسلامی تاریخ کا مثالی دور قرار پایا۔ فتوحات کی تحریک پوری تاریخ میں تیز ترین تحریک ثابت ہوئی اور پچاس سال سے کم عرصہ میں مغرب میں بحر اوقیانوس سے لے کر مشرق میں ہندستان تک پھیل گئی۔ اسی طرح مفتوحہ علاقوں کے لوگوں کا بغیر کسی زور زبردستی کے اسلام میں داخل ہونا اس کی اہم ترین خصوصیت تھی۔ ان کے اندر اسلام کی محبت پیدا ہوئی اور انہوں نے اپنی خوشی سے اسلام کو قبول کیا۔ (سیدنا ابوبکر صدیقؓ۔ ڈاکٹر محمد احمد محمد اصلابی ۳۸۳۔۳۸۵)

مقام صدیقؓ: امام ترمذیؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ جب مہاجرو انصار کی مجالس میں تشریف لے جاتے تو مجلس کا کوئی فرد آپ ﷺ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔ البتہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ آپ ﷺ کی جانب نظریں بھر کر دیکھتے تھے اور مسرت کے عالم میں مسکراتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی آپؓ دونوں کو دیکھ کے مسکراتے رہتے تھے۔

ترمذی، حاکم، اور طبرانی نے لکھا ہے کہ ایک دن رسول کریم ﷺ مسجد میں اس شان سے تشریف فرما ہوئے کہ آپ ﷺ کے دائیں بائیں ابوبکرؓ و عمرؓ تھے پھر آپ ﷺ نے دونوں کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا! روز محشر اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔

ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے: ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا اور رات روشن تھی اور ستارے آسمان پر چمک رہے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی ہوں گی؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا! ہاں وہ عمرؓ کی ہیں۔ پھر میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! میرے والد کی نیکیاں کس درجہ پر ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! عمرؓ کی تمام نیکیاں ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے صرف ایک نیکی کے برابر ہے۔ (مشکٰوۃ المصابیح کتاب المناقب الفصل الثالث حدیث ۶۰۶۸ ج ۳ ص ۳۴۰)

مقام صدیقیت:

ایک تو آپؓ کا لقب صدیق تھا دوسرے آپؓ کو مقام بھی " صدیقیت " عطا ہوا۔ صدیقیت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے جتنے نبی اور رسول دنیا میں تشریف لائے ہر نبی کے بعد آنے والے نبی نے پہلے نبی کی تصدیق کی جن کو مصدق کہا جاتا تھا۔ رسول کریم ﷺ کے بعد چونکہ کسی اور نبی نے نہیں آنا تھا اس لئے اب " مصدق " کے بجائے " صدیق " کا منصب تجویز ہوا۔ گویا اب ختم المرسلین ﷺ کی تصدیق مصدق نہیں بلکہ صدیق کرے گا۔

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں! صدیقِ اکبر نے اپنے قلب کو ظاہراً اور باطناً ہر پہلو سے رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا تھا۔ علم، عقیدہ، حال، آداب، اخلاق ومحبت، تعلقات، اپنی پسند و ناپسند غرض ہر بات میں صدیقِ اکبرؓ رسول اللہ ﷺ کا تابع تھے۔ ان کو تعریف کی تمنا ہوتی اور نہ ظاہری فوائد کی۔ نہ کشف والہام کا انتظار ہوتا تھا۔ (مدارج السالکین: ۱/۴۰۷)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے صدیق کے کچھ خصائص اور علامات بھی بیان فرمائی ہیں۔ جیسے وہ حق کے لئے جو نبی پر نازل ہوتا ہے اپنی جان و مال تک قربان کر دیتا ہے۔ حق سے محبت کی وجہ سے وہ کسی بات میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ وحی کے انوارات و تجلیات نبی کی روح سے چھن چھن کر صدیق کی روح پر عکس ڈالتے ہیں۔ یہ سب علامات حضرت ابوبکر صدیقؓ میں بکمال و اتمام پائی جاتی تھیں۔ اس وجہ سے پیغمبر کے بعد نہ کوئی اس سے افضلیت کا مستحق ہے اور نہ ہی خلافت نبوت کا۔ (حجۃ اللہ البالغہ: ۲/۶۸۔۷۰)

نبوت اور صدیقیت کے درمیان کوئی چیز یا مقام نہیں ہے۔ اس کی تائید قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے۔ اور احادیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ نبوت کے بعد صدیقیت کا مقام ہے۔ اس بات کو مولانا ابوالکلام آزادؒ نے ان الفاظ میں بیان کیا کہ آئینے اور بھی ہزاروں ہوتے ہیں اور آئینہ ہونے کی وجہ سے اصلاً انعکاس لئے مستعد ہیں لیکن کثافت اور زنگ کی وجہ سے فوراً عکس قبول نہیں کرتے اور کچھ عرصہ کی اور تزکیہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ پھر زنگ اور کثافت کی بھی مختلف حالتیں اور مختلف مراتب ہیں۔ کوئی آئینہ جلد صاف ہو جاتا ہے اور کوئی دیر میں اور کسی کا زنگ اس حد تک پہنچ چکا ہوتا ہے کہ صاف ہونے کی امید باقی نہیں ہوتی۔ سیّدنا ابوبکر صدیقؓ کے آئینۂ مجلیٰ و مصفیٰ نے کس طرح پہلی نظر میں عکس قبول کر لیا تھا۔ یہ صدیقیت تھی جو جمال نبوت دیکھتے ہی پکار اٹھی! (واللہ ما ھذا بوجہ کذاب) (تذکرہ: ص۱۱۱)

مولانا مزید فرماتے ہیں! نبوت کی قوت فاعلہ کے لئے صدیقیت کو ایک خاص قسم کا انفعال سمجھنا چاہئے۔ اس لئے ہر نبی کے ساتھ سب سے پہلی جماعت صدیقین ہی کی ہوتی ہے اور اسی طرح ہر داعی حق اور ہر کشف وظہور حقیقت کے لئے

ہمیشہ ایک گروہ ایسے باصلاحیت اصحاب کا ہوتا ہے جو پہلی نظر میں حق کو پہچان لینے والا اور سب سے پہلے حقائق کو پا لینے والا ہوتا ہے۔ اس کی فطرت میں حق کی طلب میں وہ مناسبت ہوتی ہے جو لوہے کو مقناطیس سے ہے حالانکہ دوسری کمزور آنکھ اس وقت دیکھتی ہے جب وہ چیز بالکل سامنے آجاتی ہے یا اجالا بہت زیادہ ہو چکا ہوتا ہے۔ (تذکرہ: ص۱۱۰) (صدیق اکبرؓ۔ حافظ اظہر محمود)

تصوف اور حضرت صدیق اکبرؓ

طریقت یا تصوف کی اصطلاح عہدِ رسالت اور عہدِ صدیقی میں موجود نہیں تھی۔ لیکن بعد میں جن اوصاف پر طریقت یا تصوف کی بنیاد رکھی گئی وہ سب صحابہ کرامؓ میں موجود تھے۔ کسی میں زیادہ کسی میں کم۔ تصوف کے ان اجزاء میں کچھ درج ذیل ہیں:

خشیت الٰہی، زہد و تقویٰ، پابندی شریعت، توکل علی اللہ، تواضع، عبرت پذیری، عجز و انکسار، رقت قلب، فقر و استغنا، صبر و تحمل، شفقت علی الخلق، زبان کی حفاظت، رضا، محبتِ رسول اللہ ﷺ۔

تصوف میں صوفیاء کرام کی سب سے بڑی سند صدیق اکبرؓ ہیں، صوفی ہونے کی شان صفا آپؓ ہی کا خاصہ تھی۔ اس لئے صفا حقیقی کے لئے ایک اصل اور ایک فرع ہے۔ اصل تو دل کا ماسوا اللہ تعالیٰ سے منقطع ہونا ہے اور فرع دل کا دنیا کی محبت سے خالی کر دینا ہے۔ یہ دونوں صفات حضرت ابوبکر صدیقؓ میں انتہائی گہرائی کے ساتھ تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ وہ ہستی ہیں جنہیں امام اہل طریقت اور مقتداء اہل تصوف کہا جا سکتا ہے۔ یہی وہ پاک باطن تھے جن کا قلب اغیار سے اس قدر صاف تھا کہ صحابہ کرامؓ میں بھی کوئی اس کا ہمسر نہیں تھا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! جب مجھ پر دنیا وسیع ہو جائے تو مجھے آفات سے محفوظ رکھ یعنی مال عطا فرما تا کہ اس کا شکر ادا کروں اور پھر ایسی توفیق عطا فرما کہ تیرے لئے مال و دولت سے ہاتھ کھینچ لوں اور پھر اس سے مستغنی ہو کر منہ پھیر لوں تا کہ مجھے شکر گزاری اور انفاق فی سبیل اللہ کا درجہ حاصل ہو جائے اور درجہ صبر کا اس قدر عطا فرما کہ فقر کی حالت میں مضطرب نہ ہو جاؤں تا کہ میرا فقر اختیاری ہو۔

ایک دفعہ آپؓ نے فرمایا! اللہ کی قسم! میں اس خلافت اور امارت کا حریص نہیں ہوں اور نہ تھا اور کسی دن رات میں اس کی خواہش میرے دل میں نہیں ہوئی اور میری رغبت اس کی طرف نہیں اور نہ میں نے کبھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خفیہ یا اعلانیہ اس کے لئے دعا کی اور مجھے اس میں کوئی راحت اور خوشی نہیں۔

بلا شبہ یہ حقیقت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ صادق کو کمال صدق پر پہنچا دیتا ہے تو وہ کسی معاملہ کو اپنے اختیار میں نہیں رکھتا بلکہ منتظر ہوتا ہے کہ بارگاہ الٰہی کی طرف سے کیا حکم صادر ہوتا ہے پھر اگر حکم وارد و صادر ہوتا ہے کہ فقیر بن کر رہ تو فقیری کو پسند کر لیتا ہے اور حکم آتا ہے کہ امارت پر متمکن ہو تو امیر بن جاتا ہے کسی معاملہ میں اسے اپنے اختیار کا تصرف و اختیار نہیں ہوتا نہ وہ خود کسی معاملہ میں تصرف کرنا چاہتا ہے جیسا کہ ابوبکر صدیقؓ کہ آپؓ نے ابتداء میں بھی تسلیم و رضا ہی اختیار فرمائی اور انتہا میں بھی تسلیم و رضا کے محور پر رہے چنانچہ تسلیم و رضا کے مسئلہ پر جتنے طبقے بعد میں ہوئے سب کے سب آپؓ کو اپنا امام و پیشوا مانتے چلے آرہے ہیں اور آپؓ تمام ارباب تسلیم و رضا کے امام اور اہل طریقت کے خاص پیشوا ہیں۔ (کشف المحجوب)

سب سے پہلے تزکیہ نفس کے لئے کلمہ طیبہ کا طریقہ ذکر کی تلقین حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کی۔ حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے کہ توحید میں بزرگ تر کلام حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ مقولہ ہے:

﴿ سُبْحَانَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلْ لِخَلْقِهٖ سَبِيْلاً اِلَّا بِا لْعِجْزِ ﴾

(پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی مخلوق کے لئے سوائے عجز کے کوئی راستہ نہیں بنایا)

کشف المحجوب میں تحریر ہے کہ طریقہ تصوف کے امام ابوبکرؓ ہیں۔ **انقطاع عن الاغیار** جو تصوف کی جان ہے۔ ان کے اس خطبہ میں عیاں ہے؛ **الامن کان یعبد محمدا** ۔۔۔الخ حبِ دنیا سے پاک وصاف ہونے کی شہادت غزوۂ تبوک کا واقعہ ہے: **ما خلقت لعیا لک قال اللہ و رسولہ** جب رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑ آئے: فرمایا! اللہ اور اس کا رسول ﷺ۔ (یہ توکل کی انتہاء تھی)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے تصوف صدیقی کے ذیل میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ان تمام اوصاف کی تفصیل لکھی ہے جو تصوف کی بنیاد ہیں۔ مثلاً توکل، احتیاط، تواضع، مخلوق خدا سے شفقت، عجز و انکساری، رقت قلب، تحمل، فقر و درویشی، رضا اور خوف الٰہی

اس کی تفصیل انہوں نے اپنی کتاب " ازالۃ الخفاء " میں لکھی ہے جو خوف الٰہی کی ایک مثال پیش کرتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک روز درخت پر چڑیا بیٹھی دیکھی تو حسرت سے کہا!

طوبیٰ لک یا طیر تاکل من شجرۃ و تستظل من
شجرۃ و تصیر الی غیر حساب یا لیت ابا بکر مثلک

اے پرندے! خوش حال ہے تو، پھل کھاتا ہے، درخت کے سائے میں بسیرا کرتا ہے، حساب کتاب کا کوئی کھٹکا

نہیں۔ کاش ابوبکر تجھ جیسا ہوتا۔

نماز میں خشیت الٰہی کا یہ عالم ہوتا کہ ایک خشک لکڑی کی طرح کھڑے ہوتے تھے۔ طریقہ نقشبندیہ جو آج تک عالم میں فیض رساں ہے۔ اس کا سلسلہ بہ واسطہ حضرت امام جعفر صادق حضرت ابوبکر صدیق تک پہنچتا ہے۔

حضرت ابوبکر واسطی کا قول ہے کہ امت محمدیہ میں سب سے پہلے تصوف کا راز حضرت ابوبکر صدیق نے اشارتاً فاش کیا جس سے اہل دل نے لطائف اخذ کئے اور وہ راز یہ تھا کہ جب وہ اپنے تمام مال و اسباب سے دست بردار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا تو انہوں نے پہلے خدا کا نام لیا پھر رسول اللہ ﷺ کا اور امت مسلمہ کو ایک بہت اہم پیغام دے دیا۔ اس کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق کے اور بھی بہت سے اشارات ہیں جن سے دوسرے لطائف نکلتے ہیں جو اہل حقیقت کو معلوم ہیں۔ (اسوۂ صحابہ حصہ دوم از مولانا عبدالسلام ندوی بحوالہ کتاب اللمع)

علامہ ابونصر اللہ ابن علی السراج الطّوسی کتاب للمع میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''حضرت ابوبکر صدیق کی ذات اقدس میں اور بھی بہت سے معنی جمع ہو گئے تھے جن کے ساتھ اہل حقیقت اور ارباب قلب نے استفادہ کیا۔''

مثلاً حضرت صدیق اکبر کے توکل کا یہ حال تھا کہ تمام مال اللہ کی راہ میں دے دیا اور فرمایا کہ اہل و عیال کے لئے میں نے صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑا ہے۔ ورع و تقویٰ کی یہ حالت تھی کہ جب ایک مرتبہ اپنے غلام کے ہاتھ سے کوئی چیز کھائی اور یہ معلوم کر کے کہ وہ مشتبہ تھی تو حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔ احتیاط کی یہ کیفیت تھی کہ آپ اول شب میں وتر ادا کرتے تھے کہ کہیں سو نہ جائیں اور حضرت عمر فاروق آخری شب میں وتر ادا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے معلوم ہونے پر فرمایا کہ ابوبکر نے احتیاط کو پیش نظر رکھا اور عمر نے قوت کو۔ آپ زبان کے شر سے اتنا ڈرتے تھے کہ ایک مرتبہ اپنی زبان کو پکڑ کے کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے روکا تو فرمایا! یہی وہ چیز ہے جس نے مجھے مصیبتوں میں گرفتار کر رکھا ہے۔ (ازالۃ الخفاء۔ کتاب اللمع)

سکینۃ الاولیاء کے مصنف داراشکوہ اپنی تصنیف میں بزرگان دین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ کوئی بھی صوفی اس وقت تک مقام فنا کو نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ صوفی خلوص نیت سے حضرت ابوبکر صدیق کی پیروی نہ کرے۔

حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں سرور کونین ﷺ کا فرمان ہے:

میں نے کہا کہ میں پیغمبر ہوں تو وہ بغیر کسی معجزہ کو دیکھے مجھ پر ایمان لے آیا۔ جب میں نے کہا کہ مجھے معراج کی سعادت حاصل ہوئی ہے تو اس نے میرے واقعہ معراج کی تصدیق کی۔

صوفیہ کے نزدیک تصوف کے اکثر سلسلے حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی طرف منسوب ہیں البتہ ایک سلسلہ نقشبندیہ حضرت سلمان فارسی ؓ کے واسطے سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی طرف منسوب ہے۔

نوٹ: سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے تفصیلی حالاتِ زندگی پر مبنی مؤلف (سکندر نقشبندی) کی ایک کتاب ''ثانی اثنین'' کے نام سے انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ قارئین اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا وصال:

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ایک دن شدید سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے غسل کر کیا جس کی وجہ سے آپ ؓ کو بخار ہو گیا۔ آپ ؓ پندرہ دن اس بخار میں مبتلا رہے اور پھر آپ ؓ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ والد ماجد کی علالت کا آغاز اس طرح ہوا کہ آپ ؓ نے 7 یا 21/ جمادی الاخریٰ 13 ھ بروز پیر غسل فرمایا اس دن شدید سردی تھی جس کی وجہ سے ان کو بخار ہو گیا اور پندرہ دن تک بیمار رہے۔ بخار کی وجہ سے اس عرصہ میں آپ ؓ نماز کے لئے باہر تشریف نہ لے جا سکے اور اسی بخار کی حالت میں آپ ؓ کا وصال ہو گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو غسل اور کفن کے بعد اسی چارپائی پر مسجدِ نبوی لے جایا گیا جس پر رسول اللہ ﷺ کا جسم اطہر رکھ کر قبر انور میں اتارا گیا تھا۔ حضرت ابو محمد ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے چار تکبیروں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا جنازہ پڑھایا۔ (الریاض النضرۃ ج ا ص ۲۵۸)

حضرت سعید بن مسیّب ؒ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی نماز جنازہ قبر مبارک اور منبرِ رسول ﷺ کے درمیان ادا کی گئی۔ (الریاض النضرۃ ج ا ص ۲۵۸)

مسجدِ نبوی میں آپ ؓ کا جنازہ روضہ اطہر اور منبرِ رسول ﷺ کے درمیان رکھا گیا جہاں حضرت عمر فاروق ؓ نے ان کی نمازِ جنازہ ادا کرائی۔ (طبقات ابن سعد)

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے وصال سے پہلے وصیت کی تھی کہ میرے جنازے کو تیار کر کے حجرہ انور میں جس میں رسول اللہ ﷺ کا روضہ اطہر ہے سامنے رکھ کر عرض کرنا: " السلام علیک یا رسول اللہ (ﷺ) یہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ (ﷺ) کے دروازے پر حاضر ہے " پھر جیسا حکم ہو ویسا کرنا۔ چنانچہ آپ ؓ کی وصیت کے مطابق آپ ؓ کا جنازہ تیار کر کے حجرہ انور کے سامنے رکھ دیا گیا اور عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ! یہ آپ ؓ کے یارِ غار

ابوبکر(صدیقؓ) آپ ﷺ کے دروازے پر حاضر ہیں اوران کی تمنا ہے کہ آپ ﷺ کے حجرہ انور میں دفن ہوں۔ یہ سن کر حجرہ اقدس کا دروازہ جو کہ بند تھا خودبخود کھل گیا اور آواز آئی:

ادخلوا الحبیب الی الحبیب فان الحبیب الی الحبیب مشتاق

(یعنی حبیب کو حبیب سے ملا دو کیونکہ حبیب کو حبیب سے ملنے کا اشتیاق ہے)

حضور اکرم ﷺ کے روضہ اطہر سے جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دفن ہونے کی اجازت عطا ہوئی تو جنازہ کو اندر لے جایا گیا اور رسول کریم ﷺ کے شانہ مبارک کے متوازی آپؓ کا سر رکھا گیا۔

(سیرۃ الصالحین)(الخصائص الکبریٰ باب حیاتہ فی قبرہ۔۔الخ ج۲ص۴۹۲، السیرہ الحلبیۃ باب بذکر فیہ مدۃ مرضہ۔۔الخ ج۳ص۵۱۷، لسان المیز ان حرف العین المھملۃ من اسمہ عبدالجلیل ج۴)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وصیت کے مطابق سرورِ کائنات ﷺ کے پہلو میں آپؓ کی قبر تیار کی گئی۔ حضرت عثمان غنیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے آپؓ کو قبر میں اتارا۔ جس رات آپؓ کا انتقال ہوا اسی رات کی تدفین کی گئی۔ (طبقات ابن سعد ذکر وصیۃ ابی بکر ج۳ص۱۵۶، تاریخ اسلام)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فضائل کے متعلق کتاب میں ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو ایک ہی مٹی سے تخلیق کیا تھا اور تینوں کو ایک ہی خمیر سے خلقت عطا کی تھی۔ اس لئے یہ تینوں حضرات ایک ہی جگہ دفن ہوئے اور جب قیامت کا سور بجے گا تو تینوں ایک ہی گنبد کے سائے سے نکلیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

﴿انا و ابو بکر و عمر خلقنا من تربۃ واحدۃ فیھا تدفن﴾

میں ﷺ ابوبکرؓ، اور عمرؓ ایک ہی مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی میں دفن ہوں گے۔

(فتاویٰ افریقہ:ص۹۹، فردوس الاخبار، رقم الحدیث۵۷۷۵۲، کنز العمال:۳۲۶۸۳)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سوا دو سال خلافت کی بعض روایات میں دو سال سات ماہ بھی لکھا ہے۔

2 ۔ حضرت سلمان فارسیؓ

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایران کے ایک شہر ہرمز کے مضافات کے ایک قصبہ جی کے رہنے والے تھے۔ ایران کے عام مذہب کے مطابق آپ اور آپ کے والد بھی آتش پرست تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ آتش پرستی کوئی صحیح بات معلوم نہیں ہوتی۔ آپ اپنے باپ سے اس مذہب کو چھوڑنے کے لئے کہا لیکن باپ کسی طرح آتش پرستی چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوا۔ بالآخر تنگ آ کر آپ نے اپنے باپ کو چھوڑ دیا اور شام چلے گئے اور یہ سوچ کر کے نصرانی مذہب کم از کم آتش پرستی سے بہتر ہے، ایک نصرانی عالم کے پاس مقیم ہوگئے اور اس کی خدمت میں رہنے لگے۔ یہ آپؓ کی نوعمری کا زمانہ تھا۔ جب اس نصرانی عالم کا انتقال ہوگیا تو دوسرے عالم کے پاس گئے دوسرے کا انتقال ہوا تو تیسرے کے پاس اور تیسرے کا انتقال ہوگیا تو چوتھے عالم کے پاس چلے گئے۔ ان میں سے کسی نے ہمدردی کی اور کسی نے تکلیف پہنچائی ہر ایک عالم نے انہیں الگ الگ باتیں بتائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت لمبی عمر عطا فرمائی تھی تقریباً تین سو سال (بعض روایات میں ایک سو بیس سال کا ذکر ہے) عمر پائی۔ آپؓ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ میں دس سے زیادہ افرد کے ہاتھوں میں بدلتا رہا۔ ایک آقا سے دوسرے کی طرف بالآخر آٹھ دس عالموں سے منتقل ہونے کے بعد ایک نصرانی عالم کے پاس پہنچا جوان سب سے بہتر تھا۔ حسنِ سلوک کے معاملہ میں بھی اور دینی اعتبار سے بھی صحیح عالم معلوم ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے بھی مرنے کا وقت آ گیا تو آپ نے اس سے کہا کہ آپ بھی رخصت ہونے والے ہیں تو بتائیں کہ میں آپ کے بعد کہاں جاؤں۔

اس نے کہا کہ اب تمہیں کسی اور عالم کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ نبی آخرالزماں (ﷺ) کی بعثت کا وقت قریب آ گیا ہے اور وہ مجھے اتنا پتہ ہے کہ وہ عرب کے کسی ایسے علاقے میں ہوں گے جہاں نخلستان زیادہ ہوں گے۔ میں تمہیں ان کی علامات بتا دیتا ہوں کہ وہ صدقہ نہیں کھائیں گے، ہدیہ قبول کرلیں گے اور ان کے شانہ مبارک پر مہر نبوت ہوگی۔ یہ تین علامتیں تمہیں بتائی ہیں اگر وہ تمہیں مل گئے تو سمجھنا یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہوگی اور پھر ان کے ساتھ زندگی گزارنا یہ وصیت کرکے نصرانی عالم کا انتقال ہوگیا۔

اب آپ کا عرب جانے کا ارادہ ہوا۔ ایک قافلہ جا رہا تھا۔ آپ نے ان سے کہا کہ میں عرب جانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے شامل کرلیا۔ راستے میں انہوں نے غداری کر کے آپ کو غلام بنالیا اور ایک بازار میں جا کر بیچ دیا۔ مدینہ منورہ کے

قبیلہ بنو قریضہ کے ایک یہودی عثمان بن سہل نے آپ کو خرید کر مدینہ منورہ لے آیا۔ اس طرح آپ مدینہ منورہ پہنچ گئے، مدینہ منورہ پہنچ کر کے آپ نے دیکھا کہ وہاں نخلستان بہت ہیں اور یہی وہ مطلوبہ جگہ ہے جس جگہ کی میرے استاد نے پیشین گوئی کی تھی شاید اس لئے بڑے خوش ہوئے۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہودی جس کے آپ غلام تھے بڑا اکڑ اور سخت تھا۔ بڑی سخت خدمت لیتا تھا۔ انہوں نے سوچا اب اس طرح زندگی گزارنی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کوئی بندوبست کریں گے چنانچہ اس یہودی کی خدمت کرتے رہے۔

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ایک دن اس یہودی کی خدمت کے دوران میں اس کے باغ میں تھا اس نے مجھ سے کہا کہ کھجور کے درخت پر چڑھ جاؤ اور کھجوریں توڑو۔ میں درخت سے کھجوریں توڑ رہا تھا اور میرا آقا درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چچا زاد بھائی آیا اور آکر کہنے لگا۔ اللہ ان بنو قیلہ کے لوگوں کو ہلاک کرے (بنو قیلہ انصار کا پرانا لقب تھا) قباء میں ایک آدمی آیا ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور سب اس کے گرد اکٹھے ہو رہے ہیں۔

سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں چونکہ پہلے سے ہی انتظار میں تھا اس لئے میرے کان میں جب یہ آواز پڑی کہ لوگ ایک ایسے شخص کے گرد اکٹھے ہو رہے ہیں جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یہ سنتے ہی میرے جسم میں کپکپی طاری ہوگئی اور مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں درخت سے نیچے کود پڑا اور اپنے آقا سے اجازت چاہی کہ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں ذرا کام ہے، وہ چونکہ بڑا سخت تھا اس نے کہا کہ تمہیں نہیں جانے دوں گا۔

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے بہت منت سماجت کی کہ مجھے تھوڑی دیر کی چھٹی دے دو لیکن اس نے کہا جب تک ساری کھجوریں نہیں اتار لو گے اس وقت تک نہیں جانے دوں گا۔ چنانچہ وہ دن میں نے بڑی مشکل سے گزارا۔ کھجوریں کاٹ کر شام کو جب چھٹی ملی تو میں نے ان میں سے تھوڑی سی کھجوریں ہاتھ میں لیں اور قباء پہنچ گیا۔ جہاں لوگ کہہ رہے تھے کہ حضور اقدس (صلّی اللہ علیہ وسلم) وہاں ہوں گے تو دیکھا کہ حضور اقدس (صلّی اللہ علیہ وسلم) تشریف فرما ہیں۔

حضور اقدس (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے آس پاس لوگ بیٹھے ہیں میں جا کر خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ آپ سب لوگ مسافر اور حاجت مند ہیں۔ اس لئے آپ کی خدمت میں صدقہ لے کر آیا ہوں۔ آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ ہم صدقہ نہیں کھاتے تم لوگ کھا لو یا جو مستحق ہیں ان کو دے دو اس طرح نصرانی عالم نے جو تین علامات بتائیں تھیں ان میں سے پہلی علامت ظاہر ہوگئی۔

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اٹھ کر آ گئے اور دوسری بار کچھ اور چیزیں لے کر گئے اور کہا کہ یہ کچھ ہدیہ لے کر آیا ہوں اگر آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) قبول فرمائیں آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے قبول فرمائی۔ دوسری علامت بھی ظاہر ہوگئی۔

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پھر تیسری بار حاضر ہوئے تو حضور اکرم (صلّی اللہ علیہ وسلم) صحابہ کرام ؓ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ یہ سامنے بیٹھنے کے بجائے پیچھے بیٹھنے کے لئے آنے لگے۔ مقصد یہ تھا کہ کسی طرح سے مہر نبوت کی زیارت کی جائے۔

حضور اکرم (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو وحی کے ذریعہ علم ہو گیا کہ یہ اس فکر میں ہیں۔ آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے شانے سے چادر ہٹادی۔ سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نظر مہر نبوت پر پڑی۔ فرماتے ہیں کہ جب میں نے مہر نبوت دیکھ لی تو اپنے آنسو نہ روک سکا اور آگے بڑھ کر مہر نبوت کو بوسہ دیا اور میرے آنسو سرکار عالم (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی مہر بنوت پر برس رہے تھے۔

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک عرصے سے اس انتظار تھے کہ کب نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائیں اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی صحبت نصیب ہو۔ جب منزل نظر آ گئی تو آنسوؤں کو روکنا ممکن نہ رہا۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں ایمان لے آیا اور آ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں ایمان لے آیا ہوں لیکن ایک یہودی کا غلام ہوں اور یہ زبردستی کی غلامی ہے کیونکہ غلامی کی حقیقت کوئی نہیں تھی۔ سرور عالم (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تم اس یہودی سے مکاتبت کا معاملہ کرلو۔ کچھ پیسے ادا کر کے آزاد ہو جاؤ چنانچہ میں یہودی کے پاس گیا اور جا کر اس سے کہا کہ میرے ساتھ مکاتبت کرلے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے لیکن بدل کتابت تین سو اوقیہ چاندی ہے اور سو کھجور کے درخت لگاؤ جب وہ درخت جوان ہو جائیں اور ان پر پھل آ جائے تو تم آزاد ہو۔

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آ کر رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا کہ اس نے ایسی بدل کتابت مقرر کر دی ہے کہ میں اسے ساری عمر ادا نہ کرسکوں گا۔ کھجور کے سو درخت لگانے ہیں اور جب ان پر پھل آ جائے اور کھجور کا پھل سب سے زیادہ دیر میں آتا ہے اور اوپر سے تین سو اوقیہ چاندی بھی ہے۔

حضور اقدس (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے صحابہ کرام ؓ سے فرمایا! سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مدد کرو جن کے پاس کھجور کے پودے ہوں ان کو دے دے۔ لوگوں نے پودے دینے شروع کر دئے۔ حضور اکرم (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے

فرمایا! سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کل اپنے باغ میں آجانا میں آؤں گا وہاں درخت لگائیں گے۔ آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے گئے اور جو پودے اکھٹے کئے تھے وہ لگانے شروع کر دئے اور حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہا کہ تم رہنے دو۔ پورے کے پورے سو پودے رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے دست مبارک سے لگائے اور لگانے کے بعد دعا فرمائی۔

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خیال ہوا کہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے سارے پودے لگائے ہیں ایک آدھ پودا میں بھی لگادوں۔ چنانچہ ان سو پودوں کے علاوہ ایک ادھ پودا حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بھی لگایا جو سو پودے رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے لگائے تھے وہ سب کے سب توانا درخت بن گئے اور سال بھر میں وہ سو کے سو پھل لے آئے اور حضرت سلمان فارسیؓ نے جو پودے لگائے تھے ان کا نام ونشان نہیں تھا۔

نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے دست مبارک سے لگائے ہوئے درختوں کی نسل کے درخت ابھی کچھ عرصے پہلے تک باقی تھے۔ ان میں دو درخت وہ بھی باقی تھے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ نبی کریم (ﷺ) کے دست مبارک سے لگے ہوئے ہیں جن کا واقعہ یہ ہے کہ ان دو درختوں کا پھل سارے مدینہ کے تمام باغات کے پھل سے مختلف تھا۔

ان درختوں کی کھجوریں بازار میں نہیں بکتی تھیں بلکہ کھجوروں کے مالک ان کو حفاظت سے رکھتے تھے اور خاص خاص لوگوں کو ہدیہ میں دیا کرتے تھے۔ اہل مدینہ ان کے جتنے اہتمام سے حفاظت کرتے تھے اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بات صحیح ہے کہ یہ درخت انہی درختوں کی نسل سے ہیں یہ ''نخلۃ النبی (صلّی اللہ علیہ وسلم)'' کہلاتے تھے۔ قباء سے کچھ فاصلے پر یہ باغ تھے۔ اب چند سالوں سے وہ درخت نہیں ہیں۔

حضور اکرم (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے معجزے کے طور پر ان درختوں میں سال بھر میں پھل آ گیا تھا۔ پودوں کا مسئلہ تو اس طرح حل ہوگیا۔ اب دوسرا مرحلہ تین سو اوقیہ چاندی کا تھا۔ نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے پاس کچھ مال آیا جو تین سو اوقیہ سے کم تھا آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا سلمان! تمہارا بدل کتابت آ گیا۔ یہ لے جاؤ اور اس کو تولو۔ جب اس کو وزن کیا تو وہ تین سو اوقیہ ہوگیا چنانچہ انہوں نے وہ لے جا کر یہودی کو دے دیا۔

ابن ہشام نے حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مکاتبت تین سو کھجور کے درخت اور چالیس اوقیہ سونا لکھا ہے جو پورا کیا گیا۔

اس سارے عمل میں ڈیڑھ دو سال لگ گئے۔ جس کی وجہ سے حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غزوہ بدر

میں شریک نہ ہو سکے کیونکہ آقا کی طرف سے اجازت نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مواخات کے ذریعہ آپؓ کو حضرت ابوالدرداءؓ کا بھائی بنا دیا جس کے اثرات آپ کی پوری زندگی میں نظر آتے ہیں۔ آزادی کے بعد پہلا غزوہ جس میں آپ نے شرکت کی وہ غزوہ احزاب تھا۔ جس میں حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مشورہ پر نبی کریم (ﷺ) نے خندق کھدوائی تھی اور پھر اللہ تعالی نے ان کو یہ اعزاز بخشا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

''سلمان منااهل البیت''. سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے اہل بیت میں سے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے وصال کے بعد کافی عرصہ تک زندہ رہے حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے زمانے میں ایران کی فتح میں ان کا بڑا ہاتھ تھا، فتح کے بعد آپ ایران کے دارالحکومت مدائن کے گورنر بنے۔

مدائن کے گورنر بننے کے باوجود معمولی کپڑوں میں عام لوگوں کی طرح پھرتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک مسافر آیا وہ سمجھا کہ یہ کوئی قلی ہے اس نے حضرت سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہا کہ یہ گٹھڑی اٹھاؤ گے۔ انہوں نے کہا ہاں اٹھاؤں گا۔ چنانچہ اٹھا کر سر پر رکھوالی اور کہا کہاں لے جانی ہے۔ اس نے کہا فلاں جگہ اب وہ آگے آگے جا رہا ہے اور یہ پیچھے پیچھے جا رہے ہیں اچانک لوگوں نے دیکھا کہ امیر المومنین (گورنر) گٹھڑی اٹھائے جا رہے ہیں تو اس شخص پر بہت ناراض ہوئے کہ یہ تو نے کیا حرکت کی ہے تمہیں معلوم نہیں کہ یہ مدائن کے حاکم ہیں۔ جس پر اس نے بڑی منت سماجت کی کہ آپؓ یہ گٹھڑی اتار دیجئے لیکن حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ میں جس نیکی کا ارادہ کر چکا ہوں جب تک اس کو پورا نہیں کروں گا اس وقت تک نہیں اتاروں گا چنانچہ گٹھڑی کو اس کے گھر تک پہنچایا۔

حضرت فاروق اعظمؓ لوگوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ انہوں نے گورنروں کی خود کفالت کے لئے ان کی تنخواہیں مقرر کی ہوئیں تھیں۔ حضرت سلمان فارسیؓ کو بھی پانچ ہزار درہم سالانہ تنخواہ مقرر تھی لیکن آپؓ دنیاوی عیش و آرام سے بہت دور تھے۔ وہ ساری رقم آپؓ حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ آپ زنبیل بنا کر اپنا گزر اوقات کیا کرتے تھے۔ آپؓ فرماتے تھے کہ میں ایک درہم کے کھجور کے پتے خریدتا ہوں اور ان سے زنبیل بنا کر تین درہم میں فروخت کر دیتا ہوں۔ ایک درہم سے پھر پتے خریدتا ہوں، ایک درہم اپنے عیال پر خرچ کرتا ہوں اور ایک درہم خیرات کر دیتا ہوں۔

کھجور کے پتوں سے ایک جھونپڑی تیار کر کے اس میں رہتے تھے۔ ایک کمبل آپ کی کل کائنات تھی۔ آدھا بچھا لیتے تھے اور آدھا اوڑھ لیتے تھے۔

اس درویشی کے باوجود آپ نے قبیلہ کندہ کی ایک خاتون سے شادی کی۔ اس تقویٰ شعار بیوی نے اپنا مستقبل اس ہستی کے ساتھ جوڑ دیا جس کے گھر کی کل متاع ایک لوٹا، ایک پالان، ایک پوستین، اور ایک کمبل تھا۔ آپؓ کے دو بچے تھے جن سے آپ کی نسل چلی۔ سب اہل علم اور اہل کمال ہوئے۔

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کا آخری وقت آیا تو حضرت سلمان فارسیؓ آپؓ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا!

اللہ تعالیٰ تمہارے لئے دنیا فتح کرنے کو ہے۔ اس میں سے بقدر بسر اوقات لینا۔ یاد رکھو! جو کوئی صبح کی نماز ادا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں آ جاتا ہے۔ ایسا نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ سے عہد شکنی کرو کیونکہ یہ عہد شکنی تمہیں منہ کے بل دوزخ میں ڈال دے گی۔

یہ آخری نصیحت ہی نسبت کا رابطہ بنی۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت صدیق اکبرؓ کے فیض یافتہ ہیں اور نسبتِ سلوک کے محافظ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نسبت باطنی کے غلبہ کی وجہ سے آپ مظہر کمالاتِ صدیقیت ہوئے۔

ایک مرتبہ آپؓ نے حضرت ابو درداءؓ کو لکھا! اے برادر! اتنے دینار جمع کرنا جن کا تم شکر ادا کر سکو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! پُل صراط سے گزرنے کے وقت ہر ایک کا مال اس کے کندھوں پر رکھا جائے گا جس نے اس کا حق ادا کر دیا ہوگا اس کا مال اسے آسانی سے پُل صراط سے لے جائے گا اور جس نے اس مال کا حق ادا نہ کیا ہوگا وہ وہاں دہائی دے گا لیکن وہاں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

حضرت سلمان فارسیؓ کے اقوال:

- مومن کا حال بیمار کی طرح ہوتا ہے جس کے ساتھ اس کا طبیب ہو جو اس کی بیماری اور دوا کو جانتا ہو۔ جب مریض کسی مضر چیز کو چاہتا ہے تو وہ اسے منع کر دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ اگر تم اسے کھاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ اسی طرح مومن بہت سی چیزوں کو چاہتا ہے پس اللہ تعالیٰ اس کو روک دیتا ہے یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے اور بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔
- تعجب ہے طالبِ دنیا پر جس کو موت طلب کر رہی ہے اور تعجب ہے اس غافل پر جس کو فراموش نہیں کیا گیا اور تعجب ہے اس ہنسنے والے پر جو نہیں جانتا کہ اس کا پروردگار اس سے راضی ہے یا ناخوش۔

• آپ نے حضرت ابودرداء سے فرمایا! تمہارے نفس کا تم پر حق ہے اور تمہارے رب کا تم پر حق ہے، اور تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے، اور تمارے اہل وعیال کا تم پر حق ہے، پس ہر اہل حق کا حق ادا کرو۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور ان باتوں کا ذکر کیا۔ حضور کریم ﷺ نے فرمایا! سلمان نے سچ کہا۔ (جامع ترمذی)

• کسی نے آپ کا نسب پوچھا تو فرمایا! اسلام، پوچھا کہ باپ کا نام؟ فرمایا! اسلام۔ آپ فرماتے تھے کہ جب ہمارا دین اسلام ہے تو ہمارا سب کچھ اسلام ہے۔ ہمارا دین ہمیں ماں باپ بہن بھائی سے بھی عزیز تر ہے۔

اپنی وفات کے وقت اہلیہ سے فرمایا! جو کستوری گھر میں ہے اسے پانی میں گھول کر میرے اوپر چھڑک دو اور کمرے سے باہر چلی جاؤ کیونکہ ایک قوم آنے والی ہے جو انسان ہیں نہ جن۔ آپ کی بیوی نے حسبِ حکم عمل کیا جب وہ باہر نکلیں تو اندر سے آواز آئی۔

اسلام علیک یا ولی اللّٰہ ! اسلام علیک یا صاحب رسول اللّٰہ (ﷺ)

جب آپ کی اہلیہ اندر آئیں تو آپ کی روح مبارک پرواز کر چکی تھی۔ آپ ایسے لیٹے ہوئے تھے جیسے سو رہے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی وفات حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی عہد خلافت میں ۱۰/رجب ۳۳ھ /۶۵۴ھ کو مدائن میں ہوئی حضرت علی مرتضیٰؓ نے آپ کو غسل دیا اور جنازہ پڑھایا اور وہاں ہی دفن ہوئے۔ وہ علاقہ جہاں آپ کو دفن کیا گیا آج بھی سلمان پاک کے نام سے مشہور ہے۔

آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قبر مبارک پر آج بھی یہ حدیث کندہ ہے کہ

" سلمان منا اھلِ البیت "

3 ۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکرؒ

حضرت قاسم بن محمدؒ جلیل القدر محدث، فقیہہ اور تابعی تھے۔ آپ کے والد محمد بن ابوبکرؓ اور دادا حضرت صدیق اکبرؓ ہیں۔ حضرت قاسم بن محمدؒ کی پیدائش ۲۳/شعبان ۲۴ھ بمطابق ۲۴/جون ۶۴۵ء میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ایران کے بادشاہ یزدگرد کی صاحبزادی تھیں اور آپ کی پھوپھی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ تھیں۔ آپ امام جعفر صادقؒ کے نانا تھے۔ امام زین العابدینؒ اور حضرت سالم بن عمرؒ آپ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ آپ علم وتقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ کا شمار مدینہ منورہ کے ''فقہاءسبعہ'' میں ہوتا تھا۔

آپ کا نسب اس طرح ہے: قاسم بن محمد بن ابوبکر عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ آپ کی اولاد میں عبدالرحمٰنؒ، محمد، ام فروہؒ اور ام الحکیمؒ تھیں۔ ام فروہؒ امام جعفر صادقؒ کی والدہ تھیں۔

آپ کی پیدائش حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت کے آخری زمانے میں ہوئی جب اسلامی مملکت میں منافقین اور فسادیوں کی کاروائیاں عروج پر تھیں۔ ملک کے نظام کو درہم برہم کرنے کی بھرپور کوششیں کی جارہی تھیں۔ انہی ہنگاموں میں تیسرے خلیفہ راشد سیدنا عثمان بن عفانؓ کی مظلومانہ شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

اس زمانے میں امام قاسم بن محمدؒ کے والد محمد بن ابوبکرؓ مصر کے گورنر تھے انہیں حضرت عثمانؓ نے نامزد کیا تھا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت علی المرتضیٰؓ خلیفہ بنے تو اس وقت شام کے گورنر حضرت امیر معاویہؓ نے چند وجوہات کی بنیاد پر حضرت علیؓ کی بیعت کرنے سے انکار کردیا تھا۔ اسی انتشار میں مصر میں حضرت محمد بن ابوبکرؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی فوجوں میں جنگ ہوئی اور اس میں حضرت محمد بن ابوبکرؓ شہید کردئے گئے۔

حضرت محمد بن ابوبکرؓ کی مصر میں گورنری کے زمانے میں جب مدینہ میں زیادہ انتشار پھیلنے لگا تو کمسن قاسم بن محمد کو ان کی چھوٹی بہن کے ساتھ والد کے پاس مصر بھیج دیا گیا۔ لیکن وہاں والد کی شہادت کے بعد ان کو واپس مدینہ منورہ بلوالیا گیا۔

امام قاسم بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد مصر میں شہید ہوگئے تو میرے چچا عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ مجھ کو اور میری چھوٹی بہن کو مدینہ منورہ لے آئے۔ ہماری پھوپھی صاحبہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے ہمیں اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے گود لے لیا اور ان کے گھر میں ہماری پرورش ہونے لگی۔ ہمیں اپنی زندگی میں اپنے ماں باپ شفقت نہیں مل

سکی۔ ہماری پھوپھی صاحبہ ہمیں اپنے ہاتھوں سے کھلاتی پلاتی تھیں اور جو بچتا تھا وہ خود کھاتی تھیں۔ ہمارے کھیل کود، سونے جاگنے، کھانے پینے کے اوقات مقرر تھے۔ پھوپھی صاحبہ گھر کا سب کام خود کرتی تھیں اور ہمیں اپنی یتیمی کا احساس تک نہیں ہوتا تھا۔ جب ہم تھوڑے بڑے ہوئے تو ہماری تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیتی تھیں۔ قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور اخلاقیات کی تعلیم کا خصوصی اہتمام ہوتا تھا۔ مجھے کم عمری میں قرآن کی تلاوت اور احادیث نبوی ﷺ پر عبور حاصل ہو گیا تھا۔ جب ہم اور بڑے ہوئے اور شعور کی عمر کو پہنچے تو ہمارے چچا ہمیں اپنے گھر لے آئے اور ہم ان کے خاندان کے افراد میں شامل ہو گئے۔

امام قاسم بن محمدؒ نے اپنے والد محمد بن ابو بکرؓ اور اپنی پھوپھی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے احادیث مبارکہ کا اچھا خاصہ ذخیرہ زبانی یاد کر لیا تھا۔ مسجد نبوی میں صحابہ کرامؓ کے بڑے بڑے علمی حلقے جاری رہتے تھے جن میں امام قاسمؒ شوق سے شریک ہوتے تھے اور احادیث نبوی حفظ کیا کرتے تھے۔ جن صحابہ کرام کے درس میں آپ شرکت کیا کرتے تھے ان میں حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ، حضرت عبداللہ بن خبابؓ، حضرت رافع بن خدیجؓ، حضرت امیر معاویہؓ، فاطمہ بنت قیسؓ اور حضرت اسلمؓ مولیٰ عمر بن خطابؓ شامل ہیں۔ آپ ان کے ذریعے ان علوم سے مستفیض ہوئے جو انہوں نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا تھا۔ آپؒ کی روحانی نسبت کا تعلق حضرت سلمان فارسیؓ سے تھا۔ اس نسبت کے دو محرک تھے ایک یہ کہ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت قاسم کے جدِ امجد حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فیض یافتہ تھے اور دوسرے وہ اہل بیت میں شمار کئے جاتے تھے۔ اس نسبت کے ذریعہ آپؒ نے اپنا روحانی سفر اختیار کیا۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ میں امام قاسمؒ سے بڑھ کر کسی کو علم و فضل، عمل و تقویٰ، فقہ و حدیث، تفسیر القرآن اور علوم و طریقت و حقیقت میں افضل نہیں دیکھا۔ (انوار الاثانی کامل: ص ۲۱۰)

آپ نے بہت جلد علم حدیث میں اپنا مقام بنا لیا۔ آپ امام الحدیث کے لقب سے پکارے جانے لگے۔ یہ لقب صرف اسی کو ملتا تھا جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا سب سے بڑا عالم ہو۔ امام قاسم بن محمدؒ کی علمی شہرت دور دراز کے ممالک تک پھیل گئی۔ علم حدیث کے طالبین اور شوقین جن میں بڑے بڑے محدثین شامل تھے آپ کے پاس حاضر ہو کر احادیث مبارکہ سیکھتے تھے۔ مسجد نبوی میں آپ کی درس کی مسند اس جگہ لگتی تھی جہاں بیٹھ کر حضرت عمر فاروقؓ درسِ حدیث دیا کرتے تھے۔ محمد بن عمرؒ سے روایت ہے کہ قاسم بن محمدؒ اور سالم بن عبداللہؒ کی مسجد نبوی ﷺ میں ایک ہی مجلس ہوا

کرتی تھی۔ ان دونوں کے بعد عبدالرحمٰن بن قاسمؒ اور عبیداللہ بن عمرؒ وہاں بیٹھ کر درس دیا کرتے تھے۔ ان کے بعد امام مالک بن انسؒ اس جگہ بیٹھتے تھے۔ یہ جگہ قبر مبارک اور منبر کے درمیان حضرت عمرؓ کی کھڑکی کے سامنے تھی۔

خلیفۂ وقت اور گورنر بھی مشکل معاملات کے حل کے لئے آپ کے پاس مشورہ کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ اگر مجھے اختیار ہوتا تو میں قاسم بن محمدؒ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کرتا۔ ابن عونؒ فرماتے ہیں کہ قاسم بن محمدؒ حدیث کو اس کے تمام پہلوؤں سے روایت کرتے تھے۔

امام قاسم بن محمدؒ فرماتے تھے کہ انسان پر جو کچھ اللہ نے فرض کیا ہے اس کے جاننے کے بعد اس کا جاہل رہنا اس بات سے بہتر ہے کہ وہ ایسی بات کرے جس کا اس کو علم نہیں۔

آپ کے شاگردوں میں امام شعبیؒ، سالم بن عبداللہؒ، امام زہریؒ، امام اعظم ابوحنیفہؒ اور بے شمار تابعین اور تبع تابعین شامل ہیں۔ آپ زیادہ تر خاموش رہتے تھے اور احادیث کم روایت کرتے تھے۔ زیادہ تر وقت عبادت الٰہی میں گزارتے تھے۔ آپ سے جن حضرات نے احادیث روایت کی ہیں ان میں آپ کے بیٹے عبدالرحمٰنؒ، امام زہریؒ، ابن المنکدرؒ، ربیعہ رائیؒ، افلح بن حمیدؒ، حنظلہ بن ابی سفیانؒ، اور ایوب سختیانیؒ شامل ہیں۔ آپ سے دوسو کے قریب احادیث مروی ہیں۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں جب عمر بن عبدالعزیزؒ مدینہ منورہ کے گورنر تھے تو مسجد نبوی کی توسیع کا کام شروع ہوا جس میں بہت سے حساس فیصلے لینے تھے جن میں امہات المومنین کے حجروں کو مسجد نبوی ﷺ میں شامل کرنا تھا اس کے بغیر توسیع ممکن نہیں تھی۔ گورنر عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت قاسم بن محمدؒ اور سالم بن عبداللہ بن عمرؒ کے بھرپور تعاون سے اس کام کی تکمیل کی۔

امام قاسم بن محمدؒ تقویٰ، پرہیزگاری اور اتباع سنت میں اپنے دادا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بے حد مشابہت رکھتے تھے۔ آپ چاندی کی انگوٹھی پہنتے تھے جس پر آپ کا نام کندہ تھا۔ آپ مونچھیں رکھتے تھے اور اس کو شرعی طور پر کترتے رہتے تھے۔ آپ مہندی کا استعمال نہیں کرتے تھے، سر اور داڑھی میں تیل لگایا کرتے تھے۔

آپ کا انتساب باطن حضرت سلمان فارسیؓ سے ہے اور اپنے دادا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نعمت ان کے وسیلہ سے حاصل کی اس پر خوش قسمتی یہ ہوئی کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پرورش اور امام زین العابدینؒ کی صحبت نے آپ کو اعلیٰ ترین مقامات پر پہنچا دیا۔

امام قاسم بن محمدؒ نے چوراسی (۸۴) سال عمر پائی۔ بعض روایات میں ستر (۷۰) سال بیان کیا گیا ہے۔ آخری عمر میں آپ بینائی سے محروم ہوگئے تھے لیکن آپ اپنے معمول کے مطابق بیت اللہ کی زیارت کو جاتے تھے۔ مکہ مکرمہ کے سفر کے دوران ہی موت کا پیام آگیا اور آپ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ آپ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ مجھے نئے کپڑوں میں کفن نہیں دینا۔ آپ کے استعمال کی پرانی چادروں میں آپ کو کفن دیا گیا۔ آپ نے یہ وصیت بھی کی کہ میری قبر ''لحد'' بنانا یعنی بغلی قبر جیسی رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بنائی گئی تھی۔

آپ کا انتقال ۲۴/ جمادی الآخریٰ ۱۰۸ھ بمطابق ۷۲۷ء میں ہوا۔ آپ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان قدید کے مقام پر وفات پائی اور وہاں سے تین میل دور مشلل کے مقام پر مدفون ہوئے۔

4 ۔ حضرت امام جعفر صادقؒ

حضرت امام جعفر صادقؒ امام محمد باقرؒ کے بیٹے اور امام زین العابدینؒ کے پوتے تھے۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ آپؒ کی پیدائش ۸ یا ۲۱/ربیع الاول ۸۰ھ بمطابق ۶۹۹ء میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ام فروہ حضرت قاسم بن محمدؒ کی بیٹی تھیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے تھے۔ حضرت ام فروہ کی والدہ حضرت اسماء، عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کی صاحبزادی تھیں۔ آپؒ چودہ سال کے تھے کہ آپ کے دادا امام زین العابدینؒ کا انتقال ہو گیا۔ جب آپ کی عمر مبارک چونتیس سال کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ سلوک کی نسبت اور کسبِ فیض آپ کو حضرت قاسم بن محمدؒ سے ملا جس کا تعلق حضرت صدیق اکبرؓ سے جا ملتا ہے۔ آپؒ ستائیس سال اپنے نانا حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکرؒ کے زیر تربیت رہ کر روحانیت اور سلوک کی منازل طے کرتے رہے۔ آپ کے کردار، قول وفعل کی وجہ سے آپ کو '' جعفر الصادق '' کہا جاتا ہے۔ آپؒ اہل سنت والجماعت کے پیشوا اور سلسلہ عالیہ نقشبند کے سالارِ پیر طریقت ہیں۔

حضرت امام جعفر صادقؒ کو مدینہ منورہ کا پاکیزہ ماحول ملا تھا جہاں ہر جانب پاکیزگی اور پارسائی کے جلوے تھے۔ روضہ انور کی قربت اور اہل بیت کے مراکز انوار نے علم وعمل کا ایک جہاں آباد کر دیا تھا۔ آپؒ اس جہاں کے ایک درخشاں ستارے تھے۔ آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد تیس ہزار ہے۔ آپ کی احادیث صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں موجود ہیں۔ آپ نسبتِ علوی اور نسبتِ صدیقی دونوں کے جامع اور مجمع البحرین کہلاتے تھے۔

آپ بے حد متقی اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ آپ سے بہت سی احادیث مروی ہیں آپ بغیر وضو کے کبھی حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام جعفر صادقؒ ہم عمر تھے۔ امام جعفر صادقؒ کا انتقال امام ابوحنیفہؒ سے دو سال پہلے ہوا۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے تھے کہ میں نے جعفرؒ بن محمد الصادق سے بڑا فقیہہ نہیں دیکھا۔

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ کی مدینہ منورہ میں امام جعفر صادقؒ سے ملاقات ہوئی۔ امام ابوحنیفہؒ نے آپ سے پوچھا کہ بعض لوگ الزام لگاتے ہیں کہ آپ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں؟

امام جعفر صادقؒ نے فرمایا! ربِ کعبہ کی قسم! یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ اے ابوحنیفہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی ام کلثوم بنت فاطمہ الزہراءؓ کو حضرت عمرؓ کے نکاح میں دیا تھا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ام کلثومؓ کے نانا حضرت محمد مصطفیٰ سید الانبیاء ﷺ ہیں اور ان کی نانی سیدہ خدیجہ الکبریٰ ام المومنینؓ ہیں۔ ان کے بھائی حسنؓ اور حسینؓ

جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ اگر حضرت عمرؓ سیدہ ام کلثومؓ کے اہل نہ ہوتے تو سیدنا حضرت علیؓ کبھی راضی نہ ہوتے۔

آپؒ سے جن ائمہ حدیث نے احادیث نقل کی ہیں ان میں یحییٰ بن سعیدؒ، ابن جریجؒ، امام مالک بن انسؒ، سفیان ثوریؒ، محمد بن اسحاقؒ، سفیان ابن عیینہؒ اور امام ابوحنیفہؒ قابل ذکر ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کا ارشاد ہے کہ میں نے اہل بیت میں امام جعفر صادقؒ سے بڑھ کر کسی کو فقیہہ نہیں دیکھا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ آپؒ کے مزاج میں مزاح تھا لیکن جب رسول کریم ﷺ کا نام آتا تو آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا۔ حدیث مبارک کی روایت میں کلمات رسول اللہ ﷺ کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ کبھی بے وضو لفظ ادا نہ کرتے تھے۔

اُس دور کا سب سے بڑا مسئلہ علم الکلام تھا کہ بیرونی خیالات اور تصورات ملتِ اسلامیہ میں داخل ہو کر بے چینی پیدا کر رہے تھے۔ اس لئے نظری اعتراضات و فلسفیانہ تصورات کا علم الکلام میں جواب ڈھونڈا گیا کیونکہ اس وقت اس کی شدت سے ضرورت تھی۔ امام جعفر صادقؒ دین کی اس ضرورت سے غافل نہیں تھے۔ عقل پر اٹھنے والے سوالات اور مسائل پر آپ کو اس قدر دسترس حاصل تھی کہ آپ باقاعدہ مناظرانہ اسلوب اختیار کر لیتے تھے۔ علوم پر کامل دسترس حاصل ہونے کے باوجود آپ کی طبیعت میں انکساری تھی۔

ایک مرتبہ حضرت داؤد طائیؒ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے فرزندِ رسول! مجھے نصیحت فرمایئے کیونکہ میرا دل سیاہ ہو گیا ہے۔

آپ نے فرمایا! آپ زاہدِ زمانہ ہیں آپ کو میری نصیحت کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ خاندانِ نبوت میں سے ہیں۔ آپ کی فضیلت ہم سب پر ثابت ہے اس لئے آپ پر فرض ہے کہ آپ ہم سب کو نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا! مجھے اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن کہیں میرے جد بزرگوار میرا دامن نہ پکڑ لیں اور فرمائیں کہ حق متابعت کیوں بجا نہ لایا۔ کیونکہ یہ کام نسب پر موقوف نہیں ہے بلکہ بارگاہ رب العزت میں عمل کی پسندیدگی پر موقوف ہے۔

یہ سن کر حضرت داؤد طائیؒ بہت روئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر عرض کی کہ اے پروردگار! جس شخص کی سرشت میں نبوت کے اثرات گردش کر رہے ہیں، جس کے جد بزرگوار رسول اکرم ﷺ اور ماں خاتون جنت فاطمہ الزہراءؓ ہوں وہ ایسی حیرانی میں ہے تو داؤد کس شمار میں ہے۔

امام جعفر صادق پاکیزہ نسبتوں کے حصار میں تھے۔ علم و عمل کا جوہر بھی موجود تھا۔ آپ عباسی حکومت سے خوش نہ

تھے مگر کبھی کسی مخالف تحریک میں حصہ نہ لیا۔ سیاست سے کنارہ کش رہے۔ اپنا پورا وقت علم کے حصول اور ترویج میں گزارتے تھے۔

ایک مرتبہ آپؒ نے حضرت سفیان ثوریؒ سے فرمایا!

'' اے سفیان! دروغ گو کو مروت نہیں ہوتی، حاسد کو راحت نہیں ملتی، بدخلق کو سرداری نہیں ہوتی اور ملوک یعنی حکمرانوں کو اخوت نہیں ہوتی۔

پھر فرمایا! اے سفیان! اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچانا تاکہ عابد بن جاؤ۔ جو کچھ قسمت میں مل گیا اس پر راضی رہنا تاکہ مسلم بن جاؤ۔ فاجر کی صحبت میں نہ رہنا کہ تم میں فجور غالب آ جائے گا۔ اپنے معاملات میں ایسے لوگوں سے مشورہ کرنا جن کے دلوں میں اللہ کی اطاعت کا خوف ہو۔

مزید نصیحت کے سوال پر فرمایا!

اے سفیان! جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی عزت بلا ذات و قبیلہ کے ہو اور رعب بلا حکومت کے ہو، اس سے کہو کہ گناہ چھوڑ دیا اور اطاعت اختیار کرے۔

ایک مرتبہ ایک شخص کی اشرفیوں کی تھیلی گم ہوگئی۔ وہ حضرت امام جعفر صادقؒ سے واقفیت نہیں رکھتا تھا اس نے آپ پر شک کرتے ہوئے کہا کہ تم نے میری تھیلی لی ہے۔ حضرت جعفر صادقؒ نے اس سے بحث نہیں کی اور فرمایا اس میں کتنے دینار تھے۔ اس نے کہا کہ ایک ہزار تھے۔ آپ اسے اپنے گھر لے گئے اور ایک ہزار دینار اسے دے دئے۔ جب وہ شخص اپنے گھر واپس گیا تو اسے وہاں اپنی وہ تھیلی مل گئی وہ شخص واپس حضرت جعفر صادقؒ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے مجھے میری تھیلی مل گئی ہے آپ اپنے دینار واپس لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا! تم یہ لے جاؤ ہم جو کچھ دے دیتے ہیں پھر واپس نہیں لیتے۔ اس شخص نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ یہ امام جعفر صادقؒ ہیں۔ وہ شخص شرمندہ ہو کر واپس چلا گیا۔

علم باطن میں آپ کا انتساب اپنے والد ماجد امام محمد باقرؒ سے اور ان کا انتساب اپنے جد امجد امام زین العابدینؒ سے اور ان کا امام حسینؓ سے اور ان کو اپنے والد محترم امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ سے ہے۔

آپ کا دوسرا انتساب باطنی اپنے نانا امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ سے ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف الثانیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ نسبت حضرت سلمان فارسیؓ کو پہنچی

اوروہ اندرونی راہ سے مقصود تک پہنچے پھر یہ نسبت حضرت امام قاسمؒ بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ کو پہنچی پھر یہ نسبت امام قاسمؒ سے امام جعفر صادقؒ کو حاصل ہوئی۔ حضرت امام قاسمؒ حضرت امام جعفر صادقؒ کے نانا تھے۔ امام جعفر صادقؒ نے اپنے والد اور دادا سے بھی نور حاصل کیا تھا اور وہ سلوک فوقانی سے مناسبت رکھتا تھا۔ اس لئے جذب کی تحصیل کے بعد سلوک فوقانی کے ذریعہ مقصود کو پہنچے اور دونوں نسبتوں کے جامع ہوگئے۔ پھر یہ نسبت امام جعفر صادقؒ سے بطریق امانت سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ کو روحانیت کے راستہ سے جو اویسی ولیوں کا طریقہ ہے پہنچی۔

ایک روز حضرت جعفر صادقؒ مکہ مکرمہ میں کہیں جا رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ ایک عورت اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھی رو رہی ہے اور قریب ایک گائے مری پڑی ہے۔ حضرت جعفر صادقؒ نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرا اور میرے بچوں کا گزارا اسی گائے کے دودھ پر ہوتا تھا۔ اب یہ مرگئی ہے اور میں پریشان ہوں کہ اب کیا کروں۔ حضرت جعفرؒ نے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ کردے۔ اس عورت نے کہا کہ مجھ پر مصیبت پڑی ہے اور آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں۔ حضرت جعفرؒ نے فرمایا کہ میں تمہاری ہنسی نہیں اڑا رہا۔ آپ نے دعا فرمائی اور گائے تو ٹھوکر ماری تو وہ زندہ ہوکر کھڑی ہوگئی۔ آپؒ وہاں سے جا کر عام لوگوں میں مل گئے اس عورت کو معلوم نہیں ہوسکا کہ آپؒ کون تھے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ جس طرح حضرت داؤد طائیؒ طریقت میں حضرت حبیب عجمیؒ کے مجاز اور خلیفہ ہیں اسی طرح امام اعظمؒ بھی امام جعفر صادقؒ کے مجاز اور خلیفہ ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ نے سلوک وطریقت کے مراحل امام جعفر صادقؒ سے دوسال میں طے کئے۔ آپ کا وصال ۱۵؍شوال ۱۴۸ھ بمطابق ۷۶۵ء میں ہوا۔ بعض سوانح نگاروں نے وفات کی تاریخ ۱۵؍رجب لکھی ہے۔ (سوانح بے بہائے امام اعظم:ص۴۱۶)

مظاہر الحق جدید میں لکھا ہے کہ آپ کی قبر مبارک مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں ہے۔ آپ ایک ایسی قبر میں دفن ہوئے جس میں آپؒ کے والد محمد باقرؒ اور آپ کے دادا علی زین العابدینؒ پہلے سے دفن تھے۔

آپ کے سات صاحبزادے اور تین صاحب زادیاں تھیں۔ جن میں حضرت موسیٰ کاظمؒ آپ کے جانشین ہوئے۔ آپ کے ایک بیٹے اسماعیل کو اسماعیلی گروہ اپنا امام مانتا ہے اور ان سے امامت کا سلسلہ چلاتا ہے۔

حضرت جعفر صادقؒ کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں

حضرت ہشیمؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت جعفر صادقؒ کے بعض شاگردوں اور رفقاء نے بتایا کہ ایک مرتبہ وہ حضرت جعفر صادقؒ کے خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ اپنے بیٹے کو سامنے بٹھا کر ان کو نصیحتیں کر رہے تھے۔

آپؒ نے فرمایا! اے میرے پیارے بیٹے! میری وصیت اور نصیحت یاد کرو اور اس پر عمل کرو۔ اس سے تمہاری زندگی سعادت منداور قابل رشک ہوگی اور موت بھی قابل صد تعریف ہوگی۔

نصیحتیں درج ذیل ہیں:

۱۔ اے میرے پیارے بیٹے! جو شخص اللہ تعالیٰ کی تقسیم رزق پر راضی ہو جائے تو وہ اس کو غنائے قلبی کے ذریعہ مستغنی کر دیتا ہے اور جو غیر کے مال پر طمع اور حسد کے طور پر نگاہ رکھے وہ فقیر و مسکین مرتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے رزق پر راضی نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ پر برے اور غلط فیصلوں کی تہمت لگاتا ہے جو انتہائی تباہ کن بات ہے۔

۲۔ جو شخص اپنے گناہ کو کم سمجھے وہ غیروں کے گناہ کو بڑا سمجھتا ہے۔ اور جو غیروں کے گناہ کو کم سمجھے تو وہ اپنی لغزشیں اور گناہ کو بڑا اور بہت خطرناک سمجھتا ہے۔

۳۔ جو شخص دوسروں کے عیوب ظاہر کرے تو اس پاداش میں کسی وقت اس کے اور اس کے اہل خانہ کے چھپے ہوئے عیب ظاہر ہو جائیں گے۔

۴۔ جو شخص شر و فساد کی تلوار نیام سے باہر نکالتا ہے تو وہ خود اسی تلوار سے قتل کیا جاتا ہے۔

۵۔ جو شخص دوسروں کی ہلاکت کے لئے گڑھا کھودے وہ خود اس میں گر کر مرتا ہے۔

۶۔ جو بیوقوفوں اور بے دینوں کے ساتھ رہتا ہو وہ حقیر و ذلیل سمجھا جاتا ہے اور جو علماء اور اولیاء کی صحبت میں رہتا ہے وہ محترم اور معزز سمجھا جاتا ہے۔

۷۔ جو شخص بری اور ناپسندیدہ جگہوں پر جائے اس پر الزام لگتے ہیں۔ یعنی لوگ اسے برا کہتے ہیں۔

۸۔ اے پیارے بیٹے! لوگوں پر ان کے عیبوں کی تہمت نہ لگانا ورنہ وہ بھی مقابلہ میں تم پر تہمتیں لگائیں گے۔

۹۔ بے فائدہ امور میں نہ گھسنا، ورنہ ذلیل ہو جاؤ گے۔

۱۰۔ اے پیارے بیٹے! حق بات کہا کرو۔ خواہ وہ دنیاوی لحاظ سے تمہارے لئے فائدہ مند ہو یا

نقصان دہ۔ اس بات کے ذریعہ اپنے ہم عمروں میں تمہاری شان بلند ہوگی۔

۱۱۔ اے پیارے بیٹے! قرآن پاک کی تلاوت کثرت سے کیا کرو۔

۱۲۔ اسلام کی اشاعت اور ترویج کی کوشش کیا کرو۔

۱۳۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کرو۔

۱۴۔ جو رشتہ دار جھگڑا کریں یا کسی وجہ سے تم سے رشتہ توڑنے کی کوشش کریں اور جو عزیز دوست قطع تعلق کر کے تم سے بات کرنا چھوڑ دیں تو تم پہل کر کے ان کو منانے کی کوشش کرو۔

۱۵۔ جو شخص تم سے کچھ مانگے تو حسبِ استطاعت اسے کچھ دے دو۔

۱۶۔ چغلی سے بچو کیونکہ چغلی سے دلوں میں تفریق اور بغض پیدا ہوتا ہے۔

۱۷۔ لوگوں کے عیبوں کے درپے نہ ہوا کرو کیونکہ یہ کام اپنے آپ کو لوگوں کی زبانوں کا نشانہ بنانے کے مترادف ہے۔

۱۸۔ اے پیارے بیٹے! جب کسی سے کچھ مانگنا ہو تو معدن یعنی شریف النفس انسان سے مانگو۔ کیونکہ وہ جود و سخاوت کے لئے معدن یعنی مرکز ہوتے ہیں اور معدن کے اصول ہوتے ہیں۔ اصولوں کا فروغ اور فروغ کا ثمر یعنی پھل ہوتا ہے اور پھل کا شیریں ہونا اصل کے مرہون منت ہے۔ اصل کا ثابت و محکم ہونا پاکیزہ معدن یعنی پاکیزہ نسب پر موقوف ہوتا ہے۔

۱۹۔ اے میرے پیارے بیٹے! اگر کسی سے ملاقات کرنی ہی ہو تو علماء کی زیارت وملاقات کیا کرو۔ فاجروں کی صحبت سے بچو۔ کیونکہ فاجر لوگ اس چٹان کی طرح ہوتے ہیں جس سے ذرا بھر پانی نکلنے کی توقع نہیں ہوتی۔ وہ اس خشک درخت کی طرح ہوتے ہیں جس کے پتے کبھی سرسبز نہیں ہوتے اور اس زمین کی طرح ہوتے ہیں جس پر کبھی گھاس نہیں اگتی۔

علی بن موسیٰ کاظمؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد موسیٰ بن جعفرؒ اپنی موت تک ان نصیحتوں پر سختی سے کاربند رہے۔

(حلیۃ الاولیاء)

5 ۔ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ

حضرت بایزید بسطامیؒ کا اصل نام طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سروشان تھا۔ آپ کی کنیت ابویزید تھی۔ سروشان شروع میں آتش پرست تھے پھر توفیق الٰہی سے مسلمان ہوگئے تھے۔ آپ بسطام کے رہنے والے تھے جو خراسان کے علاقے کا ایک شہر ہے۔ عباسی خلافت کے زیر اہتمام یہاں طاہری خاندان کی حکومت تھی بعد میں صفاری خاندان قابض ہوگیا تھا۔ سروشان کے بیٹے عیسیٰ کی پرورش اسلامی ماحول میں ہوئی۔ وہ اپنی نیکی، محنت اور ریاضت سے اولیاء کاملین میں شامل ہوئے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے بھی اپنی والد کا اثر لیا اور جب آپ پر ریاضت کا ذوق وشوق شدت اختیار کر گیا تو آپ شہر چھوڑ کر صحراؤں میں نکل گئے اور عرفان حق کی منازل طے کیں۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کی پیدائش ۱۳۶ھ / ۷۵۳ء میں بسطام میں ہوئی۔ آپ پیدائشی طور پر اللہ کے ولی تھے۔ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جس وقت بایزید میرے شکم میں تھے تو اگر کوئی مشکوک غذا میرے پیٹ میں چلی جاتی تھی تو مجھ پر بے چینی اور بے کلی طاری ہوجاتی تھی۔ جب تک میں اپنے حلق میں انگلی ڈال کر وہ شے قے نہ کردیتی تھی تو مجھے سکون نہیں ملتا تھا۔

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ طریقت میں سب سے بڑی دولت وہ ہے جو مادر زاد ہو، اس کے بعد آنکھوں دیکھی اور اس کے بعد کانوں سنی ہو۔ اگر یہ تینوں چیزیں حاصل نہ ہوں تو اچانک مرجانا بہتر ہے۔

جب آپ مکتب میں داخل ہوئے اور آپ نے سورۃ لقمان میں یہ آیت پڑھی کہ

'' ان اشکرلی ولوالدیک '' یعنی میرا شکرادا کرو اور اپنے والدین کا۔

آپ نے گھر آکر اپنی والدہ سے کہا! مجھ سے دوہستیوں کا شکرادا نہیں ہوسکتا، لہٰذا آپ مجھے اللہ تعالیٰ سے مانگ لیں تاکہ میں آپ کا شکرادا کرتا رہوں یا پھر اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیں۔ ماں نے اپنا شکر معاف کردیا۔ چنانچہ آپ گھر سے نکل کر (ملک) شام کی طرف روانہ ہوگئے۔ وہاں جاکر ذکر الٰہی اور عبادت کو آپ نے اپنی زندگی کا مقصد بنالیا۔ آپ نے وہاں تیس سال گزارے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ نے یاد الٰہی میں کھانا پینا بھی چھوڑ دیا۔ وہاں آپ نے ایک سوستر مشائخ سے ملاقات کی اور فیض حاصل کیا۔ ان سے سیراب ہوکر آپ حضرت امام جعفر صادقؒ کی ادارت میں داخل ہوگئے۔

ایک مرتبہ آپ حضرت امام جعفر صادقؒ کی خدمت میں تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اے بایزید! فلاں طاق میں جو

کتاب رکھی ہے وہ اٹھالاؤ۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ طاق کس جگہ ہے۔

امام جعفرؒ نے فرمایا کہ اتنے عرصہ رہنے کے بعد بھی تم نے طاق نہیں دیکھا۔ آپ نے عرض کیا کہ طاق تو کیا میں نے تو کبھی آپ کے سامنے اپنا سر بھی نہیں اٹھایا۔ اس وقت امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ اب تم مکمل ہو چکے ہو لہٰذا بسطام واپس چلے جاؤ۔ بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت بایزیدؒ کی روحانی تربیت حضرت امام جعفر صادقؒ نے فرمائی لیکن ان کی ملاقات ثابت نہیں۔ ایک دفعہ آپ نے کسی بزرگ کی بہت تعریف سنی۔ آپ کو بھی ان سے ملنے کا اشتیاق ہوا۔ آپ ان سے ملنے کے لئے اس مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ انہوں نے قبلہ کی جانب تھوک دیا۔ یہ دیکھ کر آپ ملاقات کئے بغیر ہی واپس آ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ بزرگ طریقت کے درجوں کو جانتا تو شریعت کے منافی کوئی کام نہ کرتا۔ آپ کا اپنا یہ حال تھا کہ کبھی مسجد کی طرف جاتے ہوئے بھی راستے میں نہیں تھوکتے تھے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے ہیں وہ سب میری والدہ کی اطاعت کی برکت سے حاصل ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو پانی مانگا۔ لیکن اتفاق سے اس وقت گھر میں بالکل پانی نہیں تھا۔ چنانچہ میں گھڑا لے کر نہر پر گیا اور وہاں سے پانی بھر کر لایا۔ میرے واپس آنے تک میری والدہ سو چکی تھیں۔ میں پوری رات پانی لئے کھڑا رہا حتیٰ کے شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی پیالے میں جم گیا۔ جب والدہ بیدار ہوئیں اور میں نے پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے پانی رکھ دیا ہوتا۔ اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ محض اس خوف سے کہ آپ کو بیدار ہو کر پانی نہ پینے کی وجہ سے تکلیف ہو۔ یہ سن کر انہوں نے مجھے بہت دعائیں دیں۔

اس طرح ایک رات والدہ نے فرمایا کہ دروازے کا ایک پٹ کھول دو۔ لیکن میں رات بھر اسی پریشانی میں رہا کہ نہ معلوم داہنا کھولوں یا بایاں۔ کیونکہ اگر ان کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھول دیا تو حکم عدولی ہوگی۔ انہی خدمتوں کی برکت سے یہ مراتب مجھ کو حاصل ہوئے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ راستے میں جا رہے تھے کہ ایک کتا ملا، آپ نے اپنا دامن سمیٹ لیا کہ کہیں اس سے مس ہو کر ناپاک نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے کتے کو زبان دی اور اس نے کہا کہ آپ نے دامن کیوں بچایا کیونکہ اگر میں بھیگا ہوا نہیں ہوں تو مجھ سے ناپاکی کا خطرہ نہیں ہے۔ اگر بھیگا ہوا ہوتا تو آپ اپنے کپڑے پاک کر سکتے تھے۔ لیکن یہ تکبر جس کا آپ نے مظاہرہ کیا ہے سات سمندروں کے پانی سے بھی صاف نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے اس لئے کہ تیرا تو ظاہر نجس ہے اور میرا باطن۔ لہٰذا ہم دونوں کو ساتھ رہنا چاہئے تا کہ کچھ پاکیزگی میرے باطن کو بھی حاصل ہو

جائے۔ لیکن کتے نے کہا کہ ہم دونوں کا ساتھ رہنا ممکن نہیں کیونکہ میں مردود ہوں اور آپ مقبول بارگاہ۔ دوسرے یہ کہ میں دوسرے دن کے لئے ہڈی جمع نہیں کرتا اور آپ سال بھر کا غلہ جمع کر لیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا! افسوس ہے مجھ پر کہ میں ایک کتے کے ساتھ رہنے کے بھی قابل نہیں ہوں تو اللہ تعالیٰ کا قرب کیسے حاصل کرسکتا ہوں۔ اور پاک ہے وہ ذات (اللہ) جو بدترین مخلوق کی باتوں سے بہترین مخلوق کو درس عبرت دیتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ ایک دفعہ وہ کہیں سفر پر گیا اور افلاس کی وجہ سے اس کی بیوی چراغ تک روشن نہیں کرسکتی تھی۔ تاریکی میں اس کا بچہ روتا رہتا تھا۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ ہر رات کو اس کے گھر کے پاس ایک چراغ رکھ دیتے تھے۔ جب وہ یہودی واپس آیا تو اس کی بیوی نے اسے تمام بات سنائی۔ اس یہودی نے کہا کہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اتنا عظیم بزرگ ہمارے پڑوس میں رہتا ہے اور ہم گمراہی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی آپ کے ہاتھ پر توبہ کر کے مسلمان ہوگئے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ سے لوگوں نے سوال کیا کہ آپ کا مرشد کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک بوڑھی عورت۔ اس لئے کہ ایک مرتبہ میں جنگل میں تھا کہ ایک بڑھیا سر پر آٹا رکھے ہوئے ملی اور مجھ سے کہنے لگی کہ یہ میرے مکان تک پہنچا دو۔ اس دوران مجھے ایک شیر نظر آیا۔ میں نے اسے بلایا اور آٹا اس شیر کی کمر پر رکھا اور بڑھیا سے کہا کہ یہ شیر اسے تمہارے گھر تک پہنچا دے گا۔ لیکن تم یہ بتاتی جاؤ کہ تم شہر میں جا کر لوگوں سے کیا کہوگی۔

بڑھیا نے کہا کہ میں یہ کہوں گی کہ آج جنگل میں میری ملاقات ایک خودنما ظالم سے ہوئی۔ آپ نے پوچھا کہ تم نے مجھے خودنما ظالم کیوں کہا۔ بڑھیا نے کہا کہ شریعت نے شیر کو مکلّف نہیں بنایا اور تم ایک غیر مکلّف کی پشت پر اپنا بوجھ لاد رہے ہو۔ یہ ظلم نہیں تو پھر کیا ہے۔ دوسرا عیب تمہارے اندر یہ ہے کہ تم خود کو لوگوں کی نظروں میں صاحب کرامت ثابت کرنا چاہتے ہو۔ اسی کا نام خودنمائی ہے۔ میں نے بڑھیا کی بات سے ایسی عبرت اور نصیحت حاصل کی کہ ہمیشہ کے لئے ایسی چیزوں سے توبہ کی۔ اسی وجہ سے میں اس بڑھیا کو اپنا مرشد مانتا ہوں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا!

☆ جو شخص اتباع سنت کے بغیر خود کو صاحب طریقت کہتا ہے وہ جھوٹا ہے کیونکہ اتباع شریعت کے بغیر طریقت کا حصول ناممکن ہے۔

☆ بندے کو ایسا وقت ضرور نکالنا چاہئے جس میں اپنے مالک کے سوا کسی پر نظر نہ اٹھے۔

☆ نیک بخت وہ ہے جو نیکی کرے اور اس کو بھلا دے، بد بخت وہ ہے جو برائی کرے اور مقبولیت کی امید رکھے۔

☆ کسی نے آپؒ سے دریافت کیا کہ معرفت کیسے حاصل کی؟ آپؒ نے فرمایا! بھوکے پیٹ اور ننگے بدن سے۔

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت بایزید بسطامیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضور مجھے کہیں سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ کے پاس اسم اعظم ہے۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ وہ اسم اعظم مجھے بھی سکھا دیں کیونکہ میں اسم اعظم سے بہت محبت کرتا ہوں اور مجھے اس کے بارے میں بہت اشتیاق ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر وقت اسم اعظم کا ورد کرتا رہوں۔ اس شخص کے اس اشتیاق اور اصرار کو دیکھ کر حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء حسنیٰ اسمائے اعظم ہیں اور ان اسمائے حسنیٰ میں کوئی تقسیم، حد بندی یا تخصیص نہیں ہے۔ تمام اسمائے حسنیٰ محترم و مقدس ہیں۔ ان میں کوئی بھی ادنیٰ، چھوٹا یا کم تر نہیں ہے۔ ان میں سے عظیم یا اعظم کا بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ دراصل بات ان اسمائے گرامی میں نہیں بلکہ بندے کے دل کی ہے اور دیکھنے کی بات تو یہ ہے کہ بندہ کس قدر زیادہ متقی و پرہیز گار ہے اور کس قدر والہانہ لگاؤ ان اسمائے مبارکہ سے رکھتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا بندہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرائے تو اسے واصل باری تعالیٰ کی لذت حاصل ہو سکتی ہے۔ اس طرح وہ معرفت حق سے بھی آگاہی حاصل کر سکتا ہے اور بندہ اس مقام پر اپنی ہمت اور پرواز کے باعث طویل اڑان کر سکتا ہے۔ وہ مشرق و مغرب میں جہاں تک چاہے چند لمحوں میں بھی پرواز کر سکتا ہے۔ اس میں متعدد خدائی اوصاف بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنا اور زندوں پر موت طاری کرنا اس کے لئے معمولی کام بن جاتے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کے اوپر ایک وقت ایسا آیا کہ آپ کے مراتب و مدارج میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا تو آپ کی باتیں لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہو گئیں۔ آپ کو بسطام شہر سے سات مرتبہ شہر بدر کیا گیا۔ آپ نے لوگوں سے شہر بدری کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ تم بہت بُرے آدمی ہو۔ آپ نے فرمایا! جس شہر کا سب سے بُرا آدمی بایزید ہو وہ شہر سب سے اچھا ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ شہر کے لوگوں نے کہا کہ کافی دنوں سے بارش نہیں ہو رہی لگتا ہے کہ شہر میں کوئی ایسا گناہ گار ہے جس کی نحوست سے اللہ تعالیٰ نے بارش روک لی ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ بہت دیر تک سوچتے رہے پھر انہیں احساس ہوا کہ وہ گناہ گار میں ہی ہوں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رحمت کو روکا ہوا ہے اور بارش نہیں ہو رہی اس لئے میں شہر سے باہر چلا جاتا ہوں۔ آپ اپنے آپ کو شہر میں سب سے کمتر سمجھ کر شہر سے باہر نکل گئے۔ ان

کی اس عاجزی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے انہیں ابدال کا مرتبہ عطا فرما دیا۔ اللہ اکبر کبیراً

(اہل دل کے تڑپا دینے والے واقعات)

ایک مرتبہ آپ اپنے مریدوں کے ہمراہ ایک بیابان میں تشریف فرما تھے۔ دل میں ہرن کا گوشت کھانے کا خیال آیا چنانچہ آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ دل چاہتا ہے کہ ہرن کا گوشت بھون کر کھایا جائے۔ مریدین نے دیکھا کہ ایک ہرن چوکڑی بھرتا ہوا آیا اور قریب آ کر بیٹھ گیا۔ مریدین نے آپ کی کرامت سمجھی اور بھاگ کر اسے پکڑ لیا۔ حضرتؒ سے کہنے لگے ابھی ہم اسے ذبح کر کے پکا کر کھائیں گے۔ انہوں نے حضرتؒ کو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں تو مردود ہو گیا۔ مریدوں نے عرض کیا کہ حضور! یہ تو آپ کے مقبول ہونے کی نشانی ہے کہ آپ نے خواہش کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے پورا کر دیا۔ آپؒ نے فرمایا! یہ مقبول نہیں بلکہ یہ تو مردود ہونے کی علامت ہے۔ اللہ رب العزت نے کب اپنے چاہنے والوں کی خواہشیں پوری کی ہیں، اسے تو اپنے چاہنے والوں کو تڑپا کے ہی مزا آتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کرام سے دنیا میں جو برتاؤ کرتا ہے وہ دشمنوں کے ساتھ آخرت میں کرے گا یعنی بلا و مصیبت اور عذاب میں مبتلا رکھے گا۔ (حکایاتِ اولیاء)

ایک مرتبہ آپؒ حج کے لئے جا رہے تھے۔ آپ نے اپنا اور مریدوں کا سارا سامان ایک اونٹ پر لاد دیا۔ کسی نے کہا کہ اس بیچارے اونٹ پر اتنا زیادہ وزن ہے یہ بڑا ظلم ہے۔ حضرت بایزیدؒ نے فرمایا! اے جوان! یہ اونٹ وزن اٹھانے والا اونٹ نہیں ہے۔ اس نے جب اونٹ کی طرف دیکھا تو سارا وزن اونٹ کی پیٹھ سے ایک ہاتھ اوپر تھا۔ وہ کہنے لگا کہ یہ عجیب معاملہ ہے۔ حضرت بسطامیؒ نے فرمایا! اگر میں اپنا حال تم سے پوشیدہ رکھتا ہوں تو تم مجھے ملامت کرنے لگتے ہو اور اگر ظاہر کر دیتا ہوں تو تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

ایک مرتبہ آپ قبرستان سے آ رہے تھے کہ بسطام کے رئیسوں میں سے ایک نوجوان گاتا بجاتا آ رہا تھا۔ حضرت بایزیدؒ نے اسے دیکھ کر فرمایا ''**لا حول و لا قوة الا باللّٰه العلی العظیم**'' اس رئیس نے غصہ میں اپنے باجا آپ کے سر پر دے مارا، باجا ٹوٹ گیا اور سر بھی زخمی ہو گیا۔ اس کے دوسرے دن صبح کے وقت آپ نے باجے کی قیمت اور کچھ حلوا اپنے مرید کے ہاتھ اس نوجوان کے پاس بھیجا اور کہا کہ اسے کہنا کہ بایزید نے معذرت کی ہے اور یہ قیمت بھیجی ہے کہ اس سے اور باجا خرید لو اور یہ حلوا بھیجا ہے کہ اسے کھاؤ تا کہ تمہارا غم و غصہ جاتا رہے۔ اس نوجوان نے یہ دیکھا تو اس پر ایسا اثر ہوا

کہ آ کر حضرت بایزیدؒ کے قدموں میں گر پڑا اور بہت رویا۔ اس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور وہ اپنے تمام دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ آپ کا مرید ہوگیا۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کو سلوک کا فیضان حضرت جعفر صادقؒ سے حاصل ہوا۔ یہ حصول سلوک روحانی طور پر حاصل ہوا کیونکہ بعض سیرۃ نگاروں کے مطابق آپ حضرت جعفر صادقؒ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ ایسے فیضان کو اویسی ذریعہ فیضان کہا جاتا ہے۔ اگرچہ تذکرۃ الاولیاء کی بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو امام جعفر صادقؒ کی صحبت بھی نصیب ہوئی ہے۔ آپ کو حضرت امام علی رضاؒ سے باطنی نسبت حاصل تھی۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت حبیب عجمیؒ اور حضرت عین الدین شامیؒ سے آپ کو روحانی طور پر خلافت حاصل تھی اور حضرت معروف کرخیؒ آپ کے پیر بھائی تھے۔ آپ نے حضرت بوعلی سندھیؒ سے بھی علمی فیض حاصل کیا۔ آپ نے تقریباً ایک سو تیرہ علماء و مشائخ سے فیوض و برکات حاصل کی تھیں۔ آپؒ حضرت معروف کرخیؒ کے پیر بھائی اور حضرت یحییٰ بن معاذ رازیؒ کے ہمعصر تھے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ نے ارشاد فرمایا!

عام مسلمانوں کے مقام کی انتہاء اولیاء اللہ کے مقام کی ابتداء ہے، اولیاء اللہ کے مقام کی انتہاء شہداء کے مقام کی ابتداء ہے، شہداء کے مقام کی انتہاء صدیقین کے مقام کی ابتداء ہے، صدیقین کے مقام کی انتہاء انبیاء کے مقام کی ابتداء ہے، انبیاء کے مقام کی انتہاء رسولوں کے مقام کے ابتداء ہے، رسولوں کے مقام کی انتہاء حضور سید عالم ﷺ کے مقام کی ابتداء ہے اور حضور سید عالم ﷺ کے مقام کی انتہاء کسی کو معلوم نہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو جانتا ہے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ بایزیدؒ ہماری جماعت میں ایسے ہیں جیسے حضرت جبرائیلؑ فرشتوں میں۔ دیگر سالکین کے میدان کی انتہاء بایزیدؒ کے میدان کی ابتداء ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کا انتقال ۴ رشعبان ۲۶۱ھ بمطابق ۸۷۴ء میں بسطام میں ہوا اور وہیں آپ مدفون ہوئے۔ عمر مبارک ایک سو پچیس سال تھی۔ آپ مزار پر ایک تاتاری حکمران الجائتو نے ۷۰۰ھ بمطابق ۱۳۰۰ء میں قبہ تعمیر کروایا اور تصوف اور طریقت کے آپ کے سلسلہ کو اپنے علاقوں میں رواج دیا۔

6 ۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ

آپ کا نام علی بن جعفر اور کنیت ابوالحسن تھی۔ آپ کی ولادت ۳۵۲ھ/۹۶۳ء میں خرقان میں ہوئی۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ طریقت وحقیقت کا سرچشمہ فیوض ومعرفت کا خزانہ تھے۔ آپ حضرت بایزید بسطامی کے فیض یافتہ اور خلیفہ تھے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کا دستور تھا کہ سال میں ایک مرتبہ مختلف بزرگوں اور شہداء کے مزارات کی زیارت پر جاتے تھے۔ ایک دفعہ جب آپ خرقان پہنچے تو فضا میں منہ اٹھا کر گہرے سانس کھینچنے لگے جیسے کوئی خوشبو سونگھ رہے ہوں۔ ایک مرید نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ مجھے اس سرزمین سے ایک مردحق کی خوشبو آتی ہے۔ جس کی کنیت ابوالحسن ہوگی اور نام علی ہوگا۔ وہ کاشتکاری کے ذریعہ اپنے اہل وعیال کی رزق حلال سے پرورش کرے گا اور مجھ سے تین صفات میں بڑھ کر ہوگا۔

۱) وہ اپنے اہل وعیال کا بوجھ خود اٹھائے گا۔

۲) وہ کھیتی باڑی کرے گا۔

۳) وہ شجر کاشت کیا کرے گا۔

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ جس زمانے میں پیدا ہوئے اس زمانے میں عباسی حکمران کی گرفت کمزور پڑ گئی تھی۔ مرکز بہت کمزور ہو گیا تھا۔ صوبوں میں خودمختار حکومتیں قائم ہو گئیں تھیں۔ صرف جمعہ میں عباسی خلیفاؤں کا نام لے کر اطاعت کا دم بھرتے تھے لیکن عملاً آزاد تھے۔ مصر میں شیعہ مذہب کی فاطمیہ حکومت قائم ہو گئی تھی اور ان کی پیش قدمی شام اور حجاز تک پہنچ چکی تھی۔ خود بغداد میں آل بویہہ کا اقتدار چھا چکا تھا اور عباسی خلیفہ ان کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن کے رہ گیا تھا۔ ان کی پالیسیوں کی وجہ سے بغداد میں شیعہ سنی فسادات شروع ہو گئے۔ اس کے علاوہ شیعوں نے اپنے ہم مسلک فاطمیہ مصر کی درپردہ حمایت کی اور ان کی پیش قدمی روکنے کی کوشش نہیں کی۔ اس عہد میں مشرق یعنی خراسان، افغانستان اور پنجاب میں غزنوی اقتدار قائم ہو چکا تھا۔ سلطان محمود غزنوی (۹۷۱ءتا۱۰۳۰ء) خلیفہ بغداد کا وفادار تھا۔ خلیفہ قادر باللہ (۹۹۱ء تا ۱۰۳۱ء) نے اسے یمین الدولہ کا خطاب عطا کیا تھا۔ سلطان محمود غزنوی کے خوف سے آل بویہہ خلیفہ قادر باللہ سے زیادتی نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ جس علاقے سے تعلق رکھتے تھے وہ سلطان محمود غزنوی کی سلطنت کا حصہ تھا۔ حضرت خرقانیؒ کے ساتھ سلطان کے عقیدتمندانہ تعلقات تھے اور اس کی کامیابیوں میں حضرتؒ کا روحانی تصرف کا بھی دخل تھا۔

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی پیدائش حضرت بایزید بسطامیؒ کی وفات کے نوے سال بعد ۳۵۲ھ میں ہوئی۔ آپ نے بطریق اویسیت حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ جوان ہوئے تو زندگی عام لوگوں کی طرح گزارنی شروع کر دی لیکن بسطام سے آپ کو قلبی نسبت تھی۔ آپ نے اپنا یہ معمول بنالیا تھا کہ خرقان میں آپ عشاء کی نماز پڑھ کر بسطام چلے جاتے، وہاں رات بھی ریاضت میں گزارتے اور حضرت بایزیدؒ کے مزار پر پہنچ کر دعا کرتے کہ اے اللہ! جو مرتبہ تو نے بایزیدؒ کو عطا کیا ہے وہ مجھے بھی عطا فرما دے۔ فجر کی نماز سے پہلے خرقان واپس لوٹ آتے اور فجر کی نماز خرقان میں ادا کرتے۔ پھر زندگی کے معمولات میں دن بھر محنت کرتے۔ آپ آداب کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور کبھی بھی اپنی پشت حضرت بایزید بسطامی کے مزار کی طرف نہیں کرتے تھے۔ مسلسل بارہ سال آپ کا یہی معمول رہا۔ جب آپ کو ایسا کرتے ہوئے بارہ سال گزرے تو آپ کو مزار سے آواز آئی کہ اے ابوالحسن! اب تیرا بھی دور آ گیا ہے۔

آپ نے جواب دیا کہ میں تو بالکل امّی ہوں (یعنی ان پڑھ) اور شریعت سے ناواقف ہوں۔ اس لئے میری حوصلہ افزائی فرمائیے۔ ندا آئی کہ مجھے جو کچھ مرتبہ حاصل ہوا ہے وہ صرف آپ کی بدولت ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ آپ نے مجھ سے نوے سال پہلے وفات پائی ہے۔ جواب آیا کہ یہ درست ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب میں خرقان کی سرزمین سے گزرتا تھا تو اس سرزمین پر آسمان تک ایک نور ہی نور نظر آتا تھا اور میں اپنی ایک ضرورت کے تحت تیس سال تک دعا کرتا رہا لیکن قبول نہیں ہوتی اور پھر مجھ کو یہ حکم ہوا کہ اس نور کو ہماری بارگاہ میں وسیلہ بنا کر پیش کرو تو تمہاری دعا قبول کر لی جائے گی۔ چنانچہ ایسا کرنے سے میری دعا قبول ہوگئی۔ اس واقعہ کے بعد جب حضرت ابوالحسن خرقانیؒ خرقان واپس آئے تو صرف چوبیس (۲۴) دنوں میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔

کہا جاتا ہے کہ آپ کی نسبت حضرت بایزید بسطامیؒ سے ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے حسی حوالوں کا بھی ذکر کیا ہے وہ سلسلہ نسبت کچھ یوں ہے کہ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ حضرت ابومظفر مولانا ترک طوسیؒ سے نسبت رکھتے تھے، ان کی نسبت حضرت خواجہ اعرابی یزید عشقیؒ سے تھی جو حضرت خواجہ محمد مغربیؒ سے سلسلہ ادارت رکھتے تھے اور وہ مرید تھے حضرت بایزید بسطامیؒ کے۔ اس طرح سے یہ نسبت متصل تھی اگرچہ فیوض و برکات کی عطا اویسی طریقے سے ہوئی۔

ایک مرتبہ آپ اپنے باغ میں زمین پر کھدائی کر رہے تھے تو وہاں سے چاندی برامد ہوئی تو آپ نے اس جگہ کو بند کر دیا اور دوسری جگہ کھودنا شروع کر دیا تو وہاں سے سونا برامد ہوا۔ آپ نے تیسری جگہ کھدائی کی تو وہاں سے مروارید اور چوتھی

جگہ کھدائی کی تو وہاں سے جواہرات برامد ہوئے۔ لیکن آپ نے ان میں سے کسی کو بھی ہاتھ نہیں لگایا اور فرمایا کہ ابوالحسن ان چیزوں پر فریفتہ نہیں ہوسکتا۔ یہ تو کیا دنیا کی تمام دولت بھی مل جائے تو میں راہِ خدا سے انحراف نہیں کرسکتا۔ آپ زمین پر ہل چلا رہے ہوتے تھے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو اسی طرح ہل اور بیلوں کو چھوڑ دیتے اور نماز ادا کرتے اور جب نماز پڑھ کر کھیت پر پہنچتے تو زمین تیار ملتی تھی۔

ایک مرتبہ کوئی جماعت کسی انتہائی خراب راستے پر سفر کرنا چاہتی تھی۔ ان لوگوں نے آپ سے کہا کہ ہمیں کوئی دعا بتلا دیجئے جس کی وجہ سے ہم راستے کے مصائب سے محفوظ رہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مصیبت آئے تو مجھے یاد کرلینا۔ لوگوں نے آپ کی اس بات کی طرف دھیان نہیں دیا اور اپنا سفر شروع کردیا۔ راستے میں ایک جگہ ڈاکوؤں نے انہیں گھیر لیا تو ایک شخص جس کے پاس سب سے زیادہ مال واسباب تھا۔ جب ڈاکو اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے صدق دل سے آپ کا نام لیا۔ جس کے نتیجہ میں وہ مال واسباب سمیت ڈاکوؤں کی نظروں سے غائب ہوگیا۔ یہ دیکھ کر ڈاکوؤں کو بہت تعجب ہوا۔ باقی تمام لوگوں کا سامان ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ جب ڈاکو چلے گئے تو یہ شخص قافلے والوں کے سامنے ظاہر ہوگیا۔ جب انہوں نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں غائب ہوگئے تھے تو اس نے کہا کہ میں نے سچے دل سے شیخ کو یاد کیا تھا اور اللہ کی قدرت یہ ہوئی کہ میں سب کی نظروں سے پوشیدہ ہوگیا۔ اس واقعہ کے بعد ایک جماعت خرقان آئی تو انہوں نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے پورا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کو صرف زبانی یاد کرتے ہو اور ابوالحسن خلوص دل سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

ایک مرتبہ آپ سے ایک مرید نے عراق جاکر حدیث کے درس میں شرکت کی اجازت چاہی۔ آپ نے پوچھا کہ کیا یہاں حدیث کا درس دینے والا کوئی نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یہاں کوئی مشہور محدث نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک تو میں ہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے امی ہونے کے باوجود اپنے فضل وکرم سے تمام علوم سے آگاہی عطا فرمائی ہے۔ حدیث میں نے خود حضور اکرم ﷺ سے پڑھی ہے۔ آپ کی بات کا اس شخص کو یقین نہیں آیا۔ اس نے رات کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ جواں مرد سچی بات کرتے ہیں۔ اس خواب کے بعد دوسرے دن وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور آپ سے حدیث کا درس لینے لگا۔ درس کے دوران آپ کبھی کبھی یہ بھی فرمادیتے تھے کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے۔

اس شخص نے پوچھا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

میں حدیث بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے مشاہدے میں مشغول ہوتا ہوں۔ جب حدیث صحیح ہوتی ہے تو رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر مسرت کے آثار ہوتے ہیں اور جو حدیث صحیح نہیں ہوتی تو آپ کی پیشانی پر شکنیں آجاتی ہیں۔ جس سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

حضرت شیخ ابوسعیدؒ اپنے مریدین کے ہمراہ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے ہاں مہمان ہوئے۔ اس وقت گھر میں چند روٹیوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ آپ نے اپنی بیوی سے کہا کہ ان روٹیوں کو ایک کپڑے سے ڈھانپ دیں۔ اس کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر بقدر ضرورت مہمانوں کے سامنے رکھتی رہو۔ چنانچہ انہوں نے اسی طرح سے کیا اور تمام مہمانوں نے خوب سیر ہوکر کھانا کھایا۔ جب سب مہمان کھانا کھا چکے تو خادم نے کپڑا ہٹا کر دیکھا کہ کتنی روٹیاں رہ گئی ہیں تو وہاں کوئی روٹی نہیں تھی۔

ایک دن حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے حضرت ابوسعیدؒ سے فرمایا! آج میں نے تمہیں موجودہ دور کا ولی مقرر کر دیا کیونکہ عرصہ دراز سے میں یہ دعا کرتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی ایسا فرزند عطا فرمادے جو میرا ہمراز بن جائے۔ اب اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے تم جیسا شخص عطا کردیا۔

حضرت ابوسعیدؒ نے کبھی آپ کے سامنے لب کشائی نہیں کی اور جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ شیخ کے سامنے مؤدب اور خاموش رہنا باعث ثواب ہے۔ کیونکہ سمندر کے مقابلہ میں ندیوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ حضرت ابوسعیدؒ نے فرمایا کہ خرقان آنے سے پہلے میں ایک پتھر کی طرح تھا لیکن حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے مجھے گوہر آبدار بنادیا۔

حضرت ابوسعیدؒ ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کررہے تھے جس میں حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے صاحبزادے بھی موجود تھے۔ اس وقت حضرت ابوسعیدؒ نے فرمایا! خودی سے نجات پاجانے والے ایسے ہوجاتے ہیں جیسے بچہ شکم مادر سے پاک آتا ہے۔ وہ لوگ ایسے ہوجاتے ہیں جس طرح عالم ارواح سے عالم خاکی میں گناہوں سے پاک آتے ہیں پھر آپ نے صاحبزادے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم ان لوگوں سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس صاحبزادے کے والد بزرگوار بھی ان میں شامل ہیں۔

ابوالقاسم قشیریؒ نے فرمایا کہ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے پاس ملاقات کے لئے آنے کے بعد مجھ پر ان کا اتنا رعب تھا کہ مجھ میں بات کرنے کی سکت نہیں رہی تھی۔ جس کی وجہ سے مجھے یہ خوف ہوا کہ شاید مجھے ولایت کے مقام سے معزول کر دیا گیا ہے۔

جب شیخ بوعلی سینا آپ کی شہرت سے متاثر ہوئے تو آپ سے ملاقات کرنے خرقان تشریف لے گئے۔ ان کے گھر جا کران کی بیوی سے پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں تو بیوی نے کہا کہ اس زندیق اور جھوٹے کو تم شیخ کہتے ہو۔ مجھے نہیں معلوم کہ شیخ کہاں ہے؟ البتہ میرے شوہر جنگل گئے ہیں لکڑیاں کاٹنے کے لئے۔ یہ سن کر شیخ بوعلی سینا کو خیال آیا کہ جب آپ کی بیوی ہی اس قسم کی گستاخی کرتی ہے تو نہ معلوم آپ کا کیا مرتبہ ہوگا۔ میں نے تو آپ کی بہت تعریف سنی تھی لیکن محسوس ہوتا ہے کہ آپ ایک ادنیٰ درجہ کے انسان ہیں۔ پھر شیخ بوعلی سینا حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی تلاش میں جنگل کی طرف روانہ ہو گئے تو دیکھا کہ ایک شیر کی کمر پر لکڑیاں رکھے آرہے ہیں۔

یہ واقعہ دیکھ کہ بوعلی سینا کو بہت حیرت ہوئی۔ آپ کے قریب پہنچنے پر آپ کے قدموں میں جھک گئے اور آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا بڑا مرتبہ عطا فرمایا کہ اور آپ کی بیوی بہت بری بری باتیں کرتی ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اگر میں ایسی بکری کا بوجھ برداشت نہیں کرسکوں تو شیر کو قابو کیسے کرسکتا ہوں۔ پھر حضرت ابوالحسن خرقانیؒ حضرت بوعلی سینا کو اپنے ساتھ گھر لے گئے اور وہاں دیر تک آپ کے ساتھ گفتگو کرتے رہے پھر حضرت بوعلی سینا نے فرمایا کہ اب مجھے اجازت دیجئے۔ آپ نے بھی کہا! ہاں، میں نے بھی دیوار کی تعمیر کے لئے مٹی بھگو کر رکھی ہے اور یہ کہہ کر دیوار پر جا کر بیٹھ گئے۔ اس وقت آپ کے ہاتھ سے بسولی چھوٹ کر گر گئی تو حضرت بوعلی سینا اس کو اٹھانے کے لئے آگے بڑھے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ خودبخود زمین سے اٹھ کران کے ہاتھ میں پہنچ گئی۔ یہ کرامت دیکھ کر بوعلی سینا آپ کے معتقدین میں شامل ہو گئے۔

ایک درویش نما شخص نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے کہا کہ مجھے بھی خرقہ پہنا دیجئے تا کہ میں بھی آپ جیسا ہو جاؤں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا کوئی عورت مردانہ لباس پہن کر مرد بن سکتی ہے؟ اس نے کہا! ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا! پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ تم میرا خرقہ پہن کر مجھ جیسے ہو جاؤ گے۔ یہ جواب سن کر وہ بہت شرمندہ ہوا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کو اپنے مریدین سمیت سات روز تک کھانا میسر نہیں آیا۔ ساتویں دن ایک شخص آٹے کی ایک بوری اور ایک بکری لے کر آیا اور آپ کے دروازے پر آ کر آواز دی کہ یہ کھانے کا سامان صوفیاء کے لئے ہے۔ آپ نے اپنے مریدین سے فرمایا کہ آپ لوگ اسے پکا کر کھاؤ۔ میں صوفی ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے ایک بھائی تھے۔ آپ اور آپ کے بھائی نے باریاں مقرر کی ہوئی تھیں کہ ایک رات وہ ماں کی خدمت کریں گے اور آپ عبادت کریں گے اور دوسری رات آپ ماں کی خدمت کریں گے اور وہ تمام رات عبادت

کریں گے۔ ایک رات آپ کے بھائی عبادت کر رہے تھے تو ان کو غیبی آواز آئی کہ ہم نے تمہارے بھائی کی مغفرت کے ساتھ تمہیں بھی بخش دیا ہے۔ یہ سن کر انہیں حیرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ! میں تو تیری عبادت کر رہا ہوں اور وہ ماں کی خدمت گزاری میں ہے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ میری مغفرت کے بجائے اس کی مغفرت کر کے مجھے اس کا طفیلی بنا دیا ہے۔ جواب ملا کہ ہمیں تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں بلکہ ماں کی خدمت کرنے والے کی اطاعت ہمارے لئے باعثِ خوشنودی ہے۔

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا! اے لوگو! تمہارا اس بندے کے متعلق کیا خیال ہے جس کو آبادی اور ویرانہ کچھ بھی اچھا نہیں لگتا ہو۔ لیکن یاد رکھو! اللہ تعالیٰ نے ایسے بندے کو وہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ قیامت میں اس کے دل سے ایسا نور پھیلے گا کہ آبادی اور ویرانہ سب منور ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کے صدقہ مخلوق کی مغفرت کرے گا حالانکہ وہ شخص دنیا میں کبھی دعا نہیں کیا کرتا تھا اور قیامت میں بھی کسی کی شفاعت نہیں کرے گا۔

شیخ علاء الدین عطارؒ فرماتے ہیں! شیخ ابوالحسنؒ اپنے زمانے کے بادشاہ، قطب اوتاد، ابدال عام اور اہل نظر طریقت کے سلطان تھے۔ علم المعرفت میں ایک مسلم شخص تھے جو کہ ہر دم دل میں باحضور اور مشاہدہ حق سبحانہٗ میں مشغول اور بدن سے ریاضت اور مجاہدے میں مصروف، صاحب اسرار و حقائق، عالی ہمت اور بزرگ مرتبہ شیخ تھے۔ بارگاہ الٰہی میں ایسا قربِ عظیم رکھتے تھے کہ اس کے صفت بیان نہیں کی جا سکتی۔ (نفحات الانس)

آپ کے ملفوظات:

☆ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا! نیک بندہ وہی ہے جو خود کو نیک نہ ظاہر کرے کیونکہ نیکی صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

☆ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا! جب تک میں نے اللہ کے سوا دوسروں پر بھروسہ کیا میرے عمل میں اخلاص پیدا نہیں ہو سکا۔ جب میں نے مخلوق کو خیر آباد کہہ کر اللہ کی بے نیازی کے مشاہدہ کیا تو مجھے پتہ چلا کہ اس کے نزدیک پوری مخلوق کا علم ذرا برابر بھی وقعت نہیں رکھتا اور اس کی رحمت کے مشاہدے سے معلوم ہوا کہ وہ اتنا بڑا رحیم ہے کہ پوری مخلوق کے گناہ بھی اس کی رحمت کے آگے ہیچ ہیں۔

☆ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا! جب اللہ تعالیٰ اوقات نماز سے قبل تم سے نماز کا طالب نہیں ہوتا تو پھر تم قبل از وقت رزق طلب کرنے سے پرہیز کرو۔

☆ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا! علماء کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ ہم انبیاء کے جانشین ہیں۔ بلکہ درحقیقت انبیاء کے جانشین اولیاء کرام ہیں۔ کیونکہ ان کو علم باطن حاصل ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے اکثر اوصاف ان میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً فقر وسخا، امانت و دیانت، وغیرہ اس کے علاوہ ان کو حضور اکرم ﷺ کی طرح ہمہ وقت دیدارِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

☆ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا! بندوں کو کم از کم اتنا ذکر الٰہی ضرور کرنا چاہئے کہ تمام احکام شریعت کی مکمل تکمیل ہوتی رہے اور اتنا عمل بھی کافی ہے کہ اوامر ونواہی سے واقفیت ہو جائے۔ اتنا یقین بھی کافی ہے کہ جس سے یہ علم ہو سکے کہ جتنا رزق مقدر ہو چکا ہے وہ ضرور ملے گا، اتنا زہد بھی کافی ہے کہ اپنے مقرر کردہ رزق پر اکتفا کرتے ہوئے زیادہ کی تمنا باقی نہ رہے۔

☆ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لئے ایک ہزار منزلیں ہیں جن میں سب سے پہلی منزل کرامت ہے اور اس منزل سے کم ہمت افراد آگے نہیں بڑھ سکتے اور اگلی منزل سے محروم رہ جاتے ہیں۔

☆ فرمایا! شیطان سے کچھ خوف نہیں ہے، بلکہ دو شخصوں سے خوف ہے ایک عالم حریص دنیا اور دوسرا زاہد بے عمل۔

☆ فرمایا! تین چیزوں کی انتہاء معلوم نہیں ہوتی۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے درجات، نفس کا مکر اور معرفت۔

☆ فرمایا! میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز سنی کہ اے میرے بندے! اگر غم کے ساتھ میرے سامنے آئے گا تو میں تجھے خوش کر دوں گا، اگر حاجت اور فقر کے ساتھ آئے گا تو میں تجھے مالدار کر دوں گا، اور جب تو اپنے آپ سے دست بردار ہو کر آئے گا تو پانی اور ہوا کو تیرا مطیع کر دوں گا۔

☆ فرمایا! بہت سے ایسے آدمی ہیں جو زمین پر چلتے ہیں لیکن وہ مردہ ہیں اور بہت سے ایسے آدمی ہیں جو زمین کے اندر سوئے ہوئے ہیں لیکن زندہ ہیں۔

☆ فرمایا! میں نے عافیت تنہائی میں پائی اور سلامتی خاموشی میں۔

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ ہر وقت عبادت و ریاضت میں رہتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ چالیس سال مسلسل سر تکیہ سے نہیں لگایا۔ رات بھر قیام و سجود میں رہتے تھے۔ حضرت علی ہجویریؒ نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے بارے میں فرمایا! وہ برگزیدہ جلیل القدر مشائخ میں سے ہیں اور تمام اولیاء کرام کے ممدوح ہیں۔

راہ طریقت کے سالک کو کامیابی کا ایک محفوظ پیمانہ دیا جو سلوک کے ہر فتنہ سے محفوظ رکھتا ہے، فرمایا! ''جو کہے کہ میں حق تک پہنچ گیا وہ نہیں پہنچا اور جو یہ کہے کہ مجھے اس تک پہنچا دیا گیا وہ پہنچ گیا'' (کشف المحجوب)

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سلطان محمود غزنوی کے ہم عصر تھے ان کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ سلطان محمود غزنوی کو جب ان کی شہرت کا معلوم ہوا تو اس کے دل میں ان کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ وہ اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ غزنی سے خرقان پہنچا اور ایک خادم کے ہاتھ شیخ کو پیغام بھیجا کہ میں زیارت کے لئے غزنی سے یہاں آیا ہوں۔ آپ یہاں میرے خیمہ میں تشریف لے آئیں۔ اس کے ساتھ ہی سلطان نے قاصد کو ہدایت کی کہ اگر شیخ یہاں آنے سے انکار کریں تو ان کو قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھ کر سنانا۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ ﴾

(سورۃ النساء ۔ ۵۹)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور

اپنے میں سے (اہل حق) صاحبان امر کی۔

قاصد نے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلطان کا پیغام دیا تو آپ نے فرمایا! مجھے معذور رکھو۔ اس نے مذکورہ آیت پڑھی: آپ نے فرمایا!

﴿ در اطیعو اللہ چناں مستغرق ہوں کہ اطیعوا الرسول خجالت ہا دارم تا بہ اولو الامر چہ رسد ﴾

(یعنی ابھی میں اطیعو اللّٰہ میں ایسا مستغرق ہوں کہ اطیعوا الرسول کے معاملہ میں نادم و شرمسار ہوں۔

پھر اولی الامر منکم کی جانب کیونکر متوجہ ہو سکتا ہوں)۔

قاصد نے واپس جا کر سلطان کو جواب سنا دیا تو اس پر رقت طاری ہو گئی اور وہ شیخ ابوالحسنؒ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عرض کیا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے حالات واقوال سنائیے۔

انہوں نے کہا! شیخ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس سے بدبختی دور ہو گئی (یعنی کفر و شرک سے محفوظ ہو گیا)۔

سلطان محمود نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو ابولہب، ابوجہل اور کتنے ہی دوسرے منکروں نے دیکھا لیکن یہ بدبخت (یعنی کافر) ہی رہے۔ کیا بایزید کا درجہ (نعوذ باللہ) حضور ﷺ سے بھی بلند ہے۔

یہ سن کر شیخ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور آپ نے جلال کے عالم میں فرمایا! محمود! حدِ ادب سے قدم باہر نہ رکھ۔

ابولہب، ابوجہل اوردوسرے کفارنے فی الحقیقت حضور ﷺ کودیکھاہی نہیں۔ کیاتونےقرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی۔

﴿ وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لاَ يُبْصِرُونَ ﴾

(سورۃ اعراف ۔ ۱۹۸)

(اے رسول!) آپ ان کی طرف دیکھتے ہوکہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ تم کونہیں دیکھتے۔

سلطان محمود شیخ کے ارشادات سے بہت متاثر ہوا۔ اوراس نے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔

شیخ نے فرمایا! چار باتوں کا ہمیشہ خیال رکھو۔

۱۔ ایسی چیز سے پرہیز کر جن سے منع کیا گیا ہے۔

۲۔ نماز باجماعت

۳۔ سخاوت

۴۔ خدا کے بندوں پر شفقت

سلطان نے کہا کہ میرے لئے دعائے خیر کیجئے۔

شیخ نے ہاتھ اٹھائے اور کہا!

﴿اللّٰھم اغفر للمو منین و المومنات ﴾ اے اللہ! سب مومنین اور مومنات کو بخش دے

سلطان نے عرض کیا کہ میرے لئے خاص دعا کیجئے۔ شیخ نے فرمایا! اللہ تجھ پر رحمت کرے اور تیری عاقبت محمود ہو۔ اس کے بعد سلطان محمود نے اشرفیوں کی ایک تھیلی شیخ کے سامنے رکھ دی اور کہا کہ یہ نذر قبول فرمایئے۔

شیخ نے تعجب سے سلطان کی طرف دیکھا اور پھر اس کے سامنے کھانے کے لئے ''جو'' کی روٹی رکھ دی اور فرمایا کہ یہ تمہاری دعوت ہے اس کو کھاؤ۔ سلطان نے بسم اللہ پڑھ کر جو کی روٹی کھانی شروع کی تو پہلا نوالہ ہی حلق میں اٹک گیا۔

شیخ نے فرمایا! شاید نوالہ حلق میں اٹک گیا۔ سلطان نے ہاں میں سر ہلایا۔

تو شیخ نے فرمایا! تو یہ اشرفیوں کی تھیلی بھی میرے حلق میں اٹک جائے گی اس کو فوراً اٹھالو۔ یہ اشرفیاں بادشاہ کی خوراک ہیں فقیر کے لئے جو کی روٹی ہی نعمت عظمٰی ہے۔

سلطان محمود نے عرض کیا کہ حضرت! سب نہیں تو ان میں سے کچھ اشرفیاں ہی قبول فرمالیجئے۔

شیخ جلال میں آگئے اور فرمایا! میں دنیا کو طلاق دے چکا ہوں۔ میرے لئے یہ اشرفیاں حرام ہیں۔ اس لئے اپنی

بات پر اصرار نہ کرو۔

یاد رکھ ان اشرفیوں پر نہ تیرا حق ہے اور نہ میرا۔ ان کو قوم کی امانت سمجھو۔ اگر یہ قوم کی مرضی کے بغیر تقسیم کرے گا تو قوم کے مال میں خیانت کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا گناہ گار بھی ہوگا۔ اگر تو ان اشرفیوں کو خیرات ہی کرنا چاہتا ہے تو تیرے ملک میں بہت مسکین ہیں۔ جب تو سوجاتا ہے تو وہ اس لئے جاگتے ہیں کہ ان کے پیٹ خالی ہوتے ہیں۔ تیرے ملک میں ایسے شریف اور سفید پوش لوگ بھی موجود ہیں جو بظاہر آسودہ حال نظر آتے ہیں لیکن خودداری کی وجہ سے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو تیری قوم کے یہ لوگ تیرا گریبان پکڑیں گے کہ تو غیر مستحق لوگوں میں مال بانٹتا رہا اور ہم تیری نظروں سے اوجھل رہے۔ اس وقت تجھ کو ہر بات کا جواب دینا پڑے گا۔

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی باتیں سن کے سلطان لرز گیا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ پھر اس نے عرض کیا کہ آپ مجھ سے کچھ قبول نہیں فرمارہے تو مجھے ہی کوئی تبرک عنایت فرما دیجئے۔ شیخ نے اپنا پیراہن اتار کے سلطان کو عطا کر دیا۔ اس پر سلطان خوش ہو گیا اور جب سلطان نے جانے کی اجازت مانگی تو شیخ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ سلطان کو شیخ کے اس رویہ پر حیرت ہوئی اس نے عرض کیا کہ حضرت جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آپ نے میری طرف توجہ فرمانا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔ لیکن اب جو آپ میری اس طرح سے عزت افزائی کر رہے ہیں اس کا کیا سبب ہے۔

شیخ نے فرمایا! جب تم فقیر کے حجرے میں داخل ہوئے تھے تو تمہارے دل و دماغ میں بادشاہت کی بوتھی اور تم اپنے شاہانہ جاہ وجلال کا مظاہرہ کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے میں نے بادشاہ محمود کی پرواہ نہیں کی۔ اب تم جا رہے ہو تو تمہارا رنگ اور ہے۔ اب تم ایک درویش اور منکسر المزاج انسان کی حیثیت سے رخصت ہو رہے ہو۔ اس لئے میں نے اپنا فرض سمجھا کہ تمہاری تعظیم کروں۔ ایسے انسان کی تعظیم نہ کرنا مسلمانوں کا شیوا نہیں ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے ایک مرید نے آپؒ سے دریافت کیا کہ اس وقت پوری دنیا کا قطب کون ہے۔ آپ نے فرمایا! قطب دوراں کی زیارت کے لئے تمہیں کوہ لبنان جانا ہوگا۔ اس نے پوچھا کہ حضرت کوہ لبنان جا کر میں کس طرح جان پاؤں گا کہ قطب فلاں شخص ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ جب تم کوہ لبنان پہنچو گے تو وہاں پر ایک جنازہ رکھا ہوا ہوگا اس جنازے کی نماز جو شخص پڑھانے آئے گا وہی قطب دوراں ہوگا۔ وہ شخص اسی وقت روانہ ہو گیا بڑی مشکلات اور تکلیف دہ سفر کے بعد کوہ لبنان پہنچا۔ وہاں پر اس نے دیکھا کہ واقعی ایک جنازہ رکھا ہوا ہے مگر اسے پڑھانے والا ابھی نہیں پہنچا۔ اسے لوگوں نے بتایا کہ جنازہ پڑھانے والا ابھی آنے والا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص کو دیکھا کہ کپڑے سے منہ

چھپائے آئے اور جنازہ پڑھانے کے بعد واپس جانے لگے۔ اس نے جنازہ پڑھانے والے صاحب کا راستہ روکا اور عرض کیا کہ حضرت! میں بہت دور سے آیا ہوں اور حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کا مرید ہوں ان کی اجازت اور راہنمائی سے آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ اپنے چہرے سے کپڑا ہٹائیے تا کہ میں آپ کا دیدار کرسکوں۔ ان صاحب نے جب اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو یہ شخص حیران ہو گیا کہ جنازہ پڑھانے والے امام صاحب خود حضرت ابوالحسن خرقانیؒ تھے۔ وہ شخص اسی وقت بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو اسے پتہ چلا کہ حضرت جا چکے ہیں۔ اس نے آپ سے متعلق لوگوں سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے تھے اور کہاں گئے ہیں۔

لوگوں نے بتایا کہ یہ امام صاحب خرقان سے آتے ہیں اور نماز پڑھا کر واپس چلے جاتے ہیں۔ اس وقت ظہر کا وقت تھا اب وہ شخص عصر کی نماز کا انتظار کرنے لگا تا کہ حضرت جب نماز پڑھانے آئیں تو ان سے گفتگو ہو سکے۔ عصر کی نماز پڑھا کر جب وہ واپس جانے لگے تو اس شخص نے لپک کر آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا کہ جب میں آپ کا مرید ہوں تو آپ نے مجھے اتنی دور کیوں بھیجا۔ مجھے اپنا دیدار خرقان میں ہی کروا دیتے۔ آپ نے فرمایا! دیکھو! جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے جس پر ہو جائے۔ (قصص الاولیاء)

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کا وصال ۱۰/محرم ۴۲۵ھ/۱۰۳۴ء کو ہوا اور خرقان میں مدفون ہوئے۔ بعض روایات میں آپ کی تاریخ وفات ۱۵/رمضان بھی لکھی ہے۔ آپ نے اپنے انتقال سے پہلے یہ وصیت فرمائی کہ میری قبر تیس گز گہری کھودنا کہ مرشد کریم حضرت بایزید بسطامیؒ سے اونچی نہ ہو جائے۔ اس لئے کہ خرقان کی زمین کی سطح بسطام سے بلند تھی۔

7 ۔ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ

آپ کا نام علی شاہ بن عبداللہ اور کنیت ابوالقاسم تھی۔ گرگان طوس کے ایک دیہات کا نام ہے جہاں آپ کی پیدائش ہوئی۔ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ حضرت خرقانیؒ کے بعد ان کے جانشین بنے۔ لیکن بعض شجروں میں آپ کا نام نہیں ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے بعد حضرت شیخ ابوعلی فارمدیؒ کا نام آتا ہے۔ لیکن آپ کو بطور اویسیت فیض حاصل ہوا تھا۔

تیسری صدی ہجری میں تصوف کے دو رجحان واضح ہوئے۔ ایک رجحان کو حضرت بایزید بسطامیؒ کی نسبت سے خراسانی کا نام دیا گیا اس میں ملامت، سکر، جذب، غلبہ، خلوت، اویسیت اور علیحدگی کی خصوصیات نمایاں تھیں۔ دوسرا رجحان حضرت جنید بغدادیؒ کی نسبت سے عراقی کہلایا۔ اس میں صحو، پابندئ شرع، جلوت، رفاقت اور موجود مرشد کی تربیت کے عناصر غالب تھے۔ پانچویں صدی میں بعض مشائخ کے ہاں دونوں رجحانات کا حسین امتزاج سامنے آیا۔ یہ امتزاج سب سے پہلے حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ کی ذات میں نظر آتا ہے۔ آپ نے ایک طرف حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے فیض حاصل کیا اور دوسری طرف آپ تین واسطوں سے حضرت جنید بغدادیؒ کے فیض یافتہ تھے۔ اس امتزاج کا نتیجہ یہ ہوا کہ صوفیاء جہاں جذب، غلبہ اور احوال کے ذریعہ سلوک کے منازل طے کرتے، وہاں ہوش و کتاب و سنت کی سختی سے پیروی بھی کرتے۔ سلسلہ نقشبندیہ انہی خصوصیات کی وجہ سے تصوف کی دنیا میں منفرد اور نمایاں ہوتا گیا۔

ایک روز شیخ ابوسعیدؒ اور شیخ ابوالقاسمؒ طوس میں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ درویشوں کی ایک جماعت آپ کے آگے کھڑی ہوئی تھی۔ ایک درویش کے دل میں آیا کہ ان بزرگوں کا مرتبہ کیا ہے۔ شیخ ابوسعیدؒ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا! جو شخص دو بادشاہوں کو ایک وقت میں ایک جگہ ایک تخت پر دیکھنا چاہے اسے کہہ دو کہ آ کر دیکھ لے۔ یہ سن کر وہ درویش دونوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں کے آگے سے حجاب ہٹا دئے پس شیخ کے قول کی صداقت اس کے دل پر منکشف ہوگئی۔ اس نے ان کی بزرگی کو دیکھ لیا پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ کیا آج روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ ایسا بھی ہے جو ان دونوں سے بزرگ ہے۔ شیخ ابوسعیدؒ نے اس درویش کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ایک چھوٹا سا ملک ہوتا ہے جس میں ہر روز ابوسعید اور ابوالقاسم جیسے سترّ ہزار جاتے ہیں اور سترّ ہزار آتے ہیں۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت علی ہجویری ؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں اپنے احوال ومشاہدات بیان کر رہا تھا اس خیال سے کہ یہ میری کیفیت پر نظر فرمائیں گے اور میرے حال کی اصلاح فرمائیں گے۔ وہ نہایت انہماک سے میری گفتگو سن رہے تھے میں جوانی اور جوش میں اپنے کلام کو لمبا کر رہا تھا میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت اس کوچہ سے نہیں گزرے اس لئے اس قدر توجہ اور غور سے سن رہے ہیں۔ انہوں نے میری باطنی کیفیت کو بھانپ لیا اور فرمایا! اے جانِ پدر! میرا انہماک نہ تمہارے لئے ہے اور نہ تمہارے احوال کے لئے ہے بلکہ محول احوال (اللہ تعالیٰ) کے لئے ہے۔ یہ کیفیت تمام طالبانِ طریقت کو پیش آتی ہے یہ تمہارے لئے خاص نہیں ہے۔ یہ سن کر میرے ہوش اڑ گئے انہوں نے میری طرف دیکھا اور فرمایا! اے پسر! آدمی کو اس طریقت سے اس قدر نسبت ہے کہ جب وہ راہِ طریقت پر گامزن ہوتا ہے تو سمجھتا ہے کہ اس نے مقصود پا لیا اور جب معزول ہوتا ہے تو اپنے تصور کو عبادت میں ڈھالنا شروع کر دیتا ہے۔ پس نفی و اثبات اور فقد و وجود دونوں خیال ہیں۔ آدمی خیال کے بندھن سے کبھی بھی رہائی نہیں پا سکتا اسے چاہیئے کہ وہ درگاہِ حق پر سرنگوں رہے بجز مردانگی اور فرمانبرداری کی نسبت کے تمام نسبتوں سے دست بردار ہو جائے۔ (کشف المحجوب)

حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی نے اپنی کتاب "**اصول الطریقه و فصول الحقیقه**" میں ذکر کیا ہے کہ کسی کام میں جو گناہ نہ ہو بھائیوں کی موافقت کی فضیلت نفلی روزے سے کم نہیں ہے اور روزے کے آداب میں ایک یہ ہے کہ روزے دار کی نظر میں اپنے روزے کی قدر و قیمت نہ ہو۔

(انیس الطالبین)

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار ؒ فرماتے تھے کہ شیخ ابوالقاسم گرگانی ؒ کا ارشاد ہے کہ تم ایسے شخص کی صحبت میں بیٹھو جو تمہیں سراسر اللہ کا بنا دے۔ آپ قطب ربانی اور عارف سبحانی تھے۔

حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی ؒ کی وفات ۲۳ رصفر ۴۸۰ھ کو ہوئی اور آپ طوس میں مدفون ہوئے۔ سفینۃ الاولیاء میں آپ کا سنہ وفات ۴۵۰ھ/۱۰۵۸ء لکھا ہے۔

8 ۔ حضرت شیخ بوعلی فارمدی طوسیؒ

حضرت شیخ ابوعلی فارمدی طوسیؒ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ طوس کے قریب ایک گاؤں فارمید کے رہنے والے تھے۔ آپ کا اصل نام فضل اللہ بن محمد تھا اور کنیت ابوعلی تھی۔ آپ کی پیدائش ۴۳۴ھ میں ہوئی۔ بعض سوانح نگاروں نے آپ کا سن پیدائش ۴۰۷ھ/ ۱۰۱۶ء لکھا ہے۔ آپ کو بچپن سے ہی حصول علم کا شوق تھا۔ آپ کو جہاں بھی علمی مرکز کا علم ہوتا آپ وہاں پہنچ جاتے تھے۔ آپ کو امام غزالیؒ سے درس فقہ حاصل کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا لیکن امام غزالیؒ طریقت میں آپ سے بیعت اور تربیت یافتہ تھے۔ آپ خراسان کے شیخ الشیوخ تھے۔ ابوعبیداللہ بن باکو شیرازیؒ، ابومنصور تمیمیؒ، ابوحامد غزالی کبیرؒ، ابوعبدالرحمٰن نیلیؒ اور ابوعثمان صابونیؒ سے حدیث کا سماع کیا۔

جوانی میں ہی آپ حصول علم کی جستجو میں نیشاپور آ گئے کہ وہاں کے اساتذہ سے علم حاصل کریں۔ ان کی خوش قسمتی یہ ہوئی کہ انہی ایام میں حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ نیشاپور آئے ہوئے تھے۔ آپ نے ان سے بھی فیض حاصل کیا۔ نیشاپور میں آپ کی ملاقات حضرت امام ابوالقاسم القشیریؒ سے ہوئی جو تصوف کی گراں قدر کتاب ''رسالہ قشیریہ'' کے مؤلف ہیں۔ انہوں نے فرمایا! اے جوان! علم حاصل کرو۔ آپ نے تین سال حصول علم میں گزارے کہ اچانک ایک روز دوات سے قلم نکالا وہ بجائے سیاہ ہونے کہ سفید ہو گیا۔ فوراً استاد محترم کے پاس گئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ امام قشیریؒ نے فرمایا! بس تلاش علم کا مرحلہ طے ہو گیا کہ علم تم سے دستبردار ہو گیا اور اب طریقت کی دنیا میں قدم رکھو۔ آپ مدرسہ سے خانقاہ میں آ گئے یہ بھی امام قشیریؒ کے زیر اہتمام تھا۔ ایک روز امام غسل خانے میں نہا رہے تھے۔ شیخ فارمدیؒ کو خدمت کا موقع میسر آیا۔ آپ نے چند ڈول پانی سے بھر کر غسل خانے میں ڈال دیئے۔ جب شیخ نہا کر باہر آئے، نماز پڑھائی تو پوچھا کہ پانی کس نے ڈالا تھا۔ یہ گھبرا گئے کہ کہیں گستاخی نہ ہوگئی ہو، بار بار پوچھنے پر سامنے حاضر ہو گئے۔ حضرت شیخ خوش ہوئے اور فرمایا! '' اے ابوعلی! جو میں نے ستر سال کی محنت سے پایا وہ تم نے ایک ڈول میں ہی حاصل کر لیا'' اور فرمایا! میں یہیں تک راہنمائی کر سکتا تھا اور اس سے اوپر میری پرواز نہیں ہے۔ جاؤ کسی اور راہبر کو تلاش کرو۔ یہ ارشاد اس قدر ہمت افزاء تھا اور یہ بھی کہ شیخ اپنی حدوں کو جانتے تھے اور عطا کی کیفیات سے روشناس تھے۔

حضرت شیخ فارمدیؒ ان کی صحبت میں رہ کر بہت فیض یاب ہوئے تھے اب مزید تلاش شروع ہوئی اور آپ طوس چلے گئے۔ وہاں آپ حضرت شیخ ابوالقاسم گورگانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے سابقہ محنت اور ریاضت کا

ذکر کیا وہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ابتداء اچھی ہے۔ اگرچہ ابھی تک کوئی بلند مقام حاصل نہیں ہوا مگر فرمایا کہ تربیت پاؤ گے تو بڑے درجے پالو گے۔ حضرت فارمدیؒ وہیں ان کے پاس رہنے لگے۔ حضرت شیخ گورگانیؒ نے خوش ہو کر ان کا نکاح اپنی بیٹی سے کر دیا اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ طریقت کے حوالے سے آپ کی نسبت دو سلسلوں سے تھی۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ اور حضرت ابوالقاسم گورگانیؒ سے۔ اگرچہ ابوالقاسم گوگانیؒ خود بھی حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے نسبت رکھتے تھے اور ان کی دوسری نسبت حضرت جنید بغدادیؒ سے بھی تھی۔ وہ اس طرح ہے کہ آپ نے حضرت ابوعلی کاتبؒ سے فیض حاصل کیا انہوں نے حضرت ابوعلی عدباریؒ اور انہوں نے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے۔ شیخ ابوعلی فارمدیؒ کی حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ سے بھی صحبت رہی ہے اور کثیر فائدے حاصل کئے۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر نے ۴۴۰ھ میں وفات پائی انہوں نے ایک ہزار ماہ عمر پائی۔ حضرت شیخ فارمدیؒ کو حضرت شیخ گورگانیؒ نے خود سلوک کے اعلیٰ درجات حاصل کرنے کے لئے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے پاس بھیج دیا۔ ان کی صحبت میں آپ بام عروج پر پہنچے اور ایک مستند مسند ارشاد کے بانی بنے۔ آپ نے نیشاپور میں ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت کا کام شروع کر دیا۔ آپ کے مداحوں میں سلجوقی وزیر نظام الملک طوسی بھی شامل تھا۔ آپ کو دنیا سے کوئی رغبت نہ تھی جو بھی حاصل ہوتا تھا وہ صوفیوں اور درویشوں پر صرف کر دیتے تھے۔

حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں میں ایک دن حضرت ابوعلی فامدیؒ کے پاس بیٹھا تھا کہ میرے دل میں جوانی کی نخوت کی وجہ سے خیال آیا کہ اپنا حال ان پر ظاہر کروں اور یہ کہ شاید شیخ کو ابتداء میں اس طرف گزر نہ ہوا ہو جو میرے حق میں اتنی عاجزی کر رہے ہیں اور اپنے حال میں اس قدر انکساری سے کام لے رہے ہیں۔ حضرت فارمدیؒ میرے غرور کو سمجھ گئے اور فرمایا! اے میرے باپ کے دوست خوب جان لو کہ میری یہ انکساری تمہارے لئے نہیں بلکہ احوال کے بدلنے کے لئے ہے۔ یہ صرف تمہارے لئے نہیں بلکہ تمام طلباء کے لئے ہے۔ میں نے جب یہ بات سنی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ آپ نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا! اے بیٹے! آدمی کو طریقت سے نسبت یہ ہے کہ جب اسے طریقت کی طرف لائیں تو اس بارے میں دریافت کرنے کا خیال نہ کرے اور جب اسے اس سے معزول کریں تو عبادت کا خیال باندھ لے۔ آدمی کبھی بھی خیالات کی قید سے رہائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے بندگی کرنا لازم ہے۔ تمام نسبتوں کو اپنے سے دور کر دینا چاہئے اور بندگی کی نسبت سے کام رکھنا سب سے بہتر ہے۔ (تاریخ مشائخ نقشبند)

حضرت فارمدیؒ کا وصال ۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ بمطابق ۱۰۸۴ء یا ۵۱۱ھ کو طوس میں ہوا۔ وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ کے اکابر خلفاء میں حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ اور حضرت احمد غزالیؒ کا شمار ہوتا ہے۔ حضرات القدس کے مطابق آپ کی ولادت ۴۳۲ھ/ ۱۰۴۲ء اور وفات ۵۱۱ھ/ ۱۱۲۷ء ہے۔

9 ۔ خواجہ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانیؒ

حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ حضرت شیخ ابو علی فارمدیؒ کے خلیفہ تھے۔آپ بروز پیر ۲/صفر المظفر ۴۴۰ھ/۱۰۴۹ء میں ہمدان کے نواح میں ایک بستی ''بوزنجرد'' میں پیدا ہوئے۔ بچپن کے دن آپ نے اپنے علاقے میں گزارے اور اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد آ گئے۔ آپ کی کنیت ابو یعقوب تھی۔ بغداد ان دنوں علم و عرفان کا مرکز تھا بڑے بڑے علماء اور فقیہہ بغداد میں رہتے تھے۔ آپ امام عالم، عارف ربانی، صاحب احوال و مقامات اور کرامات والے تھے۔ آپ مشہور فقیہہ ابو اسحاق شیرازیؒ کے درس میں حاضر ہوئے۔ اس دور کے عمومی تقاضوں کے مطابق فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ ان دنوں بغداد میں جامعہ نظامیہ کی بنیاد رکھی جا چکی تھی اور عالم اسلام کے ماہر اساتذہ وہاں موجود تھے۔ وہاں ہی آپ نے قاضی ابوالحسنین محمد بن علی بن مہدی باللہؒ، ابوالغنائم بن محمد بن مامونؒ اور ابو جعفر محمد بن مسلمہؒ سے احادیث کا درس لیا۔

اس کے بعد مزید علم کے حصول کے لئے آپ نے اصفہان، خراسان، سمرقند اور بخارا کے نامور اساتذہ سے علم حدیث میں مہارت حاصل کی۔ آپ نے مرو میں قیام کو پسند فرمایا اگرچہ آپ کئی بار ہرات بھی گئے اور وہاں کے اکابر صوفیاء سے بھی رابطہ رہا۔ یہ وہ دور تھا جب علم الفقہ اور علم تصوف میں قربت کی راہیں تلاش کی جا رہیں تھیں۔ یہ دور اس قدر خوش قسمت تھا کہ امام غزالیؒ اور ان کے بھائی شیخ احمد غزالیؒ کی علمی مرتبے اور صوفیانہ کرامات کا ہر کہیں ذکر ہو رہا تھا۔ ان کی کاوشوں سے فقہ اور تصوف کی دوری ختم ہوئی اور مسلک تصوف کی اصلاح بھی ہوئی۔ یہی دور تھا کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بغداد کی فضاؤں کو نورانیت بخش رہے تھے۔ حضرت شیخ عبدلقادر جیلانیؒ آپ کی صحبت یافتہ تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ آپ کے ہاں چھ ماہ رہے۔ اسی دور میں حضرت شیخ ابو نجیب سہروردیؒ کی شہرت کا چرچہ تھا اور شیخ احمد الرفاعیؒ کے بڑے حلقے تھے۔ غرض یہ کہ تصوف کا ایک جہاں آباد تھا اور باطنی طہارت کے مراکز عام تھے۔

حضرت یوسف ہمدانیؒ اسی دور کے روشن ستارے تھے۔ آپ ابتداء ہی سے راہ سلوک سے آشنا تھے۔ اصفہان کے قیام کے دوران حضرت عبداللہ جوینی نیشاپوریؒ اور حضرت شیخ حسن سمنانیؒ سے فیض حاصل کر چکے تھے بلکہ خرقۂ خلافت بھی پہن چکے تھے۔ جب آپ بغداد سے علومِ شریعت سے فارغ ہوئے تو علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کا زہد اور ریاضت میں انہماک بڑھ گیا۔ آپ خراسان کے نواح میں کوہ زرا میں کافی عرصہ مقیم رہے اور تحنث کی منازل طے کرتے رہے۔ نماز کے علاوہ آپ اپنے حجرے سے باہر نہیں آتے تھے۔ آپ اپنے وقت کے غوث اور پانچویں صدی ہجری کے مجدد تھے۔

حضرت یوسف ہمدانیؒ نے عبادت و ریاضات اور مجاہدات میں خاص مقام حاصل کیا اور آخر کار وہ مقام مل گیا جس کی آپ تلاش میں تھے۔ ان دنوں حضرت شیخ ابوعلی فامدیؒ کی صوفیاء کرام میں بہت شہرت تھی۔ آپ ان کے دربار میں حاضر ہوگئے اور ان سے بیعت ہو کر تربیت اور سلوک کے اسباق لینے لگے۔ آپ جلد ہی اپنے شیخ کی نگاہ میں آگئے اور خرقۂ خلافت سے نوازے گئے۔ اس کے بعد آپ کے فیض کا سرچشمہ اپنی پوری آب و تاب سے بہنے لگا اور طالبانِ حق آپکے گرد جمع ہونے شروع ہوگئے اور معرفت کے خزانے لوٹتے رہے۔ ان میں چار ایسے اشخاص نے جنہوں نے رہتی دنیا میں اپنا نام پیدا کیا۔ ان میں حضرت عبدالخالق غجد وانیؒ، حضرت خواجہ احمد یسویؒ جو یسویہ سلسلہ تصوف کے امام و بانی قرار پائے، حضرت خواجہ احمد انداقیؒ اور حضرت خواجہ عبداللہ برقیؒ۔ سلسلہ نقشبندیہ کا فیض حضرت خواجہ عبدالخالق غجد وانیؒ سے جاری رہا۔

آپ کا انتساب باطنی حضرت شیخ ابوعلی فارمدیؒ سے تھا۔ ایک مستند روایت حضرت خواجہ عبدالخالق غجد وانیؒ کے وصایا کی شرح میں درج ہے کہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ براہ راست حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سے بھی فیض یاب تھے۔ حضرت شیخؒ کی ذات میں فقہی استقامت اور روحانی معرفت کا ایسا حسین امتزاج ہے کہ آپ کا مسلک حنفی فقہ سے تقویت پاتا رہا۔ تمام عمر حضرت امام ابوحنیفہؒ کے فرامین کی روشنی میں شریعت سے مسائل کا استخراج کرتے رہے۔ فقہ سے یہ لگن نقشبندیت کا ہمیشہ سے امتیاز رہا ہے۔ ان کے ہاں تصوف فقہ سے دوری کا نام نہیں تھا بلکہ شریعت پر استقامت کا ذریعہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ نقشبندیوں کے ہاں اتباعِ سنت کا بہت اہتمام رہا ہے اور مجاہدے اور مکاشفات بھی پابندِ شریعت رہے ہیں۔

حضرت یوسف ہمدانیؒ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ علامہ جامیؒ (حضرت نورالدین محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی الاحراریؒ) نے اپنی کتاب ''نفحات الانس'' میں آپ کی کتب زبدۃ الجماعت، منازل السائرین، منازل السالکین کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ کی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے یادگار ملاقات کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت شیخ جیلانیؒ بھی ۱۸ سال کی عمر میں بغداد آئے تھے۔ حضرت شیخؒ حضرت خواجہ ہمدانیؒ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ حضرت خواجہ ہمدانیؒ کا پتہ چلا تو وہ ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ دوران گفتگو حضرت یوسف ہمدانیؒ نے فرمایا کہ آپ وعظ کیا کریں۔ آپ میں اس کی صلاحیت ہے۔ وہ فرمانے لگے کہ میں عجمی ہوں اور بغداد کے فصحاء اور فضلاء کے سامنے کیسے وعظ کروں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا! فقہ، اصول فقہ، لغت، قرآن و حدیث کا علم تو ہے پھر انکار کیوں۔ میں تو آپ میں وہ دیکھ رہا ہوں جس کی شاخیں زمین میں بھی ہیں اور آسمان تک بلند بھی ہیں۔ یہ تائید تھی اور تحریک تھی جس نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو

وعظ کہنے کی ترغیب دی۔ پھر تو یہ وعظ بغداد کی مجلسی زندگی کا حصہ بن گیا اور ہفتہ میں چار دن جاری رہنے لگا۔ آپ بغداد کی جامع مسجد، عیدگاہ اور اپنے مدرسہ میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔ یہ مواعظ اس قدر مقبول اور پُر تاثیر تھے کہ لوگ زار زار روتے تھے سارے شہر سے ایک جم غفیر جمع ہوتا تھا۔ ان مواعظ سے جذبہ جہاد پیدا ہوا جس کے نتیجہ میں عراق سے ہزاروں کی تعداد میں رضا کار سلطان نورالدین زنگیؒ اور سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی فوج میں شامل ہو کر صلیبیوں کے خلاف لڑے اور مسلمانوں نے بالآخر بیت المقدس کو دوبارہ فتح کر کے شام و فلسطین کے بڑے حصہ سے صلیبیوں کو نکال دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ صوفیاء کرام نے تعلق باللہ اور مشاہدہ حق کی اصل غائت کے ساتھ ساتھ اسلام کے سیاسی و معاشرتی مسائل میں گہری دلچسپی لی اور روحانی تصرف اور عملی اقدام کے ذریعہ اپنا کردار انجام دیا۔

حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ کا طرزِ بیان عالمانہ اور محققانہ ہوتا تھا۔ سامعین پر آپ کے کلمات کا گہرا اثر ہوتا تھا۔ آپ کو غیر ضروری سوال پر کبھی کبھی جلال آ جاتا تھا۔ پھر آپ کے الفاظ یوں ادا ہوتے جیسے تقدیر کے فیصلے لکھے جا رہے ہوں۔ اس قسم کا واقعہ ایک دفعہ ۵۱۵ھ میں پیش آیا۔ آپ وعظ فرما رہے تھے کہ ایک فقیہہ جس کا نام ابن سقا تھا نے آپ کی کسی بات پر اعتراض کیا۔ آپ جلال میں آ گئے اور فرمایا بیٹھ جاؤ مجھے تمہارے کلمات سے کفر کی بو آ رہی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک عیسائی سفیر جو دربار خلیفہ میں آیا تھا یہ اس سے مانوس ہو گیا اور اس کے واپسی پر اس کے ساتھ چلا گیا اور وہاں جا کر عیسائی ہو گیا۔ کسی نے اسے قسطنطنیہ میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا قرآن یاد ہے۔ کہنے لگا صرف ایک آیت یاد ہے:

﴿ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴾ (سورۃ الحجر ۔ ۲)

بعید نہیں کہ کفر کرنے والے خواہش کریں کہ کاش وہ مسلمان ہوتے

ایک مرتبہ فرنگیوں نے ہمدان میں ایک عورت کے بیٹے کو قید کر لیا۔ وہ عورت روتی ہوئی حضرت ہمدانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنا حال بیان کیا۔ حضرت نے اس کو صبر کرنے کی نصیحت فرمائی۔ اس نے کہا کہ مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا۔ آپ نے اسی وقت ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمائی:

﴿اَللّٰهُمَّ فَكَّ اَسْرَهُ وَ عَجِّلْ فَرْجَهُ﴾ اللہ تعالیٰ اس کو قید سے چھڑا دے اور جلدی اس کو رہائی دی۔

اور فرمایا کہ جا لڑکے کو تو اپنے گھر میں پائے گی۔ عورت جب گھر واپس آئی تو لڑکے کو گھر میں موجود پایا۔ اس کو بہت حیرت ہوئی اس نے لڑکے سے احوال معلوم کیا۔ لڑکے نے کہا کہ میں ابھی قسطنطنیہ میں تھا اور میرے پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور نگران میرے گرد جمع تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کو میں نہیں جانتا تھا۔ نہ میں نے انہیں پہلے

کبھی دیکھا تھا ، وہ پلک جھپکتے میں مجھے یہاں لے آیا۔ وہ عورت پھر خواجہ صاحب کے پاس گئی اورلڑکے کا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا! کیا تم اللہ تعالیٰ کی قدرت پر حیرت زدہ ہو۔ (بہجۃ الاسرار:ص ۱۴۷، قلائدالجواہر:ص ۲۵۰)

آپ اہل سلوک سے اس قدر واقف تھے کہ ان کے مراتب کا تعین کر دیتے تھے۔ یہ ان کی اس حوالے سے بالغ نظری تھی۔ ایک مرتبہ ایک درویش آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ وہ شیخ احمد غزالیؒ کے پاس سے آیا ہے۔ آپ درویشوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اسی دوران آپ پر محویت طاری ہوگئی پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ تشریف لائے ہیں اور ایک لقمہ میرے منہ میں رکھا ہے۔ حضرت خواجہ ہمدانیؒ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خیالات ایسے ہیں کہ ان سے بچوں کو طریقے کی تربیت دی جاتی ہے یعنی ابھی منزل تک رسائی نہیں ہوئی۔ ابھی تربیت درکار ہے۔

حضرت کے بہت سے ارشادات سالکین کے لئے راہنما اصول ہیں ان میں ایک یہ بھی ہیں کہ:

"تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو اگر یہ میسر نہ آئے تو اس شخص کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہو"

حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ نے ساٹھ سال تک درس وتدریس اور روحانی فیوض برکات کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ نے مرو اور ہرات کے متعدد سفر کئے۔ یہ دونوں مراکز آپ کی ادارت کے حصار میں تھے۔ آپ اپنے آخری سفر کے دوران مرو اور ہرات کے درمیان ایک مقام "بامتن (تاجکستان)" میں باری تعالیٰ کو پیارے ہوگئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کے ایک عقیدت مند ابن النجار نے آپ کے جسد مبارک کو وہاں سے نکال کر مرو میں "خطیرہ" کے مقام پر دفن کر دیا۔ وہیں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ کی وفات بروز پیر ۲۲ ربیع الاول ۵۳۵ھ بمطابق ۱۱۴۰ء میں ہوئی اور وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک ۹۵ سال تھی۔

آپ کے چار خلفاء تھے:

۱۔ حضرت خواجہ عبداللہ برقیؒ

۲۔ حضرت خواجہ حسن انداقیؒ

۳۔ حضرت خواجہ احمد یسویؒ

۴۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

10 ۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ کے وہ نامور بزرگ ہیں جن سے نقشبندی صوفیاء کے اوراد و وظائف منسوب ہیں۔ آپ سے اس سلسلہ کی باقاعدہ تربیت کا آغاز ہوا، آپ کی تمام تر توجہ سالکین کی تربیت پر رہی۔ یہ اس لئے ہوا کہ وہ سنہری دور گزر چکا تھا جس کی فضا میں طہارت اور پاکیزگی بھی تھی اور نیک اعمال کی آسودگی بھی تھی۔ اب انحطاط کا دور شروع ہو چکا تھا جو خصوصی مشق اور توجہ کا تقاضا کر رہا تھا یہی وجہ ہے کہ اسے دورِ تربیہ کہا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ غجدوانیؒ سے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ تک سات ارکان سلسلہ کو دورِ تربیت کا نمائندہ سمجھا گیا اور ان کو ہفت خواجگانِ نقشبند کہا جانے لگا۔ اس مرکزی اہمیت کی وجہ سے آپ کا ذکر تاریخ تصوف میں بہت نمایاں ہے۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے خاندان کا وطن بلادِ روم (ایشیائے کوچک موجودہ ترکی) تھا۔ آپ کے خاندان کا شمار وہاں کے معزز اور قابل احترام خاندانوں میں ہوتا تھا۔ آپ کے والد ماجد شیخ عبدالجلیل (بعض روایات میں عبدالجمیل لکھا ہے) حضرت امام مالکؒ کی نسل سے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ علم و دانش میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کی والدہ شاہ روم کی اولاد میں سے تھیں۔ جب روم میں حالات ناسازگار ہوئے تو آپ کا خاندان ماوراء النہر کے علاقے میں منتقل ہو گیا۔ وہاں بخارا کے قریب غجدوان میں رہائش اختیار کر لی۔ اسی مقام پر ۲۲ر شعبان ۴۲۵ھ کو حضرت عبدالخالق غجدوانیؒ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی سلوک کی کئی منازل طے کر چکے تھے اور نسبت باطنی میں اعلیٰ شرف رکھتے تھے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام سے رابطے میں رہتے تھے جو رجال الغیب کے سرتاج اور استقامتِ روحانی کے تاجدار تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو بچے کی پیدائش کی بشارت دی اور ان کا نام عبدالخالق تجویز کیا۔ آپ کے والد کو نومولود کی خصوصی حیثیت کا علم تھا اس لئے آپ نے ان کی تعلیم و تربیت پر خاص اہمیت دی۔ ان کو تعلیم کے لئے نامور اساتذہ کے پاس بھیجا۔ آپ بہت ہونہار تھے، بہت جلد آپ نے حصول علم میں ترقی کی۔ ایک مرتبہ آپ اپنے تفسیر القرآن کے استاد مولانا صدرالدینؒ سے تفسیر کا درس لے رہے تھے کہ اس آیت پر ٹھہر گئے۔

ادْعُواْ رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ O (سورۃ الاعراف ۔ ۵۵)

پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے اور رازداری سے، بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا

استاد سے پوچھنے لگے کہ راز داری اور خفیہ طور پر پکارنے کا کیا طریقہ ہے کیونکہ اگر بلند آواز سے ذکر کیا جائے تو آواز اور حرکات سے لوگوں کو معلوم ہو جائے گا۔ اگر دل میں پکارا جائے تو شیطان تو جان لے گا کیونکہ حدیث مبارک میں آیا ہے کہ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے پھر خفیہ کیسے پکارا جائے۔ استاد اس حکمت آمیز سوال تک رسائی نہ پا سکے اور کہنے لگے یہ علم ظاہر نہیں ہے علم باطن ہے یعنی علم لدنی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو تمہیں ایسا کوئی اللہ والا مل جائے گا جو اس کا جواب دے دے گا۔ یہاں سے آپ کے اندر اللہ والے کو تلاش کرنے کی تحریک شروع ہوئی۔ چنانچہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ اہل اللہ کی تلاش میں لگ گئے۔ آپ کی سچی لگن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ کی مراد پوری ہوئی۔

حضرت خواجہؒ ایک دن جمعہ کے روز اپنے باغ کے دروازے پر کھڑے تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لے آئے اور نہایت پیار سے پوچھا کہ کوئی راہنما پایا یا ابھی جستجو میں ہو۔ آپ نے عرض کیا کہ ابھی جستجو میں ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں اپنی فرزندی میں لیتا ہوں اور تمہیں ایک سبق بتاتا ہوں جس سے سب راز کھل جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ روحانیت حوض میں غوطہ لگاؤ اور دل میں ''**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**'' کہو۔ آپ نے اس پر عمل کیا اور مسلسل کرتے رہے یہاں تک کہ سارے راز کھل گئے۔ یہ روحانی راہنمائی تھی، آپ اسی ریاضت میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ بخارا تشریف لائے تو آپ نے ان کی خدمت میں حاضری دی۔ جب تک ان کا قیام بخارا میں رہا آپ ان کی خدمت میں حاضر رہے۔ آپ ان کے حلقہ ادارت میں آئے اور روحانی طور پر فیض یاب ہوتے رہے۔ حضرت خضر علیہ السلام آپ کے مرشد سبق تھے اور حضرت یوسف ہمدانیؒ مرشد صحبت تھے۔ یہ تعلق عمر بھر رہا فرق صرف اتنا تھا کہ حضرت یوسف ہمدانیؒ نے ذکر بالجہر کا طریقہ نافذ نہیں کیا اور حضرت عبدالخالق غجدوانیؒ کو حضرت خضر علیہ السلام کے سکھائے ہوئے ذکر خفی ہی پر مداومت کی اجازت دے دی۔ یہ سلسلہ نقشبندیہ میں بہت بڑا تغیر تھا کہ حضرت عبدالخالق غجدوانیؒ سے ذکر خفی نقشبندیوں کا امتیاز بن گیا۔ جب حضرت یوسف ہمدانیؒ بخارا سے ہمدان واپس لوٹے تو اس وقت حضرت غجدوانیؒ کی عمر بائیس سال تھی۔ آپ کی تربیت کا دورانیہ بھی بہت مختصر رہا لیکن آپ نے ان کی تربیت اور سلوک کو مسلسل قائم رکھا۔ آپ کی خانقاہ مرکز اصلاح و تربیت کی حیثیت سے قائم رہی اور بے شمار لوگوں نے یہاں سے فیض پایا۔ یہ خانقاہ آپ کے وصال تک مسلسل مرکز تربیت کی حیثیت سے سرگرم عمل رہی۔

حضرت غجدوانیؒ کی نگاہ اس قدر باریک بین تھی کہ آپ کے سامنے کوئی ملمع سازی نہیں کرسکتا تھا آپ کی مومنانہ

فراست سب کچھ بھانپ لیتی تھی۔ روایت ہے کہ ایک جوان درویشانہ لباس میں حاضر ہوا۔ جائے نماز اس کے کندھے پر تھی اور کوئی صاحبِ سجادہ لگتا تھا، خاموشی سے ایک کونے میں آ کر بیٹھ گیا۔ آپ نے حقیقت شناس نظروں سے اسے دیکھ لیا مگر خاموش رہے، تھوڑی دیر بعد وہ نوجون اٹھا اور حضرت شیخ کو ایک حدیث سنانے لگا کہ:

﴿ اِتَّقُو افَرَاسَةَالْمُؤمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ ﴾

مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے

کہنے لگا اس کا مطلب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی زنار توڑ ڈالو۔ اس نے زنار کے موجودگی سے انکار کیا تو آپ نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ اس کے کپڑے اتارو۔ کپڑے اتارے تو اس کے زنار بندھی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر اس نے شرمندگی سے سر جھکا لیا اور ایمان لے آیا۔ اس پر آپ نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم بھی زنار پہنے ہوئے ہیں ظاہری نہ سہی، باطنی ہی سہی غرور و تکبر، خود پسندی کی زنار۔ آیئے ہم سب بھی اپنا وجود پاک کرلیں اور انا اور غرور کی زنار اتار پھینکیں تاکہ سب بخشے جائیں۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ مسلک نقشبندیہ کے وہ ولی ہیں جنہوں نے اس سلسلہ کو حدود و قیود کا پابند بنایا۔ نقشبندی خصائل و معمولات کا اجراء آپ ہی سے ہوا۔ ذکر خفی آپ کی وہ اصطلاح تھی جو بعد میں نقشبندیوں کا امتیاز قرار پائی۔

ایک مرتبہ ایک درویش نے حضرت خواجہ غجدوانیؒ کے سامنے کہا کہ اگر اللہ مجھے جنت اور دوزخ میں اختیار دے تو میں دوزخ اختیار کروں گا کیونکہ میں تمام عمر اپنے نفس کی مرضی کے خلاف چلا ہوں اور اس حالت میں بہشت میری مرضی کے مطابق ہوگی اور دوزخ خدا کی مرضی کے مطابق۔ حضرت خواجہؒ نے اس کی بات کو رد کیا اور فرمایا کہ بندے کو اپنے اختیار سے کیا مطلب۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہاں کہے گا ہم وہاں جائیں گے، جہاں رہنے کو کہے گا تو ہم وہاں رہیں گے۔ بندگی اسے کہتے ہیں اسے نہیں جو تم کہتے ہو۔ اس درویش نے کہا کہ شیطان کو اللہ کی راہ پر چلنے والوں پر کچھ قابو ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ وہ چلنے والے کے فنائے نفس کی حد تک نہ پہنچا ہو۔ اس ذات کو غصہ نہیں آتا بلکہ غیرت ہوتی ہے وہاں سے شیطان بھاگتا ہے اور ایسی صفت اس شخص کے لئے ہے جو اللہ کی طرف توجہ کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب دائیں ہاتھ میں لیتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت بائیں ہاتھ میں اور پھر ان دونوں کی روشنی میں چلتا ہے۔ (نفحات الانس)

ایک روز ایک درویش نے حضرت خواجہؒ سے سوال کیا کہ تسلیم کیا شے ہے؟ آپ نے فرمایا! تسلیم یہ ہے کہ مومن

اپنے نفس اور مال کو ''میثاق الست'' میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں فروخت کردے اور بہشت خرید لے۔ پس آج بھی یہی تسلیم کرے کہ

﴿ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ ﴾ (سورۃ التوبہ ۔ ۱۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔

نفس اور مال کی تسلیم اس طرح سے ہو کہ اپنی جان اور مال کو اللہ تعالیٰ کی ملکیت جانے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا امانت دار سمجھے جب تک ہو سکے، جان اور مال سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ نیکی کرے اور ان پر احسان نہ رکھے اور دنیا کے مال ومتاع کو اپنے دل میں جگہ نہ دے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حکم میں سونپ دے۔

مشائخ نقشبندیہ میں بعض حضرات سالک کو تلقین کرتے ہیں کہ اپنے دل پر اسم ذات ''اللہ'' کو سونے سے لکھا ہونے کا تصور باندھے۔ مشائخ نقشبندیہ کے ہاں چند اصطلاحات ہیں جو ان کے طریقہ اور سلسلہ کی بنیاد ہیں۔ بعض اصطلاحات سے ان اشغال کی طرف اشارے ملتے ہیں اور بعض کو تاثیر کے لئے کچھ شرائط ہیں۔

ذیل میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ ہوش دردم
۲۔ نظر برقدم
۳۔ سفر در وطن
۴۔ خلوت درانجمن
۵۔ یاد کرد
۶۔ بازگشت
۷۔ نگہداشت
۸۔ یاد داشت

یہ آٹھ کلمات خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے منقول ہیں اور یہ تین اصطلاحات خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ سے مروی ہیں۔

۱۔ وقوف زمانی ۲۔ وقوف قلبی ۳۔ وقوف عددی

ہوش دردم:

ہوش دردم سے مراد یہ ہے کہ ہر سانس پر ہوشیاری اور بیداری یعنی سالک ہر سانس پر ہمیشہ بیدار اور ہوشیار رہے اور فکرمند رہے کہ اس کا ہر سانس ذکر سے وابستہ ہے یا غفلت پر مبنی ہے۔ اس طرح وہ بتدریج دائمی حضوری کی منزل حاصل کر لے گا۔ اس طرح کی پابندی ابتدائی مرحلہ میں ضروری ہے۔ البتہ جب سالک درمیانی منزل تک آ جائے تو وقفے وقفے سے گزرے ہوئے سانسوں کا جائزہ لیتا رہے یعنی کچھ دیر بعد یہ دیکھے کہ اس کا یہ وقت غفلت میں تو نہیں گزرا۔ اگر درمیان میں غفلت آئی تو توبہ استغفار کرے اور آئندہ یہ غفلت نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔ اس نگرانی اور حفاظت سے بالآخر وہ دائمی حضوری کی منزل کو پہنچ جائے گا۔ اس کو ''پاس انفاس'' بھی کہتے ہیں۔ اس طریق کی نگرانی اور ہوشیاری وقوف زمانی کہلاتی ہے اور اسے حضرت خواجہ نقشبند ؒ نے وضع کیا ہے۔ ان کے نزدیک اس نگرانی اور بیداری کو بار بار نگاہ رکھنا خود متوسط سالک کے لئے پریشان خاطری کا موجب ہے۔ سالک کے لئے اصل بات توجہ الی اللہ میں استغراق ہے۔ اسے استغراق میں توجہ یا عدم توجہ کا علم رکھنے کی پابندی بجائے خود اصل سے توجہ ہٹانے کا باعث ہے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار ؒ فرماتے ہیں کہ اس طریقہ میں دم کی نگرانی بے حد ضروری ہے اور جو شخص دم کی نگرانی نہیں کرتا گویا وہ طریقہ شریفہ بھول گیا ہے۔

نظر برقدم

نظر برقدم سے مراد یہ ہے کہ سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ چلتے وقت اپنے قدموں کے علاوہ کسی چیز کو نہ دیکھے۔ اس طرح بیٹھتے وقت وہ صرف سامنے دیکھے تاکہ کسی نامحرم پر نظر نہ پڑ جائے۔ مختلف شکلوں اور تعجب آمیز رنگوں کو دیکھنا سالک کی باطنی کیفیت میں بگاڑ پیدا کرتا ہے اور اسے اس چیز سے پھیر دیتا ہے جس کی طلب میں وہ ہے۔ اسی طرح لوگوں کی باتیں سننے یا ان کے ساتھ گفتگو کرنے کا نتیجہ بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ (سورۃ النور ۔ ۳۰)

اے پیغمبر (ﷺ) مسلمانوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں

نماز میں قیام کے وقت سجدہ کی جگہ پر اور رکوع میں قدم کی پشت پر اور سجدہ میں سجدہ کی جگہ پر اور قعدہ میں رانوں پر نظر رکھنے کے لئے شریعت نے جو حکم کیا ہے اس میں بھی یہی مصلحت ہے کہ اس میں بھی دل کی توجہ نماز میں جمتی ہے۔

سفر در وطن:

سفر در وطن سے مراد یہ ہے کہ بشری صفات خسیمہ سے صفات ملکیہ کی طرف پرواز کی جائے۔ سالک پر فرض ہے کہ وہ برابر اپنے نفس پر نگاہ رکھے اگر اسے ابھی تک نفس میں مخلوق کی محبت کا شائبہ نظر آئے تو از سر نو توبہ کرے اور سمجھے کہ یہ میرا بت ہے جو لا الہ الا اللہ کہہ کر اس چیز کی محبت کا خیال مٹادے اور اس کی جگہ دل میں محبت الٰہی جگادے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دل کے اندرونی حصہ میں محبت کی بہت سی رگیں ہیں انہیں انتہائی باریک بینی سے اور تجسس کے بغیر تلاش کرنا اور نکالنا ممکن نہیں ہے۔ سالک کے لئے ضروری ہے کہ بغور دل کا جائزہ لے کہ کہیں اس میں کسی کے لئے حسد، کینہ یا کوئی اور نفرت تو موجود نہیں ہے اگر ایسا ہے تو اسے ذکر کے اس کلمے پر مداومت (یعنی ہمیشہ پابندی کرنا) کی مدد سے نکال پھینکے۔

خلوت در انجمن:

خلوت در انجمن سے مراد یہ ہے کہ اپنے تمام احوال میں دل کو اللہ تعالیٰ سے جوڑے رکھے۔ درس و تدریس ہو یا گفتگو، کھانے پینے کی صورت ہو یا چلنے کی، سالک اپنے باطن میں ایسا ملکہ پیدا کرے کہ وہ ان امور کے درمیان متوجہ الیٰ حق رہے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی طرف اشارہ ہے۔

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾

(سورۃ النور ۔ ۳۷)

وہ ایسے لوگ ہیں جس کو سوداگری اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی

سچ تو یہ ہے کہ فقر کی وضع قطع بنانا اور ہر وقت ذکر کی کیفیت میں رہنا بعض اوقات ریا اور دکھاوے کی طرف لے جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ وضع قطع و لباس عام لوگوں کا سا ہو مگر تقویٰ، دیانت، عبادت اور طاعات میں ہمت و کوشش فقراء کی ہو اور دل ہمیشہ حق تعالیٰ سے لو لگائے رکھے۔ خواجہ علی رامیتنیؒ نے فارسی شعر میں یہی مفہوم کیا خوب ادا کیا ہے۔

از دروں شو آشنا و از بروں وش

ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

(اندر سے آشنائی اور باہر سے بیگانگی، دنیا میں اس سے خوبصورت طریقہ اور کوئی نہیں)

یادکرد:

یادکرد سے مراد یہ ہے کہ سالک مسلسل ذکر میں مشغول رہے، چاہے ذکر نفی واثبات کی صورت ہو یا اثبات مجرد کی صورت میں ہو۔

بازگشت:

بازگشت سے مراد یہ ہے کہ دوران ذکر ہر دفعہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد تین یا چار دفعہ مناجات کرے یعنی دل کی گہرائی اور حضوری سے دعا کرے۔ اے میرے رب! تو میرا مقصود ہے میں نے دنیا وآخرت تیرے لئے چھوڑی ہے تو مجھے اپنی کامل نعمتیں نصیب فرما اور اپنا قرب نصیب فرما۔ یہ بات کمال عاجزی سے کہے تاکہ اگر غرور وفخر یا لذت کا وسوسہ آئے تو اس دعا کی برکت سے نکل جائے۔

نگہداشت:

نگہداشت سے مراد یہ ہے کہ سالک نفس کے خطرات اور وساوس سے نجات حاصل کرے یعنی وہ ہر وقت بیدار رہے اور دل میں کسی خیال وخطرے کو نہ آنے دے۔ حضرت خواجہ نقشبند ؒ نے فرمایا! خیال وخدشات کے آتے ہی سالک انہیں فوراً ذہن سے نکال دے۔ فوراً ذکر میں محو ہو جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں اپنے اثرات پیدا کر لیں گی تو پھر ان کا زائل کرنا مشکل ہوگا۔ چنانچہ نگہداشت کے ذریعہ سالک اپنے دل ودماغ کو خطرات وخدشات کے گزرا اور وہم ووساوس سے بچا سکتا ہے۔

یادداشت:

یادداشت سے مراد یہ ہے کہ الفاظ و تخیلات سے خالی ہو کر حقیقت واجب الوجود (یعنی ذاتِ حق) کی طرف توجہ مبذول کرے۔ سچ بات یہ ہے کہ اس منزل پر مکمل فنا اور کامل بقا کے بغیر استقامت حاصل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ

یہ مقام نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

﴿ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ﴾ (سورۃ الحدید ـ ۴)

وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں کہ تم ہو

وہ (اللہ) ہر وقت نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ حق بات یہ ہے کہ دوام آ گاہی، فنائے حقیقی اور بقائے کامل کے بغیر ناممکن ہے کیونکہ تکلف مرتبہ طریقت میں ہے اور طریقت میں دوام توجہ متصور نہیں۔ اور مرتبہ حقیقت میں (فنا و بقا کے بعد) دوام توجہ اس درجہ سے ہے کہ اس مقام میں تکلف کی مجال نہیں ہے۔ پس یادداشت و نگہداشت جو مرتبہ طریقت میں ہے مبتدیوں اور متوسطوں کے لئے اور یادداشت حقیقت سے متعلق اور منتہیوں کے لئے ہے۔

وقوف زمانی :

وقوف زمانی سے مراد ہے کہ سالک ہر وقت اپنے حال کا واقف رہے یعنی ہر ساعت کے بعد تامل کرے کہ غفلت تو نہیں آئی اور غفلت کی صورت میں استغفار کرنا اور آئندہ اس کے چھوڑنے پر ہمت باندھنی چاہیئے۔

وقوف عددی:

وقوف عددی سے مراد سالک ذکر نفی اثبات میں طاق عدد کی پابندی کرے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ﴿ و ان اللّٰه وتر و یحب الوتر ﴾ اللہ طاق (ایک) ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔

وقوف قلبی:

وقوف قلبی سے مراد یہ ہے کہ سالک اس (حسی) قلب کی طرف توجہ رکھے۔ جو بائیں چھاتی کے نیچے پہلو کی طرف دو انگل کے فاصلے پر ودیعت کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد کا دھیان رکھنا خصوصاً ذکر و اذکار کے وقت۔ اس توجہ کی حکمت تقریباً وہی ہے جو مشائخ قادریہ کے ہاں ذکر میں مختلف صورتوں کی ضربوں میں ہے۔ وہ یہ کہ ماسویٰ اللہ تعالیٰ کسی کی طرف کسی قسم کی توجہ نہ رہے اور بیرونی خطرات کا دل میں دخل نہ ہوتا کہ آہستہ آہستہ صرف ذات الٰہی پر توجہ منحصر ہو۔

امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو ذکر قلبی اثر نہ کرے۔ اس کو ذکر سے روک کر صرف وقوف قلبی کا حکم کیا جائے اور اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے تا کہ ذکر اثر کرے۔

حضرت خواجہ غجدوانیؒ نے اپنے بیٹے کو چند وصیتیں کی تھیں:

آپؒ نے فرمایا! اے فرزند! تقویٰ کو اپنی عادت بنالو۔ وظائف اور عبادات میں مضبوطی سے مداومت کرو اور اپنے حالات کا مراقبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے حقوق ادا کرتے رہو اور ماں باپ کے بھی۔ ان عادتوں کے اختیار کرنے سے تم کو رضائے الٰہی ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کو نگاہ میں رکھو وہ تمہارا محافظ ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو خواہ دیکھ کر یا زبانی۔ بلند آواز سے ہو یا آہستہ۔ علم کے طلب میں ذرا کوتاہی نہ کرو۔ علم فقہ اور حدیث سیکھو، جاہل صوفیوں سے بہت پرہیز کرو۔ لوگوں سے میل جول کم رکھو کیونکہ وہ راہ دین کے چور ہیں۔ سنت اور جماعت کی پابندی کرو۔ ائمہ سلف کے مذہب پر قائم رہو۔ نئی نئی باتیں پیدا ہو رہی ہیں جو گمراہی سے خالی نہیں، نوجوانوں، عورتوں اور مالداروں کے صحبت سے دور رہو کیونکہ یہ تمہارے دین کو برباد کردیں گے۔ دو روٹی مل جائے تو اس پر قناعت کرو البتہ فقیروں کی صحبت اختیار کرو۔ ہمیشہ خلوت پسندی اختیار کرو۔ حلال روزی کھاؤ کیونکہ حلال روزی خیر و برکت کی کنجی ہے۔ حرام سے پرہیز کرو یہ اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب بنتا ہے۔ دین پر قائم رہو تاکہ کل قیامت میں دوزخ کی آگ تمہیں نہ جلائے۔ حلال کمائی کے کپڑے پہنو تاکہ عبادت میں حلاوت پاؤ۔ دن رات میں بہت سی عبادت کیا کرو، نماز باجماعت کبھی ترک نہ کرنا اگرچہ تم مؤذن و امام نہیں۔ ضمانتوں میں اپنا نام مت لکھواؤ۔ عدالتوں اور کچہریوں میں مت پھرو۔ لوگوں کی وصیتوں میں دخل مت دو۔ مخلوق سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ گمنامی اختیار کرو تاکہ تمہارا دین برباد نہ ہو۔ سفر اختیار کرو تاکہ نفس ذلیل ہو، کسی کی مذمت کرنے سے غمگین نہ ہو کسی کی تعریف سے مغرور نہ ہو۔ مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق سے معاملہ کرو۔ نیک ہو یا بد ہر حالت میں باادب رہو۔ تمام مخلوقات پر رحم کھاؤ۔ قہقہہ مار کر مت ہنسو۔ قہقہہ کی ہنسی دل کو بند کرتی ہے۔ سردار دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جان لو تو ہنسو گے کم اور روؤ گے زیادہ۔ اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے بے خوف مت رہو اور رحمت الٰہی سے ناامید مت ہونا۔ خوف ورجاء کی حالت میں زندگی گزارو۔ سالکوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ کبھی وہ خوف میں رہتے ہیں اور کبھی پُر امید رہتے ہیں۔

اے فرزند! اگر تمہارا نفس مشتاق ہو تو مجاہدہ اختیار کرو۔ موت کو بہت یاد کرو۔ طالب ریاست کبھی نہ بنو۔ جو شخص طالب ریاست ہو اس کو طریقت کا سالک نہیں کہا جاسکتا۔ ہمیشہ روزہ دار رہو کیونکہ روزہ نفس کو توڑتا ہے۔ فقر سے پاکیزہ اور پرہیزگار رہو۔ دیانتدار، راہ خدا میں فقر و تقویٰ اور حلم سے ثابت قدم رہو۔ مال اور جان سے فقراء کی خدمت کیا کرو اور ان کا دل راضی رکھو۔ ان میں سے کسی کا انکار مت کرو سوائے ان چیزوں کے جو مخالف شرع ہوں۔ لوگوں سے

کوئی چیز مت مانگو اور اپنے لئے محفوظ مت رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے پر بھروسہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! اے انسان! میں روز تجھ کو روزی پہنچاتا ہوں تو اپنے آپ کو رنج مت دے۔ مقام توکل پر قدم رکھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُه ﴾ (سورۃ الطلاق ۔ ۳)

جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ رزق تقسیم ہو چکا ہے، جواں مرد بنو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے اس کو تم خلق خدا پر خرچ کرو۔ بخل وحسد سے دور رہو۔ کیونکہ بخیل وحاسد کل روز قیامت دوزخ میں جائیں گے۔ اپنے ظاہر کو آراستہ مت کرو، ظاہر کی آرائش باطن کی ویرانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے پر بھروسہ کرو اور حق بات کہنے میں کسی سے نہ ڈرو۔ اپنے نفس کی حفاظت کرو کہ اس کی اصلاح انتہائی ضروری ہے۔ اپنے نفس کی عزت مت کرو۔ ان چیزوں کی طلب سے جن کے بغیر کام چل سکتا ہے اپنی زبان بند رکھو۔ مخلوق کو ہمیشہ نصیحت کیا کرو۔ کھانا پینا کم کرو۔ بغیر ضرورت کے کوئی چیز مت کھاؤ۔ بلا ضرورت باتیں مت کرو، جب تک نیند کا غلبہ نہ ہو مت سوؤ اور جلدی اٹھو۔ تمہارا بدن نماز میں مصروف رہے اور عمل میں اخلاص ہو۔ تمہاری دعا مجاہدہ ہو اور تمہارا کپڑا پرانا، تمہارے دوست درویش اور تمہارا گھر مسجد ہو۔ تمہارا حال فقہ ہو اور تمہاری آرائش زہد ہو۔ تمہارے دوست دیندار لوگ ہوں۔ فقر کو تونگری پر ترجیح دو، علم کو دنیا کے تمام کاموں سے اچھا سمجھو، راہ خدا میں ذلت کو عزت پر فوقیت دو۔ علم ظاہری و باطنی سے آراستہ رہو اور ہر وقت مرنے کے لئے تیار رہو۔

اے فرزند! کہیں دنیا تمہیں دھوکہ نہ دے کیونکہ ایک نہ ایک دن تمہیں یہاں سے جانا ہے۔ دنیا میں مسافر کی طرح زندگی گزارو۔

اے فرزند! ان نصیحتوں کو خوب یاد کرلو اور اس پر عمل کرو۔ جس طرح میں نے اپنے پیر ومرشد سے یاد کی ہیں اور ان پر عمل کیا ہے۔ اگر تم بھی یاد کرو گے اور ان پر عمل کرو گے اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا وآخرت میں حفاظت فرمائے گا۔ جن باتوں کا میں نے ذکر کیا ہے اگر یہ کسی راہ خدا کے سالک میں پیدا ہو جائیں تو اس کی بزرگی مسلّم ہے اور جو شخص اس کی پیروی کرے وہ منزل مقصود کو پہنچ جائے گا۔ یہ بزرگی کا مرتبہ ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا۔ (حضرات القدس: ج ۱، ص ۱۲۳)

ایک درویش نے حضرت اقدسؒ سے پوچھا کہ عالم کے لئے عذاب کی کیا صورت ہے؟ آپؒ نے فرمایا! عالم جب طلب دنیا میں مشغول ہو جاتا ہے اور آخرت سے بے پرواہ ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو دنیا میں عذاب دیتا ہے۔ یہ

عذاب ایسا ہوتا ہے کہ عبادت کی حلاوت اس کے دل سے اٹھالی جاتی ہے اور وہ کسی عبادت میں لذت نہیں پاتا اور عبادت کی ادائیگی میں سست ہوجاتا ہے، نیک کاموں سے دور ہونے لگتا ہے۔ پس اس وقت وہ عذاب آخرت میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ:

وَیْل'' لِلْجَاهِلِ مَرَّةً وَ لِلْعَالِمِ سَبْعِیْنَ مَرَّةً

جاہل کے لئے ایک بار افسوس اور عالم کے لئے ستر بار

حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں چھت پر تھا کہ پڑوس میں ایک بڑھیا اپنے شوہر سے لڑ رہی تھی کہ ستّر سال گزرے میں تمہارے گھر میں ہوں تم نے مجھے بھوکا رکھا اور پھٹے پرانے کپڑے پہنائے، مگر میں نے صبر کیا اور گرمی سردی میں بھی جو کچھ محنت وسختی مجھ پر گزری اس کو برداشت کیا، جو کچھ تم نے دیا اس سے زیادہ نہ مانگا، تمہارے ننگ وناموس کو محفوظ رکھا۔ کسی بیگانے کے پاس تمہاری شکایت لے کر نہیں گئی۔ یہ سب اس لئے کہ تم میرے ہوکر رہو اور میں تم کو دیکھتی رہوں۔ اگر تم دوسری کو اختیار کروگے اور میرے سامنے بیٹھوگے تو میں اپنے ہاتھ سے خواجہ عبدالخالقؒ کے دامن کو پکڑوں گی اور جب تک وہ میرا انصاف نہ کریں گے ان کا دامن نہیں چھوڑوں گی۔

حضرت خواجہ فرماتے ہیں! اس ضعیفہ کی بات نے مجھے بہت ذوق بخشا اور اپنے آپ سے کہا کہ اے عبدالخالق! دیکھ یہ عورت محبت مخلوق میں اتنی استقامت رکھتی ہے کہ بے اندازہ مصائب اور تکالیف برداشت کرچکی ہے۔ اس ضعیفہ کا یہ واقعہ سالکِ طریقت کے لئے ایک سبق ہے، پھر میں نے غور کیا کہ اس پر کوئی دلیل قرآن مجید سے مل جائے تو مجھے یہ آیت ملی:

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ
وَمَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْماً عَظِيماً O (سورۃ النساء ۔ ۴۸)

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سواء جسے چاہے بخش دیتا ہے
اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے چار خلفاء تھے۔ جن میں ایک حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ، دوسرے خواجہ احمد صدیقؒ، تیسرے خواجہ اولیاء کبیرؒ اور چوتھے خواجہ سلمان کرسینیؒ۔

خواجہ احمد صدیق ؒ حضرت خواجہ عبدالخالق ؒ کے بعد ان کی جگہ جانشین ہوئے اور دعوتِ حق میں مشغول ہو گئے۔ جب تک زندہ رہے دعوت اور تبلیغ کے کاموں میں مشغول رہے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو آپ نے اپنے تمام مریدین اور متعلقین کو حضرت خواجہ عارف ریوگری ؒ کی صحبت اختیار کرنے کے لئے کہا۔ آپ کا انتقال مقام صحراء قریہ مغیان میں ہوا جو بخارا سے نو میل کے فاصلہ پر ہے۔ خواجہ عارف ؒ اور خواجہ اولیاء کبیر ؒ بخارا میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی ؒ کی خلافت کی ذمہ داریوں کی وجہ سے عوام الناس کی ہدایت میں مشغول ہو گئے۔

حضرت خواجہ سلمان کرسینی ؒ نے حضرت خواجہ غجدوانی ؒ سے سلوک کی تعلیم لی اور خلافت سے سرفراز ہوئے لیکن اپنے سلوک کی تکمیل حضرت خواجہ غجدوانی کی وفات کے بعد حضرت خواجہ کبیر اولیاء ؒ سے مکمل کی۔

آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ اولیاء کبیر ؒ کے چار خلفاء تھے۔ خواجہ دھقان قلتی ؒ، خواجہ اولیاء غریب، خواجہ سوگان، خواجہ سلیمان ؒ۔ خواجہ کبیر اولیاء کا انتقال بخارا میں ہوا اور آپ کی مسند پر حضرت خواجہ دھقان قلتی ؒ جانشین ہوئے۔

جب حضرت خواجہ دھقان قلتی ؒ کی وفات ہوئی تو خواجہ اولیاء غریب ؒ ان کی جگہ جانشین بنے۔

آپ نے بے شمار لوگوں کو راہ سلوک میں باطنی طور پر پاک کیا، عقائد میں اضطراب کو دور کیا اور عمل میں مداومت کا ذوق پیدا کیا۔ آپ کا سلسلہ طریقت مختلف حوالوں سے جاری رہا۔ آپ کی مسند کے اصل وارث حضرت خواجہ عارف ریوگیری ؒ بہت نمایاں ہیں۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی ؒ نے اپنے آخری وقت میں اپنے مریدین کی موجودگی میں آنکھ کھولی اور فرمایا! خوش ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے اور اس نے اپنی رضا کی بشارت دی ہے۔ سب احباب آبدیدہ ہو گئے کہ فراق کے لمحات کا یقین ہو گیا۔ اس پر فرمایا! تم بھی خوش ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو اس طریقے پر تا حیات استقامت کرے گا اس پر بھی رحمت ہو گی اور وہ بھی بخش دیا جائے گا۔ یہ فرما کہ آپ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ ۱۲/ربیع الاول ۵۷۵ھ بمطابق ۱۱۷۹ء کو غجدوان میں آنحضرت خواجہؒ نے وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔ حضرات القدس میں آپ کی وفات ۶۱۷ھ درج ہے۔

10.1 ۔ حضرت خواجہ اولیاء کبیرؒ

حضرت خواجہ اولیاء کبیرؒ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ نے بخارا کے صرافوں کی مسجد میں ایک چلہ کشی ''شغل نفی خواطر'' میں کی کہ چالیس دن رات میں کوئی خطرہ آپ کے قلب میں پیدا نہ ہوا۔ آپ نے بخارا میں وفات پائی۔

آپ کے چار خلفاء عظام تھے:

۱۔ حضرت خواجہ دہقان قلبیؒ

۲۔ حضرت خواجہ اولیاء غریبؒ

۳۔ حضرت خواجہ سوگانؒ

۴۔ حضرت خواجہ سلیمانؒ

حضرت خواجہ سلیمان آپ کے والد گرامی کی صحبت میں رہ چکے تھے۔ حضرت خواجہ عبدلا خالق غجدوانیؒ نے آپ کے لئے وصیت نامہ لکھا تھا۔ آپ کا ۶۲۷ھ میں بخارا میں انتقال ہوا۔

10.2 ۔ حضرت خواجہ احمد صدیقؒ

حضرت خواجہ احمد صدیقؒ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ اپنے شیخ اقدسؒ کے وصال کے بعد ان کے جانشین بنے اور دعوتِ خلق میں مصروف ہوگئے۔ آپ نے صحرا قریہ مغان (بخارا سے نومیل) پر ۶۵۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کے بعد حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ جانشین بنے۔

10.3 ۔ حضرت خواجہ سلیمان کرمینیؒ

حضرت خواجہ سلیمان کرمینیؒ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے اپنی شیخ اقدسؒ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ اولیاء کبیرؒ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور بعد ازاں ان سے بھی خلافت و اجازت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی وفات ۶۵۸ھ میں ہوئی۔

11 ۔ حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ

حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ ۲۷/رجب المرجب ۵۵۱ھ میں ریوگر میں پیدا ہوئے جو بخارا سے ۱۸ میل اور غجدوان سے ۳ میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ ترک نسل سے تھے اور ترکوں میں عظیم صوفی تھے۔ آپ ہوش سنبھالتے ہی حضرت عبدالخالق غجدوانیؒ کے مرید ہوگئے۔ ان کی سرپرستی میں مدارج سلوک طے کر کے اجازت وخلافت سے شرف یاب ہوئے۔ ان کا قیام اپنے مرشد کے گھر سے زیادہ دور نہیں تھا اس لئے آپ ہر وقت ان کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ جب تک شیخ زندہ رہے آپ ان کی خدمت کرتے رہے۔ اس طرح آپ نے ان سے بہت فیض حاصل کیا۔ آپ اپنے شیخ کے بعد ان کی مسند ارشاد پر بیٹھے اور سلسلہ کی تقویت کا باعث بنے۔ آپ علم وعمل، زہد وتقویٰ، متابعتِ سنت رسول اللہ ﷺ میں عالی شان تھے۔

آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے آپ نے ایک رسالہ "عارف نامہ" تصنیف کیا۔ آپ کے ہاں سنت کی پابندی کا بہت اہتمام کیا جاتا تھا۔

مشہور روایات کے مطابق آپ کا سن وفات یکم شوال ۶۱۶ھ بمطابق ۱۲۲۰ء ہے اگرچہ "سفینۃ الاولیاء" کی روایت کے مطابق سال وفات ۷۱۵ھ ہے اور ریوگر میں مدفون ہوئے۔ یہ وہ دور تھا جب سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے بیت المقدس فتح کیا تھا اور یورپ کی مجموعی قوت کو پسپا کیا تھا۔

12 ۔ خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ

خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ ۱۸/شوال ۶۲۷ھ بمطابق ۱۲۳۰ء میں انجیر فغنہ میں پیدا ہوئے۔ یہ بخارا کے ایک گاؤں وابکنہ کے قریب ہے۔ یہ مقام بخارا سے تقریباً تیس کلومیٹر دور ہے۔ آپ ایسے دور میں پیدا ہوئے جب عالم اسلام چنگیزی حملوں کی زد میں تھا اور بے سکونی کا دور دورہ تھا۔ ان دنوں برصغیر سلطان التمش کی ماہرانہ تدبیروں کی وجہ سے منگولوں کے حملہ سے محفوظ تھا۔ اور ان دنوں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ؒ، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ؒ اور حضرت بہاء الدین زکریہ ملتانی ؒ کے روحانی فیضان سے سیراب ہو رہا تھا۔ ان پریشان کن حالات کے باوجود حضرت محمود ؒ نے دین کے تمام علوم پڑھے اور عالم دین بنے لیکن اس کو ذریعہ معاش نہیں بنایا بلکہ گل کاری کو ذریعہ معاش بنائے رکھا۔ آپ حضرت خواجہ عارف ریوگری ؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور مسلسل کئی سال تک ان کی خانقاہ میں حاضر رہے۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری ؒ نے اپنی آخری عمر میں حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ آپ نے وابکنہ میں سکونت اختیار کر لی اور وہیں ۱۷/ربیع الاول ۷۱۵ھ یا ۷۱۷ھ میں وفات پائی۔

حضرت خواجہ محمود ؒ ذکر بالجہر کے قائل تھے جو نقشبندیوں کے ہاں عام نہیں تھا۔ اس لئے اس دور کے ایک عالم مولانا حافظ الدین بخاری ؒ جو خواجہ پارسا ؒ کے جد امجد تھے نے رئیس العلماء حلوائی ؒ کی موجودگی میں آپ سے ذکر بالجہر کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے اپنے پیر و مرشد سے اس کی اجازت لے لی ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ ذکرِ جہری کس نیت سے کرتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا تا کہ سویا ہوا بیدار ہو جائے اور غافل آگاہ ہو جائے اور شریعت اور طریقت پر استقامت کر کے اس راہ پر آجائے تا کہ حقیقی توبہ کی توفیق مل جائے۔ کہا گیا کہ نیت تو درست ہے لیکن اس کی حد مقرر کر دیں تو فرمایا، یہ اس کیلئے جائز ہے کہ جس کی زبان جھوٹ اور غیبت سے پاک ہو، حلق حرام اور شبہ کے لقمہ سے محفوظ ہو، دل ریا سے پاک ہو اور ذہن ماسوا اللہ کے خیالات سے پاک ہو۔

حضرت خواجہ علی رامیتنی ؒ فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ اس زمانے کے مشائخ میں ایسا کون بزرگ ہے جو استقامت کا درجہ رکھتا ہو تا کہ میں ان کا دامن پکڑ لوں اور ان کی

پیروی کروں۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا ان صفات کے بزرگ خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ ہیں۔ خواجہ علی رامیتنی ؒ کے بعض اصحاب نے بتایا کہ وہ درویش خود خواجہ علی رامیتنی ؒ تھے۔ مگر اس وجہ سے نام نہ بتایا کہ یہ ظاہر نہ ہو کہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی ہے۔ (رشحات)

خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ کے جانشین حضرت خواجہ علی رامیتنی ؒ ہوئے۔ جنہوں نے باطنی اشارہ پاکر آپ سے تعلق قائم کیا تھا۔ جو ساری عمر قائم رہا۔

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ کے دوسرے خلیفہ حضرت میر حسین وابکنی ؒ ہیں۔ ان کو میر خورد بھی کہا جاتا ہے۔ میر حسین ؒ اپنے زمانے کے بڑے بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ میر خورد کی قبر مبارک قصبہ وابکنہ میں ہے۔ میر خورد کے بھائی بھی حضرت خواجہ محمود ؒ کے اصحاب میں سے ہیں۔ لیکن خلافت و نیابت کا کام خواجہ علی رامیتنی ؒ اور میر حسین ؒ کے سپرد کیا گیا۔

آپ کی وفات ۱۷ ربیع الاول ۶۴۳ھ بمطابق ۱۲۴۵ء میں وابکنہ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ بعض روایات میں سنہ وفات ۷۱۵ھ اور ۷۱۷ھ بھی آیا ہے۔

13 ۔ حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنیؒ

حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنیؒ ۵۸۵ھ / ۱۱۸۹ء میں رامیتن قصبہ میں پیدا ہوئے جو بخارا سے قریب تھا۔ آپ کا نام علی اور لقب عزیزاں تھا۔ آپ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ کے مرید، خلیفہ اور جانشین تھے۔ آپ کپڑا بننے کا کاروبار کرتے تھے۔ آپ نے خاندانِ غلاماں سے علاء الدین خلجی تک کا زمانہ پایا۔ مشائخ چشت میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ، مخدوم علاء الدین صابر کلیریؒ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ آپ کے ہم عصر تھے۔ مغرب میں حضرت امام شاذلیؒ، حضرت ابن عربیؒ، حضرت احمد البدویؒ اور مولانا جلال الدین رومیؒ کا تعلق بھی آپ کے عہد سے تھا۔

روایت ہے کہ حضرت شیخ علاء الدین سمنانیؒ جو خود ایک بلند مقام رکھتے تھے کہ وہ شاہ ہمدانؒ کے ماموں تھے اور مرشد بھی۔ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی رامیتنیؒ سے تین سوال کا جواب چاہا۔

پہلا سوال یہ تھا کہ وہ مریدوں کو ان سے زیادہ کھانا کھلاتے ہیں لیکن وہ لوگ آپ کی تعریف کرتے ہیں اور میری شکایت۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

حضرت علی رامیتنیؒ نے جواب دیا کہ احسان جتا کر خدمت کرنے والے بہت ہیں مگر احسان مند ہو کر خدمت کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔

دوسرا سوال: سنا ہے کہ آپ کی روحانی تربیت حضرت خضر علیہ السلام نے کی ہے اس کا معاملہ کیا ہے؟

فرمایا! جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عاشق ہوتے ہیں حضرت خضرؑ ان لوگوں کے عاشق ہوتے ہیں۔ ان کی تربیت کرتے ہیں اور ان کو راستہ دکھاتے ہیں۔

تیسرا سوال: آپ ذکر بالجہر کیوں کرتے ہیں؟

فرمایا! میں نے سنا ہے کہ آپ ذکر خفی کرتے ہیں پس آپ کا ذکر بھی جہر ہو گیا کیونکہ اس کی اطلاع ہم تک پہنچ گئی اور ذکر جہری وہ ہے جسے دوسرا جان لے۔

حضرت علی رامیتنیؒ کی عادت تھی کہ گفتگو میں جب بھی اپنا حوالہ دیتے تو عزیزاں کہہ کر دیتے تھے اس طرح یہ کلمہ عام ہو گیا اور صوفیاء کرام نے اسے آپ کا پسندیدہ حوالہ سمجھا اور حضرت عزیزاں کہنے لگے۔ اہل خوارزم آپ کو خواجہ علی باوردی اور اہل بخارا شیخ علی رامیتنی کے نام سے پکارتے تھے۔ آپ رامیتن سے باورد تشریف لے آئے تھے۔ یہاں کافی عرصہ

قیام رہا اور آپ کی شہرت بھی ہوگئی بہت سے لوگ آپ کی ادارت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے خواجہ رامیتنی ؒ کو شرفِ خلافت عطا فرما دیا اور فرمایا:

اے علی! جو کچھ میرے سینے میں تھا میں نے تمہیں عطا کر دیا۔

باورد میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد آپ خوارزم تشریف لے گئے اور باقی ساری زندگی خوارزم میں ہی گزار دی۔ یہاں ہر وقت آپ کے مریدوں کا ہجوم رہتا تھا۔ آپ کے فیض کا دریا لوگوں کو سیراب کر رہا تھا۔ حضرت خواجہ رامیتنی ؒ کی طبیعت میں لوگوں کے احوال کی اصلاح کے ساتھ ساتھ خدمتِ خلق کا جذبہ بھی تھا۔

منگولوں کے قبضہ کے بعد وسط ایشیا کے حالات بہت خراب ہو گئے تھے۔ آپ نے باورد سے ترک وطن کر کے مرکزی شہر خوارزم میں قیام کا ارادہ کیا اور آخیر عمر تک وہیں قیام پذیر رہے۔ اہل خوارزم آپ کو خواجہ علی باوردی ؒ کہتے تھے۔ اہل بخارا خواجہ علی رامیتنی ؒ اور صوفیاء آپ کو حضرت خواجہ عزیزاں ؒ کہتے تھے۔ خوارزم میں داخلہ سے پہلے جب آپ شہر کی فصیل تک پہنچے تو باہر ہی رک گئے اور دو درویشوں کو خوارزم کے حکام کے پاس بھیجا اور کہا کہ فقیر آپ کے شہر کے دروازے پر آیا ہے اور یہاں قیام کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر آپ کی کوئی مصلحت مانع نہ ہو تو شہر میں داخل ہو جائے ورنہ واپس چلا جائے۔ حضرت نے درویشوں کو سمجھا دیا تھا کہ اگر حاکم اجازت دے تو اس سے اس بارے میں تحریر حاصل کر لیں اور اس پر اس کی مہر بھی لگوا لیں۔ جب حاکم شہر اور اس کے مصاحبوں نے ان درویشوں کی درخواست سنی تو ہنسنے لگے کہ کیسے سادہ لوح لوگ ہیں تاہم حاکم نے تحریری اجازت نامہ لکھ کر اپنی مہر لگا کر دے دیا۔

روایت ہے کہ خوارزم میں آپ کا معمول تھا کہ ہر صبح ان مزدوروں میں جو محنت کے لئے قطار میں کھڑے ہوتے، دو کا انتخاب کر لیتے اور انہیں گھر لا کر فرماتے کہ تمہیں صرف یہ کرنا ہے کہ وضو کر لو اور عبادت میں مشغول ہو جاؤ۔ عصر تک ہمارے ہاں اسی معمول پر رہو عصر کے بعد اپنی مزدوری لے کر چلے جانا۔ مزدور بہت خوش ہوتے کہ محنت بھی نہیں کرنی پڑ رہی اور معاوضہ بھی پورا مل رہا ہے اور نیکی کے کام میں بھی شامل رہے۔ مزدور آپ کو پہچان گئے تھے ہر مزدور کی خواہش ہوتی کے حضرت اسے لے جائیں۔ ان مزدوروں سے آپ کی قربت ہوگئی اور وہ بھی آپ سے مانوس ہو گئے تھے۔ اس طرح آپ کے عقیدت مندوں کا ایک حلقہ پیدا ہو گیا۔ آپ کی یہ مقبولیت امیر شہر کو پسند نہیں آئی اس کی نظر میں ان کا اس طرح لوگوں میں مقبول ہو جانا اچھا نہیں تھا۔ اس نے آپ کو حکم دے دیا کہ شہر چھوڑ دو۔ آپ نے خوارزم میں داخلے کے وقت تحریری اجازت نامہ حاصل کیا تھا۔ وہ انہوں نے امیر شہر کو بھیج دیا اور کہلوایا کہ اس کے باوجود عہد شکنی برقرار ہے تو ہم شہر چھوڑ دیتے

ہیں۔ امیر بھی اس دور کا تھا جب اخلاقیات میں آج کل کی طرح زوال نہیں آیا تھا اس لئے وہ خاموش ہوگیا اور آپ اپنی اصلاحی روش پر قائم رہے۔

حضرت خواجہ رامیتنیؒ کی ایک تصنیف ''رسالہ عزیزاں'' کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کو شعر گوئی کا بھی ذوق تھا آپ کی چند رباعیات ملتی ہیں۔ آپ کے علم و معرفت سے مطالق ارشادات بھی ملتے ہیں۔

آپ کے صاحبزادے نے پوچھا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ فقیر خدا کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا! ایسا نہیں ہے ساری کائنات ہی اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے مگر فقیر اس قدر راضی برضا ہوتا ہے کہ اپنی چاہت کے لئے سوال نہیں کرتا کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور وہ حاجات پوری کر دیتا ہے۔

صاحبزادہ خواجہ ابراہیمؒ نے عرض کیا کہ منصورؒ نے'' انا الحق '' کہا اور حضرت بایزید بسطامیؒ نے کہا: لَیسَ فِیْ جُبَّتِیْ سَوَیَ اللّٰہِ دونوں قول شریعت کے خلاف مگر منصور کو سولی پر چڑھا دیا گیا اور حضرت بایزیدؒ کو کچھ نہیں کہا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا! دونوں میں بہت فرق ہے۔ منصور نے انـــا کہا کہ اپنی ہستی کا اثبات کیا مگر حضرت بایزیدؒ نے لیـس کہا کہ نفی ذات کی۔ یہ الگ بات ہے کہ اگر منصور کے دور میں خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کا کوئی فرزند یا نمائندہ ہوتا تو منصورؒ سولی سے بچ جاتے۔

ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے نے سوال کیا اس کہ بعض احادیث میں بظاہر تناقص لگتا ہے اسے رفع فرما دیجئے۔ مثلاً حدیث ہے الفقر سو ادالوجه فی الدارین (فقر دونوں جہاں کی روسیاہی ہے) یا یہ کہ کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَکُوْنَ کُـفْـرًا (قریب ہے کہ فقر کفر بن جائے)۔ ایک حدیث ہے اَلْـفَـقْـرَ فَخْـرِی (فقر میرے لئے فخر ہے)۔ ان کے مطالب میں یکسانیت پیدا کرنا کیسے ممکن ہے۔ حضرت نے فرمایا! اگر فقیر جس کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے مگر وہ دل میں طلب رکھتا ہے تو وہ گدا ہے اور گدائے محلّہ ہے نہ کہ متبع رسول اللہ ﷺ مگر وہ فقیر جس کے ہاتھ میں اگر چہ کچھ نہیں ہے مگر وہ پانے کی حرص بھی نہیں پاتا تو وہ لائق عظمت ہے۔ گداگری اور حقیقی فقر میں یہی فرق ہے۔

اسی طرف علامہ اقبالؒ نے اشارہ کیا ہے:

مقام فقر کتنا بلند شاہی ہے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہئے

شیخ فخرالدین نوریؒ نے پوچھا جب اللہ تعالیٰ نے اَلَسْـتُ بِرَبِّکُمْ کا سوال کیا تو جواب آیا بَلٰی لیکن جب

پروردگار لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ کا سوال کرے گا تو کوئی جواب نہیں آئے گا آخر خود ہی پروردگار جواب دے گا۔ اس کی حکمت کیا ہے۔ آپ نے بڑا حکیمانہ اور مدلل جواب دیا:

"روزِ ازل قوانین وضع کرنے کا دن تھا اور جواب کا متقاضی تھا اس لئے جواب آیا لیکن حشر حقیقتِ حال کے اظہار کا دن ہوگا اس لئے اس میں گفتار نہیں ہے۔"

آپ نے فرمایا کہ عالم چالیس سال تک طالب علمی میں مشغول رہتا ہے اور مدرسہ کی تکلیفیں برداشت کرتا ہے، اساتذہ کی خدمت کرتا ہے تب کہیں جا کر اس کو مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ عارف چالیس سال تک فقر و فاقہ میں گزارتا ہے اور اپنے نفس کو ریاضتوں اور مجاہدات میں ڈالتا ہے۔ بلاؤں، محنتوں اور تکلیفوں میں خوش رہتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں جگہ حاصل کر سکے۔ عالموں کو ان کا علم عزت و مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے اور اہل فقر کو اللہ تک پہنچا دیتا ہے۔ ہر درخت سے وہ میوہ نکلتا ہے جو اس میں مخفی ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جس ولی میں تجرید کی صفت نہ ہو وہ کسی مراد کو نہیں پہنچ سکتا۔ لوگوں نے پوچھا کہ تجرید معنوی کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا! ایثار سے۔ پوچھا کہ ایثار کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ فرمایا! نیکی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

﴿ لَن تَنَالُواْ الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَ ﴾

(سورۃ آل عمران ۔ ۹۲)

تم نیکی کے کمال تک نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔

تجرید معنوی یہ ہے کہ آدمی کا باطن تعلقات دنیا سے خالی ہو، کبر و حسد، بغض و کینہ، تکلف اور دکھلاوا، جھوٹ اور غیبت، خود بینی اور خود آرائی، بخل اور چغلی، ظن اور بد خواہی وغیرہ برے صفات سے خالی ہو، اس کا باطن تسبیح و تقدیس، رحم و شفقت، علم و توکل، توحید و مراقبہ، مجاہدہ و مشاہدہ، ذکر و فکر، طاعت و عبادت، صدق و اخلاص، محبت و ذوق وغیرہ کی نیک صفات سے مزّین ہو۔

☆ پوچھا گیا کہ آپ ذکر بالجہر کس نیت سے کرتے ہیں۔ فرمایا! یہ مسلمہ بات ہے کہ آخر وقت میں بلند آواز سے ذکر اور تلقین کرنی چاہئے کہ حدیث مبارک ہے کہ اپنے مردوں کو لا الٰہ الا اللّٰہ کی تلقین کرو، تو درویش کا ہر دم

دم آخر ہوتا ہے۔

☆ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی سے کہے کہ جو چاہو مانگو تو مناسب یہی ہے کہ بندہ اپنے رب سے اُس کے سوا کسی اور چیز کا مطالبہ نہ کرے۔ یہی بندگی کا کمال ہے۔

☆ فرمایا کہ اگر اگلی صف میں بیٹھے اور پچھلی صف کے مقابلہ میں خود کو کمتر سمجھے تو یہ بہتر ہے کہ پچھلی صف میں بیٹھے اور اگلی صفات میں بیٹھنے والوں کو کمتر سمجھے۔

☆ فرمایا کہ بندہ رب تو نہیں ہو سکتا مگر رب کی صفات سے کچھ حصہ لے سکتا ہے۔ اگر نیکوں کے پاس بیٹھو گے تو نیک ہو جاؤ گے اور بدوں کے پاس بیٹھو گے تو بد ہو جاؤ گے۔ اگر تم ایسے شخص کے ساتھ بیٹھو جو تمہیں اللہ کی یاد بھلا دے تو وہ انسانی شکل میں ابلیس ہے۔ ابلیس انسان'' ابلیس جن '' سے بدتر ہے کیونکہ وہ پوشیدہ وسوسہ ڈالتا ہے اور یہ ظاہر ہو کر۔

☆ فرمایا! اللہ تعالیٰ کے ہم نشین رہو اگر اللہ تعالیٰ کی ہمنشینی نہیں کر سکتے تو اس کی ہمنشینی اختیار کرو جو اللہ کی ہم نشینی رکھتا ہو۔ کیونکہ اللہ کے ہم نشین کا ہم نشین اس کا ہم نشین ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ عمل کرو اور اس کو نہ کیا ہوا خیال کرو اور خود کو قصور وار خیال کر کے از سر نو اپنا عمل شروع کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ مردود ہے جس کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دے۔ وہ آدھا مردہ ہے جس کے شغل میں ذکر الٰہی کی بھی لذت آتی ہو مگر وہ صرف اسی پر قناعت کرے۔ یعنی جب تک ذکر سے لذت حاصل ہو اور چھوڑ دے تو دل بھی ذکر سے باز رہ جائے اور نامراد ہے جو منافق ہو، یعنی ذکر کرے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کرے۔

آپ فرماتے تھے کہ ہمارے لئے دور والے نزدیک ہیں اور نزدیک والے دور۔ لیکن دور والے جو نزدیک ہیں، وہ لوگ ہیں جو بظاہر بدن سے ہم سے دور ہیں اور دل و جان کے ساتھ ہمارے نزدیک ہیں۔ نزدیک والے دور وہ لوگ ہیں جو بظاہر ہماری صحبت میں ہیں لیکن دل و جان سے ہمارے ساتھ نہیں بلکہ ان کے دل و جان کاروبار دنیا اور حرص و ہوا میں مبتلا ہیں۔ اگرچہ وہ بظاہر ہمارے ساتھ ہیں مگر دل و جان کا کا دوسری جگہ پر ہے۔

ان فرمودات سے حضرت علی رامیتنی ؒ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا علم ظاہری کس قدر پختہ اور لائق اعتماد تھا اور علم باطن کی راز داری کا معیار کس قدر بلند تھا۔ ایسے ہی بزرگ قوم کی راہنمائی کا حق رکھتے ہیں۔ فراستِ ایمانی اور علم روحانی آپ کی ہر گفتگو میں عیاں تھیں۔ جب آپ کا آخری وقت آیا تو عطائے مسند کا مرحلہ درپیش ہوا۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے، خواجہ محمدؒ انہیں خواجہ بزرگ اور خواجہ خورد بھی کہا جاتا تھا اور دوسری بیٹے خواجہ ابراہیمؒ تھے۔ اجازتِ خلافت دینے لگے تو خواجہ ابراہیمؒ کو یہ منزلت عطا فرمادی حالانکہ یہ چھوٹے تھے۔ مریدوں کے دلوں میں یہ خیال آیا کہ آخر چھوٹے کا انتخاب کیوں کیا۔ آپ تک یہ بات پہنچی تو فرمایا۔ خواجہ بزرگؒ ہمارے بعد زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکیں گے اس لئے ہم نے یہ منصب خواجہ ابراہیمؒ کو سونپ دیا۔ یہ کوئی پسند ناپسند کا معاملہ نہ تھا۔ لوگوں کے سامنے یہ واقعہ ہوا، آپ کی وفات کے صرف انیس دن بعد ۲۷/ذی الحجہ ۷۱۵ھ کو خواجہ بزرگ کا بھی انتقال ہوگیا۔ خواجہ ابراہیمؒ نے اٹھہتر سال بعد انہی مہینوں میں ۷۹۳ھ میں وفات پائی۔

آپ نے ایک رسالہ محبوب العارفین (وسیلۃ الطالبین) تصنیف کیا جس میں تصوف وسلوک کی راہ پر چلنے والوں کے لئے ہدایات لکھی تھیں۔ آپ کا ایک رسالہ ''رسالہ عزیزاں'' ترجمہ ہوکر ''رسائل نقشبندیہ'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنیؒ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت خواجہ بابا سماسیؒ

۲۔ حضرت خواجہ خوردؒ (بڑے صاحبزادے)

۳۔ حضرت خواجہ ابراہیمؒ (چھوٹے صاحبزادے)

۴۔ خواجہ محمد کلاہ دوز خوارزمیؒ (ان کی قبر خوارزم میں ہے)

۵۔ حضرت محمد صلاح بلخیؒ (ان کی قبر بلخ میں ہے)

۶۔ حضرت خواجہ محمود باوردی (جن کی قبر خوارزم میں ہے)

آپ نے ایک سو تیس سال کی طویل عمر پائی اور خوارزم میں ۲۸/ذیقعدہ ۷۱۵ھ بمطابق ۱۳۱۶ء بروز پیر انتقال ہوگیا اور وہیں مدفون ہوئے۔

14 ۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ

آپ کا نام محمد تھا اور قصبہ سماس سے تعلق کی وجہ سے بابا سماسیؒ مشہور ہوئے۔ آپ قصبہ سماس میں ۲۵/رجب ۵۹۱ھ/ ۱۱۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ سماس رامیتن سے نو میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے سماس کو طوس یعنی مشہد کے مضافات میں بتایا ہے۔ حضرت بابا سماسیؒ کے زندگی کے حالات بخارا کے نواح سے ہی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اس لئے پہلی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ بابا کا لفظ ترکی زبان میں بزرگ اور ولی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ ہفت خواجگان نقشبند میں نہایت بلند مرتبہ کے مالک تھے۔ آپ بچپن سے ہی استغراق کے عالم میں رہتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا ایک چھوٹا سا باغ تھا وہاں آپ انگور توڑنے لگتے کہ استغراق میں محو ہو جاتے۔ اس طرح بہت دیر میں ایک خوشہ توڑتے تھے۔ ابھی آپ جوانی کے ابتدائی مراحل میں تھے کہ آپ کی ملاقات حضرت خواجہ علی رامیتنیؒ سے ہوگئی۔ وہاں فیضان باطنی سے ایسے نوازے گئے کہ جلد ہی خلیفہ قرار پائے۔ آپ ایک لمبے عرصہ تک ان کی خدمت میں رہے اور روحانی طور پر فیض یاب ہوئے۔ حضرت خواجہ علی رامیتنیؒ نے اپنی وفات کے وقت اپنے تمام مریدین اور متعلقین کو حضرت سماسیؒ کی پیروی اور صحبت کا حکم دیا۔

ایک مرتبہ آپ اپنے مرید اور خلیفہ سید امیر کلالؒ کو ساتھ لئے قصر ہندواں سے گزر رہے تھے کہ فرمایا کہ یہاں سے خوشبو آرہی ہے، یہ مقام ضرور نوازا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ حضرت امیر کلالؒ کے مکان پر تھے کہ کوشک ہندواں کی طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ آج وہ خوشبو پہلے سے بڑھ کر آرہی ہے۔ واقعہ یہ تھا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ تین روز پہلے پیدا ہوئے تھے۔ نومولود کے جد امجد بچہ کے ساتھ خواجہ سماسیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو ہمارا فرزند ہے یہ وہی مرد باصفا ہے جس کی ہمیں خوشبو آرہی تھی۔ یہ فرما کر اپنے خلیفہ اعظم سید امیر کلالؒ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو نصیحت کی کہ میرے اس فرزند ''بہاء الدین'' کے حق میں شفقت اور تربیت سے ہرگز کوتاہی نہ کرنا۔ یہاں تک فرمایا کہ اگر کوتاہی کروگے تو میں معاف نہیں کروں گا۔ سید امیر کلالؒ کھڑے ہوگئے، بچہ کو سینے سے لگایا اور کہا کہ اگر کوتاہی کروں گا تو میں مرد نہیں۔ پھر ایسا رابطہ قائم ہوا آپ کی نسبت قیامت تک کے لئے قائم ہوگئی۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ فرماتے ہیں کہ جب میری عمر اٹھارا سال کی ہوئی اور میری شادی کا سوچا جانے لگا تو میرے جد امجد مجھے حضرت بابا سماسیؒ کے ہاں لے گئے تا کہ برکت کی دعا فرمادیں۔ فرماتے ہیں کہ جب حاضر

ہوئے تو پہلے میں نے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی اور سجدہ میں یہ دعا مانگی:

''اے اللہ! اپنی بلاؤں کو اٹھانے کی طاقت عطا فرما اور اپنی محبت کی محنت برداشت کرنے کی طاقت عطا فرما''

جب حضرت بابا سماسیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ بیٹے! دعا یوں کرنی چاہیئے۔ اے اللہ! جو تیری مرضی ہو اس پر قائم رہنے کی بندہ ضعیف کو اپنے فضل و کرم سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی ہے کہ بندہ بلاؤں سے محفوظ رہے، ہاں یہ دعا کرتے رہو کہ اگر کوئی مصیبت آتی ہے تو اس کو برداشت کرنے کی ہمت دے۔ بلا کو طلب کرنا مناسب نہیں اس لئے یہ گستاخی نہیں کرنی چاہیئے۔

حضرت بابا سماسیؒ سے کئی کرامات منسوب ہیں۔ یاد رہے کہ آپ کی سب سے بڑی کرامت حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندؒ کی پیش گوئی اور اہتمام تربیت ہے کہ اس سے نقشبندیت کو شناخت ملی ہے۔

حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت بابا سماسیؒ نے دستر خوان سے ایک روٹی اٹھا کر مجھے دی، میں لینا نہیں چاہتا تھا آپ نے فرمایا کہ لے لو کام آئے گی۔ میں نے وہ روٹی رکھ لی اور آپ کے ہمراہ قصر عارفاں کے لئے روانہ ہو گیا۔ راستے میں میرے دل میں کچھ بدگمانی پیدا ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے باطن کی حفاظت کرو۔ آپ کے اس تصرف باطنی کو دیکھ کر میرا یقین اور پختہ ہو گیا۔ راستے میں آپ نے اپنے ایک مخلص کے ہاں قیام کیا۔ وہ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا مگر اس کے چہرے سے کچھ پریشانی کی صورت ظاہر ہو رہی تھی۔ حضرتؒ نے ان سے پوچھا کہ سچ سچ بتاؤ کس بات کی پریشانی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ گھر میں دودھ تو ہے لیکن روٹی نہیں ہے۔ کوشش کے باوجود نہیں مل سکی۔ حضرت نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ روٹی لاؤ تم نے دیکھا آخر روٹی کام آ گئی۔

آپؒ کی تربیت سے بہت سے اولیاء کرام نے شرف پایا ہے جن میں حضرت کے فرزند خواجہ محمود سماسیؒ، خواجہ محمد صوفیؒ، خواجہ دانشمندؒ اور آپ کے خلیفہ اعظم حضرت سید امیر کلالؒ بڑے نمایاں ہیں۔

آپ کے خلفاے عظامؒ:

۱۔ حضرت خواجہ محمود سماسیؒ (فرزند)	۲۔ حضرت خواجہ صوفی سوخاریؒ
۳۔ حضرت خواجہ علی دانشمندؒ	۴۔ حضرت خواجہ امیر کلالؒ

حضرت بابا سماسیؒ کی وفات ۱۰؍ جمادی الآخریٰ ۷۵۵ھ بمطابق ۱۳۵۴ء کو آپ کے وطن سماس میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

15 ۔ خواجہ شمس الدین امیر کُلال ؒ

خواجہ شمس الدین امیر کلال ؒ خاندان سادات میں سے ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت سید امیر حمزہ ؒ تھا۔ آپ کا ذریعہ معاش (کُلال) کوزہ گری تھا اس لئے کلال مشہور ہوئے۔ آپ سوخار کے رہنے والے تھے جو قصبہ سماس سے پندرہ میل کے فاصلے پر اور بخارا سے قریب تھا۔ آپ کی پیدائش ٦٧٦ھ / ١٢٧٧ء کو سوخار میں ہوئی۔ حضرت اتا ؒ نے آپ کی پیدائش سے پہلے پیشین گوئی کی تھی اور آپ کا نام بتایا تھا۔ سید ہونے کی وجہ سے لوگ آپ کی شروع سے بہت عزت کرتے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب امام علی موسیٰ رضا ؒ سے ملتا ہے۔

آپ کو جوانی میں کشتی لڑنے کا بہت شوق تھا۔ اس سلسلہ میں قرب و جوار کے علاقوں میں جاتے رہتے تھے اور وہاں کے اکھاڑوں میں اترتے تھے۔ اسی شوق کی خاطر ایک مرتبہ آپ رامیتن بھی آئے، کشتی ہو رہی تھی کہ حضرت بابا سماسی ؒ کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ کو یہ نظارا اچھا لگا اور آپ ایک دیوار کے سائے میں ٹھہر گئے اور دیکھنے لگے۔ خدام نے عرض کیا کہ ان بدعتیوں کی طرف متوجہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس شکارگاہ میں ایک شکار ہے کہ کاملین بھی اس کی صحبت سے فیض اٹھائیں گے اس لئے کہ اس کی پرواز نہایت بلند و بالا ہے۔ ہم تو اسی کے منتظر ہیں کہ وہ ہمارے جال میں آ جائے۔ یہ جس سلسلہ میں داخل ہوگا اس کی تقویت کا باعث بنے گا۔ اسی اثنا میں سید امیر کلال ؒ کی نظر حضرت بابا سماسی ؒ پر پڑی تو وہ شیخ کی قوت جاذبہ سے اسیر ہو گئے۔ انہوں نے کشتی کو خیرآباد کہہ دیا اور بابا سماسی ؒ کے گھر تک ان کے پیچھے پیچھے آ گئے۔ پس ایک نظر نے ان کی زندگی کا رخ بدل دیا اور وہ سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہو گئے۔ دنگل چھوڑ کر ریاضتوں اور مجاہدات میں مصروف ہو گئے۔ عطا بھی ان کی طرف مائل تھی اور لینے والا بھی طالب تھا۔ اس لئے لمحوں میں نسبت مضبوط ہو گئی۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ آپ حضرت بابا سماسی ؒ کے صحبت سے کبھی دور نہیں جاتے تھے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

اس انقلاب کے بعد آپ تیس سال تک بابا سماسی ؒ کی خانقاہ سے منسلک رہے۔ دونوں گاؤں کا فاصلہ پندرہ میل تھا۔ آپ مغرب پڑھ کر چلتے اور عشاء کی نماز حضرت بابا سماسی ؒ کے ساتھ سماس میں پڑھتے تھے۔ وہاں رات گزار کر لوٹ جاتے تھے پیر اور جمعرات دونوں دن کا یہی معمول تھا، ایک عرصہ تک یہی معمول رہا اور فیض و برکات میں وہ حصہ پایا کہ تمام خلفاء میں ممتاز ہو گئے۔ آپ کے زہد و تقویٰ کا معیار اس قدر بلند تھا کہ آپ کے ساتھی حیران رہتے تھے۔ ایک دن آپ

رامیتن میں تھے کہ آپ نے کپڑے دھوئے اس کے سکھانے کا مرحلہ آیا۔ باڑھ پر نہیں ڈالے کہ کہیں شاخیں ٹیڑھی نہ ہو جائیں، شاخوں پر نہ ڈالے کہ کہیں نقصان نہ ہوجائے، گھاس پر نہ ڈالے کہ کہیں چارے کو نقصان نہ پہنچے، آپ کے مرید پریشان ہوگئے اور آپ سے پوچھنے لگے کہ آپ کپڑے کیسے خشک کرتے ہیں۔ فرمایا کہ کمر پر ڈال کر کمر کو سورج کی جانب کر لیتا ہوں۔ یہ سب احتیاط اس لئے ہے کہ کسی کی ملکیت کو نقصان نہ ہوجائے۔ اس پر نصیحت فرمائی کہ راہِ پروردگار کسی پر اس وقت تک نہیں کھلتا جب تک وہ انسان تقویٰ کا شعار نہ ہوجائے۔

امیر تیمور اس دور کا طاقت ور حکمران تھا جس کا رعب و دبدبہ ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ سمرقند اس کا دارالحکومت تھا۔ وہ اپنی بے پناہ قوت کے باوجود اصحابِ طریقت سے عقیدت رکھتا تھا۔ اس نے ۱۳۹۸ء میں دریائے سیر کے کنارے حضرت احمد یسوی ؒ کا مقبرہ اور مسجد تعمیر کروائی تھی۔ وہ حضرت سید امیر کلال ؒ سے ملنے کی بہت خواہش رکھتا تھا۔ اس نے اپنا قاصد بھیجا کہ ملاقات کا شرف بخشیں اور سمرقند تشریف لائیں۔ آپ نے حاضری سے معذرت چاہی اور اپنے صاحبزادے امیر عمر ؒ کو نمائندے کے طور پر بھیج دیا لیکن یہ تاکید کردی کہ امیر تیمور سے کوئی ہدیہ، کوئی جاگیر یا کوئی تحفہ قبول نہیں کرنا اور سختی سے کہا کہ اگر ایسا کرو گے تو واپس میرے پاس نہیں آنا کہ تم اپنے جدِ امجد حضرت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کے مرتکب ہو گے۔ ان ہدایات کی روشنی میں صاحبزادے امیر تیمور سے ملنے گئے۔ آپ کا کچھ روز وہاں قیام رہا۔ جب واپس آنے لگے تو امیر تیمور نے کہا! میں سارا بخارا آپ کی نذر کرتا ہوں۔ آپ نے جب معذرت چاہی تو کہنے لگا کہ سارا نہیں تو کچھ حصہ قبول کرلیجئے۔ مگر پھر بھی معذرت کی تو کہنے لگا آخر کیا پیش کروں کہ مجھے قرب کی دولت نصیب ہوجائے۔ فرمایا! تقویٰ اختیار کرو، عدل کی عادت اپناؤ، اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے قرب کا بس یہی طریقہ ہے۔

حضرت جلال الدین سیوطی ؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت امیر کلال ؒ کو اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ حضرت خواجہ اتا ؒ کے مزار پُرانوار کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ آپ جارہے تھے کہ راستے میں ایک شیر آیا اور راستہ کے کنارے پر کھڑا ہوگیا۔ لوگ رک گئے وہ کسی طرح راستے سے نہیں ہٹتا تھا، لوگ پریشان تھے۔ حضرت امیر کلال ؒ نے یہ حالت دیکھی تو جا کر شیر کی گردن سے پکڑ کر کھینچ کر راستے سے ہٹا دیا اور اس کے سامنے کھڑے رہے۔ لوگ ان کے پیچھے سے گزرتے رہے۔ لوگ دیکھتے تھے کہ شیر نے اپنا سر زمین پر رکھا ہوا ہے اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتا ہے جیسے کسی کی تعظیم کر رہا ہو۔ عقیدت مندوں نے یہ حالت دیکھ کر اپنے شیخ سے پوچھا! اے مخدوم! یہ کیسی حالت ہے۔ حضرت ؒ نے فرمایا! اے میرے دوستو! جان لو اور آگاہ رہو کہ جو کوئی ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو حق تعالیٰ اپنے مخلوق کے دل میں اس کا خوف ڈال دیتا ہے اور جو

کوئی اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ ہر چیز سے ڈرتا ہے اور وہ اسے ڈراتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت امیر کلال ؒ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے خواجہ ابوالحفص کبیر بخاری ؒ کی مسجد میں مناسک حج کی تفصیل بیان فرما رہے تھے کہ ایک بداعتقاد شخص کے دل میں خیال آیا کہ حضرت امیر کلال ؒ نے مکہ مکرمہ کب دیکھا ہے کہ اس تفصیل سے بیان کر رہے ہیں۔ حضرت امیر ؒ نے آگاہ ہو کر اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا! اے نادان! دیکھ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے؟ اس نے جو نظر اٹھا کر دیکھا کہ کعبہ (بیت اللہ) سامنے موجود ہے۔

حضرت سید امیر کلال ؒ کا فیض بہت دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ کے ایک سو چودہ خلفاء کے نام ملتے ہیں جو مملکت کے کونے کونے تک پھیل گئے تھے اور دین اسلام کی اشاعت سلسلہ نقشبندیہ کے ذریعہ کیا کرتے تھے۔ آپ کے چار صاحبزادے جن کے نام سید امیر برہان الدین ؒ، سید امیر حمزہ ؒ، سید امیر شاہ ؒ، اور سید امیر عمر ؒ تھے۔ یہ سب ترویج طریقت اور اصلاح خلق کے مشن میں اپنے والد کے نائب تھے۔ حضرت زندگی بھر صاحبزادوں اور مریدین کو اپنے قیمتی نصائح سے نوازتے رہتے تھے۔ مگر جب محسوس کیا کہ آخری وقت آ گیا ہے تو سب کو اکٹھا کیا اور وصیتیں فرمائیں۔

ان میں سے چند اس طرح ہیں:

☆ جب تک زندہ رہو طلب علم سے ایک قدم دور نہ ہونا کیونکہ طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے پھر علم کی ایک فہرست بھی بیان فرمائی۔

☆ جان لو! جس طرح کپڑے کو پانی صاف کرتا ہے اسی طرح زبان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک کرتا ہے، تمہارے جسم کو نماز، تمہارے مال کو زکوٰۃ اور تمہاری راہ کو حقداروں کی رضامندی اور تمہارے دین کو شرک سے بچنا پاک کرتا ہے۔

☆ توبہ کرتے رہو کیونکہ توبہ تمام بندگیوں کا سر ہے توبہ یہ نہیں ہے کہ تم زبان سے کہو کہ میں توبہ کرتا ہوں بلکہ توبہ یہ ہے کہ تم اپنے گناہوں پر پشیمان ہو اور نیت کرو کہ آئندہ اس گناہ کی طرف نہیں جاؤ گے۔

☆ روزی کا غم اپنے دل سے نکال دو، آخرت اور ادائے بندگی کے غم کو اپنے دل میں جگہ دو۔

☆ ہر حال میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجا لاؤ، ہمیشہ دل میں غیر شرعی امور اور بدعت سے بچتے رہو۔

☆ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے! اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کرتے رہو تا کہ قیامت کے روز نامراد نہ ہو۔

☆ ظاہر میں روزہ یہ ہے کہ صبح سے شام تک کھانے پینے اور جنسی تعلقات سے رکے رہو لیکن اصل روزہ یہ ہے کہ کان کو حرام سننے، ہاتھ کو حرم پکڑنے اور پاؤں کو حرام کی طرف چلنے سے روکو۔

☆ زکوٰۃ ادا کرنے اور اس کے حقوق کی نگہداشت کی کوشش کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ اس کی نماز اور حج بھی قبول نہیں ہوگا۔

☆ علماء حق کی خدمت میں رہو کیونکہ وہ امتِ محمدیہ ﷺ کے چراغ ہیں۔

☆ جاہلوں کی صحبت سے دور رہو، دنیاداروں کی صحبت اللہ تعالیٰ سے دور کردیتی ہے۔

☆ رخصت سے بچو اور عزیمت پر عمل کرو، رخصت پر عمل کرنا کمزوروں کا کام ہے۔

حضرت خواجہ امیر کلالؒ کے ایک سو چودہ خلفاء کرام میں مندرجہ ذیل بزرگ بھی شامل تھے۔

۱) حضرت شیخ محمد خلیفہؒ
۲) حضرت امیر کلان واشیؒ
۳) حضرت شیخ شمس الدین کلالؒ
۴) حضرت شیخ وارزونیؒ
۵) حضرت جلال الدین کبشیؒ
۶) حضرت بہاء الدین طواسیؒ
۷) حضرت بدرالدین میدانیؒ
۸) حضرت مولانا سلیمان کرمینیؒ
۹) حضرت خواجہ محمد وابکنویؒ
۱۰) حضرت مولانا طاہرؒ
۱۱) حضرت پہلوان محمد حلاج سمرقندیؒ
۱۲) حضرت شیخ احمد کرمینیؒ

اسی طرح کئی اور وصیتیں ارشاد فرمائیں، تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کا حق ادا کرتے ہوئے ۸/ جمادی الاولیٰ ۷۷۲ھ بمطابق ۲۸/ نومبر ۱۳۷۱ء بروز جمعرات صبح صادق کو موضع سوخار (بخارا) میں وصال ہوگیا اور وہیں آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔ آپ اپنے پیچھے نقشبندیوں کے سربراہ اور نقشبندیت کی شناخت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند ؒ کو امور ہدایت سپرد کرکے اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے تھے۔

15.1 ۔ حضرت امیر برہان الدین ؒ

حضرت امیر برہان الدین ؒ حضرت خواجہ امیر کلال ؒ کے بڑے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ ان کی تربیت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند ؒ کے سپرد تھی۔ حضرت خواجہ نقشبند ؒ نے آپ کی اتنی اچھی تربیت کی کہ آپ کو مرتبہ کمال و تکمیل تک پہنچا دیا اور آپ کو اجازت و خلافت عطا ہوئی۔ آپ کی قوت باطن اس درجہ تھی کہ حضرت خواجہ ؒ کے بعد مریدوں کا حال گم کر دیتے تھے۔

15.2 ۔ حضرت سید امیر حمزہ ؒ

حضرت سید امیر حمزہ ؒ حضرت خواجہ امیر کلال ؒ کے دوسرے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ اپنے والد کے جانشین تھے۔ آپ کے خلفاء حضرت مولانا حسام الدین شاشی بخاری ؒ، حضرت مولانا کمال الدین میدانی ؒ، حضرت امیر خرد ؒ (امیر کلاں ؒ فرزند حضرت امیر برہان ؒ) اور حضرت بابا شیخ مبارک بخاری ؒ تھے۔

آپ کا وصال یکم شوال ۸۰۰ھ کو ہوا۔

15.3 ۔ حضرت سید امیر شاہ ؒ

حضرت سید امیر شاہ ؒ حضرت خواجہ امیر کلال ؒ کے تیسرے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ ان کی تربیت حضرت شیخ یادگار ؒ نے کی۔ آپ نمک کی تجارت کرتے تھے۔ آپ بندگان خدا کی خدمت گاری کا بہت اہتمام کرتے تھے اور لوگوں کی دلجوئی فرماتے تھے۔ آپ کا انتقال ۸۰۴ھ میں ہوا۔

15.4 ۔ حضرت سید امیر عمرؒ

حضرت سید امیر عمرؒ حضرت خواجہ امیر کلالؒ کے چوتھے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ حضرت سید امیر عمرؒ صاحب کرامت وخوارق بزرگ تھے۔ اپنے والد کے خلیفہ تھے۔ ان کی تربیت حضرت شیخ جمال الدین دہستانیؒ نے کی۔ آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سخت پابند تھے۔ آپ اپنے نفس کا احتساب کرتے رہتے تھے نہایت غیرت مند انسان تھے۔

آپ کا وصال ۸۰۳ھ میں ہوا اور سوخار میں دفن ہوئے۔

15.5 ۔ حضرت عارف دیک کرانیؒ

آپ حضرت امیر کلالؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش دیک کراں میں ہوئی جو قصبہ ہزارہ کے کنارے کوہک پر واقعہ ہے۔ جہاں سے بخارا نو میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپ کا مزار اسی قریہ کے باہر ہزارہ کے راستے میں واقع ہے۔

آپ اپنے شیخ کا ادب کرنے میں سب سے بڑھ کر تھے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ سات سال آپ کی خدمت میں رہے اور آپ کی اس قدر تعظیم وتکریم کرتے تھے کہ بوقت طہارت نہر کے کنارے بلند مقام پر نہ بیٹھتے کہ ان کا استعمال شدہ پانی حضرت عارفؒ کی طرف نہ چلا جائے۔ جب آپ ان کے ساتھ چلتے تھے تو ان سے پیچھے چلتے تھے۔

آپ کا انتقال ۸۰۴ھ میں ہوا۔

15.6 ۔ حضرت شیخ یادگارؒ

حضرت شیخ یادگار کنسروانیؒ حضرت امیر کلال کے خلیفہ ہیں۔ آپ کا وطن کن سرون ہے جو شہر بخارا سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت امیر شاہؒ آپ کی تربیت کی وجہ سے بلند درجوں پر پہنچے۔

آپ کا وصال کن سروں میں ۸۰۰ھ میں ہوا۔

15.7 ۔ حضرت شیخ جمال الدین دہستانیؒ

آپ حضرت امیر کلالؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت امیر کلالؒ کے سفر میں ساتھ رہا کرتے تھے۔ آپ قریہ قرشی سے صحرائے کفش تک پیدل گئے اور عراق میں وہاں کے مشائخ کے ساتھ کافی عرصہ گزارا۔ آپ نے ماوراالنہر میں بھی تبلیغ کا کام کیا۔ وہاں کے جید اکابرین نے آپ کے طریقہ مراقبہ کو اپنایا جن میں مولانا علاء الدین کن سرونیؒ کے اصحاب، شیخ درازونی جو علوم ظاہری و باطنی کے ماہر تھے، مولانا بہاء الدین طوایسیؒ، شیخ بدر الدین میرانیؒ، مولانا سلیمانؒ، شیخ ایمنؒ، خواجہ محمدؒ اور ان کے علاوہ حضرت امیر کلالؒ کے مریدین وغیرہ۔ (رشحات)

آپ کا انتقال ۸۱۳ھ میں ہوا۔

16۔امام الطریقت خواجہ خواجگان سید محمد بہاءالدین نقشبندؒ

آپؒ کی ولادت باسعادت ۴محرم ۷۱۸ھ بمطابق ۱۳۱۸ء یا ۷۲۰ھ قصر عارفاں میں ہوئی جو بخارا کے قریب واقع ہے۔ آپ کا خاندان تاجک نسبت رکھتا تھا۔ آپؒ کا اسم گرامی محمد بن محمد بن جلال الدین البخاری ہے۔ سادات کرام میں حضرت حسن عسکری بن علی نقیؒ کی اولاد میں سے ہیں آپؒ کنیت بہاءالدین اور لقب نقشبند ہے۔

آپؒ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے: بہاء الدین بن محمد بن جلال الدین بن برھان الدین بن عبداللہ بن زین العابدین بن قاسم بن شعبان بن برھان الدین بن محمود بن بلاق بن تقی صوفی خلوتی بن فخر الدین بن علی اکبر بن حسن عسکری بن علی نقی بن محمد تقی بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن زین العابدین بن حسینؓ بن علی المرتضیٰؓ۔

(رضی اللہ تعالیٰ اجمعین)

آپؒ کی پیدائش سے قبل حضرت خواجہ بابا سماسیؒ نے آپؒ کی ولادت کی بشارت دی اور ارشاد فرمایا! قریب ہے کہ قصر ہندواں، قصر عارفاں ہوجائے گا نیز فرمایا کہ مجھے اس مقام سے مردحق کی بوآتی ہے۔ ولادت کے تیسرے روز حضرت خواجہ بہاءالدینؒ کو اپنی فرزندی میں قبول فرما کے اپنے خلیفہ حضرت امیر کلالؒ سے آپ کی تربیت کا عہد لیا، گوآپ کے شیخ تعلیم حضرت خواجہ سید امیر کلالؒ ہیں اور انہی سے آپؒ نے اجازت حاصل کی۔ مگر آپؒ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے اویسی مرید ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ تکوینی اولیاءاللہ میں تھے یعنی پیدائشی ولی تھے۔ لڑکپن ہی سے آپؒ کی کرامات وولایت ظاہر ہونے لگی تھی۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے ۳۷ سال حضرت بابا سماسیؒ کی حیات میں گزارے اور ۴۵ سال حضرت امیر کلالؒ کے اور ۱۲ سال سلطان خلیل آتاؒ کے ساتھ گزارے۔

آپؒ حجاز تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ حضرت خواجہ محمد پارساؒ بھی تھے۔ جوانی کے ابتدائی ایام میں ہی آپ کی طبیعت خلوت پسندی کی طرف مائل ہوگئی۔ رات کی خاموشی میں آپ حضرت خواجہ محمد واسعؒ، حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ کے مزارات پروقت گزارتے۔ کشف میں آپ نے ان کو دیکھا اور روحانی طور پر آپ کو القاء ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی سنت اور صحابہ کرامؓ کے عمل کو پیش نظر رکھنا۔ آج بھی تصوف کے سلاسل میں نقشبندی سلسلہ میں سنت رسول اللہ ﷺ کے بغیر تصوف میں کوئی مقام نہیں ہے۔ حضرت شیخ عارف دیک کرانیؒ جو حضرت سید امیر کلالؒ کے ہی فیض یافتہ تھے اور خلیفہ اعظم شمار ہوتے تھے، ان کی خدمت میں سات سال گزارے اور روحانی فیوض وبرکات حاصل کیئے۔ حضرت شیخ قثمؒ جو خواجہ احمد

دلیسویؒ کے خاندان سے صاحب عزیمت بزرگ تھے، ان کے ہاں بھی حضرت خواجہ نقشبندؒ نے چند ماہ گزارے۔

حضرت سلطان خلیل اتاؒ جو ایک نامور بزرگ تھے اور ماوراء النہر کے حکمران تھے لیکن ان کی درویشی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ان کی تربیت میں حضرت خواجہ نقشبندؒ تقریباً بارہ سال رہے۔ پہلے آستانے کے درویش بن کر اور جب حکومت ملی تو مصاحب بن کر، حکومت کے کاموں میں بھی معاون رہے مگر خلوت کی مجلس کے بھی ساتھی رہے۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے بیعت کا واقعہ:

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ نے حضرت خواجہ امیر کلالؒ کی عبادت اور ولایت کی شہرت سنی تو ان کی ملاقات کو گئے جب ان کی خانقاہ کے قریب پہنچے تو آپؒ نے دیکھا کہ لوگوں کا ایک ہجوم ہے جو ایک میدان کے گرد جمع ہیں۔ جب آپ قریب پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ اس میدان میں کشتی ہو رہی ہے اور حضرت سید امیر کلالؒ بھی کشتی میں شریک ہیں۔

آپ کو یہ بات ناگوار گزری کیونکہ آپ ایک جلیل القدر عالم اور شریعت کے پابند تھے۔ آپ کے دل میں جب یہ بات پیدا ہوئی تو اسی وقت آپ پر غنودگی طاری ہوگئی اور آپ کو نیند آ گئی، آپ نے خواب میں دیکھا کہ حشر کا میدان برپا ہے اور ان کے اور جنت کے درمیان ایک دلدل کا دریا حائل ہے۔ یہ اسے پار کرنا چاہتے ہیں جب دریا میں اترتے ہیں تو جتنا زور لگاتے ہیں آگے بڑھنے کے بجائے دلدل کے اندر دھنستے جاتے ہیں۔ اسی صورت میں سخت پریشان ہو جاتے ہیں کہ اس میں سے کیسے نکلا جائے۔ اتنے میں حضرت سید امیر کلالؒ تشریف لائے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو دلدل سے نکال کر دوسری طرف جنت میں لے جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کی آنکھ کھلتی ہے۔ اس سے پہلے کہ آپ حضرت سید امیر کلالؒ سے کچھ عرض کرتے۔ وہ خود ان سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے! بہاء الدین! اگر ہم کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے کہ جس سے تمہیں دلدل سے نکالا جائے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ بہاء الدینؒ حضرت امیر کلالؒ کے قدموں میں گر گئے اور ان سے بیعت کر لی۔ (قصص الاولیاء)

آپ کا ارشاد ہے کہ حضرت خواجہ عزیزان علیؒ فرماتے ہیں کہ " مردان حق کے سامنے روئے زمین ایک دسترخوان کی مانند ہے " اور ہم کہتے ہیں کہ ایک ناخن کی طرح ہے کوئی چیز بھی ان کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجگان (رحمۃ اللہ علیہم) کی طریقت میں چار طرح کی نسبتیں ہیں، ایک حضرت خضر علیہ السلام کی، دوسرے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کی، تیسرے سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ سے جو

ان کوامیر المومنین حضرت علی المرتضٰی ؓ سے ہے اور چوتھی خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ سے۔ اس لئے اس طریقہ کے درویشوں کو ملح المشائخ کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ طریقہ جو اتباع سنتِ رسول ﷺ اور آثار صحابہ ؓ کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے اس لئے مزید فرماتے ہیں کہ اس طریقہ میں کچھ زیادہ ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی اتباع شرط ہے۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند ؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں بخارا سے نسف کی طرف جا رہا تھا تاکہ حضرت سید میر کلال ؒ سے ملاقات کرسکیں۔ جب میں رباط جغراتی پہنچا تو مجھے ایک سوار ملا وہ چرواہوں کی طرح ایک بڑی لکڑی ہاتھ میں لئے اور نمدہ کا لباس پہنے میرے پاس آیا۔ ایک لکڑی سے مجھے مارتے ہوئے ترکی زبان میں کہا کہ کیا تو نے گھوڑے دیکھے ہیں۔ میں نے اس سے کوئی بات نہ کی۔ اس نے کئی بار میرا راستہ روکا اور لکڑی ماری۔ میں نے اس سے کہا کہ میں آپ کو پہنچانتا ہوں۔ وہ رباط قراول تک میرے پیچھے آئے اور مجھ سے کہا کہ آؤ کچھ دیر بات کریں۔ مگر میں نے توجہ نہ کی۔ جب میں حضرت سید میر کلال ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے حضرت خضر علیہ السلام کی طرف توجہ نہیں کی۔ میں نے عرض کیا! ہاں: میں آپ کی طرف متوجہ تھا اس لئے ان کی طرف متوجہ نہ ہوسکا۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

صاحب " رشحات " فرماتے ہیں کہ اس خاندان کے سلسلہ کے تمام خواجگان یعنی خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ سے لے کر میر سید کلال ؒ کے زمانے تک سب حضرات نے ذکر خفی اور ذکر جہر کو یکجا رکھا تھا۔ جب حضرت بہاء الدین ؒ کا دور آیا تو آپ ؒ غیب سے ذکر خفی پر مامور ہوئے اور ذکر جہر سے اجتناب کیا۔

ایک مرتبہ حضرت امیر کلال ؒ نے اپنے چھوٹے بڑے تمام مریدین کو جمع کیا ایک جم غفیر ہوگیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا، اے دوستو! میرے فرزند خواجہ بہاء الدین ؒ کے بارے میں تم بدگمانی کرتے ہو تم نے ان کو پہچانا نہیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر خاص ان کے شامل حال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ کی نظر کے تابع ہیں۔ ان کے حال پر میرا زیادہ نظر کرنا میرے اختیار میں نہیں۔ پھر آپ نے حضرت خواجہ نقشبند ؒ کو طلب کر کے فرمایا!

اے میرے فرزند بہاء الدین! مجھے جو حضرت بابا سماسی ؒ نے تمہارے بارے میں وصیت کی تھی میں نے تمہاری تعلیم و تربیت کی۔ تم بھی میرے بعد ان کی پوری پوری تعمیل اور اتباع کرنا اور اس میں کسی قسم کی کمی یا کوتاہی نہ کرنا۔

آپ ؒ کا ارشاد ہے کہ سالک کو چاہئے کہ قلب کی نگہداشت کا لحاظ ہر حالت میں رکھے۔ کلام، طعام، خرید و فروخت، عبادات کی بجا آوری، تلاوتِ قرآن اور دوران واعظ وغیرہ میں۔ غرض یہ کہ آنکھ جھپکنے تک میں بھی غافل نہ رہے۔ دیگر سلاسل ذکر قلبی آخر میں بتاتے ہیں اور اخذ فیض اور ذکر میں اکثر " اسماء و صفات الٰہی " سے طالب کو مستفیض کر

کے ذات باری کی طرف متوجہ کرتے ہیں جبکہ طریقِ نقشبندیہ میں ذکرقلبی سے آغاز کرایا جاتا ہےاور ذکر " اسم ذات " اور ہمتِ طالب کے ذریعہ اللہ کی طرف مخاطب کرتے ہیں۔

ذکرخفی کی حقیقت وقوف قلبی سے میسر ہوتی ہے اور وہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ دل خود بھی نہیں جانتا کہ وہ ذکر میں مشغول ہے۔ اکابر طریقت کا ارشاد ہے کہ خود اگر قلب کو بھی اس کا علم باقی رہے کہ وہ ذکر کررہا ہے (یعنی محویت نہ ہو) تو جان لو کہ تم اب بھی غافل ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاذْكُر رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَخِيْفَةً ﴾ (سورۃ الاعراف ۔ ۲۰۵)

ذکر کرو اپنے پروردگار کا دل میں زاری اور خوف کے ساتھ

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا! ذکرکو اپنے نفس پر ظاہر مت کرو ورنہ وہ اس کا معاوضہ طلب کرے گا۔ بعض اکابر اولیاء نے فرمایا کہ زبان کے ذکر کا اثر زیادہ دیر تک نہیں رہتا قلب کا ذکر دائمی ہے۔ ذکر غفلت دور کرنے کو کہتے ہیں۔ جب غفلت دور ہوجائے تو خاموش رہنا بھی ذکر میں شامل ہے۔

حضرت خواجہ نقشبندؒ نے دو حج کئے۔ حج کا سفر جہاں فریضہ ادا کرنے کے لئے تھا وہاں اس تلاش میں تھے کہ مرد باصفا سے ملاقات ہوجائے۔ چنانچہ جب حج سے لوٹ رہے تھے تو امیر حسین والئی ہرات کا ایک قاصد ملا اور عرض کیا کہ امیر آپ سے ملاقات کا خواہش مند ہے۔ آپ ہرات چلے گئے، بادشاہ نے اپنی معلومات کے لئے ان سے کچھ سوال کئے کہ کیا آپ کو بزرگی اپنے آباوٴ اجداد سے ورثہ میں ملی ہے۔ آپ نے جواب دیا، نہیں۔ اس نے پوچھا! کیا آپ سماع کے قائل ہیں اور ذکر بالجہر کرتے ہیں؟ جواب دیا! نہیں۔ (ان کی نسبت حضرت عبدالخالق غجدوانیؒ سے تھی جو ایسا نہیں کرتے تھے) یہ سوال اس لئے ہوا کیونکہ حضرت محمود انجیر فغنویؒ سے ذکر بالجہر شروع ہوا اور یہ ذکر حضرت علی رامیتنیؒ، حضرت بابا سماسیؒ اور حضرت سید امیر کلالؒ تک جاری رہا۔ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندؒ ذکرخفی کرتے تھے آپ اپنے مرشد بزرگ حضرت عبدالخالق غجدوانیؒ کے طریقے کو پسند کرتے تھے۔ لیکن اپنے مرشد حضرت سید امیر کلالؒ کے احباب کی محفل میں کچھ نہ کہتے تھے، ہاں خود اٹھ جاتے تھے جس پر لوگوں نے شکایت بھی کی لیکن مرشد کریم آپ کے رویہ کو جانتے تھے اور اعتراض نہ کرتے تھے۔

بادشاہ نے کہا کہ جب ایسی جذب کی محفلیں نہیں ہوتیں تو پھر کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا! ہمارا طریقہ ہے۔

ظاہراً باخلق باطناً باحق

کہنے لگا کیا ایسا ممکن ہے؟ فرمایا! اس پر تو ''نس'' موجود ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ﴾ (سورۃالنور ۔ ۳۷)

کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ تجات اور خرید وفروخت انہیں اللہ تعالیٰ کے سے غافل نہیں کرتے۔

جو حضورِ قلبی ذکر بالجہر اور سماع سے پیدا ہوتی ہے اس کے اثرات دیر پا نہیں ہوتے۔ وقوفِ قلبی پر مداومت سے ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اس جذبے سے مقصود حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح سے کئی اور سوالات بھی ہوئے۔ جب ان سب کے اطمینان بخش جواب مل گئے تو بادشاہ مطمئن ہو گیا۔ اس زمانے کے بادشاہ بھی نفس کی تربیت کا کس قدر خیال کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بعض کوتاہیوں کے باوجود معاشرتی زندگی میں حسنات کا غلبہ تھا۔ اس کے باوجود انہوں نے بادشاہ کے ساتھ ضیافت کرنے سے پرہیز کیا۔

دوسری مرتبہ جب آپ حج پر تشریف لے گئے تو واپسی پر مولانا زین الدینؒ سے ملاقات کے لئے ہرات تشریف لے گئے۔ مولانا زین الدینؒ وقت کے بہت بڑے عالم تھے اور نہایت احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ کے سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے اس لئے علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علمِ معرفت بھی جانتے تھے۔ آپ کا ہرات میں تین دن قیام رہا۔ ایک روز نماز فجر کے بعد باہم گفتگو ہوئی تو مولانا نے عرض کیا۔ اے خواجہ! ہمارا بھی نقش باندھ دیجئے۔ آپ نے انکسار سے کہا کہ ہم خود نقش بننے کے لئے آئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہی خواہش نقشبند ہونے کا اعلان تھا۔ چونکہ نقشبند صورت بنانے والا اور پیدا کرنے والا کے معنی میں بھی آیا ہے اس لئے جس وقت صفت تکوین آپ کو عنایت ہوئی، ممکن ہے کہ خطاب نقشبند بھی بارگاہِ رب العزت سے آپ کو عطا ہوا ہو۔ اس گفتگو کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہوئیں اور روحانی ملاقات کے بعد آپ واپس آ گئے۔

سیر روحانی کا سلسلہ چلتا رہا، اس میں کئی نازک مقام بھی آئے۔ حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت ابوبکر شبلیؒ اور منصور حلاجؒ کے مقامات کی سیر کی۔ آخر وہاں تک رسائی پائی جہاں پر ہر صاحب معرفت کو سر جھکانے کی تمنا ہوتی ہے۔ یہ مقام اس بات کا متقاضی ہے کہ ادب کے تمام تقاضے ملحوظ رکھے جائیں۔ فرماتے ہیں کہ وہاں میں نے سرِ تسلیم خم کیا اور ادب کی روش اختیار کی جو اس مقام کا حق تھا۔ اس سیر روحانی میں دو مرتبہ حضرت منصور حلاجؒ کے مقام تک بھی پہنچے۔ فرماتے ہیں کہ وہاں ان کے دل میں ویسے ہی کلمات کا گزر رہا جو حضرت منصور حلاجؒ سے سرزد ہو گئے

تھے۔ یہ کلمات سامنے آئے ہی تھے کہ فوراً منصبی احتیاط دامن گیر ہوئی کہ یہ سولی کا مقام ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ ایسے کلمات کی ادائیگی سے محفوظ رہا۔ اس پر حضرت مجدد الف الثانیؒ کا تبصرہ حقیقت حال کو واضح کرتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف الثانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ خواجگان سے فیض حاصل کرتے ہوئے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تو فنافی اللہ اور بقاباللہ سے مشرف ہوئے اسی مرتبہ ولایت سے مقام شہادت تک گئے پھر وہاں سے مقام صدیقیت تک عروج فرمایا۔ محویت کا یہ عالم اور ارتقاع منزلت کی کیفیت ان سجدوں کا نتیجہ تھی جو آپ مسلسل اپنی زندگی کو اصول بنا چکے تھے۔

غرضیکہ ہر جاگتا لمحہ عبادت کا شعور بیدار رہتا اور آرام کا وقت بھی آتا تو لیٹتے اور بیٹھتے وقت مقبول دعائیں ادا فرماتے تھے۔ زندگی کا ہر لمحہ عبادت شعار اور عبادت گزار تھا۔ کثرتِ عبادت نے عبدیت کی منزل واضح کر دی تھی اور بندہ جب اپنی عبدیت کا احساس مستحکم کر لیتا ہے تو اپنے معبود کو پہچاننا آسان ہو جاتا ہے۔

ہدیہ قبول کرنے میں سنت کی پاسداری کرتے تھے مگر کبھی ہدایا یا نذرانوں کی خواہش نہیں کی۔ جب کوئی آپ کو ہدیہ پیش کرتا تو آپ اسے قبول کر لیتے لیکن اس کے ساتھ اس کو بھی کچھ نہ کچھ دیتے تھے۔ آپ مہمان کا بہت احترام وعزت کیا کرتے تھے، اس کی سہولیات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ کا پیشہ زراعت تھا اس لئے کاشت کاری میں کبھی جانوروں کو تکلیف نہیں دیتے تھے۔ اپنے گھر میں کبھی خادم نہیں رکھتے تھے۔ چارپائی کا تکلف نہیں تھا فرش پر سوتے تھے۔ ایک بوریہ تھا جو بستر کا کام دیتا تھا۔ آپ نے نقشبندی سلسلہ کی تہذیب وترتیب کی، اس کے اصول وضع کئے، ریاضت اور مجاہدات کے طریقے متعین کئے جو ہر صاحبِ طریقت کے لئے راہنما اصول ہیں۔

آپ نے فرمایا!

☆ طریقت ادب ہی ادب ہے۔ ادب کی کئی قسمیں ہیں مثلاً حق تعالیٰ کی نسبت سے ادب، رسول اللہ ﷺ کی ذات کے حوالے سے ادب، مشائخ کے حوالے سے ادب۔

۱) حق تعالیٰ کی نسبت سے ادب یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں کمال بندگی کی شرط کے ساتھ اس کے احکام کی تعمیل کرے اور ماسواء سے بالکل منہ موڑ لے۔

۲) رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے ادب یہ ہے کہ اپنے آپ کو ہر وقت ان کی تابعداری اور پیروی کا پابند سمجھے۔ آپ ﷺ کو تمام موجودات اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ سمجھے جو کوئی ہے اور جو کچھ بھی ہے

سب کا تعلق آپ ﷺ کے واسطے سے ہے۔

۳) مشائخ کے ادب کی نسبت یہ خیال رہے کہ مشائخ کو جو مقام حاصل ہوا ہے وہ سنتِ رسول ﷺ کی پیروی کی وجہ سے ہے۔ اس لئے اس نسبت کو ملحوظ رکھے۔

☆ نماز، روزہ، ریاضت، مجاہدہ حق تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں مگر ساتھ ہی وجود کی نفی بھی لازمی ہے کہ وجود ہی سب سے بڑا احجاب ہے۔

☆ پیرو مرشد کی گاہے بگاہے زیارت جو حضور قلب کے ساتھ ہو ایسی زیارت سے کہیں بہتر ہے جو دائمی ہو مگر بلا حضور ہو۔

☆ اگر مقام ابدال تک پہنچنا ہے تو نفس کی مخالفت کرنا ہوگی۔

☆ یہ ضروری نہیں کہ جو دوڑے وہ گیند لے جائے مگر ملتی اسی کو ہے جو دوڑتا ہے اس لئے کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

☆ مجاز حقیقت کا پل ہے عبادت قولی ہو یا فعلی سب مجاز ہیں، سالک ان سے نہ گزرے تو حقیقت کو نہیں پا سکتا۔

☆ ذکر کی تعلیم کسی کامل سے ہونی چاہئے تا کہ موثر ہو اور اس کا نتیجہ ظاہر ہو۔

☆ ہمارا روزہ ماسواء کی نفی ہے اور نماز مقام مشاہدہ ہے۔

☆ سالکان طریقت دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جو ریاضت اور مجاہدے کرتے ہیں اور اس کے ثمرات پا کر مقصود کو پہنچتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو فضلی ہیں اور سوائے فضل اللہ کے کچھ نہیں وہ تو عبادت بھی فضل شمار کرتے ہیں۔ ہم تو فضلی ہیں کسی عبادت پر ناز نہیں۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ سے کرامت کا مطالبہ ہوا تو جواباً فرمایا:

ہماری کرامت تو سب پر ظاہر ہے کہ باوجود اتنے گناہوں کے زمین پر چلتے ہیں اس میں دھنس نہیں جاتے۔ غور فرمایئے کہ کس حکمت سے ولایت کے حوالے سے کرامت کے مطالبہ کو رد کیا۔ پھر فرمایا: کرامات اور خوارق کے ظہور کا کوئی اعتبار نہیں اصل چیز استقامت ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ طالبِ استقامت رہو نہ کہ طالبِ کرامت۔ اللہ تعالیٰ کو استقامت مطلوب ہے اور تیرے نفس کو کرامت مقصود ہے۔

فرمایا! اگر کوئی ولی کسی باغ میں جائے اور ہر درخت اور ہر پتہ سے یا ولی کی آواز آئے تو اس پر التفات نہیں کرنی

چاہیئے بلکہ ہرلحظہ بندگی و نیازمندی میں کوشاں رہنا چاہیئے۔

کرامت کے بارے میں فرمایا! جو کچھ بھی ہے کلمہ توحید کی حقیقت کے مقابلہ میں نفی ہے عارف کرامت کی طرف نظر رکھنے سے دور رکھے جاتے ہیں۔ اصل کرامت یہ ہے کہ مریدوں کی صحیح تربیت ہو جائے۔ اولیاء کرام کو اسرار معلوم ہو جانے کے باوجود وہ اس کو چھپاتے ہیں۔

امام الطریقت حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں!

اول ما آخر ہر منتہی　　　　آخر ما حبیب تمنا تہی

ہماری ابتداء اوروں کی انتہا ہے　　　　اور ہماری انتہا دامن آرزو خالی کردیتی ہے

آپؒ نے فرمایا کہ ہمارا طریقہ نادر اور عروہ ٔ وثقیٰ ہے۔ سنتِ رسول ﷺ کی بدرجہ کمال اقتداء کرنا اور آثار صحابہ کرامؓ کی پیروی کرنا۔ اس راستہ میں ہم کو محض فضل سے لایا گیا ہے۔ ہمارا طریقہ صحبت یعنی ملے جلے رہنے کا ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔ خیریت جمعیت میں ہے اور جمعیت صحبت میں ہے اور صحبت ایک دوسرے کی نفی میں ہے۔ (انیس الطالبین)

حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا! جو لوگ ارشاد و تلقین میں مشغول ہیں ان کی تین قسمیں ہیں:

(۱) کامل، (۲) مکمل، (۳) مقلد

مکمل کی تعریف حضرت خواجہ علی ترمذیؒ نے اپنی تصنیف میں یہ کی ہے کہ اس کو نبی کریم ﷺ کی ولایت سے چار حصے ملتے ہیں اور وہ نورانی اور نور بخش ہوتا ہے۔ مرد کامل خود نورانی ہوتا ہے مگر اوروں کے لئے نور بخش نہیں ہوتا۔ مرد مقلد شیخ کی تقلید میں کام کرتا ہے اس کے حکم سے امیدوار ہوتا ہے۔ لیکن مرد کامل کو بڑا فائدہ اس میں ہے کہ کامل مکمل سے تعلیم حاصل کرتا ہے تاکہ وجود مکمل کو حاصل کرے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا مرشد قطب ہوگا یا قطب کا خلیفہ۔ وہ ہمیشہ ذکر میں مشغول ہوگا جس طرح کے اس کو تعلیم دی گئی ہوگی۔ اپنے پورے وقت کو ذکر میں مصروف رکھے گا۔ خاص کر فجر کی نماز سے پہلے اور عشاء کی نماز کے بعد۔ (حضرات القدس)

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کی ایک بیٹی تھیں جن کی شادی آپؒ نے اپنے خاص خلیفہ حضرت علاء الدین عطارؒ سے کی۔ وہ آپؒ کے داماد تھے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ سے بے شمار لوگوں نے فیض پایا۔ چند افراد جو شہرت کے آسمان پر آفتاب و مہتاب بن کر چمکے ان میں:

حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ

حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ

حضرت خواجہ محمد پارساؒ

حضرت خواجہ علاء الدین غجدوانیؒ

حضرت خواجہ سعد اللہ محمد کاشغریؒ

حضرت خواجہ امیر کلالؒ کے چار صاحبزادے تھے۔ امیر برہان الدینؒ، امیر حمزہؒ، امیر شاہؒ، امیر عمرؒ۔ حضرت نے ہر ایک فرزند کی تربیت کے لئے اپنے ایک خلیفہ کے سپرد کی تھی۔ امیر برہان الدینؒ حضرت سید امیر کلالؒ کے بڑے صاحبزادے تھے ان کی تربیت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے سپرد کی گئی۔ حضرت امیر برہان الدینؒ حضرت خواجہ نقشبندؒ کی تربیت میں مرتبہ کمال اور تکمیل کو پہنچے اور صاحب تصرف وکرامات ہوئے۔

دوسرے صاحبزادے حضرت امیر حمزہؒ کی ذمہ داری حضرت عارف دیک کرانیؒ کے سپرد کی۔ تیسرے صاحبزادے حضرت امیر شاہؒ کی ذمہ داری حضرت شیخ یادگارؒ کے سپرد تھی۔ چوتھے صاحبزادے حضرت امیر عمرؒ کی ذمہ داری حضرت شیخ جمال الدین دہستانیؒ کے سپرد تھی۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ اپنی وفات کا ذکر کرتے رہتے تھے اس دوران کہتے تھے کہ جب وقت آخر آیا تو میں سب کو مرنا سکھاؤں گا۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت اقدسؒ کے پاس سورۃ یٰس پڑھ رہے تھے۔ ایسا ہی ہوا کہ آپ کا وقت آخر آیا تو دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھا لئے، دیر تک دعا مانگتے رہے۔ حتیٰ کے جب دعا ختم ہوئی تو چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرے اور وفات پا گئے۔

آپؒ کی عمر تہتر (۷۳) سال ہوئی۔ آپ کا وصال مبارک اتوار ۳/ ربیع الاول ۷۹۱ھ بمطابق ۱۳۸۹ء میں ہوا۔ مزار مبارک قصر عارفاں بخارا میں ہے۔

16.1 ۔ حضرت خواجہ محمد پارساؒ

حضرت خواجہ محمد پارساؒ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند اور حضرت علاء الدین عطارؒ کے اکابر خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کا نام محمد بن محمد بن محمود حافظ بخاری ہے۔ ایک روز آپ اپنے شیخ سے ملنے ان کے گھر تشریف لے گئے اور دروازے کے باہر آکر کھڑے ہوگئے۔ اتنے میں حضرت خواجہ نقشبندؒ کی خادمہ باہر نکلی۔ خادمہ جب واپس گئی تو حضرت نے پوچھا کہ باہر کون کھڑا ہے۔ اس خادمہ نے کہا کہ ایک پارسا نوجوان آپ کے انتظار میں کھڑا ہے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم پارسا ہو۔ جب سے حضرت کی زبان مبارک سے لفظ پارسا نکلا آپ اسی نام سے مشہور ہوگئے۔ حضرت خواجہ نے انہیں مرید ہونے کی اجازت دی اور فرمایا کہ تم جو کچھ کہو گے وہی ہوگا۔ جس کسی پر اثر ڈالو گے وہ متاثر ہوگا۔ حضرت نے دوسرے موقع پر آپ کو صفت برخ عطا فرمائی۔

صفت برخ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک اللہ کے ولی تھے جن کا نام برخ تھا۔ جیسے حضرت اویس قرنیؒ ہمارے رسول کریم ﷺ کے زمانے میں ہوئے ہیں۔ پہلی امتوں میں برخ اس جماعت کے لئے استعمال ہوتا تھا جو بلا زبانی تعلیم کے محض صحبت سے اور کبھی بغیر صحبت کے معارفت حقیقی کو آپس کی ہم نشینی سے حاصل کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو برخیان کہتے ہیں اور جو لوگ دین محمدی ﷺ میں اس صفت پر ہیں انہیں اویسی کہتے ہیں۔

خواجہ محمد پارساؒ کے بارے آپ کے مرشد نے ارشاد فرمایا! ''فقیر خواجگان سے وصول کی ہوئی امانت اور جو کچھ اس راستہ سے فقیر نے کمایا وہ سب تمہارے سپرد کرتا ہوں۔''

آپؒ بخارا کے رہنے والے تھے اور امام قرأت محمد بن محمد شمس الدین جزریؒ سلطان مرزا الغ بیگ کے زمانے میں ماوراءالنہر کے محدثین کی اسناد درست کرنے کی غرض سے سمرقند تشریف لائے۔ حضرت شیخ محمد پارساؒ کے ایک حاسد نے انہیں بتایا کہ وہ ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جن کی اسناد کا کسی کو علم نہیں۔ اگر آپ تحقیق فرما کر بلا اسناد احادیث سن لیں اور ان کا رد فرمادیں تو آپ کو بہت ثواب ملے گا۔ امام جزریؒ نے سلطان سے کہا کہ محمد پارساؒ کو بھی بلا لیا جائے۔ آپؒ تشریف لے آئے۔ اس وقت ایک بہت بڑی محفل میں اس دور کے شیخ الاسلام نحوی علامہ عصام الدینؒ اور دیگر جید علماء موجود تھے۔

امام جزریؒ نے حضرت شیخ محمد پارساؒ سے حدیث پوچھی! آپؒ نے سند سمیت پوری حدیث سنا دی۔ امام جزریؒ سن کر فرمانے لگے! اس حدیث کے صحیح ہونے میں تو کوئی کلام نہیں لیکن اس کی سند میرے نزدیک ثابت نہیں۔ یہ بات سن

کرآپ ؒ کے حاسد بہت خوش ہوئے۔ آپ نے اسی حدیث کو دوسری سند کے ساتھ بیان کیا۔ امام جزری ؒ نے پھر پہلے والی بات دوہرائی۔ آپ سمجھ گئے کہ جو بھی سند بیان کی جائے گی اسے رد کردیا جائے گا۔

آپ ؒ نے ایک لمحہ خاموش رہ کر شیخ الاسلام عصام الدین ؒ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا! کیا فلاں کتاب کی سند آپ کے نزدیک صحیح ہے اور کیا اس کی اسناد قابل اعتماد ہیں؟ حضرت عصام ؒ نے جواب دیا! جی ہاں۔ محدثین کے نزدیک یہ معتبر کتاب ہے، اس کی اسناد میں بھی کسی نے کلام نہیں کیا اور وہ صحیح ہیں۔ اگر آپ کی بیان کردہ سند اس کتاب میں موجود ہو تو پھر ہمیں اس سند پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ حضرت شیخ محمد پارسا ؒ نے فرمایا! یہ سند آپ کی لائبریری میں فلاں جگہ فلاں کتاب کے نیچے رکھی ہے۔ اس کا حجم اتنا ہے اور اس کی جلد ایسی ہے اور یہ حدیث جو ابھی میں نے بیان کی ہے اس کے فلاں صفحہ پر موجود ہے آپ ملاحظہ فرمالیں۔ حضرت عصام ؒ کو کچھ شک ہوا کہ یہ کتاب میری لائبریری میں ہے بھی یا نہیں۔ آپ نے بتائی ہوئی جگہ سے کتاب لانے کو کہا۔ وہ کتاب وہاں موجود تھی اور وہ آپ کے پاس لائی گئی اور اس میں اس صفحہ پر دیکھا تو وہ حدیث بھی اسی طرح موجود تھی جس طرح حضرت شیخ محمد پارسا ؒ نے بیان فرمائی تھی۔

حاضرین اور حضرت عصام ؒ خود بھی ہکا بکا رہ گئے کیونکہ حضرت شیخ محمد پارسا ؒ کبھی بھی شیخ عصام ؒ کے گھر نہیں آئے تھے اور نہ ہی انہوں نے ان کی کتابیں دیکھیں تھیں۔ سب لوگ شرمندہ ہو گئے، سلطان کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہیں اس طرح طلب کرنے پر نادم ہوا۔ یہ واقعہ آپ کے مرتبہ کی شہرت کا باعث بن گیا اور اکثر علماء بھی اس واقعہ کی وجہ سے آپ ؒ کی بزرگی کے معترف ہو گئے اور آپ کے خلاف زبان درازی سے باز آ گئے تھے۔ (جامع کمالات اولیاء)

آپ صاحب حال اور صاحب تصنیف بزرگ تھے یہاں تک کہ مرشد گرامی نے فرمایا! جسے مجھے دیکھنے کی رغبت ہو وہ پارسا کو دیکھ لے۔ آپ نے اپنے مرشد حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند ؒ کے انتقال کے بعد حضرت خواجہ علاء الدین عطار ؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کی کتب انیس الطالبین، رسالہ قدسیہ مشائخ نقشبندیہ کے لئے نہایت اہم کتابیں ہیں۔

آپ حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے پھر مدینہ منورہ روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور وہاں ہی ۷۳ سال کی عمر میں ۲۴/ ذوالحجہ ۸۲۲ ھ بمطابق ۱۴۲۰ ء میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ مولانا شمس الدین مناری ؒ نے پڑھائی اور اہل مدینہ نے پڑھی۔ آپ کی قبر حضرت عباس ؓ کی قبر کے پاس ہے۔ شیخ زین الدین خوانی ؒ ایک سفید پتھر مصر سے تراش کر لائے اور آپ کی لوح قبر بنائی۔

16.2 ۔ حضرت خواجہ علاء الدین غجدوانیؒ

حضرت خواجہ علاء الدین غجدوانیؒ کو حضرت شاہ بہاء الدین نقشبندؒ سے نسبت تھی۔ آپ اپنے شیخ کی وفات کے بعد حضرت خواجہ محمد پارساؒ کی صحبت میں رہے۔ آپ صاحب حال بزرگ تھے اور خوش گفتار تھے۔

آپ کی وفات ۹۰ سال کی عمر میں ۸۵۲ھ میں ہوئی۔

16.3 ۔ مولانا سیف الدین مناریؒ

آپ مقام منار کے رہنے والے تھے جو فرکت کے قریب ایک گاؤں ہے۔ سمرقند اور تاشقند سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے خلیفہ اور اکابر صحاب میں سے تھے۔ آپ اپنے وقت کے علامہ تھے۔ آپ مولانا حمید الدین شاشیؒ کے شاگرد تھے۔ آپ تدریس کے شعبہ سے منسلک تھے۔

16.4 ۔ مولانا سیف الدین خوش خان بخاریؒ

آپ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے خلیفہ اور اکابر اصحاب میں سے تھے۔ آپ تجارت کی غرض سے بخارا سے خوارزم گئے وہاں حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ جب وہاں سے واپس آئے تو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے بیعت ہو کر آپ سے تعلیم و تربیت کا شرف حاصل کیا۔ آپ اپنے شیخ کے حکم کی مکمل طور پر تعمیل کرتے تھے اور حضرت خواجہؒ کی نسبت کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور درجہ کمال کو پہنچے۔

17 ۔ حضرت خواجہ محمد علاء الدین عطارؒ

حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے خاص محبوب خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا نام محمد بن محمد بخاری تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق خوارزم سے تھا۔ آپ ابھی کم عمر ہی تھے کہ ایک دفعہ حضرت بہاء الدین نقشبندؒ کی نظر آپ پر پڑ گئی۔ آپ نے ان کی والدہ سے کہا کہ جب یہ بالغ ہو جائیں تو ہمیں اطلاع کرنا۔ جب حضرت عطارؒ کے والد گرامی کا انتقال ہوا تو آپ نے علم حاصل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ آپ نے والد گرامی کی وراثت سے کچھ نہ لیا اور بخارا کے ایک مدرسہ میں داخلہ لے لیا۔ آپ علم حاصل کرنے میں دل و جان سے منہمک ہو گئے۔

آپ سولہ سال کی عمر میں حضرت امیر کلال واشئیؒ کی صحبت میں پہنچے جو حضرت سید امیر کلالؒ کے خلیفہ تھے۔ ان سے آپ نے ذکر کی تعلیم حاصل کی۔ آپ ایک مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ مدرسہ میں ایک روز حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ تشریف لائے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ نے ایک میلا کچیلا لباس پہنا ہوا ہے۔ ایک بوسیدہ سے بوریہ پر لیٹے ہوئے ہیں۔ سر کے نیچے ایک اینٹ کا تکیہ بنایا ہوا ہے اور مطالعہ میں مشغول ہیں۔ حضرت بہاء الدین نقشبندؒ آپ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور آپ کو دیکھتے رہے پھر آپ کے قریب آ کر بیٹھ گئے اور آپ سے بہت محبت سے بات کرنے لگے۔ چند جملوں کے تبادلے کے بعد حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا علاء الدین میری ایک ہی بیٹی ہے اب وہ بالغ ہے، میری خواہش ہے کہ میں اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں۔ حضرت علاء الدینؒ نے عرض کیا کہ میرے لئے اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے لیکن میرے پاس کوئی سامان نہیں ہے اور نہ دولت، نہ جائیداد ہے گزر بسر کیسے ہو گی۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا!

”میری بچی (صبیہؒ) کی قسمت میں رزق مقرر ہے، وہ خزانہ غیب سے پہنچتا رہے گا۔“

اس تعلق کے بعد قرب کا وسیلہ پیدا ہو گیا۔ حضرت علاء الدین عطارؒ حضرت خواجہ نقشبندؒ کی صحبت میں رہنے لگے۔ نظر عطا ہر وقت تھی اور قرب بھی حاصل تھا۔ ساتھ بٹھاتے اور مسلسل توجہ فرماتے۔ پوچھا کہ اس خاص توجہ کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا! اس کے نفس کا بھیڑیا گھات میں ہے۔ قریب اس لئے رکھتا ہوں کہ نفس کا بھیڑیا اسے کھا نہ جائے۔ نفس کے تقاضے انسان کو پریشان کرتے ہیں۔ مرشد کریم نے ان ہی کا سد باب کر دیا۔ یہ اسی مسلسل پناہ کا فیض تھا کہ حضرت عطارؒ جلد سلوک کی منازل طے کر گئے۔ اس قدر کامیاب ہوئے کہ پیر مرشد نے اپنی جانشینی اور خلافت آپ کے سپرد کر دی اور

فرمایا! علاءالدین نے ہمارا بوجھ ہلکا کر دیا۔

حضرت شیخ علاءالدین عطارؒ نے مسندِ سلوک کو وہ وقار بخشا کہ بڑے بڑے نامور بزرگ اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ سید شرف الدین جرجانیؒ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں جو مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا! جب تک میں شیخ زین الدینؒ کے حضور حاضر نہیں ہوا تو رفض سے رہائی نہیں ملی اور جب تک میں حضرت خواجہ علاءالدین عطارؒ کے فیوضات سے مشرف نہ ہوا خالق کو نہ پہچانا۔ حضرت خواجہ علاءالدین عطارؒ اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے۔

طریقت میں دو طرح کے بزرگ پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ ان بزرگوں کا ہے جو جذب اور شوق میں اس قدر محو ہوتے ہیں کہ اربابِ سکر میں شمار ہوتے ہیں۔ دوسرا گروہ جذب اور مستی کے باوجود سلوک کی منازل میں شریعت کو ہمہ وقت پیش نظر رکھتا ہے۔ اس حوالے سے حضرت خواجہ محمد پارساؒ پہلے گروہ سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت خواجہ علاءالدین عطارؒ دوسرے گروہ سے منسلک تھے۔ یہ باخبر سالکین کا فیصلہ ہوتا ہے کہ کس بزرگ کو مسند ارشاد عطا فرمائی جائے۔ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندؒ صاحب شریعت بزرگ تھے اس لئے آپ نے آئندہ کے لئے بھی فیصلہ اسی نقطہ نظر سے کیا۔ اگرچہ خواجہ محمد پارساؒ بھی شریعت کی پاسداری میں کسی سے کم نہ تھے۔ انہوں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو آپ کے ہاں فرایض کی ادائیگی امام ابوحنیفہؒ کے استخراج سے ملتی ہوگی۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شریعت پر عمل کی ان کے نزدیک کس قدر اہمیت تھی۔

حضرت خواجہ علاءالدین عطارؒ راہ سلوک میں ایک خاص روش کے قائل تھے جس کا حضرت مجدد الف الثانیؒ نے مکتوبات جلد اول مکتوب ۲۹۰ میں بڑی تعریف کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہ طریقہ علائیہ کہلایا اور بزرگوں کے ہاں اس پر عمل بھی ہوتا رہا۔ اصل مقصد روحانی منزل تک پہنچنا ہے۔ ایک طریقہ یہ ہے جو بیعت کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور طریقہ علائیہ ایسے جذبہ کا متلاشی ہے جو حصول محبوبیت ذاتیہ کی راہ سے ممکن ہے۔

محبوب سبحانی حضرت مجدد الف الثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ علاءالدین عطارؒ باوجود نسبت ولایت اور صدیقیت کے معیتِ ذاتیہ کی راہ سے غیب ذات تک گئے تھے اور نقطہ نہایت میں واصل ہوئے اور بقا پیدا کی۔ اس بقا میں قطب ارشاد ہوئے۔ کیونکہ قطبیت ارشاد بلکہ قطبیت مدار کا حصول اس نقطہ تک وصول ہونے پر موقوف ہے۔ جب تک اس مقام میں فنا اور بقا پیدا نہ کی جائے ان دونوں قطبیت کے درجوں پر نہیں پہنچ سکتے۔

حضرت خواجہ پارساؒ اور حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ حضرت خواجہ علاءالدین عطارؒ کی صحبت میں اسی طریقے کی

سیر حاصل کرتے تھے۔ آپ کے والد گرامی خواجہ حسن عطارؒ اور دوسرے خلفاء بھی اسی راستہ پر گئے ہیں۔ آپ سالکوں کا سلوک اسی راستہ سے طے کراتے تھے۔ حضرت شیخ دینوریؒ نے اسی راستہ کے ذریعہ طالبوں کو فائدہ پہنچایا ہے۔

ایک روز علماء میں دیدار الٰہی کے ہونے یا نہ ہونے میں بحث ہو رہی تھی۔ سب نے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ سے اس بابت میں معلوم کرتے ہیں۔ حضرتؒ نے منکرین دیدار سے فرمایا کہ تم تین روز تک باوضو ہماری صحبت میں رہو۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ تیسرے روز ان میں ایسی کیفیت ظاہر ہوئی کے بے خود ہو گئے۔ نہ معلوم انہوں نے اس حال میں کیا دیکھا جس سے وہ ہوش میں آنے کے بعد اطاعت گزار بن گئے اور کہا کہ ہم کو یقین ہو گیا کہ رویت حق ہے۔ اس کے بعد وہ کبھی بھی حضرت کی خدمت وصحبت سے علیحدہ نہ ہوئے۔ (رشحات)

حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ اپنے شیخ حضرت خواجہ نقشبندؒ کے روحانی سایوں میں نقشبندیت کے ذریعہ دین کی اشاعت اور ترویج میں مشغول رہے۔ آپ بہت شیریں کلام تھے، استغراق میں درجہ کمال رکھتے تھے، باتیں کرتے کرتے بے خود ہو جاتے تھے، کبھی ذکر سے غافل نہیں ہوتے تھے۔ آخری لمحات میں بھی احباب سے یہی ذکر کیا کہ تم لوگ رسومات اور عادات کو چھوڑو۔ خلق کی رسوم اور عادات کے خلاف کام کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت رسوم اور عادات اور بشریت کے تقاضوں کو توڑنے کے لئے تھی۔ تمام کاموں میں عزیمت پر عمل کرو اور سنت مطہرہ پر مداومت رکھو۔ یہی نصائح فرماتے ہوئے اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے۔

آپ کے چند ارشادات، ملفوظات اور کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا تذکرہ ارباب سیر نے کیا ہے۔

☆ مرشد کے ساتھ تعلق حقیقت میں غیر کے ساتھ تعلق ہے اس لئے آخر کار اس کی بھی نفی کر دینا چاہیئے۔ ابتداء میں یہی وصول الی الحق کا ذریعہ ہے اس لئے مرشد کی رضا جوئی حاصل کرتے رہنا چاہیئے۔

☆ ریاضت سے مقصود جسمانی تعلق کی نفی اور عالم ارواح و عالم طریقت کی طرف مکمل توجہ ہے۔ سلوک سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار و کسب جو راہ کی رکاوٹیں ہیں سے گزر جائے۔

☆ مزارات سے اس قدر فیض حاصل ہوتا ہے جس قدر ان پر اعتماد ہو۔ اگرچہ قبور کی زیارات میں ظاہری قرب کا اثر بھی ہوتا ہے مگر ارواح طیبہ کی طرف متوجہ ہونے سے ظاہری دوری رکاوٹ نہیں بنتی۔ دلیل یہ حدیث مبارک ہے:

﴿ صَلُّوا عَلَيَّ حَيْثُمَا كُنتُم ﴾ مجھ پر درود پڑھو جہاں کہیں بھی ہو

مشائخ کی زیارت کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہو اور مشائخ کی روح کو وسیلہ سمجھے۔

☆ مراقبہ نفی اثبات کے طریقہ سے اعلیٰ ہے کیونکہ مراقبہ سے ملک وملکوت میں تصرف کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس سے دلوں کو روشنی ملتی ہے اور باطن منور ہوتے ہیں۔

☆ عشق جتنا مضبوط ہوگا اپنے آپ میں غیابت اور اللہ کے ساتھ حضور ہوگا۔ اس لئے عشق جس قدر زیادہ ہوگا اسی قدر اپنے آپ سے غیابت اور محبوب یعنی ذات باری تعالیٰ کا حضور زیادہ ہوگا۔

☆ خاموشی تین صفتوں سے خالی نہیں ہونی چاہئے۔ خطرات کی نگہداشت، دل کے ذکر کا مطالعہ اور ان احوال کا مشاہدہ جو دل پر گزرتے ہیں۔

☆ اہل اللہ کی صحبت میں ہمیشہ رہنا اخروی زندگی کے علم کا ذریعہ بنتا ہے۔

☆ جب آدمی اپنے اندر رضا کی جانب میلان دیکھے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور رضا کے برعکس میلان ہو تو تضرع وزاری کرے اور استغناء کی صفت سے ڈرے۔

آپ حضرت خواجہ محمد پارساؒ اور خواجہ برہان الدین ابونصرؒ کے ہم صحبت رہے۔ حضرت خواجہ محمد پارساؒ ایک کشفی حال کا ذکر کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ عطارؒ وفات سے سات سال قبل حضرت خواجہ نقشبندؒ کے مزار پر تشریف لے گئے۔ شعبان کا آخر تھا وہاں پورا رمضان اور اول شوال تک رہے۔ عید کی رات ایک درویش نے خواب میں دیکھا کہ خواجہ نقشبندؒ اور خواجہ علاء الدین عطارؒ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہیں، باہر آئے تو بہت خوش تھے، فرمایا کہ مجھے یہ اعزاز بخشا گیا ہے کہ جو میری قبر کے گرد سو فرسنگ کے اندر دفن ہوگا میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کی سفارش کروں گا۔ حضرت علاء الدین عطارؒ کو قبر کے گرد چالیس فرسنگ تک شفاعت کا مرتبہ ملا اور میری پیروی کرنے والے کو ایک ایک فرسنگ تک شفاعت کا رتبہ ملا ہے۔ (جمالِ نقشبند)

آپ کا وصال بروز منگل ۱۸؍رجب ۸۰۲ھ بمطابق ۱۴۰۰ء بعد نماز عشاء آپ کی وفات ہوئی اور چغانیان جو ماوراء النہر کا قصبہ ہے میں مدفون ہوئے۔ آپ نے زندگی کے زیادہ تر ایام اسی قصبہ میں بسر کئے تھے۔ بعض سیرت نگاروں نے آپ کا مدفن تل مرزہ کے مقام پر لکھا ہے۔ آپ کے فرزند خواجہ حسن عطارؒ صاحب تصرف با تاثیر بزرگ تھے۔ انہوں نے ۱۰؍ذوالحجہ ۸۴۶ھ میں وفات پائی اور اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

17.1 ۔ شیخ سراج الدین پیرمستیؒ

آپ حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش پیرمست میں ہوئی جو وابکنہ (بخارا) کے مضافات میں واقع ہے۔

آپ شروع میں حضرت خواجہ امیر حمزہؒ کے مرید تھے۔ آپ نے بہت سی ریاضتیں اور مجاہدے کئے۔ ایک دفعہ آپ پر بے خودی کی کیفیت طاری ہوئی تو آپ تین دن تک بے ہوش رہے۔ اس حالت میں حضرت امیر حمزہؒ کو اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ ان کے کان میں کہہ دو کہ جہاں پہنچے ہو وہیں سے واپس آ جاؤ۔ جب حضرت کا یہ کلام ان کے کان میں کہا گیا تو ان کو ہوش آ گیا۔ لیکن آخری زمانے میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے اصحاب کے سلسلہ میں داخل ہو گئے تھے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ سراج الدینؒ مٹی کے برتن بناتے تھے۔ آپ کو کتب ظاہری علمیہ سے زیادہ شغف نہیں تھا۔ لیکن آپ کے کلام میں اتنی شیرینی تھی کہ اس زمانے کے بہت سے عقلمند اور درویش آپ کی مجلس میں بیٹھتے تھے۔

آپ کے گھر جب کوئی مہمان آنے والا ہوتا تو آپ گھر میں جھاڑو دینے لگتے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کے گھر مہمان آنے والا ہے۔ آپ نے فرمایا! ایک جن میرے تابع ہے وہ مجھے خبر دے دیتا ہے۔ یہ بات محض اپنے حال کو چھپانے کے لئے فرمائی۔

ایک روز شیخ ابوالحسن عشقیؒ کے مریدوں سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ وہ درویش یہ سمجھے کہ آپ ان کو اپنا مرید بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا اے شیخ! اپنا وقت ضائع مت کیجئے ہم شیخ ابوالحسنؒ کی محبت اور تصرف میں تابع ہو چکے ہیں۔ آپ کی باتوں کا ہم پر اثر نہیں ہوگا۔ ان کے اس کلام سے آپ غیرت میں آ گئے۔ آپ نے ان کے باطن پر ایسا تصرف کیا کہ وہ زمین پر لوٹنے لگے اور انہوں نے اپنے گریبان چاک کر دئے۔ بہت دیر تک وہ بے ہوش پڑے رہے پھر آپ نے فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہم اور تمہارے شیخ ایک ہی چشمہ کا پانی پیتے ہیں۔

18 ۔ حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ

حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک معروف بزرگ اور صاحب تصنیف شیخ تھے۔ آپ کا نام محمد یعقوب بن عثمان تھا اور غزنی (افغانستان) کے نواح کے رہنے والے تھے آپ کے قصبہ کا نام چرخ تھا جو غزنی کے قریب تھا۔ آپؒ کی پیدائش ۷۶۲ھ میں چرخ میں ہوئی۔ اس نسبت سے آپ چرخی کہلائے۔ آپ کا تعلق علمی گھرانہ سے تھا آپ کے والد شریعت اور طریقت کے عالم تھے۔ انہوں نے آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔ آپ نے جامع ہرات میں تعلیم حاصل اور مزید علوم حاصل کرنے کے لئے مصر تشریف لے گئے۔ ان دنوں مصر کا علاقہ علماء کا مرکز تھا۔ ماہر اساتذہ بڑے ذوق وشوق سے طالب علموں کو درس دیا کرتے تھے۔ حضرت زین الدین خوافیؒ آپ کے ہم درس تھے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت شہاب الدین سیرامیؒ بھی شامل تھے۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے بخارا سے فتویٰ نویسی کی اجازت بھی حاصل کرلی تھی۔ تعلیم مکمل ہونے کے بعد آپ نے سلوک کی طرف توجہ دی اور نقشبندیہ سلسلہ طریقت کو پسند فرمایا۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو دوستی کے لئے منتخب کرتا ہے تو اس کی دوستی بندگانِ خدا کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ کا میلانِ طبیعت شروع ہی سے روحانیت کی جانب تھا۔ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندؒ کے شہرت اور منزلت سے آپ واقف تھے اور خواہش تھی کہ ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہو۔ بخارا سے درس مکمل کرنے کے بعد آپ چرخ واپس آنے لگے تو حضرت خواجہ نقشبندؒ کے دربار میں حضوری کی تڑپ پیدا ہوئی۔ آپ فوراً چل پڑے۔

روایت ہے کہ بخارا میں حضرت سید جلال الدین باخرزیؒ کے مزار پر ایک شام حاضر تھے کہ اندر سے ایک داعیہ اٹھا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کے پاس حاضر ہو جانا چاہیئے چنانچہ چل پڑے راستہ میں ایک مجذوب ملا، کہا جاتا ہے کہ یہ مجذوب حضرت خواجہ نقشبندؒ کو بہت پیارا تھا۔ مجذوب نے دیکھتے ہی کہا کہ جلد قدم بڑھاؤ وہ وقت آگیا ہے کہ تم مقبولان بارگاہ الٰہی میں شمار ہونے لگو۔ چنانچہ حاضر ہو گئے اور بیعت کی خواہش ظاہر کی۔ اس پر حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا کہ تم خود تو کسی کو قبول نہیں کرتے۔ ہمیں بارگاہ ایزدی سے اجازت ملے گی تو قبول کرلیں گے انتظار کرو۔ یہ انتظار کی رات بڑی کٹھن تھی، پوری رات امید اور ناامیدی میں کٹی صبح ہی حاضر خدمت ہو گئے۔ حضرت آپ کو دیکھتے ہی مسکرائے اور فرمایا! مبارک ہو قبولیت کا اشارہ ہو گیا اور آپ کو بیعت سے سرفراز کیا۔ آپ کو وقوف عددی کی تاکید فرمائی یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے جو

حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ نے پڑھا تھا۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا! علم دو طرح کا ہے۔ پہلا علم قلب ہے اور یہ علم نفع دیتا ہے، یہ نبیوں اور مرسلوں کا علم ہے۔ دوسرا علم زبان ہے یہ اللہ کی اولاد آدمؑ پر حجت ہے۔ مزید فرمایا کہ اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو سچائی سے بیٹھو کیونکہ وہ قلب کے جاسوس ہوتے ہیں، وہ تمہارے دلوں میں داخل ہوتے ہیں اور تمہاری ہمتوں کو دیکھتے ہیں۔ (رشحات)

حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ ایک مدت تک بخارا کے قصر عارفاں میں مرشد کریم کے پاس رہے، سلوک اور معرفت کی تربیت حاصل کی۔ جب آپ رخصت ہونے لگے تو مرشد نے فرمایا! ہم سے جو کچھ تمہیں ملا ہے اس کو بندوں تک پہنچاؤ تاکہ سعادت کا موجب بنے۔ مرشد سے رخصت پا کر واپس چلے اور ''کُش'' کے مقام پر کچھ عرصہ قیام کیا۔ آپ ابھی یہاں ہی تھے کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے انتقال کی خبر ملی۔ انتہائی افسردہ ہو گئے تو روحانی طور پر حضرت زید بن حارثہؓ کی طرف اشارہ پایا کہ دین تو ایک ہی ہے۔ اس سے سمجھ گئے کہ یہی نسبت برقرار رہنی چاہئے۔ آپ کو خواب میں حضرت نقشبندؒ کی زیارت نصیب ہوئی۔ انہوں نے فرمایا! شریعت رسول اکرم ﷺ پر عمل کرنے سے تم مجھے پالو گے۔ آپ بدخشاں آ گئے اور اس فکر میں تھے کہ مسلسل راہنمائی کیسے حاصل رہے۔ آپ وہاں ہی تھے کہ حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ کا خط ملا جس میں لکھا تھا کہ ایسے عالم میں میری متابعت کرتے رہو یہی حضرت خواجہ نقشبندؒ کا فرمان ہے۔ یہ پیغام ملتے ہی آپ فوراً چغانیاں روانہ ہو گئے اور حضرت خواجہ عطارؒ کے پاس حاضر ہو گئے اور تجدید بیعت کر کے ان سے سلوک طے کرنے لگے۔ وہاں آپ نے کافی عرصہ گزارہ اور حضرت علاء الدین عطارؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ حضرت علاء الدین عطارؒ کا ۸۰۲ھ میں انتقال ہو گیا تو واپس آ گئے اور اپنی مسند ارشاد بچھائی۔ تعلیم و تربیت سے ایک جہاں فیض یاب ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ پچاس سال تک حضرت خواجہ نقشبندؒ کی نصیحت پر عمل پیرا رہے۔

'' ہم سے جو کچھ ملا ہے اسے بندوں تک پہنچا دینا، حاضرین کو خطابات اور بیانات کے ذریعہ اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت۔''

ساری زندگی حضرت خواجہ چرخیؒ حلال رزق کے طلب گار رہے اور اپنے مریدین کو بھی اس کی سختی سے تاکید کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ حلال رزق سالک کی بنیاد ہے۔ رزق حرام صراط مستقیم سے گمراہ کر دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت خواجہ نقشبندؒ کو حالتِ مکاشفہ میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کو قیامت میں کس عمل سے پاؤں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا! تشرع سے یعنی شریعت پر عمل کرنے سے، قرآن و سنت پر عمل کرنے سے

اوراس عمل سے نتیجہ طلب کرنے سے، تقویٰ وحدودِ شریعت کی رعایت ملحوظ رکھنے سے، عزیمت پراورطریقہ اہل سنت و جماعت پر چلنے سےاور بدعت سے پرہیز کرنے سے پاؤ گے۔

آپ صاحب علم شیخ تھے آپ نے متعدد کتابیں تصنیف کیں جس میں چند درج ذیل ہیں:

- تفسیر چرخی: یہ تعوذ، تسمیہ، سورۃ فاتحہ اورآخری دو پاروں کی تفسیر ہے۔ آپ اپنی حیات میں اس کو پورانہ کرسکے۔ اسے تفسیر یعقوبی بھی کہتے ہیں
- رسالہ نائیہ: مثنوی مولانا روم کے دیباچہ کی شرح ہے۔
- انسیہ: اس میں فضیلتِ دوام وضو، نفلی نمازیں، خاتم اور دیگر فوائد کا تذکرہ ہے۔
- شرح رباعی ابوسعید ابوالخیر: شرح ہے
- رسالہ ابدالیہ: اثباتِ وجوداولیاء اوراولیاء کے مراتب ہیں۔
- رسالہ شرح اسماءاللہ: اسمائے الٰہی کی فارسی شرح ہے۔
- قرآن پاک کا تاجک زبان میں ترجمہ: یہ تاجک زبان میں قرآن کریم کا پہلا ترجمہ ہے۔
- رسالہ درباره اصحاب وعلاماتِ قیامت: یہ کتاب تاشقند میں محفوظ ہے۔
- رسالہ حورائیہ
- رسالہ طریقہ ختم احزاب
- رسالہ جمالیہ
- روائح
- مخطوطات

حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ کا ۵/صفر المظفر ۸۵۱ھ بمطابق ۱۴۴۷ء میں انتقال ہوا اور تاجکستان کے مقام بلفتو (بلغنون) میں مدفون ہوئے۔ بعض سیرت نگاروں نے آپ کا وفات کا سال ۸۳۸ھ لکھا ہے۔

19 ۔ حضرت ناصرالدین عبیداللہ احرارؒ

مولانا ناصرالدین عبیداللہ احرارؒ نقشبندیہ سلسلہ کے نامور بزرگ ہیں جن کی جدوجہد نے عام لوگوں سے لے کر حکمرانوں تک، ان پڑھ لوگوں سے لے کر علم وادب کے ماہرین تک کو متاثر کیا۔ دوردراز کے حق کے متلاشی لوگ آپ کے روحانی فیض سے مستفید ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ کے خلیفہ تھے۔

آپ کا اصل نام عبیداللہ بن محمود شاشی تھا آپ تاشقند کے رہنے والے تھے، شاش تاشقند کا پرانا نام تھا۔ آپ کو لقب ناصرالدین تھا۔ آپ کے والد گرامی کا نام خواجہ شہاب الدینؒ تھا۔ عرب وعجم میں آپ خواجہ احرارؒ کے نام سے مشہور تھے۔ احرار سے مراد یہ تھی کہ ایسا وجود جو غیراللہ سے بالکل آزاد ہو۔ آپ کا ہر رویہ صرف اور صرف اطاعت الٰہی کے مطابق تھا۔ آپ تاشقند کے ایک گاؤں باغستان میں رمضان ۸۰۶ھ بمطابق ۱۴۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا گھرانہ ایک دینی گھرانہ تھا۔ آپ کے دادا خواجہ محمد باقی بغدادیؒ اپنے دور کے نہایت نیک بزرگ تھے اور اولیاءاللہ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کی نیک صفات کا اظہار آپ کے بچپن سے ہی ہونے لگا تھا۔ آپ کے بچپن میں ہی آپ کے دادا کا آخری وقت آ گیا، انہوں نے اپنے تمام بیٹوں اور خاندان والوں کو بلالیا۔ جب آپ تشریف لائے تو آپ کے دادا احترام میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا اس فرزند کے بارے میں مجھے نبوی بشارت ہوئی ہے کہ یہ عالمگیر شیخ ہوگا اور اس سے شریعت اور طریقت کو نور ملے گا اور فروغ ہوگا۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت شیخ عمر داغستانیؒ کے اولاد میں سے تھیں اور خواجہ محمود شاشیؒ کی بیٹی تھیں۔

ابھی آپ تین چار سال کے ہی تھے کہ مکتب جانے لگے۔ آپ علم حاصل کرتے تھے لیکن آپ کا رجحان روحانیت کی طرف تھا۔ آپ بچپن ہی سے مرحوم مشائخ کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ بائیس سال کی عمر میں مزید تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے لئے سمرقند تشریف لے گئے۔ سمرقند میں خوش قسمتی سے حضرت علاءالدین عطارؒ کے خلیفہ خواجہ نظام الدینؒ رہتے تھے۔ آپ ان کی مجالس میں شرکت کرنے لگے۔ حضرت خواجہ نظام الدینؒ مکاشفوں اور مراقبوں کے بعد بار بار اعلان کرتے تھے کہ کہ یہ ہونہار شاگرد ساری دنیا پر ایسا محیط ہو جائے گا کہ وقت کے حکمران بھی اس کے تابع ہونگے۔ سمرقند میں ہی آپ کو سید قاسم تبریزیؒ کی صحبت بھی حاصل ہوئی اور ان کے پاس کچھ دن قیام بھی رہا۔ پھر آپ بخارا تشریف لے گئے راستہ میں چند دن حضرت شیخ سراج الدین کلالؒ کے ہاں ٹھہرے۔ بخارا میں بہت سے بزرگوں سے فیض حاصل کیا جن میں حضرت سید امیر کلالؒ کے خلیفہ حضرت حسام الدین شاشیؒ، حضرت علاءالدین غجدوانیؒ شامل ہیں۔ پھر آپ خراسان

چلے گئے، مرو میں بھی قیام کیا اور پھر ہرات میں چار سال رہے۔ وہاں حضرت شیخ بہاءالدینؒ اور شیخ زین العابدین خوانیؒ سے فیض حاصل کیا۔

قاضی فضل اللہ ابواللیثیؒ جو سمرقند کے اکابر علماء میں سے تھے فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ احرارؒ کے بارے میں ہمیں اتنا علم ہے کہ وہ درسیات کے علوم کو کم پڑھتے ہیں مگر یہ اکثر ہوا کہ جب بھی تفسیر بیضاوی کے حوالے سے کوئی اشکال سامنے آیا اور ہم اس کو حل کرنے میں عاجز رہے تو آپ نے اسے حل کیا۔

ہرات کے قیام کے دوران آپ نے حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ کے بارے میں بہت کچھ سنا۔ آپ کا اشتیاق جب بہت بڑھ گیا تو آپ ان سے ملاقات کے لئے چغانیاں روانہ ہوگئے راستے میں بیمار پڑ گئے۔ بیس روز تک بیمار رہے اس لئے راستے میں ہی ٹھہرے رہے۔ قیام کے دوران بعض لوگوں نے خواجہ چرخیؒ کے بارے میں بعض ناپسندیدہ گفتگو کی جس سے آپ قدرے دل برداشتہ ہوگئے یہ بھی خیال آیا کہ واپس لوٹ جائیں مگر پھر سوچا کہ اتنا سفر تو کرلیا ہے کچھ اور سہی چنانچہ وہاں سے روانہ ہوگئے اور چغانیاں میں حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ کے ہاں حاضر ہوگئے۔ اس حاضری کی ساری روداد خود حضرت چرخیؒ کو سنادی۔

آپ خود سپردگی کے عالم میں حضرت خواجہ چرخیؒ کے دربار میں حاضر ہوگئے۔ حضرت چرخیؒ کے ماتھے پر ایک برص کی طرح کا داغ تھا۔ ابھی آپ عالم محویت میں تھے کہ حضرت چرخیؒ نے فرمایا کہ بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایئے۔ آپ نے بے ساختہ اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ حضرت نے آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے میرا ہاتھ اسی طرح پکڑا تھا اور فرمایا کہ تمہارا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جس نے تمہارا ہاتھ پکڑا اس نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اس لئے اب تم حضرت خواجہ نقشبندؒ کا ہاتھ پکڑ لو۔ اس پر حضرت عبیداللہ احرارؒ نے حضرت خواجہ چرخیؒ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بیعت فرمالی۔

روایت ہے کہ آپ کے حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ میں تمہیں وقوفِ عددی یعنی نفی واثبات کی اجازت دیتا ہوں۔ یہی مجھے حضرت خواجہ نقشبندؒ نے تعلیم فرمایا تھا اور فرمایا کہ میں تمہیں اختیار دیتا ہوں کہ تم بطریق جذب تربیت کرو۔ اس پر بعض حضرات نے اعتراض کیا کہ ابھی تو یہ مرید ہوا ہے اور سلسلہ میں داخل ہوا ہے، آپ نے اسے بطریق جذب کا اختیار دے دیا۔ اس پر حضرت چرخیؒ نے وضاحت کی کہ ان کی سب چیزیں تیار تھیں صرف اجازت کی دیر تھی۔

مولانا جامیؒ فرماتے ہیں کہ مرشد کریم نے فرمایا کہ ہر طالب جو کسی بزرگ کی صحبت میں آنا چاہے اسے خواجہ عبیداللہ احرارؒ کی طرح آنا چاہیئے کہ چراغ، تیل، بتی سب تیار ہو صرف دیا سلائی دکھانے کی دیر ہو۔ اس کے بعد تمام اوراد و

وظائف سکھائے جو سلسلہ نقشبندیہ کے لئے خاص ہیں۔ آپ ایک سال تک اپنے شیخ کے ساتھ رہے اور پھر واپس لوٹ آئے۔ جب آپ واپس لوٹے تو اس وقت آپ کی عمر مبارک ۲۹ سال کی تھی۔

حضرت خواجہ احرار ؒ نے تاشقند میں مستقل قیام کر لیا۔ آپ نے زراعت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ اس میں اس قدر برکت ہوئی کہ ہر سہولت کی فراوانی ہوگئی۔ ضرورت مندوں کی بھی ضروریات پوری ہونے لگیں۔ یہ دولت کی کثرت اپنے لئے نہیں تھی بلکہ زیادہ تر دوسروں کی مدد کے لئے تھی۔ حضرت خواجہ احرار ؒ کا رابطہ وقت کے حکمرانوں کے ساتھ بھی رہتا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ نے وقت کے حکمرانوں سے نفرت یا دوری کا رویہ نہیں اپنایا۔ صوفیاء کرام کے ہاں یہ تصور عام ہے کہ برسراقتدار لوگوں کے ساتھ رابطہ نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ یہ تصور کسی حد تک تمام سلاسل میں موجود ہے لیکن صوفیاء نقشبند اور خاص طور پر خواجہ عبید اللہ احرار ؒ کا نقطہ نظر مختلف تھا۔ ان کے نزدیک جتنا کسی میں اثر و رسوخ زیادہ ہوگا اتنا ہی وہ توجہ کا زیادہ مستحق ہے اس کے اثرات کا پھیلاؤ زیادہ ہوگا۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے شاہان عالم کو خطوط لکھے اور انہیں دعوت دی حالانکہ وہ مسلمان نہیں تھے۔ اگر وہ دعوت کے قابل سمجھے گئے تو مسلمان حکمران نصیحت کے قابل کیوں نہیں سمجھے جائیں۔ ان سے اسلام کی مدد کی قوی امید کی جاسکتی ہے۔ ہاں یہ فرق ضرور رہے کہ دعوت کا مقصد نیکی ہو مادی مفادات یا تعلقات بڑھا کر دنیاوی فائدے حاصل کرنا مقصد نہ ہو۔

ایک مرتبہ دو درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو نہ پایا۔ معلوم کرنے پر پتہ لگا کہ بادشاہ کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ وہ اس پر سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ کیسے شیخ ہیں بادشاہوں کے دروازوں پر جاتے ہیں جبکہ مشہور قول ہے کہ:

﴿ بِئْسَ الْفَقِيْرُ عَلٰى بَابِ الْاَمِيْرِ ﴾ (وہ فقیر جو امیر کے دروازے پر ہو بہت برا ہے)

یہ قول اپنے درجہ میں صداقت کا علمبردار ہے مگر حضرت خواجہ احرار ؒ وہ فقیر نہ تھے جو حاجتوں کے لئے امیروں کے دروازے پر ہوں اور کوئی امیر بھی انہیں ایسا حاجت مند نہیں سمجھتا تھا۔ اتفاق سے اسی روز بادشاہ کے دربار سے دو چور بھاگ نکلے۔ پولیس ان کی تلاش میں تھی اچانک ان دونوں درویشوں پر ان کی نظر پڑی۔ شک کی بنیاد پر ان کو پکڑ لیا۔ دربار میں پیش کئے گئے۔ بادشاہ نے انہیں چور سمجھ کر حکم دیا کہ دونوں کے ہاتھ کاٹ دئے جائیں۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار ؒ دربار میں موجود تھے فوراً بول پڑے کہ یہ دونوں تو مجھ سے ملنے آئے ہیں، یہ چور نہیں ہیں۔ آپ کی گواہی معتبر تھی اس لئے انہیں چھوڑ دیا گیا۔ جب خواجہ احرار ؒ اور وہ دونوں درویش دربار سے باہر نکلے تو آپ نے ان درویشوں سے فرمایا کہ دربار میں میں تم دونوں بے گناہوں کو چھڑوانے گیا تھا۔ امیر کے دروازے پر برا فقیر بن کر نہیں گیا تھا۔

مولانا جامیؒ کے ساتھ بھی ایسا واقعہ ہوا۔ ابھی ان کی حضرت خواجہؒ سے آشنائی نہیں ہوئی تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ آپ ایک عمدہ سواری پر ہیں اور خدام کی ایک تعداد ساتھ ساتھ ہے۔ یہ شان وشوکت ان کو اچھی نہیں لگی۔ درویش کا جو تصور ان کے ذہن میں تھا اس کو ٹھیس پہنچی۔ آپ شاعر تھے فرمایا!

نہ مرد است آن کہ دنیا دوست دارد

(مرد درویش وہ نہیں جو دنیا کو دوست رکھتا ہو)

یہ کہہ کر اپنے جذبات کا اظہار کر گئے۔ وقت گزرتا گیا حضرت احرارؒ کی شہرت کی خبریں ان تک پہنچتی رہیں اور آپ کے دل کو متاثر کرتی رہیں۔ آخر ایک مرتبہ حضرت احرارؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور بہت عقیدت سے ملے اور بیعت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت نے فرمایا! جامیؒ ایک مصرعہ کہہ کر کیوں رک گئے شعر تو مکمل کر دیتے۔ آپ قدرے شرمندہ ہوئے اب دل کی کیفیت بدل چکی تھی فرمایا!

نہ مرد است آن کہ دنیا دوست دارد

اگر دارد برائے دوست دارد

مرد درویش وہ نہیں جو دنیا کو دوست رکھتا ہو

کہ اگر دنیا کو اپنائے بھی تو دوست کی خاطر ہی اپنائے

شعر بھی مکمل ہو گیا اور مولانا جامیؒ کی قلبی کیفیت بھی بدل گئی اور حضرت خواجہ احرارؒ کی محبت کے اسیر ہو گئے اور عمر بھر آپ کی خدمت میں رہے۔

روایت ہے کہ ایک عالم حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کی تعریف سن کر ان سے ملاقات کرنے کے لئے ان کے شہر کی طرف چل پڑا۔ جب وہ شہر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ غلہ بکثرت جا رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ غلہ کس کا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ غلہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کا ہے۔ یہ دیکھ کر اسے بہت افسوس ہوا اور دل میں کہا کہ اپنے آپ کو فقیر کہتے ہیں اور اس قدر غلہ جمع کیا ہوا ہے۔ یہ سوچ کر واپس جانے کا ارادہ کیا لیکن پھر خیال آیا کہ اتنی دور سفر کر کے آیا ہوں ملاقات کر ہی لیتا ہوں۔ وہ خانقاہ میں داخل ہوا اس وقت حضرت خواجہؒ خانقاہ میں موجود نہیں تھے۔ یہ عالم ان کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اس دوران اس پر غنودگی طاری ہو گئی اور یہ سو گیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور اس کا حساب کتاب ہو رہا ہے۔

ایک قرض خواہ اس سے اپنا قرض واپس مانگ رہا ہے۔ اِس کے پاس اُس کو دینے کے لئے کچھ نہیں ہے اور وہ اسے دوزخ میں لے جانا چاہتا ہے۔ اسی اثناء میں حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ تشریف لائے اور قرض دار سے پوچھا! ان کا کس قدر قرض ہے۔ اس نے تعداد بتلائی وہ حضرت خواجہؒ نے اپنے پاس سے ادا کردی اور اس عالم کو خلاصی دلائی۔ اسی میں اس کی آنکھ کھل گئی تو اس نے دیکھا کہ سامنے حضرت خواجہ کھڑے مسکرا رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا! میں اس لئے مال جمع کرتا ہوں کہ تم جیسے لوگوں کو قرض سے نجات دلاسکوں۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

سلطان ابوسعید مرزا بہت زیادہ شراب پیتے تھے۔ وہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ سے بیعت ہوگئے اور شراب سے توبہ کرلی۔ کبھی کبھی پھر بھی شراب پینے کی خواہش پیدا ہوتی تھی لیکن تائب ہونے کے خیال سے رک جاتے تھے۔ ایک مرتبہ جب بہت زیادہ خواہش ہوئی تو انہوں نے اپنے نوکر سے کہا کہ تو شراب کی مٹکی دیوار کے نیچے رکھ دینا میں رسی سے اسے چھت پر کھینچ لوں گا۔ نوکر نے شراب کا مٹکا دیوار کے پاس رکھ دیا اور انہوں نے اسے اوپر کھینچا چاہا تو وہ دیوار سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا اور ساری شراب بہہ گئی۔ اس بات پر مرزا صاحب کو بہت افسوس ہوا۔ دوسرے دن جب آپ حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ کوزہ ٹوٹنے کی آواز میں نے سنی تھی۔ اگر کوزہ نہ ٹوٹتا تو میرا دل ٹوٹ جاتا اور پھر ہماری تمہاری ملاقات نہ ہوتی۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

حضرت خواجہ احرارؒ فرماتے تھے کہ ہمت سے مراد دل کا ایک امر پر اس طرح جمع کرنا ہے تاکہ اس کے خلاف دل میں کوئی بات پیدا نہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ جوانی کے شروع میں میں جب ہرات میں مولانا سعداللہ کاشغریؒ کے ساتھ تھا تو دونوں سیر کیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی کشتی کرنے والوں کے اکھاڑے میں جا پہنچتے تھے اور اپنی قوت اور توجہات کا امتحان لیتے تھے۔ دو میں سے ایک کی طرف توجہ مبذول کرتے تو وہ غالب آجاتا پھر مغلوب کی طرف متوجہ ہوتے تو وہ غالب ہوجاتا تھا۔ اس طرح کئی بار تجربہ ہوا۔ مقصود یہ تھا کہ معلوم ہوجائے کہ ہمت کی تاثیر کس درجہ پر پہنچتی ہے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کی بدولت ایک بڑے علاقے میں اسلام وسیع پیمانے پر پھیلا۔ خاص طور پر ازبک قبائل نے بڑی تعداد میں اسلام قبول کیا۔ دوسری طرف سلسلہ نقشبندیہ آپ کے خلفاء کے ذریعہ تین شاخوں کی صورت میں مختلف اطراف میں پھیلا۔ ایک شاخ تو وسط ایشیاء کے قدیم سرچشمہ پر مشتمل تھی۔ اس میں سمرقند، مرو، خیوا، تاشقند، بخارا، ہرات کے شہر اہم روحانی مراکز بنے۔ دوسری شاخ حضرتؒ کے خلیفہ شیخ عارف باللہ عبداللہ سماؤیؒ اور شیخ سعید احمد تکیاسیؒ کے ذریعہ مغرب میں اناطولیہ اور ترکی میں پھیلی۔ اس شاخ کے اثرات کوہ قاف کے علاقے داغستان وغیرہ میں

پھیلے اور اس نے امام شاملؒ جیسے مجاہد پیدا کئے۔ تیسری شاخ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے ذریعہ برصغیر پاک و ہند میں پھیلی۔

مریدین کی تعلیمات کے لئے آپؒ نے فرمایا:

خواہشاتِ انسانی کے تقاضوں سے بچنے کے تین طریقے ہیں۔

۱) اعمالِ خیر کو ہمیشہ لازم رکھے

۲) اپنی ہمت پر بھروسہ نہ کرے حق تعالیٰ سے التجا کرتا رہے کہ وہ اسے بچالے۔

۳) اپنے مرشد سے اس نجات کے لئے مدد طلب کرے۔

شریعت، طریقت اور حقیقت کے جاننے کے مدارج ہیں۔ نقشبندیت کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ شریعت کی پاسداری اس طرز سلوک میں ہمیشہ قائم رہی ہے۔ حضرت خواجہؒ کے نزدیک ظاہر پر احکام جاری کرنا شریعت ہے اس پر خلوص دل سے عمل کرنا طریقت ہے اور اس خلوص دل کی کیفیت کو سمجھنا حقیقت ہے۔ اس کی عملی مثال یہ ہے کہ جھوٹ ممنوع ہے اگر یہ کوشش رہے کہ زبان سے جھوٹ نہ نکلے تو یہ شریعت ہے، اگر دل سے بھی جھوٹ کا تصور مٹ جاتا ہے تو یہ طریقت ہے اور یہ کیفیت ہو جائے کہ خواہ اختیار ہو یا نہ ہو دل و زبان سے جھوٹ ادا ہی نہیں ہوتا تو یہ حقیقت ہے۔

فرمایا کہ تمام احوال اور کمالات حاصل ہو جائیں مگر اہل سنت کے عقائد سے آراستہ ہونا نصیب نہ ہو تو یہ خرابی کے سوا کچھ نہیں اور اگر احوال و کمالات کی تمام کیفیت حاصل نہ ہو مگر اہل سنت کے عقائد پر یقین ہو تو سب خیر ہی خیر ہے۔ استقامت ہر حال میں ضروری ہے۔ یعنی تمام معاملات میں حد سے تجاوز نہ ہو اور افراط اور تفریط سے محفوظ رہے۔ یہی اصل ہے کرامت و خوارق عادت کا اعتبار نہیں۔

فرمایا سونے سے پہلے اپنے گزشتہ اعمال کو یاد کرو کہ وہ کیسے تھے اگر اطاعت میں نہ ہوں تو استغفار کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ زندگی کا پھل اس کو ملا جس کا دنیا میں دل سرد ہو گیا۔ ذکر الٰہی کی گرمی اس دل میں پیدا ہوگی دنیا کی محبت جس کے دل میں پھٹک نہ سکے اور حق سبحانہٗ کے سوا کوئی اندیشہ اس کے دل میں نہ ہو۔

فرمایا آداب طریقت میں یہ بھی ہے کہ ہمیشہ باوضو رہے اس سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔ فرمایا کہ زبان دل کا آئینہ ہوتی ہے اور دل روح کا آئینہ، روح حقیقت انسانیہ کا ائینہ، حقیقت انسانیہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کا آئینہ، حقائق غیبیہ غیب ذات سے اتنی دور کی مسافرتیں طے کر کے زبان پر آتے ہیں۔ یہاں صورت لفظی اختیار کر کے مستعد لوگوں کے حقائق شناس کانوں تک پہنچاتے ہیں۔

فرمایا کہ پیر کون ہے؟ پیر وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کو جو چیز ناپسند تھی وہ اس کو بھی ناپسند ہو۔ رسول اللہ ﷺ سے جو چیز ثابت نہ ہو وہ اس میں بھی موجود نہ ہو۔ بلکہ وہ خود اور اس کی تمام خواہشات اس سے گم ہو جائیں اور اس کی ذات ایسا آئینہ ہو جائے جس سے سوائے اخلاق و اوصاف نبوی ﷺ کے اور کچھ نہ ہو۔ اس مقام پر اوصاف نبویہ ﷺ کے موجود ہونے کی وجہ سے وہ تصرف حق سبحانہٗ کا مظہر ہو جاتا ہے اور تصرف الٰہی سے طالبوں کے باطنوں میں تصرف کرتا ہے۔ اپنی مرضی سے بالکل خالی ہوتا کہ حق پر پورے طور پر کھڑا رہے۔

فرمایا کہ مرید وہ ہے بیعت کی تاثیر سے اس کی حاجتیں ختم ہو جائیں اور اس کی کوئی آرزو باقی نہ رہے۔ دل کے آئینہ کی بصیرت میں اپنے پیر کے جمال کو دیکھ کر اپنی توجہ تمام قبلوں سے پھیر لیتا ہو۔ اس کا قبلہ جمال پیر ہو، پیر کی اطاعت میں آزادی سے فارغ ہو کر نیازمندی اور تواضع کا سر سوائے پیر کے آستانے کے کہیں اور نہ جھکائے۔

آپ نے فرمایا کہ ہر زمانے میں مردان غیب اولیاء کرام ہیں جن کی صحبت اختیار کرنی چاہئے جو عزیمت پر عمل کرتے ہوں اور رخصت سے پرہیز کرتے ہوں۔ ان کی جماعت رخصت والوں سے الگ رہتی ہے، رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔ ہمارے خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا طریقہ عزیمت پر عمل کا ہے۔ اگر ذکر کا ایسا ملکہ حاصل ہو جائے کہ ہمیشہ دل حاضر رہے اور اس حضور میں وابستہ ہو جائے تو اس کا شمار ابرار میں ہوگا۔ اسے حاضر مع اللہ کہہ سکتے ہیں۔

(حضرات القدس)

حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ دعوت وارشاد کے مشن پر تقریباً نوے سال کی عمر تک قائم رہے۔ ہفتہ کی رات تھی مغرب وعشاء کا وقت تھا کہ آپ جس مکان میں تھے وہاں ہر طرف روشنی ہی روشنی ہوگئی کمرہ بقعہ نور بن گیا۔ آپ کے دونوں آبروؤں میں سے ایسا نور نکلا کہ سب روشنیاں ماند پڑ گئیں۔ حاضرین اس نور کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو رہے تھے اور اسی کیفیت میں آپ کی روح پرواز کر گئی۔

یہ ۲۹/ربیع الاول ۸۹۵ھ بمطابق ۱۴۹۰ء ہفتہ کی رات تھی۔ آپ کا انتقال سمرقند میں ہوا اور وہیں آپ **محلہ کفشیر** میں مدفون ہوئے۔

19.1 ۔ حضرت عبدالرحمان جامیؒ

حضرت نورالدین عبدالرحمان جامیؒ حضرت مولانا ناصرالدین عبیداللہ احرارؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ اپنے دور کے شہرہ آفاق ادیب، شاعر، عالم دین اوو برگزیدہ صوفی بزرگ تھے۔ آپ خراسان کے ضلع جام کے قصبہ خرجرد میں ۲۳ رشعبان المعظم ۸۱۷ھ/ ۷ نومبر ۱۴۱۴ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد اصفہان کے نواح میں قصبہ دشت کے رہنے والے تھے بعد میں وہاں سے نقل مکانی کر کے جام آ گئے تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے خلیفہ حضرت سعداللہ محمد کاشغریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلوک کے منازل طے کر کے خلافت حاصل کی۔ اپنے شیخ کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت عبیداللہ احرارؒ سے بیعت ہو کر روحانی اکتساب کیا۔ آپ روحانی بلندیوں پر پہنچ کر خلافت اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے شروع میں دشتی تخلص اختیار کیا لیکن بعد میں جامی کہلانے لگے۔ آپ کے والد گرامی اہل تقویٰ میں سے تھے اور والدہ حضرت امام شیبانیؒ کی نواسی تھیں۔

علوم ظاہری کی تکمیل ہرات اور سمرقند میں کی پھر تصوف کی طرف مائل ہو گئے۔ آپ نے بقیہ زندگی ہرات میں بسر کی۔ ہرات کے مدرسہ نظامیہ میں مولانا جنید اصولیؒ، خواجہ علی سمرقندیؒ اور مولانا شہاب الدین محمد جارجویؒ سے علم متداولہ حاصل کئے۔ ہرات سے سمرقند میں قاضی زادہ روم کے درس میں آئے اور اپنی ذہانت سے استاد کو بے حد متاثر کیا اور علوم و فنون میں کمال حاصل کیا۔ قاضی روم فرماتے تھے کہ جب سے سمرقند آباد ہوا ہے مولانا عبدالرحمٰن جامی جیسا ذہین اور فاضل زمانے کی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ آپ نے اسلامی علوم کے تمام شعبوں پر عبور حاصل کرنے کے علاوہ شاعری میں ایسا کمال حاصل کیا کہ حافظ شیرازی کے بعد ایران میں آپ جیسا قادرالکلام شاعر پیدا نہیں ہوا۔ ۱۴۷۲ء میں آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔ دیار النبی ﷺ کی حاضری آپ کی روحانی اور وجدانی کیفیت کا مظہر ہے۔ آپ کہ والہیت اور عشقِ رسول اللہ ﷺ آپ کا سرمایہ ہے۔ آپ کا نعتیہ ہدیہ آپ کی زندگی کا ماحصل ہے آپ نے جس سوز، گہرائی اور بلند خیالی سے بارگاہ نبوت ﷺ میں ہدیہ نعت پیش کیا وہ فارسی ادب کا ایک درخشاں باب ہے۔ جامیؒ کے جذب و جنون اور عشق و مستی میں ادب بھی ہے اور رقت و والہیت اور التجا و زاری بھی ہے۔

حضرت مولانا جامیؒ نے اپنی ایک مشہور نعت کہی پھر حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو ارادہ کیا کہ روضہٴ اطہر (ﷺ) کے پاس کھڑے ہو کر اس کو پڑھیں گے۔ حج کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو امیر مکہ معظّمہ نے خواب میں رسول کریم (ﷺ) کی زیارت کی۔ آپ نے خواب میں ان کو ہدایت کی کہ جامی کو مدینہ منورہ نہ آنے دیں۔

امیر مکہ نے آپ کو مدینہ منورہ جانے سے روک دیا۔ مگر حضرت جامیؒ پر جذب وشوق کا اس قدر غلبہ تھا کہ وہ چھپ کر مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے۔ امیر مکہ کو دوبارہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو یہاں نہ آنے دیا جائے۔ امیر مکہ نے ان کی پیچھے آدمی بھیجے جوان کو راستے سے پکڑ کر لے آئے اور انہیں جیل میں ڈال دیا۔ امیر مکہ نے تیسری بار رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کوئی مجرم نہیں ہے بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں جن کو میری قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کے لئے میرا ہاتھ نکلے گا جس سے فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔ اس پر عاشقِ رسول حضرت مولانا جامیؒ کو جیل خانہ سے نکالا اور بے حد اعزاز و اکرام کیا گیا۔

(برکاتِ درود شریف)

آپ کو جن بزرگوں سے روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ان میں حضرت خواجہ محمد پارساؒ، حضرت مولانا فخر الدین لورسانیؒ، حضرت شیخ بہاء الدین عمرؒ، حضرت شمس الدین محمد کوسوئیؒ، حضرت مولانا جلال الدین پورانیؒ، حضرت مولانا شمس الدین محمد اسدؒ شامل تھے۔

آپ نے ہمدان، کردستان، بغداد، کربلا، نجف اشرف کے سفر کیئے۔ آپ کی عمر کا بیشتر حصہ مطالعہ، شاعری، تصنیفات اور مجاہدات میں گزرا۔ آپ کی شہرت آپ کی حیات میں ہی دور دور تک پھیل گئی تھی۔ حکمران بھی آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔

آپ نے فارسی، ترکی، ہندی زبانوں میں بے شمار کتابیں لکھیں جن میں ''**نفحات الانس، شواهد النبوة، اشعة اللمعات، شرح ملا جامی، تهليليه، لوامع، تحفة الاحرار**'' مشہور کتابیں ہے جس میں صوفیاء کرام کی سوانح عمریاں لکھی ہیں۔ ان کے علاوہ نعت گوئی پر آپ نے گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ آپ کے صاحبزادے مولانا فخر الدینؒ صاحب علم ہوئے جن کی تصنیف '' رشحات '' میں مشائخ نقشبندیہ کا عظیم تذکرہ ہے۔

آپ کے پیر حضرت مولانا سعد الدین کاشغریؒ کے صاحبزادے خواجہ کلاں کی بیٹی آپ کی زوجہ تھیں۔

آپ کی وفات (بعمر ۸۱ سال) ۱۸/محرم ۸۹۸ھ بمطابق ۱۴۹۲ء بروز جمعہ المبارک ہرات (افغانستان) میں ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ سلطان مرزا حسین بائقرا شاہ (ایران کا بادشاہ) نے پڑھائی۔ آپ کو پیر حضرت مولانا سعد الدین کاشغریؒ کے مزار کے سامنے دفن کیا گیا۔

19.1.1۔ خواجہ ضیاء الدین یوسف

خواجہ ضیاء الدین یوسف ؒ حضرت عبدالرحمٰن جامی ؒ کے بیٹے اور خلیفہ تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی کے کمالات وحالات سے پوراپورا حصہ پایا۔ آپ کی وفات ۲۵رشوال ۹۱۷ھ میں ہوئی۔

19.1.2۔ حضرت شیخ مودودلاری ؒ

آپ حضرت عبدالرحمٰن جامی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ مولانا عبدالغفور لاری ؒ کے شاگرد تھے۔ آپ بظاہر بابا نظام الدین خاموش ؒ کے مرید تھےلیکن بطریق خدمت حضرت جامی ؒ کے تربیت یافتہ تھے۔

19.1.3۔ حضرت مولانا حسین واعظ کاشفی ؒ

آپ حضرت عبدالرحمٰن جامی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ اپنے وقت کے بلند پایہ عالم، واعظ اور شیخ تھے۔ ''جواھر التفسیر '' آپ کی بہترین تصنیف ہے۔

20 ۔ حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی ؒ

مولانا محمد زاہد وخشی ؒ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بخارا کے علاقے کے ایک قصبہ وخش میں پیدا ہوئے جو حصار کا تعلقہ اور بلخ میں ایک علاقہ ہے۔ آپ کی ولادت ۱۴ /شوال ۸۵۲ھ بمطابق ۱۱/دسمبر ۱۴۴۸ء کو ہوئی۔ آپ بچپن سے ہی تعلیم و تربیت کے بہت شوقین تھے اس لئے ان کو مولانا کہا جانے لگا۔ حضرت عبید اللہ احرار ؒ کے مریدین اور متعلقین دور دراز کے علاقوں تک دین اسلام کی تبلیغ و ترویج کا کام کر رہے تھے۔ آپ نوعمری میں ہی اس تحریک سے بہت متاثر تھے۔ آپ حضرت خواجہ احرار ؒ کے ایک مرید سے جذب وشوق کی منازل طے کرنے لگے۔ آپ کا گھرانہ ایک دینی گھرانہ تھا۔ آپ کی رشتہ داری حضرت خواجہ یعقوب چرخی ؒ سے تھی۔ بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ ان کے نواسے تھے۔

لوگوں سے حضرت خواجہ احرار ؒ کے تذکرے سنتے تھے۔ آپ کو ان سے عقیدت ہوگئی تھی اور ان کی زیارت کا شوق پیدا ہوگیا تھا۔ آپ نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار ؒ سے ملنے کے لئے سمرقند جانے کا فیصلہ کرلیا۔ وہاں آپ نے محلّہ وانسر میں قیام کیا۔ اس مقام سے حضرت خواجہ احرار ؒ کا مرکز نو میل کے فاصلہ پر تھا۔ آپ کا یہ پڑاؤ قیام کرنے کے لئے نہیں تھا۔ یہاں آپ اپنے آپ کو حاضری کے لئے تیار کر رہے تھے۔ ایک دن آپ خوب تیار ہوئے لباس بھی تبدیل کرلیا اور حضرت صاحب ؒ سے ملاقات کے لئے چل پڑے۔ دوسری طرف حضرت خواجہ احرار ؒ کو نورانی بصیرت ہوئی کہ ایک مرد درویش ملاقات کے لئے آرہا ہے۔ یہ ان کے لئے سعادت کی بات تھی کہ حضرت خواجہ احرار ؒ خود ان کے استقبال کے لئے چل پڑے مریدین کی ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی، آپ اونٹ پر سوار تھے تھوڑا سا فاصلہ تھا جلد ہی طالب و مطلوب آمنے سامنے تھے۔ مولانا زاہد ؒ کو حضرت احرار ؒ کے آنے کی اطلاع ملی تو جذبات سے بے قابو ہوگئے اور اونٹ سے اتر کر دوڑتے ہوئے شیخ کی قدم بوسی کے لئے پہنچے۔ حضرت بڑے تپاک سے ان سے ملے اور ان کو لے کر خلوت خانے میں چلے گئے اور روحانی فیض و برکات سے نوازا۔

حضرت خواجہ زاہد وخشی ؒ نے لمحوں میں وہ کچھ حاصل کرلیا جو دوسرے سالوں میں بھی حاصل نہ کر سکے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت خواجہ احرار ؒ نے اپنی خلافت بھی عطا کردی۔ آپ کے مریدین یہ سب کچھ دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

بعض کے دلوں میں یہ خیال بھی آیا کہ ہم بھی تو آپ کے عقیدت مند ہیں اور آپ کے خدمت گار بھی ہیں، ہمیں اس قدر نہیں نوازا گیا جتنا اس نو وارد کو مالا مال کر دیا جبکہ یہ تو ابھی دربار میں بھی حاضر نہیں ہوا ہے۔ حضرت احرارؒ نے وہی بات ارشاد فرمائی کہ مولانا زاہدؒ چراغ، تیل اور بتی ساتھ لائے تھے ہم نے تو صرف آگ دکھائی ہے۔ سعادت مندوں کا یہی امتیاز ہے کہ وہ لمحوں میں نوازے جاتے ہیں۔

حضرت خواجہ زاہد وخشیؒ وہیں سے واپس آ گئے اور رشد و ہدایت کے اس سلسلہ کو اپنے علاقے میں جاری فرمایا۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ نے اسّی سال سے زائد عمر پائی اور یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ بمطابق ۱۵۳۰ء میں وخش میں آپ نے وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

بہت سے علم و معرفت کے متلاشیوں نے آپ کے ساتھ نسبت قائم کی جن میں حضرت خواجہ درویش محمدؒ کو شرف خلافت اور مسند نشینی حاصل ہوا۔

21 ۔ حضرت مولانا درویش محمدؒ

حضرت مولانا درویش محمدؒ مولانا محمد زاہدؒ کے بھانجے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۶ رشوال ۸۴۶ھ بمطابق ۱۴۴۲ء کو ہوئی۔ آپ کا گھرانہ دینی گھرانہ تھا آپ بچپن سے ہی درویشی کے سائے میں پلے بڑھے۔ آپ خلوت پسند تھے۔ آپ صحراؤں اور ویرانوں میں نکل جاتے اور کئی کئی روز بغیر کھائے پیئے عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ صحرا میں تھے اور کھانے پینے کے لئے آپ کے پاس کچھ نہیں تھا۔ آپ کی بھوک نے شدت اختیار کر لی اور آپ کو بے چینی ہونے لگی تو کہا جاتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام حاضر ہوئے اور اور حضرت مولانا زاہد وحشیؒ کے دربار میں حاضر ہونے کا اشارہ دیا اور فرمایا کہ وہاں جاؤ وہ تمہیں صبر وقناعت کا طریقہ سکھائیں گے۔ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ان کے پاس حاضر ہونے سے پہلے پندرہ سال ریاضت اور مجاہدات میں گزرے تھے۔ آپ نے حضرت مولانا زاہد وحشیؒ سے بیعت کی اور عالم روحانیت کی منازل طے کیں۔ شیخ نے آپ کو خلافت سے نوازا اور ان کے انتقال کے بعد آپ ان کی مسند کے وارث بنے۔

آپ درویشوں کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو اپنی ذات کو چھپاتے ہیں۔ آپ نے مسند ارشاد بچھانے کے بجائے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا تا کہ عوام آپ کو ایک قاری اور استاد سمجھیں۔ لیکن اس منکسر مزاجی کے باوجود لوگوں کے سامنے آپ اپنے مرتبہ اور مقام کو نہیں چھپا سکے۔ آپ کے صاحبزادے اور مستقبل کے مسند نشین حضرت خواجہ امکنگیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک درویش نے والد گرامی کے سامنے شیخ نورالدین خوانیؒ کا تذکرہ کیا۔ تذکرہ اس قدر دل پذیر تھا کہ والد صاحب فرمانے لگے کہ جب کبھی یہ بزرگ اس علاقے میں آئیں تو میں ان سے ضرور ملوں گا۔ یہ ارادہ اتنا قوی تھا کہ جلد ہی خبر ملی کہ شیخ نورالدین خوانیؒ اس علاقے میں آئے ہوئے ہیں۔ آپ فوراً ہی ان سے ملاقات کے لئے تیار ہو گئے۔ لباس تک تبدیل نہیں کیا اور وہاں پہنچ گئے۔ شیخ نے بڑی محبت سے معانقہ کیا اور پُر تپاک خیر مقدم کیا۔ پھر دونوں دیر تک مراقب رہے، کافی دیر کے بعد اجازت چاہی تو شیخ نے بڑی محبت سے رخصت کیا۔ بعد میں شیخ نے حاضرین سے پوچھا کہ اس علاقے کے حق کے طالب ان کی خدمت میں تو آتے ہوں گے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ تو کوئی شیخ نہیں ہیں استاد ہیں بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ شیخ نورالدینؒ نے اس پر بڑے افسوس کا اظہار کیا اور سخت لہجے میں فرمایا کہ یہاں کے لوگ بھی کتنے ناقدر ہیں کہ ایسے شیخ کامل سے استفادہ نہیں کرتے۔ بس پھر کیا تھا ہر طرف آپ کا چرچا ہو گیا لوگ جوق در جوق

آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ مجبوراً آپ کو خلوت نشینی چھوڑنی پڑی۔

اس زمانے میں ایک بزرگ شیخ حسین خوارزمی کبرویؒ با کمال اور صاحب تصرف بزرگ تھے جو درویش ان سے ملاقات کرتا وہ اس کی نسبت سلب کر لیتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ کا گزر آپ کے شہر سے ہوا تو وہاں کے مشائخ ان سے ملاقات کو گئے آپ نے فرمایا ہمیں بھی شیخ کی ملاقات کو چلنا چاہئے۔ شیخ نے آپ کے ساتھ بھی وہی عمل کرنا چاہا لیکن آپ نے شیخ موصوف کی نسبت اپنے باطن میں اندر ہی اندر سلب کر لی۔ شیخ اپنے آپ کو خالی پا کر سخت پریشان و حیران، بے ہمت اور بے چین ہو گئے۔ جب آپ شیخ کی ملاقات کے لئے سوار ہوئے تو شیخ نے اپنی نسبت کی بو پائی جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے قمیص سے حضرت یوسف علیہ السلام کی بو پالی تھی۔ جوں جوں آپ ان کے قریب ہوتے جاتے تھے وہ اپنی نسبت کو قریب تر محسوس کرتے تھے۔ جب ملاقات ہوئی تو وہ خوشبو بھی ختم ہوگئی اس وقت شیخ کو معلوم ہوا کہ میری نسبت کو حضرت مولانا درویش محمدؒ نے سلب کر لیا ہے۔ شیخ نے نہایت عاجزی وانکساری سے عرض کیا کہ مجھے علم نہیں تھا کہ یہ اقلیم آپ کے زیر حکومت ہے۔ میں ابھی یہاں سے چلا جاتا ہوں، آپ کو اس کی اس عاجزی اور گریہ زاری پر رحم آ گیا اور شیخ کی سلب شدہ نسبت واپس کر دی۔ چنانچہ شیخ نے اسی وقت اپنے آپ کو نسبت سے معمور پایا۔ اسی کو غنیمت سمجھ کر وہ فی الفور اپنے وطن واپس چلے گئے اپنی قیام گاہ تک جانے کی بھی زحمت نہیں کی۔

حضرت شیخ محمد درویشؒ اسم با مسمیٰ تھے درویشی کا آپ کی طبیعت میں غلبہ تھا لیکن جو بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا سلوک کی منازل اس کے لئے آسان ہو جاتی تھیں۔ آپ نے لمبی عمر پائی اور ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ بمطابق ۱۵۶۳ء بروز جمعرات کو ماوراء النہر کے علاقے استفرار میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

22 ۔ حضرت خواجگی املنگی سمرقندیؒ

حضرت خواجگی املنگی سمرقندیؒ حضرت مولانا درویش محمدؒ کے فرزند وخلیفہ تھے۔ آپ بخارا کے علاقے امکنہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی پیدائش ۹۱۸ھ بمطابق ۱۵۱۳ء میں ہوئی۔ آپ کے والد حضرت خواجہ درویش محمدؒ کی نسبت سے خواجگی کہلاتے تھے۔ آپ کا اصل نام محمد مقتدیٰ تھا۔ آپ کے خاندان کی شہرت ایک علمی اور دینی گھرانے کی حیثیت سے تھی جس میں شریعت کی پابندی کا بڑا اہتمام تھا۔ آپ کو بچپن سے ہی علم حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا۔ آپ کو درسیات کا علم اپنے گھر میں ہی دستیاب ہوگیا۔ آپ نے علوم دینوی میں مہارت حاصل کر لی تھی اور روحانیت کے فیضان کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے طریقت کی ساری منازل اپنے والد سے حاصل کیں اوران کے مرید ہوئے۔ حضرت خواجہ درویش محمدؒ کے زیرِسایہ اخلاص اور محبت کے تمام مقام طے کئے، آپ قریب وجوار کے علاقوں میں نیک نام ہوگئے۔ آپ کی طبیعت میں نام ونمود کا بالکل میلان نہیں تھا لیکن اربابِ طریقت کا نور لوگوں پر ظاہر ہوجاتا ہے۔

آپ کا شمار اکابر صوفیاء اور نقشبندی سلسلہ کے اماموں میں ہوتا ہے۔ آپ نے طریقت کا سبق اپنے والد حضرت شیخ درویش محمد سمرقندیؒ سے حاصل کیا اور آپ صاحبِ کشف بزرگوں میں سے تھے۔ حضرت خواجگی املنگیؒ نے اپنے والد گرامی کے انتقال کے بعد ان کی مسندِ ارشاد کی ذمہ داریاں سنبھال لیں تھیں۔ آپ تقریباً اڑھتالیس سال تک اس مسند پر متمکن رہے۔

آپ اپنے پاس آنے والوں کا بہت خیال رکھتے تھے حتیٰ کے ان کی سواریوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔ اپنے معمولات میں حضرت خواجہ نقشبندؒ کی تقلید پر زور دیتے تھے اور ذکرِ خفی کی تلقین کرتے تھے۔ نمازِ تہجد پر بہت زور دیتے تھے جو کہ بندے اور پروردگار کے درمیان ایک مضبوط رابطہ ہے۔ بعض صوفیاء کے ہاں تہجد کی نماز باجماعت کا رواج ہوگیا لیکن آپ نے اس کا سختی سے رد کیا اور اسلاف کے طریقے کو حجت قرار دیا۔

ایک مرتبہ تین طالب علم اپنے دل میں الگ الگ خواہشات لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مقصد یہ تھا کہ آپ کی روحانی منزلت کا اندازہ لگایا جائے۔ آپ نے دو طالب علموں کی تمنا کو پورا کردیا۔ ایک کی خواہش عمدہ کھانا تھا اور دوسرے کی خواہش اچھا پھل تھا۔ اگرچہ یہ دربارِ سلوک کے مناسب خواہشات نہیں تھیں مگر ان میں کوئی قباحت بھی نہیں تھی اس لئے ان کو پورا کردیا۔ تیسرے کی خواہش نفسانی تھی کہ کوئی حسینہ اس کے سامنے آجائے تو اس کو پورا نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ

یادرکھو درویشوں نے جو بھی کمالات پائے ہیں وہ صاحب شریعت ﷺ کی اتباع میں پائے ہیں اس لئے ان سے کوئی کام خلاف شریعت سرزد نہیں ہوسکتا۔ واضح رہے کہ درویشی تو سراسر اتباعِ سنت کا نام ہے۔ مزید فرمایا کہ کسی مباح کام کے لئے بھی حاضر نہیں ہونا چاہئے کہ شاید توجہ نہ دی جائے اور آنے والا بددل ہوکر صحبت کی برکات سے محروم ہوجائے۔ پھر ایک واضح ارشاد فرمایا کہ اصحابِ معرفت کے ہاں کرامات کا اعتبار نہیں ہوتا اس لئے ایسی خواہش ہی نہیں کرنی چاہئے۔

روایت ہے کہ ایک رات کو آپ اپنے ساتھی کے ساتھ کہیں جارہے تھے کہ اچانک اس کے پیر میں کانٹا چبھ گیا اور وہ درد محسوس کرنے لگا اس نے خیال کیا کہ اگر جوتا نصیب ہوتا تو یہ تکلیف نہ ہوتی، اس پر آپ نے فرمایا!

اے برادر! جب تک کانٹا نہیں لگتا پھول ہاتھ نہیں آتا۔

حضرت خواجگی املنگی ؒ ایسے درویش تھے جو اظہار سے بچتے تھے مگر ان کی عظمت وشان کا ہر ایک کو اعتراف تھا۔ سلسلہ نقشبندیہ کا عموماً یہ دستور رہا ہے کہ ان کے مشائخ کا رابطہ وقت کے حکمرانوں سے بھی رہا ہے۔ ان کے خیال میں ایک امیر یا بادشاہ کا راہ راست پر آجانا بہت سے حسنات کا سبب بنتا ہے۔ لیکن ان کے رابطہ میں مادی خواہشات اور دنیاوی ضروریات کے حصول کا مقصد نہیں ہونا چاہئے۔ دین کے فروغ اور نیکی کی اشاعت ہی مطلوب ہو۔ اس حوالے سے کئی مشکل مقامات بھی آتے ہیں کہ دربار میں شر پھیل رہا ہو تو اس کو روکنا بھی صاحب دل کا فرض ہوتا ہے۔ ایسا فرض نبھانے میں کئی جان لیوا مراحل بھی آتے ہیں اس لئے درویش کو اس کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

حضرت خواجہ خواجگی املنگی ؒ کے دور میں ماوراء النہر کے حکمران پیر محمد خان نے والئی سمرقند باقی خان پر حملہ کردیا۔ یہ دو حکمرانوں کا ٹکراؤ تھا درویش ایسے تصادم سے کنارہ کش رہتے ہیں مگر یہ ایسا حملہ تھا کہ ایک طاقت ور اپنی طاقت کے نشہ میں کمزور کو ختم کردینا چاہتا تھا۔ باقی خان کے پاس چودہ ہزار کی فوج تھی اور اس پر پیر محمد خان نے پچاس ہزار کی فوج سے حملہ کردیا۔ باقی خان گھبرا کر حضرت خواجہ املنگی ؒ کے دربار میں حاضر ہوا اور مدد کی درخواست کی۔ آپ ؒ نے باقی محمد خان کی مدد کا اعلان کردیا۔ اعلان سے پہلے آپ نے باقی خان سے کہا کہ سچے دل سے توجہ واستغفار کرو اور آئندہ عدل وانصاف کا عہد کرو تم کامیاب ہوجاؤ گے۔ لشکر مقابلہ کے لئے روانہ ہوگیا اور خود حضرت املنگی ؒ اپنے درویشوں کے ساتھ اس کے ہم سفر ہوئے۔ حضرت ایک مسجد میں اپنے خالق ومالک کے حضور گریہ وزاری کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوئی اور کامیابی نے قدم چومے۔

ایک مرتبہ سلطان عبداللہ خان والئی توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان خیمہ کھڑا ہے جس کے اندر

امام الانبیاء حضور سید المرسلین ﷺ رونق افروز ہیں اور ایک بزرگ دروازے پر ہاتھ میں عصا لئے کھڑے ہیں اور لوگوں کی درخواستیں حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں پیش کر کے جواب لاتے ہیں۔ اسی اثناء میں آنحضرت ﷺ نے ان کے ہاتھ ایک تلوار بھیجی اور انہوں نے وہ تلوار لاکر سلطان کی کمر میں لٹکا دی۔ فوراً عبداللہ خان کی آنکھ کھل گئی۔

صبح عبداللہ خان ان بزرگ کی تلاش میں نکل پڑے۔ ایک مصاحب نے بتایا کہ اس حلیہ کے بزرگ مولانا خواجگی امکنگیؒ ہیں۔ سلطان یہ سن کر بہت خوش ہوا اور بڑے شوق سے تحائف وہدایہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کا حلیہ وہی پایا جو خواب میں دیکھا تھا۔

سلطان نے نہایت انکساری، نیازمندی اور تواضع سے نذرانہ قبول کرنے کی درخواست کی لیکن حضرتؒ نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ حلاوت فقر، قناعت اور ناداری میں ہے۔ اس کے بعد سلطان اکثر و بیشتر ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔

آپؒ نے اپنا جانشین حضرت باقی باللہؒ کو مقرر کیا اور ان کو ایک خط لکھا کہ مجھے ہر گھڑی موت یاد آتی ہے معلوم نہیں اب کیا بات پیش آئے، مجھے ہر دم وصلِ خدا رہے اور جو کچھ آنا ہے پیش آئے۔ جب ان کو خط ملا تو آپ نے اپنی جان آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ نے نوے سال کی عمر پائی اور ۲۲/شعبان ۱۰۰۸ھ بمطابق ۱۶۰۱ء میں آپ کی وفات ہوئی اور امکنہ میں مدفون ہوئے۔

آپ کے خلیفہ شیخ محمد باقی (حضرت خواجہ باقی باللہ دہلویؒ) بیان کرتے ہیں کہ آپؒ نے فرمایا کہ ہندوستان میں ایک شخص کا ظہور ہوگا جو اپنے دور کا امام ہوگا۔ اس کی فتوحات آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ آپ جلدی ہندوستان تشریف لے جائیں کیونکہ اہل اللہ اس عظیم شیخ کی آمد کے منتظر ہیں۔

جب آپ بخارا سے ہندوستان تشریف لائے تو آپ کی ملاقات امام ربانی محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ سے ہوئی۔ انہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور طریقت اور سلوک کی منازل طے کیں۔ آپ نے فرمایا! یہی ہیں جن کی حضرت امکنگیؒ نے بشارت دی تھی۔

(جامع کمالات اولیاء)

23 ۔ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلویؒ

حضرت خواجہ باقی باللہ دہلویؒ ۵/ذوالحجہ ۹۷۱ھ بمطابق ۱۲/جولائی ۱۵۶۴ء کو کابل (افغانستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام رضی الدین لیکن اپنے لقب محمد باقی باللہ سے مشہور ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی عبدالسلام خلجیؒ تھا۔ آپ سمرقند کے رہنے والے تھے اور کابل میں مقیم تھے۔ زہد وتقویٰ کے حامل یہ بزرگ صاحب کرامت تھے اور ان کا شمار وقت کے صوفیاء میں ہوتا تھا۔ قاضی عبدالسلامؒ کے شادی کابل میں ہوئی تھی۔ آپ قریش خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت شیخ عمر یاغستانیؒ کی نسل سے تھے جو حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے نانا تھے اور خاندان سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ اس طرح سے آپ کا خاندان نجیب الطرفین تھا اور حسن معاشرت میں نیک نام تھا۔ آپ کو سراج الملۃ مؤیدالدین الرضی کے القاب سے نوازا گیا۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ بچپن سے ہی نیک خصال تھے۔ آپ تنہا پسند تھے اور غور وفکر کی عادت تھی۔ آپ نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا تھا۔ آپ کے والد گرامی آپ کو کابل کے مشہور عالم مولانا محمد صادق حلوائیؒ کی درسگاہ میں لے آئے۔ مولانا محمد صادق حلوائیؒ (م ۹۸۱ھ) کا اصل وطن سمرقند تھا۔ آپ کو قرآن مجید حفظ تھا ضروری فقہی مسائل بھی خواجہ سعدؒ کے مکتب سے سیکھ کر آئے تھے اس لئے علمی پیش رفت قابلِ اعتماد تھی۔ مولانا صادق حلوائی سمرقندیؒ کچھ عرصہ بعد کابل سے ماوراءالنہر منتقل ہوگئے تو آپ بھی ان کے ساتھ چلے گئے وہاں علم کے حصول میں مصروف ہوگئے۔ آپ نے جلد ہی مختلف علوم میں دسترس حاصل کرلی اور اپنے ہم مکتب طلباء میں نمایاں حیثیت حاصل کرلی۔ ابھی آپ تعلیمی ماحول میں ہی تھے کہ آپ کی طبیعت کا میلان بدل گیا اور آپ تنہائی پسند ہوگئے۔ آپ نے تعلیم کا حصول جاری رکھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ریاضتوں کا سلسلہ شروع کردیا۔ ایک دن اچانک ایک مجذوب نے ایک شعر سنایا:

در کنز و ہدایہ نتواں دید خدارا
آئینہ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

کہ کنز الدقائق اور ہدایہ میں تو خدا نظر نہیں آتا
دل کا آئینہ دیکھو کہ اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں
(کنزالدقائق اور ہدایہ ، فقہ کی عظیم کتب ہیں)

طبیعت پہلے ہی اس راہ پر چل نکلی تھی، اس شعر نے اسے اور تقویت پہنچادی۔ آپ درسیات سے الگ ہوکر مرشد کی تلاش میں نکل پڑے۔ اس تلاش میں کہاں کہاں گئے اور کن لوگوں سے ملاقاتیں کیں اس کا احوال کا بیان اس طرح ہے:

خواجہ عبیداللہ احرارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ سمرقند میں تھے۔ حضرت خواجہ آپ کی کم عمری کی وجہ سے آپ کو راہ سلوک پر گامزن نہیں کرنا چاہتے تھے مگر آپ کے ارادے کی پختگی اور مقصد کی لگن دیکھی تو استقامت کی دعا فرمائی۔ حضرت امیر عبداللہ خلجیؒ کی خدمت میں بار بار حاضری دی۔ مختلف درویشوں کے ساتھ ملاقات کرنے کے بعد آپ ۹۹۹ھ میں کشمیر آگئے اور باباوالیؒ (شیخ مالالیؒ) کی خدمت میں حاضر رہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ تلاش مرشد میں دہلی بھی آئے تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ نے لاہور میں بھی کچھ عرصہ قیام کیا تھا۔ لاہور سے آپ واپس ماوراء النہر تشریف لے گئے اور مولانا شیر غافیؒ سے ملاقات کی۔ آپ بدخشان اور بلخ بھی گئے۔ آپ نے ایک غیبی آواز سنی جو کہہ رہی تھی کہ

''اے بیٹے! ہماری نظریں تمہارے انتظار میں ہیں''

یہ آواز حضرت خواجہ امکنگیؒ کی تھی۔ آپ فوراً حضرت خواجہ امکنگیؒ کے پاس حاضر ہوگئے۔ تین دن ان کی صحبت میں رہ کر ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور سلسلہ نقشبندیہ کا حصہ بن گئے۔ تکمیلِ سلوک کے بعد آپ کو حضرت خواجگی امکنگیؒ نے اپنی خلافت اور اجازت سے نوازا۔ خلافت ملنے کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے وہاں سے جانے کے لئے استخارہ کیا۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے استخارے میں دیکھا کہ ایک خوبصورت طوطی درخت پر بیٹھی ہے۔ انہوں نے خیال کیا کہ اگر یہ طوطی شاخ سے اڑ کر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو میرے لئے اس سفر میں بہت فتوحات ظاہر ہوں گی۔ اس خیال کا آنا تھا کہ وہ طوطی اڑ کر آپ کے ہاتھ پر آبیٹھی اور اس طوطی نے آپ کے منہ میں شکر ڈالی۔ دوسرے روز آپ نے استخارے کا حال حضرت خواجگی امکنگیؒ سے عرض کیا تو حضرتؒ نے فرمایا کہ وہ طوطی ہندوستان کا پرندہ ہے۔ ہندوستان میں تمہارے دامن برکت سے ایک بزرگ کا ظہور ہوگا اور تم اس سے بہرہ ور ہوگے۔ حضرت خواجگی امکنگیؒ کے بعض پرانے مریدین اور مجلس نشین کو جب معلوم ہوا کہ خواجہ محمد باقی باللہؒ کو خلافت و اجازت دے کر ہندوستان بھیجا جا رہا ہے تو انہوں نے غیرت کے مارے شور مچایا۔ حضرت مولاناؒ کو جب خبر ملی تو انہوں نے کہا!

یہ جوان تکمیل کو پہنچا ہوا تھا ہم نے صرف اصلاح احوال کی ہے جو شخص ایسا ہو کر آئے گا اس کو اسی طرح جلدی رخصت کیا جائے گا۔ اس نوجوان سے ہندوستان میں ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کی پوری رونق ہوگی اور بلند ہمت طالب اس کی مبارک تربیت سے مرتبہ کمال اور تکمیل کو پہنچیں گے۔

روانگی کے وقت حضرت خواجگی امکنگیؒ نے فرمایا کہ مجھ سے وعدہ کرو کہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں درجہ قرب عطا فرمائے تو میرے لئے شفاعت کرو گے۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے انکساری سے عرض کیا کہ یہ خواہش تو اس فقیر کی ہے۔ حضرت امکنگیؒ نے فرمایا! اچھا دونوں طرف سے یہی معاہدہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ دونوں طرف سے معاہدہ قرار پایا۔ اللہ! اللہ! یہ تھی ان حضرات کی تواضع اور انکساری۔

حضرت خواجہ امکنگیؒ نے فرمایا کہ تم ہندوستان چلے جاؤ تا کہ وہاں کے متلاشی حق آپ کی راہنمائی میں سفر مکمل کر سکیں۔ آپ دوسری مرتبہ ہندوستان تشریف لائے۔ شیخ نے فرمایا کہ وہاں تمہاری برکت سے ایک مرد بزرگ کا ظہور ہوگا۔ اس سے تم بھی بہرامند ہو گے۔ آپ کے لئے یہ پیغام کافی تھا آپ برِصغیر آ گئے ایک سال لاہور میں قیام کیا پھر دہلی روانہ ہو گئے۔ دہلی میں قلعہ فیروز شاہ میں قیام رہا۔ وہاں آپ ایک مسجد میں رہنے لگے اور اپنا کام پورے زور وشور سے شروع کر دیا۔ عوام وخواص سب ہی آپ کے در پر آنے لگے۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ برصغیر کے دینی وسماجی ماحول سے آگاہ تھے کیونکہ آپ پہلے بھی یہاں آ چکے تھے۔ برصغیر کا سماج مسلم وغیر مسلم میں تقسیم تھا۔ بدقسمتی یہ ہوئی کہ مسلم معاشرہ بھی غیر مسلم تہذیب و روایات کا پابند تھا۔ اس لئے آپ کو سماجی ماحول کے مطابق حکمت عملی طے کرنی تھی۔ آپ نے اصلاح معاشرہ کی بنیاد تین باتوں پر رکھنے کا عزم کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقے کا مدار تین باتوں پر ہے۔

۱) اہل سنت کے عقائد پر ثابت قدمی

۲) آگہی

۳) عبادت

آپ کی خصوصی توجہ عقائد پر رہتی تھی۔ درست عقیدہ، احکام شریعت کی پابندی، اخلاص، حق تعالیٰ کی طرف توجہ سب سے بڑی دولت ہے کوئی وجدان ان نعمتوں کے برابر نہیں ہوسکتا۔

اخلاق وعادات:

حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ تقریباً تین سال مسند ارشاد پر متمکن رہے بظاہر یہ عرصہ مختصر ہے کیونکہ فیض وعطا کو پہنچنے میں ایک عرصہ درکار ہوتا ہے۔ لیکن جو کام چالیس پچاس سالوں میں انجام پاتا آپ نے تین سال میں کر دکھایا۔ یہ آپ کی برکت اور کام کی عظمت تھی کہ آپ کے ذریعہ برصغیر میں نقشبندیہ سلسلہ کی ابتداء ہوئی اور پھر یہ سلسلہ مشرق تا مغرب پر محیط ہو گیا اور اس سلسلہ کو بہت پذیرائی ملی۔

آپ ذاتی طور پر تنہائی پسند تھے۔ اس لئے بڑے بڑے اجتماعات سے کنارہ کش رہتے تھے۔ کوئی شخص آپ کے پاس بیعت یا خدمت کے لئے آتا تو آپ کی کوشش ہوتی کہ اسے کسی اور بزرگ کے پاس بھیج دیں۔ ایک مرتبہ ایک خراسانی نوجوان حضرت قطب الدین بختیار کاکی ؒ کے مزار پر حاضر ہوا اور دین کی صحیح راہ کا طلب گار ہوا۔ اسے اشارہ ہوا کہ ایک نقشبندی بزرگ شہر میں آئے ہوئے ہیں انہیں پیشوا بنالو۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے حسب عادت کسر نفسی سے کام لیا اور کسی اور در بار میں حاضری کے لئے ارشاد فرمایا۔ وہ اگلی رات بھی پھر راہنمائی کا طالب ہوا تو یہ اشارہ تھا کہ یہی بزرگ ہیں۔ وہ شخص دوبارہ آپ کے پاس آیا اور آپ کا ہی ہو کر رہ گیا۔

آپ لوگوں کے تحفے تحائف قبول کرنے سے حتیٰ الامکان پرہیز کرتے تھے۔ ایک مرتبہ عبدالرحیم خان خانان نے ایک لاکھ سکہ رائج الوقت آپ کی خدمت میں بھیجا کہ لنگر وغیرہ کے کام آئے گا مگر آپ نے نہایت محبت سے واپس کر دیا کہ رعایا کا اس قدر مال میں اپنے تصرف میں نہیں لانا چاہتا۔ کھانے میں آپ کبھی تکلف نہیں کرتے تھے اگر کوئی غیر مرغوب کھانا سامنے آتا تو آپ ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ لباس کے بارے میں بھی کسی خاص اہتمام کا خیال نہیں فرماتے تھے، آپ کی رہائش بھی بہت سادہ تھی۔ آپ دہلی میں ایک سادہ سے مکان میں قیام پذیر رہے۔

آپ فقہی مسائل کے حوالے سے خالصۃ حنفی تھے۔ آپ کو ایک دفعہ خیال آیا کہ سورۃ فاتحہ کی بہت تاکید آئی ہے اس کے پیش نظر امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے لگے تو خواب میں امام ابوحنیفہ ؒ نظر آئے آپ نے فوراً فاتحہ خلف الامام کا وہ اصول اپنا لیا جو مسلک حنفی کے مطابق تھا۔ حنفیت کا اس قدر خیال تھا کہ آپ اپنے مریدین کو بھی تاکید کرتے تھے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ مشائخ نقشبندیہ سارے کے سارے حنفی المسلک تھے۔ آپ نے اپنے طریقہ ادارت کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے طریقہ ادارت کا مظہر قرار دیا۔ اس لئے طریقہ کے تمام وظائف واعمال کو محبت کا ہی فیضان سمجھتے ہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ نے صرف چالیس سال کی عمر پائی۔ یہ جوانی کے دن تھے آپ کے معمولات اور طرز زندگی

کا جائزہ لیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے یہ مختصر زندگی ایک مسافر کی طرح گزاری ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ کو کبھی بھی مریدین کی کثرت کی حرص نہیں رہی۔ آپ مرید بنانے میں بہت احتیاط کرتے تھے۔ آپ مریدین کو سابقہ گناہوں سے توبہ، تقویٰ اختیار کرنا اور ان کے حسب حال وظائف اور اوراد کی تلقین کرتے تھے۔ یہ تلقین اس قدر اثر پذیر ہوتا کہ سالک چند دنوں میں اپنی منزل تک پہنچ جاتا تھا۔ آپ زیادہ تر ذکر قلبی کی نصیحت کرتے تھے یہ نقشبندیت کی شناخت ہے۔

حضرتؒ کے زہد کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ آپ نے حج کا ارادہ کیا اس خبر کو سن کر خانخانان جو اکبر کے دربار سے منسلک تھا اس نے ایک لاکھ روپیہ آپ کے اور درویشوں کے لئے بھیجا اور کہا کہ اس قلیل نذرانے کو قبول فرمالیجئے۔ آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کردیا اور احترام کے ساتھ واپس کردیا۔ آپ بہت سادہ کھانا کھاتے تھے اور بہت معمولی کپڑے پہنتے تھے۔ آخری عمر میں آپ عشاء کی نماز کے بعد اپنے حجرے میں تشریف لے جاتے۔ جب تھک جاتے تو مراقبہ سے اٹھ کر نیا وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرتے اور پھر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔ پھر جب اعضاء درد کرنے لگتے تو از سر نو وضو کر کے دو رکعت نماز ادا فرماتے اور پھر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے اسی طرح رات ختم ہو کر صبح ہو جاتی۔

حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ نے فرمایا کہ اولیاء کرام گناہ کبیرہ سے محفوظ نہیں ہیں اگر ان سے اتفاقی طور پر کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو اس سبب سے یہ کہہ دینا کہ وہ ولایت سے خارج ہوگئے جہالت کی بات ہے بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ ہمیشہ یا اکثر کون سی منزل میں رہتے ہیں اس حال سے اگر ان سے کوئی لغزش بشریت کی وجہ سے ہو جائے تو اس میں ان کو معذور سمجھنا چاہئے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ انہی ایام میں آپ کے خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو دیکھتے ہی آپ کو اپنا خواب اور برصغیر میں آنے کی وجہ سمجھ میں آ گئی۔ آپ نے ہر آنے والے سالک کو حضرت مجدد الف الثانیؒ کے پاس بھیجنا شروع کردیا۔ حضرت مجددؒ کو اپنا نائب مقرر کردیا۔ یہ بھی اللہ کا کرم تھا کہ مختصر عرصہ میں مریدین کی تعداد اس قدر زیادہ ہوئی کہ ہر طرف نقشبندی پرچم لہرانے لگا۔ آپ کے خلفاء کی تعداد بھی عام معمول کے مطابق تھی۔ لیکن آپ کے تمام خلفاء نامی گرامی بزرگ ہوئے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ کا نام دنیائے تصوف میں ایسا نمایاں ہے کہ اس کا فیض آج تک رواں دواں ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ رہے گا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی ذات برصغیر کی علمی وقار کی علامت ہے۔ حدیث کی خدمت میں آپ کے کارنامے رہتی دنیا تک روشن مثال رہیں گے۔ شیخ تاج الدین سنبھلیؒ اور خواجہ حسام الدینؒ کے نام بھی لائق احترام اصحاب میں شامل ہیں۔

ارشادات:

☆ توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی شے کو بھی موثر نہ مانے، اپنی قدرت کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرے اور اپنے آپ کو خالی جاننا توحید ہے۔

☆ توکل یہ نہیں کہ ظاہری اسباب چھوڑ دیں کیونکہ یہ بے ادبی ہے۔ اسباب کو اختیار کرنا چاہئے مگر نظر مسبب الاسباب پر رکھنی چاہئے۔ سبب ایک دروازہ ہے جس کے ذریعہ مسبب تک پہنچتے ہیں اور یہ دروازہ بند نہیں ہونا چاہئے۔

☆ مراقبہ اپنے افعال و توانائی سے باہر آنے اور فیضان الٰہی کے منتظر رہنے کا نام ہے۔

☆ حقیقت ظاہری آنکھ کے مرنے کے بعد نظر آئے گی۔ روح کا تعلق بدن سے ہے، روح کس قدر بھی لاتعلق ہو جائے حیات کا تعلق باقی رہتا ہے۔

☆ کشفِ قبور کا کچھ اعتبار نہیں کہ اس میں خطا اور لغزش کی گنجائش ہے البتہ الہام میں خطا کا دخل نہیں۔

مشائخ جو کے لوگوں کہ ارشاد و تربیت میں مشغول ہیں اس کا باعث ان تین چیزوں میں سے ایک ہوتا ہے۔ حق سبحانہٗ کا الہام، بندگانِ خدا پر شفقت (یعنی جب وہ لوگوں کو گمراہی میں دیکھتے ہیں اور گمراہی کو ان کے عذاب و نقصان کا سبب جانتے ہیں تو ان سے ہمدردی اور محبت کی وجہ سے ان کو عذاب سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں) پس شفقت کا تقاضہ یہ ہے کہ شریعت کو رواج دینے کو اپنے اوپر لازم کر کے لوگوں کو وعظ و نصیحت سے اقامتِ شرائع اور آداب کا حکم دیں۔ مثلاً فقہ و حدیث کا پڑھنا و پڑھانا، اس کے مطابق عمل کرنا۔

حضرت باقی باللہؒ جس زمانے میں سمرقند میں رہتے تھے تو ایک رات انہوں نے تہجد پڑھی، سخت سردیوں کا موسم تھا۔ یہ سردی سے ٹھٹھر رہے تھے۔ آپ سردی کی وجہ سے مصلیٰ سے اٹھ کر بستر پر آنے لگے تو دیکھا کہ بستر میں تو ان کی پالتو بلی گھس کر لیٹی ہوئی ہے۔ آپ نے یہ سوچا کہ بلی کی نیند خراب ہو گی یہ واپس مصلیٰ پر آ کر بیٹھ گئے اور بقیہ رات سردی میں مصلیٰ پر گزار دی۔ اس خیر خواہی کی برکت سے آپ کے شیخ حضرت خواجہ محمد امکنگیؒ نے آپ کو ہندوستان جانے کو کہا اور فرمایا کہ وہاں آپ سے ایک عظیم شخصیت بیعت کرے گی۔ چنانچہ امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کے سلسلہ کو ساری دنیا میں پہنچا دیا۔ (حضراتِ اقدس)

ایک مرتبہ خواجہ باقی باللہؒ کے سامنے کسی مرید نے کہا! ہمارے شیخ تو ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے ایسے مرید عطا کئے ہیں اور یہ یہ مقامات عطا فرمائے ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ اس مرید کی باتیں سن کر خاموش رہے۔ اتنی دیر کی خاموشی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش آ گئی کیونکہ

'' حسنات الابرار سیئات المقربین ''

عام لوگوں کی نیکیاں مقربین کے حق میں سیئات کا درجہ رکھتی ہیں۔

جن بڑوں کے مقامات اونچے ہوں تو ان کے ناز برداریوں پر پکڑ بھی بہت جلدی ہوتی ہے۔ یہ خود پسندی میں شامل تھا کہ اپنی تعریف سن کر خاموش رہے اور کہنے والے کو روکا نہیں۔

آزمائش کے طور پر آپ پر قبض (روحانی فیض میں رکاوٹ) کی کیفیت طاری ہوگئی، سب کیفیات ختم ہوگئیں۔ جس کی وجہ سے آپ کئی دن تک روتے رہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے میرے مالک! میری کس غلطی کی وجہ سے یہ کیفیات بند ہوئی ہیں۔ آپ مجھ پر واضح فرما دیجئے۔

آپ کو خواب میں بتلایا گیا کہ جس وجہ سے یہ کیفیات بند ہوئی ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ قریب کے ایک مدرسہ میں جہاں چھوٹے چھوٹے بچے قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ آپ ان کے پاس جائیں اور ان طلباء سے اپنے لئے دعا کروائیں۔ ان کی دعاؤں کی برکت سے آپ کو اس مصیبت سے نجات مل سکتی ہے۔ چنانچہ آپ صبح صبح اٹھے اور مدرسے پہنچ گئے جب وہاں استادوں نے آپ کو دیکھا تو ادب سے کھڑے ہوگئے ان کے ساتھ ساتھ تمام بچے بھی کھڑے ہوگئے۔

حضرت خواجہؒ رونے لگے اور کہا کہ آپ لوگ مجھے اللہ کا ولی سمجھ کے کھڑے ہو گئے اور میری حالت یہ ہے کہ مجھے خواب میں حکم ہوا ہے کہ میں آپ لوگوں کے پاس جاؤں اور ان چھوٹے چھوٹے بچوں سے اپنے لئے دعا کرواؤں۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں آپ لوگوں کا بہت بڑا مقام ہے۔ آپ نے ان بچوں سے اپنے لئے دعا کرنے کی درخواست کی۔ جب ان بچوں نے آپ کے لئے دعا کی تو آپ کی کیفیت واپس آ گئی۔ اللہ اکبر کبیراً

(حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہٗ)

حضرت باقی باللہؒ دہلی میں رہتے تھے۔ آپ کی خانقاہ میں ایک نان بائی آیا کرتا تھا اور آپ کی خدمت کرتا تھا۔ خاص طور پر اگر آپ کے مہمان آ جاتے تو وہ ان کے کھانے پینے کا انتظام کرتا تھا۔ حضرت اس کے کام سے بہت خوش ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت باقی باللہؒ کے یہاں کچھ اہم مہمان آ گئے۔ نان بائی کو معلوم ہوا کہ حضرت کے ہاں مہمان آئے ہیں۔ اس وقت موسم بھی بہت خراب تھا اور مہمان بھی بے وقت آئے تھے۔ اس نان بائی نے فوراً کھانا پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے پوچھا! یہ کیا ہے۔ نان بائی نے کہا حضرت! آپ کے مہمان آئے ہیں ان کے لئے کھانا لایا ہوں آپ قبول فرما لیں۔ حضرت اس بات سے بے انتہا خوش ہوئے۔ مہمانوں کی خوب اچھی طرح سے تواضع کی۔ مہمان بھی خوش ہوئے۔ حضرت خواجہؒ کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔

مہمانوں کے جانے کے بعد آپ نے اس نان بائی کو بلایا اور خوشی سے کہا! آج تم مجھ سے جو دل چاہے مانگو۔ اس نے عرض کیا! حضرت! مجھے اپنا جیسا بنا لیجئے۔ حضرت نے تھوڑی دیر تامل کیا اور کہا کہ کچھ اور مانگو۔ اس نے کہا کہ نہیں حضرت مجھے تو یہی چاہیے۔ متواتر تین دفعہ پوچھنے کے بعد اس نے تینوں دفعہ یہی خواہش کا اظہار کیا۔

چنانچہ آپ پہلے فرما چکے تھے کہ جو چاہو مانگو تو آپ اس کو اپنے حجرے میں لے گئے اور دروازہ بند کر دیا۔ وہاں آپ نے اس نان بائی پر ایسی توجہ ڈالی کہ جب دروازہ کھولا اور آپ دونوں باہر تشریف لائے تو کوئی پہچان نہیں سکتا تھا کہ ان میں سے حضرت خواجہ باقی باللہؒ کون سے ہیں۔ دونوں کی شکلیں ایک جیسی ہو گئیں تھیں۔ فرق صرف اتنا تھا کہ حضرت خواجہ جیسے حجرے میں گئے تھے ویسے ہی واپس نکلے اور نان بائی باہر نکلتے ہوئے نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا۔ اسی حالت میں وہ تین دن تک رہا اور پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ اللہ والوں کی صحبت ان کی توجہ اور پُر اثر نگاہ سے انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے اور ظاہر و باطن کا رنگ بدل جاتا ہے۔ (حکیم الاسلام کے پسندیدہ واقعات)

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے خلفاء نے عرب، شام، فلسطین اور عراق وغیرہ میں سلسلہ کی نئی نئی شاخیں قائم کیں۔ حضرتؒ کے خلیفہ شیخ تاج الدین سنبھلیؒ نے عرب کے علاقوں میں سلسلہ کی خوب اشاعت کی۔ انہوں نے عربی زبان میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ پھر یہ سلسلہ حرمین سے حاجیوں کے ذریعہ انڈونیشیا میں پھیلا۔ اسی طرح خواجہ محمد معصومؒ کے ایک خلیفہ حضرت مراد بن علی بخاریؒ شام گئے اور دمشق کو اپنا مرکز بنایا۔ ۱۸۱۰ء میں شام میں وہابی قبضہ کا خطرہ پیدا ہوا تو شیخ ضیاء الدین خالدؒ نے برصغیر آ کر نقشبندی طریقہ کی تربیت حضرت شاہ غلام علیؒ سے حاصل کی اور واپس جا کر وہابیت کا موثر سد باب کیا۔ اسی مرکز سے کردستان میں وسیع پیمانے پر سلسلے کی اشاعت ہوئی۔ آپ کے ایک خلیفہ حضرت خواجہ نور محمدؒ بھی تھے۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ صرف صاحب مسند ہی نہ تھے صاحب قلم بھی تھے۔

آپ کی تین کتابیں دستیاب ہیں۔

۱) سلسلہ احرارؒ ۔ رباعیات کا مجموعہ، حضرت مجدد الف الثانیؒ نے اس کی شرح لکھی ہے۔
۲) کلیات ۔ شاعری کا مجموعہ
۳) مکتوبات
۴۔ رسالہ طریقت (فارسی)
۵۔ رسالہ عرفانی (فارسی)

حضرت خواجہ باقی باللہؒ حضرت خواجہ خواجگی امکنگیؒ کے خلیفہ تھے لیکن آپ کو روحانی فیض حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ سے بھی حاصل تھا۔ آپ سخت محنت اور ریاضات کی وجہ سے بیمار رہنے لگے تھے۔ بیماری کی حالت میں حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کی زیارت ہوئی اور محسوس ہوا کہ آپ اپنا لباس ان کو عطا فرما رہے ہیں۔ اس کی تعبیر یہ کی گئی کہ آپ کا کفن تیار ہو چکا ہے، آپ اسم ذات کا ورد کرتے رہے اور اسی عالم محویت میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

﴿انا للّٰہ و انا الیہ راجعون﴾

آپ کا وصال ۲۵ / جمادی الاخریٰ ۱۰۱۲ھ بمطابق ۳۰ / نومبر ۱۶۰۳ء کو دہلی میں ہوا۔ آپ کے دو بیٹے خواجہ عبیداللہ اور خواجہ عبداللہ اور دو بیٹیاں تھیں۔ آپ کی وفات کے وقت آپ کے بچے بہت چھوٹے تھے ان کی پرورش اور دیکھ بھال حضرت مجدد الف الثانیؒ نے کی۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا مزار دہلی میں بیرون شہر، اجمیری دروازے کی طرف قدم رسول ﷺ کے قریب ہے۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ میری قبر پر گنبد نہ بنایا جائے اس لئے ایک بلند چبوترہ بنا دیا گیا ہے۔ اس چبوترے پر سخت گرمی میں بھی پیر رکھنے سے تکلیف و حرارت محسوس نہیں ہوتی۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی اولاد:

حضرت امام ربانی مجدد الف الثانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے مجھ سے فرمایا کہ بدن میں کمزوری کا غلبہ ہوتا جا رہا ہے اور امید حیات کم ہو رہی ہے۔ پس تم میرے بیٹوں کا خیال رکھنا۔ پھر آپ نے اپنے صاحبزادوں کو طلب فرمایا۔ دونوں بیٹے خواجہ عبیداللہؒ اور خواجہ عبداللہؒ خادماؤں کی گود میں تھے۔ میں نے دل و جان سے اس ذمہ داری کو قبول کیا اور مخدوم زادوں پر توجہ کی گئی یہاں تک کہ توجہ کا اثر ظاہر ہوا۔

حضرت خواجہ عبید اللہؒ

آپ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کی پیدائش ربیع الاول ۱۰۱۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا نام حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ کے نام پر رکھا گیا۔ آپ نے علم ظاہری کی تکمیل کی۔ آپ علم التاریخ اور علم الانساب کے ماہر تھے۔ تصوف میں آپ نے سلوک کی منازل مکمل کیں تھیں۔ اخلاق حسنہ میں آپ اپنے بزرگوں کے طریقہ پر تھے۔ آپ خلوت اور گمنامی پسند کرتے تھے۔ آپ کو مطالع کتب کا بہت شوق تھا اور آپ تصنیفات میں مشغول رہتے تھے۔ "تذکرہ مشائخ" تقریباً ایک لاکھ اشعار میں آپ نے تصنیف کیا۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی تصنیفات ہیں۔

حضرت خواجہ عبد اللہؒ :

آپ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی پیدائش ۶/رجب المرجب ۱۰۱۰ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے بڑے بھائی سے چار ماہ چھوٹے تھے۔ آپ کی ماں دوسری خاتون تھیں۔ آپ سیرت وصورت اور زہد میں اپنے والد گرامی سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ آپ نے قرآن کریم حفظ کیا، علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل فرمائی۔ آپ درسی کتب کا پوری مہارت سے درس دیا کرتے تھے۔ علم تصوف پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ آپ علم کی باریکیوں اور گہرائیوں کو بہت مہارت سے بیان فرماتے تھے۔ آپ نے عربی اور فارسی میں تصانیف لکھی ہیں۔ آپ کے اشعار بہت پُر اثر ہوتے تھے۔ علم طریقت کی تعلیم آپ نے حضرت مجدد الف الثانیؒ سے حاصل کی۔ آپ نے دہلی سے سرہند کا سفر پیدل کیا۔ آپ نے علم الکلام پر بھی تصنیف لکھی ہے۔

حضرت مجددؒ نے فرمایا! آپ طریقت میں محمدی المشرب ہیں اور محبوبین میں سے ہیں۔

23.1 ۔ شیخ تاج الدین سنبھلیؒ

شیخ تاج الدین سنبھلیؒ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کے والدگرامی کا نام سلطان عثمانی سنبھلیؒ تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت شیخ اللہ بخشؒ سے حاصل کی جو حضرت میر سید علی قوام جونپوریؒ کے مرید تھے اوران سے خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد آپ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی صحبت میں حاضر ہوئے۔ حضرت کی مختلف تربیتوں سے مرتبہ کمال وتکمیل تک پہنچے۔ آپ ہند کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں۔ آپ کا کلام نہایت شیرین اوراثر پذیر ہوتا تھا۔ آپ اپنے مرشد سے اسرار دریافت کرنے میں سب سے زیادہ دلیر تھے۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے آپ کو اپنی خلافت عطا فرمائی اورآپ کو اپنے وطن سنبھل کی طرف رخصت کیا۔ آپ کی ذات اورنظر میں ایسا اثر پیدا ہوا کہ جس شخص کو آپ طریقہ ذکر کی تلقین کرتے اس پر جذبات اور کیفیات کا غلبہ ہو جاتا تھا اور اس سے ادارت اوراحوال ظاہر ہونے لگتے تھے۔

آپ نے ۱۰۴۶ھ میں نوے سال کی عمر میں بیت اللہ شریف کے قریب ایک زمین خریدی اوروہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ خلوت پسند تھے، آنے جانے والوں سے بقدر ضرورت ملتے تھے۔ آپ نے حضرات خواجگان کی بعض کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا۔ بعض علماء ظاہر کہتے ہیں کہ پیری مریدی بدعت ہے، آپ نے اس کا رد لکھا اور تعلیم اذکار میں بھی آپ کا ایک مدلل رسالہ ہے۔

آپ نے ننانوے سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں بروز ہفتہ بوقت عشاء ۲۲/ربیع الاول ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء میں وفات فرمائی۔ آپ کا مزار مکہ مکرمہ کے ایک باغ میں ہے۔

آپ کی تصنیفات:

۱۔ رسالہ فی سلوک خلاصۃ السادات نقشبندیہ (عربی)

۲۔ رسالہ پیری ومریدی

۳۔ ترجمہ رشحات عین الحیات (عربی)

۴۔ ترجمہ نفحات الانس (عربی)

۵۔ ترجمہ رسالہ عرفانی (عربی)

23.2 ۔ خواجہ حسام الدین احمدؒ

آپ حضرت باقی باللہؒ کے مخلص اور محبوب خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کی پیدائش ۹۷۷ھ/۱۵۷۰ء میں بدخشاں کے ایک قصبہ قندوز میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت حسن بصریؒ سے ملتا ہے اور دوسری طرف سے امام زاہد مصنف تفسیر زاہدیؒ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد قاضی نظام الدین بدخشانیؒ اکابر علماء میں سے تھے اور مولانا سعید ترکستانی اور مولانا احمد جندی کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کے والد ۹۸۱ھ میں ہندوستان آئے اور اکبر بادشاہ کے دربار سے منسلک ہوئے۔ آپ کی کمسنی میں آپ کے والد کا انتقال ہوگیا۔ آپ حضرت حاجی رمزیؒ کی صحبت میں رہے اور سند اجازتِ مصافحہ نبوی ﷺ حاصل کی۔ آپ کا دل ہمیشہ فقراء کی صحبت کی طرف مائل رہتا تھا۔ آپ کی طبیعت حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی طرف مائل ہوگئی۔ حضرت خواجہؒ کی صحبت میں رہ کر آپ نے توجہات عالیات اور برکات حاصل کیں۔ آپ شیخ مبارک ناگوریؒ کے داماد تھے۔ شیخ ابوالفضل اور شیخ فیضی کی ہمشیرہ آپ کے عقد میں تھیں۔ آپ سرکاری منصب داری کے زمانے میں مرزا عبدالرحیم خان خانان کے ساتھ دکن کی مہم پر گئے، اس دوران آپ کی فقراء سے ملاقاتیں رہیں جس کی بدولت محبت الٰہی کے جذبہ نے غلبہ کیا اور آپ نے ترک دنیا کا عزم کرلیا۔

حضرت خواجہ حسام الدین احمدؒ فرماتے ہیں کہ میں لاہور میں تھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ حضرت باقی باللہؒ گھوڑے پر سوار ہیں اور ایک جم غفیر آپ کی خدمت کے لئے دوڑ رہا ہے، لوگ ہر طرف سے آپ کو کہہ رہے ہیں کہ یہ بزرگ وقت کے قطب ہیں۔ اس خواب کے بعد میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کی تمنا کی۔ آپ نے معذرت کر لی، میں زاروقطار رونے لگا کہ لوگ جمع ہوگئے۔ تمام درویش اور صوفی مجھے دیکھ کر رونے لگے۔ اسی گریہ کے دوران میں کہتا تھا کہ یہ کیسا انداز ہے کہ خود ہی مجھے دکھاتے ہیں اور میرا دل چھین لیتے ہیں اور اب عذر کر رہے ہیں۔ میں کیا کروں کہاں جاؤں۔ میرے یہ الفاظ اللہ تعالیٰ نے حضرتؒ تک پہنچا دیئے آپ نے تبسم فرمایا اور مجھ کو طلب کیا۔ مجھے بیعت کر کے ذکر کی تلقین فرمائی اور جذب کا القاء کیا۔ آپ اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ حسام الدین احمدؒ نے اپنے شیخ کی مرض موت میں بہت خدمت کی۔ ان کی تجہیز وتکفین کی سعادت بھی آپ کو حاصل ہوئی۔ آپ اپنے شیخ کی وفات کے بعد ان کی گدی پر جانشین ہوئے۔ آپ کی وفات صفر المظفر ۱۰۴۳ھ/ ۷/اگست ۱۶۳۳ء میں ہوئی اور اکبر آباد میں مدفون ہوئے اور کچھ مدت بعد آپ کو وہاں سے دہلی منتقل کر دیا گیا۔ آپ کا مزار آپ کے شیخ کے مزار کے قریب ہے۔

23.3 ۔ شیخ اللہ داد دہلویؒ

آپ حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلفاء میں تھے۔ حضرت خواجہؒ کے ماوراءالنہر کے سفر سے پہلے آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے ادارت کی سعادت حاصل کی، ذکر و مراقبہ کی تعلیم لی لیکن سفر میں حضرتؒ کے ساتھ نہ جا سکے اور لوگ جو سفر میں ساتھ نہ جا سکے تھے حضرتؒ نے ان کو آپ کی صحبت میں رہنے کا حکم دیا۔ آپ خانقاہ معلیٰ میں اپنے شیخ کی جگہ پر بیٹھ کر لوگوں کو تعلیم دیتے تھے۔ آپ کی بے خودی اور وارفتگی کی کیفیات حاضرین کے مشاہدے میں آتی تھیں۔

آپ کی وفات رمضان المبارک ۱۰۴۹ھ / جنوری ۱۶۳۹ء میں ہوئی اور اپنے مرشد کے مغربی جانب مدفون ہوئے۔

24 ۔ امام ربانی مجدد الف الثانی شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ

حضرت مجدد الف ثانیؒ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ بروز جمعہ بمطابق ۲۶ جون ۱۵۶۴ء کو ہندوستان کے مقام سرہند میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کا نام احمد تھا اور لقب بدر الدین تھا۔ آپؒ کی کنیت ابو برکات اور عرف امام ربانی تھا، آپؒ حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد میں ۳۱ ویں واسطے سے تھے اس لئے فاروقی کہلائے۔ پندرہویں پشت میں شیخ شہاب الدین فرح شاہ کابلی سب سے پہلے برصغیر تشریف لائے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کا سلسلہ نسب بھی ان سے ملتا ہے۔

آپ کا شجرہ نسب: شیخ احمد بن شیخ عبد الاحد بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبد الحئی بن شیخ محمد بن شیخ حبیب اللہ بن شیخ رفیع الدین بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف بن شیخ اسحاق بن شیخ عبد اللہ بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین (فرخ شاہ) بن شیخ نصیر الدین بن شیخ محمود بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبد اللہ (واعظ الاصغر) بن شیخ عبد اللہ (واعظ الاکبر) بن شیخ ابوالفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن شیخ عبد اللہ بن امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ۔

آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد گرامی نے ایک خواب دیکھا تھا کہ تمام جہاں میں ظلمت پھیل گئی ہے۔ سور، ریچھ اور بندر لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں ان کے سینے سے ایک نور نکلا اور اس میں ایک تخت ظاہر ہوا جس پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور اس کے سامنے ظالموں اور ملحدوں کو بکروں کی طرح ذبح کیا جا رہا ہے۔ کوئی بلند آواز میں کہتا ہے:

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً O

(سورۃ بنی اسرائیل ۔ ۸۱)

کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے کے لئے ہے۔

شیخ عبد الاحدؒ نے اپنے اس خواب کی تعبیر حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جس کے ذریعہ ظلمت والحاد و بدعت کا خاتمہ ہوگا۔

(تاریخ مشائخ نقشبند)

سرہندشہر :

حضرت مجددالف ثانیؒ کے جدامجد شیخ رفیع الدین حضرت جلال الدین بخاریؒ المعروف مخدوم جہانیاں کے خلیفہ تھے۔ یہ آپ کے خاندان کے پہلے شخص تھے جو ہندوستان تشریف لائے اور سرہند شہر کی بنیاد ڈالی۔ اس کی کیفیت اس طرح ہے کہ اس جگہ ایک جنگل تھا جو جنگلی جانوروں سے بھرا ہوا تھا۔ اس جنگل کا نام ہندی میں سہدند (سہ بمعنی شیر، دند بمعنی جنگل) یعنی شیروں کے رہنے کی جگہ۔ اس کے آس پاس کوئی آبادی نہیں تھی قریب ترین شہر '' سامانہ '' تھا جو ۲۴ میل کے فاصلہ پر تھا۔ حضرت جلال الدین بخاری المعروف مخدوم جہانیاںؒ (اس کتاب کے مؤلف کے جدِ امجد ہیں) جو کہ سلطان فیروز شاہ تغلق کے بھی مرشد تھے اوچ میں رہا کرتے تھے۔ لوگ ان کے پاس وہاں جا کے ملاقات کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے حضرت مخدوم جہانیاںؒ سے درخواست کی کہ آپ دہلی آ کر سلطان سے کہیں کہ یہاں ایک شہر آباد کر دے۔ حضرت مخدوم جہانیاںؒ دہلی تشریف لائے اور سلطان فیروز شاہ تغلق سے یہ شہر بسانے کو کہا۔ اس نے اسے ان کا حکم سمجھ کر فوراً تعمیل کی اور کام شروع کروادیا۔ حضرت رفیع الدین کے بڑے بھائی خواجہ فتح اللہ بادشاہ کے وزیر تھے ان کو اس کام کی ذمہ داری دی گئی۔ وہ دو ہزار مزدوروں کے ساتھ عمارت کی تعمیر میں مشغول ہو گئے۔ پہلے قلعہ کی بنیاد ۷۶۰ھ میں ایک ٹیلہ پر رکھی جہاں جنگل تھا۔ مگر ہر روز جو دیوار تیار ہوتی وہ دوسرے دن گری ہوئی ملتی۔ اس بات کی اطلاع حضرت مخدوم جہانیاںؒ کو دی گئی تو انہوں نے خواجہ فتح اللہ کے بھائی شیخ رفیع الدین جو اس وقت سنام میں تھے بلوایا اور ان سے کہا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اس کی بنیاد رکھیں اور اس شہر میں سکونت اختیار کریں۔ حضرت شیخ رفیع الدین اس جگہ آئے اور عمارت کی بنیاد رکھی تو مکاشفہ سے انہیں معلوم ہوا کہ بادشاہ کے لوگوں نے ایک اللہ کے ولی کو زبردستی مزدوروں میں شامل کیا ہوا ہے اور ان سے کام لے رہے ہیں۔ وہ مجبوراً دن بھر کام کرتے لیکن رات کو توجہ ڈال کر دیوار گرادیتے تھے۔ حضرت رفیع الدینؒ نے معلوم کیا تو پتہ چلا کے وہ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندرؒ تھے۔ آپ نے ان کو بہت عزت واکرام سے اس زبردستی کی مزدوری سے نجات دلائی تو قلعہ کی تعمیر آگے بڑھ کر مکمل ہوئی۔ شیخ رفیع الدین وہیں سکونت پذیر ہوئے اور وفات تک وہیں رہے۔ وہیں قلعہ کے پاس ہی آپ کا مزار ہے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت مجددالف الثانیؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مخدوم عبدالاحدؒ سے اور سرہند کے دوسرے علماء سے حاصل کی۔ آپؒ کے والد ماجد حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کے مرید تھے اور ان کے بیٹے شیخ رکن الدین (متوفی ۹۸۳ھ) سے سلسلہ قادریہ و چشتیہ میں خلافت حاصل کی تھی۔ شیخ عبدالاحدؒ نے شاہ کمال کیتھلیؒ سے بھی سلسلہ قادریہ کا فیض حاصل کیا تھا۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ نے اپنی تعلیم کا آغاز اپنے گھر سے کیا۔ جلد ہی قرآن مجید حفظ کرلیا اور درسیات کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے ہر اس مرکز پر حاضری دی جہاں سے علم کے حصول کی امید کی جا سکتی تھی۔ حدیث میں حضرت مجدد الف الثانیؒ کے استاد شیخ یعقوب صرفی کشمیریؒ تھے۔ ان کے علاوہ حضرت مجددؒ نے حضرت کمال کشمیریؒ، حضرت یعقوب کشمیریؒ اور بہلول بدخشیؒ سے بھی علم حاصل کیا۔ تصوف کی کتابوں میں آپؒ نے شیخ ابن عربیؒ کی کتاب " فصوص الحکم " اور حضرت شہاب الدین سہروردیؒ کی کتاب " عوارف المعارف " کا مطالعہ کیا۔ آپؒ کے اندر بے پناہ خداداد صلاحیتیں تھیں۔ آپؒ پہلے ابن عربیؒ کے نظریہ واحدالوجود کے قائل تھے لیکن بعد میں آپؒ نظریہ واحدالشہود کے قائل ہو گئے۔ آپؒ نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپؒ نے کچھ عرصہ الہ آباد میں بھی گزارا وہاں آپ کو ابوالفضل اور فیضی سے کئی بار ملنے کا موقعہ ملا۔

ان دنوں ایک کتاب " مجالس المومنین " کا بہت تذکرہ تھا اس میں اہل سنت کے عقائد پر بھرپور تنقید کی گئی تھی۔ دربار مغلیہ کے بعض اراکین اس مہم کے سرپرست تھے۔ حضرت مجددؒ سے یہ منظر دیکھا نہ گیا اس وقت آپ کی جوانی کا دور تھا اور فاروقی خون نے جوش مارا اس لئے ایک رسالہ " ردشیعہ " تحریر کر دیا جس پر عوام سے ہی نہیں دربار شاہی سے بھی ردعمل آیا مگر آپ بالکل نہیں گھبرائے۔ اس کے بعد آپ نے رسالی تہلیلیہ اور رسالہ اثبات النبوۃ تحریر کئے۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ چاروں سلاسل سے نسبت رکھتے ہیں:

۱۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ:

امام ربانی شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف الثانیؒ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلویؒ کے مرید تھے۔ وہ خواجہ محمد خواجگی امکنگیؒ کے خلیفہ تھے، وہ شیخ محمد درویشؒ کے مرید تھے، وہ حضرت خواجہ محمد زاہدؒ کے، وہ خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے اور وہ مولانا یعقوب چرخیؒ کے، وہ خواجہ علاءالدین عطار کے اور وہ خلیفہ الراستین حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند بخاریؒ کے مرید تھے۔

۲۔ سلسلہ عالیہ قادریہ:

حضرت مجدد الف الثانیؒ حضرت شاہ اسمٰعیل کیتھلیؒ کے مرید تھے۔ وہ اپنے والد شاہ کمال کیتھلیؒ کے، وہ شاہ فضیلؒ کے مرید تھے، وہ شاہ کدائی رحمانؒ کے، وہ شیخ ابوالحسنؒ کے، وہ سید رحمانؒ کے، وہ شیخ المومنین شمس الدین صحرائیؒ کے،

وہ شاہ عقیل ؒ کے، وہ سید بہاء الدین ؒ کے، وہ حضرت سید عبد الوہاب ؒ کے، وہ حضرت سید شرف الدین ؒ کے، وہ قطب الافاق سید عبد الرزاق ؒ کے مرید تھے وہ اپنے والد گرامی حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے مرید تھے۔

۳۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ:

حضرت مجدد الف الثانی ؒ نے شیخ عبد الاحد ؒ سے بیعت کی۔ وہ شیخ المشائخ رکن الدین چشتی ؒ کے مرید تھے، وہ شیخ عبد القدوس گنگوہی ؒ کے، وہ شیخ محمد عارف ؒ کے، وہ شیخ احمد عبد الحق ردوالی ؒ کے، وہ شیخ جلال الدین پانی پتی ؒ کے، وہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی ؒ ، وہ شیخ علاء الدین احمد صابر کلیری ؒ کے، اور وہ شیخ فرید الدین گنج شکر ؒ کے، وہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی ؒ کے اور وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ؒ کے خلیفہ تھے۔

۴۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ:

حضرت مجدد الف الثانی ؒ شیخ عبد الواحد ؒ کے مرید تھے، وہ شیخ رکن الدین گنگوہی ؒ کے، وہ شیخ عبد القدوس گنگوہی ؒ کے، وہ شیخ محمد درویش ؒ کے وہ شیخ بڈھن بہرائچی ؒ کے، وہ سید اجمل ؒ کے، وہ سید مخدوم جہانیان جلال الدین بخاری اوچی ؒ کے، وہ شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتانی ؒ کے، وہ شیخ صدر الدین عارف ؒ کے مرید تھے، وہ قطب المشائخ بہاء الدین زکریہ ملتانی ؒ کے مرید تھے اور وہ شیخ الشیوخ حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی ؒ کے مرید تھے۔

حضرت مجدد الف الثانی ؒ پہلے طریقہ قادریہ میں کمال رکھتے تھے اس کے بعد اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبد الاحد چشتی ؒ سے طریقہ چشتیہ اور صابریہ اخذ کیا پھر والد سے سلسلہ سہروردیہ اور قادریہ میں بھی اجازت حاصل کی۔ اپنے استاد حضرت یعقوب کشمیری ؒ سے طریقہ کبرویہ میں اجازت و خلافت حاصل کی۔ اپنے والد کے وصال (۱۰۰۷ھ) کے بعد حج کی سعادت اور حرمین کی زیارت کا شوق دامن گیر ہوا تو آپ ؒ ربیع الاول ۱۰۰۸ھ میں حرمین شریفین جاتے ہوئے دہلی رکے۔ وہاں آپ ؒ کی ملاقات حضرت مولانا حسن کشمیری ؒ سے ہوئی جو عارف باللہ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی ؒ کے مرید تھے۔ انہوں نے حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ کے کمالات اور طریقت نقشبندیہ کے فضائل کا ذکر کیا تو آپ ؒ حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ ؒ کی خواہش پر دو ہفتہ کی مہمانی قبول کر لی ابھی دو دن بھی نہ گزرے تھے کہ آپ کی

قلبی کیفیت بدل گئی اور حضرت خواجہ کے دستِ حق پرست پر بیعت سے (۱۵۹۹ء میں) مشرف ہوئے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ بغیر استخارے کے کسی کو بیعت نہیں کرتے تھے۔ حضرت خواجہ ؒ نے آپ کو فوراً بیعت کرلیا اور خلوت میں لے جا کر توجہ شروع کردی۔ بہت ہی مختصر عرصہ میں طریقت کی بہت سی منازل طے کرلیں۔ آپ ؒ کی علمی قابلیت، روحانی بلندی اور حوصلہ کے حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ بھی قائل ہوگئے۔ ایک خط میں آپ ؒ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

" شیخ احمد سرہند کے رہنے والے ایک صاحب ہیں جن کا علم کثیر اور عمل قوی ہے۔ اس فقیر نے کچھ روز ان کے ساتھ گزارے ہیں۔ ان کی صحبت میں بہت سی عجیب وغریب چیزوں کا مشاہدہ ہوا وہ ایسی ہستی ہیں کہ جن کے چراغ کی روشنی سے کئی جہاں منور ہو سکتے ہیں۔" (زبدۃ المقامات ۔ از مولانا ہاشم کشمی ؒ)

حضرت مجدد الف الثانی ؒ خود اپنے ابتدائی حالات ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

فقیر کے دل میں جب اس راہ کی طلب پیدا ہوئی تو اللہ پاک کی عنایت سے میری راہبری، حقیقت سے آگاہی اس طریقہ کے راہنما یعنی وہ طریقہ جس کی ابتداء ہی میں انتہائی مقامات حاصل ہوجاتے ہیں۔ اس راستے کے والی جو ولایت تک پہنچادیتے ہیں الشیخ محمد الباقی قدس سرہٗ کی خدمت میں مجھے پہنچادیا گیا۔ یہ خانوادۂ نقشبندیہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ انہوں نے فقیر کو ذکر اسم ذات کی تعلیم دی اور طریقِ محمود کے مطابق توجہ دی جس سے میرے دل کو بڑی لذت حاصل ہوئی اور کمال شوق سے مجھ پر گریہ طاری ہوگیا۔ ایک روز کے بعد بیخودی کی کیفیت طاری ہوئی جو اکابر کے نزدیک قابل قدر چیز ہے اور جسے " غیبت " کہتے ہیں۔ اس بیخودی کے عالم میں ایک دریائے محیط دکھائی دیا جس میں دنیاوالوں کی صورتیں اور شکلیں سایہ کی طرح نظر آتی تھیں۔ یہ بیخودی آہستہ آہستہ غالب ہوتی گئی اور طول کھینچتی گئی۔ یعنی کبھی ایک پہر تک اور کبھی دو پہر تک اور کبھی ساری ساری رات چھائی رہی۔ جب میں نے یہ بات حضرت خواجہ ؒ سے عرض کی تو انہوں نے فرمایا کہ کسی قدر فنا کی کیفیت حاصل ہوگئی ہے۔ پھر آپ نے ذکر کرنے سے مجھے روک دیا اور صرف اس کا آگہی کا خیال رکھنے کے لئے کہا۔ پھر دوروز بعد مجھے فنائے مصطلح حاصل ہوئی جس کا میں نے حضرت ؒ سے ذکر کیا تو فرمایا! اپنے کام سے لگے رہو۔ اس کے بعد " فنائے فنا " حاصل ہوئی۔ جب اس کا ذکر آپ سے کیا تو فرمایا! کیا تم تمام عالم کو ایک اور متصل پاتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا! فنا میں معتبر بات یہ ہے کہ دید کے باوجود بےشعوری متصل طور پر پائی جائے۔ پھر اس رات مجھے فنائے فنا اسی طرح حاصل ہوگئی جو میں نے بیان کی اور عرض کیا کہ میں اپنے علم کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضوری سمجھتا

ہوں۔ اس کے بعد ایک نور جو تمام اشیاء کو احاطہ کئے ہوئے تھا ظاہر ہوا۔ میں نے اسے حق سبحانہٗ تعالیٰ سمجھا اور اس نور کا رنگ سیاہ تھا۔ یہ بات بھی حضرتؒ سے عرض کی تو فرمایا! حق جل شانہٗ پردۂ نور میں ظاہر (مشہود) ہوتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ انبساط اور پھیلاؤ جو اس نور میں دکھائی دیتا ہے علم میں سے ہے۔ حق تعالیٰ کی ذات کا اشیاء متعددہ کے ساتھ جو بلندی اور پستی میں واقعہ ہیں تعلق ہونے کے بعد نبسط اور پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے، اس کی بھی نفی کرنی چاہئے۔ بعد ازاں وہ پھیلا ہوا سیاہ نور کم اور تنگ ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ایک نقطہ بن گیا۔ فرمایا کہ اس نقطہ کی بھی نفی کرنی چاہئے اور مقام حیرت میں آجانا چاہئے۔ میں نے ایسا ہی کیا اور وہ نقطہ موہوم بھی درمیان سے دور ہو گیا اور میں مقام حیرت پر پہنچ گیا۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ کا شہود خود بخود ہے۔ جب میں نے عرض کیا تو فرمایا کہ یہی حضور نقشبندیہ کا حضور کہلاتا ہے اور نسبتِ نقشبندیہ اسی حضور سے مراد لی جاتی ہے۔ اسی حضور کو حضور'' بے غیبت '' کہتے ہیں اور مقام اندراج نہایت اور ہدایت اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے۔ اس طریق سے طالب کو اس نسبت کا حاصل ہونا ویسا ہی ہے جیسے کہ دوسرے سلسلوں میں طالب اذکار اور اپنے پیروں سے اخذ کرتے ہیں تا کہ ان پر عمل کر کے مقصود تک پہنچیں۔

اس فقیر کو ایسی عزیز الوجود نسبت صرف دو ماہ اور چند دن میں ابتدائی تعلیم ذکر کے بعد حاصل ہوگئی۔ نسبت کے ثابت ہونے کے بعد دوسری فنا جسے فنائے حقیقی کہتے ہیں حاصل ہوئی اس میں اس قدر وسعت پیدا ہوئی کہ عرش سے لے کر مرکز زمین تک تمام عالم میں وسعت کے مقابلہ میں رائی کے دانے کے برابر بھی معلوم نہ ہوا۔ اس کے بعد ہر ذرہ عالم کو الگ الگ اپنا عین دیکھا اور خود کو ان سب کا عین پایا۔ یہاں تک کہ تمام عالم کو ایک ذرہ میں گم پایا پھر تو خود کو اور ہر ذرے کو اس قدر پھیلا ہوا اور وسیع پایا کہ تمام عالم بلکہ اس کے المضاعف بھی اس میں سما جائے اور خود کو اور ہر ذرہ کو ایک بسیط نور پایا جو ہر ذرہ میں پھیلا ہوا تھا اور تمام عالم کی صورتیں اور شکلیں اس نور میں مضمحل ہو کر لاشئی ہوگئی تھیں۔ اس کے بعد خود کو اور ایک ذرہ کو تمام عالم کا مقوّم پایا۔

جب میں نے یہ کیفیات حضرت خواجہؒ سے عرض کیں تو حضرت نے فرمایا کہ توحید میں حق الیقین کا مقام یہی ہے اور اس مقام کو جمع الجمع بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد کی صورتیں اور شکلیں جن کو میں پہلے حق پاتا تھا اب موہوم معلوم ہونے لگیں۔ اسی طرح ہر ذرہ جس کو میں حق پاتا تھا اب بلا کسی تفاوت اور تغیر کے وہ ذرہ موہوم معلوم ہونے لگا۔ اب نہایت حیرت ہوئی اور اسی حیرت کے عالم میں '' فصوص الحکم '' (شیخ محی الدین ابن عربیؒ کی تصنیف ہے) کی وہ عبارت جو والد بزرگوار سے سنی تھی یاد آئی یعنی '' اگر تو چاہے تو عالم کو ایک وجہ سے خلق کہہ سکتا ہے اور اگر تو چاہے تو ان دونوں میں تمیز نہ ہونے کی وجہ سے

حیرت کہہ سکتا ہے''۔ اس عبارت سے بہرحال میرے اضطراب کو تسکین حاصل ہوئی۔

اس کے بعد حضرت خواجہ ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارا حضور ابھی صاف نہیں ہوا۔ اپنے کام میں مصروف رہو تا کہ موجود کی تمیز، موہوم سے ظاہر ہو جائے۔ پھر میں نے فصوص الحکم کی وہ عبارت پڑھی جو عدم تمیز کا مظہر تھی تو انہوں نے فرمایا کہ شیخ ابن عربی ؒ نے کامل کا حاصل بیان نہیں کیا۔ عدم تمیز کی نسبت تو بعض سالکین کو بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر میں ان کے حکم کے مطابق اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ اللہ پاک نے حضرت خواجہ ؒ کی توجہ سے صرف دو دن میں موجود اور موہوم میں تمیز ظاہر کر دی اور میں موجود حقیقی کو موہوم خیال سے ممتاز کر سکا اور وہ صفات، افعال اور آثار جو موہوم سے ظاہر ہوتے ہیں میں نے حق سبحانہٗ سے ظاہر پایا اور ان افعال اور صفات کو بھی موہوم محض جانا اور باہر صرف ایک ذات کے علاوہ کسی کو بھی نہ دیکھا۔ جب میں نے یہ حالت حضرت خواجہ ؒ کی خدمت میں عرض کی تو انہوں نے فرمایا کہ ''مرتبہ فوق بعد الجمع'' یہی ہے اور کوشش کی انتہا بھی یہیں تک ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ جس کے استعداد میں رکھا گیا ہے ظاہر ہو جاتا ہے اور اس مرتبے کو مشائخ طریقت نے تکمیل کا مقام کہا ہے۔

(مکتوب نمبر ۲۹۰ دفتر اول)

آپ اپنے وطن (سرہند) سے تین مرتبہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ خدمت میں حاضر ہوئے۔ پہلی مرتبہ (ربیع الثانی ۱۰۰۸ھ) حضرت خواجہ ؒ نے دولتِ کمال و تکمیل، نیز مدارجِ قرب و نہایت کی ترقی کے حصول کی خوشخبری دی۔

دوسری مرتبہ (رمضان سے ذوالقعدہ ۱۰۰۹ھ) حضرت خواجہ ؒ نے آپ کو طالبانِ حق کو ارشاد و افادہ کی اجازت دے دی اور خلافت کی خلعت عنایت فرما دی اور منتخب اصحاب کی ایک جماعت آپ کے ہمراہ کر دی اور ان کی تربیت آپ کے حوالے کر دی۔

تیسری مرتبہ (وفات سے چند ماہ پہلے ۱۰۱۲ھ میں) جب آپ حضرت خواجہ ؒ کی خدمت میں پہنچے اور حضرت نے آپ کے آنے کی خبر سنی تو پا پیادہ آپ کے استقبال کے لئے قلعہ فیروزی سے جو حضرت کا مسکن تھا، کابلی دروزے تک پہنچے اور بہت عزت و احترام کے ساتھ آپ کو اپنے ہمراہ لے کر آئے۔ پھر جب مجلس منعقد ہوئی تو حضرت خواجہ ؒ نے آپ سے ایک سوال پوچھا کہ سید الطائفہ (حضرت جنید بغدادی ؒ) نے کہا ہے کہ اگر ہم سے حضرت ابو سعید خراز ؒ والے مسلک کا مطالبہ کیا جائے (یعنی ان جیسا عمل) تو ہم ہلاک ہو جائیں۔ ان کا مسلک دوام آگاہی کا تھا کہ وہ چمڑا سیتے وقت دو ٹانکوں کے درمیانی وقت میں بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے تھے۔ آخر وقت میں جب حضرت ابو سعید خراز ؒ سے دریافت کیا گیا

کہ آپ کی کیا آرزو ہے تو انہوں نے کہا کہ میں اپنی غفلت پر حسرت کرتا ہوں۔ (یعنی دو ٹانکوں کے درمیان بھی ذکر الٰہی سے غافل نہ ہوئے پھر بھی وہ آخری وقت میں اپنی غفلت پر افسوس کر رہے تھے) تو یہ مختلف باتیں کیونکر صحیح ہونگی۔ حضرت مجددؒ نے جواب میں عرض کیا کہ حضرت خرازؒ کی آرزو (ظاہر و باطن دونوں میں) مکمل حضوری سے عبادت تھی۔ وہ اس کے سوا کو غفلت سمجھتے تھے کیونکہ ایسا حضور دوامی ممکن نہیں تھا اس لئے وہ افسوس کر رہے تھے۔ وہ جو کہا گیا کہ وہ دو ٹانکوں کے درمیان ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہوتے تھے تو اس میں صرف حضورِ باطنی ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے حضرت مجددؒ کا اس قدر احترام واکرام کیا کے اپنی جگہ سے اٹھتے وقت آپ کے سامنے سے الٹے پاؤں واپس جاتے تھے کہ کہیں آپ کی طرف پیٹھ نہ ہو جائے۔ راستہ چلتے وقت بھی اس بات کا خیال رکھتے تھے۔ مریدین اور حاضرین کو بھی یہی حکم دیتے تھے۔ انہوں نے اپنے بعد تمام مریدوں کو آپ کے حوالے کر دیا تھا۔ خطاب وارشاد کا کام بھی آپ کے سپرد کر دیا اور اپنے بیٹوں کی ذمہ داری بھی حضرت مجددؒ کو سونپ دی۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے ارشاد کے مطابق آپ سرہند تشریف لائے اور طالبانِ حق کی تربیت میں مشغول ہو گئے۔

آپؒ مکتوب نمبر ۲۹۰ میں مزید لکھتے ہیں۔

حضرت خواجہؒ نے جب مجھے کامل اور مکمل جان کر تعلیمِ طریقہ کی اجازت عطا فرمادی اور طالبانِ حق کی ایک جماعت میرے حوالے کر دی تو مجھے اس وقت اپنے کمال وتکمیل میں تردّد تھا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اس راہ میں تردّد نہیں چاہئے کہ اس سے مشائخ کے کمال میں تردّد لازم آتا ہے۔ پس میں نے حکم کے مطابق تعلیم طریقہ شروع کر دی اور طالبانِ حق کو برسوں کا کام گھڑیوں میں پورا ہوتا ظاہر ہونے لگا۔ لیکن اسی دوران مجھے اپنی نسبت میں کمی ہوتی محسوس ہوئی تو میں نے ان لوگوں سے جو میرے اردگرد رہتے تھے اپنی اس کمی کا ذکر کیا اور ان سے رخصت چاہی تو وہ لوگ میری اس بات کو تواضع اور انکساری سمجھنے لگے اور جو کچھ انہیں حاصل ہوا تھا اس سے برگشتہ نہ ہوئے پھر اللہ پاک کا کرم ہوا اور تھوڑی مدت میں مجھے وہ احوال حاصل ہو گئے جن کا مجھے انتظار تھا۔

امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ کو اللہ تعالیٰ نے مقام قیومیت عطا فرمایا تھا۔ ایک روز آپ نماز ظہر کے بعد مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک آپ کے اوپر ایک خلعتِ نورانی پائی گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ خلعت تمام ممکنات کی قیومیت کی ہے۔ جو خاتم نبوت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی وراثت اور اتباع کرنے پر عطا ہوئی ہے۔ اتنے میں حضرت سید المرسلین ﷺ تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے آپ کے سر پر دستار باندھی اور منصب قیومیت کی مبارک بادی۔

قیومیت کی کیفیت حضرت امام ربانیؒ کے مکتوبات (دفتر سوم، مکتوب نمبر ۷۹ اور ۸۰) میں درج ہے۔ واضح رہے کہ بروز پیر ۲۷/رمضان المبارک ۱۰۱۰ھ کو آپؒ کو خلعتِ قیومیت عطا ہوئی۔

روضۃ القیومیہ اور دیگر کتب میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جنگل میں مراقب تھے کہ یکا یک آسمان سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے تمام عالم منور ہو گیا اور آپ کو القاء ہوا کہ یہ نور ایک صاحب عزیز کا ہے جو پانچ سو سال بعد ظاہر ہوگا۔ جب تمام عالم میں شرک و بدعت پھیل جائے گی وہ دنیا سے شرک والحاد ہو مٹا دے گا۔ دین اسلام کی تجدید کر کے دین کو تازگی بخشے گا۔ اس کے فرزند بارگاہ احدیت کے صدر نشین ہوں گے۔

اس واقعہ کے مشاہدے کے بعد حضرت غوث الاعظمؒ نے اپنے خرقہ خاص کو اپنے کمالات سے تر کر کے اپنے صاحبزادے تاج الدین عبدالرزاقؒ کے حوالے کر کے ارشاد فرمایا!

"یہ خرقہ ہماری نسل سے سلسلہ بسلسلہ اُس بزرگ کو پہنچانا ہے"

چنانچہ آپ کی اولاد میں وہ خرقہ ایک کے بعد دوسرے کے سپرد ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ ۱۰۱۳ھ میں حضرت غوث الاعظمؒ کی نسل میں سید شاہ سکندر قادریؒ نے حضرت غوث الاعظمؒ کے حکم کے مطابق وہ خرقہ حضرت مجدد الف الثانی شیخ احمد سرہندیؒ کی خدمت میں پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

قیومیت کے دوسرے سال شاہ سکندر قادریؒ جو شاہ کمال کیتھلیؒ کے پوتے اور خلیفہ تھے کیتھل سے حضرت مجدد الف الثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا خرقہ (Long coat) جو ان کے سلسلہ میں بطور امانت چلا آ رہا تھا آپ کے کندھے پر رکھ دیا۔ آپ اس وقت اپنے مصاحب کے ساتھ مراقبہ میں مصروف تھے۔ جب آپ نے آنکھ کھولی تو حضرت شاہ صاحبؒ کو دیکھ کر تواضع میں کھڑے ہو کر ان سے معانقہ کیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے کہا کہ مجھے اس معاملہ میں میرے دادا شاہ کاملؒ نے حکم دیا ہے کہ یہ خرقہ فلاں (یعنی آپ کو) پہنچا دوں۔ اگرچہ ایسے متبرک خرقہ کو گھر سے نکال کر کسی اور کو دینا میرے لئے مشکل تھا۔ لیکن جب مجھے تاکیدی حکم ملا تو مجھے اس کی تعمیل کرنی پڑی۔ حضرت مجددؒ نے وہ خرقہ لے لیا۔ آپ اس کو پہن کر گھر کے اندر تشریف لے گئے کچھ دیر بعد جو نکلے تو اپنے احباب سے فرمایا کہ اس خرقہ کو پہننے کے بعد میرے ساتھ عجیب معاملہ پیش آیا۔ جب میں نے اس پہنا تو حضرت شیخ الجن والانس عبدالقادر جیلانیؒ اور ان کے تمام خلفاء حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ تک حاضر ہوئے۔ حضرت غوث اعظمؒ نے میرے دل کو اپنے تصرف میں لے لیا اور خاص نسبتوں کے انوار و اسرار سے منور کر دیا۔ ان انوارات کے غلبہ میں میرے دل میں یہ بات

آئی کہ میں تو اکابر نقشبندیہ کا تربیت یافتہ ہوں۔ پھر یہ صورت پیش آئی کہ اس خیال کے آتے ہی مشائخ سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے لے کر حضرت خواجہ باقی باللہؒ تک سب حاضر ہوگئے اور دونوں طرف کے مشائخ میں گفتگو شروع ہوگئی۔ اکابر نقشبندیہ نے کہا کہ یہ ہمارا تربیت یافتہ ہے اور ہماری تربیت سے ذوقِ وصال وکمال کو پہنچا ہے۔ اکابر قادریہ نے کہا کہ بچپن سے ہماری نظر اس پر ہے اور ہمارے سلسلہ کی نعمتوں سے بہرہ ور ہے اور اب بھی ہمارا خرقہ پہنے ہوئے ہے۔ ابھی دونوں فریق میں گفتگو ہو رہی تھی کہ مشائخ کبرویہ ومشائخ چشتیہ کی ایک جماعت نے دونوں میں صلح کرادی۔ یعنی تمام اکابر نے آپ کو اپنا مقبول بنانے میں اتفاق کر لیا اور ہر ایک نے اپنی نسبت سے سرفراز کر دیا۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

الف ثانی کا مطلب ہے دوسرا ہزار سال۔ آنحضرت سرورِ کائنات ﷺ کے وصال کے بعد اب دوسرا ہزار سالہ دور شروع ہو چکا تھا۔ خود حضرت مجددؒ کے الفاظ میں

''یہ وہ وقت ہے جب کہ پہلی امتوں میں سے ایسے ظلمت سے بھرے ہوئے وقت میں اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتا تھا''

اس امت کے علماء کو انبیاء بنی اسرائیل کا مرتبہ دیا گیا ہے۔ اسی لئے ہر صدی کے بعد اس امت کے لئے علماء میں سے ایک مجدد مقرر کرتے ہیں۔ خاص کر ہزار سال بعد جو کہ اولوالعزم پیغمبر کے مبعوث ہونے کا وقت ہوتا ہے۔

(مکتوب ۲۳۴، دفتر اول)

ہر سو سال بعد ایک مجدد گزرا ہے لیکن سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار سال کا مجدد اور۔ جس طرح سو اور ہزار میں فرق ہے اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ فیوض و برکات میں سے جو کچھ اس مدت میں امت کو پہنچتا ہے اس کی واسطے سے پہنچتا ہے۔ خواہ وہ اس وقت کے اقطاب، اوتاد، ابدال اور نجباء ہوں اسی کی وساطت سے پہنچتے ہیں۔ (مکتوب ۴، دفتر دوم)

اس معاملہ کے باوجود جو میری پیدائش سے وابستہ کیا گیا ہے، ایک اور کارخانہ عظیم میرے سپرد کیا گیا ہے۔ مجھے محض پیری مریدی کے لئے نہیں لایا گیا ہے اور نہ میری پیدائش سے خلق کی تکمیل وارشاد مقصود ہے۔ ایک دوسرا کام اور معاملہ ہے۔ (مکتوب ۶، دفتر دوم)

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ یہاں تک فرماتے ہیں کہ متصوفین اسلام میں دو حضرات بہت زیادہ عظیم المرتبت ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت مجدد الف الثانی شیخ احمد سرہندیؒ۔ مگر میں یہ فیصلہ نہیں کرسکتا کہ ان میں سے کون برتر ہے۔ تاہم خود حضرت مجددؒ نے مکتوب ۱۲۳، دفتر سوم میں فرمایا ہے کہ

'' مجدد الف الثانیؒ اس مقام میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نائب ہیں''۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ کے سامنے اہم مسائل یہ تھے:

۱) کفر کے سامنے اسلام کی شان وشوکت ماند پڑ گئی تھی۔

۲) اسلامی تہذیب اپنا اصل تشخص گم کرنے لگی تھی، اعمال، کردار حتیٰ کہ شناخت میں بھی جھول آنے لگا تھا۔

۳) ایرانی اثرات نے اہل سنت کے مستند اور واضح اعتقاد کو متزلزل کر دیا تھا۔

۴) ویدانت کے مارے صوفیوں کی سرگرمیاں اس قدر بڑھ گئیں تھیں کہ صحابہ کرامؓ کی افضلیت سے انکار ہونے لگا تھا۔

۵) اکبر بادشاہ (جو خود مسلمان بادشاہ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا) نے نیا دین ''دین الٰہی'' کے نام سے جاری کیا تھا جس کے تحت وہ خود کو مجتہد کہتا تھا اور سورج کی تعظیم کرتا تھا۔

۶) فرعون مصر کے بعد اکبر پہلا بادشاہ تھا جو دربار میں کھلے بندوں بندوں اور درباریوں سے خود کو سجدہ کرواتا تھا۔

۷) مساجد و مزارات کی مرمت ہی نہیں بلکہ حرمت وعظمت بھی ختم ہو چکی تھی۔

۸) اکبر بادشاہ بذات خود تلک لگا کر مندروں میں اور گرجوں میں جاتا تھا اور کفار کے رسوم ادا کرتا تھا۔

۹) شریعت کی پابندی کرنے والے علماء کو سخت سزائیں دی جاتی تھیں اور شعار اسلام پر برملا طعن وتشنیع کی جاتی تھی۔

۱۰) گائے کی قربانی مکمل طور پر ممنوع اور جرم قرار دی جا چکی تھی۔

۱۱) علماءِ سوٗ اور دنیا طلب علماء بکثرت تھے جو اسلام میں ڈھیل کی اجازت دیتے تھے اور خود بھی بدعات میں مبتلا تھے۔

۱۲) بعض غلط عقائد کے لوگ جو مسند نشین ہو گئے تھے وہ مریدوں سے اپنے آپ کو سجدہ کرواتے تھے۔

۱۳) درباری ملاقات کے وقت اسلام علیکم کے بجائے اللہ اکبر کہتے اور دوسرا جواب میں جل جلالہٗ کہتا۔

۱۴) ان تمام قباحتوں اور بدعتوں کے علاوہ روافض ایک عظیم فتنہ بنے ہوئے تھے جن کو اکبر بادشاہ کے دربار میں اثر ورسوخ حاصل ہو چکا تھا۔ وہ اہل بیت اطہار کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہے تھے۔

الغرض دنیا ایک بار پھر فسق وفجور اور شرک وبدعات میں غرق ہو چکی تھی۔ یہ وہ حالات تھے جب اللہ رب العزت کی رحمت جوش میں آئی اور اپنے حبیب علیہ صلوٰۃ والسلام کے ہزار سال بعد دین حق اسلام کی مکمل تجدید وترویج کے لئے امام ربانی حضرت مجدد الف الثانی شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ کو ہزار سالہ مجدد مبعوث کیا۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے اپنے دور کی

قباحتوں، بدعتوں اور شرک کا مکمل طور پر قلع قمع کیا اور تاریخ کا رخ موڑ دیا۔

حضرت مجددؒ فرماتے ہیں! ہر شخص کے دل میں کسی نہ کسی امر کی تمنا ضرور ہوتی ہے، اس فقیر کی تمنا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے دشمنوں کے ساتھ سختی کی جائے۔ ان بدبختوں کو ذلیل کیا جائے اور ان کے جھوٹے خداؤں کی اہانت کی جائے۔ کفر سے نفرت ان اعمال سے اجتناب کا سبب بنتی ہے جو کفر کی ہمسائیگی یا برسر اقتدار قوتوں کی مرعوبیت سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ آپ نے کھلے تصادم کا راستہ نہیں اپنایا بلکہ حکومت کے اہلکاروں کو اپنی محبت کا اسیر کرلیا۔ خان اعظم، خان جہاں، شیخ فرید، مرتضٰی خان اور دیگر اہم افراد آپ کی توجہ کے مرکز رہے۔ آپؒ نے اکثر عمائدین سلطنت کو خطوط بھی لکھے۔

ایک دفعہ حضرت مجدد الف الثانیؒ آگرہ تشریف لے گئے۔ یہاں علمی مصروفیت کی وجہ سے آپ کا قیام طویل ہو گیا۔ آپ کے والد بوڑھے ہونے کے باوجود آپ کو لینے آگرہ آئے اور اپنے ساتھ واپس لے گئے۔ راستے میں تھانیسر سے گزرے وہاں کے بااثر رئیس حاجی سلطان تھانیسری نے میزبانی کی درخواست کی۔ حاجی سلطان تھانیسری ایک صاحب فضیلت انسان تھے اور علماء اور صوفیاء سے عقیدت رکھتے تھے۔ اتفاق سے حاجی سلطان صاحب نے ایک خواب دیکھا تھا جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی بیٹی کا نکاح اس سعادت مند سے کردو۔ جس کی صورت خواب میں دکھائی گئی۔ چنانچہ آپ ایسی صورت والے نوجوان کے انتظار میں تھے۔ انہوں نے جوں ہی حضرت مجددؒ کو دیکھا تو یقین ہو گیا کہ یہی وہ نوجوان ہے جس کے بارے میں خواب میں اشارہ ہوا ہے۔ حاجی صاحب نے بغیر تمہید کے حضرت مجدد کو دیکھ کے ان سے اپنی بیٹی کی شادی کی پیش کش کردی۔ حضرت مجددؒ کے والد نے یہ کہہ کر پیشکش قبول کرلی کہ کون ہے جو رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے انحراف کا خیال بھی دل میں لائے۔ چنانچہ پچیس سال کی عمر میں آپ کی شادی ہوگئی۔ حاجی سلطان تھانیسر کے رئیس تھے اس لئے انہوں نے اپنی بیٹی کو شادی کے ساتھ بہت سا سامان دیا۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ سرہند آکر الگ گھر میں بیوی کے ساتھ رہنے لگے اس گھر کے ساتھ آپ نے ایک مسجد بھی تعمیر کروائی۔ حاجی سلطان ایک دین دار آدمی تھے اکبر بادشاہ کی لادینیت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اکبر بادشاہ کے حامیوں نے ان کے خلاف اس کے کان بھرے۔ پہلے اکبر بادشاہ نے ان کو معزول کیا اس کچھ عرصہ بعد ان کو پھانسی کی سزا دے دی۔ ان کا انتقال ۲/جمادی الاخریٰ ۱۰۰۷ھ کو ہوا۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ ابھی اپنے شفیق سسر کی موت کے صدمے میں تھے کہ ۲۷/جمادی الاخریٰ ۱۰۰۷ھ کو آپ کے والد گرامی کا بھی انتقال ہو گیا۔ ان کی عمر اسی سال کی تھی۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا ۱۰۱۲ھ میں وصال ہوگیا۔ ان کے دوسال بعد اکبر بادشاہ بھی مر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا جہانگیر تخت نشین ہوا۔ اس وقت حضرت مجدد الف الثانیؒ کی عمر مبارک بیالیس سال تھی۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ اور حضرت مجدد الف الثانیؒ ہم عمر تھے۔ دونوں کا سن پیدائش ۹۷۱ھ تھا۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا وصال چالیس سال کی عمر میں ہوا اور آپؒ کے مشن کو حضرت مجدد الف الثانیؒ نے پایہ تکمیل کو پہنچایا۔ حضرت مجددؒ نے اپنی پوری زندگی دین کی خدمت کے لئے وقف کردی۔ اکبر بادشاہ اور اس کے گمراہ امراء کے کفریہ عقائد کی وجہ سے اصل دین پر چلنا لوگوں کے لئے انتہائی مشکل ہوگیا تھا۔ ہندو مذہب کی بے شمار چیزیں دین میں داخل کردی گئیں تھیں اور سرکاری طور پر ان کی حمایت کی جاتی تھی۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ نے ان کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔

اکبر بادشاہ خود ان پڑھ تھا، اس کی پالیسی یہ تھی کے ہر جائز و ناجائز طریقہ سے اپنی حکومت مضبوط کی جائے۔ اس کے لئے اس نے ذہین مشیر رکھے جن میں ہندو بھی تھے اور جو مسلمان تھے وہ بھی ہندوانہ رسوم ورواج سے متاثر تھے۔ ان لوگوں نے اکبر بادشاہ کو اسلام سے متنفر کردیا اور بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نئے نئے طریقے ایجاد کئے جس میں بادشاہ کو سجدے کرنے کو جائز اور ضروری قرار دے دیا جس کی اس وقت کے علمائے سو نے بھی حمایت کی اور ایک نئے دین کی بنیاد رکھی جو کہ اسلامی اور ہندوانہ تہذیب وثقافت کا مجموعہ تھا۔ اسلامی شعائر کا کھلے عام مذاق اڑایا جانے لگا۔ کلمہ حق کہنے والے علماء کو سرعام قتل کروادیا جاتا تھا۔ ہندو مسلمان کی آپس میں شادیوں کو رواج دیا جانے لگا۔ مسجدوں پر تالے لگا دئے گئے، اذان پر پابندی لگا دی گئی، گائے کی قربانی کو ناجائز قرار دیا گیا اور مندر کو ترقی دی گئی اور نئے مندر بنائے گئے۔ ہندوؤں کو مسجد کے سامنے گانے بجانے کی اجازت دے دی گئی۔ ختنہ کرانے اور محمد نام رکھنے پر پابندی لگا دی گئی۔ ہندوؤں پر جزیہ معاف کردیا گیا۔

حکومت بظاہر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی لیکن حکومت کا نظام ہندوؤں کے ہاتھ میں چلا گیا۔ سارے ہندوستان میں مسلمانوں کی مذہبی آزادی ختم کردی گئی۔ دین اسلام پر چلنا انتہائی مشکل بنا دیا گیا۔ اکبر کو ایک نیا فلسفہ سکھایا گیا کہ رام اور رحیم حقیقت میں ایک ہی ہیں۔ ہندومت اور اسلام کو ملانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کو اپنا تشخص بچانا مشکل ہوگیا تھا۔ حکومت کے لوگ اس کی مخالفت کرنے والے کو سختی سے کچل دیتے تھے۔ ایسے حالات میں حضرت شیخ احمد سرہندیؒ (مجدد الف الثانی) کی ایمانی قوت نے جوش مارا اور تن تنہا اس سیلاب کا مقابلہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کافرانہ نظریات کی بابانگ دھل مخالفت کی اور اس مشکل کام کا بیڑا اٹھایا۔

اکبر کی موت کے بعد جہانگیر بادشاہ بنا۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ نے بااثر علماء، صوفیاء، امراء اور فوج کے اعلیٰ عہدیداروں کو خطوط لکھے اور ان کو حالات کی سنگینی سے آگاہ کیا۔ بہت سے لوگ آپؒ کی بات سے اتفاق کرنے لگے۔ آپؒ کے مریدین اور طاقت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ جب جہانگیر کو اس بات کی خبر ملی تو اس نے کہا کہ اسی طرح اگر ان کے مریدین کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا تو ایک دن یہ میری حکومت کا تختہ الٹ دیں گے۔ اس لئے ان کو کسی طرح سے اپنے قابو میں کیا جائے۔ اس نے حضرت مجدد الف الثانیؒ کو اپنے دربار میں بلایا اور دربار میں سجدہ تعظیمی کرنے کو کہا۔ آپ نے انکار کردیا۔ کہا گیا کہ داخل ہوتے وقت ذرا سا سر جھکالیں اسے سجدہ سمجھ لیا جائے گا مگر آپ نے ایسا کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ کوشش کی گئی کہ ایک چھوٹے سے دروازے سے اندر آنے کو کہا جائے تاکہ دروازے کی بناوٹ کی وجہ سے مجبور ہو کر سر نیچا کرنا پڑے مگر آپؒ نے اس حربہ کو بھی ناکام بنادیا اور آپ نے پاؤں پہلے داخل کئے اور سر پیچھے کی طرف جھکالیا اور اندر آکر سیدھے ہوگئے۔ جہانگیر بادشاہ نے پوچھا کہ تم نے سجدہ تعظیمی کیوں نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا! غیر اللہ کو سجدہ حرام ہے۔ دربار میں سکتہ طاری ہوگیا۔ بادشاہ غصہ میں پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ اس نے درباریوں کو حکم دیا کہ ان کی گردن زبردستی جھکائیں۔ درباری آپ پر پل پڑے، گردن پکڑلی اور پوری قوت سے سر جھکانا چاہا مگر وہ اپنی تمام تر قوت اور طاقت کے باوجود آپؒ کی گردن نہ جھکا سکے۔ جس پر بادشاہ ناراض ہوگیا کہ درباری آداب کو ملحوظ رکھا جائے لیکن انکار پر آپؒ کو گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کردیا گیا۔ جیل میں نگران'' انی رائے سنگھ دلن'' کو بنایا جو غیر مسلم شخص تھا تاکہ کسی قسم کی ہمدردی نہ ہونے پائے۔ آپؒ تقریباً دو سال اس قلعہ میں قید رہے اس دوران آپؒ نے قلعہ کے اندر لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کی اور قلعہ کے اندر تمام غیر مسلموں نے اسلام قبول کرلیا اور آپؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ جہانگیر بادشاہ کے سپہ سالار خان خانان خان اعظم، سید صدر جہاں، تربیت خان، مہابت خان، سکندر خان، مرتضٰی خان اور متعدد صاحب اقتدار حضرت مجددؒ کے عقیدت مندوں میں شامل ہوگئے تھے اور آپ کی رہائی کے لئے کوشش کررہے تھے جس میں بادشاہ کے خلاف بغاوت بھی شامل تھی۔ جہانگیر بادشاہ کو جب اس بات کا علم ہوا وہ گھبرا گیا اور آپؒ کو فوراً رہا کردیا اور تحفہ تحائف کے نذرانے پیش کئے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ نے جہانگیر کے ذریعہ ہی ان تمام مشرکانہ اور ملحدانہ نظریات کا خاتمہ کرایا جو اکبر کے دور میں شروع کئے گئے تھے۔ بادشاہ جہانگیر حضرت مجددؒ سے انتہائی متاثر ہوگئے تھے اور بنفس نفیس آپؒ کے عقیدت مندوں میں شامل ہوگئے تھے۔ اسلامی شعائر پر جو پابندیاں تھیں وہ تمام ختم کردی گئیں۔

حضرت مجددؒ نے اس دوران اسلامی تصوف پر جو ہندوانہ اثرات مرتب ہوگئے تھے ان کو زائل کیا۔ دربار میں سجدہ

تعظیمی بند کر دیا گیا، گائے کی ذبیحہ پر پابندی ختم کر دی گئی، ہر رکن دربار نے شاہی دربار کے سامنے ایک ایک گائے ذبح کی اور اس کے گوشت کے کباب بنا کر کھائے۔ جو مساجد مسمار کر دی گئیں تھیں ان کو دوبارہ تعمیر کروایا گیا۔ دربار سے متصل ایک مسجد بنائی گئی جس میں جہانگر بادشاہ خود نماز پڑھتا تھا، شرعی قوانین کا اجراء کیا گیا۔ ہندو سادھو اور نام نہاد درویش عام لوگوں میں اس بات کو پھیلا رہے تھے کہ رام اور رحیم ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ یہ خطرناک تصور ذہنوں میں بٹھایا جا رہا تھا۔ آپ ؒ نے اس نظریہ کی سختی سے تردید کی اور لوگوں کو سمجھایا کہ رام اور رحیم دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ رام مخلوق ہیں اور رحیم کائنات کے خالق اور مالک کا نام ہے۔

﴿ یہی دو قومی نظریہ تھا جو حضرت مجدد الف الثانی ؒ نے پیش کیا ﴾

حضرت مجدد ؒ کی وجہ سے سلسلہ نقشبندیہ ہندوستان میں بہت مقبول ہوا اور آپ ؒ کی نسبت کی وجہ سے یہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کہلانے لگا۔

حضرت مجدد الف الثانی ؒ اپنے ایک خط میں فرماتے ہیں!

" تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت کی تابعداری میں ہے اور تمام فسادوں کی جڑ شریعت کی مخالفت میں ہے۔
ہندوؤں نے بہت ریاضتیں اور سخت مجاہدے کئے لیکن شریعت کی موافق نہ ہونے کی وجہ سے سب بے اعتبار اور خوار ہیں "

(مکتوبات دفتر اول۔ مکتوب ۱۱۴ بنام صوفی قربان از حضرت مجدد الف الثانی ؒ)

حضرت مجدد الف الثانی ؒ نے فرمایا! طریقِ صوفیاء پر سلوک کرنے کا مقصود یہ ہے کہ معتقداتِ شرعیہ جو ایمان کی حقیقت ہیں کا زیادہ یقین حاصل ہو جائے اور فقہی احکام کے ادا کرنے میں آسانی ہو۔

فرمایا! شریعت کے تین جزو ہیں۔ علم، عمل اور اخلاص۔

جب تک یہ تینوں جز نہیں ہوں گے شریعت کا مقصود نہیں ملے گا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی۔

فرمایا! بعض صوفیاء ذکر وفکر کو ضروری سمجھ کر فرضوں اور سنتوں کو بجالانے میں سستی کرتے ہیں۔ چلہ اور ریاضتیں اختیار کر کے جمعہ اور جماعت ترک کر دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ایک فرض کی جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزاروں چلوں سے بہتر ہے۔

فرمایا! فرائض کے مقابلہ میں نوافل کا کچھ اعتبار نہیں۔ فرائض میں سے ایک فرض کا اپنے وقت میں ادا کرنا ہزار سال کے نوافل سے بہتر ہے۔ زکوٰۃ کے حساب میں ایک پیسہ دینا سونے کے پہاڑ بطور نفلی صدقہ دینے سے بہتر ہے۔ اسی

طرح ایک ادب کی رعایت کرنا ایک مکروہ سے بچنا، ذکروفکر و مراقبہ سے بہتر ہے۔ (مکتوب۲۹، دفتر اول)

حضرت امام ربانی مجدد الف الثانیؒ نے خوارق کی دو اقسام بیان فرمائی ہیں۔ پہلی علوم و معارف الٰہیہ ہیں جو ذات وصفات اور افعال واجب اللہ تعالیٰ سے متعلق ہیں۔ نظر عقلی کے طریقے سے الگ اور عرف و عادت جاریہ کے خلاف ہیں۔ اس قسم سے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو ممتاز کیا ہے۔

دوسری قسم کشف صدورِ مخلوقات اور اشیاء غائبہ کی خبر دینا ہے۔ جو ''عالم کون'' سے متعلق ہیں۔ پہلی قسم اہل حق وار باب معرفت کے لئے مخصوص ہے اور دوسری قسم اصحابِ حق واصحابِ باطل میں مشترک ہے کیونکہ یہ قسم اہل استدراج کو بھی حاصل ہے۔ پہلی قسم اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر و مقبول ہے۔ اس نے اسے اپنے اولیاء کے لئے مخصوص کیا ہے اور اپنے دشمنوں کو اس میں شریک نہیں کیا۔ دوسری قسم عوام کے نزدیک معتبر اور ان کی نظروں میں معزز و محترم ہے۔ اگر اہل استدراج سے یہ قسم ظہور میں آئے تو قریب ہے کہ عوام نادانی کے سبب اس کی پوجا کرنے لگ جائیں اور وہ شخص جو کچھ بتائے اس کی اتباع و فرمابرداری کرنے لگیں۔ اس قسم کی عوام پہلی قسم کو خوارق وکرامات میں شمار ہی نہیں کرتی۔ ان کے نزدیک خوارق دوسری قسم پر منحصر ہے اور ان کے گمان میں کرامات صرف صور مخلوقات کے کشف اور خفیہ خبریں دینے کا نام ہے۔ یہ بے عقل لوگ ہیں۔ وہ علم جو مخلوقات حاضر و غائب کے حالات سے تعلق رکھتا ہے اس میں کون سی شرافت وکرامت پائی جاتی ہے بلکہ یہ علم تو اس لائق ہے کہ جہل سے تعبیر کیا جائے تا کہ مخلوقات اور اس کے احوال سے دوری حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہی وہ شے ہے جو شرافت وکرامت اور شایانِ اعزاز واکرام ہے۔ (مکتوبات۔دفتر اول۔مکتوب نمبر۲۹۳)

شیخ بدرالدین نقشبندی نے اپنی کتاب "حضرات القدس" میں لکھا ہے کہ علامہ سیوطیؒ نے جمع الجوامع میں ایک صحیح حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

یکون فی امتی رجل یقال له صلة یدخل الجنة شفاعة کذا و کذا من الناس ....

(میری امت میں ایک آدمی ہوگا جسے "صلہ" کہا جائے گا اس کی
شفاعت سے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے)

شاید یہ اشارہ حضرت شیخ احمد مجدد الف الثانیؒ کے وجود کی طرف ہو کیونکہ آپؒ بھی علماء صوفیہ کے مابین صلہ تھے۔ آپؒ نے ایک دفعہ فرمایا! اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے دو دریاؤں کے مابین رابطہ اور دو گروہ میں مصالحت کرانے والا بنا دیا۔ ان دونوں جماعتوں سے مراد وحدت وجودی اور علماء شریعت ہیں۔ حضرت شیخ احمدؒ نے دونوں گروہوں کو دلائل و

براہین سے قائل کیا۔ کئی سوسالوں سے باہم جھگڑنے والے دونوں گروہوں میں صلح کروادی۔ (واللہ عالم بصواب)

حضرت مجددؒ فرماتے ہیں کہ میری پیدائش سے مقصود یہ ہے کہ ولایت محمدی ﷺ ولایت ابراہیمیؑ کے رنگ سے رنگ جائے۔ (مکتوب ۶، دفتر دوم)

اکثر لوگ شریعت کو چھلکا اور طریقت کو مغز خیال کرتے ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ بعض صوفیوں کی سکر و مستی میں نکلی ہوئی باتوں کے دھوکہ میں آ کر احوال اور مقامات کے فتنہ میں پڑ چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا طریقہ صراط مستقیم ہے اس کے سوا باقی سارے راستے ٹیڑھے ہیں اور گمراہی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

﴿ اِنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا السُّبُلَ ﴾

(سورۃ الانعام ۔ ۱۵۳)

" بے شک یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی کی پیروی کرو اس کے علاوہ دوسرے مختلف راستے اختیار نہ کرو "

سب ہدایتوں سے بہتر رسول اللہ ﷺ کی ہدایت ہے۔

خَیْرُ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ بہترین سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے

(مکتوبات دفتر اول ۔ مکتوب ۴۰ بنام شیخ محمد)

کل قیامت کے دن صاحب شریعت علیہ الصلاۃ والسلام کی تابعداری ہی کام آئے گی۔ احوال و مواجید، علوم و معارف، اسرار و رموز اس تابعداری کے ساتھ میسر ہو جائیں تو بہت خوش نصیبی ہے۔ ورنہ استدراج اور خرابی کے سوا ان میں کچھ نہیں۔ (مکتوبات دفتر اول۔ بنام قلیچ اللہ)

سب سے بڑا جہاد ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ اس حدیث کی عملی مثال تھے۔ آپؒ نے جابر حکمرانوں کا مقابلہ کیا اور ہندوؤں اور گمراہ فرقوں کی مخالفت مول لی۔ دین کی تجدید کا مشکل ترین کام انجام دیا۔ اس لئے ملت اسلامیہ آپ کو مجدد الف الثانیؒ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

ایک درویش آدمی جن کا نام میر شرف الدین حسین تھا۔ ان کے دل میں ایک دن یہ خیال آیا کہ چند نفیس قسم کے کپڑے جو میرے گھر میں موجود ہیں اور کچھ مصالحہ جات جو کھانے وغیرہ میں ڈالے جاتے ہیں حضرت مجددؒ کی خدمت میں بھیجوں۔ انہوں نے وہ چیزیں نکال کر اکٹھا کیں اور انہیں اپنے رضائی بھائی اللہ یار نامی کے ہاتھ روانہ کر دیں۔ اتفاق سے

ایک عورت جو اس کی عزیزہ تھی اس کے گھر میں مہمان تھی۔ وہ کہنے لگی کہ اس قسم کے کپڑے یہ درویش لوگ کیا کریں گے۔ وہ خود تو انہیں پہنیں گے نہیں۔ اس پر درویش نے کہا بالفرض اگر وہ نہیں پہنیں گے تو ان کے اہل خانہ تو پہنیں گے۔ جب اللہ یار نامی شخص نے وہ کپڑے اور مصالحہ جات حضرت کی خدمت عالیہ میں پیش کئے تو آپ نے ایک نظر دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ مصالحہ جات لے جایئے اور کپڑوں کے بارے میں فرمایا کہ میر شرف الدین سے کہو کہ یہ کپڑے واقعی بہت نفیس ہیں مگر درویش کے کس کام کے اور بعض عورتیں جو تمہارے گھر میں ہیں انہیں دے دو کیونکہ وہ عورتیں اس قابل ہیں کہ ان کو پہن سکیں۔ اس طرح کپڑے وغیرہ بھی انہوں نے واپس کر دئے۔ (قصص الاولیاء)

حضرت مولانا ہاشم کشمیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان طالب علم سادات کرام میں سے میرا دوست تھا۔ اس نے بیان کیا کہ میں ایک شب حضرت مجدد الف الثانیؒ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کر رہا تھا کہ آپ کے اس جملہ پر میری نظر پڑی '' حضرت امام مالکؒ حضرت امیر معاویہؓ کو برا کہنا حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کو برا کہنے کے برابر جانتے تھے اور جو حد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو برا کہنے والے پر لاگو ہوتی ہے وہی سزا امیر معاویہؓ کو برا کہنے والے کے لئے تجویز فرماتے تھے۔'' میرے دل میں چونکہ حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے کینہ تھا اس لئے مجھے یہ تحریر اچھی نہیں لگی اور میں حضرتؒ کے مکتوبات کو زمین پر ڈال کر سو گیا۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مجدد الف الثانی قدس سرہٗ غصہ کی حالت میں تشریف لائے ہیں اور میرے دونوں کانوں کو پکڑ کر فرمارہے ہیں۔

اے نادان طالب علم! تو ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے اور اسے زمین پر پٹک دیتا ہے۔ اگر تجھے میری تحریر کا اعتبار نہیں تو میں تجھے حضرت علیؓ کے پاس لے چلتا ہوں۔ آپ مجھ کو اسی طرح ایک باغ میں لے گئے اور اس کے ایک گوشہ میں بٹھا دیا۔ اس باغ میں ایک عالی شان عمارت تھی جس میں ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور نہایت ادب اور تواضع سے سلام کیا۔ انہوں نے نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ پھر آپ ان بزرگ کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے اور کچھ گفتگو کی۔ آپ اور وہ بزرگ مجھے دور سے دیکھ رہے اور کچھ اشارات کر رہے تھے۔ اس کے بعد آپ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ یہ حضرت علیؓ تشریف فرما ہیں سنو کیا فرماتے ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا! خبردار! ہرگز ہرگز صحابہ رسول ﷺ کے ساتھ کبھی کینہ نہ رکھنا اور ان بزرگوں کی ملامت میں ایک حرف بھی زبان پر نہ لانا۔ اس بات کو ہم اور ہمارے بھائی ہی جانتے ہیں کہ کن نیک نیتوں کے ساتھ ہمارے اختلافات واقع ہوئے ہیں۔ پھر حضرت مجددؒ کا نام لے کر فرمایا کہ ان کے کلام کا بھی انکار نہ کرنا۔

وہ شخص بیان کرتا ہے کہ اس نصیحت کے باوجود میرا دل کدورت سے پاک نہ ہوا تو حضرت علیؓ نے حضرت مجددؒ کو اشارہ کیا کہ اس کا دل ابھی صاف نہیں ہوا ہے اور تھپڑ مارنے کا اشارہ کیا۔ حضرت مجدد نے زور سے ایک تھپڑ میری گدّی پر مارا۔ تب میں نے اپنے دل کو کدورت سے پاک وصاف پایا اور حضرت مجدد الف الثانی ؒ کے معارف کے ساتھ اعتقاد بہت زیادہ ہو گیا۔ (حضرات القدس۔دفتر دوم ص ۱۴۱)

حضرت مجدد الف الثانیؒ کو بارھا رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ حضرت مولانا بدرالدین سرہندیؒ جو حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے اور مشہور کتاب ''حضرات القدس'' کے مصنف تھے فرماتے ہیں کہ ان کے شیخ حضرت مجدد الف الثانیؒ نے فرمایا کہ ایک دفعہ اس قدر اولیاء کرام کی روحیں جمع ہوئیں کہ تمام مکان گلیاں دشت وصحرا بھر گئے۔ آپس میں گفتگو کرتے ہوئے صبح سے ظہر کا وقت ہو گیا کہ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بکمال کرم و نوازش سب کو تسلی اور دلاسہ دیا اور ارشاد فرمایا! شیخ احمد (حضرت مجدد الف الثانیؒ) کی تکمیل طریقہ نقشبندیہ میں ہوئی ہے اس واسطہ اسی کی ترویج کریں گے اور باقی دیگر سلاسل کی نسبت بھی القاء کریں گے کہ اُن کا حق بھی ثابت ہے اور اسی پر فاتحہ خیر پڑھا گیا اور سب رخصت ہو گئے۔ (جواہر مجددیہ، حضرات القدس)

حضرت مجدد الف الثانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں بعد نماز ظہر مراقب تھا اور قرآن مجید پڑھ رہا تھا کہ اچانک میں نے اپنے اوپر ایک نورانی خلعت پائی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ خلعت قیومیت بوارث وتبعت سیدنا خاتم المرسلین ﷺ مجھ کو عطا ہوئی ہے کہ اتنے میں خود حضور اکرم رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے میرے سر پر دستار مبارک باندھی اور قیومیت کی مبارک باد دی۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم)

آپؒ کے تحریری مجموعہ میں مکتوبات کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ مکتوبات امام ربانی آپؒ کی زندگی ہی میں مرتب ہو گئے تھے۔ ان کی تین جلدیں ہیں۔ دفتر اول کو " درالمعرفت " بھی کہتے ہیں یہ ۳۱۳ مکتوبات پر مشتمل ہے جو ۱۰۲۵ھ میں تیار ہوا۔ دفتر دوم جسے " نورالخلائق " کہتے ہیں اس میں مکتوبات کی تعداد ۹۹ ہے جو مجموعہ ۱۰۲۸ھ میں تیار ہوا۔ لیکن خطوط بہت طویل اور مفصل ہیں۔ دفتر سوم " معرفت الحقائق " کہلاتا ہے اس میں مکتوبات کی تعداد ۱۲۴ ہے جو مجموعہ ۱۰۳۱ھ میں تیار ہوا۔ یہ تمام مکتوبات حقیقت ومعرفت کے خزانے ہیں۔

ان کے علاوہ آپؒ کے رسائل بھی ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ شرح رباعیات خواجہ باقی باللہؒ (حضرت باقی باللہؒ کی رباعیات کی شرح)

۲۔ رسالہ اثبات النبوۃ (نبوت کی اہمیت اور ضرورت پر تصنیف) (حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ نے ۱۹۶۵ء میں کراچی سے دوبارہ شائع کروایا)

۳۔ رسالہ رد روافض (اسلام کے خلاف درباری مصاحبین کی سازشوں سے متعلق)

۴۔ رسالہ تہلیلیہ (کلمہ طیبہ کے حوالے سے عارفانہ گفتگو ہے)

۵۔ رسالہ معارف لدنیہ

۶۔ رسالہ مبداء و معاد

۷۔ تعلیقات العوارف

۸۔ رسالہ مکاشفاتِ عینیہ (آپ کے مرید خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ نے ترتیب دیا)

۹۔ رسالہ تائید اہل سنت

۱۰۔ الحاشیہ علی شرح العقاید الجلالی

۱۱۔ رسالہ تعین و لاتعین

۱۲۔ رسالہ مقصود الصالحین

۱۳۔ رسالہ در بیان مسئلہ وحدت الوجود

۱۴۔ رسالہ آداب المریدین

۱۵۔ رسالہ جذب و سلوک

۱۶۔ رسالہ علم حدیث

۱۷۔ رسالہ حالات خواجگان نقشبند

۱۸۔ مجموعہ تصوف

۱۹۔ کنز الحقائق

۲۰۔ المقدمہ السنیہ فی انتصار الفرقہ السنیہ

۲۱۔ رسالہ در بیان طریقت حضرات خواجگان

۲۲۔ رسالہ نصائح

۲۳۔ رسالہ معرفۃ النفس و معرفۃ الرب

امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ ۱۶۲۲ء میں اجمیر تشریف لے گئے تھے جہاں آپؒ نے حضرت خواجہ معین الدینؒ کے مزار کی زیارت کی اور دیر تک مراقبہ کیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ بہت سی اسرار کی باتوں کا ذکر ہوا۔ اسی جگہ مزار کے خادموں نے آپ کو مزار کا قبر پوش پیش کیا جسے آپؒ نے قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ لباس حضرت خواجہ کے بہت قریب رہا ہے اس لئے اسے میرے کفن کے لئے سنبھال کر رکھا جائے۔ اس کے بعد آپؒ سرہند تشریف لے گئے اور گوشہ نشینی اختیار کر لی اور فرمایا کہ اب وقت قریب آ گیا ہے۔ دوستوں کو خط لکھ دئے اور بہت سی خیرات بھی کی۔ جسے بعض لوگوں نے سمجھا کہ دفع بلیات کا صدقہ ہے تو یہ مصرع پڑھ کر حقیقت حال واضح کر دی۔

اج ملاوا کنت سوں، سکھی، سب جگ دیواں وار

یعنی آج وصال کا دن ہے اے سکھی! میں اس خوشی میں تمام دنیا کو نثار کر دوں

آپؒ نے اپنے بیٹے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کو تمام معمولات کا نگران مقرر کر دیا، یہ خلافت اور مسند نشینی کے اشارے تھے۔ آپ نے ایام علالت میں بھی فرائض و واجبات و مستحبات ترک نہیں کئے۔ علاج ہوتا رہا لیکن صحت گرتی گئی۔ ایک دن تو خود ہی فرمایا کہ اب تو چند روز ہی رہ گئے ہیں۔ آخری ایام میں صدقہ و خیرات کی کثرت ہوگئی۔ آخر وہ لمحہ آ ہی گیا آپ نے تہجد کی نماز حسب معمول ادا کی فرمایا کہ یہ آخری تہجد ہے۔ فجر کی نماز با جماعت ادا کی، اشراق کی نماز پڑھی۔ بستر پر داہنی کروٹ لیٹ گئے اور اسی عالم میں آپ کی روح پرواز کر گئی۔

آپؒ تریسٹھ سال کی عمر میں ۲۸/ صفر ۱۰۳۴ھ بمطابق ۱۰/دسمبر ۱۶۲۴ء کو بوقت اشراق اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ آپ کے صاحبزادے خواجہ محمد صادقؒ کے پہلو میں آپ کو قبر میں اتارا گیا۔ سرہند شریف میں آپؒ کا مزار مبارک مرجع ملائک و خلائق ہے۔

مخدوم زادہ حضرت خواجہ معصومؒ فرماتے ہیں کہ انہی ایام میں حضرت مجدد الف الثانی قدس سرہ نے فرمایا!

"جو کمال کسی انسان کے واسطے مخصوص اور ممکن الحصول ہو سکتا ہے

بطفیل حضور انور ﷺ مجھ کو اس سے ایک حصہ عطا کیا گیا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ سے حضرت مجدد الف الثانیؒ کی ایک یہ نسبت بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو چالیس برس کی عمر میں نبوت ملی اور حضرت مجدد الف الثانیؒ کو بھی چالیس برس کی عمر میں خلافت ملی اور آپؒ کے شیخؒ نے چالیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ نے تیئس (۲۳) سال دین اسلام کو کام تکمیل کو پہنچایا۔ امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ تیئس سال تجدید دین کا کام کرتے رہے اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ یقیناً مجدد تھے کہ دین کی عظمت وشوکت کے لئے آپ نے بے مثال خدمات انجام دیں۔ ان خدمات کا اعتراف ہر دور میں ہوا۔ ہم عصر علماء اور صوفیاء نے آپ کے بلند مرتبہ کو تسلیم کیا ہے۔ اس دور کے سب سے بڑے عالم جن کی علمی حیثیت کا دور دور چرچا تھا مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ ہی نے سب سے پہلے آپ کو ''مجدد الف الثانی'' کے نام سے یاد کیا تھا۔ یہ ان کے زمانے کا وہ خراج تحسین تھا جو ان کے نام کا حصہ بن گیا۔ آج بھی جب حضرت مجدد کہا جاتا ہے تو ہر صاحب علم آپ کی ذات کو ہی مراد لیتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ فرماتے ہیں کہ دور اسلام میں دو بزرگ حضرات بہت عالی مرتبت ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف الثانیؒ مگر یہ فیصلہ نہیں کر سکا کہ ان میں کون بہتر ہے۔ (انوار لاثانی)

حضرت مجددؒ کا حلیہ مبارک:

حضرت مجددؒ گندمی رنگ لیکن مائل بہ سفیدی تھے، کشادہ پیشانی تھی آپ کی پیشانی سے ایک ایسا نور چمکتا تھا کہ آنکھیں اس کے مشاہدے سے خیرہ ہو جاتی تھیں، آنکھیں بڑی تھیں۔ آپ کشادہ آبرو تھے، آبرو ایسے جیسے ایک باریک کمان یعنی لمبے سیاہ اور باریک۔ منہ نہ لمبا تھا اور نہ بہت چھوٹا تھا، ہونٹ سرخ تھے۔ آپ کے دانت ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور چمکدار تھے جو بہت خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔ آپ کی ریش مبارک خوب گھنی (رعب دار) دراز اور مربع تھی۔ آپ کے رخسار پر آپ کی ریش مبارک کے بال تجاوز نہیں کرتے تھے۔ آپ دراز قد اور نازک اندام تھے، آپ کے بدن پر کبھی مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ آپ کے پاؤں کی ایڑھیاں بہت صاف اور چمکدار تھیں۔ آپ کے پسینہ میں ناگوار بو نہیں تھی۔ آپ کا حسن حضرت یوسف علیہ السلام کی یاد تازہ کر دیتا تھا۔ آپ کو اجنبی شخص دیکھ کہ کہہ دیتا تھا کہ یہ انسان نہیں بلکہ کوئی بزرگ فرشتہ ہیں۔ آپ کو دیکھ کر انجان لوگ بھی کہہ اٹھتے تھے کہ یہ کوئی اللہ کے ولی ہیں۔ آپ کمزور بدن کے مالک ہونے کے باوجود بڑے بڑے کافر آپ کو دیکھ کر کانپنے لگتے تھے۔ آپ کے اخلاق واطوار دیکھ کر فاسق اور فاجر لوگ اپنے

گناہوں سے تائب ہوجاتے تھے۔ لوگ دور دراز کے علاقوں سے آپ کی شہرت سن کر آپ سے ملنے آتے تھے اور آپ کے ہاتھ پر گناہوں سے تائب ہوتے تھے۔ بہت سے علماء، صلحاء، درویشوں اور امیروں نے آپ کو خواب میں دیکھ کر آپ سے ذکر و طریقت سیکھا ان کا دل بھی اس ذکر سے ذاکرین بن جاتا۔ ہر شخص کے ساتھ آپ کا معاملہ اس کے حال کے مطابق ہوتا تھا ہر فرد کے لئے اسرار بھی جدا تھے۔ ہر مرید اور خادم یہی سمجھتا تھا کہ جتنی شفقت اور عنایات مجھ پر ہیں اور کسی پر نہیں۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ کی اولاد

حضرت شیخ احمد مجدد الف الثانیؒ کے سات بیٹے تھے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

۱۔ حضرت خواجہ محمد صادقؒ ولادت ۱۰۰۰ھ وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ / ۱۶۱۶ء

۲۔ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ 〃 ۱۰۰۵ھ 〃 ۲۷ ربیع الثانی ۱۰۷۰ھ / ۱۶۵۰ء

۳۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ 〃 ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ 〃 ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ / ۱۶۶۰ء

۴۔ حضرت خواجہ محمد فرخؒ 〃 ۱۰۱۴ھ 〃 ۷ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ (عمر ۱۱ سال)

۵۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰؒ 〃 ۱۰۱۷ھ 〃 ۷ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ (عمر ۸ سال)

۶۔ حضرت خواجہ محمد اشرف (عمر ۲ سال)

۷۔ حضرت خواجہ محمد یحییٰؒ 〃 ۱۰۲۴ھ یا ۱۰۲۷ھ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۵ء

۸۔ بی بی رقیہ بانو — آپ کا شیر خوارگی کے زمانے میں انتقال ہوا

۹۔ بی بی ام کلثوم — آپ کا چودھا سال کی عمر میں ۸ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ میں انتقال ہوا۔

۱۰۔ بی بی خدیجہ بانو — آپ صاحب اولاد ہوئیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ سے بے شمار سالکین نے اجازت و خلافت کا شرف پایا۔ بعض روایات میں درج ہے کہ تقریباً پانچ ہزار خوش نصیب حضرات گرامی نے آپ سے خلافت و اجازت کا شرف حاصل کیا۔ جن بزرگوں کے حالات زندگی معلوم ہو سکے وہ اس کتاب میں لکھ دئے گئے ہیں۔ کچھ بزرگ خلفاء عظام کے نام بھی معلوم نہیں ہیں اور کچھ بزرگوں کے صرف نام معلوم ہیں۔ جن بزرگ خلفاء عظام کے نام معلوم ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت شیخ نور محمد بہاریؒ

۲۔ حضرت شیخ حامد بہاریؒ

۳۔ حضرت شیخ سید باقر سارنگ پوریؒ

۴۔ حضرت سید حسین مانک پوریؒ

۵۔ حضرت مرشد میرزمان بیگؒ

۶۔ حضرت شیخ فضل اللہ برہان پوریؒ

۷۔ حضرت مولانا حمید اللہ احمد آبادیؒ

۸۔ حضرت حاجی حسینؒ

۹۔ حضرت شیخ داؤد سانکیؒ

۱۰۔ حضرت مولانا غازی نو گجراتیؒ

۱۱۔ حضرت شیخ عبدالقادر انبالویؒ

۱۲۔ حضرت شیخ محمد مریؒ

۱۳۔ حضرت شیخ سلیم بنوریؒ

۱۴۔ حضرت مولانا محمد ہاشمؒ (خادم)

۱۵۔ حضرت مولانا عبدالغفور سمرقندیؒ

۱۶۔ حضرت الحاج محمد فرگنیؒ

۱۷۔ حضرت صوفی قربان قدیمؒ

۱۸۔ حضرت صوفی قربان جدید ارکنجیؒ

۱۹۔ حضرت عبدالرحیم برکیؒ

۲۰۔ حضرت شیخ عبدالعزیز نحوی مغربی مالکی یا حنبلیؒ

۲۱۔ حضرت شیخ علی المحقق مالکی مدنیؒ

۲۲۔ حضرت شیخ زین العابدینؒ

۲۳۔ حضرت شیخ علی طبری شافعی مکیؒ

۲۴۔ حضرت شیخ احمد استنبولی حنفی فقیہہ یمنی شافعیؒ

۲۵۔ حضرت عثمان یمنی شافعی فقیہہؒ

۲۶۔ حضرت سید مبارک شاہ بخاریؒ

۲۷۔ حضرت مولانا حسن بخاریؒ

۲۸۔ حضرت قاضی تو لک بخاریؒ

۲۹۔ حضرت شیخ عیسی امغربی محدثؒ

۳۰۔ حضرت شیخ محمد مدنیؒ

۳۱۔ حضرت مولانا صادق کابلیؒ

۳۲۔ حضرت شیخ عبدالحیٔ شادمانیؒ

۳۳۔ حضرت شیخ محمد حرمیؒ

۳۴۔ حضرت شیخ داؤد سامکیؒ

۳۵۔ حضرت صوفی قربان قدیمؒ

۳۶۔ حضرت مولانا فرخ حسینؒ

۳۷۔ حضرت خواجہ محمد اشرف کابلیؒ

۳۸۔ حضرت مولانا حاجی محمد خرکتیؒ

۳۹۔ حضرت شیخ سلیم خانؒ

۴۰۔ حضرت شیخ زین العابدین تبریزیؒ

۴۱۔ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ

24.1 ۔ حضرت خواجہ محمد صادقؒ

آپ حضرت مجدد الف الثانی کے سب سے بڑے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ اکابر اولیاء میں سے تھے، بچپن سے ہی آپ میں سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار نمایاں تھے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ جمادی الاخریٰ ۱۰۰۸ھ میں جب حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ صاحبزادے بھی ہمراہ تھے ان کی عمر آٹھ سال تھی۔ آپ بھی حضرت خواجہؒ کی نظر قبولیت میں آکر ذکر و مراقبہ اور جذب و نسبت سے مشرف ہوگئے۔ آپ کو کم عمری کے باوجود وہ کمالات نصیب ہوئے کہ حضرت خواجہؒ آپ کو اپنے پرانے سالکوں کے مقابلہ میں پیش کرتے تھے۔ اس وقت معلوم ہوتا تھا کہ یہ سات سال کا بچہ جس کو سلوک میں قدم رکھے تھوڑا عرصہ ہوا ہے بہت آگے نکل چکا ہے۔

حضرت خواجہ محمد صادقؒ بچپن ہی سے کشف قلوب و کشف قبور میں نہایت عالی نظر تھے۔ سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ کم عمری میں اس غلبہ کے باوجود دینی تعلیم بھی مکمل کی اور علوم عقلیہ ونقلیہ میں ماہر ہوئے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد درس و تدریس میں مشغول رہے۔ آپ نے فنون عربیہ شیخ محمد طاہر لاہوریؒ سے اور علوم حکمیہ مولانا محمد معصوم کابلیؒ سے پڑھا اور اٹھارا سال کی عمر میں علوم ظاہری سے فارغ ہوگئے۔ فنائیت کے آثار اور عیش دنیا سے عدم تعلق کا اظہار آپؒ کے چہرے مبارک سے اس درجہ ہوتا تھا کہ اس کیفیت کا اثر دوسروں پر بھی پڑتا تھا۔ بعض رؤساء آپ کی مجلس میں پہنچنے کے بعد کہا کرتے تھے کہ جونہی ہم اس نوجوان کو دیکھتے ہیں ہمارے دل میں دنیا کہ محبت کم ہو جاتی ہے۔

بچپن ہی سے آپ کو کشف کون اور کشف قبور حاصل تھا۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ آپ کے کشف و فراست پر اعتماد کرکے آپ سے امور کونیہ غیبیہ دریافت کرتے تھے اور قبرستان میں لے جاکر مُردوں کے حالات پوچھا کرتے تھے۔ آپ کو جیسا نظر آتا آپ بیان کر دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے چچا شیخ محمد مسعودؒ نے تجارت کے سلسلہ میں خراسان کے سفر کا ارادہ کیا۔ آپ اپنے چچا کے ساتھ اپنے دادا حضور حضرت عبدالاحدؒ کے مزار پر گئے اور ایک لمحہ مزار پر مراقب ہوئے۔ مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمانے لگے میرے دادا جان نے آپ کو اس سفر میں جانے سے منع کیا ہے۔ آپ چونکہ اس وقت کم سن تھے اس لئے حضرت شیخ مسعودؒ نے آپ کی بات کا خیال نہیں کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ مسعودؒ اسی سفر میں انتقال کر گئے۔

حضرت خواجہ محمد صادقؒ جب تلوین سے تمکین کی طرف اور سکر سے صحو کی طرف آئے اور جذب سے سلوک کی طرف آئے تو اکیس سال کی عمر میں بروز جمعہ ماہ جمادی الاخریٰ ۱۰۲۱ھ میں حضرت مجدد الف الثانیؒ کی خلعتِ خلافت سے مشرف ہوئے اور ارشاد و تلقین کی عام اجازت حاصل ہوئی۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ نے آپ کو اپنا خاص عباء عطا فرمایا۔

اسی روز ایک کثیر جماعت نے آپ سے بیعت کی اور آپ سے مصافحہ کیا۔ اس وقت آپؒ کی پیشانی پر ایک خاص نور کی چمک ظاہر ہوئی۔ جب سرہند میں طاعون کی وبا پھیلی تو حضرت خواجہ محمد صادقؒ نے فرمایا کہ یہ وبا کوئی تر لقمہ چاہتی ہے جب تک میں نہ جاؤں گا یہ دور نہیں ہوگی۔ چنانچہ آپ کو بخار ہوگیا اور آپ عین جوانی میں طاعون کی وبا میں بروز پیر ۹ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو انتقال کر گئے تھے۔ آپ نزع کے وقت فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ لوگوں پر سے یہ مصیبت و وباء دور فرمادے گا اور وبا ختم ہوگئی۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ اپنے مکتوب ۳۰۶ دفتر اول میں لکھتے ہیں!

میرا فرزند مرحوم (خواجہ محمد صادقؒ) حق سبحانہ وتعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور رب العالمین کی رحمتوں میں سے ایک رحمت تھا۔ چوبیس سال کی عمر میں اس نے وہ کچھ پایا کہ شاید ہی کسی کو نصیب ہوا ہو۔ پایۂ مولویت اور علوم عقلیہ ونقلیہ کی تدریس کو حد کمال تک پہنچایا تھا، حتیٰ کہ ان کے شاگرد بیضاوی اور شرح مواقف وغیرہ کے پڑھنے میں اعلیٰ درجہ کا ملکہ رکھتے تھے۔ اس کی معرفت وعرفان کی حکایات اور شہود وکشف کے قصے بیان سے باہر ہیں۔ آپ کو معلوم ہو کہ ہمارے حضرت قدس سرہ ان کے احوال کی تسکین کے لئے بازاری طعام سے جو مشکوک ومشتبہ ہوتا تھا علاج کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ " جو محبت مجھ کو محمد صادقؒ کے ساتھ ہے وہ اور کسی کے ساتھ نہیں اور ایسے ہی جو محبت اس کو ہمارے ساتھ ہے اور کسی کے ساتھ نہیں۔ اس کلام میں اس کی بزرگی کا اندازہ کرنا چاہیئے۔ ولایت موسوی کو نقطۂ آخر تک پہنچایا تھا اور اس ولایت علیا کے عجائب وغرائب بیان کیا کرتا تھا۔ ہمیشہ خاضع اور خاسع، ملتجی اور متضرع، متذلل اور منکسر رہتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ ہر ایک ولی نے اللہ تعالیٰ سے ایک نہ ایک چیز طلب کی ہے۔ میں نے التجا اور تضرع طلب کی ہے۔

24.2 ۔ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ

حضرت مجدد الف الثانیؒ کے دوسرے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سعیدؒ (خازن الرحمۃ) تھے۔ آپ کی ولادت شوال ۱۰۰۵ھ میں ہوئی۔ بچپن ہی سے آپ میں ہدایت کے آثار اور کرامات ظاہر ہوئی تھیں۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ فرماتے ہیں کہ محمد سعید چار پانچ سال کے تھے کہ بیمار ہوگئے جب ان پر مرض کا غلبہ ہوا تو ان سے پوچھا کہ بیٹا کیا چاہتے ہو؟ تو بے اختیار ان کی زبان سے نکلا کہ حضرت باقی باللہ صاحبؒ کو چاہتا ہوں۔ میں نے یہ کلمات حضرت خواجہ باقی باللہؒ کو لکھ کر بھیج دئے۔ حضرت خواجہؒ نے جواب دیا کہ تمہارے محمد سعید نے ہماری نسبت غائبانہ طور پر اچک لی ہے۔

آپ ؒ جب سن شعور کو پہنچے تو علوم ظاہری کی تعلیم میں مشغول ہو گئے۔ شیخ محمد طاہر لاہوری ؒ سے اکثر کتابیں پڑھیں۔ بعض کتابیں اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق ؒ سے بھی پڑھیں۔ اپنے والد ماجد اور شیخ عبدالرحمٰن رمزیؒ سے حدیث کی کتابیں پڑھیں اور سند حاصل کی۔ تحصیلِ علم ہی کے زمانے میں حضرت مجدد الف الثانی ؒ کی توجہ سے سلسلہ نقشبندیہ کی نسبت سے مشرف ہوئے اور "خازن الرحمۃ" کا لقب پایا۔ سترہ اٹھارہ سال کی عمر سے درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ معقول و منقول کی مشکل سے مشکل کتابیں پوری قابلیت سے پڑھائیں اور بعض کتابوں پر حواشی لکھے۔ انہی میں سے تعلیق مشکوٰۃ المصابیح بھی ہے۔ فقہ میں اپنا نظریہ رکھتے تھے اور مشکل سے مشکل مسائل کو معمولی توجہ سے حل فرما دیتے تھے۔

ایک روز حضرت مجدد الف الثانی ؒ نے اپنے دونوں بیٹوں کے متعلق فرمایا کہ جب محمد صادق کا انتقال ہو گیا تو میں نے دل میں خیال کیا کہ اب کوئی ایسا فرزند جو فضائل ظاہری اور اعمال باطنی میں کمال رکھتا ہو کہاں سے پاؤں گا۔ آخر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے یہ دونوں بھائی (خواجہ محمد سعید ؒ اور خواجہ محمد معصوم ؒ) ان کے قائم مقام عنایت کر دئے۔

ایک دفعہ جب حضرت مجدد الف الثانی ؒ دہلی میں تشریف فرما تھے، حضرت خواجہ محمد سعید ؒ نے سلوک کی ابتداء میں جوش و خروش سے سرہند سے ایک خط لکھا جس میں تحریر فرمایا! جناب عالی! میں دل کو کسی طرف متوجہ نہیں پاتا بلکہ دل ہی کو نہیں پاتا۔ اکثر حیران رہتا ہوں اگر قرآن مجید سنتا ہوں تو سب لوگوں کی طرح بیٹھا رہتا ہوں کبھی ذکر کی توجہ کے بغیر دل میں فنائیت معلوم ہوتی ہے۔ قصبہ شاہ آباد میں ذکر میں مشغول تھا تو روح کو بدن سے بالکل جدا دیکھا۔ معلوم ہوا کہ یہ حیرت کے مقامات میں سے ہے۔ اس مقام کے پیشوا شیخ عراقی قدس سرہ (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ) ہیں اور میں نے دیکھا کہ شیخ موصوف ظاہر ہوئے اور اس نسبت نے غلبہ کیا جس قدر وہ غلبہ کرتے جاتے تھے میں تکلیف محسوس کرنے لگتا تھا۔ اسی اثنا میں حضرت خواجہ بزرگ ؒ (حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند ؒ) کا ظہور ہوا اور مجھے کچھ تسکین حاصل ہوئی اور دوسرے روز حضرت خواجہ ؒ پھر ظاہر ہوئے اور بہت تسکین حاصل ہوئی۔ حضرت مجدد الف الثانی ؒ نے اس خط کے حاشیہ پر جواب میں تحریر فرمایا! محمد سعید نے جو احوال دیکھے ہیں وہ نہایت صحیح احوال ہیں۔ دوستوں میں کسی کو خصوصیت کے ساتھ یہ احوال حاصل نہیں ہوئے۔ ان شاءاللہ یہ بھی ولایت خاصہ سے مشرف ہوں گے۔

حضرت خواجہ محمد سعید ؒ فرماتے ہیں! حضرت مجدد الف الثانی ؒ نے آخیر مرض میں نماز کی امامت میرے حوالہ فرمائی۔ ان دنوں نماز میں جو کمالاتِ عظیم اور بلند مقامات حضرت مجدد الف الثانی ؒ پر فائز ہوتے تھے وہ اسرار کی طرح

پوشیدہ رکھنے ضروری تھے میرے والد گرامی فرماتے تھے کہ محمد سعید چونکہ یہ سب نتائج نمازوں کے ہیں اور تم اس کے قیام کو میری پیروی سے ادا کر رہے ہو اس لئے یہ رموز و اسرار تم پر ظاہر ہو گئے ہیں۔ (الحمد للّٰہ علیٰ ذلک حمداً کثیراً)

حضرت خواجہ محمد سعیدؒ ۱۰۶۷ھ میں مع اپنے بھائیوں اور احباب و رفقاء کے حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول اللہ ﷺ سے مشرف ہوئے۔ وہاں حق سبحانہٗ تعالیٰ کے خصوصی انعامات اور اعلیٰ مقامات سے سرفراز ہوئے۔ آپؒ بہت بڑے عالم، صوفی اور فقیہ تھے۔ شاہ جہاں اور اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ آپ کی بہت عزت کرتے تھے اور آپؒ کے مرید تھے۔ بادشاہ نے آپؒ کو دہلی آنے کی دعوت دی جو آپ نے قبول کر لی۔ آپؒ ان کی دعوت پر دہلی تشریف لے گئے اور کافی عرصہ وہاں قیام کیا کچھ عرصہ بعد آپؒ کو ایک مرض لاحق ہو گیا شاہی طبیبوں نے بہت کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ زندگی کی امید ختم ہو گئی تو آپؒ نے واپس وطن جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن راستے میں سنبھالکہ کے مقام پر ۲۷/جمادی الاخریٰ ۱۰۷۰ھ کو آپ نے انتقال فرمایا۔ آپؒ کا جنازہ سرہند لایا گیا، حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے بھائی حضرت خواجہ محمد صادقؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر پینسٹھ برس تھی۔ آپ کی اولاد میں آٹھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں جو آپ کے علمی وارث بھی بنے اور سلسلہ ہدایت کو جاری رکھا۔ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کی تصنیفات میں سو عدد مکتوبات کا ایک دفتر ہے۔

24.2.1 ۔ حضرت شیخ عبدالواحدؒ

حضرت شیخ عبدالواحدؒ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۴۹ھ میں سرہند شریف میں ہوئی۔ آپ پیدائشی طور پر بہت خوبصورت تھے اور آپ کے رخسار چمکتے تھے اس لئے آپ کو شاہ گل کہا جاتا تھا۔ آپ کو بچپن سے ہی حصول علم کا شوق تھا اور کم عمری میں قرآن، حدیث اور فقہ کے علوم سیکھ لئے۔ آپ کی نماز کبھی قضاء نہیں ہوتی تھی بلکہ آپ نوافل کا بھی بہت اہتمام فرماتے تھے۔ بیس سال کی عمر میں آپ نے اپنے خاندان کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی۔ حج کے بعد آپ نے عربی زبان میں حج کے سفر، حالات اور واقعات پر ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ آپ کے والد حضرت خواجہ محمد سعیدؒ نے آپ کی استعداد اور اسباق پر عبور ہونے پر اجازت و خلافت سے نوازا۔ جب آپ کے والد گرامی کا ۱۰۷۰ھ میں انتقال ہوا تو آپ اپنے چچا حضرت خواجہ محمد معصومؒ (عروۃ الوثقیٰ) خدمت میں آ گئے اور ان سے سلوک کے سفر میں راہنمائی حاصل کی۔ آپ کی وفات ۲۷/ذوالحجہ ۱۱۲۶ھ/۱۷۱۵ء بروز جمعۃ المبارک دہلی میں ہوئی اور سرہند میں مدفون ہوئے۔

24.2.2 ۔ حضرت شیخ محمد عابد سنامیؒ

حضرت شیخ محمد عابدؒ حضرت شیخ عبدالواحدؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ آپ کا نام عالم غیب میں ''قاسم خزائن اللہ'' تھا۔ آپ کو دنیا اور اہل دنیا سے سخت نفرت تھی۔ آپ بہت عبادت گزار، عالم وفقیہہ اور صوفی کامل تھے۔ آپ کے اساتذہ میں قاضی محمد ہدایت اللہؒ شامل تھے۔ حضرت شیخ سنامیؒ بہت ہی سریع التاثیر بزرگ تھے، چند گھڑیوں میں دل کی کایا پلٹنے میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ کی توجہاتِ باطنیہ سے بے شمار لوگ مستفید ہوئے۔ آپ حدیث وفقہ کا باقاعدہ درس دیا کرتے تھے۔ نماز تہجد میں ساٹھ مرتبہ یٰسں شریف پڑھتے تھے۔ بیس ہزار مرتبہ کلمہ کا ورد کیا کرتے تھے۔ آپ کی خوراک ستّو تھی بس وہی کھاتے اور پانی میں گھول کر پیتے تھے۔ آپ نے پاپیادہ حرمین شریفین کا سفر کر کے حج کی سعادت حاصل کی۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ آپ کے شاگرد تھے۔

آپ نے حضرت مجدد الف الثانیؒ کے مکتوبات میں سے چالیس مکاتیب کا انتخاب کیا، جس پر مولانا نعیم اللہ بہڑایچیؒ نے عربی زبان میں دیباچہ لکھا تھا۔ اس کے علاوہ آپ کے ملفوظات کا ایک مجموعہ بھی محفوظ ہے۔

آپ کا انتقال دہلی میں ۱۸/رمضان المبارک ۱۱۶۰ھ/۱۷۴۷ء کو مرض اسہال سے ہوا۔ آپ کا مزار دہلی میں سبزی منڈی سے کئی میل آگے کرنال والی سڑک پر مبارک باغ میں واقع ہے۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ
۲۔ خواجہ موسیٰ خانؒ
۳۔ حضرت مخدوم اعظمیٰ دہ بیدیؒ
۴۔ حضرت مرزا مظفرؒ
۵۔ حضرت محمد میرؒ
۶۔ حضرت شاہ عبدالحفیظؒ
۷۔ حضرت صوفی عبدالرحمٰنؒ
۸۔ حضرت میر بہادرؒ
۹۔ حضرت درویش محمدؒ
۱۰۔ حضرت محمد حسنؒ

24.3۔ حضرت خواجہ محمد یحییٰؒ

حضرت مجدد الف الثانیؒ کے ساتویں بیٹے محمد یحییٰ تھے جو (شاہ جیو) کے نام سے مشہور ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی حضرت مجدد الف الثانیؒ کے علاوہ حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ سے بھی روحانی فیض اور اجازت حاصل کی۔

آپ قد وقامت، رفتار وگفتار اور چشم وآبرو میں اپنے والد ماجد سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ آپ ابھی کم سن تھے کہ ایک روز حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ تشریف لائے جو حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے پوتے تھے اور حضرت مجدد الف الثانیؒ سے فرمایا کہ ایک صاحبزادہ مجھے بھی عنایت فرمائیں کہ ہماری مثل دانا و دیوانہ رہے۔ اتفاقاً اس وقت شیخ محمد یحیٰؒ موجود تھے حضرت مجددؒ نے فرمایا اسی کو لے لو۔ شاہ سکندرؒ نے اپنی نسبت ان کو القا کی اور فرمایا کہ آج سے اس مخدوم زادے کو شاہ جیو کے نام سے پکاریں گے اس دن سے آپ کا یہ لقب پڑ گیا۔ آپ نے نو سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا۔ والد ماجد کے وصال کے بعد اپنے بھائیوں خواجہ محمد سعیدؒ اور خواجہ محمد معصومؒ سے تحصیل علم کی تکمیل کی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے سند حدیث حاصل کی۔ آپ کا نکاح حضرت باقی باللہ قدس سرہ کی پوتی سے ہوا (حضرت خواجہ عبیداللہؒ کی بیٹی)۔ مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر آپؒ کا بہت معتقد تھا۔

آپؒ اپنے بھائیوں کے ساتھ ۱۰۶۷ھ میں حج کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ آپ نے دو دفعہ حج کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے سرہند میں ایک عالی شان مسجد بنوائی اور اس کے ساتھ مدرسہ بھی بنوایا۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ کی دو بڑی کرامتیں ہیں جو باقی رہیں گی۔ ایک آپؒ کا کلام مبارک کہ جس کی مثل کوئی دوسرا کلام نہیں لکھا گیا۔ دوسرے آپ کے فرزندان گرامی جن کو آپ نے اپنے تصرفات عالیہ علم وعمل اور کمالاتِ باطنیہ میں بہت اعلیٰ درجہ کا کمال عطا فرمایا تھا جو کہ اس روئے زمین پر کسی شیخ کامل نے اپنی اولاد کو اتنا کامل نہیں بنایا۔ آج تک آپ کی صلبی و روحانی اولاد میں اس کے اثرات و برکات موجود ہیں اور اس کا فیض مسلسل جاری ہے۔ آپ کی یہ دونوں کرامتیں رہتی دنیا تک آفتاب کی طرح روشن اور باعث افتخار رہیں گی۔

ذَلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ○

(سورۃ جمعہ ۔ ۴)

یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے اسے نوازتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے

آپ کا انتقال ۲۷ / جمادی الاخریٰ ۱۰۹۶ھ کو ہوا۔ حضرت مجدد کے مزار کے مغربی جانب مدفون ہوئے۔

24.4 ۔ میر سید محمد نعمان بدخشانی

آپ بدخشاں کے رہنے والے تھے حضرت مجددؒ کے اکابر خلفاء میں شامل ہیں۔ آپ کے والد میر شمس الدین بدخشانیؒ المعروف میر بزرگ تھے۔ آپ کی پیدائش ۹۷۷ھ میں کشم میں ہوئی جو بدخشان کا ایک قصبہ تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنی ماں کے بطن میں تین ماہ کا تھا تو میرے والد نے حضرت امام ابوحنیفہؒ نعمان بن ثابت کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ جو بچہ پیدا ہو اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ لہٰذا میرا نام نعمان رکھا گیا۔

حضرت نعمان بدخشانیؒ کے والد مشہور عالم اور متقی بزرگ تھے۔ میر بزرگؒ ایک موزہ فروش درویش سے بیعت تھے جو سلسلہ عشقیہ کے صاحب جذبات و کرامات بزرگ تھے اور سمرقند کے ویرانوں میں رہتے تھے۔ میر بزرگؒ حضرت شیخ قاسم کرمینیؒ کے بھی صحبت یافتہ تھے۔

جب آپ بڑے ہوئے تو بلخ میں امیر عبداللہ بلخی عشقیؒ کی خدمت میں توبہ کی توفیق حاصل ہوئی۔ اس کے بعد اتفاقیہ ہندستان آنا ہوا۔ راہ سلوک کی طلب میں بہت سے بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے اوراذ کار سیکھے اور ان پر عمل بھی کیا۔ حضرت سعید حبشیؒ سے بھی مصافحہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ جہاں بھی کسی بزرگ کے بارے میں سنتے تو ان کے پاس پہنچ جاتے تھے۔ ان کے شوق نے ان کو حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ حضرت نے ان پر بہت محبت سے کرم اور عنایات کیں۔ طریقۂ نقشبندیہ کے ذکر و مراقبہ سے نوازا۔ میر نعمان صاحب نے ملازمت ترک کر کے اپنے فرزندوں اور عزیزوں کی کثیر جماعت کے ساتھ پورے توکل پر قائم رہتے ہوئے، فقر و فاقہ کے ساتھ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں وقت گزارا اور اسی حالت پر خوشی اور مسرت حاصل کی۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے ابتدائی تربیت کے بعد آپ کو حضرت مجددؒ کے سپرد کر دیا تھا۔ آپ نے اپنے سلوک کے اسباق حضرت مجددؒ کی نگرانی میں طے کئے۔ ۱۰۱۸ھ/۱۶۰۹ء میں میر صاحب خلعت خلافت اور ارشاد سے سرفراز ہوئے۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ نے آپ کو اپنے قلم مبارک سے خلافت نامہ تحریر کر کے عنایت فرمایا اور ساتھ ہی برہان پور (دکن) روانہ کیا۔ خلافت نامہ کی عبارت کا (عربی سے) اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

"وہی ایک اللہ ہے سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہے۔ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے نبی ﷺ اور آپ (ﷺ) کی بزرگ آلؓ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ برادر صالح، سالک طریق حق، اہل اللہ، عارف باللہ، سید کامل

محمد نعمان (اللہ ان کو ہمیشہ اپنی مرضیات کی توفیق مرحمت فرمائے) جب فقیر کی توسط سے مشائخ نقشبندیہ کی سلک ادارت میں داخل ہوئے اور ان کے طریقہ عالیہ کا سلوک طے کرلیا اور ان سے طریق کے لئے نفع کا امکان پایا گیا تو میں نے ان کو ان کے اکابر کے طریقہ کی تعلیم طالبین راہ کو دینے کی اجازت دے دی ہے، مطابق شریعت وحقیقت کے اور سلام ہو اس پر جس نے ہدایتِ حق کی پیروی کی اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی متابعت کو اپنے اوپر لازم کیا۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ نے آپ کو دعا دی کہ اے اللہ! وہ نسبت خاص (حضرت) محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے، میر صاحب کو نصیب فرما۔ اے اللہ! وہ نسبت جو خاص میری ہے وہ بھی میر صاحب کو نصیب فرما۔

آپ کو دکن کی قطبیت عطا فرمائی۔ دکن میں آپ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی آپ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔ آپ کا زیادہ تر قیام برہان پور میں رہا۔ برہان پور میں آپ کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ کے بدخواہوں نے جہانگیر بادشاہ کو آپ کے خلاف کر دیا لیکن مہابت خان کی وجہ سے آپ محفوظ رہے۔ حضرت مجددؒ کے ۳۳ خطوط آپ کے نام ہیں جو کسی ایک بزرگ کے لئے سب سے زیادہ ہیں۔ آپ نے تصوف پر ''رسالہ سلوک'' تصنیف کیا۔

حضرت میر صاحب نے اپنا ایک خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ معہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے ابا بکرؓ! میرے بیٹے محمد نعمان سے کہو کہ جو شیخ احمد (حضرت مجدد الف الثانیؒ) کا مقبول ہے وہ میرا مقبول ہے اور اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے۔ اور جو مردود شیخ احمد ہے وہ میرا مردود ہے اور اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔ یہ سن کر میر صاحب نہایت مسرور ہوئے اور دل میں کہا کہ الحمدللہ! میں مقبول شیخ احمدؒ ہوں۔ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے ابا بکر! میرے بیٹے نعمان سے کہو کہ جو تمہارا مقبول ہے وہ شیخ احمد کا مقبول ہے اور جو تمہارا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود ہے اور جو شیخ احمد کا مردود ہے وہ میرا مردود ہے اور جو میرا مردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔

(مشائخ نقشبندیہ مجددیہ: ص ۲۲۵)

آپ نے ۱۸/صفر ۱۰۵۸ھ/۱۴/مارچ ۱۶۴۸ء میں وفات پائی اور اکبر آباد میں مدفون ہوئے۔

24.5 ۔ شیخ نور محمد پٹنیؒ

آپ کا شمار حضرت مجددؒ کے نمایاں خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ ''بدر سپہر ولایت'' تھے۔ آپ ہندوستان کے بہت شہروں میں گھومے لیکن زیادہ عرصہ پٹنہ میں گزارا اس لئے پٹنی مشہور ہو گئے۔ آپ کی یہ تڑپ آپ کو حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے آستانے پر لے آئی۔ آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے بیعت ہو کر روحانی سفر کا آغاز کیا۔ وہاں آپ نے ذکر قلبی کی تعلیم حاصل کی پھر حضرت خواجہؒ نے آپ کے تربیت کے لئے آپ کو حضرت مجددؒ کے حوالے کر دیا۔ آپ نے حضرت مجددؒ کی دل و جان سے آٹھ سال خانقاہ میں رہ کر خدمت کی اور بہت سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ حضرت مجددؒ نے حضرت خواجہ باقی باللہؒ کو حضرت نور محمد کے بارے میں مکتوب لکھا کہ شیخ نورؒ آخیر نقطہ تک پہنچ گئے ہیں اور جذب کو انجام پر پہنچا کر اس مقام کی برزخیت پر پہنچ کر مقام فرق کی انتہا تک رسائی حاصل کی ہے۔ پہلے تو آپ کی صفات بلکہ وہ نور کہ جس پر صفات قائم ہیں خود سے الگ رکھا اور دید سے مقام جذبہ کی احدیت تک پہنچ گئے۔ اب اپنے آپ کو اور جہاں کو ایسا گم کیا کہ نہ احاطہ کے قائل ہیں اور نہ معیت کے اور مخفی ترین ذات یعنی احدیتِ صرفہ کی طرف اس قدر متوجہ ہیں کہ حیرانی اور نادانی کے سوا کچھ پتہ نہیں۔ (مکتوب نمبر ۱۸، دفتر اول)

حضرت مجددؒ نے آپ کو خلافت و اجازت سے سرفراز کر کے پٹنہ (ہندوستان) روانہ فرمایا۔ حضرت مجددؒ کے چھ مکتوب آپ کے نام ہیں۔ آپ نے آٹھ سال کی مدت حضرت مجددؒ کے ساتھ گزاری اور پھر حسبِ حکم پٹنہ روانہ ہو گئے۔ آپ نے دریائے گنگا کے کنارے اپنا مسکن بنایا اور ایک مسجد بنائی۔ حضرت مجددؒ نے آپ کو رجال الغیب میں سے فرمایا کہ لیکن راوی کو اس قول میں شک رہا کہ آپ نقباء میں سے ہیں یا نجباء میں سے۔ آپ کو آٹھ بار رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ آپ کا انتقال پٹنہ میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

24.6 ۔ شیخ حمید بنگالیؒ

آپ بنگال کے شہر منگل کوٹ ضلع بردوان کے قاضیوں کے مشہور خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتداء میں سلوک کی منزلوں سے غافل تھے مگر ایک مرتبہ حضرت مجددؒ کو دیکھ لیا بس ان کے گرویدہ ہو گئے۔ آپ میں شریعت کی پابندی، تقویٰ، عزیمت کی رعایت اور رخصت کا ترک اعلیٰ درجہ پر تھا۔ آدابِ سلسلہ نقشبندیہ کی اتباع، فقر و قناعت، توکل، زہد، استقامت انتہائی مدارج پر تھی۔ آپ صرف ایک سال حضرت مجددؒ کی خدمت میں رہے لیکن سلوک کی منازل کی راہ

جذب سے طے کر کے درجہ ولایت تک پہنچے اور مرتبہ کمال و تکمیل حاصل کیا۔ حضرت مجددؒ نے خلافت عطا فرما کر آپ کو وطن روانہ کیا۔ کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت مجددؒ کی جوتیوں کو توجہ کا مرکز بنا رکھا تھا۔ آپ کی وفات پر بھی آپ کے سرہانے حضرت مجددؒ کی رکھی ہوئی تھیں۔ آپ جامع معقول و منقول تھے۔ آپ آداب سلسلہ نقشبندیہ کا اتباع، فقر و توکل، زہد و تقویٰ میں کامل تھے۔ آپ آگرہ سے سرہند حضرت مجددؒ کی محبت میں پیدل گئے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ نے پانچ مکتوبات آپ کے نام لکھے۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ نے آپ کو تحریری خلافت نامہ عنایت فرمایا جن کے الفاظ (عربی) کا اردو ترجمہ بطور تبرک نقل کئے جا رہے ہیں:

حمد و صلوٰۃ کے بعد یہ ضعیف بندہ احمد بن عبدالاحد فاروقی نقشبندی (رحمهما الله سبحانه رحمة واسعة) جو بادشاہ حقیقی اور مددگار اللہ سبحانہ کی رحمت کا طلب گار ہے، کہتا ہے کہ ہمارے بھائی شیخ حمید بنگالی جو عالم، صدیق، نیک اور شریعت، حقیقت و طریقت کے تمام علام کے جامع ہیں۔ اللہ ان کو ایسے کاموں کے کرنے کی توفیق عطا کرے جن کو وہ پسند کرتا ہے اور جن پر وہ راضی ہوتا ہے۔ جب اس نے سلوک کی منازل طے کر لیں اور جذب کی سیڑھیوں پر چڑھ گیا اور ولایت کے درجہ پر پہنچ گیا اور شروع سے آخر تک تمام درجات کو حاصل کر لیا تو میں نے اس کو نقشبندیہ مشائخ کے طریقے پر طریقت کی تعلیم دینے کی استخارے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر ہدایت کے طلب گاروں، مریدین، مخلصین کو طریقہ کی تعلیم دینے کی اجازت دے دی ہے اور میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اس کو ایسے کاموں سے بچائے جن کو وہ پسند نہیں کرتا اور ان کو سید المرسلین ﷺ کی اتباع پر ثابت قدم رکھے۔

آپ کی وفات ۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء میں ہوئی اور اپنے وطن منگل کوٹ (بردوان، بنگال) میں مدفون ہوئے۔ آپ کے فرزند شیخ حبیب الرحمٰنؒ جو صاحب احوال و مقامات، استقامت و کرامت تھے آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہوئے۔ شاہجہاں بادشاہ شیخ حمید بنگالیؒ کا بے حد معتقد تھا۔ آپ کے شکستہ مزار کے قریب ایک مسجد تھی جس کی نسبت مشہور ہے کہ یہ مسجد شاہجہاں کی تعمیر کردہ تھی۔

24.7 ۔ شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری ؒ

آپ کا تعلق لاہور سے تھا۔ آپ کی ولادت ۹۸۴ھ/۱۵۷۶ء میں لاہور میں ہوئی۔ آپ حافظ قرآن تھے، علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت رکھتے تھے۔ ابتداء میں آپ نے حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی ؒ سے نسبت قائم کی۔ آپ کا رجحان منتشر تھا مگر جلد ہی حضرت مجدد ؒ کی توجہ سے سنبھل گئے۔ بہت کھلے دل کے مالک تھے خوب خیرات کرتے تھے۔ آپ کتابت کر کے روزی کماتے تھے۔ آپ نے تفسیر وحدیث کی کتابیں مثلاً تفسیر بیضاوی، مشکوٰۃ شریف کی بہت اچھے خط میں کتابت کی تھی۔ آپ نے حضرت مجدد الف الثانی ؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور روحانی سلوک طے کیا۔ حضرت مجدد ؒ نے خلافت عطا کی اور لاہور واپس بھیج دیا بلکہ لاہور کا قطب بنا دیا۔ آپ ریاضات، مجاہدات، کشف و الہامات، کرامات اور جذبات والوں میں سے تھے۔ حضرت مجدد ؒ نے اپنے عالی مرتبت صاحبزادوں کی تعلیم آپ کے سپرد کی۔ آپ حضرت مجدد ؒ کا حد درجہ احترام کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت مجدد ؒ نے آپ کو امامت کرنے کو کہا تو آپ کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا اور بدن میں لرزہ طاری ہو گیا۔ آپ کو سلسلہ نقشبندیہ میں خلافت کے ساتھ ساتھ طریقہ قادریہ، سلسلہ چشتیہ میں بھی خرقہ ادارت عطا ہوئے۔ آپ گوشہ نشین اور تنہائی پسند تھے۔ آپ نے آخیر عمر میں سنتِ رسول ﷺ کی پیروی میں شادی کی۔ شیخ ابو محمد ؒ آپ کے خلیفہ تھے۔

حضرت مجدد الف الثانی ؒ نے آپ کو جو تحریری اجازت نامہ عطا فرمایا تھا اس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

اپنے مولا کی حمد اور اس کے احسانات کی شکر گزاری کے بعد اور اس کے نبی (ﷺ)، آپ (ﷺ) کی آل (اطہار) اور صحابہ کرام ؓ جو دار السلام کی طرف حق کے داعی ہیں، پر درود وسلام بھیجنے کے بعد فقیر (جو اللہ کے ولی اور غنی کی رحمت کا محتاج ہے) احمد بن عبد الاحد فاروقی نقشبندی (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان دونوں کے گناہوں کو معاف کرے اور ان دونوں کے گناہوں کی پردہ پوشی فرمائے) کہتا ہے کہ بلاشبہ جب میرے بھائی، عالم، عامل، فاضل، کامل شیخ محمد طاہر کو سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے طریقے پر چلنے کی توفیق عطا کی اور وہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں پوری ہمت و نیاز کے ساتھ داخل ہوئے تو انہیں حضور وشہود اور قربت و جمعیت حاصل ہو گئی اور انہیں ایسی ہدایت نصیب ہوئی، جس میں نہایت موجود ہے۔ جب ایک زمانہ بیت گیا اور وہ انہی احوال میں تھے تو مجھ پر ظاہر ہوا کہ وہ بڑی آزمائش میں ڈالے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ سیدھے راستہ سے متفرق راستوں پر نکل جائیں گے۔ وہ اہل حق کے مذہب سے ہٹ کر باطل مذہب کی جانب میل ہو جائیں گے۔ میں نے تضرع وزاری سے اللہ سبحانہٗ کے حضور التجا کی کہ وہ اس سے یہ ابتلاء ہٹا دے اور یہ مصیبت ان سے دور

کردے۔ پھر کامل زاری کے بعد مجھ پر ظاہر ہوا یہ عنقریب ان سے یہ مصیبت ہٹادی جائے گی۔ پس میں اس پر اللہ سبحانہٗ کی ستائش کرتا ہوں۔ پھر تھوڑی مدت کے بعد مجھ پر وہ چیز ظاہر ہوئی جو مجھ پر پہلے بھی ظاہر ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ وہ بڑی استقامت کے بجائے ٹیڑھے راستوں کی طرف نکل آئے اور حق کی طرف سے باطل کی جانب مائل ہوگئے، اس طرح کہ ہماری یہ امید ختم ہوگئی کہ وہ حق کی طرف آجائیں گےاور حق واستقامت کی طرف لوٹے گا۔

جب وہ کئی متفرق راستوں میں داخل ہوئے اوراس کواللہ سبحانہٗ نے مجھ پرظاہر کیا۔ میں اللہ سبحانہٗ کی مدداور توفیق سے اس کوان راستوں سے نکالنے کی طرف پوری طرح متوجہ ہوا۔ میں نے اس کے بعد کوشش کی کہ اس راستے کو بند کردوں تاکہ وہ دوبارہ اس کی طرف نہ لوٹ سکے۔ اس حالت پر کئی مہینے بلکہ کئی سال گزرگئے پھر مجھ پر ظاہر ہوا کہ اللہ کی تائیدونصرت سے جوظاہر ہوا تھا دوسری مرتبہ اوروہ حق اور صراط مستقیم کی طرف لوٹ آئے۔ پھرانہوں نے وہ منازل طے کیں، جو جذب کی منازل تھیں اور سلوک کے مقامات تھے۔ پھروہ اس قابل ہوگئے کہ وہ لوگوں کواس طریقہ کی تعلیم اور تربیت دے۔ پس میں نے اس کواستخارہ اورتوجہ کے بعدان کواجازت دی۔ میں اللہ سبحانہٗ سے استقامت اور ثابت قدمی کا طلب گارہوں کہ وہ ان کوسیدالاولین والآخرین ﷺ کی اتباع کی توفیق عطاکرےاور جب ان شیخ کو، جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے سلسلہ قادریہ وچشتیہ سے وافر حصہ ملا ہے تو میں نے اس کوان کی بھی اجازت دے دی کہ وہ اپنے مریدوں کوخرقہ ارادت قادریہ میں اور خرقہ تبرک چشتیہ میں عطا کرے۔ میں اللہ سبحانہٗ سے اس کی حفاظت اور توفیق کا سوال کرتا ہوں اوراول وآخر میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور سیدالاولین وسیدالمرسلین ﷺ اورآپ (ﷺ) کی آل (اطہار) اور صحابہ کرام ؓ پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔

حضرت مجددالف الثانیؒ ایک مرتبہ حلقہ ذکر میں تھے کہ دیکھا کہ شیخ طاہر بندگیؒ کی پیشانی پر ''شقی'' لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ اس کے بعداب سے عجیب عجیب لغزشیں ظاہر ہوئیں۔ ایک مرتبہ آپ نے کہا کہ میں فناء کے مقام پر پہنچ گیا ہوں ان حضرت مجددؒ میرے احوال سلب نہیں کرسکتے۔ معلوم ہونے پر حضرت مجددالف الثانیؒ نے آپ کے سب احوال سلب کر لئے لیکن آپ کے تائب ہونے پر آپ کو معاف کر کے بحال کردیا۔ آپ کورسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

آپ کی وفات ۲۰؍محرم الحرام ۱۰۴۰ھ / ۱۶۳۰ء میں ۵۶ سال کی عمر میں ہوئی اور میامی صاحب کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ صاحبِ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ آپ کی تاریخ وفات ۲۰؍محرم الحرام ۱۰۵۶ھ لکھتے ہیں۔

24.8 ۔ شیخ بدیع الدین سہارن پوریؒ

آپ سہارن پور کے رہنے والے تھے۔ حضرت مجددؒ کے خلفاء میں سے تھے۔آپ کے والد گرامی کا نام شیخ رفیع الدین انصاریؒ تھا۔ آپ ہندوستان کے شہر سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سہارنپور میں حاصل کی۔ پھر ملازمت کے سلسلہ میں آپ سرہند آ گئے تھے۔ کبھی کبھی حضرت مجددؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، حضرت مجددؒ کی مسلسل توجہ نے آپ کو بے خود کر دیا اور سہارن پور روانہ ہو گئے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ عالم، عامل، متقی، پرہیزگار، خوش طبیعت اور خوش گفتار تھے۔ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔

حضرت شیخ بدیع الدینؒ اپنے ابتدائی دنوں کا حال خود بیان فرماتے ہیں کہ میں ملازمت کرتا تھا اور کبھی کبھی حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ میں عشقِ مجازی میں مبتلا تھا، فرائض اور اعمال صالحہ میں بھی کوتاہی کرتا تھا۔ حضرتؒ فرماتے تھے کہ ''فلانے'' تم نماز کیوں نہیں پڑھتے اور گناہوں سے کیوں بعض نہیں آتے۔ میں کہتا کہ میں ایسی نصیحت بہت لوگوں سے سن چکا ہوں۔ اگر اس معاملہ میں آپ مجھ پر توجہ فرمائیں اور اپنے تصرف اور توجہ سے مجھے اس حالت (گمراہی) سے باہر نکالیں تو میری ہدایت ہو سکتی ہے ورنہ نصیحت تو کارگر نہیں ہوگی۔ حضرت نے تھوڑی دیر توجہ فرمائی پھر فرمایا کہ کل تم اسی نیت اور امانیت کے ساتھ میرے پاس آنا۔ اتفاقاً دوسرے روز میرا محبوب میرا مہمان ہوا اور میں نے اس کی صحبت کو غنیمت جانا اور حضرتؒ کی خدمت میں نہ جا سکا۔ پھر دو تین روز کے بعد حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے وعدہ خلافی کی ہے۔ خیر، اب بھی آ گئے ہو تو اچھا ہے اور مبارک ہو۔ جاؤ تازہ وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو پھر میرے پاس آؤ۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ آپ مجھے خلوت میں لے گئے اور ذکر قلبی کی تعلیم دی اور توجہ فرمائی۔ میں ہوش و حواس کھو بیٹھا اور مٹی میں لوٹنے لگا۔ اسی حالتِ بے ہوشی کے عالم میں لوگوں نے مجھے اٹھا کر گھر تک پہنچا دیا۔ ایک رات اور دن کے بعد مجھے ہوش آیا۔ جب میں نے اپنے دل کو ٹٹولا تو اس گرفتاری (عشقِ مجازی) سے اسے خالی پایا۔ اس کے بعد میں حضرت کی خدمت میں پابندی سے حاضر ہونے لگا اور ان کی عالیٰ توجہات کی برکتوں سے بے حد ترقیاں حاصل ہوئیں پھر تو میں ہر روز خود سے دور تر ہوتا گیا۔ ہر ساعت غیب الغیب کی طرف بڑھتا گیا۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ سے بیعت ہونے سے پہلے آپ ان سے عقیدت نہیں رکھتے تھے۔ بعد ازاں آپ کو حضرت مجددؒ سے بے پناہ عقیدت اور محبت ہو گئی تھی۔ روحانی سلوک مکمل کر کے خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے دس مکتوبات آپ کے نام ہیں۔

آپ نے کچھ عرصہ آگرہ میں بھی قیام کیا جو اس وقت دارالخلافہ تھا۔ پھر سہارن پور واپس آ گئے اور وہیں ۱۰۴۲ھ بمطابق ۱۶۳۲ھ میں انتقال ہو گیا۔ آپ نے پچاس سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔

24.9 ۔ حاجی خضر خان افغانؒ

حاجی خضر خان افغانؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خاص مرید اور خلیفہ مجاز تھے۔ آپ سرہند کے مضافات بہلول پور کے رہنے والے تھے۔ حضرت مجددؒ کی آپ کے والد میاں جیوؒ سے صحبت رہی تھی۔ آپ حضرت مجددؒ سے بہت محبت کرتے تھے، دربار مجددیہ میں اذان دیتے تھے۔ نہایت درجہ خوش الحان تھے، نعت کے اشعار پڑھتے تھے۔ اس لئے آپ کی آواز گونجتی رہتی تھی۔ آپ کو حضرت مجددؒ کے ساتھ حج اور مشائخ وفقراء کے مزارات کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے بیت المقدس میں بھی حاضری دی۔ حضرت مجددؒ خوش طبعی میں آپ کو خضراء کہہ کر پکارتے تھے۔ بہلول پور اور بجواڑہ کے بکثرت افغان اور دوسرے لوگ آپ ہی کی صحبت کے طفیل ہدایت پذیر ہوئے اور بہت سے درجہ کمال تک پہنچے۔ انہی افراد میں شیخ آدم بنوریؒ بھی شامل ہیں۔ حاجی صاحب نے بجواڑے میں حضرت مجددؒ کے وصال کی خبر سنی تو بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو شدید غم میں روتے ہوئے سرہند پہنچے اور مخدوم زادوں کے قدموں میں گر گئے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے انتقال کے بعد آپ بہت غمگین رہتے تھے اور کچھ عرصہ بعد فوت ہو گئے۔

آپ کی وفات ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء میں ہوئی اور اپنے وطن بہلول پور (انڈیا) میں مدفون ہوئے۔

24.10 ۔ حضرت بدرالدین سرہندیؒ

آپ سرہند کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت شیخ ابراہیم مخزنی سرہندیؒ تھا جن کا انتقال ۷۳ سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۰۲۴ھ/۱۶۱۶ء میں سرہند شریف میں ہوئی۔ آپ اپنے زمانے کے محدث، مفسر اور تصوف میں کامل تھے۔ آپ کا شغل درس و تدریس تھا۔ آپ پندرہ سال کے عمر میں حضرت مجددؒ سے بیعت ہو گئے تھے اور ذکر کی تعلیم حاصل کی تھی۔ آپ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے والد گرامی حضرت عبدالاحدؒ کی خدمت میں بھی کچھ عرصہ رہے تھے۔ شرح مواقف، تفسیر بیضاوی اور عضدیہ مع حاشیہ سید شریف آپ نے حضرت مجدد الف الثانیؒ سے پڑھیں۔ تقریباً سترہ برس حضرت مجددؒ کی خدمت میں رہے۔ زاہد اور

متقی تھے۔ حضرت مجددالف الثانیؒ نے آپ کوخلافت اوراجازت سے نوازا۔ حضرت مجددؒ آپ پر بہت مہربان تھے اور اپنی عیال میں شمار کرتے تھے۔ آپ کی جائے نماز قالین پشمین کی تھی لیکن چونکہ حضرت امام مالکؒ کے نزدیک پشم پرسجدہ مکروہ ہےاورآپ تمام ائمہ کی آراء کا خیال رکھتے تھےاس لئے آپ نے اس کے اوپرسجدہ کی جگہ پرسوتی کپڑا سی دیا تھا۔ جب وہ کپڑا میلا ہوگیا تو خادم نے اسے الگ کر کے نیا کپڑا لگا دیا۔ مولانا بدرالدین نے وہ پرانا کپڑا اپنی پگڑی میں رکھ لیا اور اس رات انہیں بارہ مرتبہ آنحضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے اکثر کتب حضرت مجددالف الثانیؒ کے بیٹے حضرت خواجہ محمد صادقؒ سے پڑھیں۔

آپ کی صحیح تاریخ وفات کا علم نہیں ہوسکا، بعض سوانح نگاروں کا خیال ہے کہ آپ کی وفات ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۷ء میں ہوئی تھی۔ آپ کے تین صاحبزادے، حضرت ملا محمد شاکرؒ، حضرت شیخ محمدؒ اور حضرت محمد افضلؒ تھے۔

آپ کے تصانیف بھی ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ کے حالات پر معرکۃ اعلیٰ کتاب ''حضرات القدس'' ہے۔ یہ دو جلدوں میں ہے۔ پہلے حصہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لے کر حضرت خواجہ باقی باللہؒ تک کے حالات ہیں اور دوسرے حصہ میں حضرت مجددؒ اور آپ کی اولاد اور خلفاء کا ذکر ہے۔

آپ کی مندرجہ ذیل کتب بھی ہیں۔

۲۔ کتاب درباره کرامات اولیاء

۳۔ اثبات خوارق اولیاء

۴۔ فتوح الغیب کا فارسی ترجمہ

۵۔ کتاب الروائح فی شرح اصطلاحاتِ صوفیہ واشغال قادریہ ونقشبندیہ

۶۔ بہجۃ الاسرار کا فارسی ترجمہ

۷۔ درجات الابرار

۸۔ مجمع الاولیاء

۹۔ سنوات الاتقیاء (اس میں حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے وقت تک کے اربابِ کمال کے حالات بیان کئے گئے ہیں)

۱۰۔ سیر احمدی (فارسی)

۱۱۔ کراماتِ اولیاء (فارسی)

۱۲۔ مقاماتِ غوث الثقلین

۱۳۔ ترجمہ روضۃ النواظر (فارسی)

۱۴۔ ترجمہ تفسیر عرائس البیان (فارسی)

۱۵۔ وصال احمدی (فارسی)

۱۶۔ معراج المومنین الی اعلیٰ علیین

24.11 ۔ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمیؒ

آپ حضرت مجددؒ کے اکابر خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کشم جو بدخشاں کا ایک علاقہ ہے کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء کو بدخشاں کے قصبہ کشم میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی خواجہ محمد قاسمؒ ولایت کے اکابرین میں سے تھے اور بدخشان کے بادشاہ مرزا شاہ رخ کے استاد تھے۔ آپ آبائی طور پر سلسلہ کبرویہ سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن آپ تلاش مرشد میں ہندوستان آئے اور حضرت مجددؒ کے خلیفہ حضرت میر محمد نعمان بدخشیؒ کی خدمت میں برہانپور حاضر ہوئے اور ان سے روحانی سے تعلق پیدا ہوگیا۔ آپ ان کے حلقہ ادارت میں داخل ہو کر سلوک کی منازل طے کرنے لگے۔ ان سے اس قدر قریب ہوئے کہ ان کی بیٹی سے آپ کی شادی ہوگئی۔ پھر ان کی معرفت حضرت مجددؒ سے رابطہ ہوا اور مستقل تعلق کا سبب بن گیا۔ دو سال تک آپ حضرت مجددؒ کے ساتھ رہے۔ تھوڑی سی مدت میں حضرت مجددؒ کی توجہ اور قوت تصرف کی برکت سے انہوں نے احوال باطن، مقاماتِ معنوی، حالاتِ عجیبہ، کمالاتِ غیبیہ کے ساتھ ساتھ حضرت کی لطف وعنایات عطا ہوئے۔ آپ نے حدیث کا علم حضرت خواجہ محمد سعید سرہندیؒ سے حاصل کیا اور مشکوٰۃ شریف مولانا عبدالمومن لاہوری سے پڑھی۔ حضرت مجددؒ نے آپ کو خلافت واجازت عطا فرمائی اور برہان پور جانے کا حکم دیا۔

مکتوبات کی تیسری جلد آپ کی نگرانی میں تیار ہوئی۔ آپ نے برہان پور میں سکونت اختیار کرلی۔ وہیں حضرت مجددؒ کے حوالے سے ایک کتاب ترتیب دینے لگے ابھی ابتداء ہی کی تھی کہ حضرت مجددؒ کا انتقال ہوگیا۔ پھر تو دن رات آپ نے ان کے اور اوران کے خاندان کے بارے میں لکھنا شروع کردیا۔ آپ نے ایک کتاب ''زبدۃ المقامات'' ترتیب دی۔ پھر آپ نے حضرت مجدد الف الثانیؒ کے منتشر مسودات کو اکٹھا کیا اور ''مکاشفات عینیہ'' کے نام سے کتاب

ترتیب دی جس کی تکمیل ۱۰۵۳ھ میں ہوئی۔ آپ کی ایک تصنیف ''نسمات القدس'' کے نام سے بھی ہے۔ آپ کے اشعار کا ایک دیوان (فارسی) بھی ہے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے صاحبزادوں سے خصوصاً حضرت خوجہ محمد معصومؒ سے آپ کے بہت اچھے مراسم تھے۔

آپ کا برہان پور میں ۱۰۵۴ھ/۱۶۴۴ء میں انتقال ہوا اور وہیں آخری آرام گاہ پائی۔ آپ کے ایک صاحبزادے محمد قاسمؒ تھے جنہوں نے آپ کی کتب اور رسائل کو جمع کیا تھا۔

آپ کی چند تصنیفات:

۱۔ حلیۂ رسول اللہ ﷺ

۲۔ طریق الوصول فی شریعۃ الرسول

۳۔ نسمات القدس من حدائق الانس

۴۔ رویداد تدوین مکتوبات امام ربانیؒ

۵۔ مکتوباتِ کشمیؒ

۶۔ احوالِ خواجہ قاسم شیخ کرمینیؒ

۷۔ قدر العالی فی اسرار خیر اللیالی

۸۔ گوہر نامی سراسرار نام سید الانامی ﷺ نقدِ عمر

۹۔ صفحات الانوار من مقامات الاخیار

۱۰۔ کلیاتِ ہاشم

۱۱۔ رسالہ مرآۃ الرویۃ

آپ کا مزار پانڈارول ندی کے قریب تھا۔ آپ کی قبر مبارک میں پانی آنے لگا آپ نے چند محافظوں اور مسجد کے امام کو خواب میں فرمایا کہ میرا جسم وہاں سے منتقل کر دو۔ چنانچہ ایک دن مقرر ہوا اور کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوئے تھے۔ آپ کی قبر مبارک کو کھولا گیا تو دیکھا کہ آپ کا جسم بالکل صحیح وسلامت ہے اور ایک مسحور کن خوشبو پھیل گئی جو لوگوں نے پہلے کبھی نہیں سونگھی تھی۔ آپ کے جسم مبارک کو ایک اونچے مقام پر دفن کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۲۷۲ھ کا ہے۔ بہت سے لوگ اس واقعہ کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ (لھم مغفرہ از حضرت ڈاکٹر حافظ منیر احمد خان مدظلہٗ)

24.12 ۔ حضرت شیخ سید آدم بنوریؒ

آپ سادات خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید اسماعیل بنوری تھاؒ ۔ آپ کے آباؤ اجداد کا وطن روم تھا آپ سرہند کے مضافات بنور میں مقیم ہوگئے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت موسیٰ کاظمؒ سے ملتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے میرے والد کے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیرا اور کوئی چیز میرے والد کو عنایت کی اور ارشاد فرمایا کہ اسے کھالو۔ پس میرے والد نے کھالی۔ بعدازاں میری والدہ حاملہ ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ میرا وجود نبی کریم ﷺ کے اسی عطیہ مبارک سے ہے۔ آپ کی والدہ نے خواب دیکھا تھا کہ ایک چراغ حلمت روشن ہوا، جسے مکان کی چھت سے آویزاں کیا گیا۔ انہوں نے یہ خواب اپنے شوہر کو بتایا تو انہوں نے اس کی تعبیر فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نورانی بیٹا عطا فرمائے گا۔

آپ جوان ہوئے تو شاہی فوج میں ملازمت کرلی لیکن جلد ہی کنارہ کش ہوگئے اور سلوک کی راہ اختیار کرلی۔ سب سے پہلے آپ نے سلسلہ شطاریہ کے شیخ شاہ محمد غوث گوالیاریؒ سے نسبت حاصل کی پھر سلسلہ سہروردیہ کے بزرگ پیر بہلای سے فیض پایا جو ساڈھورہ میں مدفون ہیں۔ پھر آپ حضرت مجددؒ کے خلیفہ حاجی خضر خان افغانؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن پھر بھی دل کی بے تابی بڑھتی گئی۔ حاجی صاحب نے حضرت مجددؒ کی خدمت میں روانہ کردیا جو اس وقت اجمیر شریف میں تھے۔ آپ ان سے مل کر فوراً ان سے بیعت ہوگئے اور پھر اسی دربار کے ہوکر رہ گئے۔ آپ حضرت مجددؒ کی خصوصی توجہ سے مشرف ہوئے۔ آپ نے بہت تھوڑی مدت میں سلوک کے اسباق مکمل کئے اور حضرت نے آپ کو اجازت اور خلافت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی قوت عطا فرمائی تھی کہ آپ پہلی توجہ میں بمجرد تلقین طریقہ مرید کو فناء قلب و نسبت نقشبندیہ پر پہنچا دیتے تھے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر آپ کا طریقہ تھا۔ آپ حضرت مجددؒ کی وفات کے دو سال بعد تک وہیں رہے۔ آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے چار لاکھ مرید اور ایک ہزار خلفاء تھے۔ آپ نے حضرت شیخ محمد طاہر لاہوریؒ سے بھی روحانی فیض حاصل کیا تھا۔

۱۰۵۲ھ میں جب آپ لاہور تشریف لائے تو دس ہزار عقیدت مند آپ کے ساتھ تھے۔ شاہجہاں نے حج پر جانے کے لئے کہا تو روانہ ہوگئے۔ آپ نے روضہ رسول ﷺ پر معہ اہل و عیال حاضری دی اور وہیں قیام کرلیا اور بروز جمعہ ۱۳/شوال ۱۰۵۴ھ/۱۳/دسمبر ۱۶۴۴ء کو مدینہ منورہ ہی میں آپ کا انتقال ہوا اور جنت البقیع میں حضرت عثمان غنیؓ کے قریب مدفون ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۴۷ سال تھی۔ آپ کے صاحبزادے، حضرت شیخ محمد اولیاءؒ،

حضرت شیخ محمد عیسیٰ ؒ، حضرت شیخ محمد حسن ؒ اور حضرت شیخ غلام محمد ؒ تھے۔
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ کے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم ؒ آپ کے خلفاء میں سے ہیں۔

دیگر خلفاء میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

۲۔ شیخ یار محمد قدیم طالقانی ؒ

۳۔ شیخ یار محمد جدید طالقانی ؒ

۴۔ شیخ کریم الدین حسن ابدالی ؒ

۵۔ شیخ عبدالہادی بدایونی ؒ

۶۔ شیخ حسن برکی ؒ

۷۔ حاجی سعداللہ مجددی وزیرآبادی ؒ

۸۔ شیخ سعدی بلخاری نقشبندی ؒ

۹۔ مولانا امان اللہ ؒ

حضرت باقی باللہ ؒ کے دونوں صاحبزادے

۱۰۔ شیخ عبیداللہ المعروف خواجہ کلاں ؒ

۱۱۔ شیخ عبداللہ المعروف خواجہ خورد ؒ

۱۲۔ حضرت شیخ عبداللہ بہادر کوہاٹی ؒ

۱۳۔ حضرت شیخ عبداللہ پشاوری ؒ

۱۴۔ حضرت شیخ ابوالرضا ؒ

۱۵۔ حضرت حافظ سید عبداللہ نقشبندی ؒ (آگرہ۔ انڈیا)

۱۶۔ حضرت مولانا امین بدخشی ؒ

آپ کا سلسلہ موہڑہ شریف اور نیریاں شریف کے نام سے بھی پھیلا ہے۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ خلاصۃ المعارف (فارسی) (دوجلدیں)

۲۔ نکات الاسرار (فارسی)

۳۔ نظم النکات

۴۔ تفسیر سورۃ فاتحہ

۵۔ مکتوبات

۶۔ درودِ الہامیہ

۷۔ وضوح المذاہب

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت آدم بنوریؒ کے خانقاہ میں ایک شخص نے آکر ایک مرید سے کہا کہ شیخ سے کہہ دو کہ ان کے قصبہ بنور سے ایک شخص ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ اس کو اندر لے آؤ۔ مرید نے اس کو اندر پہنچادیا۔ وہ شخص آپؒ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ آپ نے بنور کے حالات پوچھے اور اہل بنور کی خیریت دریافت کی۔ پھر پوچھا کہ تمہارا آنا کیسے ہوا۔ اس نے کہا کہ میں بہت پریشان ہوکر حاضر ہوا ہوں۔ آپ کو میری مدد کرنا ہوگی۔ آپ نے اس کو تسلی دی اور فرمایا کہ تم پریشان کیوں ہو۔ میں ضرور تمہاری مدد کرنے کی کوشش کروں گا بتاؤ کیا بات ہے۔

اس نے عرض کیا کہ حضرت میری ایک بیٹی ہے وہ جوان ہوئی تو میں نے اس کی شادی کردی۔ بس شادی کرتے ہی میں پریشانی میں مبتلا ہوگیا۔ آپؒ نے پوچھا! وہ کس طرح۔ اس نے عرض کیا کہ شادی کے بعد پتہ چلا کہ میری لڑکی کسی جن کے زیر اثر ہے۔ اس کا شوہر اس کے پاس نہیں جاسکتا۔ جیسے ہی قریب جانے کی کوشش کرتا ہے اس کو معلوم نہیں کون دھکے دے کر دور کردیتا ہے۔ ابھی تک خیریت ہے کہ میرے داماد کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ وہ جن کیا کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ میری بیٹی کو لے کر کمرے میں بند ہوجاتا ہے اور اندر کسی کو داخل نہیں ہونے دیتا۔ آپؒ نے پوچھا کہ پھر میں کیا خدمت کرسکتا ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری بیٹی کا اس جن سے پیچھا چھڑا دیں۔ آپ نے فرمایا! وہ جن اس کا پیچھا چھوڑ دے گا آپ پریشان نہ ہوں۔

اس شخص کا خیال تھا کہ آپ اس کو کسی قسم کا تعویز وغیرہ دیں گے۔ مگر آپ نے کچھ نہ دیا کچھ دیر خاموشی سے کچھ پڑھتے رہے اور اس کے بعد فرمایا۔ جاؤ بنور واپس جاؤ۔ اب جب بھی وہ جن آئے اسے میرا نام لے کر کہہ دینا کہ وہ یہاں سے چلا جائے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔

اس شخص نے مایوسی سے پوچھا! بس اور کچھ۔ آپ تعویز وغیرہ نہیں دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ تعویز کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم لڑکی کے کان میں میری طرف سے کہہ دینا کہ شیخ آدمؒ کا یہ فرمان ہے کہ میری لڑکی کے پاس سے چلا جا ورنہ شیخ تجھ کو جلا دیں گے۔ وہ شخص دل برداشتہ ہوکر چلا گیا اور بے یقینی سے اپنی بیٹی کے کان میں وہی الفاظ ادا کر دئے۔ وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوگیا کہ اس کے بعد اس کی بیٹی بالکل درست ہوگئی اور اس کے شوہر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ (اولیاء کرام)

24.13 ۔ شیخ محمد طاہر بدخشیؒ

شیخ محمد طاہر بدخشیؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے مشہور خلفاء میں سے ہیں۔ آپ بدخشان کے ترکوں کی نسل اور دشتِ قلعہ سے تھے۔ آپ نے سپہ گیری کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ شاہ ایران کے مقربِ خاص تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امیر کے ساتھ سفر پر گیا تھا کہ منزل پر مجھے نیند آ گئے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ حضورِ انور ﷺ تم کو طلب فرما رہے ہیں۔ میں ان کے ساتھ گیا تو دیکھا کہ حضورِ انور ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ ایک بھاری زرہ آپ کے سامنے رکھی ہوئی ہے۔ جب میں قریب پہنچا تو حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حکم دیا کہ یہ زرہ ان کو پہنا دیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسے اٹھا کر میرے کندھوں پر ڈال دیا اور میں نے پہن لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس گروہ میں رہ کر کیا کرتے ہو راہ فقر میں آؤ۔ لیکن پہلے اس قلعہ کو فتح کرو پھر سپہ گیری چھوڑ دو۔ میں نیند سے بیدار ہوا تو کوچ کا اعلان ہو رہا تھا۔ میں اپنی فوج کے ساتھ ملکوسہ کے قلعہ کے قریب پہنچا تو مجھے ایسا جوش پیدا ہوا کہ میں نے سب سے آگے گھوڑا دوڑا دیا اور قلعہ کے دروازے پر حملہ کر دیا وہ پہلے ہی حملہ میں فتح ہوگیا میں قلعہ کے اندر داخل ہوگیا۔ اس کے بعد میں گھوڑے سے اتر گیا اور زائد کپڑے ملازم کو دئے اور کہا کہ یہ گھوڑا اور کپڑے گھر لے جاؤ ان شاء اللہ میں بھی پہنچ جاؤں گا۔ میں وہاں سے نکل کر شیخ عبدالجلیل بیانکیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے بغیر پوچھے اپنی نسبت عطا فرمائی۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ تم صاحب استعداد ہو اس راہ میں سفر اختیار کرو۔ شاید کسی بزرگ کے پاس پہنچ جاؤ وہ تمہارا کام بنا دیں گے۔ میں دہلی کے لئے چل پڑا راستے میں مختلف جگہ مجھے مولانا

صالح گولامیؒ ، مولانا یار محمدؒ اور مولانا عبدالحق شادمانیؒ ملے جو حضرت مجدد الف الثانیؒ سے ملاقات کے لئے جا رہے تھے۔ تینوں بزرگ ہمراہ ہو گئے۔ جب یہ برک کے مقام پر پہنچے جو کابل اور قندھار کے درمیان ہے تو شیخ احمد برکیؒ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے حضرت مجدد الف الثانیؒ کے مکاتیب کا مطالعہ کیا تھا اور ان کے بہت اوصاف سن چکے تھے تو وہ بھی شیخ مولانا یوسفؒ کے ساتھ ان کے ہمراہ ہو گئے۔ جب یہ لوگ دہلی پہنچے اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے حالات معلوم کئے تو لوگوں نے بتایا کہ وہ ابھی چند روز ہوئے انتقال کر گئے ہیں لیکن ان کے خلیفہ حضرت مجدد الف الثانیؒ یہاں موجود ہیں۔ حضرت میر نعمانؒ نے ان پر بڑی شفقت فرمائی اور حضرت مجددؒ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت مجددؒ نے ان کو نظر عنایت سے دیکھا اور تربیت کامل فرمائی۔ شیخ محمد طاہر بدخشیؒ حضرت مجددؒ کی خدمت میں رہنے لگے اور دو ماہ کی مدت میں ان کا یہ حال ہو گیا کہ حضور انور ﷺ کا دیدار مسلسل نصیب ہونے لگا۔ یہ معاملہ تین ماہ تک رہا۔ اس کے بعد احوالِ سینہ اور مقامات عالیہ کے ساتھ جذب و سلوک سے مستفیض ہوا اور ولایت کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت مجددؒ نے ۱۰۱۷ھ میں اجازت اور خلافتِ طریقہ نقشبندیہ عطا فرما کر جونپور جانے کا حکم دیا اور وہاں کی ذمہ داری سونپی۔ آپ کا جونپور میں ۷/رجب ۱۰۴۷ھ/۲۵/نومبر ۱۶۳۷ء ستر سال کی عمر میں انتقال ہوا اور جونپور میں مدفون ہوئے۔

24.14 ۔ شیخ یار محمد (قدیم) طالقانیؒ

شیخ یار محمد (قدیم) طالقانیؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے قدیم مریدوں میں سے تھے۔ آپ ایران کے شہر طالقان کے رہنے والے تھے اس لئے طالقانی کہلائے۔ حضرت مجددؒ نے انہیں اجازت اور خلافت عطا فرمائی تھی۔ آپ کو قدیم اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نام کے ایک اور صاحب حضرت کے مرید تھے۔ ان کو یار محمد جدید کہتے تھے۔

آپ فرض روزہ نماز کے علاوہ نفل روزہ نماز کا بے حد اہتمام کرتے تھے۔ ہمیشہ استغراق میں رہتے تھے۔ آپ بہت پُرکشش شخصیت کے مالک تھے۔ ایک مرتبہ حج سے واپس آ کے آپ نے اپنے عزیز دوست حضرت محمد ہاشم کشمیؒ کو بتایا کہ میں نے طواف کے دوران رکن یمانی کے قریب ایک ہودج میں حضور انور ﷺ کو بہت زیب و زینت کے ساتھ دیکھا۔ اس شان کی لذت و فرحت سے میں مدہوش ہو گیا۔

آپ کثیر السلوک و مراقبہ تھے۔ مسکنت و غربت آپ کا خاص وصف تھا، فقر و فاقہ اور لقمۂ حلال آپ کی

خصوصیت تھی۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ نے اپنے ایک مکتوب میں آپ کو خاص نصیحتیں فرمائیں جو درج ذیل ہیں:

'' جب کوئی طالب تمہارے پاس مرید ہونے کو آئے تو اس کے تعلیم طریقہ میں خوب تامل کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کو اس معاملہ میں تمہارا امتحان منظور ہو اور خرابی پیدا ہو۔ خاص کر جب کسی مرید کے آنے سے راحت و مسرت پیدا ہو تو چاہئے کہ اس بارے میں التجاء و تضرع کے ساتھ استخارہ کرلو۔ یہاں تک کہ یقین ہو جائے کہ طریقہ بتانا چاہئے۔ پھر استدراج اور خرابی کا گمان باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے بندوں میں تصرف کرنا اور ان کے پیچھے اپنا وقت ضائع کرنا بغیر اللہ کی اذن کے اجازت نہیں۔ آیت کریمہ

﴿ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ﴾ (سورۃ ابراہیم ۔ ۱)

تا کہ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاؤ

یہ آیت اس معاملہ کی وضاحت کرتی ہے۔ جب کسی بزرگ کا انتقال ہوا تو خطاب ہوا کہ

'' تو ہی ہے جس نے زرہ پہنی تھی، میرے دین کے لئے میرے بندوں پر؟ ''

انہوں نے جواب دیا کہ ہاں: پھر ارشاد ہوا کہ '' تو نے میری مخلوق کو میری طرف کیوں نہ چھوڑا اور اپنے نفس کو میری طرف کیوں متوجہ نہ کیا؟ '' (مکتوب ۲۲۱، جلد اول)

حجاز مقدس سے واپسی کے ایک عرصہ بعد ۱۰۴۶ھ / ۱۶۳۶ء میں اکبر آباد میں آپ کا انتقال ہو گیا اور وہیں مدفون ہوئے۔

24.15 ۔ حضرت شیخ یار محمد جدید طالقانیؒ

حضرت شیخ یار محمد جدید طالقانیؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت مجددؒ سے بعض کتابیں پڑھیں اور بہت متاثر ہوئے۔ آپ طالقان شہر سے سرہند تشریف لائے اور حضرت مجددؒ سے بیعت کر کے باطنی سلوک کی تکمیل کی اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے حضرت مجدد الف الثانیؒ کے مکتوبات دفتر اول جس کا تاریخی نام '' دارالمعرفت '' ہے ۱۰۲۵ھ میں مرتب فرمایا۔

24.16 ۔ شیخ عبدالہادی فاروقی بدایونیؒ

شیخ عبدالہادی بدایونیؒ پہلے حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے بیعت ہوئے پھر انہوں نے تربیت کے لئے حضرت مجدد الف الثانیؒ کے سپرد کر دیا۔ آپ بہت عرصہ تک حضرت مجددؒ کی خدمت میں رہے۔ کمالات اور مقامات کے مراحل طے کرتے رہے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اور حضرت یار محمد قدیمؒ حضرت مجددؒ کے پاس ایک ہی حجرے میں رہتے تھے۔ حضرت یار محمد قدیم بدخشی طالقانیؒ تمام رات عبادت کرتے تھے اور حضرت شیخ عبدالہادیؒ اپنی بیماری کی وجہ سے ایسا نہیں کر پاتے تھے اور حسرت اور افسوس کرتے تھے۔ ایک دن حضرت مجددؒ نے فرمایا! سبحان اللہ! شیخ عبدالہادی کی حسرت اور افسوس نے مولانا یار محمد قدیمؒ کی عبادت پر سبقت حاصل کر لی۔

آپ کی وفات ۹/شعبان ۱۰۴۱ھ/۱۰/مارچ ۱۶۲۹ء کو بدایوں (انڈیا) میں ہوئی اور تکیہ خرم شاہ (بدایوں) میں آسودہ خاک ہوئے۔

24.17 ۔ خواجہ محمد صادق کابلیؒ

خواجہ محمد صادق کابلیؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے قدیم مریدین اور خلفاء میں سے تھے۔ آپ بہت دولت مند تھے اور شہزادہ جہانگیر کے ملازمین میں سے تھے۔ اتفاق سے آپ کے دل میں طلب اور مقصود کا شوق پیدا ہوا۔ آپ کے پاس جو کچھ تھا اسے چھوڑ کر حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے پاس دہلی آ گئے۔ وہاں سنا کہ حضرت خواجہؒ کا انتقال ہو گیا۔ تو آپ ان کے مرید خاص اور خلیفہ خواجہ حسام الدینؒ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ آپ کی طلب صادق تھی حضرت مجددؒ نے آپ کو خدمت کے لئے قبول کر لیا۔ آپ جلد ہی مقاماتِ سنجیدہ اور احوالِ پسندیدہ تک پہنچ گئے۔ آپ حضرت مجددؒ کے اتنے قریب ہو گئے کہ وہ آپ کو اپنے بیٹوں کی طرح سمجھنے لگے۔ آپ حضرت مجددؒ کی خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے حکم سے لاہور آ گئے اور ۱۰۱۸ھ/۱۶۰۹ء میں وفات پائی اور لاہور میں مدفون ہوئے۔

24.18 ۔ شیخ احمد دیبنیؒ (دیوبندی)

شیخ احمد دیبنیؒ دیبن (دیوبند) کے رہنے والے تھے جو سہارن پور بوڑیہ کے قریب ہے۔ آپ کو سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ ایک زمانے میں آپ نے برہان پور کے ایک بزرگ حضرت شیخ محمد بن فضل اللہؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، ایک عرصہ ان کی خدمت میں بھی رہے اور سلوک کی تکمیل کر کے خلافت و اجازت پائی بعد ازاں آپ آگرہ آ گئے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ ان دنوں آگرہ میں رہتے تھے۔ آپ نے حضرت مجدد الف الثانیؒ سے بیعت کر لی آپ ان کے قدیم مریدین میں سے تھے۔ مرید ہونے سے پہلے آپ حضرت مجددؒ سے سبق پڑھتے تھے۔ کئی سفروں میں بھی آپ حضرت مجددؒ کے ہمراہ رہے۔ آپ برہان پور تشریف لے گئے، وہاں حضرت مجددؒ نے آپ کی تربیت کی ذمہ داری حضرت میر محمد نعمانؒ کو سونپ دی۔ آپ کی ملاقات اپنے پہلے پیر و مرشد سے ہوئی تو انہوں نے دریافت کیا کہ جس ذکر کی میں نے تعلیم دی تھی آپ اس میں مشغول ہیں۔ آپ نے عرض کیا کہ میں نے حضرت خواجہ میر نعمانؒ سے طریقہ نقشبندیہ کا ذکر حاصل کر لیا ہے اور میں اس میں لذت پاتا ہوں اور اسی میں مشغول ہوں۔ حضرت شیخ محمد بن فضل اللہؒ منصف مزاج اور حق پسند بزرگ تھے۔ انہوں نے فرمایا! کچھ مضائقہ نہیں مقصد تو فائدہ حاصل کرنا ہے۔ حضوری کی دولت جس جگہ سے ہاتھ آئے اس کو لازم پکڑو۔ پھر آپ واپس سرہند آ گئے حضرت مجدد الف الثانیؒ نے آپ کو اجازت اور خلافت سے نوازا۔ آپ کی بدولت بنگال کا صوبہ دار قاسم خان شیعیت سے تائب ہو کر اہل سنت کے صحیح عقیدہ میں داخل ہوا۔ خلافت ملنے کے بعد آپ نے حضرت مجدد الف الثانیؒ کو خط لکھا کہ میں اپنے اندر کوئی کیفیت و کمال نہیں پاتا۔ میں نے دو اشخاص کو ذکر کے طریقہ کی تعلیم دی ان کا احوال پیش خدمت ہے۔

حضرت مجددؒ نے اس خط کے جواب میں لکھا:

واضح ہو کہ یہ احوال جو ان دونوں شخصوں سے ظاہر ہوئے آپ کے احوال کا عکس ہیں جو ان کی استعداد کے آئینہ میں ظاہر ہوئے ہیں چونکہ وہ دونوں صاحب علم تھے اس لئے انہوں نے اپنے احوال کا ادراک کر لیا اور آپ کو بھی ان کے حال کا علم ہوا جس طرح کہ آئینہ ایک شخص کے خفیہ کمالات کے حاصل ہونے کی دلالت کرتا ہے اور اس کے پوشیدہ ہنر کو ظاہر کر دیتا ہے۔ مقصود، حصول احوال ہے، نہ کہ علم احوال، اگرچہ علم احوال بھی ایک دولت ہے جو بعضوں کو دی جاتی ہے۔ لیکن یہ دونوں قسموں کے حضرات صاحبِ ولایت ہوتے ہیں۔ واضح ہو کہ حق تعالیٰ کے جناب میں آگاہی دوام جو حضورِ باطن سے عبارت ہے علم حضوری کے مشابہ ہے کہ جس کو دوام لازم ہے۔ کیا آپ نے کبھی نہیں سنا کہ کوئی شخص اپنے نفس سے غافل ہوا

ہے یا اپنی نسبت اس کو غفلت یا نسیان پیدا ہوا ہے؟ غفلت علم حصول میں متصور ہے کیونکہ اس میں مغائرت (غیریت) پائی جاتی ہے اور علم حضوری میں سب حضور در حضور ہوتا ہے۔ (مکتوبات شریف: دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۶)

آپ کا انتقال ستر سال کی عمر میں ہوا اور آپ اکبر آباد میں مدفون ہوئے۔

24.19 ۔ شیخ احمد برکیؒ

شیخ احمد برکیؒ عالم و عامل تھے۔ شہر واد جو کابل اور قندھار کے درمیان ہے آپ کا وطن تھا۔ آپ کے والد وہاں سے ہجرت کر کے شہر کانکریت عرف برک میں منتقل ہو گئے تھے۔ آپ اپنے ایک دوست کے توسط سے حضرت مجدد الف الثانیؒ تک پہنچے تھے جو تجارت کی غرض سے ہندوستان آئے تھے اور پھر ان کے معتقد ہو گئے تھے۔ حضرت مجددؒ نے ایک ہفتہ میں ان کو تعلیم و توجہ کے ذریعہ درجہ کمال تک پہنچا دیا اور ان کو خلافت دے کر رخصت کیا۔ آپ اپنے علاقے کے قطب مدار تھے۔ جب شیخ احمد برکیؒ کا انتقال ہوا تو حضرت مجددؒ نے ان کے بیٹوں کو لکھا کہ مولانا کا وجود اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھا اور اس کی رحمتوں میں سے ایک رحمت۔

آپ نے فرمایا!

- جو شخص ولایت قلبی کو پہنچا اس کو صفاتِ فعلیہ نظر آتی ہیں۔
- جو شخص ولایت روح کو پہنچا اس کو صفاتِ ذاتیہ نظر آتی ہیں۔
- جو شخص ولایتِ سر کو پہنچا اسے تجلیاتِ ذاتیہ دکھائی دیتی ہیں۔
- جو شخص ولایتِ خفی کو پہنچا اسے تنزیہات و تقدیسات دکھائی دیتی ہیں۔
- جو (شخص) ولایت اخفاء کو پہنچا اس نے مرتبہ اتصال کو بے کیف دیکھا اور وصل عریاں لیکن یاس (ناامیدی) کے ساتھ دیکھا۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ نے مکتوب نمبر ۱۶ دفتر دوم میں تحریر فرمایا'' اگر سفر آخرت پیش آئے تو شیخ حسن برکیؒ کو اپنا نائب بنا دیجئے گا۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد آپ کا انتقال ۱۰۲۶ھ / ۱۶۱۶ء میں ہوا اور شیخ حسن برکیؒ نے مسند سنبھالی۔

24.20 ۔ شیخ یوسف برکیؒ

آپ کا وطن کابل اور قندھار کے درمیان برک شہر تھا۔ شیخ یوسف برکیؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ پہلے آپ اپنے وطن میں کسی بزرگ سے بیعت ہوئے تھے اور ان سے توحید صوری میں فنائیت حاصل کی تھی۔ آپ نے حضرت مجددؒ کے بارے میں سنا تو ان کو مکتوب لکھے لیکن تسلی نہ ہونے پر خود بنفس نفیس حضرت مجددؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ وہاں ان کے پاس رہ کر تھوڑی ہی مدت میں آپ مرتبہ کمال کو پہنچ گئے۔ حضرت مجددؒ نے آپ کو خلافت اور اجازت عطا فرما کر جالندھر جانے کا حکم دے دیا۔ آپ جالندھر چلے گئے لیکن تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد حضرت مجددؒ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوتے رہتے تھے۔ آپ کا انتقال ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء میں ہوا اور آپ کا مدفن جالندھر میں ہے۔

24.21 ۔ شیخ کریم الدین عرف عبدالکریمؒ

شیخ کریم الدین عرف عبدالکریمؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ پرگنہ اٹک کے موضع عثمان پور کھٹڑ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا تعلق زمیندار گھرانے سے تھا۔ یہ مقام حسن ابدال کے قریب ہے۔

آپ نو جوانی میں علم حاصل کرنے لاہور آ گئے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے دل میں خیال آیا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کو پہچانے بغیر مر گیا تو میرا کیا ہوگا۔ فرماتے ہیں کہ میرا پڑھائی سے دل اچاٹ ہو گیا اور میں اپنے وطن واپس چلا گیا۔ میرے دل میں مرشد کی تلاش کا جذبہ پیدا ہو گیا اور میں طاعت اور عبادت میں لگ گیا۔ ایک رات میں نے خواب میں ایک انتہائی پُرنور اور خوبصورت بزرگ کو دیکھا میرے دل میں ایک دم سے خیال آیا کہ میں ان بزرگ کا مرید بنوں گا۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو فکر ہوئی کو میں ان بزرگ کو کہاں پاؤں گا۔ دوسری رات مجھے خواب میں پھر وہی حلیہ کے بزرگ نظر آئے ان کی وجاہت اور پُر وقار شخصیت میری آنکھوں میں بس گئی۔ اس کے بعد ان کی زیارت مجھے خواب میں نہیں ہوئی تو میرا دل بے چین اور بے قرار ہو گیا۔ میں نے ان بزرگ کی تلاش کا تہیہ کر لیا۔ ایک رات میں اپنے ہمراز دوست کو بتا کر اپنے گھر والوں کو بغیر بتائے گھر سے نکل گیا۔ جہاں کسی بزرگ کے بارے میں سنتا میں وہاں پہنچ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے مدد فرمائی اور اسی طرح میں سرہند پہنچ گیا۔ وہاں بھی مختلف بزرگوں سے ملا پھر ایک بزرگ نے حضرت مجدد الف الثانیؒ کے بارے میں بتایا۔ میں ان کے دربار پر حاضر ہو گیا اور ان کے خانقاہ کے باہر کھڑا ہو گیا۔ میری ظاہری حالت بہت خراب تھی مجھے دیکھ کر

ایک درویش اندر گیا اور حضرت مجددؒ سے عرض کیا کہ ایک مفلس شخص باہر کھڑا ہے اور آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ اسے لے آؤ۔ جب میں اندر گیا اور حضرت کے چہرہ مبارک کو دیکھا تو وہی صورت اور حلیہ تھا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا اور میں انہیں اچھی طرح سے پہچان سکتا تھا۔ میں نے چاہا کہ ان کے قدموں میں گر جاؤں لیکن انہوں نے مجھے اپنے بغل میں لے لیا اور تھوڑی دیر تک اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ پھر میں غلبۂ حال کی وجہ سے بے خود ہو گیا اور ان کے قدموں میں گر کر خوب رونے لگا۔ حضرتؒ نے میرا سر قدموں سے اوپر اٹھایا اور فوراً اسی وقت مجھے اپنے حجرے میں لے گئے اور ذکر کا کامل طریقہ سکھا دیا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے اپنا مقصود حاصل ہو گیا۔ حالانکہ حضرتؒ کا معمول تھا کہ طالب کو ایک عرصہ تک خدمت میں رکھتے تھے پھر مرید بناتے تھے اور تعلیم طریقہ سکھاتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالکریمؒ فرماتے ہیں کہ اپنے بیعت ہونے کے تقریباً ڈھائی سال بعد میں حضرت مجددؒ کی مسجد میں صبح صادق کے وقت مراقبہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے استغراق ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے ہم شکل چار شخص میرے پہلو میں بیٹھے ہیں اور وہ چاروں میں ہوں پھر مجھے ہوش آیا تو میں نے لاحول پڑھا اور پھر سے مراقب ہو گیا۔ پھر وہی چار لوگ میرے پاس بیٹھے ہوئے دکھائی دئے۔ میں پھر ہوش میں آیا اور لاحول پڑھا۔ تین مرتبہ اسی طرح سے ہوا۔ چوتھی مرتبہ جب مجھے استغراق ہوا تو دیکھا کہ ایک نورانی شخص، سفید ریش ہاتھ میں عصاء لئے ہوئے مسجد کے حجرے کی طرف سے ظاہر ہوئے۔ انہوں نے سلام کیا میں نے جواب دیا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ تم خود کو کیسے دیکھتے ہو؟ ان کا اتنا فرمانا تھا کہ میں بے حال ہو گیا۔ جب ہوش قائم ہوئے تو میں نے کہا کہ میں خود کو ایسا دیکھتا ہوں گو کہ میرا وطن یہاں سے پانچ سو میل کے فاصلہ پر ہے لیکن یہاں سے اگر میں اپنا ہاتھ لمبا کروں تو جو کچھ چاہوں وہاں سے یہاں لے آؤں۔ تمام ملک میرے متصل اور قریب ہے۔ انہوں نے کہا کہ جانتے ہو کہ ایسے صاحب وقت کو کیا کہتے ہیں۔ میں نے کہا! نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایسے شخص کو قطب کہتے ہیں۔ آپ یہ بھی بتاتے ہیں کہ مجھ پر ایسا وقت بھی آیا کہ اس وقت خود کو ایسا پایا کہ اگر عالم میری نظر میں آجائے تو میں ایک نگاہ میں اسے اس کے مقصود تک پہنچا دوں۔ آپ اپنے وطن حسن ابدال (اٹک) واپس جا کر ترویج سلسلہ میں کوشاں رہے۔ علاقے کے بکثرت لوگ سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے اور فیوض و برکات اور انوار و تجلیات سے بہرہ ور ہوئے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ آخری دنوں میں گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ آپ کا ارشاد تھا کہ شیخ کریم الدین جب بھی آئیں انہیں مجھ سے ملنے سے منع نہ کرنا۔ شیخ کریم الدینؒ کی وفات ۳ محرم ۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء کو ہوئی اور اپنے وطن کے مسکن کے حجرے میں دفن ہوئے۔

24.22 ۔ شیخ حسن برکیؒ

آپ کابل وقندھار کے درمیان واقع شہر برک کے رہنے والے تھے۔ آپ شیخ احمد برکی کے شاگرد تھے۔ شیخ حسن برکیؒ مقاماتِ عالیہ، وارداتِ سَنیّہ، علومِ لدنیہ اور علوم ظاہری میں کامل تھے۔ شریعت وطریقت کے جامع تھے۔ آپ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوکر طریقہ نقشبندیہ سے مشرف ہوئے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ نے آپ کو اجازت اور خلافت عطا فرما کر اپنے وطن واپس جانے کا حکم دیا کہ وہاں دین کی ترقی اور ترویج کا کام کریں۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے تین مکتوب آپ کے نام ہیں۔ آپ صاحب تصنیف بزرگ ہیں۔

آپ کا انتقال حضرت مجدد الف الثانیؒ کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد عثمان پور میں ہوا جو آپ کا وطن تھا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے آپ کے جانشین بنے۔

24.23 ۔ شیخ عبدالحئیٔ حصاریؒ

شیخ عبدالحئیؒ حصار شادمان کے رہنے والے تھے جو اصفہان میں توران کی شمال کی جانب واقع ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام خواجہ چاکر حنفیؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء حصار شادمان (ایران) میں ہوئی۔ آپ ہندوستان آکر پٹنہ میں مقیم ہوگئے۔ آپ کو حضرت مجدد الف الثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل ہوئی اور تھوڑی ہی مدت میں مقربین میں داخل ہوگئے۔ حضرت مجددؒ کی بہت خدمت کرتے تھے۔ خلوت اور جلوت میں ان کے ساتھ رہتے اور اسرار خاص سے بھی مستفیض ہوتے۔ آپ کافی عرصہ آستانہ عالیہ میں مقیم رہے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ نے آپ کو خلافت اور اجازت عطا فرما کے پٹنہ جانے کا حکم دیا۔ آپ کو قطب کا مقام حاصل تھا۔

عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی فرمائش پر مکتوبات شریف دفتر دوم جس کا تاریخی نام ''نورالخلائق'' ہے، جس میں ننانوے مکاتیب ہیں ۱۰۲۸ھ میں آپ نے مرتب کیا۔

آپ نے فرمایا کہ ابتدائی زمانے میں جب میں پٹنہ میں مقیم تھا اور حضرت مجددؒ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک خالی قلعہ کی سیر کررہا ہوں اتفاق سے ایک جماعت وہاں آگئی، میں نے چاہا کہ ان سے چھپ جاؤں لیکن ان لوگوں نے مجھے دیکھ لیا اور پکڑ کر باندھ دیا۔ میں نے پوچھا آپ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ

حضورانور ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔ پھروہ حضرات مجھ کو باندھے ہوئے قلعہ سے باہر لے گئے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضورانور ﷺ سے سفارش کر کے مجھے رہائی دلوائی۔ میں ان صحابہ کرام کے ساتھ حضورانور ﷺ کے ہمراہ جانے لگا۔ حضورانور ﷺ نے بڑی شفقت فرمائی، مجھے اپنے قریب بلوایا اور فرمایا! تم فلاں کام کے لئے ہو جو کہ تمہارے بغیر وہ کام نہیں بن سکے گا۔ اس کے بعد میں اور وہ جماعت جو میرے ہمراہ تھی اونٹوں پر سوار ہیں اور ہم لوگ ہوا میں اڑ کر جارہے ہیں۔

آپ ؒ ۱۰۵۴ھ میں حرمین شریفین حج کے ارادے سے روانہ ہوئے اور سرہند آئے۔ حضرت مجدد ؒ کے مزار اقدس پر حاضری دی، حضرت مجدد ؒ کے صاحبزادوں سے ملاقات کر کے حجاز مقدس تشریف لے گئے۔ حج کے بعد جب آپ وطن واپس آنے لگے تو آپ کا جہاز (بحری) چل نہیں رہا تھا دوسرے جہاز روانہ ہو رہے تھے۔ لوگوں سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ کچھ خرابی ہوگئی ہے۔ آپ نے کہا کہ آپ حضرات چلے جائیں میں اگلے سال حج کر کے آؤں گا اور جہاز سے اتر گئے۔ آپ کے اترتے ہی جہار چل پڑا۔

آپ مکہ مکرمہ میں رہے اور ۱۰۷۰ھ/۱۶۶۰ء میں وہیں آپ کا انتقال ہوا۔

24.24 ۔ حضرت شیخ عبیداللہ المعروف خواجہ کلاں ؒ

حضرت شیخ عبیداللہ المعروف خواجہ کلاں ؒ حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ کے بڑے صاحبزادے اور حضرت مجدد الف الثانی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت یکم ربیع الاول ۱۰۱۰ھ بمطابق ۱۳/نومبر ۱۶۰۱ء کو ہوئی۔ آپ کا نام حضرت خواجہ عبیداللہ احرار ؒ کے نام پر رکھا گیا۔ آپ جب ڈھائی سال کے تھے تو آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ نے اپنے دونوں بیٹوں کی پرورش کی ذمہ داری حضرت مجدد الف الثانی ؒ کے سپرد کی۔ آپ نے حضرت مجدد الف الثانی سے بیعت کر کے سلوک کے منازل طے کئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کی ایک صاحبزادی کی شادی حضرت مجدد الف الثانی کے چھوٹے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد یحییٰ ؒ سے ہوئی۔ آپ کی وفات ۱۸/جمادی الاول ۱۰۷۳ھ کو دہلی میں ہوئی اور اپنے والد ماجد کے ساتھ مدفون ہوئے۔

24.25 ۔ حضرت خواجہ عبداللہ عرف خواجہ خوردؒ

حضرت خواجہ عبداللہ عرف خواجہ خوردؒ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے صاحبزادے اور حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۶/رجب ۱۰۱۰ھ ۴/فروری ۱۶۰۲ء میں ہوئی۔ آپ کی والدہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی دوسری بیوی تھیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم حضرت خواجہ حسام الدینؒ اور درسی کتب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور شیخ شاکرؒ سے پڑھیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے آخری وقت آپ کی خواہش پر حضرت مجدد الف الثانیؒ نے خصوصی توجہ ڈالی اور دونوں بھائی چودہ سال کی عمر میں حضرت مجددؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ ابھی دونوں سرہند سے باہر ہی تھے کہ حضرت مجددؒ نے پیغام بھجوایا کہ اگر اس لئے آئے ہو کہ آپ کے والد بزرگوار کی وصیت پوری ہو تو آجاؤ اور اگر پیرزدگی کے لحاظ سے آئے ہو تو میں پیرزدگی کے آداب بجالاؤں گا۔

دونوں نے عرض کیا کہ ہم مرید ہونے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف الثانیؒ نے بڑی عزت واکرام کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور سلوک کی تکمیل کے بعد خلافت عطا فرمائی۔ آپ خلافت ملنے کے بعد بھی کچھ عرصہ آستانہ عالیہ میں رہ کر حضرت مجددؒ کی خدمت کرتے رہے۔ آپ حافظ قرآن تھے اور شعر گوئی کا بھی ذوق رکھتے تھے۔

آپ کی اولاد میں تین صاحبزادے تھے، خواجہ سلام اللہؒ، خواجہ کلمۃ اللہ اور خواجہ بہاءالدینؒ۔

آپ کی وفات بروز بدھ ۲۵/جمادی الاول ۱۰۷۴ھ/ ۱۶۶۴ء کو دہلی میں ہوئی اور اپنے والد بزرگوار کے ساتھ مدفون ہوئے۔

24.26 ۔ حضرت امان اللہ لاہوریؒ

حضرت امان اللہ لاہوریؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے ۱۶۲۴ء میں پیدل حج کیا۔ حج بیت اللہ کے بعد آپ مختلف انبیاء کے مزارات مقدسہ کی زیارت کے لئے شام اور مصر گئے۔ قضائے الٰہی سے وہیں وصال فرمایا۔

24.27 ۔ حضرت میر صفر احمد رومیؒ

میر صفر احمد رومیؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا شمار روم کے کبار مشائخ میں ہوتا تھا۔ آپ صحیح سید النسب تھے۔ آپ کو حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل تھا۔ روضۂ رسول ﷺ پر آپ کو سرہند جا کر حضرت مجدد الف الثانیؒ کی خدمت میں جانے کی ہدایت ہوئی تھی۔ آپ لاہور پہنچے اس وقت حضرت مجددؒ لاہور میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ان سے بیعت کی بعد ازاں آپ سرہند میں بھی حاضر ہوئے اور باطنی سلوک کی تکمیل کی۔ آپ نے خلافت واجازت کا شرف پایا۔

۲۷/ذوالحجہ ۱۰۲۱ھ/۸/فروری ۱۶۱۳ء کو آپ کی صاحبزادی کی شادی حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے ہوئی۔

آپ کا وصال ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۱ء کو سرہند میں ہوا اور آپ وہیں مدفون ہوئے۔

24.28 ۔ حضرت مولانا عبدالاحد لاہوریؒ

حضرت مولانا عبدالاحد لاہوریؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ پہلے حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ سے بیعت تھے۔ انہوں نے تعلیم وتربیت کے لئے آپ کو حضرت مجدد الف الثانیؒ کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے حضرت مجددؒ کی صحبت میں رہ کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مقامات طے کئے اور اجازت وخلافت کا شرف حاصل کیا۔ آپ بہت کثرت سے مراقبات اور عبادات کیا کرتے تھے۔

24.29 ۔ حضرت مولانا فرخ حسین ہرویؒ

حضرت مولانا فرخ حسین ہرویؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ہرات (افغانستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد بدخشاں اور ماوراء النہر کے کبار مشائخ میں سے تھے۔ آپ نے حضرت مجدد الف الثانیؒ کے متعلق بعض مشائخ کی بشارتیں پائیں تو آپ نے ہندوستان کا سفر کیا۔ آپ نے حضرت مجدد الف الثانیؒ سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور ان کی خدمت میں بھی رہ کر سلوک کا سفر طے کر کے خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ شاہ جہاں بادشاہ کے بیٹے شجاع کے بہترین دوست تھے اور اس کے ساتھ سفر میں بھی ساتھ رہتے تھے۔

آپ خلافت ملنے کے بعد ڈھاکہ (بنگلہ دیش) میں مقیم ہوگئے تھے۔ آپ یہاں درس و تدریس کی خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے بھی کوشاں رہتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۰/محرم ۱۰۶۸ھ/۱۸/اکتوبر ۱۶۵۷ء کو نماز فجر کے آخری سجدہ میں ہوئی اور آپ ڈھاکہ میں مدفون ہوئے۔

24.30 ۔ حضرت مولانا قاسم علی بدخشیؒ

حضرت مولانا قاسم علی بدخشیؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہوں نے تعلیم و تربیت کے لئے آپ کو حضرت مجدد الف الثانیؒ کے سپرد کر دیا تھا۔ آپ نے سرہند پہنچ کر حضرت مجددؒ کی خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ سلوک کی منازل بھی طے کیں اور مقام تکمیل پر پہنچ کر حضرت مجددؒ کی خلافت و اجازت کا شرف حاصل کیا۔

24.31 ۔ حضرت سید محبّ اللہ مانکپوریؒ

حضرت سید محبّ اللہ مانکپوریؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔آپ کی ولادت باسعادت ۲/صفر ۹۹۶ھ/ ۲/جنوری ۱۵۸۸ء کو صدر پور۔ صوبہ بہار (انڈیا) میں ہوئی۔ بعض روایات میں صدر پور کے نواح فرخ آباد، اودھ (انڈیا) لکھا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی اور علاقے کے علماء سے حاصل کی۔ بعد ازاں لاہور آ کر حضرت ملا عبدالسلام لاہوریؒ کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے۔ آپ حضرت میاں میر لاہوریؒ اور مغلیہ بادشاہ شاہ جہاں کے وزیر سعد اللہ خان کے ہم درس تھے۔ دینی علوم میں مہارت حاصل کرنے کے بعد آپ برہان پور میں حضرت شیخ محمد بن فضل اللہ برہان پوریؒ کی خدمت میں پہنچے۔ ان سے بیعت ہو کر مقامات سلوک طے کرتے رہے۔ آپ کو ان سے خلافت و اجازت کا شرف بھی حاصل ہوا۔

آپ برہان پور میں حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ حضرت خواجہ میر محمد نعمانؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے حلقہ ادارت میں شامل ہو کر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیم و تربیت میں مشغول ہوگئے۔ آپ کے دل میں حضرت مجدد الف الثانیؒ سے ملاقات کا ذوق و شوق پیدا ہوا۔ آپ سرہند حاضر ہوئے اور حضرت مجددؒ سے ملاقات کر کے ان کی خدمت میں

رہنے لگے۔ حضرت مجددؒ نے آپ کو خلافت و اجازت سے نواز کر مانک پور واپس جانے کا حکم دیا۔ مانک پور میں آپ نے سختیوں کے ساتھ وقت گزارہ۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے دس مکتوبات آپ کے نام ہیں۔ آپ نے کئی تصانیف لکھی ہیں جن میں ''شرح کتاب فصوص الحکم'' زیادہ مشہور اور عمدہ ہے۔

آپ کی وفات ۹/رجب ۱۰۵۸ھ/۳۰/جولائی ۱۶۴۸ء کو الہ آباد (انڈیا) میں ہوئی اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔

24.32 ۔ حضرت مولانا محمد صالح بدخشی کولابیؒ

حضرت مولانا محمد صالح بدخشی کولابیؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت مجددؒ کے قدیم اصحاب میں شامل تھے۔ آپ کے اندر انکساری، عاجزی، مسکینی اور خاموشی کے اوصاف تھے۔ آپ کی ملاقات آگرہ میں حضرت مجدد الف الثانیؒ سے ہوئی آپ بے حد متاثر ہوئے اور حضرت مجددؒ سے بیعت کی درخواست کی جو انہوں نے قبول فرمالی۔ آپ کافی عرصہ تک حضرت مجدد الف الثانیؒ کی خدمت وصحبت میں رہے۔ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں حضرت مجدد الف الثانیؒ اعتکاف میں بیٹھے۔ اس دوران دست مبارک دھلانے والی تھالی اور پانی والا لوٹا پیش کرنے کی خدمت آپ کے ذمہ تھی۔ ایک رات جب حضرت مجددؒ دست مبارک دھو چکے تو آپ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے دست مبارک سے تھالی میں گرنے والا پانی ایک کونے میں لے جا کر پی گئے۔ اس کے پینے کے فوراً بعد آپ کے کام اور حال میں فتح و کشائش پیدا ہوگئی اور حضرت مجدد الف الثانیؒ کے روحانی فیوضات سے مالا مال ہو گئے۔ آپ نے رسالہ وظائف (معمولات) تصنیف کیا۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ کے دس مکتوبات آپ کے نام ہیں۔ آپ کا انتقال ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۸ء کو ہوا۔

24.33 ۔ حضرت مولانا محمد صدیق کشمی بدخشانیؒ

حضرت مولانا محمد صدیق کشمی بدخشانیؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بدخشاں کے قصبہ کشم کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام ظہیر الدین حسن کشمیؒ تھا۔ آپ شعر و شاعری سے بھی ذوق رکھتے تھے۔ آپ نے کچھ عرصہ فوج میں بھی کام کیا تھا۔ آپ حضرت عبدالرحیم خان خانان کے خاص لوگوں میں شامل تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی سعادت حاصل کی۔ ۱۰۱۸ھ میں آپ برہان پور تشریف لے

گئے۔ اس دوران آپ اپنے وطن بدخشاں اور ماوراء النہر کی سیر کو بھی گئے۔

آپ فرماتے تھے کہ جب میں دکن سے واپس آیا اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے بہت رابطہ تھا تو معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ جس شخص پر نظر ڈالتا تھا حضرت خواجہؒ ہی کا جمال نظر آتا تھا، یہاں تک کہ در و دیوار، درخت و پتھر جس چیز پر نظر پڑتی۔ سوائے آپ کے جمال کے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ بلکہ آپ کو اپنا وجود موہوم کو بھی درمیان سے اٹھا دیا گیا تھا اور میں خود کو بھی حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا وجود سمجھنے لگا تھا۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے حضرت مجدد الف الثانیؒ کو رخصت کرتے ہوئے اپنے تمام مریدین کو حضرت مجدد الف الثانیؒ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ صرف چند مرید آپ کی خدمت کے لئے رہ گئے تھے۔ اسی دوران حضرت باقی باللہؒ نے آپ کو طلب کیا اور فرمایا! سرہند جانے کی تیاری کر لی ہے یا نہیں۔ آپ پر کیونکہ رابطہ شیخ و مرشد کا شدید غلبہ تھا لہٰذا آپ نے وہاں جانے سے معذرت چاہی تو حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے فرمایا!

”تم اور تمہارے جیسے لوگ ان (حضرت مجدد الف الثانیؒ) کو کیا پہچانیں۔ تم تو اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ تم کو ان سے کیا فیض پہنچا ہے یا نہیں پہنچا ہے اور جس بات پر تم ناز کر رہے ہو وہ اس فیض کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جو تم کو ان سے پہنچا ہے۔“

یہ سن کر آپ بے ہوش ہو گئے، جب ہوش آیا تو دیکھا کہ خواجہ قدس سرہ شفقت فرما رہے ہیں اور انہوں نے فرمایا!

”خوف نہ کرو (جو تم سے انکار ہوا ہے) وہ محبت کی وجہ سے ایک پھول ہے جو کھلا ہے۔ اگر تم صحیح اعتقاد اور گفتار کی سچائی رکھتے ہو تو یقین جانو کہ آج آسمان کے نیچے میاں شیخ احمد (حضرت مجدد الف الثانیؒ) جیسا کوئی دوسرا نہیں اور سب سے کامل لوگ جو تین چار ہی ہوتے ہیں۔ ان جیسے کمالات رکھتے ہوں گے زیادہ نہیں اور میں خود کو ان کا طفیلی جانتا ہوں جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے اس کو مضبوط پکڑ لو تمہارے کام آئے گا۔ اب جلدی کرو اور پہنچو۔ اگر وہ تمہیں خوشی اور رغبت سے لے جائیں تو سبحان اللہ! اور اگر ہاں کچھ بھی نہ فرمائیں تب بھی ان کے ساتھ سرہند جاؤ۔ اگر وہ شفقت فرما کر واپس فرما دیں تو ان کے قدم چوم کر واپس آجاؤ کہ اسی میں حکمت ہوگی۔“

حضرت مجدد الف الثانیؒ دہلی کی باہر کی حد میں پہنچے تھے کہ آپ ان کی خدمت میں پہنچ گئے۔ کچھ راستہ ان کے ساتھ طے کیا تو حضرت مجددؒ نے آپ کو بلایا اور فرمایا! ”ابھی واپس چلے جاؤ، حضرت خواجہؒ کی خدمت میں جاؤ کیونکہ ابھی تمہارا سرہند جانا صحیح نہیں ہے، ویسے سرہند تمہارا گھر ہے۔“

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے وصال کے بعد ان کے حکم کے مطابق آپ سرہند میں حضرت مجدد الف الثانیؒ کی

خدمت میں حاضر ہوگئے۔ حضرت مجددؒ سے رابطہ قوی اور محبت کامل رکھنے لگے اور خدمت میں حاضری کو ضروری سمجھنے لگے۔

ایک دن حضرت مجدد الف الثانیؒ صبح کے حلقہ سے اٹھ کر مریدوں کے مجمع میں گئے اور ارشاد فرمایا!

'' آج خواجہ محمد صدیقؒ ولایت خاصہ محمدیہ (ﷺ) سے مشرف ہوئے ہیں۔''

۱۰۳۱ھ/۱۶۲۲ء میں آپ کے دل میں حج بیت اللہ کا ذوق پیدا ہوا۔ پختہ عزم کیا اور زادراہ کا بھی بندبست کیا۔ بعدازاں حضرت مجددؒ کی خدمت میں عرض کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا!

'' اس سال میں تم کو حاجیوں کے درمیان نہیں پاتا ہوں۔''

آپ نے اس طرف خیال نہیں کیا اور سفر حج اختیار کیا۔ راستے میں ڈاکو آپ پر حملہ آور ہوئے۔ انہوں نے آپ کو زخمی کیا اور تمام مال واسباب لوٹ کر لے گئے۔ اس طرح آپ واپس آ گئے۔

دوسرے سال ۱۰۳۲ھ/۱۶۲۳ء میں پھر حج کی تیاری کی اور حرمین شریفین کی زیارت اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ واپسی پر آپ دہلی آئے کیونکہ آپ کے متعلقین کی ایک بڑی جماعت اس سفر میں آپ کے ساتھ تھی۔ راستے میں فقروفاقہ کی تکلیف کا بھی سامنا رہا۔

آپ کی زوجہ محترمہ بڑی صالحہ وعابدہ خاتون تھیں۔ وہ بھی آپ کے ہمراہ حضرت مجدد الف الثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں۔ انہوں نے بھی حضرت مجددؒ کے روحانی فیوض وبرکات میں بہت زیادہ حصہ پایا تھا اور مجاز طریقت ہوئیں۔ ان کی صحبت بڑے مؤثر ہوتی تھی خواتین کی کثیر تعداد ان سے فیض یاب ہوئی۔

آپ کی وفات شوال ۱۰۵۰ھ/جنوری ۱۶۴۱ء کو ہوئی اور دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ کے مقبرے میں آخری آرام گاہ پائی۔

آپ کی تصنیفات:

۱۔ حکایت شیشہ گر ماچین (فارسی)

۲۔ مثنوی دیگر (فارسی)

۳۔ مبداء ومعاد

۴۔ مکتوبات

24.34 ۔ حضرت حافظ محمود لاہوریؒ

حضرت حافظ محمود لاہوریؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ مقام ولایت کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے تین مکتوبات آپ کے نام ہیں۔

24.35 ۔ حضرت شیخ مزمل پوربیؒ

حضرت شیخ مزمل پوربیؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت مجددؒ کے قدیم اور خاص مریدین میں سے تھے۔ آپ سفر وحضر میں حضرت کی خدمات انجام دیتے تھے۔ آپ حسن اخلاق اور عجز وایثار میں کمال کی صفات رکھتے تھے۔ حضرت مجددؒ کی تربیت کی وجہ سے آپ نے کمالات روحانی کا حصول کیا۔ مقاماتِ طریقت طے کر کے خلافت واجازتِ تعلیم طریقت کے مجاز قرار پائے۔

ایک دن آپ اس علاقے کے کسی پہاڑ اور جنگل میں سیر وشکار کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ اچانک ایک جانور کو پکڑنے کے لئے غار کے کنارے پر پہنچے۔ آپ کا پاؤں پھسلا اور آپ غار میں گر گئے اور اس سے باہر نہ نکل سکے۔ اس صحرا کے ایک شخص نے آپ کو غار میں گرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ جب آپ باہر نہ آئے تو اس نے لوگوں کو مطلع کیا۔ جس پر آپ کو غار سے نکالا گیا۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ سرہند میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ واقعہ نگاہ کشف میں حضرت مجددؒ کے سامنے آ گیا جس پر آپ نے حاضرین سے فرمایا!

"میں (کشف کی نگاہ سے) دیکھ رہا ہوں کہ شیخ مزمل کسی ہولناک جگہ میں گر گئے ہیں اور نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ دیکھئے حقیقتِ حال کیا ہے؟"

چند دنوں بعد آپ کو اس حادثہ سے شیخ مزمل کی وفات کی خبر ملی۔ آپ نے رنج اور غم کا اظہار فرمایا اور ان کے لئے دعا کی۔ آپ کا انتقال ہفتہ کی رات ۲۶ / ربیع الثانی ۱۰۲۶ھ / ۳ / مئی ۱۶۱۷ء کو ہوا۔

24.36 ۔ حضرت یوسف سمرقندیؒ

حضرت یوسف سمرقندیؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ پہلے حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فیوضات اخذ وکسب کئے۔ حضرت باقی باللہؒ نے آپ کو بھی تعلیم و تربیت کے لئے دہلی سے سرہند حضرت مجدد الف الثانی کے پاس روانہ کر دیا تھا۔ آپ نے اپنا روحانی سفر سرہند میں طے کیا اور حضرت مجدد کی خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت مجددؒ نے آپ کو اپنے وطن جا کر سلسلہ کی ترویج واشاعت کا حکم دیا۔

ایک عرصہ کے بعد آپ ۱۰۲۲ھ/۱۶۱۶ء میں سرہند واپس تشریف لائے۔ آپ حضرت مجددؒ کے سرہانے تشریف فرما ہوئے اور مکمل تضرع اور حسرت سے عرض کیا کہ حضرت آخری وقت آ گیا ہے۔ آپ ایک نگاہ وتوجہ فرمائیں کہ بلند مقصد سے ایک چیز ہاتھ لگ جائے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے دل مبارک میں آپ کی نیازمندی کی بنا پر کشادگی پیدا ہوئی اور آپ نے توجہ فرمانی شروع کی۔

کچھ دیر بعد سر اٹھایا اور ارشاد فرمایا! ہاں! مولانا یوسف! کہو کہ کیا ہوا؟

آپ نے اپنا سر حضرت مجدد الف الثانیؒ کے پاؤں پر رکھا اور عرض کیا! **الحمد للہ!** جس چیز کا دل طالب تھا وہ جلوہ گر ہوگئی۔ یہ کہا اور جان آفرین کے سپرد کر دی۔

24.37 ۔ حضرت علامہ مولوی عبدالحکیم سیالکوٹیؒ

حضرت علامہ مولوی عبدالحکیم سیالکوٹیؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے ہمعصر ساتھی، دوست، مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ شمس الدین تھا۔ آپ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے عالم و فاضل تھے۔ ملا کمال الدین کشمیریؒ کے نامور شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ، نواب سعد اللہ خان (مغل بادشاہ شاہ جہاں کے وزیر اعظم) آپ کے ہم درس تھے۔ علم تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، معانی، منطق، فلسفہ اور علم الکلام میں اپنی مثال آپ تھے۔ مغل بادشاہ شاہ جہاں اکثر دینی وسیاسی امور پر آپ سے مشورہ کیا کرتا تھا اور آپ کی قابلیت کا بہت معترف تھا۔ اس نے آپ کو دو مرتبہ چاندی میں تلوا کر اس کے برابر چاندی آپ کی خدمت میں ہدیہ کی۔ حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ کو سب سے پہلے آپ ہی نے حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خطاب سے مخاطب کیا تھا۔ اس

کے ثبوت کے طور پر ایک رسالہ ''دلائل التجدید'' تحریر فرمایا اور قوی دلائل و براہین سے آپ کو مجدد الف الثانی ثابت کیا۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ آپ کو ''آفتابِ پنجاب'' کہا کرتے تھے۔ حضرت شیخ محمد میر المعروف حضرت میاں میرؒ سے آپ کے بہت دوستانہ مراسم تھے۔ آپ نے تمام عمر لاہور میں درس و تدریس میں گزار دی۔ کچھ مدت آپ اکبر بادشاہ کے سرکاری مدرسہ میں بھی مدرس رہے۔ آپ نے سیالکوٹ میں بھی ایک مدرسہ اور اسلامی مرکز قائم کیا۔ جہاں دور دراز کے شہروں اور ملکوں سے طلباء آ کر منطق، فلسفہ، فقہ، اور علم الکلام کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

آپ نے ۱۸/ربیع الاول ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء میں وفات پائی اور محلّہ میانہ پورہ، سیالکوٹ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے پہلو میں آپ کے صاحبزادے مولانا عبداللہ لاہوریؒ مدفون ہیں۔ مولانا عبداللہ لاہوریؒ نے اورنگ زیب بادشاہ کے فتاویٰ عالمگیری کی تدوین و تالیف میں بھرپور حصہ کیا تھا اور ۱۶۸۳ء میں وفات پائی۔

25 ۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ (عروۃ الوثقیٰؒ)

حضرت مجدد الف الثانیؒ کے تیسرے صاحبزادے اور خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰؍شوال ۱۰۰۷ھ بمطابق ۷؍مئی ۱۵۹۹ء کو سرہند میں ہوئی۔ آپ خواجہ محمد سعیدؒ کے وصال کے بعد سرہند شریف میں سجادہ نشین ہوئے اور ارشاد و ہدایت کے ذمہ دار ہوئے۔ آپؒ کا لقب عروۃ الوثقیٰ تھا، مجدد الدین، ابوالخیرات، ابوالمکارم، قیوم زمان، قطب الاقطاب اور قیوم ثانی کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ آپ نے بچپن میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کو دیکھا تھا۔ شجرہ طریقت میں حضرت مجدد الف الثانیؒ کے بعد آپ ہی کا نام آتا ہے۔ شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیرؒ ان ہی کے مرید تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے جانشین آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ تھے۔ ان کو قیوم ثالث بھی کہا جاتا ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر آپ کے بے حد معتقد تھے۔ آپؒ اپنے والد ماجد حضرت مجدد الف الثانیؒ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت شیخ سلطان تھانیسریؒ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کی مدح و تعریف اور علمی استعداد کے متعلق حضرت مجدد الف الثانیؒ نے فرمایا کہ آپ محمدی المشرب ہیں۔ آپؒ (۱۶) سولہ سال کی عمر میں تمام علوم پڑھ کر فارغ ہونے کے بعد متوجہ باطن ہو گئے تھے۔ آپ کو اپنے والد گرامی کے جملہ کمالات و خصائص میں کامل حصہ نصیب ہوا۔

آپؒ نے بعض کتابیں اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادقؒ سے اور اکثر کتابیں اپنے والد ماجد اور مولانا شیخ محمد طاہر لاہوریؒ سے پڑھیں۔ آپ نے تین ماہ میں قرآن شریف حفظ کر لیا تھا۔ رمضان المبارک میں تراویح کے اندر ایک قرآن خود ختم کرتے تھے اور دو قرآن دوسرے حافظ مکمل کرتے تھے۔ آپ نے حضرت اخوند سجاولؒ اور حضرت ملا بدر الدین سلطان پوریؒ سے بھی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے حرمین شریفین کے قیام کے دوران اپنے خلیفہ حضرت مولانا شیخ زین العابدین یمنی محدثؒ سے اجازتِ حدیث حاصل کی۔ لوگ اطراف کے دور دراز شہروں اور دیہاتوں سے آپ کا قرآن مجید سننے کے لئے آتے تھے۔ آپ ظہر کے حلقہ کے بعد کتب متداولہ، مثلاً بیضاوی، عضدی، تلویح، مشکوٰۃ شریف، ہدایہ کا درس دیا کرتے تھے۔ ایک دن آپؒ نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا کہ میں ایک نور دیکھتا ہوں جس سے تمام عالم منور ہے اور نور ذراتِ عالم میں سرایت کئے ہوئے ہے جس طرح آفتاب کہ اگر غروب ہو جائے تو تمام عالم میں اندھیرا ہو جاتا ہے۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ نے فرمایا! تم اپنے وقت کے قطب ہو گے میری اس بات کو یاد رکھنا۔

والحمد للہ کثیراً کثیراً

حضرت مجدد الف الثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں!

"ایسا معلوم ہوا کہ جو خلعت میں پہنے ہوئے تھا مجھ سے جدا ہوگئی ہے اور اس کے بجائے دوسری خلعت مجھے پہنائی گئی ہے۔ دل میں خیال آیا کہ دیکھئے یہ میری اتاری ہوئی خلعت کسی کو ملتی ہے یا نہیں۔ مجھے یہ آرزو ہوئی کہ یہ میری اتاری ہوئی خلعت میرے فرزند محمد معصوم کو دیدیں تو بہتر ہے۔ ایک لمحہ بعد میں نے دیکھا کہ وہ میرے فرزند (خواجہ محمد معصومؒ) کو عطا کی گئی ہے اور ان کو پہنائی گئی ہے۔ یہ میری خلعت منصب قیومیت سے مراد ہے جو تربیت و تکمیل سے تعلق رکھتی ہے۔ اس خلعتِ جدیدہ کا معاملہ جب انجام کو پہنچے گا اور اتر جانے کی مستحق ہو جائے گی تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میرے فرزند محمد سعید کو عطا فرمائے گا۔ (مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب ۱۰۴)

۱۰۳۵ھ میں ایک روز آپ نے فرمایا کہ آج میں صبح کے حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے محسوس ہوا کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ تشریف لائے ہیں اور مجھ سے بغلگیر ہوئے ہیں اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آپ کو عروۃ الوثقیٰ کا خطاب دیا ہے۔ اس نعمت کا شکر بجالاؤ۔ اسی اثناء میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام مقرب فرشتوں اور انبیاء و اولیاء نے آ کر میرے گرد حلقہ بنالیا اور کہنے لگے۔ السلام علیکم یا محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ۔ پھر ہر ایک نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں نے سنہرے الفاظ میں عرش مجید کے گرد محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ لکھا ہوا دیکھا۔ (تذکرۃ مشائخ نقشبندیہ، روضہ قیومیہ)

ایک مرتبہ حضرت مجدد الف الثانیؒ دہلی تشریف لے گئے اور اپنے ساتھ اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کو بھی ساتھ لے گئے۔ ایک روز حضرت مجددؒ حلقہ سے فارغ ہوکر حجرہ میں تشریف لائے تاکہ ایک گھڑی بھر آرام کرلیں۔ آپ نے دیکھا کہ مخدوم زادہ (حضرت خواجہ محمد معصومؒ) حضرت اقدسؒ کے بستر پر سوئے ہوئے ہیں۔ حضرت اقدسؒ فوراً واپس آگئے۔ خدام نے عرض کیا کہ حضرتؒ آپ واپس کیوں تشریف لے آئے؟ آپ نے فرمایا کہ محمد معصوم سوئے ہوئے ہیں۔ خدام نے فرمایا کہ اگر حکم ہو تو ان کو جگا دیں تاکہ آپ آرام فرما سکیں۔ حضرت مجددؒ نے فرمایا!

"میں غیرت خداوندی سے ڈر گیا، لرز گیا ہوں اور ناچار بے قرار ہوکر واپس لوٹ آیا ہوں کہ خدا کا دوست آرام کر رہا ہے، ایسا نہ ہو کہ میں اس کے لئے ملال ورنجیدگی کا موجب بن جاؤں۔"

حضرت مجدد الف الثانیؒ جا کر دھوپ میں بیٹھ گئے۔ موسم انتہائی گرم تھا اور مسجد فیروزی (دہلی) کا فرش جو پتھر کا تھا، توے کی مانند گرم ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ مخدوم زادہ (حضرت خواجہ معصومؒ) اپنے طور پر بیدار ہوئے اور دیکھا کہ حضرت مجددؒ دھوپ میں زمین پر تشریف فرما ہیں۔ پریشان ہوکر اٹھے اور بستر کو حضرت مجددؒ کے لئے خالی کر دیا۔

۲۷/ذی الحجہ ۱۰۲۱ھ/۸/فروری ۱۶۱۳ء کو حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا عقد مبارک حضرت مجدد الف الثانیؒ کے ایک خلیفہ میر صفر احمد رومیؒ کی دوسری صاحبزادی بی بی رقیہ سے ہوا اور آپ کی تمام اولاد انہی خاتون کے بطن سے ہے۔

آپؒ نے اپنے والد ماجد سے طریقہ نقشبندیہ کی نسبت حاصل کی اور والد نے آپ کو مقاماتِ عالیہ قیومیہ، قطبیت، اصالت اور محبوبیت ذاتی کمال انفعالی کی بشارت دی۔ آپ محمدی المشرب تھے۔ جس روز آپ اپنے والد کی مسند پر تشریف فرما ہوئے اسی دن پچاس ہزار لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی جن میں دو ہزار حضرت مجدد الف الثانی کے خلفاء شامل تھے۔ خود بادشاہ جہانگیر حضرت مجدد الف الثانیؒ کے وصال کی خبر سن کر تعزیت کے لئے سرہند شریف آیا۔ اسی سال بروز جمعہ ۷/رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ کو حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کی طبیعت و محفل میں جلال کا غلبہ تھا۔ حاضرین با ادب اور خاموش بیٹھتے تھے۔ بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کبھی کبھی حاضر ہوتا تھا تو جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتا تھا۔ حضرتؒ کے رعب کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ زبانی گفتگو نہیں کر سکتا تھا جو عرض پیش کرنا ہوتا تحریری طور پر پیش کرتا تھا۔ آپ کے دور میں سلسلہ نقشبندیہ کی وسیع پیمانے پر اشاعت ہوئی۔ ترکستان، خراسان، بدخشان کے کئی حکمرانوں نے اپنے وکیل کے ذریعہ غائبانہ بیعت کی۔ جہانگیر کے بعد شاہجہاں تخت نشین ہوا تو اس نے بھی سرہند میں حاضری دی۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے خواجہ محمد حنیف کابلیؒ اور خواجہ محمد صدیق پشاوریؒ کو پشاور، شیخ مظفر برہان پوریؒ کو دکن، شیخ اخوند موسیٰؒ کو ننگرہار، شیخ بدرالدینؒ کو سلطان پور میں خلیفہ بنا کر بھیجا۔ شاہ عبدالعزیز توران نے وکیل کے ذریعہ غائبانہ بیعت کی۔ اسی طرح سلطان عبدالرحمٰن والئ خراسان اور امام یمن غائبانہ مرید ہوئے۔ شیخ حبیب اللہ بخاریؒ کو خلیفہ بنا کر بخارا روانہ کیا۔ وہاں انہیں بڑی مقبولیت ملی اور متعدد سرداروں اور حاکموں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خلیفہ خواجہ ارغون کو ختا کے مقام پر بھیجا اور وہاں کے حاکم خاقان نے بیعت کی۔

آپ کے خلفاء میں شیخ مراد علی بخاریؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنہوں نے شام میں دمشق کو اپنا مرکز بنایا اور پورے شام میں سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج کی۔ وہ مختلف ممالک کا دورہ کرتے تھے بالآخر استنبول میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے خلیفہ عبدالغنی النابلسیؒ نے خصوصی شہرت پائی۔ ترکی کے شہروں میں نقشبندیہ طریقہ بہت مقبول ہوا۔ ۱۸۸۰ء میں صرف استنبول میں ۵۲ خانقاہیں تھیں۔

آپ نے عمر کے آخری حصہ میں اپنے خلفاء اور مریدوں کو اپنے بیٹوں کی نگرانی میں تقسیم کر دیا تھا۔ کابل اور اس

کے نواح کو خواجہ محمد صبغۃ اللہ، بدخشاں، ترکستان، قرچاق، کاشغر، ختا، روم، شام کو خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ، خراسان، توران، اندراب، طبرستان اور بحستان کو خواجہ محمد عبید اللہ ؒ مروج الشریعت، دکن اور پنجاب کو خواجہ محمد اشرف ؒ کے سپرد کیا۔ بادشاہ اورنگ زیب اور اس کے درباری امراء کو خواجہ محمد سیف الدین ؒ کے حوالے کیا بعد میں اکثر خلفاء اور بادشاہ نے خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ؒ سے رجوع کیا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے زریں اقوال:

ا۔ انسان کی تخلیق کا مقصد حق تعالیٰ کی معرفت کا حصول ہے۔ اس معرفت میں ہر انسان کی صلاحیتوں کا فرق ہے جسے یہ نعمت مل گئی اس کے لئے خوش خبری ہے اور جو اس دولت سے محروم رہا اس کے لئے صد افسوس۔ جس نے اپنی عمر لایعنی کاموں میں ضائع کر دی اور اصل مقصود کی طرف راغب نہیں ہوا وہ کس منہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگا۔

۲۔ معرفت دو قسم کی ہوتی ہے۔ پہلی قسم وہ ہے جسے علماء نے بیان کیا ہے اور دوسری قسم صوفیاء سے تعلق رکھتی ہے۔ پہلی قسم استدلال سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری کشف و شہود سے۔ پہلی قسم کا دائرہ علم میں داخل ہے اور دوسری دائرہ حال میں۔ پہلی قسم کی معرفت میں نفس کی سرکشی موجود رہتی ہے اس لئے اس ایمان کو ایمانِ مجازی کہتے ہیں جو زوال وخلل سے محفوظ نہیں۔ دوسری قسم کی معرفت میں سالک کا وجود فنا اور نفس مطیع ہو جاتا ہے اس لئے اس کا ایمان زوال وخلل سے محفوظ رہتا ہے۔ امام احمد بن حنبل ؒ اپنے علمی اجتہاد کے باوجود حضرت بشر حافی ؒ کے صحبت میں جا کر بیٹھتے تھے۔ شاگردوں نے کہا کہ آپ جیسا عالم ایک دیوانے کے پیچھے چلتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں علوم کو ان سے بہتر جانتا ہوں مگر وہ خدا کو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ امام اعظم حضرت ابوحنیفہ ؒ اپنی عمر کے آخری دو سال اجتہاد چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گئے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ؒ ہلاک ہو جاتا۔ (مکتوباتِ معصومیہ، مکتوب ۶۱ جلد دوم)

حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کی تصانیف میں مکاتیب شریفہ "مکتوباتِ معصومیہ" کے نام سے تین دفتروں میں موجود ہیں۔ آپ ؒ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد نو لاکھ بتائی جاتی ہے جن میں سات ہزار خلافت کے مرتبہ کو پہنچے۔ آپ کی وفات بروز ہفتہ ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ بمطابق ۱۶۶۹ء میں سورۃ یٰس کی تلاوت کرتے ہوئے ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک سرہند میں ہے۔

آپ کے مزار مبارک کے احاطہ میں میں آٹھ قبریں ہیں:

۱۔ مرکز میں حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصومؒ
۲۔ مشرق جانب ملحق حضرت مروج الشریعت خواجہ عبید اللہؒ
۳۔ مشرق جانب حضرت ابوالعلی بن خواجہ محمد نقشبندؒ
۴۔ غربی جانب خواجہ محمد اشرفؒ بن خواجہ محمد معصومؒ
۵۔ غربی جانب خواجہ صبغۃ اللہؒ بن خواجہ محمد معصومؒ
۶۔ جنوب کی جانب شیخ محمد ہادی بن خواجہ عبید اللہؒ
۷۔ جنوب کی جانب حضرت محمد شیخ الاسلام بن خواجہ محمد پارساؒ
۸۔ جنوب کی جانب حضرت نور معصوم بن میر محمد نعمانؒ

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا حلیہ اور عادات

حضرتؒ دراز قد، گندمی رنگت، اونچی ناک اور کشادہ آبرو تھے۔ آپ کی آنکھیں بڑی اور داڑھی گھنی تھی۔ تمام اعضاء نہایت خوبصورت اور خوش شکل تھے۔ لباس میں چوغہ پہنتے تھے کبھی ہندوستانی جامہ پہنتے تھے۔ سر پر عمامہ باندھتے تھے۔ نماز تہجد میں کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے۔ تلاوت قرآن معمول تھا، ہر دس دنوں میں ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ نماز کی امامت خود کیا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی اولاد:

۱۔ خواجہ محمد صبغۃ اللہؒ
۲۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہؒ
۳۔ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ (مروج الشریعت)
۴۔ حضرت خواجہ محمد اشرفؒ
۵۔ حضرت خواجہ سیف الدینؒ
۶۔ حضرت خواجہ محمد صدیقؒ
۷۔ امۃ اللہ بیگمؒ
۸۔ عائشہ بیگمؒ
۹۔ عارفہ بیگمؒ
۱۰۔ عاقلہ بیگمؒ
۱۱۔ صفیہ بیگمؒ

آپ کی تصنیفات:

۱۔ اذکار معصومیہ (عربی وفارسی)

۲۔ بیاض معصومی (فارسی)

۳۔ خودنوشت تحریرات (فارسی)

۴۔ رسالہ درآداب صوفیہ (فارسی)

۵۔ رسالہ دراذکار یومی ولیلی (عربی وفارسی)

۶۔ رسالہ دراصطلاحات نقشبندیہ (فارسی)

۷۔ مکاشفات عینیہ: مکاشفات غیبیہ (فارسی)

۸۔ مکتونات معصومیہ (فارسی)

۹۔ یواقیت الحرمین (عربی) حسنات الحرمین (فارسی)

حضرت خواجہ معصومؒ کے بیٹوں کے علاوہ بھی بہت سے خلفاء تھے جن میں چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت محمد باقر لاہوریؒ

۲۔ حضرت محمد حنیف کابلیؒ

۳۔ حضرت محمد صدیق پشاوریؒ

۴۔ مرزا امان اللہ برھان پوریؒ

۵۔ شیخ ابوالمظفرؒ

۶۔ شیخ محمد علیم اللہ جلال آبادیؒ

۷۔ مرزا عبیداللہ بیگؒ

۸۔ ملاحسن علی پشاوریؒ

۹۔ ملاموسیٰ بھٹیؒ

۱۰۔ ملابدرالدین سلطان پوریؒ

۱۱۔ حکیم حافظ عبدالحکیم نوہانیؒ

۱۲۔ شیخ بایزید سہارن پوری

۱۳۔ حاجی حبیب اللہ حصاریؒ

۱۴۔ شیخ محمد مرادؒ

۱۵۔ شیخ آدم ٹھٹھوی ؒ

۱۶۔ مولانا سید یوسف گردیزیؒ

۱۷۔ میر شرف الدین حسین لاہوریؒ

۱۸۔ شیخ انور نور سرالیؒ

۱۹۔ شیخ حسن منصور جالندھریؒ

۲۰۔ مولانا اخوند سجاول ؒ (مترجم شرح وقایہ)

۲۱۔ حضرت حاجی ابوترابؒ

۲۲۔ حضرت میر ابوالفتح اکبرآبادیؒ

۲۳۔ حضرت شیخ ابوالقاسم بلخیؒ

۲۴۔ حضرت حاجی اللہ بخشؒ

۲۵۔ حضرت حاجی باقیؒ

۲۶۔ حضرت شیخ بدیع الدینؒ

۲۷۔ حضرت شیخ بہاءالدینؒ

۲۸۔ حضرت حضرت خواجہ بقاؒ

۲۹۔ حضرت صوفی تمر بیگؒ

۳۰۔ حضرت شیخ حسین منصورؒ

۳۱۔ حضرت مولانا جلال الدینؒ

۳۲۔ حضرت شیخ جلیلؒ

۳۳۔ حضرت دوست بیگؒ

۳۴۔ حضرت شاہ محمد پٹنیؒ

۳۵۔ حضرت شہریار بیگ بلخیؒ

۳۶۔ حضرت اخوان صالح کابلیؒ

۳۷۔ حضرت حافظ صبورؒ

۳۸۔ حضرت حاجی عارفؒ

۳۹۔ حضرت عبدالحقؒ

۴۰۔ حضرت عبدالرحمٰن بخاریؒ

۴۱۔ حضرت عبدالرحمٰن گجراتیؒ

۴۲۔ حضرت صوفی عبدالرحمٰن ترمذیؒ

۴۳۔ حضرت خواجہ عبدالآخرؒ

۴۴۔ حضرت حافظ عبداللہؒ

۴۵۔ حضرت قاضی عبداللہ محدثؒ

۴۶۔ حضرت عبدالنبیؒ

۴۷۔ حضرت شیخ عبدالمومنؒ

۴۸۔ حضرت اخون فصیح الدینؒ

۴۹۔ حضرت شیخ فقیر بنگالیؒ

۵۰۔ حضرت اخون قاسم خراسانیؒ

۵۱۔ حضرت خواجہ کلاںؒ

۵۲۔ حضرت محمد امین بدخشیؒ

۵۳۔ حضرت محمد باقر کشمیریؒ

۵۴۔ حضرت محمد برکؒ

۵۵۔ حضرت میر محمد زمانؒ

۵۶۔ حضرت محمد سالم کابلیؒ

۵۷۔ حضرت محمد حکیم ولد حاجی محمد اسلم لاہوریؒ

۵۸۔ حضرت محمد سعیدؒ

۵۹۔ حضرت محمد صدیقؒ

۶۰۔ حضرت محمد علی ملتانیؒ

۶۱۔ حضرت صوفی محمود کشمیریؒ

۶۲۔ حضرت صوفی محمد یحییٰؒ

۶۳۔ حضرت شیخ مصطفیٰ اندرابیؒ

۶۴۔ حضرت حاجی مصطفیٰ جلال آبادیؒ

۶۵۔ حضرت صوفی مرزائیؒ

۶۶۔ حضرت خواجہ محمد صادق بخاریؒ

۶۷۔ حضرت مولانا عبداللہ حجازیؒ

۶۸۔ حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن القراسانیؒ

۶۹۔ حضرت مولانا علی یمنیؒ

۷۰۔ حضرت میر عبدالفتاحؒ

۷۱۔ حضرت خواجہ عبداللطیف پشاوریؒ

۷۲۔ حضرت خواجہ عبدالاحدؒ

۷۳۔ حضرت خواجہ عبدالصمدؒ

۷۴۔ حضرت خواجہ اخوان موسیٰؒ

25.1 ۔ حضرت شیخ صبغۃ اللہؒ

حضرت شیخ صبغۃ اللہؒ حضرت خواجہ معصومؒ کے بڑے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱/ربیع الثانی ۱۰۳۲ھ ۲/فروری ۱۶۲۳ء کو سرہند شریف میں ہوئی۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ نے فرمایا کہ اس بچہ میں سے پیدائشی طور پر ایک خاص قسم کا نور اور خوشبو (بوئے اصالت) آرہی ہے اس لئے اس کا نام صبغۃ اللہ رکھا جائے۔ آپ بچپن میں ایک مرتبہ شدید بیمار ہوگئے اور آپ کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ حضرت مجددؒ نے فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں یہ بچہ لمبی عمر پائے گا اور صاحبِ کمال وارشاد ہوگا۔

آپ نے چالیس روز میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔ آپ نے علوم معقول ومنقول اور فروغ واصول پڑھنے کے بعد اپنے والد گرامی سے علوم باطن وجمیع کمالات ومقامات سیکھے۔ آپ کے والد آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ انہوں نے آپ کو خلافت اور اجازت سے مشرف فرماکر کابل روانہ فرمایا۔ آپ بہت متقی اور پرہیزگار اور عبادت گزار تھے۔ حضرت خواجہ معصومؒ نے فرمایا کہ اگر باپ کو بیٹے کی تعظیم کرنی ہوتی تو میں اپنے بیٹے صبغۃ اللہ کی تعظیم کیا کرتا۔ کابل کی قطبیت بھی آپ کے سپرد کی۔ وہاں آپ نے طالبانِ خدا کو مقاماتِ عالیہ تک پہنچایا۔

آپ کی وفات نوے سال کی عمر میں بروز جمعہ ۸/ربیع الآخر ۱۱۱۰ھ کو ہوئی اور اپنے والد گرامی کے مقبرے میں مدفون ہوئے۔ صاحبِ تذکرۃ مشائخ نقشبندیہ نے وفات کا سنہ ۹/ربیع الثانی ۱۱۲۱ھ/۷/جون ۱۷۰۹ء لکھا ہے۔ (عمر کے لحاظ سے ۱۱۲۱ھ زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے)

آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے، حضرت شیخ ابوالقاسمؒ، حضرت شیخ محمد اسماعیلؒ، حضرت شیخ اہل اللہؒ اور حضرت شیخ میرؒ تھے۔ آپ کی صاحبزادیاں، حضرت صائمہؒ، حضرت راضیہؒ، حضرت عالیہؒ، حضرت ماریہؒ، حضرت رافعہؒ، حضرت باقیہؒ اور حضرت روشن آراءؒ تھیں۔

25.2 ۔ حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبندؒ (قیومِ ثالث)

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبندؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے دوسرے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت بروز جمعہ ۷/رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ/۱۳/جون ۱۶۲۵ء میں سرہند شریف میں ہوئی۔ آپ کو حجۃ اللہ کا لقب بطور الہام عطا ہو، آپ کو شرف الدین بھی کہا جاتا تھا۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ نے اپنی زندگی میں اس پوتے کی پیشین گوئی کی تھی اور فرمایا تھا

کہ کہ وہ صاحب معارف واسرار ہوگا۔ آپ نے کم عمری میں قرآن کریم حفظ کرلیا تھا۔ آپ نے اکثر کتابیں اپنے چچا حضرت خواجہ محمد سعیدؒ سے پڑھیں اور مشکل سے مشکل بات بڑی آسانی سے سمجھ لیتے تھے۔ آپ بہت جلد مقاماتِ عالیہ تک پہنچ گئے اور اپنے احوال سے اپنے والد گرامی کو مطلع کرتے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ نے بعض حقائق ومعارف اپنے والد کے سامنے بیان کئے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اسرار مقطعاتِ قرآنی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دادا حضرت مجدد الف الثانیؒ پر ظاہر کئے تھے اور تم کو بھی آگاہی بخشی ہے۔

حضرت خواجہ معصومؒ نے اپنی قیومیت کے اکتالیسویں سال (۱۰۷۹ھ) میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خلعتِ قیومیت سے سرفراز فرمایا ہے۔ الحمدللہ کہ وہ خلعت تم کو بھی مبارک ہو۔ آپ کو قطب الاقطابی اور قیومیت کی بشارت دی۔ آپ ۱۱ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ میں مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ آپ کی خدمت میں ہر روز سینکڑوں لوگ حاضر ہوکر آپ سے بیعت کرتے۔ توران، ترکستان اور بدخشاں کے بادشاہ اپنی اپنی حدود تک استقبال کے لئے آئے اور اپنے ایلچی آپ کے پاس بھیجتے تھے۔ مجلس میں آپ کا اس قدر دبدبہ تھا کہ بادشاہ وامراء کو بھی بات کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ قیومیت کے نویں سال ۱۰۹۰ھ/۱۶۸۰ء میں آپ نے حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا اور اعلان فرمایا کہ جو ہمارے ساتھ جانا چاہے تو جا سکتا ہے۔ آپ کے ساتھ پچیس ہزار لوگ حج پر جانے کے لئے تیار ہوگئے جن میں چار سو سے زائد بڑے بڑے علماء و مشائخ شامل تھے۔ آپ کے مریدین میں حضرت شیخ عبدالوہابؒ، رئیس المشائخ حضرت شیخ فخر الدین خطیبؒ، ملک العلماء حضرت مولانا شمس الدینؒ شامل تھے۔

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبندؒ فرماتے ہیں! ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں ان کے ساتھ حضرت مجدد الف الثانیؒ اپنے خلفاء کرام کے ساتھ موجود ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت مجدد الف الثانیؒ کی پیشانی پر بوسہ دیا، بعدازاں حضرت مجدد الف الثانیؒ کے ایک پوتے حضرت شیخ عبدالواحدؒ کی پیشانی چومی۔

(حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ: ص۲۱۶)

آپ کا نکاح آپ کی پھوپھی کی بیٹی سے ہوا۔ دوسرا نکاح ۲۷ ربیع الاول ۱۰۸۰ھ/۱۵ اگست ۱۶۶۹ء کو خراسان کی معروف شخصیت حضرت سید میر اعبداللہؒ کی صاحبزادی حضرت عائشہ بیگم سے ہوا۔ آپ کی اولاد میں چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ آپ کے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلیؒ ۱۰۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم ظاہری و باطنی میں کامل تھے، فضائل ومعارف کا خزانہ تھے۔ تراویح میں دو دفعہ قرآن سنایا کرتے تھے۔ آپ صاحب کشف وکرامت تھے۔

آپ نے ۱۱۰۷ھ میں وفات پائی اور حضرت خواجہ معصومؒ کے قبہ میں مدفون ہوئے۔ باقی اولاد میں حضرت شیخ محمد عمرؒ، حضرت شیخ محمد کاظمؒ، حضرت شیخ عبدالرحیمؒ، حضرت شیخ عبدالرحمٰنؒ، حضرت میر عبداللہؒ، حضرت امۃ الکریمؒ، اور حضرت امۃ القیومؒ ان کو بجیوانی بیگم بھی کہتے تھے۔ بعض روایات میں آپ کی وفات بروز جمعہ ۹ رمحرم الحرام ۱۱۱۵ھ/ ۱۶ رجون ۱۷۰۲ء کو شب جمعہ المبارک عشاء کی نماز کے بعد اکیاسی سال کی عمر میں سرہند شریف میں ہوئی اور وہیں اپنے والد صاحب کے شمالی جانب علیحدہ مقبرے میں مدفون ہوئے۔

25.3 ۔ حضرت خواجہ محمد عبیداللہ المعروف مروج الشریعتؒ

خواجہ محمد عبیداللہ المعروف بمروج الشریعتؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے تیسرے صاحبزادے اور خلیفہ ہیں۔ آپ کی ولادت یکم شعبان ۱۰۳۷ھ/ ۱۶/اپریل ۱۶۲۹ء کو بمقام سرہند ہوئی۔ آپ کا لقب بہاء الدین اور کنیت ابوالعباس تھی۔ ایک مرتبہ جب آپ کی عمر سات سال کی تھی تو اتفاق سے حضرت عبدالحکیم سیالکوٹیؒ کا گزر سرہند شریف سے ہوا۔ انہوں نے آپ کو بلا کر ایک سوال کیا کہ دل ایک گوشت کا ٹکڑا ہے وہ کس طرح ذکر کرسکتا ہے۔ اس پر حضرت خواجہ عبیداللہؒ نے فی الفور جواب دیا کہ زبان بھی ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے گویائی کی صفت عطا فرمائی ہے کیا وہ دل کو یہ صفت نہیں دے سکتا۔ مولانا سیالکوٹیؒ ان کا جواب سن کر بے حد خوش ہوئے اور ڈھیر ساری دعائیں دیں۔ حضرت خواجہ معصومؒ آپ کو ''میاں حضرت جیو'' کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ رمضان المبارک میں روزآنہ ایک سپارہ یاد کرکے تراویح میں سناتے تھے اس طرح ایک ماہ میں پورا قرآن کریم حفظ کرلیا تھا۔ آپ ۱۱ رربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ اسی سال ایک روز نماز فجر کے بعد مراقبہ میں تھے کہ الہام ہوا کہ تمہیں مروج الشریعت کا خطاب دیا گیا ہے۔ آپ صاحبِ کشف و کرامت اور صاحب تصانیف بزرگ تھے۔

آپ کی وفات تپ دق کے مرض سے بروز جمعہ المبارک بوقت اشراق ۱۹ رربیع الاول ۱۰۸۳ھ /۶ رجولائی ۱۶۷۲ء بروز جمعہ بمقام سنبھالکہ، دہلی سے سرہند آتے ہوئے ہوئی۔ آپ کے جسد خاکی کو سرہند لاکر آپ کے والد کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ روایت ہے کہ آپ نے وفات سے پہلے لوگوں سے نماز کا وقت پوچھا پھر تیمّم کیا اور نماز میں سجدہ کی حالت میں جان بحق ہوگئے۔ آپ کی اولاد میں پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ حضرت شیخ محمد ہادیؒ، حضرت شیخ محمد پارساؒ، حضرت شیخ محمد سالمؒ شامل تھے۔

آپ کی تالیفات:

۱۔ مکتوباتِ معصومیہ (دفتر اول)

۲۔ یواقیت الحرمین (عربی) (حضرت خواجہ معصومؒ کے مکاشفات محرمین)

۳۔ رسالہ فی قرأتِ خلف الامام (عربی) ۴۔ رسالہ درعدم تعمیل کفار (فارسی)

۵۔ رسالہ دررد فخر الدین رازیؒ ۶۔ خزینۃ المعارف (فارسی)

25.4 ۔ حضرت خواجہ محمد اشرفؒ

حضرت خواجہ محمد اشرفؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے چوتھے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۴۸ھ /۱۶۴۰ء میں ہوئی۔ آپ محبوب اللہ کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ نے علوم منقول و معقول، کلام وتفسیر اور حدیث، فروغ واصول اور فقہ میں کمال حاصل کرلیا۔ آپ جو کتاب پڑھتے اس پر حاشیہ اور شرح بھی لکھتے جاتے۔ آپ کو حضرت خواجہ معصومؒ کی ایک ہی توجہ سے تمام نسبتِ مجددیہ یعنی ولایتِ ثلاثہ، کمالاتِ ثلاثہ وحقائقِ سبعہ القاء ہوئیں۔ آپ نسبتِ عالیہ با جمیع احوال واسرار باطن میں کامل ہوگئے۔ آپ طریقت وشریعت، ورع وتقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں، حضرت شیخ محمد جعفرؒ، حضرت شیخ محمد روح اللہؒ، حضرت شیخ محمد حیاتؒ، حضرت شیخ محمد شافی الحالؒ، حضرت پرہیز بانوؒ، حضرت منیرہ بیگمؒ، حضرت نجابت بانوؒ۔

آپ نے عقلیہ ونقلیہ کی اکثر کتابوں پر حواشی لکھے ہیں اور ان کی شرح تصنیف کی ہیں۔

آپ کی وفات ۲۷ صفر المظفر ۱۱۱۷ھ/۳۰ مئی ۱۷۰۵ء میں ہوئی اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی قبر کے مغربی جانب مدفون ہوئے۔ آپ نے نزع سے پہلے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچ رہے ہیں اور آپ اپنی زبان سے کہہ رہے ہیں ’’ یا رسول اللہ خذ بیدی یا شفیع المذنبین خذ بیدی‘‘ (ﷺ)

آپ کا آخری کلام تھا! ’’ حسبی اللہ و نعم الوکیل ‘‘

25.5 ۔ حضرت شیخ محمد صدیقؒ

حضرت شیخ محمد صدیقؒ حضرت خواجہ معصوم کے سب سے چھوٹے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ بھائیوں میں آپ کو چھٹا نمبر تھا۔ آپ کی ولادت ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء بمقام سرہند شریف ہوئی۔ آپ نے محبوب الٰہی کے لقب سے شہرت پائی۔ آپ کی ولادت کے وقت حضرت خواجہ معصومؒ کے پوتے اور نواسے موجود تھے۔ آپ نے بہت کم مدت میں قرآن کریم حفظ کرلیا۔ آپ کو اٹھارہ سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور بشارت ولایت احمدی عطا ہوئی اور بیس سال کی عمر میں جملہ کمالات وخصوصیات جو بڑے بھائیوں کو حاصل تھیں سے سرفراز ہوئے۔ آپ حج کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ وہاں رہے وہاں آپ کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی پھر آپ ہندوستان واپس تشریف لے آئے اور شاہجہاں آباد میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ پیدائشی ولی، صاحب کشف وکرامات اور عالم وفاضل تھے۔ اس زمانے میں فرخ سیر بادشاہ تھا۔ وہ آپ کا مرید ہوگیا اور کے ساتھ ہی دربار کے امراء اور سلطنت کے دوسرے افراد بھی آپ سے بیعت ہوگئے۔ آپ بیماری کی وجہ سے ہمیشہ پرہیزی کھانا کھاتے تھے۔ آپ کو حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ علم وعمل، فضل، ورع وتقویٰ، حسن خلق اور کسر نفسی کے بلند صفات اور کمالات سے آراستہ تھے۔

آپ کا انتقال ۵/جمادی الثانی ۱۱۳۰ھ/۲۶/مارچ ۱۷۱۸ء میں دہلی میں ہوا۔ آپ کے جسد خاکی کو سرہند شریف لایا گیا اور وہاں دفن کیا گیا۔ آپ کی قبر مبارک پر گنبد بنا ہوا ہے۔

آپ کی اولاد میں حضرت شیخ محمد مہدیؒ اور حضرت شیخ محمد باقیؒ تھے.

25.6 ۔ حضرت شیخ محمد خلیلؒ

حضرت شیخ محمد خلیلؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کے چھٹے فرزند تھے۔ آپ ۱۰۵۵ھ/۱۶۴۵ء میں سرہند میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد گرامی کے انتقال کے وقت آپ سولہ سال کے تھے۔ آپ کی تعلیم وتربیت آپ کے چچا حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے کی۔ وہ آپ کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ چاہتے تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ہاتھ پر بیعت کر کے طریقت وباطنی سلوک کی تربیت حاصل کی۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے آپ کو اپنی خلافت واجازت سے نوازا۔ آپ کو ”تعین حبی“ جو تعینات میں سب سے فائق ہے کی بشارت عطا فرمائی۔ دوسری بشارتیں اسی کا احاطہ ہیں جسے طریق اولیٰ کے طور پر فرمایا گیا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے تین مکتوبات آپ کے نام

ہیں۔ علوم باطنی کے ساتھ ساتھ آپ علوم ظاہری کے بھی ماہر تھے۔ آپ بعض اوقات اپنے مکاشفات بھی بیان فرماتے تھے۔

آپ کا انتقال ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ء میں ہوا اور حضرت مجدد الف الثانی کے قریب مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں تین صاحبزادے، حضرت نور القدسؒ، حضرت شیخ مکینؒ اور حضرت مراد اللہؒ اور ایک صاحبزادی حضرت فیض النساء تھیں۔

25.7 ۔ حضرت مخدوم زادہ شیخ ابوالقاسمؒ

حضرت مخدوم زادہ شیخ ابوالقاسمؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم کے پوتے اور حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہؒ کے بیٹے تھے۔ آپ نے تعلیم وتربیت اپنے والد گرامی اور چچاؤں سے حاصل کی۔ آپ حضرت خواجہ محمد نقشبندیؒ کے داماد تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ کی خانقاہ کا سارا انتظام سنبھالتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد اشرفؒ کے خاص شاگرد تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے خلافت واجازت کا شرف حاصل تھا۔

آپ کا انتقال ۱۰۸۱ھ/۱۶۷۰ء کو ہوا۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے گنبد میں چبوترے کے باہر جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ حضرت خواجہؒ کے گنبد میں سب سے پہلی قبر آپ کی ہے۔

25.8 ۔ حضرت مولوی شیخ محمد فرخؒ

حضرت مولوی شیخ محمد فرخؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کے بیٹے اور حضرت مجدد الف الثانیؒ کے پوتے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۸ء میں سرہند شریف (ہندوستان) میں ہوئی۔

آپ نے جب قرآن کریم حفظ کیا تو سرہند شریف کی مسجد کلاں میں اس کا ختم ہوا جسے حضرت مجدد الف الثانیؒ کے صاحبزادگان نے سنا۔ آپ نے عقلیہ ونقلیہ علوم میں کمال حاصل کیا۔ آپ کو مولوی معنوی کا لقب دیا گیا۔ آپ کو ستر ہزار احادیث، متن، اسناد اور جرح وتعدیل کے لحاظ سے حفظ تھیں اور آپ درجہ اجتہاد پر فائز تھے۔ آپ نے حدیث میں اول اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کی آبائی سند حاصل کی اور بعد سفر حج میں حضرت شیخ علی طبری بن عبد القادر طبری حسینی مکی شافعیؒ سے سند حدیث حاصل کی۔ آپ فراغت کے بعد درس وتدریس میں مصروف ہو گئے تھے۔ اکثر علماء ومشائخ کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ اورنگ زیب عالمگر بادشاہ نے حدیث میں صحیح بخاری آپ سے پڑھی۔ آپ کو کمالات نبوت کی بشارتیں حاصل تھیں۔ آپ نے اپنے والد گرامی کے انتقال کے بعد اپنے چچا حضرت خواجہ محمد معصوم

سے روحانی تعلق قائم کیا اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کی وفات ۴؍شوال ۱۱۱۸ھ/ ۲۹؍دسمبر ۱۷۰۶ء میں سرہند شریف میں ہوئی۔

آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں، حضرت محمد ارشدؒ، حضرت محمد مرشدؒ، حضرت محمد ارشادؒ، حضرت محمد رشیدؒ اور حضرت بی بی رشیدہؒ۔

آپ کی تصنیفات:

۱. اصلاحات الصوفیه

۲. تنقیح المنهاج المتین من معائد لصوص الدین

۳. جلاء الصدر عن مرآت الکعبة الحسناء

۴. حاشیه علی حاشیه علامه عبد الحکیم علی الخیالی

۵. الحد الفاصل بین سدید الاعتقاد بین الزندقة و الحاد

۶. رساله در منع رفع سبابه

۷. القول الفاصل بین الحق و الباطل

۸. رساله فی الحقیقة المحمدیه

۹. کشف الغطا عن اذهان الاغبیاء

۱۰. رساله وحدت الوجود

۱۱. رساله در منع غنا

۱۲. رساله فی العقائد

۱۳. مکاشفات الحرمین

۱۴. مکتوبات سعیدیه

۱۵. النجاة عن طریق الغواة

25.9 ۔ حضرت حاجی محمد فضل اللہؒ

حضرت حاجی محمد فضل اللہؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی شیخ عبد القادرؒ تھا۔ آپ حضرت مجدد الف الثانیؒ کی صاحبزادی حضرت خدیجہؒ کے بیٹے تھے اور حضرت مجدد الف الثانیؒ کے بڑے بھائی

حضرت شیخ عبدالرزاقؒ کے پوتے تھے۔ آپ کے والد سرہند کے قاضی تھے۔ آپ کی ولادت بروز جمعہ المبارک ۱۰رمحرم ۱۰۵۵ھ/۲۶رفروری ۱۶۴۵ءکوسرہند شریف میں ہوئی۔ سب سے پہلے آپ نے ناظرہ قرآن مجید ختم کیا پھر علوم عقلیہ و نقلیہ پڑھے۔ سترہ سال کی عمر میں آپ نے بیضاوی شریف ختم کر لی تھی۔ حج کے سفر کے دوران قرآن مجید حفظ کر لیا اور آئندہ سال تراویح میں سنایا۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد سعیدؒ سے شرح وقایہ اور دوسری درسی کتابیں پڑھیں۔ آپ کے اساتذہ میں آپ کے تین ماموں، حضرت ملا بدرالدین سلطان پوریؒ، آپ کے والد حضرت شیخ عبدالقادرؒ اور حضرت مولوی فرخؒ شامل تھے۔ آپ نے درس و تدریس کو شعبہ کو اپنایا۔ آپ علوم عقلی و نقلی کی کتب کا درس دیتے تھے۔ ان کے علاوہ حدیث، فقہ، تفسیر، ہدایہ اور باطنی علوم کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ آپ بڑے حیادار اور اہل حق کا خیال رکھنے والے تھے۔ پرہیز گار اور عبادت گزار تھے۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ سنتِ رسول ﷺ کے سخت پابند تھے اور بدعات سے سخت نفرت کرتے تھے۔ آپ نے سترہ سال کی عمر میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ہمراہ حج کی سعادت حاصل کی۔

آپ کی شادی حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی صاحبزادی حضرت صفیہؒ سے ہوئی۔ آپ کی دہلی میں اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ کے والد گرامی کے انتقال کے بعد قضاء کی خدمت آپ کو سونپ دی تھی۔ آپ نے پہلے حضرت خواجہ محمد سعیدؒ سے سلوک باطنی کا آغاز کیا اور ان سے ولایتِ صغریٰ کی بشارت پائی۔ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ نے ایک روز فرمایا! محمد فضل اللہؒ صاحب معنی بزرگ اور بزرگی کے مقام پر فائز ہو گئے ہیں اور انہوں نے آخری عمر میں آپ کو ولایت کبریٰ کی بشارت دی۔ ان کے وصال کے بعد آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے حلقہ ادارت میں شامل ہو گئے۔ آپ آٹھ برس تک ان سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات اخذ کرتے رہے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے آپ کو خلافت واجازت عطا فرمائی۔ آپ کو ''تعین حبی اور سیر نظری'' کی بشارات سے نوازا ان کے وصال کے بعد آپ نے حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

آپ کا انتقال بروز جمعہ ۳رجب ۱۱۱۷ھ/۱۰راکتوبر ۱۷۰۵ءکو پشاور میں ہوا۔ آپ کے جسد خاکی کو سرہند شریف لایا گیا اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ کی اولاد میں تین صاحبزادے، حضرت شیخ عزالدین احمدؒ، حضرت شیخ حسام الدین احمدؒ، حضرت میر صفر اللہ معصومیؒ تھے۔

25.10 ۔ حضرت مولانا شیخ ابوالمظفر حنفی نقشبندی برہان پوریؒ

حضرت مولانا شیخ ابوالمظفر حنفی نقشبندی برہان پوریؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق برہان پور (دکن) کے متمول گھرانے سے تھا۔ آپ کے آباؤاجداد میں حضرت شیخ علیم اللہ محدث عباسیؒ بہت مشہور تھے۔

آپ علم و فضل میں کمال رکھتے تھے۔ شروع میں آپ معروف شیخ طریقت شیخ عبداللطیف برہان پوریؒ سے بیعت ہوئے، ان کے بعد حضرت شیخ مرزا امان اللہ برہان پوریؒ کے حلقہ ادادرت میں شامل ہوئے، بعدازاں حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر باطنی سلوک کی تکمیل کی۔

آپ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ بہت زیادہ اولیاء کرام مکہ مکرمہ میں موجود ہیں اور یوں لگتا ہے کہ وہ کسی بزرگ کا انتظار کررہے ہیں۔ اسی دوران ایک بزرگ تشریف فرما ہوتے ہیں تو حاضرین ادب سے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پوچھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ حضرت خواجہ محمد معصومؒ ہیں۔ آپ اس خواب سے متاثر ہوکر ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۸ء میں سرہند شریف حاضر ہوکر حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہوجاتے ہیں۔ وہاں آپ کافی عرصہ ان کی خدمت میں رہ کر سلوک سیکھتے ہیں۔ جب آپ کا سلوک مکمل ہوا تو حضرت خواجہ عبیداللہؒ نے سفارش کی کہ ان کو خلافت واجازت عطا فرما کر برہان پور (دکن، انڈیا) روانہ کردیا جائے۔ حضرت اقدسؒ نے ایسا ہی کیا۔ آپ حضرت اقدسؒ کے خاص خلفاء کرام میں شامل تھے۔ آپ نے برہان پور میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترقی، ترویج اور اشاعت کے لئے بھرپور کام کیا۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے وصال پر آپ سرہند شریف تشریف لائے اور حضرت خواجہ محمد عبیداللہؒ سے ملاقات کی آپ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۱۰۸ھ/۱۶۹۶ء کو برہان پور میں ہوئی اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔ آپ کی اولاد میں آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ ابوالخیرؒ نے حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ سے خلافت پائی۔

آپ کے خلفاء میں حضرت شیخ سید عنایت اللہ بن سید محمد بالاپوریؒ اور حضرت شیخ حسین عشاقؒ زیادہ مشہور ہیں۔

25.11 ۔ حضرت خواجہ احمد بخاریؒ

حضرت خواجہ احمد بخاریؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت خواجہ خاوند محمد عطاری نقشبندی بخاریؒ تھا۔ آپ بادشاہ توران عبدالعزیز کے ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ پھر سلوک کا سفر مکمل کر کے خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت مقبولیت عطا فرمائی تھی۔ آپ کے مریدین کی ایک کثیر تعداد تھی جن میں صاحب کشف وکرامات بزرگ بھی تھے۔ آپ کی وفات شعبان ۱۰۷۲ھ/ مارچ ۱۶۶۲ء کو لاہور میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

25.12 ۔ حضرت خواجہ ارغونی خطائیؒ

حضرت خواجہ ارغونی خطائیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے آپ کو خلافت واجازت سے سرفراز کر کے چین جانے کا حکم دیا تھا۔ آپ نے خطا (چین) میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت کے لئے بڑی خدمات انجام دیں۔ اپنے علاقے میں اسلام کو بہت فروغ دیا۔ آپ کے حلقہ ادارت میں ہزاروں لوگ شامل تھے۔

25.13 ۔ حضرت میرزا امان اللہ برہان پوریؒ

حضرت میرزا امان اللہ برہان پوریؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی اور بہت جلد باطنی ترقی کر کے عروج حاصل کیا اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کو حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا۔

آپ کی وفات برہان پور میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ محمد برہان پوریؒ بھی حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مرید تھے۔ حج بیت اللہ کے لئے گئے تھے وہاں انتقال ہو گیا اور وہیں مدفون ہوئے۔

25.14 ۔ حضرت حاجی امان اللہ لاہوریؒ

حضرت حاجی امان اللہ لاہوریؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کو اپنے مرشد حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ساتھ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ اپنے شیخ اقدسؒ سے بے پناہ محبت وعقیدت کرتے تھے۔ حضرت خواجہ معصومؒ آپ سے کہا کرتے تھے! ”جڑا ہوا رہ، لٹکا ہوا مت بن“

آپ کا انتقال ۱۱۱۰ھ/۱۶۹۸ء میں ہوا اور لاہور میں مدفون ہوئے۔

25.15 ۔ حضرت شیخ انور نور سرائی لاہوریؒ

حضرت شیخ انور نور سرائی لاہوریؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ نور سرائے ملکہ نور جہاں نے تعمیر کروائی تھی۔ اسے سرائے نور محل بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سرائے پھلور سے ۲۰ کلومیٹر مغرب میں جالندھر کے ایک چھوٹے قصبہ میں واقعہ ہے۔ جہانگیر بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ اس سرائے میں قیام کرتا تھا۔

آپ فنافی الشیخ بزرگ تھے۔ آپ نے مختصر صحبت میں بے انتہاء فیض حاصل کیا تھا۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے کئی مکتوبات آپ کے نام ہیں۔ آپ کو اپنے شیخ و مرشد حضرت خواجہ محمد معصومؒ کو آخری غسل دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔

آپ نے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے باطنی احوال پر چند رسائل تصنیف کئے ہیں۔ ان میں رسالہ ''کثیر الہدایت'' بہت مشہور ہے۔

25.16 ۔ حضرت شیخ بایزیدؒ

حضرت شیخ بایزیدؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ بدیع الدین بن رفیع الدین انصاری سہارن پوریؒ تھا۔ آپ کے والد گرامی امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت سہارن پور میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی اور دوسرے اساتذہ سے سہارن پور میں حاصل کی۔ علم حاصل کرنے کے بعد آپ سرہند آ گئے اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت کر کے سلوک کے منازل طے کرنے لگے۔ آپ اپنے شیخ اقدسؒ کی خدمت میں رہ کر اذکار و اشغال کی پابندی کرتے تھے۔ جب علم و معرفت میں کمال حاصل کر چکے تو آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ و قادریہ میں خلافت و اجازت عطا فرمائی۔

بعد ازاں آپ سہارن پور واپس آ گئے اور سلسلہ کی ترویج و اشاعت میں مشغول ہو گئے۔ بہت سے مشہور لوگوں نے آپ سے سلوک کے منازل طے کئے۔ آپ علم و فضل اور معرفت کے ساتھ ساتھ شاعر بھی تھے۔

آپ کی وفات بروز پیر ۱۱۰۰ھ/۱۶۸۸ء کو سہارن پور میں ہوئی اور وہیں آخری آرام گاہ پائی۔

آپ کی اولاد میں آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ حسام الدینؒ آپ کے خلیفہ و جانشین بنے۔ آپ کی مشہور کتاب '' مرافض الروافض '' ہے۔

25.17 ۔ حضرت محمد باقر نقشبندی لاہوریؒ

حضرت محمد باقر لاہوریؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام مفتی شرف الدین عباسی الحسینی لاہوریؒ تھا۔ آپ کی ولادت لاہور میں ہوئی۔ آپ کو علوم ظاہری میں کمال حاصل تھا۔ آپ جامع معقول ومنقول تھے۔ آپ لاہور میں نامور عالم ومفتی کے عہدے پر فائز تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت کر کے مدارج سلوک طے کئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ باعمل عالم، بلند فقیہہ، باکمال صوفی، مفسر اور مؤلف تھے۔ آپ ظاہری وباطنی علوم میں کمال رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ آپ کو اپنے خطوط میں اعلم العلماء تحریر فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے آپ کو حقیقتِ قرآنی، حقیقتِ صلوٰۃ، عروج لطائف، حقیقتِ صلوٰۃ وخلت ومحبت کی بشارات سے نوازا تھا۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے پانچ مکتوبات آپ کے نام ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ آپ کا بے حد احترام کرتا تھا۔ آپ نے بہت سی بدعات کا اورنگ زیب عالمگیر کے ذریعہ خاتمہ کروایا۔ آپ عالم ہونے کے ساتھ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔

آپ کے نام سے لاہور میں ایک جگہ '' چوہٹہ مفتی باقر اندرون شہر '' مشہور ہے۔ آپ کی وفات ۱۱۰۱ھ/ ۱۶۸۹ء کو لاہور میں ہوئی۔ آپ کا مزار اقدس چوہٹہ مفتی محمد باقر اندرون شہر لاہور میں ہے۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ استفتاء (فارسی)

۲۔ حاشیہ قرآن مجید (عربی)

۳۔ دامِ حق (فارسی منظوم)

۴۔ شمائل نبوی ﷺ (فارسی)

۵۔ کنز الهدایات فی کشف بالبدایات و النهایات (حضرت خواجہ معصومؒ کے مکتوبات کا خلاصہ)

۶۔ منتهیٰ الایجاز لکشف الاعجاز (عربی)(تفسیرِ قرآن)

25.18 ۔ حکیم حافظ عبد الحکیم نوہانیؒ

حکیم حافظ عبد الحکیم نوہانیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے قندھار شہر میں رشد وہدایت کا سلسلہ

جاری کیا۔ آپ کے عقیدت مندوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔ حاکم وقت نے آپ کے خوف سے آپ کو شہر سے نکل جانے کا حکم دیا تو آپ شہر سے باہر چل دئے تو آپ کے دو لاکھ مریدین بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑے یہ دیکھ کر انہوں نے شہر سے نکلنے کا حکم واپس لے لیا۔

25.19 ۔ حضرت حافظ ابو اسحاقؒ

حضرت حافظ ابو اسحاقؒ حضرت خواجہ معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ترکستان کے رہنے والے تھے۔ آپ نے ترکستان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے بہت کام کیا اور آپ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ بے شمار خاص و عام کے ساتھ ساتھ بادشاہِ وقت بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا تھا۔

ایک روز بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اسی دوران شاہی خادم بادشاہ کے لئے تازہ انگور لایا۔ بادشاہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ انگور تو زمرد سے مشابہ ہیں۔

آپ نے فرمایا! کیا تم چاہتے ہو کہ یہ زمرد بن جائیں۔

بادشاہ نے کہا! اگر ایسا ہو جوئے تو بہت اچھا ہے۔

پس آپ نے دعا کی جس کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ انگور زمرد بنا دئے۔

(انوارِ معصومیہ، حضرت سید زوار حسین شاہؒ)

25.20 ۔ حضرت میاں شیخ بدرالدین سلطان پوریؒ

حضرت میاں شیخ بدرالدین سلطان پوریؒ حضرت خواجہ معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نسلاً افغان تھے۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم، محدث، ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے۔ آپ بہت منکسر مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا لقب جامع العلوم تھا۔ آپ نے خواب میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی زیارت کی۔ آنکھ کھلی تو آپ حضرت خواجہؒ سے ملاقات کے لئے بے چین ہو گئے۔ سرہند شریف تشریف لا کر حضرتؒ سے ملاقات کی اور بیعت کی درخواست کی جو انہوں نے قبول کر لی۔ آپ وہیں قیام پذیر ہو گئے حضرت خواجہ معصومؒ کے اپنے صاحبزادگان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری آپ کو دی۔ آپ کا سلوک مکمل ہونے کے بعد آپ کو خلافت واجازت سے نوازا گیا اور سلطان پور جانے کا حکم دیا گیا۔ آپ نے

وہاں پہنچ کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی فیض رسانی کا سلسلہ شروع کیا اور لوگوں کی کثیر تعداد آپ سے مستفیض ہوئی۔

آپ کو حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ہمراہ حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ حضرت خواجہؒ تو واپس ہندوستان تشریف لے آئے لیکن آپ وہیں رک گئے۔ آپ نے سند حدیث حضرت شیخ شمس الدین محمد بن علاء الدین، ابوعبداللہ شمس الدین بابلی قاہری ازہری شافعیؒ سے قیام حرمین شریفین کے دوران حاصل کی۔ سات سال بعد مختلف ملکوں کی سیر کرتے ہوئے ہندوستان واپس آئے۔

آپ کی وفات آپ کے مرشد کے وصال کے چند سال بعد ۱۰۸۱ھ/۱۶۷۰ء میں ہوا۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے جو تمام عارف باکمال اور عالم عالی مقام تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا نجم الدینؒ حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ کے خلیفہ تھے۔

25.21 ۔ حضرت صوفی پائندہ محمد طلائی کابلیؒ

حضرت صوفی پائندہ محمد طلائی کابلیؒ حضرت خواجہ معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بہت عرصہ تک حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں رہے اور سلوک باطنی کی تکمیل کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اور قادریہ میں خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ آپ کی مشہور تصنیف ''مجمع البحرین'' ہے۔

25.22 ۔ حضرت ملا پائندہ محمد کابلی پلاس پوشؒ

حضرت ملا پائندہ محمد کابلی پلاس پوشؒ حضرت خواجہ معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے پہلے حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی سے بیعت کی اور سلوک باطنی کا سفر شروع کیا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوئے اور ان کی صحبت میں رہ کر سلوک کی تکمیل کی اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ تقویٰ، زہد وتوکل میں اپنے مثال نہیں رکھتے تھے۔ آپ پلاس کے پتوں کو جوڑ کر لباس بنا کر پہنتے تھے۔

آپ کا انتقال کابل (افغانستان) میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار ہے۔

25.23 ۔ حضرت حافظ پیر محمد دہلوی ؒ

حضرت حافظ پیر محمد دہلوی ؒ حضرت خواجہ معصوم ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت دہلی میں ہوئی۔ آپ کے خاندان کا شمار دہلی کے شرفاء میں ہوتا تھا۔ آپ کچھ عرصہ حصار کے قصبہ جنید (پنجاب، انڈیا) میں رہے۔ آپ جید عالم وفقیہہ تھے۔ آپ نے طریقت کی تعلیم حضرت شیخ احمد دبینی ؒ (خلیفہ حضرت مجدد الف الثانی ؒ) سے حاصل کی۔ آپ کافی عرصہ ان کی خدمت میں رہے۔ آپ نہایت متقی، پرہیز گار، تھے توکل اور قناعت میں کامل تھے۔ اورنگ زیب بادشاہ آپ کو اپنے ہاتھ سے خط لکھ کر بھیجا کرتا تھا۔ آپ ساری زندگی درس وتدریس میں مصروف رہے۔ لوگوں کی ایک کثیر تعداد آپ سے مستفیض ہوئی۔

آپ نے حضرت احمد دبینی ؒ کے انتقال کے بعد حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ سے بیعت کی اور باطنی سلوک کی تربیت حاصل کی۔ تکمیل سلوک کے بعد اجازت وخلافت کا شرف حاصل کیا۔ آپ جنید ضلع حصار میں مقیم رہے۔ بعد ازاں آپ دہلی منتقل ہوگئے تھے۔ آخر عمر تک مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے۔ دہلی میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

25.24 ۔ حضرت مولانا جان محمد ورسکی ؒ

حضرت مولانا جان محمد ورسکی ؒ حضرت خواجہ معصوم ؒ کے خلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ نے آپ کو خلافت سے نواز کر بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی تربیت کے لئے مقرر کیا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے دو مکتوبات آپ کے نام ہیں۔

25.25 ۔ حضرت میر جلال الدین حسین ؒ

حضرت میر جلال الدین حسین ؒ حضرت خواجہ معصوم ؒ کے خلیفہ تھے۔آپ کے والد گرامی کا نام حضرت میر عماد الدین الحسینی الہروی ؒ تھا۔ آپ سرہند میں مقیم تھے۔ آپ شریعت وطریقت پر کامل تھے۔

آپ نے سرہند میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے خلافت پائی جن میں حضرت شیخ محمد ابراہیم ؒ زیادہ مشہور ہیں۔

25.26 ۔ حضرت حاجی حبیب اللہ حصاری بخاریؒ

حضرت حاجی حبیب اللہ حصاری بخاریؒ حضرت خواجہ معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حصار (بخارا) کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کی اولاد میں سے تھے۔

آپ بخارا سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوئے۔ حسن اتفاق سے وہاں آپ کی آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیکھا کہ شمال کی طرف سے بڑی تعداد میں لوگ آ رہے ہیں اور سب کے ہاتھ میں ایک نورانی مشعل ہے۔ درمیان میں ایک بزرگ تخت پر تشریف فرما ہیں۔ کسی سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ حضرت خواجہ محمد معصومؒ ہیں۔

آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں سرہند تشریف لائے اور ان سے بیعت کر کے سلوک کے منازل طے کرنے لگے۔ آپ بہت عرصہ سرہند میں رہے۔ آپ حضرتؒ کے خاص مصاحبین میں شامل ہو گئے اور خلافت واجازت سے نوازے گئے۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے دل میں مدت سے تمنا تھی کہ ماوراء النہر کے لوگوں کے لئے اپنے کسی ایسے خلیفہ کو بھی بھیجیں جو کمالاتِ مجددیہ کا حامل ہو۔ آپ نے حضرت حاجی حبیب اللہ حصاری بخاریؒ کو بخارا جانے کا حکم دیا۔ بخارا میں آپ نے بہت کام کیا۔ بلخ و بخارا کا حکمران سبحان قلی بن نذر محمد خانؒ آپ کا مرید بنا۔ آپ نے چار سو مریدین کو خلافت سے نوازا۔ آپ صاحب تصرفات و کرامات بزرگ تھے۔

آپ کا انتقال ۱۱۱۰ھ/۱۶۹۸ء میں ہوا اور بخارا میں آسودہ خاک ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے، حضرت شیخ محمد نعمانؒ اور حضرت شیخ خواجہ اسد اللہؒ۔ حضرت شیخ محمد نعمانؒ نے حضرت خواجہ محمد زبیرؒ سے بیعت ہو کر باطنی سلوک طے کیا۔ بعد میں اپنے والد گرامی کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔

25.27 ۔ حضرت ملا حسن علی پشاوریؒ

حضرت ملا حسن علی پشاوریؒ حضرت خواجہ معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ پشاور کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے قدیم احباب میں سے تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے اول آپ کو خلافت بطریق سفارت عطا فرمائی۔ بعد ازاں خلافت واجازت سے نوازا۔ آپ کی وفات پشاور میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

25.28 ۔ حضرت شاہ حسین اورنگ آبادیؒ

حضرت شاہ حسین اورنگ آبادیؒ حضرت خواجہ معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ قلعہ پرینڈا، اورنگ آباد (دکن، انڈیا) کے رہنے والے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی کی تربیت حضرت شیخ ابومظفر برہان پوریؒ (خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ) سے لی۔ آپ نے حضرت شیخ ابوالمظفرؒ کے ساتھ سرہند جا کر حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں حاضری دی اوران کے حلقہ ادارت میں شامل ہوگئے۔ حضرتؒ نے آپ کو توجہاتِ عالیہ سے فیض یاب کیا اوراپنی خلافت کا شرف عطا فرمایا۔ آپ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ آپ کی ملاقاتیں حضرت خواجہ محمد زبیرؒ سے بھی رہتی تھیں۔

آپ کی وفات ۶۳ سال کی عمر میں ۱۱۰۹ھ/۱۶۹۷ء میں ہوئی اور قلعہ پرینڈا، اورنگ آباد (دکن،انڈیا) میں آخری آرام گاہ پائی۔

25.29 ۔ حضرت شیخ حسین منصور جالندھریؒ

حضرت شیخ حسین منصور جالندھریؒ حضرت خواجہ معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جالندھر(ہندوستان) کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی زندگی کے آخری ایام میں حلقہ ادارت میں داخل ہوئے اور بہت جلد سلوک کی منازل طے کرکے خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کو اپنے وطن کی قطبیت کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے آپ کے نام نو مکتوبات ہیں۔ آپ کا انتقال جالندھر میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

25.30 ۔ حضرت حاجی خان افغانؒ

حضرت حاجی خان افغانؒ حضرت خواجہ معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بجواڑہ، ضلع ہوشیار پور(ہندوستان) کے رہنے والے تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت کی سعادت حاصل ہوئی اور تکمیل سلوک کے بعد خلافت عطا ہوئی۔ آپ صاحب تصرفات وکرامات بزرگ تھے۔

25.31 ۔ حضرت صوفی دوست بیگؒ

حضرت صوفی دوست بیگؒ حضرت خواجہ معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ پشاور کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت ہوئے اور بڑی توجہ اور محنت سے سلوک کے تمام مدارج طے کر کے خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم کے دو مکتوبات آپ کے نام ہیں۔

آپ کی وفات ۱۱۳۴ھ / ۱۷۲۲ء میں ہوئی۔

25.32 ۔ حضرت میر رحمت اللہؒ

حضرت میر رحمت اللہؒ حضرت خواجہ معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بھٹی کوٹ (کابل، افغانستان) کے رہنے والے تھے۔ آپ اپنے چھوٹے بھائی حضرت سید اخوند موسیٰ بھٹی کوٹیؒ کے ساتھ سرہند شریف حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت اقدسؒ کے پاس رہ کر دونوں بھائیوں نے مدارج سلوک طے کئے۔ حضرت اقدسؒ دونوں بھائیوں پر بہت زیادہ شفیق ومہربان تھے۔ سلوک کی تکمیل کے بعد حضرتؒ نے دونوں بھائیوں کو خلافت واجازت سے نواز کر وطن واپس جانے کا حکم دیا۔ آپ ساری زندگی دعوت وارشاد میں مصروف رہے۔

آپ کا انتقال حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے انتقال کے چند سال بعد اپنے گاؤں بھٹی کوٹ (افغانستان) میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

25.33 ۔ حضرت شیخ رحیم داد افغانؒ

حضرت شیخ رحیم داد افغانؒ حضرت خواجہ معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بجواڑہ، ضلع ہوشیار پور (ہندوستان) کے رہنے والے تھے۔ پہلے آپ کا تعلق حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ اور حضرت مفتی محمد باقر لاہوریؒ سے تھا۔ آپ کی ان سے خط وکتابت ہوتی تھی۔ پھر آپ کو حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت کی سعادت حاصل ہوئی اور تکمیل سلوک کے بعد خلافت عطا ہوئی۔ آپ صاحب تصرفات وکرامات بزرگ تھے۔

25.34 ۔ حضرت میر رفعت بیگ گرزداد ؒ

حضرت میر رفعت بیگ گرزداد ؒ حضرت خواجہ معصوم ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ مغل بادشاہ شاہ جہاں کے طلائی گرزبردار تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے خاص اور مخلص ارادتمندوں میں سے تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے پانچ مکتوبات آپ کے نام ہیں۔ صاحب مقامات معصومی لکھتے ہیں کہ آپ کا مدفن معلوم نہیں، خیال کیا جاتا ہے کہ دہلی میں ہے۔

25.35 ۔ حضرت شیخ زین الدین یمنی ؒ

حضرت شیخ زین الدین یمنی ؒ حضرت خواجہ معصوم ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ یمن کے جید عالم تھے اور محدث مدنی کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ سے بیعت ہونے کے لئے سرہند (ہندوستان) تشریف لائے۔ آپ نے روحانی سلوک کے مقامات طے کئے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ نے ۱۶۵۹ء میں اپنے حرمین شریفین کے قیام کے دوران آپ کو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ نے ایک مرتبہ آپ کو خط میں یوں لکھا!

جناب عالی ستارہ نورانی، روز وشب کی شادمانی، سید وفاضل، کامل ومحدث وعالم وعامل جونہایت عزت و احترام کے ساتھ کامل اور مکمل اسلام وکثیر تسلیمات کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان کی ہدایت کے آفتاب ہمیشہ طلوع ہوتے رہیں گے اور ان کی فیض رسانی کے انوار ہمیشہ چمکتے رہیں گے۔

25.36 ۔ حضرت اخوند سجاول سرہندی ؒ

حضرت اخوند سجاول سرہندی ؒ حضرت خواجہ معصوم ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا نام عبدالحق اور عبدالخالق منقول ہے اور ملا سجاول کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کی ولادت سرہند شریک کے قصبہ مورندہ میں ہوئی۔ آپ عالم وفاضل اور متقی و پرہیزگار تھے۔ آپ جوانی میں حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کی خدمت میں آگئے تھے اور درس وتدریس میں مشغول ہوگئے تھے۔ حضرت مجدد الف الثانی ؒ کے خاندان کے کافی لوگ آپ کے شاگرد تھے۔ آپ نے باطنی سلوک کی تکمیل کے بعد حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ سے خلافت واجازت کا شرف حاصل کیا اور بلند بشارتوں کی خوشخبری پائی۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ

کوغسل دینے کی سعادت بھی حاصل کی۔ آپ کوحضرت خواجہ محمد معصومؒ کے بیٹے حضرت خواجہ شیخ محمد عبید اللہؒ کے وصال کے بعدان کوآخری غسل دینے کی سعادت بھی ءحاصل ہوئی۔

آپ نے اپنے گاؤں ''برکت چرک'' میں وفات پائی اور سرہند شریف میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے روضۂ انور کےقریب آسودہ خاک ہوئے۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ شرح ہدایہ (فارسی) ۲۔ مسائل ضروریہ (فارسی)

۳۔ مسائل شرح وقایہ: ترجمہ شرح وقایہ (فارسی)

25.37 ۔ حضرت صوفی سعد اللہ کابلیؒ

حضرت صوفی سعد اللہ کابلیؒ حضرت خواجہ معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا وطن افغانستان کا شہر کابل تھا۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہونے کے لئے سرہند (ہندوستان) تشریف لائے۔ آپ نے بہت لگن سے روحانی سلوک طے کیا اور بہت کم عرصہ میں بہت زیادہ ترقی نصیب ہوئی اور ''ولایت علیا'' کی بشارت عطا ہوئی۔ حضرت خواجہ معصومؒ نے آپ کواپنی خلافت واجازت سے نوازا۔ حضرت خواجہ معصومؒ کے چار مکتوبات آپ کے نام ہیں۔ آپ صاحب تصرفات وکرامات بزرگ تھے۔

25.38 ۔ حضرت حاجی سلیم بلخیؒ

حضرت حاجی سلیم بلخیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا شمار بلخ کے بڑے مشائخ میں ہوتا تھا۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہونے کے لئے سرہند (ہندوستان) تشریف لائے۔ سلوک کی تکمیل کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خواجہ معصومؒ نے آپ کو بلخ جانے کا حکم دیا۔ آپ نے وہاں بہت عرصہ دعوت وارشاد کا فریضہ انجام دیا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے معارف وفیوض سے وہاں کے لوگوں کو مستفید کیا۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے تین خطوط آپ کے نام ہیں۔ آپ کی وفات ۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء میں ہوئی اوراپنے وطن بلخ میں آخری آرام گاہ پائی۔

25.39 ۔ حضرت میر شرف الدین حسینؒ

حضرت میر شرف الدین حسینؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام میر عماد الدین محمد حسینی ہرویؒ تھا۔ آپ کے خاندان کے کافی لوگ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے حلقہ ادارت میں شامل تھے۔ آپ نے بھی حضرت اقدسؒ سے بیعت کی اور روحانی سفر کا آغاز کیا۔

آپ نے حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ کی فرمائش پر مکتوبات معصومیہ کے دفتر دوم کو ''وسیلۃ السعادت'' کے نام سے مرتب کیا۔ آپ نے اس میں ایک فصیح و بلیغ خطبہ کا اضافہ کیا۔ آپ عمدہ شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے اور فائض تخلص تھا۔

25.40 ۔ حضرت میر شرف الدین حسین لاہوریؒ

حضرت میر شرف الدین حسین لاہوریؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق اندرجان سے تھا جو فرزانہ کے شمال مشرق میں ایک درہ کے کنارے پر واقع تھا۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مخلص خادموں میں سے تھے۔ آپ نے بڑی توجہ اور محنت سے سلوک کے مقامات طے کئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ ہر وقت حضرت اقدسؒ کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ حضرت اقدسؒ کے وصال کے بعد بھی کافی عرصہ وہاں رہے اور پھر لاہور چلے گئے لیکن مرشد کے روضہ مقدسہ کی زیارت کے لئے تشریف لاتے رہتے تھے۔

حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ آپ سے فرماتے تھے کہ'' میر شرف الدین تم اس عہد کے شیخ محی الدینؒ (ابن عربی) ہو ''۔ آپ کا انتقال اسی (۸۰) سال کی عمر میں ۱۱۰۲ھ/ ۱۶۹۱ء میں ہوا اور لاہور میں آسودہ خاک ہوئے۔

25.41 ۔ حضرت میر عارفؒ

حضرت میر عارفؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ حضرت میر محمد نعمان بدخشی اکبر آبادیؒ کے نواسے تھے۔ آگرہ میں مقیم تھے۔ آپ نے بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے ہاں ملازمت اختیار کرلی تھی۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے آپ کو اپنی خلافت واجازت سے نوازا تھا۔

25.42 ۔ حضرت شیخ عبدالاحد وحدتؒ

حضرت شیخ عبدالاحد وحدتؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کے پانچویں بیٹے اور حضرت مجدد الف الثانیؒ کے پوتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء میں سرہند شریف میں ہوئی۔ آپ شریعت وطریقت دونوں علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ بچپن میں آپ کے والد آپ کو '' گل '' کہہ کر پکارتے تھے جس کی وجہ سے آپ گل صاحب کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ آپ حدیث اور علوم عقلیہ ونقلیہ میں کمال رکھتے تھے۔ آپ کو روحانی کمالات و بشاراتِ عالیہ حاصل تھیں۔ جن میں ولایت کبریٰ اور مقام خلت شامل تھیں، آپ کے شیخ نے آپ کو محمدی المشرب بزرگ ہونے کی بشارت دی تھی۔ آپ اپنے والد و چچا کے علاوہ حضرت اخوند عبدالحق سجاول سرہندیؒ کے شاگرد تھے۔

آپ نے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ سے روحانی رابطہ قائم کر لیا تھا۔ آپ کو تین بار حج کی سعادت حاصل ہوئی جن میں دو بار حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ کے ساتھ حج کیا۔ آپ نے کشمیر اور کابل کے کئی تبلیغی دورے کئے۔ آپ بہت بڑے عالم، عارف، صاحب تصنیف اور ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے۔

آپ کی وفات ۷۵ سال کی عمر میں ۲۷/ذوالحجہ ۱۱۲۶ھ/۱۷۱۴ء میں دہلی میں ہوئی۔ جسد خاکی کو سرہند شریف لایا گیا اور وہاں مدفون ہوئے۔ آپ کی کئی نماز جنازہ ہوئیں جن میں آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ محمد تقیؒ اور حضرت خواجہ محمد زبیرؒ نے نمازیں پڑھائیں۔

آپ کی اولاد میں، حضرت شیخ ابوحنیفؒ، حضرت شیخ محمد تقیؒ، حضرت شیخ نورالحقؒ، حضرت شیخ محمد جواد تھے۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ اسرارالجمعہ

۲۔ اسرارالفقر

۳۔ برہان جلی

۴۔ رسالہ دراثبات قیومیت

۵۔ بیاض

۶۔ بدائع الشرائع

۷۔ توبہ نامہ

۸۔ الجنات الثمانیہ

۹۔ جنود اللہ

۱۰۔ حاشیہ بر بعضی اقوال تفسیر بیضاوی

۱۱۔ خزائن المودّہ

۱۲۔ خزائن النبوۃ

۱۳۔ خیابان وحدت

۱۴۔ خیر الکلام

۱۵۔ الدرر علم قرأت بسال

۱۶۔ رسالہ در احوال حضرت مجددؒ

۱۷۔ رسالہ در رد مخالفین حضرت مجددؒ

۱۸۔ رسالہ در شرح بیت مثنوی

۱۹۔ رسالہ منع رفع سبابہ

۲۰۔ رسالہ در بیان لطائف خمسہ واصول آنہا

۲۱۔ رسالہ تصوف

۲۲۔ سبیل الارشاد

۲۳۔ سلسلۃ الجواہر در شرح چہل حدیث

۲۴۔ شرح کلمات قدسی آیات مکاتیب حضرت مجددؒ

۲۵۔ شرح کلمہ تسبیح

۲۶۔ شرح رباعیاتِ خواجہ باقی باللہؒ

۲۷۔ شواہد التجدید

۲۸۔ صحائف التسعہ

۲۹۔ فیض العام

۳۰۔ قرأۃ القارئین

۳۱۔ قصص برحق

۳۲۔ چہار چمن

۳۳۔ کحل الجواہر

۳۴۔ گلشن وحدت (مجموعہ مکتوبات)

۳۵۔ لطائف المدینہ (سوانح حضرت خواجہ محمد سعید، والدخود)

۳۶۔ رسالہ لطائف

۳۷۔ مجمع البحرین

۳۸۔ مناجاتِ کبیر

۳۹۔ مناجاتِ صغیر

۴۰۔ منشور الدرر فی فضائل السور

۴۱۔ شرح بیت مثنوی

۴۲۔ نشر العطر

۴۳۔ نواقض الروافض

۴۴۔ رسالہ فی قرأۃ النبی المختار واصحابہ الکبار

۴۵۔ رسالہ نفی الاشارۃ فی الصلوٰۃ

۴۶۔ دو رسالۂ وحدت

۴۷۔ رسالہ نقشبندیہ

۴۸۔ دیوانِ وحدت

۴۹۔ مجالس وحدت

25.43 ۔ حضرت میاں شیخ عبدالخالقؒ

حضرت میاں شیخ عبدالخالقؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بنگال کے رہنے والے تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے آپ کو خلافت و اجازت عطا کر کے بنگال کے لوگوں کی اصلاح اور تربیت باطنی کے لئے بنگال جانے کا حکم دیا۔ وہاں بے شمار لوگوں نے آپ سے فیض روحانی و دینی حاصل کیا۔

25.44 ۔ حضرت خواجہ عبدالرحمٰنؒ

حضرت خواجہ عبدالرحمٰنؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ترکستان کے علاقے فراسمان کے رہنے والے تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت کا شرف حاصل کیا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات حاصل کئے۔ آپ نے سلوک کی تکمیل میں بہت مشقت اٹھائی، بالآخر خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خاص خلفاء عظام میں شامل تھے۔ خلافت ملنے کے بعد آپ کو اپنے وطن ترکستان جانے کا حکم دیا گیا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کی اور ہزاروں لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور روحانی اصلاح سے فیض یاب ہوئے۔ آپ صاحب تصرفات و کرامات بزرگ تھے۔

25.45 ۔ حضرت ملا عبدالرزاقؒ

حضرت ملا عبدالرزاقؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے قوی الجذبہ کے حامل خلیفہ تھے۔ حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں!

"ممکن ہے کہ آپ شیخ عبدالرزاق لاہوریؒ ہوں، جن کا تذکرہ "نزہت الخواطر" میں اس طرح درج ہے۔ الشیخ العالم الصالح عبدالرزاق بن عبدالوہاب بن عبدالقادر بن محمد بن زین العابدین بن عبدالقادر بن محمد شریف الحسنی الاچی لاہوری۔ آپ فضل و اصلاح میں مشہور حضرات میں سے ہیں۔ اپنے والد بزرگوار سے طریقہ اخذ کیا اور حرمین شریفین گئے اور حج و زیارات سے مشرف ہوئے۔ وہاں کے شیوخ سے بھی استفادہ کیا۔ پھر ہندوستان آکر لاہور میں قیام کیا۔

آپ کا انتقال ۲۲/ذوالقعدہ ۱۰۶۸ھ / ۱۱/اگست ۱۶۵۸ء کو ہوا۔ (تاریخ و تذکرہ خانقاہ سرہند شریف)

25.46 ۔ حضرت صوفی عبدالرؤف کابلیؒ

حضرت صوفی عبدالرؤف کابلیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا مولد ومسکن گاؤں ''سخجت درہ'' تھا جو افغانستان کے شہر کابل کے دامن کوہ کا ایک دیہات تھا۔ شروع میں آپ حضرت خواجہ محمد حنیف کابلیؒ کے مرید ہوئے۔ پھر آپ نے سرہند شریف حاضر ہو کر حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت کی۔ ان کی صحبت میں رہ کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مراتب ومنازل طے کئے اور خلافت واجازت کا شرف پایا۔

25.47 ۔ حضرت خواجہ عبدالصمد کابلیؒ

حضرت خواجہ عبدالصمد کابلیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ موضع ''دیہ یعقوب'' نزد کابل، افغانستان کے رہنے والے تھے۔ آپ کابل میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی شہرت سن کر ان سے ملاقات کے شوق میں سرہند شریف پہنچے اور ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ آپ نے حضرت خواجہؒ کی نظر عنایت وشفقت سے ولایت ظلی واصلی حاصل کی۔ کمالاتِ نبوت اور مقام خلت تک رسائی پائی۔ آپ ابراہیمی المشرب تھے۔ آپ کو حضرت مجدد الف الثانیؒ کے کمالات خاصہ سے کامل حصہ نصیب ہوا تھا اور ولایت کبریٰ کے کمالات سے ممتاز تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں رہتے ہوئے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض وبرکات سمیٹتے ہوئے حضرت خواجہؒ کی خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ کو اپنے وطن میں خلق خدا کی راہنمائی کے لئے روانہ فرمایا۔

آپ ''دیہ یعقوب'' پہنچ کر مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے ایک خانقاہ تعمیر کروائی جہاں زائرین اور طالبین کے رہائش وطعام کا بندوبست تھا۔ آپ تبلیغ اور ترویج دین کے سلسلہ میں کابل بھی جاتے رہتے تھے۔ وہاں آپ کا ایک بڑا حلقہ احباب تھا۔ آپ بہت مہمان نواز تھے۔ آپ نے حج کی سعادت بھی حاصل کی تھی۔

آپ کی وفات ۱۱۰۸ھ/ ۱۶۹۶ء میں حج کے سفر سے واپسی پر ہوئی اور اپنے گاؤں دیہ یعقوب (کابل، افغانستان) میں مدفون ہوئے۔ آپ نے اپنے انتقال سے کچھ دن پہلے حضرت میر صفر احمد معصومیؒ کو اپنی قبر کی جگہ دکھلائی تھی۔ آپ اس جگہ کچھ دیر بیٹھے رہے۔

آپ کے ایک پوتے حضرت خواجہ محمد دیہ یعقوبیؒ حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔

25.48 ۔ حضرت میر عبدالفتاحؒ

حضرت میر عبدالفتاحؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ حضرت میر محمد نعمان بدخشی اکبرآبادیؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ آگرہ میں مقیم تھے۔

آپ کی مشہور تصنیف '' مفتاح العارفین '' تصوف پر بہترین کتاب ہے۔

25.49 ۔ حضرت حافظ عبدالکریم نوہانیؒ

حضرت حافظ عبدالکریم نوہانیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا مولد، مسکن اور مدفن نوہانہ تھا۔ آپ کے شیخ حضرت خواجہ محمد معصومؒ آپ سے قرآن مجید کی تلاوت سنا کرتے تھے۔ حضرت خواجہؒ کے تین مکتوبات آپ کے نام ہیں۔

25.50 ۔ حضرت شیخ عبدالکریم کابلیؒ

حضرت شیخ عبدالکریم کابلیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا مولد و مسکن کابل (افغانستان) تھا۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ان خوش نصیب خلفاء میں سے تھے جن کو قطبیت کے مقام سے سرفراز کیا گیا تھا۔ آپ کو کابل کی قطبیت عطا کی گئی۔ آپ کا انتقال ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء میں کابل میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

25.51 ۔ حضرت شیخ عبداللطیفؒ

حضرت شیخ عبداللطیفؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی شیخ عبدالقادرؒ تھا۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے بھانجے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۵۵ھ/۱۶۴۵ء میں سرہند شریف میں ہوئی۔ عقیقہ کے روز حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے آپ کا نام عبداللطیف رکھا۔ آپ نے بسم اللہ کے آغاز سے ہی قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیا تھا اور علوم عقلی و نقلی کی کتابیں پڑھیں۔ آپ درس و تدریس کے شعبہ سے منسلک ہو گئے۔ آپ جوانی میں ہی حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہو گئے تھے۔ آپ نے انتہائی اخلاص اور کامل اعتقاد کے ساتھ کمالات حاصل کئے۔ آپ

ظاہری و باطنی دونوں علوم کے ماہر تھے۔ حضرت خواجہ ؒ آپ پر بہت مہربان تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد سیف الدین ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہو گئے تھے۔ اپنے بھائیوں کی تربیت بھی آپ نے کی۔ آپ فجر میں کبھی بھی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہونے دیتے تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ کے کہنے پر بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی مصاحبت اختیار کر لی تھی۔ بادشاہ آپ کا بے حد احترام کرتا تھا۔ غیر شرعی باتوں پر آپ بادشاہ کو ٹوک دیا کرتے تھے۔ آپ نے حضرت مجدد الف الثانی ؒ کے مخالفین کی رد میں ایک رسالہ لکھا تھا۔

آپ کی اولاد میں تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ حضرت شیخ موسیٰ ؒ، حضرت شیخ عبدالحئی ؒ، حضرت زین العابدین ؒ، حضرت اعز النساء ؒ اور حضرت رشدہ ؒ شامل ہیں۔

25.52 ۔ حضرت شیخ عبداللہ قہوہ چی ؒ

حضرت شیخ عبداللہ قہوہ چی ؒ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے سرہند میں حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور حضرت اقدس ؒ کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے ذمہ حضرت خواجہ ؒ کے لئے قہوہ پکانے کی خدمت تھی اس وجہ سے آپ کا لقب قہوہ چی ہو گیا۔

آپ نے سلوک کی تکمیل کے بعد پیر و مرشد سے اجازت و خلافت کا شرف پایا۔ اپنے شیخ کے حکم سے آپ مکہ مکرمہ چلے گئے۔ وہاں کثیر تعداد میں لوگوں کو حلقہ ادارت میں داخل کیا۔

25.53 ۔ حضرت صوفی عبداللہ مغربی ؒ

حضرت صوفی عبداللہ مغربی ؒ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت کر کے سلوک کے مدارج طے کئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کو خلافت عطا فرما کر حضرت خواجہ ؒ نے آپ کو مغرب (مراکش) بھیج دیا تھا۔ وہاں لوگوں کی کثیر تعداد نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

25.54 ۔ حضرت مرزا عبید اللہؒ

حضرت مرزا عبید اللہؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ دارالشکوہ کے مقربین میں سے تھے۔ آپ شریعت پر استقامت اور مشائخ سے محبت رکھتے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مقبول ارادت مندوں میں تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے بارہ مکتوبات آپ کے نام ہیں۔

25.55 ۔ حضرت میر عرب ماہؒ

حضرت میر عرب ماہؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ افغانستان کے شہر کابل کے شمال میں واقع قریہ '' میوہ خاتون '' سے متصل ایک دیہات مارکی کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوکر سلوک کے مدارج طے کئے اور حضرت اقدسؒ کی شفقت وعنایت سے خلافت واجازت کا شرف حاصل کیا۔

25.56 ۔ حضرت ملا عطا اللہ سواتیؒ

حضرت ملا عطا اللہ سواتیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا شمار حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے قدیم احباب میں ہوتا ہے۔آپ نے سلوک باطنی کی تکمیل کے بعد اجازت وخلافت کا شرف پایا۔ حضرت خواجہؒ نے آپ کو بمبئی کے مشہور علاقے بندر سورت (ہندوستان) روانہ کیا۔ وہاں آپ نے بہت کام کیا اور آپ کو بہت مقبولیت ہوئی۔ آپ خطاطی اور کتابت کا کام بھی کرتے تھے۔ آپ قرآن کریم کی کتابت کیا کرتے تھے۔ آپ اپنے پیرومرشد کے لئے بھی کتابت کا کام کیا کرتے تھے۔ آپ نے قرآن کریم کے تین بہت خوبصورت نسخے کتابت کئے جن میں ایک روضۂ رسول اللہ ﷺ پر رکھا، دوسرا حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مرقد پر اور تیسرا حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے مرقد شریف بھیجا تھا۔

حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ کا ایک خط آپ کے نام ہے۔ آپ کی وفات اورنگ آباد (دکن، ہندوستان) میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادے فضلی اور شیخا تھے۔

25.57 ۔ حضرت میر عماد الحسینی ہرویؒ

حضرت میر عماد الحسینی ہرویؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت خواجہ سید امیر کلالؒ کی اولاد میں سے تھے۔ جہلم (پاکستان) کے قریب شہر عماد نگر کے نام سے آباد کیا۔ آپ وہیں مدفون ہوئے۔

آپ کے آباؤ اجداد سرہند آئے اور یہیں مقیم ہو گئے۔ آپ کے والد شاہ جہاں بادشاہ کے زمانے میں منصب پانچ صد پر فائز تھے۔ بعد ازاں یہ منصب چھوڑ کر درویشی اختیار کر لی تھی۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہو گئے تھے۔ باطنی سفر کی تکمیل کے بعد خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے نام حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا ایک خط بھی ہے۔ آپ کے بیٹے اور پوتے بھی حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مریدوں میں شامل تھے۔

آپ کے صاحبزادگان، حضرت میر مفاخر حسین متخلص بہ ثاقبؒ، حضرت میر شرف الدین حسینؒ، حضرت میر مظفر حسینؒ، حضرت میر مرادؒ اور حضرت میر جلال الدین حسینؒ تھے۔

25.58 ۔ حضرت شیخ عمر حضرمیؒ

حضرت شیخ عمر حضرمیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام علی بن عبداللہ تھا۔ آپ ظفا (موجودہ مسقط، اومان) میں ۱۰۱۲ھ / ۱۶۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد آپ کی تعلیم وتربیت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت سید عقیل بن عمران باعمر علویؒ کی صحبت اختیار کی اور ان سے فیوض وبرکات حاصل کئے اور ان سے خلافت پائی۔ پھر آپ ہندوستان تشریف لائے اور حضرت سید ابوبکر بن حسین فقیہہ بیجاپوریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ بیجاپور میں ہی قیام پذیر ہو گئے۔

ان کے بعد آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے حلقہ ادارت میں شامل ہوئے اور سلوک کے منازل طے کئے۔ حضرت اقدسؒ کی خدمت میں رہ کر آپ نے حنفی مسلک اختیار کیا۔ آپ خلافت واجازت سے شرف یاب ہوئے۔ واپس جا کر آپ نے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو اپنے علاقوں میں بہت فروغ دیا۔ آپ کو یمن میں بھی بہت مقبولیت حاصل تھی۔

آپ کے خادم محمد بن قنشقاشؒ فرماتے ہیں کہ جب آپ زیادہ علیل ہو گئے تو وفات کی رات کو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اگر کوئی چیز دیکھو تو گھبرانا نہیں۔ چنانچہ رات کے آخری حصہ میں میں نے ایک نور دیکھا جس سے ہر چیز منور ہو گئی۔ جس کی وجہ سے میرے دل میں ہیبت اور کپکپی پیدا ہو گئی۔ پھر میں آپ کے قریب گیا تو دیکھا کہ آپ رحلت فرما چکے ہیں۔

25.59 ۔ حضرت میر غضنفر داراشکوہیؒ

حضرت میر غضنفر داراشکوہیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام الہ وردی خان تھا۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی محبت میں غرق تھے۔ آپ کے پیرومرشد کی آپ پر بہت عنایات تھیں، آپ خلافت مطلقہ سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے تین خط آپ کے نام ہیں۔

25.60 ۔ حضرت شیخ غلام محمد افغانؒ

حضرت شیخ غلام محمد افغانؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بجواڑہ ضلع ہوشیار پور (ہندوستان) کے رہنے والے تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت کر کے سلوک کے اسباق مکمل کئے اور خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے دو خط آپ کے نام ہیں۔

25.61 ۔ حضرت آخوند قاسم خراسانیؒ

حضرت آخوند قاسم خراسانیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ خراسان کے رہنے والے تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہو کر سلوک کے مدارج طے کئے اور اعلیٰ مقامات تک رسائی کی۔ آپ کو حضرت اقدسؒ نے خلافت واجازت سے نوازا۔ خلافت عطا کرنے کے بعد آپ کو خراسان واپس جا کر وہاں دین کی خدمت کی ذمہ داری دی۔

25.62 ۔ حضرت شیخ قاسم کابلیؒ

حضرت شیخ قاسم کابلیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت صوفی عبداللہ مغربیؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے باطنی سلوک کا آغاز حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ سے کیا۔ حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ نے آپ کو حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت کروادیا اور سلوک کے اسباق ان کی صحبت میں رہ کر مکمل کئے اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ عالی بشارتوں سے نوازے گئے اور کمالات بلند سے ممتاز ہوئے۔

25.63 ۔ حضرت قل احمد ترکؒ

حضرت قل احمد ترکؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا نام شیخ احمد بن خلیل المعروف یک دست حنفی نقشبندی جوریانیؒ تھا۔ آپ کا ایک ہاتھ نہیں تھا اس لئے یک دست مشہور ہو گئے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ان کی خدمت میں رہ کر سلوک کے مقامات طے کئے اور خلافت و اجازت سے مستفیض ہوئے۔ حضرت شیخ مراد بن علی بخاری شامیؒ آپ کے پیر بھائی تھے۔

آپ نے مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ یہیں آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف رہے۔ ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۸ء میں آپ کی وفات ہوئی اور مکہ مکرمہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت شیخ محمد امین توقادیؒ آپ کے خلیفہ تھے جن کے خلیفہ و شاگرد معروف خوش نویس حضرت مستقیم زادہ سعدالدین سلیمانؒ تھے۔

25.64 ۔ حضرت خواجہ ماہ (خواجہ محمد صدیقؒ)

حضرت خواجہ ماہ (خواجہ محمد صدیقؒ) حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے دادا حضرت خواجہ عبدالعزیز نقشبندیؒ جہانگیر بادشاہ کے عہد میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ توزک جہانگیری میں کئی جگہ ان کا ذکر ہے۔ حضرت خواجہ عبدالعزیز نقشبندیؒ کے بھائی حضرت خواجہ محمد قاسم نقشبندیؒ بھی ماوراء النہر سے جہانگیر کی ملازمت کے غرض سے آئے تھے، بادشاہ نے ان کو بارہ ہزار روپے نذرانہ پیش کیا تھا۔ آپ نے دہلی میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت کی۔ بعد ازاں آپ کے معتبر خلفاء میں شامل ہو گئے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے تین مکتوبات آپ کے نام ہیں۔

آپ نے دہلی میں ۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء میں وفات پائی اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔

25.65 ۔ حضرت ملا محسن کابلیؒ

حضرت ملا محسن کابلیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ اپنا واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں!

'' رمضان المبارک میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ (عروۃ الوثقیٰ) معتکف تھے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر

ہوا دیکھا کہ آپ آرام فرما رہے ہیں اور چہرے پر چادر ڈھکی ہوئی ہے۔ میں آہستہ سے بیٹھ گیا اور دل میں کہا کہ خوابِ غفلت معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ اولیاء کرام کو نیند نہیں آنی چاہئے۔ اس وسوسہ کے آتے ہی آپ نے سر اٹھایا اور یہ شعر پڑھا:

سحر کرشمہ وصلش بخواب می دیدم
زہے مراتب خوابے کہ بہ زبیداری ست

ترجمہ: ہم اس کے وصل کے کرشمہ کا جادو خواب میں دیکھتے ہیں،
ویسے خواب کے درجات بیداری سے بہتر ہوتے ہیں۔

25.66 ۔ حضرت سید محمد اسرائیلؒ

حضرت سید محمد اسرائیلؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ دہلی کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہوئے اور روحانی سلوک کی تکمیل کی اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے چار مکتوبات آپ کے نام ہیں۔

25.67 ۔ حضرت مولانا محمد امین بخاری پشاوریؒ

حضرت مولانا محمد امین بخاری پشاوریؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے قابل اعتماد احباب میں سے تھے۔ آپ کے نام حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے چار مکتوبات ہیں۔ آپ قوی جذب والے بزرگ تھے۔

25.68 ۔ حضرت ملا محمد امین حافظ آبادیؒ

حضرت ملا محمد امین حافظ آبادیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت میر شرف الدین عباسی حسینی لاہوریؒ کے صاحبزادے اور حضرت مفتی محمد باقر لاہوری کے بھائی تھے۔ آپ کا مولد ومسکن اور مدفن حافظ آباد (پنجاب) تھا۔

آپ نے سلوک کا آغاز حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ سے کیا پھر حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوئے۔ آپ کی باطنی تربیت حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ نے ہی کی۔ آپ مکتوبات کے اتنے ماہر تھے کہ حضرت خواجہ

محمد سیف الدین ؒ نے آپ کو مکتوب خوان کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ کو حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ نے خلافت واجازت عطا فرما کر حافظ آباد کی ذمہ داری عطا فرمائی۔ آپ وہاں لوگوں کی ظاہری و باطنی اصلاح میں مصروف رہے۔ حضرت خواجہ ؒ کے چار مکتوبات آپ کے نام ہیں۔ آپ کا انتقال حافظ آباد میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

25.69 ۔ حضرت محمد جان اکبر آبادی ؒ

حضرت محمد جان اکبر آبادی ؒ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ آگرہ (اکبر آباد) کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

25.70 ۔ حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی ؒ

حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی ؒ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے خاندان میں پہلے ہی سے روحانی تربیت کا خیال رکھا جاتا تھا۔ آپ کا مولد و مسکن اور مدفن ''میوہ خاتون'' تھا۔ جو کابل سے تین میل دور قلعہ حسین کوٹ سے آگے دامن کوہ میں واقع ہے۔

آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا تھا کہ آپ سرہند شریف (ہندوستان) پہنچے ہیں۔ وہاں دو نورانی شخصیات اس خانقاہ میں کامل رعب و شان نے جلوہ افروز ہیں۔ آپ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں ان میں سے ایک کا مرید بن جاؤں۔ حاضرین مجلس میں سے ایک صاحب قریب آئے تو آپ نے ان دونوں عزیزوں کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت مجدد الف الثانی ؒ کے فرزندگان گرامی حضرت خواجہ محمد سعید ؒ اور حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ ہیں۔ آپ نے ان صاحب سے کہا کہ میں حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کی ادارت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں بھی ان ہی کی طرف سے آیا ہوں۔ پس یوں وہ صاحب آپ کو حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کی خدمت میں لے گئے اور آپ کو حضرت خواجہ ؒ کا مرید بنا دیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ کا قلب جاری تھا۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کی محبت میں بے قرار ہو گئے۔

آپ کے حضرت خواجہ میر محمد نعمان ؒ سے گہرے مراسم تھے۔ آپ نے اس خواب کا تذکرہ ان سے کیا۔ وہ آپ کو اپنے ہمراہ سرہند شریف لے گئے ۱۰۳۷ھ/۱۶۲۷ء میں۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد معصوم سے بیعت کی پھر آپ کو پورا

خاندان بیعت ہوگیا تھا۔ آپ بہت اعلیٰ صفات کے حامل تھے اس لئے آپ نے بہت جلد سلوک کے مدارج طے کر لئے۔ حضرت خواجہ ؒ آپ پر بہت مہربان تھے اور آپ پر ان کی بہت زیادہ عنایات تھیں۔ آپ کو بہت کم عرصہ میں خلافت و اجازت سے نواز کر کابل روانہ کیا۔ آپ اپنے وطن میں سلسلہ کی ترویج واشاعت کا کام کرتے رہے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے اٹھائیس مکتوبات آپ کے نام ہیں۔

آپ کا انتقال اپنے شیخ ومرشد کی حیات میں اپنے آبائی گاؤں میوہ خاتون میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے صاحبزادے حضرت خواجہ صبغۃ اللہ ؒ نے پڑھائی۔

25.71 ۔ حضرت میر محمد زاہدؒ

حضرت میر محمد زاہدؒ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی اسلم ہراتیؒ تھا۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی میں کمال رکھتے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ سے بیعت ہوئے، سلوک باطنی کی تکمیل کے بعد خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ کابل میں شاہجہاں بادشاہ کے ملازم تھے۔

آپ کی وفات ۱۱۰۱ھ/۱۶۸۹ء میں کابل میں ہوئی۔

آپ کی چند تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ رسالہ میرزاہد ۲۔ حاشیہ شرح مواقف

25.72 ۔ حضرت محمد شاکرؒ

حضرت محمد شاکرؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کتاب '' حضرات القدس '' کے مصنف حضرت بدرالدین سرہندیؒ تھے۔ آپ کم سنی سے ہی خاندان مجددیہ کے ساتھ اخلاص ومحبت کے رابطے رکھتے تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے ساتھ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ وصاحب فنا وبقا تھے۔

آپ نے شیخ عبید اللہ ؒ کے حکم پر رسالہ '' یواقیت الحرمین '' کا ''حسنات الحرمین '' کے نام سے فارسی میں ترجمہ اور شرح لکھی جو ۱۰۷۱ھ/۱۶۶۱ء میں مکمل ہوئی۔

25.73 ۔ حضرت خواجہ محمد شریف بخاریؒ

حضرت خواجہ محمد شریف بخاریؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بخارا کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہونے کے لئے سرہند شریف تشریف لائے اور پھر سرہند میں ہی مقیم ہوگئے۔ آپ شاہی ملازمت کرتے تھے۔ آپ عالم دین تھے۔ علوم عقلی و نقلی میں کمال رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلفاء سے باطنی سلوک طے کیا اور پھر حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہؒ نے آپ کو ولایت ثلاثہ، کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی بشارت عطا فرمائی اور پھر اجازت و خلافت سے سرفراز کیا۔ آپ کے نام حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے تین مکتوبات ہیں۔

25.74 ۔ حضرت خواجہ عبداللطیف بخاریؒ

حضرت خواجہ عبداللطیف بخاریؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد شریف بخاریؒ کے بھائی تھے۔ آپ بخارا کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہونے کے لئے سرہند شریف لائے اور پھر سرہند میں ہی مقیم ہوگئے۔ آپ شاہی ملازمت کرتے تھے۔ آپ عالم دین تھے۔ علوم عقلی و نقلی میں کمال رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلفاء سے باطنی سلوک طے کیا اور پھر حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہؒ نے آپ کو ولایت ثلاثہ، کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی بشارت عطا فرمائی اور پھر اجازت و خلافت سے سرفراز کیا۔ آپ کے نام حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے تین مکتوبات ہیں۔

25.75 ۔ حضرت خواجہ محمد صدیق پشاوریؒ

حضرت خواجہ محمد صدیق پشاوریؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ عبدالغفور سمرقندیؒ حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ حضرت مجددؒ کے قلعہ گوالیار میں قید کے دوران آپ کے والدان کی خدمت کے لئے ساتھ رہتے تھے۔ حضرت مجددؒ کے حضرت سمرقندیؒ کے نام تین مکتوبات ہیں۔ حضرت خواجہ محمد صدیق پشاوریؒ کے بھائی حضرت خواجہ محمد فاروقؒ بھی حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔

آپ کو علوم عقلیہ ونقلیہ میں کمال حاصل تھا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے آپ کے نام ستائیس مکتوبات ہیں۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ سے بیعت کرنے کے بعد سرہند میں ہی قیام کرلیا تھا۔ آپ کو حضرت اقدس ؒ نے خلافت سے مشرف کرکے پشاور جانے کا حکم دیا۔ جہاں آپ دعوت وارشاد میں مصروف رہے۔ آپ اپنے شیخ سے بہت محبت کرتے تھے ہمیشہ ان کی خدمت تحفہ وتحائف لاتے تھے لیکن ان کے پاس زیادہ دیر نہیں بیٹھتے تھے۔ احباب کے پوچھنے پر کہا!

"آفتاب کو اس سے زیادہ قریب سے دیکھنے کی مجھ میں تاب نہیں۔"

آپ کا انتقال ۱۰۹۲ھ/۱۶۸۱ء میں پشاور میں ہوا۔ اتفاق سے سرہند شریف سے حضرت شیخ محمد فضل اللہ ؒ پشاور گئے ہوئے تھے انہوں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ پشاور شہر سے باہر باغ گنج علی خان کے متصل آسودہ خاک ہوئے۔ آپ کی اولاد میں آپ کے صاحبزادے، حضرت خواجہ محمد عزیز ؒ، حضرت خواجہ محمد حسین ؒ اور حضرت خواجہ محمد صادق ؒ تھے۔

25.76 ۔ حضرت خواجہ محمد شریف کابلی ؒ

حضرت خواجہ محمد شریف کابلی ؒ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے خلیفہ حضرت محمد صدیق پشاوری ؒ کے مرید تھے۔ آپ نے ان سے سلوک کی تکمیل کی اور خلافت سے فیض یاب ہوئے۔ انہوں نے آپ کو کابل روانہ کردیا۔ وہاں آپ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی اور بے شمار لوگ آپ کے حلقہ ادارت میں شامل ہوئے۔ آپ کے اندر خود پسندگی اور تکبر پیدا ہوگیا اور اپنے آپ کو اپنے شیخ سے بھی بڑا پیر سمجھنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنے پیر ومرشد سے تعلقات منقطع کرلئے۔ حضرت مولانا محمد صدیق پشاوری ؒ بہت رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے آپ کی نسبت سلب کرلی۔

حضرت مولانا محمد صدیق پشاوری ؒ نے اپنے پیر ومرشد حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کی خدمت میں خط لکھا جس میں حضرت شیخ محمد شریف کابلی ؒ کے بارے میں تفصیل سے تحریر کیا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ نے اس خط کے جواب میں لکھا:

"آپ نے صوفی محمد شریف کی بے ادبیوں کے بارے میں دوبار لکھا ہے۔ میرے مخدوم! اس نے جو بے ادبی کی ہے، آپ ہی کے ساتھ نہیں کی بلکہ اور بزرگوں کے ساتھ بھی کی ہے۔ جب آپ جو کہ اس کے پیر ہیں اس سے آزردہ ہیں تو ہمارے لئے اس کے ساتھ کیا آشنائی رہے گی۔ انتقامی قوت فقیر میں بہت کم ہے۔ دو کلمے غیرت کے تقاضے سے لکھے گئے ہیں۔ اگر اس نے اثر قبول کرلیا تو اچھا ہے ورنہ وہ جانے اور اس کا کام۔"

حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ نے ایک خط شیخ محمد شریف کابلی ؒ کو بھی لکھا اور یوں تنبیہ فرمائی!

'' حمد وصلوٰۃ کے بعد بیان کیا جاتا ہے۔ اس اثنا میں سنا گیا کہ تم نے مولانا محمد صدیق کو جو کہ تمہارے پیر ہیں رنج پہنچایا ہے اور گستاخیاں و بے ادبیاں کی ہیں اور سابقہ تربیت میں بہت تبدیلی آگئی ہیں اور مولانا تم سے بہت رنجیدہ ہیں۔ اس حد تک کہ معاملہ تبریٰ (بیزاری) اور اجازت کے سلب کرنے تک پہنچ گیا۔ ان تواضعات اور فنائیوں اور خدا طلبیوں سے جو تم سے ظاہر ہوئی ہیں یہ امور بہت ہی خلاف توقع اور نہایت ہی تعجب خیز ہے۔ جب تم اپنے پیر سے قطع تعلق کرتے ہو تو پھر کس کے ساتھ تعلق جوڑتے ہو؟ شاید اللہ جل شانہٗ سے بھی قطع تعلق چاہتے ہو۔ مریدوں کی وجہ سے پیر سے قطع تعلق نہیں کرنا چاہئے اور مخلوق کی رضامندی کے لئے خالق تعالیٰ شانہٗ سے قطع تعلق نہیں کیا جاسکتا۔ کتنی تکلیف دہ بات ہے کہ دنیا سے حقوق اٹھ گئے۔ تمہارے جیسے لوگوں سے بھی اس قسم کی نازیبا حرکات ظاہر ہوتی ہیں۔ پس دوستوں اور ارادت سے اعتماد اٹھ گیا۔ جو شخص تربیت حاصل کرے گا اور کچھ قبولیت بہم پہنچائے گا یا وہ کسی وقت بھی کچھ صفائی (اپنے اندر) دیکھے گا وہ پیر سے روگردانی اور ترک آشنائی اختیار کرے گا؟ **انا للّٰہ و انا الیہ راجعون** ''

جب حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا یہ مکتوب حضرت محمد شریف کابلیؒ کو موصول ہوا تو آپ نے گھبرا کر اور پشیمان ہو کر اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد صدیق پشاوریؒ کی خدمت میں بھی ندامت و پشیمانی کا ایک خط لکھا۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کو آپ کے حال پر رحم آگیا اور حضرت خواجہؒ نے حضرت مولانا محمد صدیق پشاوریؒ کو سفارشی مکتوب شریف تحریر کیا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت محمد شریف کابلیؒ پشاور آئے اور چہرے پر سیاہی لگائی اور اپنی پگڑی گلے میں ڈالی اور اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد صدیق پشاوریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی طلب کی۔ حضرت مولانا محمد صدیق پشاوریؒ نے آپ کے حال پر ترس کھا کر معاف فرما دیا۔

25.77 ۔ حضرت حافظ محمد شریف لاہوریؒ

حضرت حافظ محمد شریف لاہوریؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے اجل خلیفہ تھے۔ آپ کا مولد و مسکن اور مدفن لاہور تھا۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مفتی محمد باقر لاہوریؒ سے حاصل کیا اور پھر ان ہی کی کوششوں سے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور سلوک کے مراحل کی تکمیل کی۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے آپ کو اپنی خلافت سے نوازا اور مرتبہ کمالات نبوت تک رسائی کروائی۔ آپ کا وصال ۱۰۷۳ھ/۱۶۶۳ء میں ہوا اور لاہور میں آسودہ خاک ہوئے۔

25.78 ۔ حضرت شیخ محمد عارف لاہوریؒ

حضرت شیخ محمد عارف لاہوریؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ لاہور کے رہنے والے تھے۔ آپ پہلے حضرت مفتی محمد باقر لاہوریؒ کے حلقہ ادارت میں تھے۔ ان کی سفارش سے آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہوئے اور سلوک کی تکمیل کے بعد خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے آپ پر بہت عنایات تھیں۔

25.79 ۔ حضرت حاجی محمد عاشور بخاریؒ

حضرت حاجی محمد عاشور بخاریؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حسینی سید تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حاجی مرزا محمد بخاری تھا۔ آپ ماوراء النہر، بخارا، بلخ، اور کولاب میں مقیم رہے۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے آپ کو خلافت سے سرفراز کر کے بخارا اور اس کے گرد ونواح میں مسلمانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ آپ کے نام حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے چار مکتوبات ہیں۔ آپ کو اپنے پیر ومرشد کے ساتھ حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ ﷺ پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ سے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ بھی بہت محبت رکھتے تھے۔ آپ بہت عمدہ خطاط تھے۔ آپ نے مشہور کتب انیس الطالبین، فصل الخطاب اور مکتوبات امام ربانیؒ کی کتابت کی۔ آپ شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۱۰۷ھ/۱۶۹۵ء میں دہلی میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

آپ کی تصانیف وتالیفات:

۱۔ مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصومؒ (دفتر سوم)

۲۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا رسالہ ''احادیث دراز کاریومی ولیلی'' کی تدوین ودیباچہ

25.80 ۔ حضرت حافظ محمد صادق کابلیؒ

حضرت حافظ محمد صادق کابلیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے بڑے خلفاء میں شامل تھے۔ لیکن حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہؒ کے صاحبزادے حضرت شیخ ابوالقاسمؒ کو تکلیف پہنچانے کی وجہ سے مسلوب الحال

ہو گئے تھے۔ لیکن توبہ کرنے کے بعد آپ کی سلب شدہ نسبت بحال ہوگئی اور بعد ازاں حضرت خواجہ ؒ کی عنایات سے نوازے گئے۔ اورنگ زیب عالمگر بادشاہ نے حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ سے درخواست کی کہ اپنا کوئی خلیفہ میرے پاس بھیج دیں تاکہ میں ان کی صحبت سے مستفیض ہوتا رہوں۔ حضرت خواجہؒ نے حضرت حافظ محمد صادق کابلی ؒ کو خلافت عطا فرما کر بادشاہ کے ساتھ کر دیا۔ بادشاہ نے آپ کی صحبت سے خوب استفادہ کیا اور شاہی لشکر کے اکثر افراد آپ کے مرید ہو گئے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ نے آپ کو حکم دیا کہ بادشاہ اور اہل لشکر کے احوال کی اصلاح پر توجہ رکھیں۔ اس لئے آپ اہل لشکر کے ساتھ رہتے تھے۔ آپ کا انتقال سرہند شریف میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

25.81 ۔ حضرت شیخ علم جلال آبادی ؒ

حضرت شیخ علم جلال آبادی ؒ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جلال آباد (افغانستان) کے علاقے کندی باغ کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے باکمال اور مخلص مریدوں میں سے تھے۔ آپ خلافت و اجازت سے سرفراز ہو کر اپنے وطن واپس چلے گئے تھے۔ وہاں لوگوں کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات سے واقف کرواتے رہے۔ آپ بھی ان خلفاء میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ معصوم ؒ نے اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی روحانی تربیت کے لئے بھیجا تھا۔ آپ کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے سات مکتوبات ہیں۔

آپ کی وفات ۱۱۱۴ھ/ ۱۷۰۲ء میں دہلی میں ہوئی اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالحلیم پشاوری ؒ حضرت خواجہ محمد نقشبند ؒ کے مرید تھے۔

25.82 ۔ حضرت شیخ محمد فاروق لاہوری ؒ

حضرت شیخ محمد فاروق لاہوری حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ظاہری آنکھیں بے نور ہو گئیں تھیں لیکن باطنی آنکھوں میں نور سرایت کر گیا تھا۔ آپ صاحب اسرار و معانی بزرگ تھے۔ بالکل عام لوگوں کی طرح اپنے سب کام کیا کرتے تھے۔ آپ صاحب کشف و کرامات تھے۔

آپ کی وفات ۱۱۳۴ھ/ ۱۷۲۲ء میں ہوئی۔

28.83 ۔ حضرت مولانا محمد محسن سیالکوٹیؒ

حضرت مولانا محمد محسن سیالکوٹیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بلند کمالات اور اعلیٰ مقامات کے حامل بزرگ تھے۔ آپ کو حضرت خواجہؒ کی شفقت وعنایت سے اجازت وخلافت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ مکتوبات ربانی کا درس دیا کرتے تھے۔ ان کے معانی اور تشریحات بیان فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ سیف الدینؒ اور حضرت خواجہ عبیداللہؒ بھی آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔

آپ کا انتقال حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے انتقال کے چند سال بعد ہوا۔ آپ کے مریدین اور خلفاء نے آپ کے بعد حضرت خواجہ محمد زبیرؒ سے تجدید بیعت کر لی تھی۔ ان میں حضرت شیخ محمد سعید سیالکوٹیؒ، حضرت شیخ محمد اعظم سیالکوٹیؒ، استادالحدیث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ اور حضرت صوفی عبدالرحیم سیالکوٹیؒ شامل ہیں۔

25.84 ۔ حضرت شیخ محمد یارؒ

حضرت شیخ محمد یارؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا لقب '' خداپرست خان '' تھا۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہو کر چار برس ان کے ساتھ رہ کر روحانی مقامات واسرار سے فیض یاب ہوئے اور پھر خلافت کا شرف پایا۔ ایک دوسری روایت کے بطابق آپ چودہ برس ان کے ساتھ رہے۔ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے آپ کو منصب دار بنا دیا تھا۔ بعدازاں بہادر شاہ اول کے زمانے میں منصب ہزاری ہو گیا تھا۔

آپ کی وفات ۱۱۲۳ھ/۱۷۱۱ء میں لاہور میں ہوئی اور دہلی میں آسودہ خاک ہوئے۔

25.85 ۔ حضرت شیخ سید محمد یوسف گردیزیؒ

حضرت شیخ سید محمد یوسف گردیزیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ملتان کے مشہور گردیزی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے جد امجد میں شیخ قسوری بن محمد الجردیزی (گردیزی) غزنین کے اہل طریقت میں سے تھے۔ آپ نے سرہند شریف حاضر ہو کر حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے دست مبارک پر بیعت کی اور ان کے جلیل القدر اصحاب

میں شامل ہوگئے۔ آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا گیا اور ملتان کی قطبیت عطا ہوئی۔ مکتوبات معصومیہ میں آپ کے تین مکتوبات نقل ہیں۔ آپ نے ملتان اور اس کے گردونواح میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو خوب فروغ دیا۔

آپ نے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ سے ادارت کا سلسلہ جاری رکھا۔

آپ کا انتقال ۱۰۹۰ھ/۱۶۸۰ء میں ملتان میں ہوا اور ملتان میں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر مبارک اینٹوں کی بنی ہوئی ہے اس پر کوئی کتبہ نہیں ہے۔

آپ کی اولاد میں پانچ فرزند ہوئے، حضرت سید محمد راجوؒ، حضرت سید محمد حامدؒ، حضرت سید عبد اللہؒ، حضرت سید عالمؒ اور حضرت سید حافظ ابراہیمؒ۔

25.86 ۔ حضرت شیخ مراد شامیؒ

حضرت شیخ مراد شامیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام علی تھا اور آپ حسینی سید تھے۔ آپ ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء میں سمرقند میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی نے سلوک کی تعلیم حضرت مجدد الف الثانیؒ سے حاصل کی تھی۔ آپ ہندوستان تشریف لائے اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت کر کے ان کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ آپ حافظ حدیث تھے آپ کو دس ہزار احادیث اسناد و روایت کے ساتھ یاد تھیں۔ آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا۔ آپ نے سرہند شریف میں رہ کر حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات کو اخذ کیا اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کو آپ کے وطن شام جانے کا حکم دیا گیا۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے حکم پر روانہ ہوئے چند روز حضرت شیخ حبیب اللہ حصاری بخاریؒ کے ہاں مقیم رہے پھر ایران کے راستے شام چلے گئے۔ وہاں سے آپ نے بیت المقدس میں قیام کیا۔

بیت المقدس میں آپ کو قبولیت عامہ عطا ہوئی۔ وہاں کے بڑے بڑے مشائخ آپ کے ارادتمندوں میں شامل ہو گئے۔ لوگوں کی کثیر تعداد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب سلطان روم کو معلوم ہوا تو اس نے اپنا ایک خلیفہ بیت المقدس روانہ کیا، اس نے آپ کے ذاتی خرچ کے لئے ایک لاکھ دینار اور آپ کی خانقاہ کے خرچ کے لئے تین لاکھ دینار سالانہ مقرر کئے۔ اس کے علاوہ اور تحفے و تحائف بھی آپ کی خدمت میں بھیجے۔ آپ ملک شام، روم، عرب، اور یمن کے مشائخ میں سب سے زیادہ بزرگ تھے۔ بہت سے لوگوں کو آپ نے اپنی خلافت سے نوازا۔ آپ کے ذریعہ شام اور ترکی میں

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو بہت فروغ حاصل ہوا۔

آپ کو چار مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ جب حج پر پہنچے تو آپ سمیت کئی ہزار شامیوں نے ان کا استقبال کیا۔ آپ نے ہندوستان، بخارا، اصفہان اور حجاز مقدس کے سفر کئے۔ تین سال آپ کا مدینہ منورہ میں قیام رہا۔ پھر آپ بغداد ہوتے ہوئے بلادِ عجم پہنچے اور مشہور شاعر میرزا صائب سے ملاقات ہوئی۔ دوبارہ بغداد ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ حج کی ادائیگی کے لئے گئے۔ آپ نے قاہرہ، روم اور دمشق کے سفر کئے، قسطنطنیہ گئے اور محلّہ ابوایوب انصاریؓ میں مقیم رہے۔

آپ کا انتقال ۱۱۲۴ھ/۱۷۱۲ء میں ہوا اور بیت المقدس میں مدفون ہوئے۔ آپ کے پڑپوتے شیخ محمد خلیل مرادیؒ کے مطابق آپ کا انتقال قسطنطنیہ میں ہوا اور جامع ابوایوب انصاریؒ کے محلّہ نیشانجی پاشا کے معروف مدرسہ میں مدفون ہوئے۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے، حضرت شیخ محمدؒ اور حضرت شیخ مصطفیٰؒ۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ جامع مفردات القرآنیہ ۲۔ رسائل

25.87 ۔ حضرت میر مظفر حسینؒ

حضرت میر مظفر حسینؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت میر عماد الدین محمد الحسینی الہرویؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خاص احباب میں شامل تھے۔ آپ کے نام حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا ایک مکتوب ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد عبید اللہؒ کا بھی ایک خط آپ کے نام ہے جس میں انہوں نے آپ کے ولایت کبریٰ تک پہنچنے کا ذکر کیا ہے۔

25.88 ۔ حضرت میرک معین الدینؒ

حضرت میرک معین الدینؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام میرک حسین ہراتیؒ تھا۔ آپ کا تعلق ہرات کے قصبہ واف سے تھا۔ آپ کے دادا اکبر بادشاہ کے زمانے میں ہندوستان آئے تھے۔ آپ

کے والد نے آپ کی تعلیم و تربیت پر بہت توجہ اور محنت کی۔ آپ کو ظاہری علوم میں ماہر کیا اور شاہی ملازمت دلائی۔ آپ ملازمت کے سلسلہ میں ملتان میں رہے لوگ آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ آپ کو روحانی شیخ کی تلاش ہوئی اور پھر آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہو گئے۔ آپ کے دل کو بہت تقویت ملی اور آپ نے دل جمعی سے سلوک کے مدارج طے کئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے دو مکتوبات آپ کے نام ہیں۔

آپ کی وفات ۱۰۹۵ھ/۱۶۸۴ء میں ہوئی اور اورنگ آباد (دکن، ہندوستان) میں درگاہ نور حمامی کے قریب مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سات صاحبزادے اور آٹھ صاحبزادیاں تھیں۔

آپ نے ایک کتاب ''شرعۃ الاسلام'' کا ترجمہ کیا تھا۔

25.89 ۔ حضرت میر مفاخر حسینؒ

حضرت میر مفاخر حسینؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت میر عماد الدین محمد الحسینی الہرویؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خاص احباب میں شامل تھے۔ آپ کے نام حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا ایک مکتوب ہے۔ آپ عمدہ شاعر تھے اور ثاقب تخلص تھا۔

آپ کی وفات ۱۱۰۰ھ/۱۶۸۸ء میں سرہند شریف میں ہوئی اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔

25.90 ۔ حضرت نواب مکرم خانؒ

حضرت نواب مکرم خانؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ صحیح النسب سید تھے۔ آپ کے والد شیخ میر خوانیؒ اورنگ زیب عالمگیر کے قابل اعتماد ملازم تھے۔ حضرت نواب مکرم خانؒ بھی شروع میں اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے امراء میں شامل تھے پھر جذبہ عنایت الٰہی سے مغلوب ہو کر حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بیعت ہو گئے۔ حضرت خواجہؒ کی شفقت و توجہ کی برکت سے بلند روحانی درجات پر فائز ہو گئے۔ آپ شریعت سے آراستہ اور طریقت سے پیوستہ تھے۔ آپ پر جذب سلوک طاری رہتا تھا۔ ان کے نام حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے پانچ مکتوبات ہیں۔ ایک روز بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے آپ سے پوچھا؟ نواب صاحب آپ کی عمر کتنی ہے؟ آپ نے جواب دیا چار سال۔ بادشاہ یہ سن کر مسکرا دیا۔ آپ نے فرمایا! اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے جتنی عمر اپنے

پیرومرشد کی خدمت میں بسر کی ہے۔ بس وہی چار سال میری اصلی عمر ہے باقی تو وبال آخرت ہے۔ (سبحان اللہ)

آپ کا انتقال ایک سوبیس سال کی عمر میں ۱۱۴۸ھ/۱۷۳۵ء میں ہوا۔ صاحب تاریخ محمد نے آپ کے وصال کی تاریخ ۱۹/محرم ۱۱۲۹ھ/۲۳/دسمبر ۱۷۱۶ء لکھی ہے۔

25.91 ۔ حضرت سید آخوند موسیٰ بھٹی کوٹیؒ

حضرت سید آخوند موسیٰ بھٹی کوٹیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جلال آباد، افغانستان کے موضع بھٹی کوٹ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی حضرت میر رحمت اللہؒ کے ہمراہ سرہند شریف آ کر حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ نے حضرت خواجہؒ کے پاس رہ کر ظاہری و روحانی دونوں علوم حاصل کئے۔ آپ نے وہاں کے علماء وفضلاء سے تعلیم حاصل کی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات بھی سمیٹتے رہے۔ تکمیل کے بعد آپ کو حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے اپنی خلافت واجازت کا شرف بخشا۔ آپ کو اپنے وطن جا کر دعوت وارشاد کا حکم دیا۔

آپ اپنے وطن پہنچے اور دعوت وارشاد میں مشغول ہو گئے۔ وہاں آپ کو خوب قبولیت نصیب ہوئی اور بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے اور کافی حضرات نے خلافت پائی۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے دو مکتوب آپ کے نام ہیں۔ آپ صاحب تصرفات وکرامات تھے۔

آپ نے طویل عمر پائی اور ۱۱۲۳ھ/۱۷۱۱ء میں آپ کا انتقال ہوا اور اپنے وطن میں اپنے بھائی حضرت میر رحمت اللہؒ کے قریب اسی باغیچہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کے بیٹے حضرت میر سعد اللہؒ آپ کے جانشین بنے اور مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ حضرت میر سعد اللہؒ کا روحانی تعلق حضرت خواجہ محمد زبیرؒ سے تھا اور انہوں نے آپ کو خلافت بھی عطا فرمائی تھی۔

25.92 ۔ حضرت نذر بیگ سمرقندیؒ

حضرت نذر بیگ سمرقندیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ اعلیٰ کمالات و درجات والے بزرگ تھے۔ آپ کی وفات ۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء کو ہوئی۔

25.93 ۔ حضرت شیخ نور محمد سورتیؒ

حضرت شیخ نور محمد سورتیؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ سورت (ہندوستان) کے رہنے والے تھے اور وہیں آپ کی پیدائش ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں سرہند شریف آئے اور آپ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ حضرت خواجہؒ کے ساتھ پہلی ملاقات میں ہی آپ پر فناؤ محویت کا ایسا غلبہ ہوا کہ آپ کے چہرے مبارک سے پسینہ کے قطرے ٹپکنے لگے۔ جیسے گرمی کے موسم میں شدید گرمی کی وجہ سے مسافر کے چہرے سے پسینہ ٹپکتا ہے۔ آپ جب دوسری بار سرہند شریف آئے اور اپنے پیر و مرشد کی صحبت حاصل کی تو سلوک باطنی کی حد درجہ بلندی پر پہنچ گئے جس پر حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے آپ کو خلافت و اجازت سے مشرف کیا اور اپنے وطن کی مسند ارشاد پر متمکن فرما دیا۔

آپ کی وفات سورت (ہندوستان) میں ہوئی اور آپ وہیں مدفون ہوئے۔

25.94 ۔ حضرت شاہ عبدالرحیم مجددی شہیدؒ

حضرت شاہ عبدالرحیم مجددی شہیدؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۷۲ھ / ۱۶۶۲ء میں کشمیر میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کے بعد صوفی ہدایت اللہ نقشبندیؒ کے مرشد صوفی عبداللہ نقشبندی جو کہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ تھے سلوک و عرفان کے مقامات طے کئے۔ آپ سلوک کی تکمیل کے بعد مرشد آباد تشریف لے گئے اور وہاں سے ڈھاکہ منتقل ہو گئے اور اورنگ زیب عالمگیر کے دور تک وہیں رہے۔ اس وقت ڈھاکہ اتنا آباد نہیں ہوا تھا۔ وہاں کے لوگ آپ کو میاں صاحب کہتے تھے۔

آپ کی وجہ سے بنگال میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوا۔ چٹاگانگ کے مشہور صوفی بزرگ صوفی امانت علی مجددیؒ آپ کے خلیفہ تھے۔ صوفی سید محمد دائمؒ بھی آپ کے خلیفہ تھے۔

۴ ستمبر ۱۱۵۸ھ / ۱۷۴۵ء کو ایک دیوانے نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ اسی زخم کی وجہ سے ایک ماہ تین دن بعد ۹ رمضان المبارک ۱۱۵۸ھ کو چوراسی سال کی عمر میں اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کا مزار ڈھاکہ میں محلّہ میدان میاں صاحب میں واقعہ ہے۔

آپ کی شہادت کے بعد آپ کے بھتیجے شاہ نجم الدین مجددیؒ آپ کی مسند پر رونق افروز ہوئے۔ ان کے بعد شاہ بدیع الدین مجددیؒ نے مسند ارشاد و ہدایت سنبھالی جو صاحب علم و فضل اور عارفِ کامل تھے۔

25.94.1 ۔ صوفی سید محمد دائم مجددی ؒ

صوفی سید محمد دائم مجددی ؒ چٹاگانگ میں پیدا ہوئے اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ آپ پہلے حضرت شاہ امانت اللہ ؒ کے ہاتھ ہر بیعت ہوئے لیکن کچھ عرصہ ان سے سلوک کے اسباق پڑھنے کے بعد ان کی اجازت سے ڈھاکہ تشریف لے گئے اور حضرت شاہ عبدالرحیم مجددی شہید ؒ سے بیعت ہوکر ان کی خدمت میں رہے۔ آپ ڈھاکہ کے علاقے عظیم پورہ میں مقیم ہوگئے۔ آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ دور دراز سے طالبانِ حق آپ کے پاس فیض و برکات لینے آتے تھے۔ آپ نے درس و تدریس کے لئے علماء رکھے ہوئے تھے۔ طلباء و عوام کے لئے لنگر کا انتظام بھی ہوتا تھا۔

آپ نے ۱۲۱۴ھ / ۱۷۹۹ء میں ڈھاکہ میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔

25.95 ۔ مخدوم آدم ٹھٹھوی ؒ

آپ کا اسم گرامی مخدوم آدم تھا۔ آپ کے والد گرامی کا نام عبدالاحد تھا اور آپ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی نسل سے تھے۔ آپ مخدوم آدو کے نام سے بھی مشہور تھے۔ آپ اپنے زمانے میں سندھ کے واحد نقشبندی بزرگ تھے۔ آپ سے پہلے سہروردیہ اور قادریہ سلسلے متعارف تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ نے خلافت سے نوازا تھا۔

حضرت مخدوم آدم ؒ کو سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اہل علم اور اہل ہنر لوگوں کی قدر کرتا ہے اور ان کے پاس علماء اور حفاظ کا اجتماع رہتا ہے جو مختلف ملکوں سے ان کے پاس آتے ہیں اور ان کے وظیفے مقرر ہیں۔ اسی خیال سے آپ نے دہلی کے سفر کے ارادے سے گھر سے نکلے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا آپ کو چند سکوں کے بجائے عظیم ازلی و ابدی دولت عطا فرمادی۔ جب آپ براستہ ملتان اور لاہور ہوتے ہوئے سرہند پہنچے تو وہاں آپ کو حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت خواجہ ؒ نے اپنے نورِ فراست سے آپ کی قابلیت اور استعداد کا اندازہ کرلیا اور آپ کی تربیت کا ارادہ کرلیا۔ حضرت ؒ نے آپ کو اپنے پاس رکنے کے لئے کہا۔ اور کہا کہ آپ عالم ہیں یہاں بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے رک جائیں۔ یہ کام ان کی طبیعت کے مطابق تھا تو انہوں نے رضامندی کا اظہار کردیا اس طرح ان کا معاشی مسئلہ بھی حل ہوگیا۔

آپ ایک عرصہ تک بچوں کی تعلیم و تربیت میں مصروف رہے آپ نے حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے سلوک کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ ایک مرتبہ حضرت مخدوم آدم ؒ اپنے علم کی بنیاد پر سورۃ الطّور کی آیت کی محققانہ تفسیر بیان کررہے تھے۔

وَالطُّورِ O وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ O فِيْ رَقٍّ مَّنْشُورٍ O وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ O

(سورۃ الطّور: ۴-۱)

(کوہ) طور کی قسم۔ اور لکھی ہوئی کتاب کی قسم۔ (جو) کھلے صحیفے میں (ہے)

اور (فرشتوں سے) آباد گھر (یعنی آسمانی کعبہ) کی قسم۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے آپ کے قلب پر توجہ فرمائی اور اپنی باطنی قوت سے آپ کی دل کی دنیا کو بدل کر رکھ دیا اور چند لمحوں میں جو دل معرفت و حقیقت اور ادارت و عقیدت سے خالی تھا وہ اب عرفان اور ولایت کا گھر بن گیا۔ حضرت مخدوم آدمؒ نے حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے درخواست کی کہ ان کو اپنے حلقہ ادارت (بیعت) میں لے لیں اور اپنے روحانی فیوض و برکات سے مستفیض فرمائیں اور سلوک کی راہیں طے کروا کر واصل باللہ کر دیں۔

حضرت خواجہؒ نے آپ کی درخواست منظور فرمائی، آپ کو بیعت فرمایا اور آپ کی روحانی تربیت فرما کر آپ کو ولایت کی اعلیٰ مقام پر فائز کیا۔ حضرت مخدوم آدمؒ کی کیفیت یہ ہوگئی کہ ماسوا اللہ کے آپ کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔ حتیٰ کہ آپ کا محبوب مشغلہ مطالعہ کتب، درس و تدریس سب چھوٹ گیا۔ آپ بیشتر وقت مراقبہ میں مستغرق اور منہمک رہتے۔ آپ کا عالم یہ ہو گیا تھا کہ گھر سے کوئی خط آتا تو آپ اسے پڑھتے نہیں تھے اس خیال سے کہ اس میں کوئی ایسی بات نہ ہو جس کو پڑھ کر میری توجہ بٹ جائے اور میری باطنی تربیت ادھوری رہ جائے۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے آپ کو تمام روحانی مدارج و کمالات طے کروائے اور آپ کی باطنی تکمیل کرادی تو آپ کو دوسروں کے سلوک کی تکمیل کرنے اور مخلوق خدا کی ہدایت و رہبری کرنے کا حکم دیا۔ آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرما کے سندھ واپس جانے کا حکم دے دیا۔

آپ کے مرشد کی پیشین گوئی کے مطابق جب آپ وطن واپس لوٹے تو دور دور سے مخلوق خدا آپ کے آستانے پر جمع ہونے لگی۔ ارادت مندوں اور عقیدت مندوں کا ایک مجمع رہتا تھا۔ علماء و فضلاء کے ساتھ ساتھ امراء اور رؤساء بھی آپ کے پاس عقیدت سے آتے تھے۔ آپ جہاں تشریف لے جاتے تو لوگ آپ کے احترام میں کھڑے ہو جاتے تھے۔

آپ کی اس شان و شوکت، عزت و مرتبہ دیکھ کر کچھ علماء و صوفیاء حسد کا شکار ہو گئے۔ ایک صاحب جو سادات میں سے تھے اور ان کے کشف و کرامات مشہور تھے ان کے آستانے کی رونق کم ہوگئی اور لوگ ان کے پاس جانے کے بجائے حضرت مخدوم آدمؒ کے پاس آنے لگے۔ انہوں نے حسد میں آ کر حضرت مخدومؒ کے بارے میں جھوٹی بری باتیں

پھیلانی شروع کردیں۔ اس سے بھی ان کے دل کو تسلی نہیں ہوئی تو انہوں نے آپ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرلیا۔

ایک روز وہ آپ کو ہلاک کرنے کی غرض سے آپ کے راستے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ جب اس کی نظر حضرت مخدومؒ پر پڑی تو اس کی حالت غیر ہوگئی اس کے ہاتھ سے خنجر گر گیا اور وہ آپ کے قدموں میں گر کر معافیاں مانگنے لگا۔ بعد میں جب اس سے ماجرہ پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ جب میں نے مخدوم آدمؒ پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ حضور سرور کائنات ﷺ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں اور ان کے آگے آ کر مجھے ملامت کر رہے ہیں۔ میں شرم سے پانی پانی ہوگیا اور میری حالت بدل گئی۔ میں اسی وقت مخدومؒ کی عظمت کا قائل ہوگیا۔

آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے تھے جن میں دو صاحبزادے حضرت شیخ فیض اللہ نقشبندی ٹھٹھویؒ اور حضرت شیخ محمد اشرف نقشبندی ٹھٹھویؒ علوم ظاہری اور باطنی سے آراستہ ہوئے اور یکے بعد دیگرے اپنے والد کے جانشین بنے۔

آپ کے خلفاء کرام:

۱۔ مخدوم شیخ ابوالقاسم نقشبندیؒ

۲۔ مخدوم شیخ ابراہیم روہڑیؒ

۳۔ شیخ سید فتح محمد نقشبندیؒ

۴۔ مخدوم صابر ولھاویؒ

۵۔ شیخ انس نقشبندیؒ

۶۔ ابوالمسکین خواجہ محمدؒ

حضرت مخدوم آدمؒ کی وفات ٹھٹھہ میں ہوئی اور مکلی کے قبرستان میں آپ کا مزار ہے۔

26 ۔ حضرت خواجہ شیخ سیف الدین سرہندیؒ

حضرت خواجہ شیخ سیف الدین سرہندیؒ کی ولادت ۱۰۴۹ھ بمطابق ۱۶۴۰ء میں سرہند میں ہوئی۔ آپؒ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے پانچویں فرزند اور خلیفہ ہیں۔ آپ نے تمام تعلیم وتربیت اپنے والد سے حاصل کی۔ آپؒ کا تقویٰ وزہد اور اتباع سنت دیکھ کر انہیں محی السنۃ کہا جاتا تھا۔ آپ کے والد خواجہ محمد معصومؒ نے آپ کو محتسب الامہ کا لقب دیا تھا۔ ایامِ طفولیت ہی سے کمالات باطنی حاصل کرنے شروع کر دئے تھے، گیارہ سال کی عمر میں والد گرامی حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے آپ کو ''فناءِ قلب'' اور ''ولایت صغریٰ'' کی بشارت عطا فرمائی۔ آپ نے بہت قلیل مدت میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا دینی علوم کی کتابیں پڑھ لیں تھیں۔ آپ کے مزاج میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عنصر اعلیٰ درجہ کا تھا آپ کو شرعی احکامات کے اجراء اور بدعات کے خاتمہ کا بہت زیادہ خیال رہتا تھا۔

اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے التجاء کی کہ اپنا کوئی خلیفہ میری ہدایت وتوجہ کے لئے بھیج دیں۔ اس پر حضرت نے اپنی قیومیت کے پینتالیسویں سال اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ سیف الدینؒ کو دہلی بھیج دیا۔ جب شیخ وہاں پہنچے تو سلطان نے خود باہر نکل کر ان کا استقبال کیا اور ان کو بڑے اعزاز واکرام سے شہر میں لایا اور قلعہ میں لے گیا۔ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ آپ کا مرید ہو گیا تھا اس نے ایک مرتبہ آپ کو انتہائی عقیدے سے دعوت پر مدعو کیا۔ آپ نے اتباع سنت کے لئے دعوت قبول کر لی۔ آپ دعوت کے لئے جب قلعے کے دروازے پر پہنچے تو وہاں پتھر کی دیوار پر کچھ تصاویر تراشی ہوئی نظر آئیں (دو ہاتھیوں کی تصویر فیل بان سواروں کے ساتھ)۔ آپ دروازے پر ٹھہر گئے اور فرمایا کہ جس مکان میں جاندار کی تصاویر ہوں اس میں میں ہرگز داخل نہیں ہوسکتا۔ عالمگیر کو معلوم ہوا تو اس نے فوراً ان تصاویر کو صاف کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد آپ قلعے میں داخل ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے انتقال کے بعد آپ ان کے خلیفہ اور جانشین بنے۔ آپ کی خانقاہ میں دونوں وقت ہزاروں لوگوں کو کھانا ملتا تھا۔ اس افراطِ نعمت کے باوجود سالکان طریقت روحانی کمالات کی بلندی پر پہنچے ہوئے تھے۔ ایک بار ایک شخص نے غذا میں کمی کرنا چاہی تو آپ نے فرمایا کہ غذا میں کمی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ توجہ کی بنیاد وقوفِ قلبی اور صحبتِ شیخ پر رکھی تھی۔ سخت مجاہدہ کا پھل خوارق اور کرامات میں ہے اور ہمارے ہاں اس کی ضرورت نہیں۔ ہمارے یہاں ذکر الٰہی میں ہمیشگی اور توجہ الی اللہ واتباعِ سنت ہے۔

دارالخلافہ میں آپ نے وعظ وارشاد کی محافل شروع کیں۔ بہت کثیر تعداد میں لوگ شرکت کرنے لگے۔ آپ شاہانہ طریقہ سے عمدہ لباس زیب تن کرتے تھے۔ بڑوں کا احترام وادب اور چھوٹوں پر شفقت ومہربانی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ بادشاہ، شہزادے، شاہی محلات کے لوگ، امیر و وزیر آپ کے سلسلہ میں داخل ہونے لگے۔ آپ کے حلقہ و مجالس میں لوگوں کا ہجوم رہنے لگا۔ شاہی محل میں جتنی غیر شرعی باتیں تھیں وہ سب آپ نے ختم کروادیں۔ بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے آپ نے دست حق پر بیعت کی اور آپ سے سلسلہ عالیہ کے اسباق طے کئے۔ بادشاہ آپ کی بے حد عزت واحترام اور محبت کرتا تھا، خانقاہ پر باقاعدگی سے حاضری دیا کرتا تھا۔ آپ تین سال تک دہلی میں مقیم رہے۔

آپ کی اولاد میں آٹھ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔ سب سے بڑے صاحبزادے شیخ محمد اعظمؒ جامع علوم ظاہری و باطنی اور صاحب ارشاد وتصنیف تھے۔

۱۔ حضرت شیخ محمد اعظمؒ	۲۔ حضرت شیخ محمد حسینؒ
۳۔ حضرت محمد شعیبؒ	۴۔ حضرت شیخ محمد عیسیٰؒ
۵۔ حضرت شیخ محمد موسیٰ	۶۔ حضرت شیخ کلمۃ اللہؒ
۷۔ حضرت محمد عثمانؒ	۸۔ حضرت عبدالرحمٰنؒ
۹۔ حضرت جنت بانوؒ	۱۰۔ حضرت حبیبہؒ
۱۱۔ حضرت سائرہؒ	۱۲۔ حضرت شہریؒ
۱۳۔ حضرت رفیع النساءؒ	۱۴۔ نام نامعلوم

آپ نے ۱۹/ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ھ بمطابق ۲۰/ اپریل ۱۶۸۶ء میں ۴۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کا مزار سرہند شریف میں ہے۔ (مشائخ نقشبندیہ)

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونیؒ

۲۔ حضرت میاں ابراہیم ٹھٹھویؒ

۳۔ حضرت مخدوم ابوالقاسم ٹھٹھویؒ

۴۔ حضرت مخدوم میاں محمد اشرف نقشبندی مجددیؒ

۵۔ حضرت شیخ شاہ سکندر کابلیؒ

۶۔ حضرت صوفی صدرالدینؒ

۷۔ حضرت شیخ ابوالقاسمؒ

۸۔ حضرت شاہ عباس بشتیؒ

۹۔ حضرت شاہ عیسیٰؒ

۱۰۔ حضرت حافظ محسن ولی دہلویؒ

۱۱۔ حضرت شیخ باقر بن شرف الدین عباسی لاہوریؒ

26.1 ۔ حضرت میاں ابراہیم ٹھٹھویؒ

آپ نے حضرت خواجہ سیف الدین سرہندیؒ سے بیعت کر لی اور سلوک کے اسباق سیکھے اور لطائف سے آگاہی حاصل کی اور مجاز خلافت قرار پائے۔ آپ ایک عرصہ تک حضرت اقدسؒ کی خدمت میں رہے۔ آپ کے آباؤ اجداد کا روحانی تعلق حضرت بہاء الدین زکریہ ملتانیؒ سے تھا۔ خلافت عطا ہونے کے بعد آپ ٹھٹھہ واپس آ گئے اور ایک کثیر تعداد میں لوگوں کو دین حق کا فیض پہنچایا۔

26.2 ۔ حضرت مخدوم ابوالقاسم ٹھٹھویؒ

آپ حضرت میاں ابراہیم ٹھٹھویؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ سیف الدینؒ سے بیعت کی اور مدارج سلوک مکمل کرنے کے بعد اجازت وخلافت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے ذریعہ یہ سلسلہ بہت کثیر لوگوں تک پہنچا۔ آپ کے ذریعہ سندھ میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ نے خوب ترقی وترویج پائی۔ آپ کی کرامتیں اور مناقب تحریر وتقریر سے باہر ہیں۔ آپ نے ۷/شعبان ۱۱۳۸ھ/۳۰/مارچ ۱۷۲۶ء کو وفات پائی اور مکلی کے قبرستان (ٹھٹھہ، سندھ) میں آسودہ خاک ہوئے۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت مخدوم معین الدین ٹھٹھویؒ ۲۔ حضرت میاں محمد زمانؒ

۳۔ حضرت شیخ محمد ابراہیم نقشبندیؒ (روہڑی، سکھر)

26.3 ۔ حضرت مخدوم میاں محمد اشرف نقشبندی مجددیؒ

آپ حضرت مخدوم آدم ٹھٹھویؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ سیف الدینؒ اور اپنے والد گرامی سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا فیض و برکات حاصل کیں اور خلیفہ مجاز ہوئے۔ آپ اپنے والد کے وصال کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔

26.4 ۔ حضرت شیخ شاہ سکندر کابلیؒ

آپ حضرت خواجہ سیف الدینؒ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے کابل میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو خوب رواج دیا۔

26.5 ۔ حضرت صوفی صدر الدینؒ

آپ حضرت خواجہ سیف الدینؒ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ آپ اپنے شیخ کے انتہائی مخلص اور خدمت گار لوگوں میں سے تھے۔ آپ صاحب جمال شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے سلسلہ کی ترقی و ترویج کے لئے بے حد کام کیا۔

26.6 ۔ حضرت شیخ ابوالقاسمؒ

آپ حضرت خواجہ سیف الدینؒ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا شمار صاحب مقام بزرگوں میں ہوتا تھا۔ آپ کی ذات سے لوگوں کو بے حد فیض پہنچا۔

26.7 ۔ حضرت شاہ عباس بشتیؒ

آپ کا تعلق بشتی سے تھا جو کابل کے گردونواح میں واقعہ ہے۔ آپ سادات خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنے علاقے میں آپ نے تبلیغ دین کا بہت کام کیا۔

26.8 ۔ حضرت شاہ عیسیٰؒ

آپ حضرت خواجہ سیف الدینؒ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ آپ نہایت منکسر المزاج تھے۔ آپ کے رشدو ہدایت کا حلقہ بہت وسیع تھا۔

26.9 ۔ حضرت شیخ مفتی محمد باقر بن شرف الدین عباسی لاہوریؒ

حضرت شیخ محمد باقر بن شرف الدین عباسی لاہوریؒ حضرت خواجہ سیف الدینؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بہت بڑے عالم تھے اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے حلقہ مریدین میں شامل تھے۔ آپ نے اپنے والد اور اس دور کے جید علماء سے تعلیم حاصل کی تھی۔ اپنے شیخ کے بعد آپ شیخ کے فرزند حضرت خواجہ سیف الدینؒ کے حلقہ ادارت میں شامل ہو گئے تھے۔ مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے اپنی تربیت کے لئے آپ کو اپنے محل میں رکھ لیا تھا۔ آپ بادشاہ کی تربیت کے ساتھ ساتھ ترویجِ شریعت کے لئے تجاویز بھی پیش کرتے رہتے تھے۔ اورنگزیب بادشاہ نے آپ کو لاہور کا مفتی مقرر کر دیا تھا۔ آپ اپنی وفات تک لاہور کے مفتی تھے۔ آپ کی وفات ۱۱۰۹ھ/ ۱۶۹۴ء میں لاہور میں ہوئی۔ آپ اپنے دیوان خانہ میں مدفون ہوئے۔ بعض کتابوں میں آپ کی وفات کا سال ۱۰۸۰ھ اور ۱۰۷۹ھ بھی لکھا ہے۔

آپ کی چند تصانیف درج ذیل ہیں؛

۱۔ منتہی الایجاز لکشف الاعجاز

۲۔ حاشیہٴ قرآن مجید

۳۔ دامِ حق

۴۔ کنز الہدایات

۵۔ شمائلِ نبوی ﷺ

۶۔ مبداء و معاد

27 ۔ حضرت حافظ محسن ولی دہلویؒ

حضرت حافظ محسن ولی دہلویؒ حضرت خواجہ سیف الدینؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۶۰ھ بتائی جاتی ہے۔ آپ حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ کے نواسے تھے۔ آپ نے جب قرآن کریم اور علومِ ظاہریہ و باطنیہ کی تعلیم حاصل کرلی تو آپ کو باطنی اصلاح کا خیال آیا۔ آپ کا شمار اپنے وقت کے بڑے علماء ع فضلاء میں ہوتا تھا۔ آپ کو معلوم ہوا کہ کسی کامل شیخ کی مدد کے بغیر باطنی اصلاح ناممکن ہے۔ پھر آپ نے حضرت خواجہ سیف الدین سرہندیؒ (جو کہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے) سے بیعت کرلی اور سلوک کے اسباق سیکھے اور لطائف سے آگاہی حاصل کی۔ حضرت خواجہؒ نے آپ کو اپنی خلافت کا شرف بخشا۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے بھی آپ کو اپنی خلافت و اجازت سے نوازا تھا۔ آپ کے نام حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا ایک مکتوب بھی ہے۔ حضرت خواجہ سیف الدینؒ نے آپ کو ''ضمنی'' کا خطاب دیا جس کا مطلب تھا کہ آپ نے اپنے تمام تصرفات ان کو عطا فرمادئے۔

حضرت حافظ محسن ولیؒ نے حضرت خواجہ کی تعلیمات کی روشنی میں دین اسلام اور سلسلہ کی ترقی و ترویج کے لئے بہت کام کیا۔ آپ زہد و ریاضات اور تقویٰ کا اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۱۴۷ھ / ۱۷۳۵ء میں ہوئی۔ دہلی میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے مغربی جانب ایک چبوترے پر آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی وفات ۱۱۳۰ھ میں ہوئی۔

آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ محمد احسانؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ شہید کے خلیفہ تھے۔ وہ سخت سردیوں میں بھی گرم کپڑے نہیں پہنتے تھے۔ وہ ہر وقت ذکر و جذب کی کیفیت میں رہتے تھے۔ ان کا انتقال ۱۲۰۶ھ میں ہوا۔

آپ کے ہونہار شاگرد حضرت سید نور محمد بدایونیؒ تھے جنہیں آپ نے خلافت سے بھی نوازا تھا اور آپ کے جانشین بنے۔

28 ۔ حضرت سید نور محمد بدایونیؒ

حضرت سید نور محمد بدایونیؒ حضرت خواجہ سیف الدینؒ کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت بدایوں (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کو علم شریعت وفقہ پر عبور حاصل تھا، اتباع سنت کے سخت پابند تھے۔ آپ حافظ محمد محسنؒ کی خدمت میں کئی سال رہے۔ آپ پندرہ سال تک حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں رہے۔ نماز کے علاوہ زیادہ تر وقت استغراق میں گزرتا تھا۔ رزق حلال کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے اس لئے مفلوک الحال رہتے تھے اکثر فاقوں کی نوبت آ جاتی تھی۔ آپ حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ کی اولاد میں سے تھے۔

ایک روز ایک مرید حضرت سید نور محمد بدایونیؒ کی خدمت میں حاضری کے لئے چلا راستے میں ایک نامحرم پر نظر پڑ گئی۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم میں ظلمتِ زنا معلوم ہوتی ہے۔ شاید کسی نامحرم پر نظر پڑ گئی ہے۔ پھر توجہ فرما کر اس ظلمت کا ازالہ فرمایا۔ اسی طرح ایک روز ایک خادم کو راستے میں ایک شرابی مل گیا۔ جس وقت وہ خادم حاضر خدمت ہوا تو آپؒ نے فرمایا آج تمہارے باطن سے ظلمتِ شراب معلوم ہوتی ہے۔ شاید کسی شرابی سے ملاقات ہوئی ہے پھر فرمایا کہ فاسقوں کی ملاقات سے نسبت مکدر ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں ذکر تہلیل کر کے جاتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ آج ذکر تہلیل کر کے آئے ہو اور اگر کوئی درود شریف پڑھ کر آپ کے پاس جاتا تھا تو آپ فرما دیتے تھے کہ تم درود شریف پڑھ کر آئے ہو۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

آپ کا تصرف بہت قوی تھا۔ اپنے مخلصوں کی حاجت برآری کے لئے توجہ فرمایا کرتے تھے۔ ایسا کم ہوتا تھا کہ توجہ سے مراد پوری نہ ہو۔ ایک مرتبہ ایک عورت نے عرض کیا کہ میری لڑکی کو ایک جن اٹھا کر لے گیا ہے۔ بہت عملیات اور وظیفے کئے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا مہربانی فرما کر آپ توجہ کیجئے۔ آپ نے دیر تک مراقبہ کر کے فرمایا کہ فلاں وقت تمہاری لڑکی واپس آ جائے گی۔ چنانچہ ویسے ہی ہوا۔ جب لڑکی سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں ایک صحرا میں تھی کہ ایک بزرگ آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر یہاں لے آئے۔ کسی شخص نے مراقبہ کرنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے مراقبہ میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اگر میری دعا و توجہ میں اثر ہے تو کروں۔ جب باری تعالیٰ سے الہام کے ذریعہ مجھے معلوم ہو گیا کہ فقیر کی ہمت اس کام میں اثر رکھتی ہے تو میں نے کہہ دیا کہ لڑکی آ جائے گی۔

ایک مرتبہ آپ اپنے مرشد حافظ محسن ولی دہلویؒ کے مزار پر زیارت کے لئے گئے۔ وہاں مراقبہ کیا۔ مراقبہ میں

معلوم ہوا کہ تمام جسم وکفن درست ہے مگر پاؤں کی کھال وکفن میں مٹی کا اثر پہنچ گیا ہے۔ اس کی وجہ دریافت کی تو صاحب مزار نے فرمایا کہ ایک غیر شخص کا پتھر اس کی بلا اجازت وضو کی جگہ رکھ لیا تھا کہ جس وقت آئے گا تو واپس کر دوں گا۔ ایک مرتبہ اس پر قدم رکھا تھا۔ جس کی وجہ سے مٹی نے پاؤں اور کفن پر اثر کیا ہے۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس اور سنت مبارکہ کی محبت وعقیدت میں اپنی مثال آپ تھے۔ ادنیٰ درجہ کے ادب میں بھی شک کی گنجائش نہیں رکھتے تھے۔ اگر بشری تقاضے سے کبھی کوئی عمل ہو جائے تو فوراً متنبہ ہو جاتے تھے۔ کشف صحیح اور ہمت قوی کے حامل تھے۔ اپنے مخلصین کے لئے خوب ہمت ودعا کا اہتمام کرتے تھے۔

آپ کھانے پینے کے معاملہ میں بہت احتیاط فرماتے تھے۔ غذا میں پسند وناپسند نہیں تھی۔ امراء کے ہاں کبھی کھانا نہیں کھاتے تھے لیکن نواب مکرم خان کا کھانا اس سے مستثنیٰ تھا۔ نواب صاحب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کی اولاد میں سے تھے لاہور کے گورنر تھے لیکن سب کچھ چھوڑ کر حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مرید ہو گئے تھے۔ ایک مرتبہ اورنگ زیب بادشاہ نے ان سے ان کی عمر پوچھی تو فرمایا کہ چار سال۔ بادشاہ ہنسنے لگا تو آپ نے فرمایا کے یہ ہنسنے کی بات نہیں ہے جتنی مدت میں نے اپنے مرشد کے ساتھ گزاری ہے وہی میری عمر ہے۔

حضرت میرزا مظہر جان جاناںؒ فرماتے تھے کہ (حضرت) سید نور محمدؒ کے مکشوفات بہت صحیح ہوتے ہیں بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان ظاہری آنکھوں سے اتنا واضح نہیں دیکھ سکتے جتنا کہ حضرت دل کی آنکھوں سے (باطن کی آنکھ) سے دیکھ سکتے ہیں۔ آپ قوی تصرفات کے مالک تھے۔ مخلصین کی حاجت برآری کے لئے بہت ہمت سے کام لیتے تھے۔ ایسا بہت کم ہوا ہے کہ آپ کی توجہ اور دعا سے کسی کی مراد پوری نہ ہوئی ہو۔

آپ کی وفات ۱۱/ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ بمطابق ۱۷۲۴ء میں ہوئی اور آپ کا مزار غیاث پور، دہلی میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار سے تھوڑے فاصلہ پر نواب مکرم خان صاحب کے باغ میں کچی قبر ہے اور اس کے اردگرد پتھروں کی دیوار ہے۔

حضرت محمد الیاس کاندھلویؒ بانی تبلیغی جماعت بڑے اہتمام کے ساتھ آپ کے مزار مبارک پر مراقبہ کیا کرتے تھے اور روحانی فیض حاصل کیا کرتے تھے۔

29 ۔ حضرت مظہر جان جاناں حبیب اللہ شہیدؒ

حضرت مظہر جان جاناں حبیب اللہ شہیدؒ سلسلہ نقشبندیہ کے اکابر بزرگوں میں ایک بزرگ ہیں۔ آپ حضرت سید نور محمد بدایونیؒ کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں بروز جمعرات ۱۱رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ بمطابق فروری ۱۷۰۰ء میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام مرزا جان تھا جو شاہی امراء میں شمار ہوتے تھے۔ اسی نسبت سے اورنگزیب عالمگیر بادشاہ نے آپ کا نام جان جاناں رکھا۔ آپ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب اٹھائیس واسطوں سے محمد بن حنفیہؒ کے توسط سے حضرت علی مرتضیٰؓ سے ملتا ہے۔ آپ نے ابتدائی عمر اکبر آباد (آگرہ) میں گزاری پھر اپنے والدین کے ساتھ دہلی آ گئے تھے۔ ابتدائی اور فارسی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ کو عالم شباب میں درویشوں کی زیارت کا شوق دامنگیر ہو گیا تھا۔ آپ نے جن بزرگ ہستیوں کی زیارت کی ان میں حضرت شیخ کلیم اللہ چشتیؒ، حضرت شاہ مظفر قادریؒ، حضرت غلام محمد موحدؒ اور حضرت میر ہاشم جالیسریؒ شامل تھے۔ پھر آپ حضرت نور محمد بدایونیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بیعت کر لی۔ آپ حضرت نور محمد بدایونیؒ کی صحبت سے مستفیض ہوئے جب سلوک نقشبندیہ مجددیہ ولایتِ کبریٰ تک حاصل کر چکے تو آپ کے مرشد نے آپ کو تعلیم طریقہ میں خلافت سے نوازا۔ آپ کے القابات فرید العصر، شمس الدین اور حبیب اللہ تھے۔ ان کے بعد آپ نے حضرت شیخ محمد عابد سنامیؒ، حضرت شاہ گلشنؒ، حضرت حاجی محمد افضل سیالکوٹیؒ، حضرت حافظ سعد اللہؒ اور دوسرے مشائخ سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ آپ کے شیخ حضرت نور محمد بدایونیؒ نے آپ کو شمس الدین کا لقب عطا فرمایا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور آپ کے مرتبہ کو جانتے تھے۔ انہوں نے ہی حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کو آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ آپ کی شہرت جب بہت بڑھ گئی اور آپ کی خانقاہ میں لوگوں کا مجمع رہنے لگا۔ اس وقت کے گورنر نے آپ کو پیغام بھیجا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو زمین کا ایک بڑا ٹکڑا دے دیا جائے تا کہ وہاں آپ اپنی بڑی سی خانقاہ بنائیں۔

حضرتؒ نے جواب دیا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا!

قل متاع الدنیا قلیل (کہہ دیجئے! دنیا کی متاع قلیل ہے)

جس پوری دنیا کو اللہ تعالیٰ نے قلیل کہا ہے اس قلیل میں سے قلیل حصہ آپ کے اختیار میں آیا ہے اس قلیل میں سے

ایک قلیل حصہ آپ مجھے دینا چاہتے ہیں تو اتنا تھوڑا لیتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ اس لئے آپ مجھ پر یہ مہربانی نہ کیجئے۔

(اہل دل کے تڑ دینے والے واقعات)

حضرت مظہر جان جاناںؒ کے پاس ایک مرتبہ ان کے کسی مرید نے تحفتاً انگور پیش کئے۔ جب حضرت اسے منہ میں ڈالنے لگے تو منہ میں ڈالنے سے رک گئے اور وہ انگور واپس کر دئے کہ اس میں سے مُردوں کی بدبو آرہی ہے۔ مرید نے کہا کہ حضرت میں اسے ابھی بازار سے خرید کر لا رہا ہوں۔ لیکن حضرت نے پھر بھی واپس کر دئے۔ اس شخص کو تجسس پیدا ہوا اس نے ان انگوروں کی تحقیق کی کہ یہ کہاں سے آئے ہیں۔ وہ اس دوکاندار کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ تم یہ انگور کہاں سے لائے ہو۔ اس نے بتایا کہ ایک دیہاتی شخص ہے اس کا باغ ہے وہاں سے وہ لا کر دیتا ہے۔ انہوں نے دوکاندار سے اس کا پتہ لیا اور اس کے پاس پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ اس نے ایک پرانے قبرستان کو ہموار کر کے اس پر انگوروں کی بیلیں لگائی ہوئی ہیں یہ انہی بیلوں کا پھل ہے۔ (علمی مضامین)(مختصر تاریخ دمشق)

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نقشبندی سلسلہ کے بزرگ اور بڑے اولیاء میں سے تھے۔ دہلی میں ان کی بہت شہرت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ دین کا کام لیا اور ان سے دین کا بڑا فیض پھیلا۔ دو طالب علم بلخ سے آپ کی شہرت سن کر آپ سے ملنے اور بیعت ہونے ہندوستان آئے۔ انہوں نے سوچا کہ بڑے بزرگوں سے اصلاح زیادہ بہتر طریقہ سے ہوتی ہے۔

وہ حضرت کی مسجد پہنچے نماز کا وقت ہونے والا تھا۔ وہ دونوں وضو کرنے بیٹھ گئے۔ ایک طالب علم نے دوسرے سے کہا! یہ حوض جس میں ہم وضو کر رہے ہیں یہ بڑا ہے یا ہمارا بلخ کی مسجد والا۔ دوسرے نے کہا کہ وہ بلخ والا بڑا ہے۔ دوسرے طالب علم نے کہا! میرے خیال میں یہ دہلی والا زیادہ بڑا ہے۔ اس موضوع پر دونوں کا کافی دیر تبادلہ خیال ہوتا رہا قریب ہی حضرت مظہر جان جاناںؒ وضو فرما رہے تھے۔ انہوں نے ان دونوں کو بحث کرتے ہوئے سن لیا۔ جب نماز ختم ہوئی تو یہ دونوں حضرت کے پاس ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت! ہم آپ سے اصلاحی تعلق قائم کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

حضرت نے فرمایا! پہلے یہ طے کرلو کہ ہماری مسجد کا حوض بڑا ہے یا بلخ کی مسجد کا؟ یہ مسئلہ طے کرلو پھر بات آگے چلے گی۔ وہ بہت شرمندہ ہوئے۔ لیکن حضرت نے فرمایا! جب تک یہ مسئلہ طے نہیں ہوگا اس وقت تک بیعت کرنا فضول ہے۔ لہٰذا اس حوض کی پیمائش کرو اور پھر واپس جا کر بلخ والے حوض کی پیمائش کرو۔ اس کے بعد جب یہ فیصلہ ہو جائے کہ کون

سا حوض بڑا ہے۔ جب یہ کام کرلوتو تم میرے پاس آجانا میں تمہیں بیعت کرلوں گا۔

حضرت نے فرمایا! تمہاری گفتگو سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ تمہیں فضول بحث مباحثہ کی عادت ہے، جس کا کوئی مصرف نہیں۔ دوسرے تم بغیر تحقیق کے بات کرتے ہو۔ تم نے ویسے اندازے سے یہ دعویٰ کردیا کہ یہ حوض بڑا ہے اور دوسرے کو کہا کہ تم نے دوسرے حوض کو بڑا کہہ دیا۔ تحقیق تم دونوں نے نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ زبان سے بات کرنے میں تحقیق نہیں اور فضول بحث ومباحثے کی عادت ہے۔ اس کی موجودگی میں اگر میں آپ کو ذکر واذکار بتاؤں تو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ جب تک یہ عادت ختم نہ ہو، اور یہ عادت اس طرح ختم ہوگی کہ ایک مرتبہ تمہیں سبق مل جائے کہ اس کا نتیجہ کیا ہے۔ (انوکھے واقعات)

ایک مرتبہ ایک مست ہاتھی بے قابو ہوگیا اور بھاگتا ہوا آرہا تھا آپ سامنے سے آرہے تھے۔ فیل بان نے شور مچایا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ۔ آپ کو شرم آئی کہ ایک حیوان سے بھاگنا نامردی ہے اتنے میں ہاتھی نے آپ کو سونڈ میں لپیٹ لیا۔ آپ نے خنجر نکالا اور اس کی سونڈ میں مارا، ہاتھی آپ کو چھوڑ کر چیختا ہوا بھاگا۔

ایک مرتبہ آپ فرخ سیر بادشاہ سے ملنے گئے۔ بادشاہ کو اس وقت زکام تھا وہ دربار میں نہیں آیا اس وجہ سے اس سے ملاقات نہ ہوسکی۔ اسی روز آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نے مزار سے نکل کر اپنی کلاہ آپ کے سر پر رکھ دی۔ آپ کے خیال میں شاید وہ بزرگ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ تھے۔ اس خواب کے دیکھنے کے بعد بزرگان دین کی عظمت آپ کے دل میں بیٹھ گئی اور بزرگوں سے ملنے کا شوق پیدا ہوگیا۔ آپ جہاں بھی کسی بزرگ کے بارے میں سنتے تو ان کی زیارت کیلئے چلے جاتے۔ آپ نے شیخ کلیم اللہ چشتی جہاں آبادیؒ، میر ہاشم جالیسریؒ، شاہ غلام محمد موحدؒ اور شاہ مظفر قادریؒ سے ملاقاتیں کیں۔ ایک مرتبہ آپ شاہ مظفر قادریؒ کی خدمت میں حاضر تھے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ اس وقت بھی اوتاد وابدال ہوتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی بھی زمانہ اولیاء اللہ سے خالی نہیں ہوتا اور جس کو اوتاد وابدال دیکھنا ہوتو حضرت مظہر جان جاناںؒ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس نوجون کو دیکھ لو۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں حیران ہوگیا جبکہ اس وقت میں نے کسی سلسلہ میں بیعت نہیں کی تھی۔ ان کو نور فراست سے معلوم ہوگیا۔

ایک مرتبہ آپؒ کے گھر میں کچھ لوگ جمع تھے ان میں سے کسی نے حضرت سید نور محمد بدایونیؒ کا ذکر کیا اور ان کے اوصاف بتلائے۔ آپ فوراً ان سے ملنے کے لئے چل پڑے۔ ان سے مل کر بیعت کی درخواست کی۔ حضرت بدایونیؒ صلاحیت واستعداد اور استخارہ کیئے بغیر کسی کو بیعت نہیں کرتے تھے۔ لیکن انہوں نے حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کو

اپنے پاس بلایا اور کہا کہ آنکھیں بند کر کے قلب کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور خود توجہ ڈالنی شروع کی۔ اسی توجہ میں لطائف خمسہ جاری ہو گئے اور آپ کو بیعت کر کے رخصت کر دیا۔ آپ پر نسبت باطنی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ اگلے دن آپ نے صبح کو حضرت سید نور محمدؒ کی خدمت میں جانے کا ارادہ کیا اور معمول کے مطابق چلتے وقت آئینہ میں اپنی صورت دیکھی تو اپنی شکل حضرتؒ کی صورت سے ملتی جلتی پائی۔ تھوڑی ہی مدت میں آپ کی باطنی کیفیات اور حالات میں بڑی تبدیلی آئی اور آپ کا دل محبت ِ ماسوائے خدا سے خالی ہو گیا۔ چار سال ان کی خدمت میں رہے اور ولایت کبریٰ کو پہنچ گئے۔ آپ کے شیخ نے آپ کو خلافت کا شرف عطا کیا۔ عقیدہ اہل سنت والجماعت پر پابندی اور بدعات سے اجتناب کی تلقین فرمائی۔ حضرت سید نور محمد بدایونیؒ انتقال ہوا تو آپ ان کے انتقال کے چھ سال بعد تک مسلسل ان کے مزار مبارک پر حاضری دیتے رہے۔ آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے علاوہ سلسلہ قادریہ، سلسلہ چشتیہ اور سلسلہ سہروردیہ میں بھی خلافت حاصل تھی۔ سلسلہ چشتیہ میں آپ کی اویسی نسبت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ تک پہنچتی ہے۔

اس کے بعد آپ حضرت شاہ گلشنؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو شیخ محمد واحد وحدتؒ کے خلیفہ تھے لیکن زیادہ عرصہ ان کے ساتھ نہ رہے۔ پھر آپ نے حضرت خواجہ زبیرؒ جو حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبندؒ کے خلیفہ تھے اور اپنے وقت کے قیوم تھے ادارت اختیار کر لی۔ حضرت خواجہ زبیرؒ فرماتے تھے تم تو ہمارے ہی ہو۔ حضرت خواجہ زبیرؒ نے دوری کی وجہ سے آپ کو فرمایا کہ تم حضرت حاجی محمد افضلؒ سے رابطہ کرو وہ بھی حضرت حجۃ اللہ نقشبندؒ کے خلیفہ ہیں۔ ان سے سلوک اور کشف کے مقامات کا استفادہ کرو۔ آپ نے ان کے ساتھ رہ کر باطنی قوت حاصل کر لی۔ پھر آپ حضرت خواجہ حافظ سعد اللہؒ جو حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے بیٹے حضرت خواجہ محمد صدیقؒ کے خلیفہ تھے۔ ان کے ساتھ آپ بارہ سال رہے اور باطنی کیفیات اور مراتب میں ترقی کی۔ ایک روز انہوں نے آپ سے فرمایا کہ باری تعالیٰ کی طرف سے تم کو شمس الدین حبیب اللہ کا لقب عطا ہوا ہے۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد عابد سنامیؒ سے بھی باطنی فیض حاصل کیا جو حضرت شیخ عبدالاحدؒ (حضرت مجدد الف الثانیؒ کے پوتے) کے خلیفہ تھے۔ آپ ان کی وفات کے بعد ان کی مسند ِ خلافت وارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔

آپ کے مقام ومرتبہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت مرزا جان جاناںؒ فرماتے تھے کہ میں ابراہیمی المشرب تھا۔ جن دنوں حضرت شیخ نے اس فقیر کو حقیقتِ محمد ﷺ کی بشارت دی اور اس مقام کے انوار میں فناء حاصل ہوئی تو میں نے دیکھا کہ حضور سرورِ دو عالم ﷺ فقیر کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں پھر دیکھا کہ حضور انور ﷺ اس بندے کی جگہ تشریف رکھے ہوئے ہیں پھر دیکھا کہ دونوں جگہ پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ آپ فرماتے تھے کہ فقیر ابراہیمی المشرب تھا۔

حضرت شیخ نور محمد بدایونیؒ نے باطنی تصرف سے محمدی المشرب بنا دیا۔ (تذکرۃ مشائخ نقشبندیہ)

آپ کی غائبانہ توجہات سے دور دراز ممالک میں بیٹھے لوگ بھی باطنی ترقیاں پاتے تھے۔ حضرت شاہ بھیکؒ (حضرت شیخ عبد الواحدؒ کے نواسے) کابل میں مقیم تھے۔ حضرت نے دہلی سے توجہ فرما کر مقاماتِ عالیہ تک پہنچا دیا۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے فرزند مولوی احمد اللہ پانی پت میں رہتے تھے آپ انہیں دہلی سے توجہ فرماتے تھے۔

حضرت جان جاناںؒ کی یہ آرزو تھی کہ شہادت ظاہری اور شہادت باطنی سے جس کو صوفیہ کی اصطلاح میں فناء فی اللہ کہتے ہیں جمع ہو کر قرب الٰہی میں اعلیٰ علیین کے مرتبہ پر پہنچیں۔ بروز بدھ ۷رمحرم الحرام ۱۱۹۵ھ بمطابق ۱۷۸۱ء کو رات کے وقت کچھ لوگوں نے آپ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ خادم نے بتایا کہ کچھ لوگ آپ سے ملنے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو اندر بلالو تو تین آدمی (رافضی) اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا کہ مرزا جان جاناں تم ہی ہو۔ آپ نے فرمایا! ہاں: اس کے دونوں ساتھیوں نے بھی کہا کہ یہی مرزا جان جاناں ہیں۔ یہ سن کر اس بدبخت رافضی نے طمنچہ (پستول) نکال کر آپ کے دل پر گولی ماردی۔ آپ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے۔ وہ مجرم وہاں سے بھاگ گئے۔ نواب نجف خان جو اس وقت شاہی وزیر تھا اس نے ایک انگریز ڈاکٹر بھیجا اور کہا کہ قاتل نامعلوم ہیں اگر معلوم ہو گیا تو قصاص لیا جائے گا۔ آپ نے انگریز ڈاکٹر کو واپس کر دیا اور کہا کہ اگر اللہ نے میرے لئے شفا لکھی ہے تو میں ٹھیک ہو جاؤں گا اور کہا کہ میرے قاتلوں کو معاف کر دینا۔ اس کے تین روز بعد یوم عاشورہ ۱۰رمحرم ۱۱۹۵ھ بمطابق ۱۷۸۱ء کو آپ شہید ہو گئے۔ آپ کا مزار پُر انور دہلی میں خانقاہ حضرت شاہ غلام علیؒ کے اندر متصل چنلی قبر ہے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ آپ کے خلیفہ و جانشین قرار پائے۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ دیوان مظہر (فارسی)

۲۔ مرزا مظہر جان جاناں۔ ان کا عہد اور شاعری (جناب خلیق انجم اور عبد الرزاق قریشی مرحوم نے مرتب کیا تھا)

۳۔ خریطہ جواہر (فارسی)

۴۔ مجموعہ ہائے مکاتیب (فارسی)

۵۔ خودنوشت حالات برائے سفینہ خوش گو (فارسی)

۶۔ خودنوشت احوال مشمولہ سرو آزاد (فارسی)

۷۔ دیوان فارسی کا دیباچہ (فارسی)

۸۔ تقریظ رسالہ کلمات الحق (فارسی)

۹۔ وصیت نامہ (فارسی)

۱۰۔ تنبیہات الخمسہ (فارسی)

۱۱۔ سلوک طریقہ (فارسی)

ان بزرگوں کو حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی خلافت کا شرف حاصل ہوا جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ مولوی غلام یحییٰؒ

۲۔ مولوی غلام محی الدینؒ

۳۔ شیخ محمد مرادؒ

۴۔ میر علیم اللہ گنگوہیؒ

۵۔ شیخ مراد اللہؒ

۶۔ شیخ محمد احسانؒ

۷۔ شیخ غلام حسنؒ

۸۔ شیخ محمد منیرؒ

۹۔ مولوی قلندر بخشؒ

۱۰۔ میر نعیم اللہؒ

۱۱۔ خلیفہ محمد جمیلؒ

۱۲۔ حضرت شاہ بھیکؒ

۱۳۔ مولوی عبدالحقؒ

۱۴۔ شاہ محمد سالمؒ

۱۵۔ میر مبین خان صاحبؒ

۱۶۔ میر معین خان صاحبؒ

۱۷۔ میر علی اصغرؒ

۱۸۔ محمد قائم کشمیریؒ

۱۹۔ حافظ محمد رحمت اللہؒ

۲۰۔ مولوی قطب الدینؒ

۲۱۔ مولوی کلیم اللہ بنگالیؒ

۲۲۔ میر روح الامینؒ

۲۳۔ محمد شفیعؒ

۲۴۔ محمد واصلؒ

۲۵۔ محمد حسینؒ

۲۶۔ شیخ غلام حسین تھانیسریؒ

۲۷۔ مولوی عبدالکریمؒ

۲۸۔ مولوی عبدالحکیمؒ

۲۹۔ نواب ارشاد خانؒ

۳۰۔ غلام مصطفٰے خانؒ

۳۱۔ اخوند نور محمد قندھاریؒ

۳۲۔ ملا نسیمؒ

۳۳۔ ملا جلیل عبداللہؒ

۳۴۔ ملا تیمور ہراکؒ

29.1 ۔ حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ

حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ کا نسب بواسطہ حضرت شیخ جلال الدین کبیر اولیاء چشتی پانی پتیؒ حضرت عثمان غنیؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حبیب اللہ تھا۔ آپ پانی پت، مشرقی پنجاب (ہندوستان) میں ۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔ علوم عقلی ونقلی میں آپ کو کمال کا تجربہ تھا۔ آپ نے پانی پت کے علماء سے تحصیل علم کے بعد دہلی آکر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے تعلیم حاصل کی۔ آپ فقہ واصول اور اجتہاد میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے تصوف میں حضرت مجدد الف الثانیؒ کے معارف کی تحقیق میں رسالے لکھے ہیں۔ آپ نے ابتداء میں حضرت خواجہ محمد عابد سنامیؒ سے طریقہ اور توجہات قلبی کے بارے میں علم حاصل کیا۔ ان کی وفات تک ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ ان کے کہنے پر آپ نے حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ سے صحبت اختیار کی۔ آپ نے بہت کم عرصہ میں علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کر کے ولایتِ صغریٰ تک کے مقامات طے کر لئے۔ آپ کو سلاسل اربعہ میں خلافت واجازت حاصل تھی۔ حضرت مرزا جان جاناںؒ نے آپ کو ''علم الہدیٰ'' کا خطاب دیا اور اپنی خلافت سے نوازا۔ حضرت مرزاؒ فرماتے تھے کہ قیامت کے روز اگر مجھ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو تو میں قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ کو پیش کر دوں گا۔ آپ اپنے شیخ کی وفات کے بعد ان کی مسندِ ارشاد و خلافت کے جانشین ہوئے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے اپنی وفات سے قبل اپنا ذاتی کتب خانہ، اپنا چوغہ، چادر و لحاف قاضی صاحب کو عطا کر دیا اور اپنے اہل خانہ کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کر دی۔

آپ اٹھارہ سال کی عمر میں ظاہری علوم اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی اجازت وخلافت حاصل کر کے وطن پانی پت پہنچے اور اشاعت علم اور فیض باطن کو دوسروں تک پہنچانے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے آپ کو '' بیہقیِ وقت'' کا خطاب دیا۔ آپ پانی پت کے قاضی کے عہدے پر بھی فائز رہے اور آپ نے نواب نجیب الدولہ اور ملا رحیم داد روہیلہ کے لشکر میں بھی کچھ عرصہ رہے۔

حضرت مرزا جان جاناںؒ ہمیشہ حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ کو اپنے برابر میں بٹھایا کرتے تھے۔ جب حضرت مرزاؒ صاحب کی شہادت ہوئی تو آپ کو نہایت افسوس اور رنج ہوا۔ آپ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلینؒ تشریف لائے ہیں اور کلماتِ تعزیت فرماتے ہیں۔

آپ فقیہہ، محدث، محقق، مصنف، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ، فقہ اور اصول میں اجتہاد کے مقام تک پہنچے

ہوئے تھے، علم الکلام اورتصوف میں کمال، مانع بدعت، اورمضبوط قوتِ فکر رکھتے تھے۔

آپ کی دو بیویاں، چار صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادگان میں حضرت مولوی احمد اللہؒ، حضرت صبغۃ اللہؒ اور مولوی دلیل اللہؒ حضرت مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں شامل ہیں۔

آپ کی وفات یکم رجب ۱۲۲۵ھ بمطابق ۲/اگست ۱۸۰۵ء میں ہوئی اور پانی پت میں مدفون ہوئے۔

آپ کی چند تصانیف وتالیفات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ رسالہ وصیت نامہ (فارسی)

۲۔ تفسیر مظہری (عربی)

۳۔ مالابدمنہ (فارسی)

۴۔ ارشادالطالبین (فارسی)

۵۔ جواہرالقرآن

۶۔ حقوق (یاحقیقت) الاسلام (فارسی)

۷۔ شہاب ثاقب

۸۔ تذکرۃالموتیٰ والقبور (فارسی)

۹۔ تذکرۃالمعاد (فارسی)

۱۰۔ رسالہ دراباحت وحرمت سرود (فارسی)

۱۱۔ رسالہ درمسئلہ سماع وحدت وجود (فارسی)

۱۲۔ سیف المسئول (شمشیر برہنہ) (فارسی)

۱۳۔ ردمذہب شیعہ (فارسی)

۱۴۔ رسالہ حرمتِ متعہ (فارسی)

۱۵۔ رسالہ پنج روزی (فارسی)

۱۶۔ رسالہ احقاق (فارسی)

۱۷۔ رسالہ درجواب شبہات برکلام امام ربانی (شیخ احمد سرہندیؒ) (فارسی)

۱۸۔ رسالہ حرمت واباحت سود

۱۹۔ حلیہ شریفہ (ترجمہ شمائل ترمذی)

۲۰۔ رسالہ چہل حدیث مع شرح وبیان

۲۱۔ حدیث مظہری

۲۲۔ فتاویٰ مظہری (مخطوطہ)

۲۳۔ رسالہ فقہ در مذاہب اربعہ (مخطوطہ)

۲۴۔ فتویٰ در بارۂ ایام عاشورہ

۲۵۔ فتویٰ در جواز تقلید

۲۶۔ فتویٰ در بارۂ اراضی ہند

۲۷۔ منار الاحکام

۲۸۔ مختارات (مخطوطہ)

۲۹۔ رسالہ وسیلۃ النجات

۳۰۔ رسالہ طریق النجاۃ عن طریق الغواۃ

۳۱۔ رسالہ در عقائد حقہ (مخطوطہ)

۳۲۔ کیفیت مراقبہ واذکار شریفہ (مخطوطہ)

۳۳۔ رسالہ در اوراد ووظائف (مخطوطہ)

۳۴۔ تفسیر پنج آیت بطریقہ صوفیہ

۳۵۔ الفوائد السبعہ

۳۶۔ احقاق حق در رد اعتراضات شیخ عبدالحق بر کلام مجدد الف الثانیؒ

۳۷۔ فصل الخطاب فی نصیحۃ اولی الالباب

۳۸۔ تقدیس والدی المصطفیٰ (مخطوطہ)

۳۹۔ رسالہ در ذکر نسب اطہر وازواج مبارکہ واولاد عالی قدر سرور دو عالم ﷺ

۴۰۔ رسالہ در بیان اولاد امام ربانہؒ

۴۱۔ نجتہ گفتار در مناقب انصار

۴۲۔ تذکرۃ العلم والمعارف

۴۳۔ تلخیص ھوامع

۴۴۔ خطبات کا مجموعہ

۴۵۔ مکتوبات (۲۵ خطوط دستیاب ہیں)

29.2 ۔ مولوی فضل اللہ عثمانی مجددیؒ

مولوی فضل اللہؒ حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ کے بڑے بھائی تھے۔ علوم ظاہریہ کے ماہر تھے اور حضرت شیخ محمد عابد سنامیؒ سے فیض یافتہ تھے۔ بعد میں حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی توجہات سے مقامات عالیہ پر پہنچے۔ ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت قاضی صاحب کو ان کے انتقال پر بے حد افسوس ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد ایک روز قاضی صاحب نے خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ عالم میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قدر رحمت و نعمت عطا فرمائی کہ حساب سے باہر کر دیا۔

29.3 ۔ مولوی احمد اللہ عثمانیؒ

مولوی احمد اللہؒ حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ کے بڑے صاحبزادے اور حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۶۸ھ میں ہوئی۔ انہوں نے تمام علوم ظاہریہ اپنے والد گرامی سے سیکھے۔ آپ نے حضرت مرزا جان جاناںؒ کا طریقہ اور مقامات مجددیہ سیکھا۔ آپ بہت عبادت گزار تھے بہت زیادہ مراقبہ اور ذکر الٰہی کرتے تھے۔ ہر وقت کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہتے تھے، کھانے پینے کی طرف بہت کم رجحان تھا۔ آپ کا ۱۱۹۸ھ / ۱۷۸۳ء میں تیس سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کا مزار اپنے والد بزرگوار قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ کے مزار کی چار دیواری کے باہر ہے۔

29.4 ۔ حضرت مولوی نعیم اللہ مجددی بہرائچیؒ

حضرت مولوی نعیم اللہ بہرائچی حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت غلام قطب الدین تھا۔ آپ کی ولادت ۱۱۵۳ھ/۱۷۴۰ء میں بہرائچ (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کا تعلق علوی سادات سے تھا۔ آپ کو بادشاہ کی طرف سے ''ملک'' کا خطاب عطا ہوا تھا۔

آپ نے سات سال کی عمر میں حضرت محمد روشن بہرائچیؒ سے قرآن کریم مکمل پڑھ لیا۔ پھر آپ نے حاجی فتح علیؒ سے عربی پڑھی۔ آپ لکھنو تشریف لے گئے اور مولوی خلیل احمد سے صرف ونحو پڑھی۔ آپ نے دو سال بریلی میں قیام کیا اور مولوی شہاب الدینؒ سے تعلیم حاصل کی۔ آپ عالم دین تھے اور باطنی علم حاصل کرنے کے لئے حضرت جان جاناںؒ کی خدمت میں رہے۔ آپ نے چار سال کی مدت میں نورِ نسبت اور فیض صحبت حاصل کیا اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کو حضرت مرزا صاحبؒ نے مکتوباتِ امام ربانیؒ کی تینوں جلدیں تحفہ میں پیش کیں۔ آپ کی کتاب معمولاتِ مظہریہ آدابِ طریقت میں نہایت مفید ومقبول کتاب ہے۔ آپ کے اساتذہ میں مولوی برکت الہ آبادی اور مولوی سالم بھی شامل تھے۔ ۱۱۷۷ھ میں آپ لکھنؤ واپس آ گئے اور تکیہ شاہ محمد عاقل میں قیام کیا۔ یہاں آپ نے مولوی محمد، مولوی محبوبی، مفتی عبد الرب لکھنوی اور شیخ الحدیث حاجی محمد شاکر (جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے) سے تعلیم حاصل کی۔

۱۱۸۶ھ / ۱۷۷۲ء میں آپ نے حضرت مظہر جان جاناںؒ کے خلیفہ حضرت شیخ محمد جمیلؒ سے ذکر قلبی اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ دہلی آ کر حضرت مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں رہنے لگے۔ آپ کچھ دن یہاں رہ کر واپس لکھنؤ چلے گئے۔ تین سال بعد پھر دہلی آئے اور حضرت مظہر جان جاناںؒ کے پاس ان کی خانقاہ میں چار سال تک رہے۔ ان کے پاس مدارج سلوک طے کئے اور چاروں سلاسل میں خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ خلافت ملنے کے بعد آپ بہرائچ واپس آ گئے اور آپ نے شادی کر لی۔ حضرت اقدسؒ کے انتقال کے بعد آپ کچھ عرصہ حضرت ثناء اللہ پانی پتیؒ کی خدمت میں بھی رہے۔

آپ علم معقول ومنقول کے جامع عالم تھے۔ آپ کے صاحبزادے مولوی کرامت اللہؒ آپ سے فیض یافتہ اور صاحب اجازت تھے۔ آپ کی وفات ۵/صفر المظفر ۱۲۱۸ھ/ ۱۸۰۳ء میں بہرائچ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت مولوی محمد حسینؒ اٹک

۲۔ حضرت مولوی مراد اللہ فاروقی تھانیسری ؒ

۳۔ حضرت مولوی غلام رسول کانپوری ؒ

۴۔ حضرت مولوی ابوالحسن نصیر آبادی ؒ

۵۔ حضرت مولوی بہاءالدین ؒ

آپ کی تصانیف ؒ

۱۔ بشارات مظہریہ (فارسی)

۲۔ معمولات مظہریہ (فارسی)

۳۔ انفاس اکابر وانوار الضمائر (فارسی)

۴۔ رسالہ در احوال خود (فارسی)

۵۔ مجموعہ مکتوبات حضرت مظہر ؒ (فارسی)

۶۔ حاشیہ میر زاہد (فارسی)

۷۔ حاشیہ ملا جلال (فارسی)

۸۔ انوار الضمائر (فارسی)

۹۔ رسالہ شمسیہ مظہریہ (فارسی)

۱۰۔ رقعات کرامت سعادت میرزا مظہر (فارسی)

۱۱۔ رسالہ در بیان نسبِ خود (فارسی)

29.5 ۔ مولانا ثناءاللہ سنبھلی ؒ

مولانا ثناءاللہ سنبھلی ؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناں ؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے قرآن وحدیث کا علم حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ سے حاصل کیا۔ پھر باطنی اصلاح کے لئے حضرت مظہر جان جاناں ؒ سے بیعت ہوئے اور سلوک مجددیہ میں اعلیٰ مقام پر پہنچے۔ حضرت شیخ ؒ کی اجازت سے سنبھل میں علوم ظاہریہ اور باطنی میں تبلیغ وترویج میں مشغول ہو

گئے۔ آپ کو اکثر خواب میں رسول کریم ﷺ کی زیارت ہوتی تھی۔ آپ بلدہ سنبھل ہی میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ راہ خدا کی ہدایت اور سلوک میں مصروف ہو گئے۔

آپ کا انتقال ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۴ء کو سنبھل میں ہوا اور وہیں آخری آرام گاہ پائی۔

29.6 ۔ حضرت شاہ رحمت اللہؒ

حضرت شاہ رحمت اللہؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے بڑے خلفاء میں سے تھے۔ ابتداء میں وہ اپنے شیخ کے پاس درویشوں کی خدمت کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ لیکن آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر بیعت کر لی اور سلوک کی منازل طے کرنے لگے۔ چار سال آپ آستانہ میں رہے اور اعلیٰ مقامات تک پہنچ کر خلافت سے شرف یاب ہوئے۔ آپ نفس کا سخت مجاہدہ کرتے تھے۔ آپ بہت صبر و قناعت اور استقامت سے زندگی بسر کرتے تھے اور بہت زیادہ خیرات کرتے تھے۔ آپ سندھ سے اللہ والوں کی طلب میں نکلے جہاں کہیں کسی درویش کے بارے میں سنتے تو وہاں پہنچ جاتے۔ آپ کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی صحبت بھی حاصل ہوئی ہے۔ آپ کی صحبت میں طالبوں کا جم غفیر ہوتا تھا اور مکمل جمعیت کے ساتھ حلقہ مراقبہ کا انعقاد ہوتا تھا۔

29.7 ۔ حضرت شاہ محمد حسن عربؒ

حضرت شاہ محمد حسن عربؒ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو بہت شروع سے حضرت مرزا جان جاناںؒ کے ساتھ رہے۔ آپ ہر روز آنہ چالیس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے تھے۔ دس ہزار بار نفی اثبات ایک ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص ایک ہزار مرتبہ استغفار اور ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے۔ آپ صائم الدہر تھے۔ دن میں حضرت مرزا جان جاناںؒ کی خدمت میں رہتے تھے۔ حضرت مظہر جان جاناںؒ فرماتے تھے کہ ساری زندگی میں صرف ایک ہی طالبِ خدا اور راہ مولیٰ کا مجاہد میرے پاس آیا ہے اور وہ محمد حسن عرب ہے۔

29.8 ۔ حضرت نواب ارشاد خانؒ

حضرت نواب ارشاد خانؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ شیعہ مذہب رکھتے تھے لیکن بعد میں حضرت مظہر جان جاناںؒ کی صحبت سے سارے خاندان سمیت مذہب اہلِ سنت والجماعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کا خطاب اعتضاد الدولہ تھا۔ آپ کے والد گرامی نواب امین الدولہ شیخ الاسلام عبداللہ انصاریؒ کی اولاد سے تھا۔ آپ کا تعلق سنبھل کے شیخ زادوں میں سے تھا۔ آپ کے والد جہاندار شاہ کی ملازمت کرتے تھے اور فرخ سیر کے عہد میں یساول (شاہی گارڈ) مقرر ہوگئے تھے۔ محمد شاہ کے عہد میں میر توزک پھر چہار ہزاری پھر چھ ہزاری ذات، کچھ ہزار سوار کا منصب اور تین لاکھ روپے کی آمدنی کا محال سنبھل میں ملا۔ آپ کے والد کا انتقال ۱۷۳۹ء میں ہوا۔

آپ حضرت مظہر جان جاناںؒ کے خاص لوگوں میں سے تھے۔ آپ نے اپنے شیخ کی محبت اور صحبت کی برکت سے دنیاوی تعلقات کے باوجود سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی نسبت کا فیض حاصل کیا اور ارشاد طریقہ کی اجازت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت شیخؒ جب بھی سنبھل جاتے تھے تو آپ کے ہاں قیام کرتے تھے۔

آپ کا انتقال ۱۳/ربیع الثانی ۱۱۷۶ھ/۴/نومبر ۱۷۶۲ء میں ہوا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت ظفر علی خانؒ بھی حضرت مظہر جان جاناںؒ سے بیعت تھے۔

29.9 ۔ حضرت ملا تیمورؒ

حضرت ملا تیمورؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ رام پور کے رہنے والے تھے۔ آپ ملا نور محمدؒ کی صحبت میں رہے۔ آپ نے سخت ریاضتیں کیں، اپنی باطنی نسبت کی حفاظت کے لئے بڑی کوششیں کیں اور اعلیٰ مقامات تک پہنچے۔ آپ کے ہاتھ پر بے شمار لوگوں نے توبہ کی۔ غیر مسلموں نے بھی آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ بہت سے شیعہ حضرات بھی آپ کی صحبت میں رہ کے راسخ العقیدہ اہل سنت والجماعت میں شامل ہو گئے تھے۔ حضرت مولوی نعیم اللہ بہرائچیؒ نے رام پور میں آپ سے ۱۲۰۵ھ میں ملاقات کی تھی۔

29.10 ۔ حضرت ملا جلیلؒ

حضرت ملا جلیلؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے کئی سال باطنی انوار کسب واخذ کئے۔ جب باطنی نسبت کمالات تک پہنچی تو طریقہ تعلیم کی اجازت سے مشرف ہوئے۔

29.11 ۔ حضرت حافظ محمدؒ

حضرت حافظ محمدؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت موسیٰ خانؒ کے احباب میں سے تھے اور ان ہی کی ترغیب سے حضرت مظہر جان جاناں سے بیعت ہوئے۔ ایک مرتبہ آپ کو زبردست باطنی قبض کی کیفیت کا سامنا ہوا۔ آپ فنائے نفس کے قریب پہنچ گئے۔ ایک رات حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کی خواب میں زیارت ہوئی اور دیکھا کہ حضرتؒ آپ سے فرما رہے ہیں! اے میرے بیٹے! تمہارا اصل کام تو خطرات سے دل کو پاک اور رزائل سے تزکیۂ نفس کرنا ہے اور یہ دولت تو تم حاصل کر چکے ہو۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی معرفت افزا اور دل کشا نظر عنایت سے آپ کی روحانی راہیں کھل گئیں ، آپ کے دل تنگ میں فیض جاری ہو گیا۔

29.12 ۔ حضرت مولوی دلیل اللہؒ

حضرت مولوی دلیل اللہؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ آپ نے علم فقہ، فن اصول اور معقول کی تعلیم حاصل کی تھی۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ آپ سے بڑی محبت اور شفقت فرماتے تھے اور اپنا منہ بولا بیٹا کہتے تھے۔

29.13 ۔ حضرت میر روح الامینؒ

حضرت میر روح الامینؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا تعلق سونی پت (ہندوستان) کے سادات خاندان سے تھا۔ پہلے آپ ایک قادریہ سلسلہ کے بزرگ سے بیعت ہوئے اور باطنی شغل میں

مصروف ہوگئے۔ آپ نے سلسلہ شطاریہ کے بعض اذکار بھی ایک بزرگ سے سیکھے جس سے عجیب واردات حاصل ہوئیں۔

آپ فرماتے ہیں! اسم ذات کے ذکر کا مجھ پر ایسا غلبہ ہوا کہ میں ہر جگہ اسم مبارک **اللہ** کا مشاہدہ کرتا تھا۔ ایک مرتبہ دیکھا کہ قبلہ کی طرف دیوار میں شگاف پڑ گیا اور قبلہ شریف کا جمال بے حجاب نظر آنے لگا۔ گزرے ہوئے اولیاء کرام کی میں نے ظاہری آنکھ سے زیارت کی جس سے حرارت وشوق قلب حاصل ہوا لیکن میرے دل کو اطمینان نہ آ سکا۔ یہاں تک کہ میں حضرت میرزا مظہر جان جاناں ؒ سے وابستہ ہوا تو مجھے جمعیت وطمانیت حاصل ہوئی اور جو میری آرزو تھی وہ پوری ہوئی۔ آپ کئی سال تک حضرت میرزا مظہر جان جاناں ؒ کے ساتھ رہے اور ان سے روحانی استفادہ کیا اور اسباق مکمل ہونے پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں اجازت سے مشرف ہوئے۔

حضرت میرزا مظہر جان جاناں ؒ نے آپ کے بارے میں فرمایا! وہ محمد المشرب ہیں، ان کی نسبت بھی قوی ہے۔ عمر کے آخری حصہ میں قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا سارا قرآن مجید حفظ نہیں ہوا تھا کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔ شرح الصدور میں سیوطی ؒ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ جس کسی نے قرآن مجید مکمل حفظ نہیں کیا اور مر گیا تو فرشتے اسے ایک سیب دیتے ہیں جس کی خوشبو سونگھتے ہی اسے سارا قرآن یاد ہو جاتا ہے۔

آپ کے صاحبزادے میر غلام حسین ؒ بھی حضرت میرزا مظہر جان جاناں ؒ کے مرید تھے اور ان سے تعلیم حاصل کی۔

29.14 ۔ حضرت شاہ بھیک ؒ

حضرت شاہ بھیک ؒ حضرت مرزا مظہر جان جانان ؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت مجدد الف الثانی ؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ محمد ذکی تھا۔ شیخ محمد ذکی کے ہاں اولاد نہیں تھی اس لئے جب آپ پیدا ہوئے تو انہیں بھیک کہنے لگے (یعنی اللہ سے مانگا ہوا)۔ آپ نے حضرت میرزا مظہر جان جاناں ؒ کی توجہ اور شفقت سے باطنی کمال حاصل کیا اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ سنت نبوی ﷺ پر بہت زیادہ استقامت رکھتے تھے۔ آپ قصبہ مالنیر (ہندوستان) میں رہتے تھے۔ وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو سرہند شریف لا کر دفنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادہ شاہ پیر اور چھ صاحبزادیاں تھیں۔

29.15 ۔ حضرت شیخ صبغۃ اللہ ؒ

حضرت شیخ صبغۃ اللہ ؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناں ؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی ؒ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ آپ حضرت میرزا مظہر جان جاناں ؒ سے بیعت تھے اور ان سے ہی طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیم حاصل کی اور خلیفہ مجاز ہوئے۔ آپ کا انتقال جوانی میں ہو گیا تھا۔

29.16 ۔ حضرت ظفر علی خان ؒ

حضرت ظفر علی خان ؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناں ؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ نواب ارشاد علی خان ؒ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت میرزا مظہر جان جاناں ؒ آپ سے بہت محبت اور شفقت فرماتے تھے۔ حضرت اقدس ؒ نے آپ کے بارے میں حضرت ثناء اللہ سنبھلی کو لکھا:

جو کچھ میں نے برخوردار ظفر علی خان کے بارے میں لکھا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس کی انہی خوبیوں نے مجھے اپنا شکار بنا رکھا ہے ورنہ مجھ جیسے آزاد انسان کو جسے خود اپنی فکر نہیں کسی دوسرے سے کیا مطلب۔ مجھے دنیا میں اس سے زیادہ کوئی عزیز نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے ماں باپ کی جگہ اس کی خبر گیری کرنے والے کے بجائے سب کچھ میں ہی ہوں۔ وہ میرے ساتھ ادارت، فرزندی و غلامی و بندگی کے آداب بجالاتا ہے۔ وہ ایسا انمول ہیرا ہے کہ جس کی کوئی قیمت نہیں، فقیر بے وجہ اس کا عاشق نہیں۔ حافظ رحمت خان صاحب نے ان کو اپنے ساتھ رکھنے اور روزگار دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس لئے ظفر علی نے پہلی بھیت کا قصد کیا ہے۔ وہ اپنے اقرباء کے ساتھ قضیہ کی وجہ سے شجاع الدولہ کے لشکر میں چلا گیا ہے۔

29.17 ۔ حضرت میر عبدالباقی ؒ

حضرت میر عبدالباقی ؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناں ؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ بہت اچھے اخلاق کے عالم دین تھے۔ آپ نے حضرت اقدس ؒ کی خدمت میں رہ کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے انتہائی مقامات تک رسائی کی۔ کمال علم اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ابتداء میں قادریہ سلسلہ کے افعال و اشغال سیکھنے شروع کئے۔ ایک مرتبہ اتفاق سے قلعہ فیروزی میں حضرت مظہر جان جاناں ؒ سے ملاقات ہوئی اور ایک عرصہ بعد حضرت مظہر جان جاناں ؒ کو جامع مسجد

شاہ جہانی میں نماز جمعہ ادا فرماتے دیکھا۔ حضرت اقدسؒ اپنی خانقاہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے آپ نے ان سے حصول طریقہ کی درخواست کی جو مراقبہ کے بعد انہوں نے قبول فرمالی۔ اس وقت حضرت میر عبدالباقیؒ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ اس کے بعد آپ حضرت اقدسؒ کی خانقاہ میں ہی مقیم ہو گئے۔ سلوک کے منازل طے کرنے کے بعد حضرت مظہر جان جاناںؒ نے آپ کو ارشاد کی اجازت عنایت فرمادی۔ حضرت اقدسؒ جب بھی کبھی پانی پت یا سنبھل جاتے تو خانقاہ میں مقیم مریدوں کی خدمت آپ کے سپرد فرماتے تھے۔ آخر میں آپ حضرتِ اقدسؒ سے رخصت لے کر آگرہ چلے گئے۔ یہ آپ کی حضرت اقدسؒ سے آخری ملاقات تھی۔ آپ کو الہ آباد میں حضرت مظہر جان جاناںؒ کی شہادت کی خبر ملی۔ آپ اسی وقت دہلی پہنچے اور تدفین میں شرکت کی۔

آپ کو نظم ونثر میں کمال حاصل تھا۔ آپ کی بہت سی تصانیف اور مکتوبات ہیں۔ آپ حضرت مظہر جان جاناںؒ کی شہادت کے بعد خانقاہ مظہریہ دہلی میں ہی مقیم رہے۔

29.18 ۔ حضرت مولوی عبدالحقؒ

حضرت مولوی عبدالحقؒ حضرت مرزا مظہر جان جانانؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت عبدالاحد وحدت سرہندی مجددیؒ کے چوتھے صاحبزادے حضرت شیخ نورالحقؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کی نسبت باطن کا کام فنائے قلب تک پہنچ چکا تھا۔ آپ کے باطنی حالات صحیح تھے۔ حضرت مظہر جان جاناںؒ نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا تھا۔ آپ ظاہری علوم کا درس دیا کرتے تھے۔ آپ کی وفات عالم شباب میں ہوئی۔

29.19 ۔ حضرت مولوی عبدالحکیمؒ

حضرت مولوی عبدالحکیمؒ حضرت مرزا مظہر جان جانانؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ ظاہری علوم کی تحصیل کے بعد بردوان (بنگال) سے حضرت مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیعت ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق واذکار طے کرنا شروع کر دئے۔ چندسال بعد حضرت اقدسؒ نے آپ کو اپنی خلافت واجازت سے سرفراز کیا۔ آپ رشد وہدایت کے طالبوں کو فیض پہنچانے اپنے وطن واپس چلے گئے۔ وہیں آپ کا انتقال ہوا۔

29.20 ۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰنؒ

حضرت شیخ عبدالرحمٰنؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت مظہر جان جاناںؒ کے خادم حضرت شیخ محمد مرادؒ کے بھائی تھے۔ آپ نے حضرت مظہر جان جاناںؒ کی توجہات سے عالی احوال حاصل کئے۔ آپ نسبت مع اللہ کے حالات سے مغلوب تھے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''ان کی نسبت کی کیفیات کے ظہور کی وجہ سے انہیں دیکھتے ہی دل تعظیم وتکریم کے لئے بے اختیار ہو جاتا ہے۔''

29.21 ۔ حضرت ملا عبدالرزاقؒ

حضرت ملا عبدالرزاقؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ علم الفقہ اور اصول پر پوری مہارت رکھتے تھے۔ حضرت مظہر جان جاناںؒ کے صحبت کی وجہ سے آپ کو صحیح حالات حاصل تھے اور مدارجِ قرب الٰہی میں ترقی کر کے کمالات پر فائز تھے۔ آپ کو تعلیم طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی اجازت وخلافت کا شرف حاصل تھا۔ آپ رام پور میں رہتے تھے اور وہاں طالبوں کی تعلیم وتربیت میں مصروف تھے۔ آپ کی حضرت نعیم اللہ بہڑائچیؒ سے بھی ملاقات تھی۔

29.22 ۔ حضرت مولوی عبدالکریمؒ

حضرت مولوی عبدالکریمؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ ظاہری علوم کی تحصیل کے بعد بردوان (بنگال) سے حضرت مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیعت ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق واذکار طے کرنا شروع کر دئے۔ چند سال بعد حضرت اقدسؒ نے آپ کو اپنی خلافت واجازت سے سرفراز کیا۔ آپ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی، لوگوں سے بہت کم ملاقات کرتے تھے۔ ترکِ ماسویٰ اللہ اور یادالٰہی میں مشغول ہو گئے تھے۔ بیشتر وقت مراقبہ اور ذکر واذکار میں مشغول رہتے تھے۔ دوپہر کے وقت تھوڑا سا کھانا کھا لیتے تھے۔ آپ کی نسبت میں بہت قوت پیدا ہو گئی تھی، آپ سے کرامات ظاہر ہونے لگیں تھیں۔ لوگوں سے ہدایہ قبول نہیں کرتے تھے۔

29.23 ۔ حضرت ملا عبداللہؒ

حضرت ملا عبداللہؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ عالم، ادیب اور صالح انسان تھے۔ حضرت مظہر جان جاناںؒ کے صحبت کی برکت سے صاحبِ حضور و آگاہی بن گئے تھے۔ آپ نے حضرت نور محمد قندھاریؒ سے بھی چند روز صحبت فرمائی۔ آپ رام پور کے رہنے والے تھے۔ آپ نے ذکر و مجاہدہ کی کثرت سے احوال قلبی میں رسوخ پیدا کر لیا تھا۔ آپ کے گرد طالبوں کا ہجوم رہتا تھا جو آپ کی توجہات سے روحانی بلندیوں پر پہنچنے لگے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے بھائی نے جنہیں آپ نے اجازت و خلافت سے نوازا تھا اس سلسلہ کے ذکر کے حلقوں کو جاری رکھا۔

29.24 ۔ حضرت میر علی اصغر میر مکھوؒ

حضرت میر علی اصغر میر مکھوؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ ظاہری وجاہت اور باطنی حلاوت سے مزین تھے۔ آپ نے حضرت اقدسؒ سے سلوک کی تعلیم حاصل کی اور سلوک باطن کے کام کو انتہاء تک پہنچایا اور احوال مقامات طریقہ پر فائز ہوئے۔ آپ نے نہایت اخلاص سے ذکر و رابطہ کو قائم رکھا۔ مرشد آباد میں بہت لوگ آپ سے مرید ہوئے۔ آپ رزق حلال کمانے کے لئے تجارت کیا کرتے تھے۔

آپ کے دو بھائی میر عاشوریؒ اور میر جکنؒ بھی حضرت مظہر جان جاناںؒ کے حلقہ ادارت میں داخل تھے۔ آپ کے خاندان کے بیشتر مرد و عورت حضرت مظہر جان جاناںؒ کے حلقہ ادارت میں داخل تھے۔

29.25 ۔ حضرت میر علیم اللہ گنگوہیؒ

حضرت میر علیم اللہ گنگوہیؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے حضرت عابد سنامیؒ کی بھی صحبت حاصل کی تھی۔ ان ہی کے حکم پر حضرت مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں آ کر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کا سلوک مکمل کیا۔ آپ کی نسبت میں ایسے سکر کا غلبہ تھا کہ مجددی نسبت کا صحو اور ہوشمندی اس پر غالب نہیں آ سکتی تھی۔ آپ محبت الٰہی میں سرشار اور حضور و آگاہی میں مخمور تھے۔ آپ کی زبان پر اہل محبت کا تذکرہ رہتا تھا اور عاشقانہ حکایات سے آپ

کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے۔ آپ کو اپنے شیخ ؒ سے بے پناہ محبت تھی۔

جب آپ اپنے وطن گنگوہ سے حضرت مظہر جان جاناں ؒ کی زیارت کے لئے چلتے تو راستہ کی تکلیف سے تھک جانے پر اپنے شیخ کے ذکر سے پھر جوش وولولہ پیدا ہو جاتا تھا۔

آپ کی وفات اپنے شیخ اقدس ؒ کی حیات میں ۱۲۱۱ھ / ۱۷۹۶ء میں ہوئی۔

29.26 ۔ حضرت شیخ غلام حسن ؒ

حضرت شیخ غلام حسن ؒ حضرت مرزا مظہر جان جانان ؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام کمال الدین تھا۔ آپ کا شمار حضرت مظہر جان جاناں ؒ کے خاص اصحاب میں ہوتا تھا۔ آپ نے اپنے شیخ اقدس ؒ سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کا سلوک طے کیا اور مقامات سے مشرف ہوئے۔ حضرت اقدس ؒ نے آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔

29.27 ۔ حضرت شیخ غلام حسین تھانیسری ؒ

حضرت شیخ غلام حسین تھانیسری ؒ حضرت مرزا مظہر جان جانان ؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ بے حد اذکار و ریاضات کرنے والے انسان تھے۔ حضرت مظہر جان جاناں ؒ آپ کو بہت پسند فرماتے تھے۔ آپ نے بٹالہ (ہندوستان) سے علم الفقہ پڑھا۔ آپ نے طریقہ قادریہ حضرت شیخ غلام قادر شاہ قادری ؒ سے حاصل کیا۔ پھر حضرت صوفی محمد میر جو حضرت عابد سنامی ؒ کے خلیفہ تھے کے پاس رہ کر سات برس روحانی اصلاح فرمائی۔ حضرت صوفی عبدالرحمٰن ؒ (خلیفہ حضرت عابد سنامی ؒ) کی زیارت کی اور ان سے توجہات لیں۔ سات سال حبس نفس سے ہر روز پانچ ہزار مرتبہ ذکر نفی واثبات کرتے تھے۔ اس کثرت ذکر کو حاصل کر کے آپ حضرت میرزا مظہر جان جاناں ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے بیعت ہو کر کئی سال ان کی خدمت میں رہے اور مراتب سلوک میں آپ کی توجہات سے ترقی کرتے رہے۔ رام پور میں آپ نے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ سے اپنی توجہات کے ذریعہ لوگوں کے قلب کی اصلاح فرمائی۔

حضرت مظہر جان جاناں ؒ نے آپ کے بارے میں حضرت غلام عسکری خان ؒ کو تحریر فرمایا:

مولوی غلام حسین نام کے ایک فاضل جوان اخوان حلقہ اور یاران قدیم میں ہیں، قصبہ تھانہ کے رہنے والے ہیں،

فاروقی النسب، نجیب اور مہذب، نجیب الدولہ کے ہاں بہ عنوان فضیلت ملازم ہیں۔ اس سے پہلے انہوں نے اپنی قوم میں شادی کی تھی لیکن ان کے ہاں لڑکا نہیں ہوا اور بیوی کی موافقت بھی پسند نہیں آئی، بلکہ سکونتِ وطن سے بھی خوش نہیں ہیں۔ فقیر کی صحبت پسند کی اور دہلی میں قیام کر لیا اور دوسری شادی کا ارادہ کر لیا ہے۔

29.28 ۔ حضرت مولوی غلام محی الدینؒ

حضرت مولوی غلام محی الدینؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ سادات النسب میں سے تھے آپ کا نسب حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ تک پہنچتا ہے۔ آپ علوم معقول و منقول کے عالم تھے۔ آپ قرآن کریم کے حافظ، حدیث رسول ﷺ کے ماہر، زاہد و عابد، غیر اللہ سے متنفر اور مقام توکل پر پہنچنے والے بزرگ تھے۔ آپ نے اپنے مشائخ کی صحبت میں کافی وقت گزارا۔

آپ دکن کے رہنے والے تھے۔ حصول فیض کے لئے دکن سے نکلے اور حضرت مظہر جان جاناںؒ کے صحبت تک رسائی حاصل کی۔ حضرت مظہر جان جاناںؒ سے فیض و خرقہ حاصل کرنے کے بعد اپنی والدہ ماجدہ کی زیارت کے لئے اکارٹ جانے کی اجازت چاہی۔ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ اپنی والدہ ماجدہ کی وفات کی خبر ملی۔

حضرت مظہر جان جاناںؒ نے جس روز آپ کو خرقہ خلافت و اجازت طریقہ عطا فرمایا، اس روز فرمایا کہ تمہیں غیب سے کوئی بشارت ملے گی۔ آپ نے حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کو اس بشارت کی ضمن میں بتایا کہ میں نے خواب میں ایک بڑے بزرگ کو دیکھا کہ انہوں نے سورۃ والضحیٰ آخر تک مجھ پر پڑھی جو کہ ہدایت، ترقیات اور مقام رضا کے حصول کی بشارت تھی۔

جن دنوں آپ حضرت مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں تھے تو آپ نے ایک دفعہ دیکھا کہ حضرت مظہرؒ کے حلقہ ذکر میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ ان کی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں، نیز ایک بار آپ نے دیکھا کہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ تشریف لائے اور حضرت مظہرؒ نے اپنے حجرہ سے کھانے کی کوئی چیز ان کی خدمت میں پیش کی۔ اس سے آپ کو یقین ہو گیا کہ اس خاندان (سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ) میں سلسلہ قادریہ کا فیض بھی شامل ہے کیونکہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کا فیض التفات حضرت مظہرؒ کی صورت میں ہو کر دوبارہ نظر آیا۔

آپ والدہ کے انتقال کے بعد حج کی نیت سے حرمین شریفین تشریف لے گئے اور حج کے بعد وہیں قیام فرما لیا۔ وہیں ۱۲۰۳ھ / ۱۷۸۸ء میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔

29.29 ۔ حضرت غلام مصطفیٰ خانؒ

حضرت غلام مصطفیٰ خانؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے اصحاب میں سے تھے۔ آپ نے حضرت مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اعلیٰ تربیت اور نقشبندیہ مجددیہ کی نسبت حاصل کی۔ آپ نسبت باطن کے سلوک میں تجلیات ذاتیہ دائمیہ تک پہنچے اور تعلیم طریقہ کی اجازت کا شرف حاصل کیا۔ آپ اپنے ملازمین کو تنخواہ دیتے وقت مقررہ اجرت سے زیادہ دیتے تھے۔

29.30 ۔ حضرت مولوی غلام یحییٰ بہاریؒ

حضرت مولوی غلام یحییٰ بہاریؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نجم الدین تھا۔ آپ منشاء، باڑہ من (بہار) کے رہنے والے تھے۔ آپ نے سندیلہ جا کر مدرسہ منصوریہ میں مولانا باب اللہ جونپوریؒ سے تعلیم حاصل کی۔ آپ حافظِ قرآن تھے۔ آپ بہت قابل عالم اور مقرر تھے۔ آپ نے علم معقول کی کتب پر حاشیے لکھے۔ آپ نے طریقہ قادریہ کی تعلیم حضرت شیخ بدر عالمؒ سے حاصل کی۔ آپ کئی سال تک باطنی ذکر و شغل میں مصروف رہے۔ آپ نے حضرت مظہر جان جاناںؒ کی شہرت سنی تو آپ کے دل میں ان سے ملاقات کی جذبہ پیدا ہوا۔ آپ نے اپنے وطن سے حضرت مظہر جان جاناںؒ کے آستانے پر حاضر ہو کر ان سے زیارت کا شرف حاصل کیا اور ان سے بیعت ہو کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا سلوک شروع کیا۔ آپ نے اپنی پوری ہمت اور توجہ سے مقامات سلوک کی تحصیل شروع کر دی۔ چھ ماہ تک آپ کو کوئی کیفیت محسوس نہیں ہوئی۔ لیکن آپ باطنی اشغال میں مشغول رہے بالآخر آپ کو کیفیات کا ادراک ہونا شروع ہو گیا۔

آپ اپنے شیخ اقدسؒ کے خاص لوگوں میں سے تھے۔ آپ درویشوں کی بہت خدمت کرتے تھے۔ آپ کا انتقال اپنے شیخ کی حیات میں ہو گیا تھا۔ آپ نسبت نقشبندیہ مجددیہ کے جذب کی کیفیات پر فائز ہو گئے۔ آپ پانچ سال تک حضرت مظہر جان جاناںؒ کے خدمت اور صحبت میں رہے۔ آپ خلافت و اجازت سے نوازے گئے۔ خلافت ملنے کے بعد آپ لکھنؤ تشریف لے گئے۔ آپ کا قیام لکھنو میں مسجد شیخ محمود قلندر کے قریب ''خانقاہ شیخ پیر محمد لکھنوی'' میں تھا۔ یہ خانقاہ بتل ساحل گومتی المعروف بتل شیخ پیر محمد لکھنؤ میں ہے۔

آپ کا انتقال آپ کے شیخ اقدسؒ کی حیات میں ۱۱۸۶ھ/۱۷۷۲ء میں ہوا اور تکیہ شاہ پیر محمد لکھنویؒ میں آخری آرام گاہ پائی۔

29.31 ۔ حضرت مولوی فضل اللہؒ

حضرت مولوی فضل اللہؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے بڑے بھائی تھے۔ پہلے آپ حضرت شیخ محمد عابد سنامیؒ کے مرید تھے۔ ان کے بعد آپ نے حضرت مظہر جان جاناںؒ سے بیعت کی اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے مدارج سلوک طے کئے اور مقامات پر فائز ہوئے۔ آپ کثیر الذکر اور اللہ تعالیٰ کی طرف دائمی توجہ رکھنے والے تھے۔ آپ کی وفات آپ کے بھائی حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ سے پہلے ہوئی۔ وہ آپ کی وفات کے بعد بہت رنجیدہ رہتے تھے۔

29.32 ۔ حضرت مولوی قطب الدینؒ

حضرت مولوی قطب الدینؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت خواجہ موسیٰ خانؒ کی صحبت میں سات سال رہے۔ آپ کے باطنی سلوک کا کام '' فنائے قلب وفنائے نفس '' کے مقامات تک پہنچ گیا۔ حضرت محمد زبیرؒ کے خلفاء میں سے حضرت خواجہ ضیاء اللہؒ اور حضرت شاہ عبد العدلؒ کی صحبت ملی۔ حضرت شیخ محمد عابد سنامیؒ کے خلفاء میں حضرت شاہ عبد الحفیظؒ کی صحبت بھی میسر ہوئی۔ آپ نے ان بزرگوں کی نسبت سے قوت حاصل کی۔ بعدازاں آپ نے حضرت میرزا مظہر جان جاناںؒ کی صحبت اختیار کی، کئی سال ان سے استفادہ کیا اور مقامات عالیہ پر فائز ہوئے اور حضرت اقدسؒ سے اجازت وخلافت کا شرف حاصل کیا۔ باطنی نسبت کی وجہ سے آپ پر بے خودی کی کیفیت رہنے لگی تھی اور اسی حالت میں آپ کا انتقال ہوا۔

29.33 ۔ حضرت میر مبین خانؒ

حضرت میر مبین خانؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید حشمت خان تھا۔ آپ فرخ آباد کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت مظہر جان جاناںؒ کے برگزیدہ اصحاب میں سے تھے۔ آپ ظاہری و باطنی کمالات سے آراستہ تھے۔ آپ نے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں اعلیٰ مقامات حاصل کی اور اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ کی وفات ذوالقعدہ ۱۱۸۹ھ/۱۷۷۵ء میں ہوئی۔

29.34 ۔ حضرت شیخ محمد احسانؒ

حضرت شیخ محمد احسانؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت حافظ محمد محسنؒ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے بھی آپ کا نسب ملتا ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ خیراللہ تھا۔ شروع میں آپ کے خیالات منتشر تھے۔ آپ نے ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت مظہر جان جاناںؒ نے دودھ چاول کھائے اور بقیہ آپ کو دے دئے۔ تب آپ حضرت مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توجہ کے کلمات پڑھ لئے۔ پھر اس راہ میں استقامت سے ترقی کرتے رہے اور انتہائی مقامات تک پہنچ گئے۔ اپنے باطن کو انوار اور آگاہی کا مظہر بنالیا۔ باطن کی حرارت شوق اور گرمی کی وجہ سے سردی کے موسم میں بھی آپ کو اونی لباس کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ آپ کچھ عرصہ رام پور میں مقیم رہے پھر فرخ آباد چلے گئے۔

29.35 ۔ حضرت خلیفہ محمد جمیلؒ

حضرت خلیفہ محمد جمیلؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ محمد رفیع تھا جو حضرت مظہر جان جاناںؒ کے حلقہ ادارت میں تھے۔ آپ کم عمری سے حضرت مظہر جان جاناںؒ کے حلقہ ادارت میں آگئے تھے اور حضرت اقدسؒ کی خدمت میں رہ کر مدارج سلوک طے کئے اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کا انتقال اپنے شیخ اقدسؒ کی حیات میں دہلی میں ہوا اور اپنے بزرگوں کی مقابر کے قریب آسودہ خاک ہوئے۔

29.36 ۔ حضرت محمد حسینؒ

حضرت محمد حسینؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ ٹھٹھہ سے دہلی تشریف لائے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد زمان زبیریؒ لواری شریف (سندھ) کے حلقہ ادارت میں داخل ہو گئے تھے۔ آپ نے اٹھارہ سال ان کی خدمت کی اور فیوض وبرکات حاصل کئے۔ ان کے انتقال کے بعد آپ حضرت مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض حاصل کئے۔ آپ کئی سال حضرت اقدسؒ کی خدمت میں رہے اور روحانی تربیت حاصل کرتے رہے۔

ایک روز حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ نے آپ کے حال پر توجہ فرمائی اور آپ کو ہر مقام کی کیفیات سے آگاہ فرمایا۔ آپ نے عرض کیا کہ ہر مقام کی کیفیات وحالات مجھے جدا جدا معلوم ہیں، لیکن نسبت کمالات میرے ادراک سے باہر ہے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ نے فرمایا! امام طریقہ حضرت مجدد الف الثانی شیخ احمد سرہندی ؒ نے اس نسبت کے حصول کے لئے جہل اور نکارت کا ہونا ضروری قرار دیا ہے جس کا ادراک وجدان وتجلیات ذاتیہ کرنے سے قاصر ہے۔

آپ خلافت ملنے کے بعد ٹھٹھہ واپس چلے گئے تھے۔

29.37 ۔ حضرت شاہ محمد سالم ؒ

حضرت شاہ محمد سالم ؒ حضرت مرزا مظہر جان جانان ؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ دس سال تک حضرت اقدس ؒ کی خدمت میں رہ کر سلوک کے مدارج طے کرتے رہے اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کھانے پینے میں بہت احتیاط کرتے تھے۔ حضرت مظہر جان جاناں ؒ نے ایک مکتوب میں آپ سے فرمایا:

ہم خیریت سے ہیں، تمہیں شریعت اور شغل طریقت کی پابندی کا التزام کرنا چاہئے۔ لوگوں سے خاکساری اور بے نفسی سے پیش آؤ۔ کیونکہ نفس کا کمال نیستی ہے اور حق تعالیٰ کی ہستی مسلم۔ میاں محمد انور برے حالوں میں تمہارے پاس آ رہے ہیں حتیٰ المقدور ان کی خاطر مدارات سے دریغ نہ کرنا۔ جانتے ہو دنیا میں طالب کم ہیں اگر کوئی آئے تو اس کو اللہ کا نام سکھاؤ کیونکہ اس کا بہت اجر ہے۔ فقراء اور علماء کی صحبت لازمی قرار دو، زمانے کے مکروہات پر صبر کرو، کیونکہ یہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور آخرت میں راحت ملنے کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا واجب ہے اگر کوئی شخص طریقہ (نقشبندیہ) کی طرف رجوع کرے تو اس کی خدمت کرنی چاہئے تاکہ اس سے خدمت لی جائے مگر غلبہ محبت کی وجہ سے اگر وہ خود خدمت کرنا چاہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ تم جہاں رہو اللہ تمہارے ساتھ ہے، استقامت سے رہو اور پیران طریقہ کی محبت دل میں رکھو۔ والسلام

29.38 ۔ حضرت محمد شاہ ؒ

حضرت محمد شاہ ؒ حضرت مرزا مظہر جان جانان ؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے حضرت شیخ محمد عابد سنامی ؒ کے خلیفہ حضرت صوفی عبدالرحمن ؒ کی خدمت میں رہ کر طریقت سیکھی۔ پھر آپ حضرت مظہر جان جاناں ؒ کی خدمت میں حاضر

ہوئے۔ ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہوکر روحانی ترقی کے منزل طے کر کے اعلیٰ مقامات پر پہنچے۔ حضرت اقدسؒ کی طرف سے آپ کو اجازت وخلافت عطا ہوئی۔ آپ واپس اپنے وطن قصبہ سہسوان میں جا کر طالبوں کے ساتھ حلقہ ذکر اور مراقبہ میں مصروف ہو گئے۔

29.39 ۔ حضرت شاہ محمد شفیع علویؒ

حضرت شاہ محمد شفیع علویؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد داؤد علوی قریشی تھا۔ آپ کا نسب حضرت محمد حنفیہ بن حضرت علی مرتضیٰؓ سے ملتا ہے۔ آپ کا آبائی وطن جلال آباد (افغانستان) تھا۔ آپ بٹالہ، گورداسپور (ہندوستان) میں آباد ہو گئے تھے۔ آپ رشتہ میں حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خالو تھے۔ آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے بھی ذکر کی تعلیم حاصل کی تھی۔ پھر آپ نے حضرت مظہر جان جاناںؒ سے رجوع کیا اوران کی صحبت میں رہ کر باطن وروحانی اقدار کے بلند مقامات حاصل کئے اور تجلیات ذاتیہ پر فائز ہوئے۔

آپ کا انتقال آپ کے شیخ اقدسؒ کی حیات میں ہوا۔ آپ احاطہ مزار حضرت شاہ ولی اللہؒ (قبرستان مہندیاں، شاہراہ لاہور، موجودہ بہادر شاہ ظفر مارگ) دہلی میں آسودہ خاک ہوئے۔

آپ کے دو صاحبزادے حضرت مولوی عبدالرسول بٹالویؒ اور حضرت مولوی محمد علی بٹالویؒ تھے۔

29.40 ۔ حضرت محمد قائم کشمیریؒ

حضرت محمد قائم کشمیریؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت شیخ محمد عابد سنامیؒ کے خلیفہ حضرت خواجہ موسیٰ خانؒ کے مرید تھے۔ آپ نے اس راہ میں سفر کی بہت تکالیف اٹھائیں اور بہت سے درویشوں کے پاس گئے۔ روزہ اور شب بیداری آپ کا دائمی عمل تھا۔ حضرت موسیٰ خانؒ کے حکم پر آپ حضرت مظہر جان جاناںؒ کے پاس آئے اوران کی بہترین تعلیم وتربیت کی وجہ سے تین سال ہی میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے انتہائی بلند مقامات پر فائز ہو کر اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔

آپ حضرت موسیٰ خانؒ کی زیارت کے لئے بخارا تشریف لے گئے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ ان کا آخری وقت چل رہا تھا پھر ان کا انتقال ہو گیا۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مظہر جان جاناںؒ فرما رہے

ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے حال پر رحم فرمائے۔ پس ان کی توجہ کی برکت سے آپ کو وہاں بخارا میں بہت مقبولیت نصیب ہوئی اور بہت سے طالبوں نے آپ سے بیعت کی لیکن آپ وہاں زیادہ دن نہیں رہے۔

ایک بار آپ نے خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ میں آپ کا ایک باغ ہے اور حضرت مظہر جان جاناںؒ کی ایک نہر ہے اس نہر کا پانی اس باغ میں آتا ہے اور درخت و پھول نشو نما پاتے ہیں۔ اس خواب کے بعد آپ کو نبی کریم ﷺ کے روضہ انور کی زیارت کا شوق ایسا غالب ہوا کہ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے۔

29.41 ۔ حضرت مولوی محمد کلیم بنگالیؒ

حضرت مولوی محمد کلیم بنگالیؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔ آپ نے باطنی علوم کی تعلیم و تربیت حضرت مظہر جان جاناںؒ سے سیکھی۔ آپ اٹھارہ سال دہلی میں مقیم رہے۔ جب آپ نے نسبت کے کمالات حاصل کر لئے تو حضرت اقدسؒ نے آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا۔ خلافت ملنے کے بعد اپنے شیخ کی اجازت سے آپ اپنے وطن مرشد آباد (بنگال) روانہ ہو گئے اور وہاں عوام الناس کو روحانی اور دینی فیوض و برکات پہنچاتے رہے۔

29.42 ۔ حضرت شیخ محمد مرادؒ (جیو)

حضرت شیخ محمد مرادؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ پینتیس سال تک حضرت مظہر جان جاناںؒ کے حلقہ ذکر میں حاضر ہوتے رہے۔ آپ بلند نسبتوں اور مقامات کے حامل بزرگ تھے۔ آپ حضرت اقدسؒ کے گھریلو معاملات کے ذمہ دار تھے۔ حضرت مظہر جان جاناںؒ نے آپ کو ''ام الصوفیہ'' کا لقب عطا کیا تھا۔ آپ کفن فروشی کا پیشہ کیا کرتے تھے۔

29.43 ۔ حضرت میر محمد معین خانؒ

حضرت میر محمد معین خانؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے اندر حسن اخلاق اور

اعلیٰ ادب کی صفات تھیں۔ آپ ان لوگوں میں شامل تھے جن سے حضرت اقدسؒ بہت زیادہ محبت اور شفقت فرماتے تھے۔ آپ نے اپنی کوششوں سے اپنی اہلیہ کو بھی ولایتِ کبریٰ تک پہنچا دیا تھا۔

29.44 ۔ حضرت شیخ محمد منیرؒ

حضرت شیخ محمد منیرؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ نے مدارجِ سلوک طریقہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت مظہر جان جاناںؒ کی صحبت میں رہ کر طے کئے۔ آپ انتہائی مقامات پر فائز ہوئے اور اجازت وخلافت سے شرف یاب ہوئے۔ آپ کی نسبت قوی اور حالات بلند تھے آپ ہمیشہ قناعت وتوکل کے ساتھ یادِ خدا میں مصروف رہے۔ آپ اکثر ساری ساری رات مراقب رہتے تھے۔ آپ کے ذکر و مراقبہ کے حلقہ میں کثیر تعداد میں لوگ شرکت کرتے تھے۔

آپ کا انتقال آپ کے مرشد شیخ حضرت مظہر جان جاناںؒ کی حیات میں ہو گیا تھا۔

29.45 ۔ حضرت محمد واصلؒ

حضرت محمد واصلؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ ٹھٹھہ کے رہنے والے تھے۔ شروع میں آپ حضرت محمد زمان زبیریؒ سے بیعت ہوئے اور اٹھارہ برس ان کی خدمت میں رہ کر ذکر و مراقبہ کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ ساری رات بے خودی اور مراقبہ میں گزارتے تھے۔ اپنے پیر و مرشد کے وصال کے بعد آپ نے حضرت مظہر جاناںؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔ پھر ان کی نگرانی میں سلوک کے مقامات طے کئے اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کی قبر حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے قریب وجوار میں ہے۔

29.46 ۔ حضرت شیخ مراداللہ انصاریؒ عرف غلام کاکیؒ

حضرت شیخ مراداللہ انصاریؒ (عرف غلام کاکیؒ) حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ قصبہ سنبھل، ضلع مرادآباد (یوپی انڈیا) کے رہنے والے تھے۔ آپ علم وعمل میں اعلیٰ اوصاف کے مالک تھے۔ آپ کو

حضرت شیخ محمد عابد سنامی ؒ نے تربیت کے لئے حضرت مظہر جان جاناں ؒ کے حوالے کیا تھا۔ آپ ان کی تربیت کی برکت سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے انتہائی مقامات حاصل کرکے خلافت سے فیض یاب ہوئے۔

آپ نے بنگال میں طالبوں کو بہت فیض پہنچایا۔ آپ نے تیسویں پارے کی اردو زبان میں تفسیر بھی لکھی تھے۔ آپ کا انتقال اپنے شیخ اقدس ؒ کی حیات میں ہوا اور سنبھل میں آخری آرامگاہ پائی۔

آپ کے بیٹے حضرت ثناء اللہ انصاری ؒ بھی حضرت مظہر جان جاناں ؒ کے مرید و خلیفہ تھے اور نہایت متوکل بزرگ تھے۔

29.47 ۔ حضرت میر مسلمان ؒ

حضرت میر مسلمان ؒ حضرت مرزا مظہر جان جانان ؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ صحیح النسب سادات میں سے تھے۔ آپ نے دنیاوی اسباب سے قطع تعلق کرکے رضائے الٰہی کے حصول میں زندگی بسر کی۔ آپ ظاہری اور باطنی علوم کے تحصیل میں اپنے شیخ حضرت مظہر جان جاناں ؒ کے ہم سبق بھی تھے اور اپنے شیخ سے بھی استفادہ کیا۔ آپ کے شیخ اقدس ؒ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ایک روز حضرت مظہر جان جاناں ؒ نے فرمایا! جناب میر صاحب کا مرتبہ واخلاص اور درجہ رسوخ اعتقاد فقیر کے ساتھ یوں ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانے کے مخلص یاروں میں بہت کم ملتا ہے۔

29.48 ۔ حضرت ملا محمد نسیم ؒ

حضرت ملا محمد نسیم ؒ حضرت مرزا مظہر جان جانان ؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ اوچ، ریاست دیر (خیبر پختون خواہ) کے رہنے والے تھے۔ آپ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے باطنی سلوک میں حضرت میرزا مظہر جان جاناں ؒ کی عالی توجہات سے انتہائی مقامات تک پہنچے۔ آپ اجازت وخلافت سے مستفیض ہوئے اور اپنے وطن واپس آ کے دین کی خدمت میں مشغول ہوگئے۔ آپ ہر سال اپنے شیخ اقدس ؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ ہر کام اپنے شیخ سے اجازت لے کر کرتے تھے۔ آپ نے اپنے شیخ ؒ کی نادر تبرکات بھی جمع کی ہوئی تھیں۔ آپ اپنے شیخ کے وصال کے بعد حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے حلقہ ادارت میں بھی رہے۔

29.49 ۔ حضرت خواجہ موسیٰ خان مخدوم اعظمی دہ بیدیؒ

حضرت خواجہ موسیٰ خان مخدوم اعظمی دہ بیدیؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ متقی اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ آپ کا تعلق ماوراء النہر سے تھا۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت خواجہ عیسیٰ دہ بیدیؒ تھا۔ آپ پہلے حضرت شیخ محمد عابد سنامیؒ کے خلفا میں شامل تھے اور حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے پیر بھائی تھے۔ بعد ازاں آپ نے حضرت مظہر جان جاناںؒ سے بھی فیض پایا اور خلافت پائی۔ آپ کی ایک تصنیف '' نوادر المعارف '' ہے جو علم سلوک و طریقت کے موضوع پر ہے۔ اس میں آپ نے حضرت شیخ محمد عابد سنامیؒ کے اقوال بھی نقل کئے ہیں۔ حضرت مظہر جان جاناںؒ کے بعض مریدین اور خلفاء پہلے آپ کے حلقہ ادارت میں تھے۔ آپ اپنے جد بزرگوار حضرت مخدوم اعظمؒ کے مزار واقع قصبہ دہ بید میں سجادہ نشین رہے۔ ہزاروں لوگ آپ کی نسبت سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کے بارہ خلفاء تھے۔ آپ کے ایک خلیفہ حضرت صدیقؒ کا مزار سمرقند میں ہے۔ آپ کی اولاد میں کچھ افراد حضرت مظہر جان جاناںؒ کی نسبت سے ہندوستان آ گئے تھے۔

29.50 ۔ حضرت اخون نور محمد قندھاریؒ

حضرت اخون نور محمد قندھاریؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ کئی سال تک حضرت مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں رہ کر سلوکِ طریقہ سیکھتے رہے۔ آپ خلوت اور گوشہ نشینی پسند کرتے تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندؒ سے اویسی طریقہ سے نسبت حاصل تھی۔

29.51 ۔ حضرت عجیبہ خانمؒ

حضرت عجیبہ خانمؒ حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ کی اہلیہ تھیں۔ آپ نے حضرت میرزا مظہر جان جاناںؒ سے روحانی فیض حاصل کیا اور احوال فناء و بقا جو صرف صاحب نسب کو ہی ہوتے ہیں آپ کو بھی حاصل تھے۔ آپ کو حضرت میرزا مظہر جان جاناںؒ کی طرف سے خلافت کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ کے وظائف، طاعت، ذکر و مراقبہ کی کثرت نے آپ کو مقبول بارگاہ بنا دیا تھا۔ حضرت اقدسؒ نے آپ سے فرمایا:

اگر مستورات کو توفیق ہواور تم سے توجہ چاہیں تو میری طرف سے اجازت ہے۔ قوی امید ہے کہ اس میں تاثیر پیدا ہوگی، نیز تمہیں کبھی کبھار توجہ دی جاتی ہے تو ترقی معلوم ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو ذکر الٰہی اور حضرت رسالت مآب ﷺ کی اتباع کے لئے مقید کرلو۔ حقوق العباد کی رعایت اور اچھا اخلاق پیدا کرنا لازم ہے جو نیک نامی اور کامیابی دارین کا موجب ہے۔

30 ۔ حضرت شاہ عبداللہ المعروف غلام علی شاہ دہلویؒ

حضرت شاہ عبداللہ المعروف غلام علی شاہ دہلویؒ بٹالہ کے ضلع گورداسپور میں ۱۱۵۸ھ بمطابق ۱۷۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے اجل خلیفہ تھے۔ آپ کا نسب حضرت علی مرتضیٰؓ سے ملتا ہے آپ کے والد گرامی کا نام شاہ عبداللطیفؒ تھا۔ شاہ عبداللطیفؒ مجاہد آدمی تھے کریلہ ابال کر کھایا کرتے تھے اور ذکر جہری کیا کرتے تھے۔ آپ شاہ ناصرالدین قادریؒ سے بیعت تھے اور نسبت قادریہ، چشتیہ اور شطاریہ بھی رکھتے تھے۔ شاہ عبداللہؒ اٹھارہ سال کی عمر میں دہلی آ گئے۔ آپ نے حضرت شاہ ضیاء اللہؒ اور حضرت شاہ عبدالعدلؒ (جو حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندیؒ کے خلفاء تھے) سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے حضرت خواجہ میر دردؒ، حضرت شاہ فخر الدینؒ، حضرت شاہ نانوؒ اور حضرت شاہ غلام سادات چشتیؒ سے بھی استفادہ کیا۔ آپ نے ۱۱۸۰ھ میں بائیس سال کی عمر میں حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے ہاتھ پر قادریہ اور نقشبندیہ سلسلہ میں بیعت کی۔ آپ نے پندرہ سال حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں رہ کر طریقت کے اسباق پڑھے اور سلوک کی منازل طے کیں۔ آپ کو جو کچھ فیض حاصل ہوا وہ بہت کم مریدین کو حاصل ہوتا ہے۔ آپ حافظِ قرآن تھے اور حدیث کی سند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے صاحبزادوں سے حاصل کی اور پھر اپنے مرشد حضرت مرزا جان جاناںؒ سے باطنی سلوک سیکھا۔ حدیث کی سند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور اپنے شیخ اقدسؒ سے حاصل کی۔

حضرت شاہ صاحبؒ اجازت وخلافت ملنے کے بعد مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور اپنے شیخ کے جانشین بنے۔ آپ فرماتے ہیں کہ شروع میں مجھے معاش کی تنگی ہوئی۔ میں نے ہر قسم کی وجہ معاش کو چھوڑ کر بالکل توکل اختیار کر لیا۔ ایک ٹوٹے ہوئے بوریہ کا بستر اور اینٹ سرہانے ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ بھوک کی شدت میں حجرے کا دروازہ بند کر لیا اور دل میں سوچ لیا کہ یہی میری قبر ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص آیا اور اس نے دروازے پر دستک دے کر کہا کہ دروازہ کھولو۔ میں نے نہیں کھولا۔ اس نے پھر کہا کہ کھولو مجھے تم سے کام ہے۔ مگر میں نے نہ کھولا۔ آخر وہ دروازے کی شگاف سے پانچ روپے ڈال گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آمدن شروع ہو گئی۔

سینکڑوں علماء، صوفیاء اور فقراء دور دراز سے آ کر خانقاہ میں قیام پذیر ہوتے تھے اور لنگر کی طرف سے ان کا بہترین کھانے کا انتظام ہوتا تھا۔ آپ امراء سے مالی مدد نہیں لیا کرتے تھے۔ آپ کو تیرہویں صدی کا سلوک الی اللہ اور تزکیہ و

احسان کا مجدد کہا جاتا تھا۔ صرف انبالہ شہر میں آپ کے پچاس خلفاء موجود تھے۔

مولانا خالد رومیؒ اور شیخ احمد کردیؒ جو اس وقت کے اعلم العلماء تھے کردستان سے آپ کے پاس آئے۔ نو مہینے آپ کی خدمت میں رہ کر امام طریقت بن کر واپس گئے۔ بلاد اسلامیہ میں علماء وفضلاء کا آپ کی طرف اس قدر رجوع ہوا کہ ان کے نام سے طریقہ خالدیہ مشہور ہو گیا۔ حضرت خالد کردیؒ (رومی) آپ کے اجل خلیفہ تھے۔ انہوں نے عربی اور فارسی میں متعدد قصائد اپنے شیخ شاہ غلام علیؒ کی شان میں لکھے۔ آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت کا بھی شرف حاصل رہا۔ آپ کے خلفاء کرام ہندوستان، افغانستان، کابل، بلخ، بخارا، خطۂ عرب میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بغداد اور روم تک پھیل گئے۔ حضرت شاہ ابو سعید مجددیؒ آپ کے اجل خلیفہ اور جانشین ہوئے۔

آپ بہت زیادہ صدقہ خیرات کرتے تھے۔ کھانا بہت سادہ کھاتے تھے اور دوپہر کے کھانے کے بعد سنتِ رسول اللہ ﷺ کے مطابق قیلولہ ضرور کرتے تھے۔ اس کے بعد اٹھ کر کتبِ دینیہ کا مطالعہ کرتے تھے اور ظہر کی نماز کے بعد تفسیر و حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ عصر کی نماز کے بعد کتبِ حدیث وتصوف کا وعظ فرماتے تھے۔ جن میں مکتوبات شریف، رسالہ قشیریہ اور عوارف و معارف میں سے درس ہوتا اور شام تک ذکر وتوجہ میں مشغول رہتے۔ مغرب کی نماز کے بعد خاص خاص مریدین وشاگردوں سے ملاقات کرتے اور توجہ کرتے۔ عشاء کی نماز کے بعد کسی سے نہیں ملتے تھے۔ رات ذکر و مراقبہ میں گزار دیتے تھے مصلیٰ پر ہی کچھ دیر لیٹ کر آرام کر لیا کرتے تھے۔ لباس سادہ اور موٹا پہنتے تھے۔

انتقال سے کچھ عرصہ پہلے آپ کو بواسیر اور خارش کی تکلیف ہو گئی تھی۔ آپ کی وفات بروز ہفتہ ۲۲/صفر ۱۲۴۰ھ بمطابق ۱۸۲۵ء کو ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ جامع مسجد میں حضرت شاہ ابو سعیدؒ نے پڑھائی اور خانقاہ مظہریہ میں اپنے شیخ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

آپ کی چند تصنیفات:

۱۔ احوال بزرگان (فارسی)

۲۔ ایضاح الطریقہ (فارسی)

۳۔ دارالمعارف (فارسی)

۴۔ رسالہ اذکار (فارسی)

۵۔ رسالہ دراحوال شاہ نقشبندؒ (فارسی)

۶۔ رسالہ درذکر مقامات ومعارف وواردات حضرت مجدد الف الثانیؒ

۷۔ رسالہ درردِ اعتراضات شیخ عبدالحقؒ بر شیخ مجددؒ (فارسی)

۸۔ رسالہ درردِ مخالفین حضرت مجدد الف الثانیؒ (فارسی)

۹۔ رسالہ درطریق بیعت واذکار (فارسی)

۱۰۔ رسالہ درطریق شریفہ شاہ نقشبندؒ (فارسی)

۱۱۔ رسالہ مراقبات (فارسی)

۱۲۔ رسالہ مشغولیہ (فارسی)

۱۳۔ سلوک راقیہ نقشبندیہ (فارسی)

۱۴۔ کمالات مظہریہ (فارسی)

۱۵۔ مقاماتِ مظہری (فارسی)

۱۶۔ مکاتیب شریفہ (فارسی)

۱۷۔ مکتوب گرامی (اردو)

۱۸۔ ملفوظاتِ شریفہ (فارسی)

آپ کے چند خلفاء عظام کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ملا محمد منیرؒ

۲۔ حضرت مولانا میاں فخر الدین قادریؒ

۳۔ حضرت مولوی ولی اللہؒ

۴۔ حضرت محمد سرور خانؒ

۵۔ حضرت سید ابوالقاسمؒ ہسوی

۶۔ حضرت سید حسن بن محی الدین بٹالویؒ

۷۔ حضرت مولانا ہدایت اللہؒ (والد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ)

۸۔ حضرت مولوی کرم اللہؒ

۹۔ حضرت حافظ عبدالحیٔ امروھویؒ

۱۰۔ حضرت قاری امام دین بخشی امروھویؒ

۱۱۔ حضرت شیخ قاسم ہندیؒ

۱۲۔ حضرت شیخ عبداللہ باجوڑیؒ

۱۳۔ حضرت اخوند جان محمدؒ

۱۴۔ حضرت ملا محمد توخی قندھاریؒ

30.1 ۔ حضرت مولانا خالد کردیؒ

حضرت ضیاء الدین خالد کردیؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے اجل خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام احمد کردیؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۱۹۲ء بمطابق ۱۷۷۸ء میں سلیمانیہ کے علاقے شہروز (کردستان) کے قصبہ قرہ طاغ میں ہوئی۔ آپ کو بہاء الدین اور شیخ الطریقہ نقشبندیہ کے القابات سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عثمان غنیؓ سے جا کر ملتا ہے۔ آپ عالم دین تھے، معقولات، ریاضیات اور ہیئت کے علوم میں ماہر تھے۔ آپ نے پچاس کتبِ احادیث کی سند حاصل کی تھی۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے شاگرد تھے ان سے آپ نے صحاح ستہ کی اجازت بھی لی تھی۔ سنتِ رسول ﷺ کے سخت پابند تھے۔ آپ حج کے لئے گئے ہوئے تھے کہ وہاں آپ کو ہندوستان جانے کا غیبی اشارہ ہوا جس کے بعد آپ دہلی آ گئے۔ آپ اپنے شیخ کے حلقہ میں سب سے پیچھے بیٹھتے تھے۔ حضرت شاہ غلام علیؒ نے نو ماہ میں آپ کو پانچ سلاسل نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور کبرویہ میں خلافت عطا فرمادی تھی۔ آپ کے مرشد حضرت خواجہ شاہ غلام علیؒ نے جب آپ کو رخصت فرمایا تو قطبیت کی بشارت دی۔ بغداد پہنچ کے آپ ریاضات و مجاہدات میں مشغول ہو گئے۔ تین دن کے بعد تھوڑا سا کھانا کھا لیتے تھے۔ آپ سے کرامات و خوارق اکثر ظاہر ہوتی تھیں۔ آپ کے خلفاء کی ایک کثیر تعداد ہے۔

ایک دفعہ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خوش بختی تھی کہ حضرت مجددؒ ان کے مرید ہوئے اور حضرت مجددؒ کی خوش بختی تھی کہ حضرت سید آدم بنوریؒ ان کے مرید ہوئے۔ یہ میری خوش بختی ہے کہ مولانا

خالدؒ میرے مرید ہو گئے ہیں۔

جو لوگ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے بارے میں بدگمانی کرتے وہ آپ کو خنزیر کی صورت میں نظر آتے، جس سے آپ کا اعتقاد اور بڑھ گیا۔ خانقاہ مظہریہ کے لئے پانی مہیا کرنے کی خدمت آپ نے اپنے ذمہ لے لی تھی۔ آپ حضرت اقدسؒ کے حلقہ میں جوتوں کی قطار کے پیچھے گردن جھکا کر بیٹھا کرتے تھے۔

آپ اپنے وطن کے لئے روانہ ہوئے تو پہلے بغداد پہنچ کر تربیت وارشاد کا سلسلہ شروع فرمایا۔ پانچ مہینے وہاں رہ کر وطن واپس ہوئے۔ ۱۲۲۸ھ میں آپ دوبارہ بغداد تشریف لائے۔ وہاں آپ کی مقبولت اور رجوع عام دیکھ کر کچھ لوگوں کو حسد ہوا اور آپ کے خلاف ایک فتنہ کھڑا کیا گیا۔ لیکن وہاں کے جید علماء نے آپ کے اعلیٰ مرتبہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ کردوں، اہل کرکوک، اربل، موصل، عمادیہ، عنتیاب، طوس، حلب، شام، مدینہ منورہ، مکہ معظّمہ، بستام، خرقان، سمنان، نیشاپور اور بغداد کے ہزاروں لوگوں نے آپ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ کے قیام بغداد کے دوران آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ایک ہزار صاحب تصنیف علماء آپ کے حلقہ بگوش رہتے تھے۔ آپ نے آخر میں شام میں اپنا مستقل قیام کر لیا تھا۔ روایت ہے کہ آپ کا جانور بھی مشکوک کھانا نہیں کھاتا تھا۔ آپ امراء اور حکمرانوں سے میل ملاپ نہیں رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حاکم بغداد سے ناراض ہو کر اسے اپنی محفل سے نکال دیا تھا۔

آپ کا انتقال ۱۴/ ذوالقعدہ ۱۲۴۲ھ/۱۰/ اگست ۱۸۲۷ء کو طاعون کے مرض کے سبب ہوا اور قاسیون کے دامن میں مدفون ہوئے۔

آپ کے خلفاء کی تعداد سو سے اوپر ہے لیکن ہم یہاں چند اکابر خلفاء کے اسماء گرامی درج کرتے ہیں:

۱۔ حضرت علامہ سید محمد بن سلیمان البغدادیؒ

۲۔ حضرت شیخ اسماعیل ابارانیؒ

۳۔ حضرت شیخ عبداللہ ہراتیؒ

آپ کی چند تصانیف:

۱۔ رسالہ اعتقادیہ (فارسی)

۲۔ رسالہ عرفانی (فارسی)

۳۔ شجرات منظوم طریقہ نقشبندیہ (فارسی)

۴۔ سلسلہ طریقہ نقشبندیہ (فارسی)

۵۔ شرح مقامات حریری (عربی)

۶۔ شرح العقائد الہندیہ (عربی)

۷۔ رسالہ فی اثبات مسئلہ الارادۃ الجزئیہ (عربی)

۸۔ العقد الجوہری فی الفرق بین کسبی الماتریدی والاشعری (عربی)

۹۔ جلاء الاکدار (عربی)

۱۰۔ بغیہ الواجد فی مکتوبات حضرت مولانا خالد (عربی)

۱۱۔ الرسالۃ الخالدیہ فی آداب الطریقہ النقشبندیہ (عربی)

۱۲۔ فرائد الفوائد (شرح حدیث جبریلؑ) (عربی)

۱۳۔ شرح اطباق الذھب (مصنفہ جاراللہ زمخشری) مع ترجمہ لغت فارسیہ

۱۴۔ تعلیقات حاشیہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی علی الخیال (عربی)

۱۵۔ حاشیہ علی جمع الفوائد من الحدیث (عربی)

۱۶۔ حاشیہ علی النہایہ فی الفقہ الشافعی (عربی)

۱۷۔ رسالہ فی اثبات الرابطہ (عربی)

۱۸۔ رسالہ فی آداب المرید

۱۹۔ حاشیہ تتمہ سیالکوٹی لحاشیہ عبدالغفور جامی (عربی)

30.2 ۔ حضرت ملا خدابردی ترکستانیؒ

حضرت ملا خدابردی ترکستانیؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ سے لکھنؤ میں سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے ذریعہ بلغاریہ کے لوگوں کو بہت فائدہ ہوا۔

30.3 حضرت شاہ رؤف احمد (رافت) فاروقی مجددیؒ

حضرت شاہ رؤف احمدؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے اجل خلیفہ تھے۔ آپ کا نسب حضرت شاہ محمد یحییٰؒ سے ہو کر امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۴ محرم الحرام ۱۲۰۱ھ میں رام پور میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت شاہ شعور احمدؒ تھا۔ حضرت شاہ ابو سعید مجددیؒ آپ کے خالہ زاد بھائی تھے۔

حضرت شاہ رؤف احمدؒ نے ظاہری علوم کی تحصیل اپنے ماموں حضرت شاہ سراج احمد مجددی رام پوریؒ کی خدمت میں کی پھر مفتی شرف الدین رام پوریؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے حاصل کی۔

آپ جب سنِ شعور کو پہنچے تو آپ نے حضرت شاہ درگاہیؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پندرہ سال ان کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں اور ولایتِ صغریٰ پر پہنچے۔ حضرت شاہ درگاہیؒ آپ سے بہت محبت کرتے تھے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ تم کو سینہ میں رکھ لوں۔ آپ کو نسبتِ مجددیہ کا بے حد شوق تھا۔ آپ حضرت شاہ غلام علیؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت شاہ غلام علیؒ نے فرمایا کہ جو کچھ نسبت تم نے وہاں حاصل کی ہے وہ تم میں موجود ہے لیکن ہر شیخ کا عنوان سیر و سلوک علیحدہ ہوتا ہے۔ میں ابتداء قلب سے تمہارا کام شروع کرتا ہوں۔ پھر حضرتؒ نے ابتداء سے لے کر تمام کمال نسبت مجددیہ القاء فرمائی۔ حضرت شاہ غلام علیؒ آپ کے حال پر بہت مہربان تھے۔ آپ کو خلافت عطا فرما کر بھوپال جانے کا حکم دیا۔ آپ نے ایک خانقاہ کی بنیاد رکھی اور وہاں آپ طریقت و شریعت کی اشاعت و ترویج کا کام کرتے رہے۔ نواب گوہر بیگم اور کئی امراء بھوپال نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کے حلقہ میں فقراء اور امراء سبھی شریک ہوتے تھے۔ آپ سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ (صابریہ و چشتیہ نظامیہ)، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ اور قلندریہ میں اجازت اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حصول خلافت کے بعد آپ بھوپال میں مقیم ہو گئے۔ وہاں امراء و فقراء آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے تھے۔ یہاں آپ نے خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے ملفوظات اور مکتوبات کو جمع کیا اور ان کے حالات پر کتاب ''جواہر علویہ'' تصنیف فرمائی۔

آپ نے حرمین شریفین جانے کا ارادہ کیا۔ سفر کے دوران جب آپ بئیر علی (جسے یلملم بھی کہتے ہیں) پہنچے تو آپ کا ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء کو انتقال ہو گیا اور وہیں آخری آرام گاہ پائی۔ آپ کے دو بیٹے، شاہ خطیب احمدؒ، شاہ حسیب احمدؒ اور دو بیٹیاں امتیاز بیگمؒ اور آفتاب بیگمؒ تھیں۔

آپ کی چند تصانیف:

۱۔ دیوان رافت (شعر)

۲۔ ارکان الاسلام (اردو)

۳۔ تفسیر رؤفی (اردو)

۴۔ رسالہ تفسیر تبارک الذی

۵۔ صادقہ مصدقہ

۶۔ مراتب الوصول

۷۔ سلوک العارفین

۸۔ شراب رحیق

۹۔ رسالہ سلوک

۱۰۔ سوانح حیات حضرت شاہ درگاہیؒ رام پوری

۱۱۔ مثنوی اسرار

۱۲۔ معراج نامہ (اردو)

۱۳۔ مثنوی یوسف زلیخا

۱۴۔ جواہر علویہ

۱۵۔ درالمعارف (ملفوظات شاہ غلام علیؒ)

۱۶۔ مکاتیب شریفہ (شاہ غلام علی دہلویؒ)

۱۷۔ دیوانِ غزلیات

۱۸۔ ملفوظات شاہ غلام علی دہلویؒ

۱۹۔ مکتوبات حضرت شاہ رؤف احمد

۲۰۔ مجموعہ ادعیہ ماثورہ

۲۱۔ کلیات رافت

30.3.1 ۔ حضرت شاہ خطیب احمدؒ

حضرت شاہ خطیب احمدؒ حضرت شاہ رؤفؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۹ رمضان المبارک ۱۲۲۴ھ میں ہوئی۔ آپ بچپن سے ہی دوسرے بچوں سے مختلف تھے۔ ان کی طرح کھیلتے نہیں تھے۔ کبھی کھانے میں نقص نہیں نکالتے تھے جو مل جاتا تھا کھا لیتے تھے۔ لباس بھی سادہ پہنتے تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے تمام وکمال نسبت مجددیہ حاصل کیں۔

آپ کی وفات ۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء میں بھوپال میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ جب آپ کو قبر میں لٹایا گیا تو آپ نے آنکھیں کھول دیں۔ آپ کے دو صاحبزادے محمد ابوالبرکاتؒ اور عبداللہ عرف ابواحمدؒ تھے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ عرف ابواحمدؒ خانقاہ بھوپال میں سجادہ نشین بنے۔

30.4 ۔ حضرت مولانا بشارت اللہ بہرائچیؒ

حضرت مولانا بشارت اللہ بہرائچیؒ حضرت شاہ غلام علیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا نسب حضرت شیخ بڈھن بہرائچیؒ سے ملتا ہے۔ آپ بہرائچ (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کی نسبت آپ کے سسر حضرت مولانا نعیم اللہ بہرائچیؒ سے تھی جو حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ کے خلیفہ تھے۔ لیکن بعد میں آپ حضرت شاہ غلام علیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے بیعت ہو کر تمام کمال و نسبتِ مجددیہ حاصل کی۔ حضرت شاہ غلام علیؒ نے آپ کو اپنا جانشین بنایا۔

آپ علوم ظاہری میں بھی کامل تھے۔ آپ کے ایک صاحبزادے تھے جو حضرت شاہ احمد سعیدؒ سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت تھے۔ آپ کے صاحبزادے اپنے نانا حضرت نعیم اللہ بہرائچیؒ کے مزار کے متولی رہے ہیں۔

آپ نے اپنے علاقے میں سلسلہ کی خوب ترویج کی اور ۱۲۵۴ھ/۱۸۸۷ء میں آپ کی وفات ہوئی۔

30.5 ۔ حضرت سید اسماعیل مدنیؒ

حضرت اسماعیل مدنیؒ نے حضرت مولانا خالد کردیؒ سے بیعت کی اور سلوکِ نقشبندیہ کے اسباق پڑھے۔ ایک مرتبہ آپ نے خواب میں سرور کائنات حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ دہلی جاؤ اور شاہ غلام علیؒ سے نسبت حاصل کرو۔ آپ نے اپنے شیخ حضرت خالد کردیؒ سے اس خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے دہلی جا کر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔ آپ ان کے حکم سے دہلی حاضر ہو گئے اور ان سے سلوک کے منازل طے کئے اور اجازت و خلافت سے مشرف ہو کر وطن واپس گئے۔ آپ کو کشف وجدان حالات و ملاقاتِ ارواح و کشفِ قلوب اور کشفِ آئندہ و گزشتہ تھا۔ حضرت شاہ رؤف احمدؒ نے ''جواہر علویہ'' میں تحریر کیا ہے کہ آپ ایک روز ان کے ساتھ دہلی کی جامع مسجد میں آثار شریف کی زیارت کو گئے وہاں ان سے کہنے لگے کہ اس جگہ مجھے ظلمتِ بتاں بھی معلوم ہوتی ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہاں بعض اکابر کی تصاویر بھی تھیں۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے اس سلسلہ میں بادشاہ کو لکھا تو وہ تصاویر وہاں سے باہر نکالی گئیں۔

30.6 ۔ حضرت سید احمد کردیؒ

حضرت سید احمد کردیؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت خالد کردیؒ سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کا سلوک سیکھا تھا۔ پھر نبی کرم ﷺ کے حکم پر آپ دہلی تشریف لائے اور حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے بیعت کر کے ان کے حلقہ ادارت میں شامل ہوئے۔ آپ راستے میں بیمار ہو گئے تھے تو حضور اکرم ﷺ نے خواب میں آ کر درود شریف کی تعلیم دی جس کو پڑھ کر آپ شفایاب ہو گئے۔

30.7 ۔ حضرت میر طالب علی عرف مولوی عبدالغفارؒ

حضرت میر طالب علی عرف مولوی عبدالغفارؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت خالد کردیؒ سے حدیث کی پچاس کتب کی سند لی تھی۔ خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے۔ آپ نے ظاہری علوم سے فراغت کے بعد نسبت قلبی کا علم سیکھا۔ بعد ازاں آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو ملک یمن کے شہر زبید میں خوب رواج دیا۔ آپ اس ملک کے قاضی بھی رہے تھے۔

30.8 ۔ حضرت میاں احمد یارؒ

حضرت میاں احمد یارؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا پیشہ تجارت تھا۔ آپ نے سلوک حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں رہ کر طے کیا۔ آپ کی قبر مبارک خانقاہ مظہریہ، دہلی میں ہے۔

30.9 ۔ حضرت ملا پیر محمدؒ

حضرت ملا پیر محمدؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے سلوک کی تعلیم حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں رہ کر حاصل کی۔ آپ حضرت میرزا مظہر جان جاناںؒ شہید کے مزار پر بیٹھتے اور کہتے کہ ساری رات اسی طرح گزر جاتی ہے اور اگر بارش بھی آجاتی تو اس کی پرواہ بھی نہ ہوتی تھی۔ کشمیر میں آپ کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔

30.10 ۔ حضرت شیخ جلیل الرحمٰنؒ

حضرت شیخ جلیل الرحمٰنؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلفاء میں تھے۔ آپ اپنے شیخ کے خاص خادم تھے اور قوی نسبت کے مالک تھے۔ ایک دفعہ آپ حضرت شیخ اقدسؒ کے روبرو حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی شخص نے آپ کو تلوار ماری۔ آپ حضرت اقدسؒ کے پاؤں مبارک پر گر پڑے اور فوراً شہید ہو گئے۔ آپ کی قبر مبارک حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ کی قبر مبارک کے بائیں طرف ہے۔

30.11 ۔ مرزا عبدالغفور بیگ خرجویؒ

مرزا عبدالغفور خرجویؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے اجل خلفاء میں تھے۔ آپ عالم شباب میں حضرتؒ سے بیعت ہوئے۔ آپ کو حضرت نے امراض کو سلب کرنے کی توجہ عنایت فرمائی تھی۔ آپ اپنی توجہ سے مریض کے مرض کو سلب کر لیتے تھے۔ جن لوگوں کے لطائف جاری نہیں ہو رہے ہوتے تھے تو حضرت شاہ غلام علیؒ ان کو آپ کے پاس بھیج دیتے تھے اور آپ کی توجہ سے ان کے لطائف جاری ہو جایا کرتے تھے۔ آپ کی صاحبزادی چوری کیا ہوا مال کے بارے میں بتا دیتی تھیں کہ کہاں ہے۔ آپ کے خلفاء نے ترکی میں بہت شہرت حاصل کی۔

ایک شخص حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے بیعت ہوکر طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ مرزا عبدالغفور بیگؒ کے پاس جاؤ تاکہ تمہارے لطائف جاری ہوجائیں۔ آپ نے اپنی ایک ہی توجہ سے اس کے لطائف جاری کر کے حضرت شاہ صاحبؒ خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے دیکھتے ہی اس کی کیفیت کو معلوم کرلیا۔

آپ کو مریدین کا کشف حاصل تھا۔ آپ عجائب وغرائب بیان فرماتے تھے۔ آپ کو روحوں سے ملاقات کا ملکہ بھی حاصل تھا۔ آپ نے یکم شوال یا ذوالقعدہ ۱۲۰۷ھ کو خورجہ (ہندوستان) میں وفات پائی۔

30.12 ۔ حضرت عبدالرحمٰن شاہ جہاں پوریؒ

حضرت عبدالرحمٰن شاہ جہاں پوریؒ حضرت شاہ غلام علیؒ کے خلفاء میں تھے۔ پہلے آپ دوسرے بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن زیادہ فیض حاصل نہ کرسکے۔ جب آپ حضرت شاہ غلام علیؒ کی خدمت میں آئے اور ان کی ہدایت پر سلوک کے اسباق کئے تو بہت زیادہ فائدہ ہوا اور بہت کم مدت میں تمام اسباقِ سلوک طے کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ دنیا اور اہل دنیا سے بالکل رغبت نہیں رکھتے تھے۔ صاحب کشف بزرگ تھے۔ مولانا عبدالغفور خان صاحب شاہجہان پوریؒ آپ کے نواسے اور خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو فرخ آباد اور شاہجہان پور میں خوب رواج دیا۔ آپ سے بے شمار لوگوں نے فیض پایا۔

30.13 ۔ حضرت شاہ عبدالرحمٰن مجددی جالندھریؒ

حضرت شاہ عبدالرحمٰن جالندھریؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلفاء میں تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۹۴ھ / ۱۷۸۰ء میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت شیخ سیف الرحمٰنؒ تھا۔ آپ حضرت مجدد الف الثانی شیخ احمد سرہندیؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ علوم عقلی ونقلی، فقہ وحدیث، تفسیر وتصوف کے جامع عالم تھے۔ آپ کے والد حضرت مظہر جان جاناںؒ کے مرید تھے۔ آپ نے حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے بیعت کی اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ اخذ کیا اور خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔

جالندھر میں آپ کے بے شمار مریدین تھے۔ آپ بے حد خوش اخلاق انسان تھے۔ آپ ایک بار حج کے لئے

تشریف لے گئے اور پھر وطن واپس آ گئے۔ دل میں پھر سے حج کا ذوق پیدا ہوا دوسرے سال پھر حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ واپس آتے ہوئے سندھ پہنچنے کے بعد راستے ہی میں ۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء میں انتقال فرما گئے۔

30.14 ۔ حضرت حافظ شاہ سعد اللہؒ

حضرت شاہ سعد اللہؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش موضع اچڑی، علاقہ پگلی (پنجاب) میں ہوئی۔ آپ کا تعلق تاجک قوم سے تھا۔ آپ نے اپنے پیر بھائی حضرت مولوی اخوند شیر محمدؒ سے علم کی تحصیل کی۔ آپ اپنے شیخ کی خدمت میں رہ کر سلوک کے اسباق کیے اور خلافت ملنے کے بعد حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ حج اور زیارت روضہِ رسول اللہ ﷺ کے بعد وہاں کچھ عرصہ رہے پھر ۱۲۴۵ھ/۱۸۲۹ء میں ہندوستان واپس آ کر حیدر آباد دکن میں قیام پذیر ہو گئے۔ وہاں آپ نے ایک مسجد اور خانقاہ تعمیر کروائی۔ خانقاہ میں سو سے زیادہ آدمی روزآنہ کھانا کھاتے تھے۔ آپ نے بہت سخی طبیعت پائی تھی۔ آپ نے حضرت شاہ ابو سعیدؒ سے بھی توجہات لیں۔ آپ حیدر آباد سے گولکنڈا چلے گئے تھے۔ دنیا کے مختلف علاقوں سے لوگ آپ کے پاس بیعت کرنے حاضر ہوتے تھے۔ آپ کی خانقاہ میں ایک سو پچاس طلباء رہتے تھے اور وظیفہ حاصل کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۲۸/ جمادی الاول ۱۲۷۰ھ/ ۲۶/فروری ۱۸۵۴ھ میں ہوئی۔ نواب افضل الدولہ کے استاد محمد حسین نے آپ کے مزار پر گنبد تعمیر کرایا۔

آپ کے خلفاء عظام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ مولوی محمد عثمان پشاوریؒ

۲۔ میر اشرف علی حیدر آبادیؒ

۳۔ مولوی عبد الرحیم حیدر آبادیؒ

۴۔ مولوی عبد القویؒ (برادر مولوی عبد الرحیمؒ)

۵۔ مولوی محمد سعیدؒ

۶۔ مولوی محمد حسین بخاریؒ

۷۔ مولوی فضل اللہ عرف فیض اللہؒ

۸۔ مولوی محمد حسنؒ

۹۔ مولوی فضل علیؒ

۱۰۔ میر رفعت علیؒ (نواب فتح اللہؒ کے پوتے)

۱۱۔ پیر عبدالوہابؒ

۱۲۔ مولوی اسماعیل بخاریؒ

۱۳۔ مولوی نیاز محمد بدخشانیؒ

۱۴۔ حکیم میر آصف علیؒ

۱۵۔ مولوی محمد نوازؒ

۱۶۔ مولوی سعیدالدین حسینؒ

۱۷۔ مولوی محمد نعیمؒ (مسکین شاہؒ)

۱۸۔ سید محمد بادشاہ بخاریؒ

30.14.1 ۔ حاجی محمد سعید مجددی لاہوریؒ

حاجی محمد سعید مجددی لاہوریؒ حضرت شاہ سعد اللہؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ پہلے سلسلہ قادریہ میں حضرت سید محمود بن سید علی حسین کردیؒ سے بیعت اور خلافت یافتہ تھے۔ پھر آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت شاہ سعد اللہؒ سے بیعت ہوئے اور روحانی منازل طے کر کے خلافت اور اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ صاحب خوارق اور مستجاب الدعوت بزرگ تھے۔ آپ کافی علاقوں میں سیر کرنے کے بعد لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ جب احمد شاہ ابدالی نے پہلی دفعہ ہندوستان پر حملہ کیا تو اس نے لوگوں سے پوچھا کیا یہاں کوئی صاحب شریعت وطریقت بزرگ ہے۔ لوگوں نے حاجی محمد سعید صاحب کا نام لیا تو وہ آپ کی زیارت کو حاضر ہوا اور اس محلّہ کی حفاظت کے لئے سپاہیوں کو تعینات کر دیا۔ بعض روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ وہ آپ کا مرید ہو گیا تھا۔

آپ نے سو سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک بنک اسکوئر بالمقابل جنرل پوسٹ آفس لاہور مسجد کے ساتھ ہے۔ آپ کا سن وفات ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۳ء ہے۔

30.15 ۔ حضرت مولانا محمد جان شیخ الحرمؒ

حضرت مولانا محمد جان شیخ الحرمؒ عالم دین تھے۔ باطنی اصلاح کے لئے حضرت شاہ غلام علیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بیعت ہونے کے بعد اصلاح باطن کے لئے بہت محنت وریاضت کرتے تھے۔ آپ خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے تو حرمین شریفین تشریف لے گئے وہاں بےشمار لوگوں نے آپ سے رجوع کیا۔ آپ وہاں ''شیخ الحرم'' مشہور ہو گئے حتیٰ کہ ترکی کے سلطان کی والدہ بھی آپ کے معتقدین میں شامل تھیں۔

آپ ہر رات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کیؒ کے مزار پر جاتے جو خانقاہ مظہریہ سے سات میل دور تھا اور وہاں پوری رات ذکر کرتے۔ وہاں سے پانی کا گھڑا بھر کر اپنے شیخ کے لئے لاتے تھے۔ روایت ہے کہ وہاں ایک خادم کا بچہ بہت بیمار تھا، قریب المرگ تھا۔ انہوں نے اس بچے کو آپ کے سامنے لا کر زمین پر ڈال دیا۔ آپ نے اس کے لئے دعا کی اور اس کے مرض کو سلب کر لیا۔ وہ بچہ فوراً تندرست ہو گیا۔

۱۰/جمادی الاول ۱۲۳۱ھ/ ۸/اپریل ۱۸۱۶ء کو حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے خانقاہ مظہریہ میں حضرت مولوی شیر محمدؒ، حضرت مولوی محمد عظیمؒ، حضرت مقبول الٰہی کبروی کشمیریؒ اور آپ کو ارشاد فرمایا کہ تم چاروں اصحاب متوجہ ہو جاؤ کہ میں تمہیں توجہ دیتا ہوں تاکہ تمہارے لطائف خمسہ لطیفہ نفس سے متحد ہو جائیں اور ان کے درمیان کوئی مسافت نہ رہے۔

ترکی میں آپ کے کئی خلفاء اور خاصی تعداد میں مریدین موجود ہیں۔ آپ کا انتقال ۱۲۶۶ھ/ ۱۹۵۰ء میں مکہ معظّمہ میں ہوا۔

30.16 ۔ حضرت محمد شیر خانؒ

حضرت محمد شیر خانؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ افغانستان سے حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کی سرپرستی میں رہ کر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے مدارج سلوک طے کئے اور خلافت کا شرف حاصل کیا۔ خلافت ملنے کے بعد آپ اپنے وطن واپس چلے گئے اور وہاں لوگوں کو نقشبندیہ فیض پہنچایا۔

30.17 ۔ حضرت مولانا محمد عظیمؒ

حضرت مولانا محمد عظیمؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جید عالم، دیندار اور اخلاقِ حمیدہ کے حامل تھے۔ آپ کی باطنی نسبت حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے تھی۔ آپ نے کئی سال حضرت اقدسؒ کی خدمت میں رہ کر مقاماتِ سلوک طے کئے اور خلافت واجازت کا شرف حاصل کیا۔ آپ اپنے شیخ کے ساتھ ان کے آخری وقت تک رہے یہاں تک کہ ان کو آخری غسل بھی آپ نے دیا۔ بعد ازاں آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔

30.18 ۔ حضرت مولانا محمد عیسیٰ قندھاریؒ

حضرت مولانا محمد عیسیٰ قندھاریؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ حضرت محمد عیسیٰ قندھاریؒ کے خلفاء حضرت خواجہ میاں روح اللہ پشنگی اخوندزادہ گانگلزئیؒ سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بلوچستان میں خوب پھیلا اور فیوض وبرکات کا سلسلہ تا حال جاری وساری ہے۔

30.19 ۔ حضرت محمد منورؒ

حضرت محمد منورؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ آگرہ میں مسجد اکبر آبادی کے امام تھے۔ آپ نے حضرت شاہ غلام علیؒ کی خدمت میں رہ کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا سلوک مکمل کیا اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ نہایت قوی نسبت رکھتے تھے۔

30.20 ۔ حضرت مرزا مراد بیگؒ

حضرت مرزا مراد بیگؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بہت زاہد وعابد انسان تھے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ آپ کو جنید وقت کہا کرتے تھے۔ آپ بہت قوی نسبت اور عظیم کیفیات رکھتے تھے۔ آپ اپنے شیخ اقدسؒ کی حیات میں ہی انتقال فرما گئے تھے۔ آپ کی قبر مبارک اپنے شیخ کے قریب ہے۔

30.21 ۔ حضرت مقبول النبی کبروی کشمیریؒ

حضرت مقبول النبی کبروی کشمیریؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے اپنے شیخ اقدسؒ کی خدمت میں رہ کر اعلیٰ مقامات تک رسائی حاصل کر لی تھی۔

30.22 ۔ حضرت میر نقش علیؒ

حضرت میر نقش علی حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت اقدسؒ سے اسباق سلوک مکمل کرنے کے بعد لکھنؤ چلے گئے تھے۔

30.23 ۔ حضرت مولوی نور محمدؒ

حضرت مولوی نور محمدؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے بہت زیادہ ریاضتیں کیں تھیں۔ آپ بیشتر وقت اشغال و مراقبات میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت اقدسؒ آپ سے بہت محبت اور شفقت فرماتے تھے۔

30.24 ۔ حضرت مولوی جان محمد ہراتیؒ

حضرت مولوی جان محمد ہراتیؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ خلافت حاصل کرنے کے بعد قندھار تشریف لے گئے تھے۔ وہاں ہزاروں لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنے۔ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔

30.25 ۔ مولانا رحیم اللہ بیگؒ

مولانا رحیم اللہ بیگؒ کو محمد درویش عظیم آبادی بھی کہتے ہیں۔ آپ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نسبت کے مراحل طے کر کے اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند کے مزار کی زیارت کے علاوہ بہت سے ملکوں کی سیاحت کی جن میں بخارا، روم، شام، حجاز، عراق، افغانستان، ہندوستان، مغرب اور ماوراء النہرؒ شامل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ کہیں بھی میں نے حضرت شاہ غلام علیؒ جیسا شیخ نہیں

دیکھا۔ آپ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سخت پابند تھے۔ فقہ میں آپ شافعی المذہب تھے۔ بخارا میں آپ لقب شافعی اختیار کرتے تھے۔ والئی ہرات کا بیٹا شہزادہ کامران آپ کا مرید ہوگیا۔ ایک دن اسے کسی بات پر بہت سخت الفاظ سے ڈانٹ دیا۔ آپ نے آخری عمر میں نکاح کیا تھا۔

شہر سبز کے والی سے بعض حکام آپ سے دشمنی رکھتے تھے انہوں نے آپ کو خفیہ طریقہ سے قتل کروا دیا۔ آپ کی وفات شہادت سے ہوئی تھی۔

30.26 ۔ حضرت اخوند شیر محمدؒ

حضرت اخوند شیر محمدؒ عالم دین تھے۔ باطنی اصلاح کے لئے حضرت شاہ غلام علیؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت کی اور طریقت کے علوم سیکھے۔ تکمیل علم پر خلافت سے سرفراز ہوئے۔ بہت متقی و پرہیزگار تھے۔ آپ کی مجلس میں اگر کوئی کسی کی غیبت کرتا تو آپ اس پر جرمانہ لگا دیتے تھے۔ آپ دہلی سے حرمین شریفین کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کی طبیعت خراب ہوگئی اور ملتان پہنچنے پر آپ کا انتقال ہوگیا۔

30.27 ۔ حضرت ملا عبدالکریم ترکستانیؒ

حضرت ملا عبدالکریم ترکستانیؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے بعد میں حضرت شاہ ابوسعیدؒ سے توجہات لیں۔ شہر سبز میں آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کی خوب ترقی و ترویج کی۔ ہزاروں کی تعداد میں طلبہ آپ کے حلقہ بگوش ہوئے۔ آپ نے خانقاہ قائم کی اور لنگر خانہ بنوایا۔ شہر کا والئی آپ کا بے حد احترام کرتا تھا۔

30.28 ۔ حضرت سید عبداللہ مغربیؒ

حضرت سید عبداللہ مغربیؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت خالد کردیؒ سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ اخذ کیا تھا پھر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں رہ کر آپ نے مدارج سلوک مکمل کئے اور اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔

30.29 ۔ حضرت میاں میر قمر الدین سمرقندیؒ

حضرت میاں میر قمر الدین سمرقندیؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق پہلے سلسلہ قادریہ سے تھا اور آپ سلسلہ مجددیہ پسند نہیں کرتے تھے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے پشاور کے قیام کے دوران آپ کی ملاقات ان سے ہوئی۔ آپ ان سے مل کے بے حد متاثر ہوئے اور ان سے بیعت کر لی۔ ان کی سرپرستی میں سلوک کے اسباق طے کئے اور انتہائی مقام پر پہنچنے کے بعد ان سے اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔

30.30 ۔ حضرت مولوی کرم اللہ محدثؒ

حضرت مولوی کرم اللہ محدثؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی پہلے ہندو تھے انہوں نے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور ان کا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ مولانا عبداللہ نے اسلامی علوم حاصل کئے اور ایک بلند پایہ شخصیت کے مالک بنے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تفسیر عزیزی ان کے لئے تصنیف کی تھی۔ مولوی کرم اللہ صاحبؒ کی ولادت و پرورش دہلی میں ہوئی۔ علوم ظاہری کی تعلیم آپ نے حضرت شاہ عبدالقادر اور حضرت شاہ رفیع الدینؒ (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے صاحبزادے) سے حاصل کی۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی، فقہ وحدیث، تفسیر وقرأت قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی تھی۔

آپ نے حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر علوم باطنی کی تکمیل فرمائی اور خرقہ خلافت واجازت کا شرف پایا۔ آپ نے ۴۳ سال کی عمر میں حج کی سعادت حاصل کی۔ دوسری بار حج کے ارادے سے نکلے آپ راستہ میں سورت (ہندوستان) پہنچ کر سرطان کے مرض کی وجہ سے شعبان ۱۲۵۲ھ/نومبر ۱۸۳۶ء میں رحلت فرما گئے اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔

30.31 ۔ حضرت ملا گل محمدؒ

حضرت ملا گل محمدؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ غزنی سے دہلی حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں آئے تھے۔ آپ نے ان سے بیعت کر کے سلوک کے مدارج طے کئے اور مقامات نقشبندیہ مجددیہ پہنچ کے خلافت واجازت کا شرف حاصل کیا۔ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے تھے اور حرمین شریفین ہی میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

30.32 ۔ حضرت میاں محمد اصغرؒ

حضرت میاں محمد اصغرؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ نہایت قوی نسبت کے مالک تھے۔ آپ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے حکم پر حضرت شاہ ابوسعیدؒ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ حضرت شاہ ابوسعیدؒ آپ پر بہت عنایت فرماتے تھے۔ خانقاہ کا انتظام آپ ہی کے ذمہ تھا۔ لوگوں کو آپ کی توجہات سے بہت فیض پہنچتا تھا۔ آپ نے دوسرا حج حضرت شاہ ابوسعیدؒ کے ہمراہ کیا۔ حج کے بعد دہلی آئے اور پھر آپ کا ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء میں دہلی میں انتقال ہوگیا۔ آپ کی آخری آرام گاہ خانقاہ مظہریہ میں ہے۔

30.33 ۔ مولانا امام الدین نقشبندی مجددیؒ

مولانا امام الدین نقشبندی مجددیؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔آپ کی ولادت موضع حاجی پور پرگنہ عنبر آباد (علاقہ روشن آباد، بنگال) میں ہوئی۔ آپ تعلیم حاصل کرنے مولوی اسرائیل خان کے ہمراہ دہلی تشریف لائے اور حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی۔ آپ نے حضرت حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے دست حق پر بیعت کی اور معرفت وسلوک کی منازل طے کرکے اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کچھ عرصہ حضرت مولانا عبدالحئیؒ اور حضرت سید احمد دہلویؒ کے ساتھ بھی رہے۔ آپ گاؤں گاؤں پیدل جا کر عوام کو اسلام اور شریعت پر عمل کرنے کی تبلیغ کرتے تھے۔ آپ کو دو مرتبہ حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ دوسری دفعہ ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء کو جب آپ حج سے واپس آرہے تھے تو جہاز میں انتقال ہوگیا۔

30.34 ۔ حضرت شیخ محمود شاہ نقشبندیؒ

حضرت شیخ محمود شاہ نقشبندیؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے مرید وخلیفہ شیخ عبدالکریم مجددیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے اشاعت طریقہ وارشاد کے لئے بے حد کوششیں کیں۔ ہزاروں لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ نے ساری عمر شادی نہیں کی زیادہ تر گوشہ نشینی اختیار کیا کرتے تھے۔ لاہور اور امرتسر میں آپ کا بہت فیضان تھا آپ کشمیری بازار میں رہتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء کو لاہور میں ہوئی۔ آپ کا مزار گھوڑے شاہ لاہور کے بالمقابل مسجد کے عقب میں ہے۔

30.35 ۔ مولانا غلام محی الدین بگوی نقشبندی مجددی ؒ (بگہ شریف)

مولانا غلام محی الدین بگوی نقشبندی مجددی ؒ حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حافظ نور حیات ؒ تھا۔ آپ کی ولادت محرم ۱۲۱۰ھ/۱۷۹۶ء بروز پیر بگہ شریف نزد بھیرہ، سرگودھا میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم، ناظرہ قرآن کریم اور علوم ظاہری اپنے وطن میں حاصل کی۔ آپ رمضان المبارک میں ہر روز ایک سپارہ حفظ کر کے تراویح میں سنایا کرتے تھے اور اس طرح پورا قرآن مجید ایک ماہ میں حفظ کر لیا۔

آپ دہلی میں خانقاہ مظہریہ مجددیہ میں حاضر ہو کر حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ سے بیعت ہو کر خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ خلافت سے سرفراز ہونے کے بعد آپ اپنے وطن بگہ واپس آئے تو آپ کے والد گرامی کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ مسند ارشاد پر بیٹھ کر پنجاب میں دین کی خدمت کرتے رہے۔ تقریباً دو ہزار علماء نے آپ سے حدیث کی سند حاصل کی۔

آپ کا انتقال ۳۰/شوال ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء کو بروز پیر بگہ شریف میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے، مولانا غلام محمد بگوی ؒ حضرت سید فقیر محمد نقشبندی مجددی ؒ (چورہ شریف) کے خلیفہ تھے اور مولانا عبدالعزیز بگوی ؒ بادشاہی مسجد لاہور اور جامع مسجد بھیرہ میں امامت اور خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

30.36 ۔ حضرت مولانا احمد الدین بگوی ؒ

حضرت مولانا احمد الدین بگوی ؒ حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ حضرت مولانا غلام محی الدین بگوی نقشبندی مجددی ؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء کو بگہ شریف، بھیرہ میں ہوئی۔ آپ نے قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد دہلی جا کر حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی ؒ سے دستار فضیلت حاصل کی۔ آپ نے علم حدیث کی سند شاہ محمد اسحاق دہلوی ؒ سے حاصل کی۔

آپ نے حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ کے دست مبارک پر بیعت کر کے روحانی تربیت حاصل کی اور مدارج سلوک طے کر کے خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ بہت متقی اور عبادت گزار تھے۔ آپ مسجد بازار حکیماں میں مدرس تھے اور آپ کو مفتی پنجاب کا مقام حاصل تھا۔ آپ نے بھیرہ میں دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ بے شمار مشہور لوگ اس دارالعلوم سے فارغ التحصیل ہوئے۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ علمی یادگاریں

۲۔ احمدیہ حاشیہ ملا جامی

۳۔ احمدیہ حاشیہ مطول

۴۔ احمدیہ حاشیہ خیالی

آپ کی وفات ۱۳؍شوال ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء کو تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی اور بھیرہ میں مدفون ہوئے۔

30.37 ۔ حضرت مولانا غلام محی الدین صدیقی قصوریؒ (دائم الحضوری)

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کو اپنے شیخ کی طرف سے چھ طریقوں (نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، مجددیہ اور کبرویہ) میں اجازت عطا ہوئی تھی۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۰۲ھ بمطابق ۱۷۸۹ء میں پنجاب کے شہر قصور میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ غلام مصطفیٰؒ تھا۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے خاندان کے ایک بزرگ خواجہ عبدالملکؒ نے پہلی بار سندھ سے آ کے قصور میں سکونت اختیار کی۔ جب آپ کے والد کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر ایک سال تھی۔ آپ کے چچا مولانا شیخ محمد قصوریؒ نے آپ کی پرورش کی۔ آپ نے تمام معقول ومنقول کتب اپنے چچا سے پڑھیں۔ آپ کے چچا کو خاندانِ قادریہ سے نسبت وخلافت حاصل تھی۔ آپ نے ان سے بیعت کر لی اور قادریہ سلسلہ کا طریقہ سلوک مکمل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے کچھ عزیز بانس بریلی میں رہتے تھے آپ ان سے ملنے بانس بریلی تشریف لے گئے۔ ان سے ملنے کے بعد آپ دہلی تشریف لائے تو وہاں آپ کی ملاقات حضرت شاہ غلام علیؒ سے ہوگئی۔ آپ ان سے بہت متاثر ہوئے اور ان کی خدمت میں رہنے لگے۔ حضرت شاہ غلام علیؒ نے آپ کو نقشبندیہ نسبت کے لئے ترغیب دی لیکن آپ اپنے چچا کی وجہ سے قصور واپس چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کے چچا کا ۱۲۳۳ھ میں انتقال ہو گیا تو آپ پھر دہلی حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ کے پاس آ گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ سے بیعت ہو کر نقشبندیہ مجددیہ نسبت کے حصول میں مصروف ہو گئے۔ آپ بہت محنت اور استقامت سے سلوک کے منازل طے کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے آپ کے مقامات کا اندازہ کرتے ہوئے آپ کو ۲۷؍رمضان المبارک ۱۲۳۳ھ بمطابق ۳۱؍جولائی

۱۸۱۸ء کوخلافت سے نوازا اور پنجاب کی قطبیت عطا فرمائی۔ اپنے ہاتھوں سے خرقہ پہنایا اور آپ کو ''جامع کمالات فضائل ظاہر و باطن'' کا لقب عطا فرمایا۔ آپ نے اپنے شیخ حضرت شاہ غلام علیؒ کی وفات کے بعد ان کی مسند ارشاد پر بیٹھ کر تیس سال طالبانِ حق کو درس و تدریس کے فرائض انجام دئے۔ آپ نے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے صحاح ستہ کی سند حاصل کی۔

آپ حافظ قرآن، عالم دین، محدث، صاحب کشف و کرامات، ماہر معقولات ہونے کے علاوہ شعر و ادب کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ شاہ غلام مرتضیٰؒ آپ کے بیٹے اور خلیفہ تھے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ پنجابی شاعری کے دو عظیم نام پیر وارث شاہ (مصنف ہیر رانجھا) اور صوفی شاعر بابا بھلے شاہ آپ کے بیٹے کے شاگرد تھے۔

ایک مرتبہ آپ درس میں اولیاء اللہ کی موت و حیات دائمی کا تذکرہ کیا اور درس کے بعد انتقال کر گئے۔ لوگوں کو شک ہوا کہ آپ کو سکتا ہو گیا ہے لیکن جب طبیبوں نے معائنہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ کا انتقال ۲۱/ذوالقعدہ ۱۲۷۰ھ بمطابق ۱۶/اگست ۱۸۵۵ء کو ہوا۔ آپ کو عصر کے وقت دفن کیا گیا۔ آپ کی عمر مبارک ۶۹ سال کی تھی۔ آپ کی آخری آرام گاہ قصور میں ہے۔ آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادے حافظ عبد الرسول اور دو صاحبزادیاں تھیں۔

ان کو چھ طریقوں نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، مجددیہ اور کبرویہ میں اجازت عطا فرمائی گئی تھی۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت حافظ عبد الرسولؒ (صاحبزادے)

۲۔ حضرت غلام دستگیر قصوریؒ

۳۔ حضرت غلام نبیؒ للہہ شریف جہلم

۴۔ حضرت حافظ غلام مرتضیٰ سرگودھا

۵۔ حضرت حافظ نور الدین چکوڑویؒ گجرات

۶۔ مولانا علم دین چکوڑویؒ

۷۔ حضرت حافظ محمد الدین چکوڑویؒ

۸۔ حضرت مفتی غلام محی الدینؒ نمک میانی

۹۔ حضرت صاحبزادہ غلام احمدؒ نمک میانی

۱۰۔ حضرت مولانا غلام محمدؒ چودھواں، ڈیرہ اسماعیل خان

۱۱۔ حضرت مولانا بدرالدینؒ لاہور

۱۲۔ حضرت مولانا محمد اشرف بھیرویؒ

۱۳۔ حضرت مولانا کرم الٰہی بھیرویؒ

۱۴۔ حضرت مولانا عطااللہ قندھاریؒ

۱۵۔ حضرت مولانا محمد صالح کنجاہیؒ

۱۶۔ حضرت مولانا سلطان احمدؒ کانگڑاوالے

۱۷۔ مولوی محمد عظیمؒ

۱۸۔ صاحبزادہ رؤف احمدؒ

۱۹۔ حضرت مولانا غلام محمدؒ مرالی ،ڈیرہ اسماعیل خان

۲۰۔ مولانا شیر محمد کلاچیؒ

۲۱۔ مولوی غلام حسنؒ ڈیرہ اسماعیل خان

۲۲۔ پیر فضل شاہؒ نواں کوٹ، لاہور

آپ کی چند تصانیف:

۱۔ شرح گلستان سعدی

۲۔ رسالہ علم میراث

۳۔ تحفہ رسولیہ

۴۔ زادالحاج (منظوم پنجابی)

۵۔ رسالہ نظامیہ(منظوم فارسی)

۶۔ سلالۃ المیر ورۃ فی اسماء المشہورہ (فارسی)

۷۔ حلیہ مبارک حضرت نبی کریم ﷺ

۸۔ الفاظ چند

۹۔ دیوان حضور قصوری (فارسی و پنجابی)

۱۰۔ اسرار الحقیقہ (مدح)

۱۱۔ خطبات حضوری

۱۲۔ مکاتیب طیبہ

۱۳۔ مکاتیب شریفہ بنام حضرت مولانا غلام نبی للٰہیؒ

۱۴۔ مکتوبات بنام مولوی محمد صالح کنجاہیؒ

۱۵۔ مکتوبات بنام مولوی غلام محمدؒ

۱۶۔ مجموعہ مکتوبات حضرت قصوری بنام یاران خود

۱۷۔ بیاض نظم ونثر

۱۸۔ ملفوظات شریفہ (فارسی)

۱۹۔ شرح درود مستغیثات

۲۰۔ حواشی مشکوٰۃ المصابیح

۲۱۔ شجرہ ہای خود طریقہ مجددیہ، قادریہ و چشتیہ در نظم فارسی، عمدہ ترکیب

۲۲۔ تصحیح و تحشیہ تفسیر حسینی

۲۳۔ اردو اشعار

31 ۔ حضرت شاہ ابوسعید احمد فاروقیؒ

حضرت شاہ ابوسعیدؒ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت امام ربانی مجدد الف الثانیؒ کی نسل اور حضرت خوجہ محمد معصومؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کی ولادت رامپور شہر میں یکم ذیقعدہ ۱۱۹۶ھ بمطابق ۹/اکتوبر ۱۷۸۲ء میں ہوئی۔ آپ کا لقب ذکی القدر اور کنیت ابوسعید تھی۔ آپ کے والد گرامی کا نام خواجہ محمد عیسیٰؒ بن خواجہ سیف الدینؒ تھا۔ آپ نے دس سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا اور قاری نسیم احمدؒ سے تجوید کا علم حاصل کیا تھا۔ آپ میں ابتدائی عمر سے صالح ہونے کے آثار پائے جاتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بچپن میں مجھے میاں ضیاء الٰہی صاحب کے ساتھ لکھنؤ شہر جانے کا اتفاق ہوا۔ ہم ایک مکان میں ٹھہرے راستے میں ایک درویش برہنہ بیٹھا ہوتا تھا مگر جب وہ مجھے دیکھتا تو ستر ٹھیک کر لیتا تھا۔ کسی نے اس سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ ان کا بہت اونچا منصب ہوگا۔

آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے صاحبزادے حضرت شاہ رفیع الدینؒ سے پڑھے۔ آپ نے درسی کتب مفتی شرف الدین رام پوریؒ سے پڑھیں۔ حدیث کی سند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے لی۔ تجوید اور تحصیل علوم سے فارغ ہو کر حضرت شاہ درگاہیؒ (خلیفہ شاہ جمال اللہ رام پوریؒ) کے پاس حاضر ہوئے اور بیعت ہونے کے بعد آپ کے حلقہ ادارت میں شمولیت اختیار کر لی، ان کا تعلق مشائخ مجددیہ زبیریہ سے تھا۔ جلد ہی آپ اس مقام پر پہنچ گئے کہ آپ کو اجازت اور خلافت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء میں شاہ غلام علی شاہ دہلویؒ سے رجوع کیا اور پندرہ سال تک ان کی خدمت میں رہے۔ حضرت شاہ صاحب نے اصرار کے ساتھ ۱۱/جمادی الاول ۱۲۳۱ھ میں اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کر کے اپنی ضمنیت سے نواز دیا اور فرمایا کہ میرے بعد اس جگہ میاں ابوسعیدؒ حلقہ ومراقبہ اور درس حدیث وتفسیر کریں گے۔ آپ حضرت شاہ صاحبؒ کے انتقال کے بعد نو سال تک اس مسند ارشاد پر درس دیتے رہے۔ آپ نے سلوک پر ایک رسالہ لکھا جس کا نام ''ہدایت الطالبین'' ہے جس کا ترجمہ متعدد زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ''مرقات السالکین، اربع الانہار اور رفیق الطلاب'' مشہور تصانیف ہیں۔

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ ادارت ایسی ہونی چاہئے جیسی شاہ ابوسعید کی ہے کہ پیری چھوڑ کر مریدی اختیار کی۔ مزید فرمایا کہ حضرت شاہ ابوسعیدؒ، حضرت شاہ احمد سعیدؒ، حضرت شاہ رؤف احمد رافت

، اورحضرت مولوی بشارت اللہ ؒ ، یہ چاروں حضرات اس زمانے میں دینِ محمدی ﷺ کے ستون ہیں۔

آپ اپنے مرشد کی وفات کے دس سال بعد حج کے سفر سے واپسی پر عین عید الفطر کے دن یکم شوال ۱۲۵۰ھ بمطابق ۳۱؍جنوری ۱۸۳۵ء کو ریاست ٹونک میں وفات پائی۔ آپ کے صاحبزادے شاہ عبدالغنی ؒ آپ کے جسد مبارک کو دہلی لائے اور آپ کے مرشد حضرت شاہ غلام علی ؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ یہ مقام اب چتلی قبر کے نام سے مشہور ہے۔

آپ کے تین صاحبزادے تھے، شاہ احمد سعید ؒ ، شاہ عبدالغنی مہاجر مدنی ؒ ،اور شاہ عبدالمغنی ؒ ۔ حضرت شاہ ابوسعید ؒ نے اپنی خانقاہ اپنے بیٹے حضرت شاہ احمد سعید ؒ کے سپرد کی اور اپنا جانشین بنایا۔

آپ کے چند خلفاء عظام کے نام:

۱۔ حضرت میاں محمد اصغر ؒ

۲۔ حضرت ملا حسن بخاری ؒ

۳۔ حضرت مولوی حسام احمد ہراتی ؒ

۴۔ حضرت مولوی محبّ اللہ افغان ؒ

۵۔ حضرت میاں محمد جو ؒ

۶۔ حضرت میاں عظیم اللہ ؒ

۷۔ حضرت امیر باجوڑی ؒ

۸۔ حضرت مولوی محمد شریف ؒ

۹۔ حضرت ملا خدا بردی ؒ

۱۰۔ حضرت ملا علاء الدین ؒ

۱۱۔ حضرت ملا غلام محمد اٹکی ؒ

۱۲۔ حضرت ملا عبدالکریم ترکستانی ؒ

۱۳۔ حضرت شاہ سعد اللہ حیدر آبادی ؒ

۱۴۔ حضرت عنبر شاہ ؒ

31.1 ۔ حضرت شاہ عبدالغنی مہاجر مدنی ؒ

حضرت شاہ عبدالغنی ؒ حضرت شاہ ابوسعید ؒ کے دوسرے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ہفتہ ۲۵/شعبان ۱۲۳۵ھ/ ۱۹/جنوری ۱۸۱۹ء کوموضع مغل پورہ قریب سبزی منڈی بیرون شہر دہلی میں ہوئی۔ آپ بچپن سے ہی بہت نیک سیرت تھے۔ آپ کے والد گرامی آپ کو اپنے شیخ حضرت شاہ غلام علی صاحب ؒ کی خدمت میں لے گئے اور ان سے توجہ ڈلوائی۔ آپ کے حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ سے باطنی نسبت تھی۔ آپ اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرماتے تھے کہ میں اس توجہ کا اثر آج بھی محسوس کرتا ہوں۔ آپ نے کم عمری میں ہی اپنے والد سے بیعت کر لی تھی اور ان سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کئے۔ آپ نے موطاء امام محمد اپنے والد گرامی سے پڑھی۔ مشکوٰۃ شریف حضرت شیخ مخصوص اللہؒ سے پڑھی۔ استفادہ سلوکِ باطن تا ولایت کبریٰ اپنے والد، بڑے بھائی شاہ احمد سعید ؒ اور حضرت مرزا عبدالغفور بیگ خرجوی ؒ سے کیا تھا۔ آپ نے پندرہ سال کی عمر میں حفظ قرآن کریم اور دینیات کی تعلیم مکمل کر لی تھی۔ آپ اپنے والد کے ساتھ حج بیت اللہ کے لئے حرمین شریفین گئے اور وہاں علامہ شیخ محمد عابد انصاری سندھی مدنی سے علم حدیث وفقہ پڑھا۔ شیخ ابوزاہد اسماعیل بن ادریسؒ اور مولانا شاہ اسحاق مہاجر مدنی ؒ سے فن حدیث کی تکمیل کی۔ آپ کو احادیث شریفہ کی بہت معلومات تھیں، اختلافات روایت، کتب واسماء الرجال وتاریخ وغیرہ میں ملکہ حاصل تھا۔ آپ نے سنن ابن ماجہ پر حاشیہ لکھا تھا۔ حضرت امام ربانی مجدد الف الثانی ؒ کے مکتوبات تخریج احادیث'' تبریز المکتوبات فی تخریج احادیث المکتوبات'' لکھی۔ تکملہ مقامات مظہری حضرت غلام علی صاحبؒ اور ان کے خلفاء کا احوال لکھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ۱۸۵۹ء میں آپ نے حرمین شریفین کو ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ وہاں آپ نے علوم دینیہ اور احادیث مبارکہ کا درس دینا شروع کر دیا۔

آپ اکثر روضۂ اطہر (ﷺ) کے قریب مستغرق ومراقب رہتے تھے۔ جب آس پاس بیٹھے ہوئے لوگ زور زور سے باتیں کرتے تو آپ کانپ جاتے تھے اور نہایت آہستہ آواز میں فرماتے! صاحبو! شور نہ کرو، دیکھو رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں درس بھی دیا کرتے تھے اور حدیث شریف بھی پڑھاتے تھے۔ آپ کا دہلی آنا جانا رہتا تھا۔ فخر المحد ثین مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا قاسم نانوتوی ؒ آپ کے شاگرد تھے۔

آپ کو کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے فرمایا! آدمی چار قسم کے ہوتے ہیں۔ نامرد، مرد، جوانمرد، فرد۔ دنیا کے سب طالب نامرد ہیں، آخرت کے طالب مرد ہیں، آخرت اور دیدار الٰہی کے

طالب جوانمرد ہیں اور فقط اللہ تعالیٰ کے طالب فرد ہیں۔ آپ نے فرمایا! اللہ کے وعدے ہماری جاگیریں ہیں، ظاہری جاگیروں سے کیا سروکار، نماز کی پابندی، قرآن کی تلاوت، درود شریف کا ورد، لا الہ الا اللہ کا ذکر اور اللہ کا تصور ایسی چیزیں ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ ان کی برکات ظاہر نہ ہوں۔ اگر کسی وجہ سے زندگی میں ظاہر نہ ہوں تو مرنے کے بعد تو ضرور ظاہر جاتی ہیں۔ تمام حکمتوں اور عقلمندیوں کا سر اور بھید خشیتِ الٰہی ہے کہ اس خوف کی وجہ سے اس پر حکمت کا دروازہ غیب سے کھل جاتا ہے۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ انجاح الحاجۃ فی شرح سنن ابن ماجہ

۲۔ تبریز المکتوبات فی تخریج احادیث

۳۔ المکتوبات امام ربانیؒ ۴۔ تحفہ تیموریہ

۵۔ الیانع الجنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی ۶۔ الموردالھنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی

۷۔ شفاءالرسائل (اردو ترجمہ نصاب الاحتساب)

۸۔ القول السنی فی الذب عن شیخ عبدالغنی (جواب ردشفاءالسائل)

۹۔ مکتوبات (جامع حافظ محمد یعقوب مجددی) ۱۰۔ ضمیمہ: تکملہ مقامات مظہری۔ درحالات شاہ غلام علی دہلویؒ

۱۱۔ دیگر چند کتب

۷ر محرم الحرام ۱۲۹۶ھ / ۳۱ر دسمبر ۱۸۷۸ء میں آپ کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں داماد رسول (ﷺ) حضرت عثمان غنیؓ کے قریب حضرت شاہ احمد سعیدؒ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

آپ کے تین نامور خلفاء تھے۔

۱۔ مولانا عبدالحق الہ بادی مہاجر مکیؒ (صاحب الدلائل) (م ۱۳۳۳ھ)

۲۔ شاہ ابواحمد مجددی بھوپالیؒ (م ۱۳۴۲ھ)

۳۔ حضرت شاہ رفیع الدین دیوبندیؒ (مہتمم اول دارالعلوم دیوبند) (م ۱۳۰۸ھ)

حضرت مفتی عزیز الرحمٰنؒ حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے خلیفہ تھے۔

31.2 ۔ حضرت میاں اصغرؒ

حضرت میاں اصغرؒ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے مرید تھے۔ شیخ نے تربیت کے لئے آپ کو حضرت شاہ ابوسعیدؒ کے حوالے کیا تھا۔ آپ ان کی خدمت میں رہ کر سلوک سیکھتے تھے۔ حضرت شاہ ابوسعیدؒ نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ نے اپنے وطن (اٹک) جا کر لوگوں کو بہت فیض پہنچایا۔ پھر آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے اور حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ حرمین شریفین سے واپسی پر راستے میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

31.3 ۔ حضرت مولانا محمد شریفؒ

حضرت مولانا محمد شریفؒ حضرت شاہ ابوسعیدؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ قندھار کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۹۸ھ ۱۷۸۴ء میں ہوئی۔ سترہ سال کی عمر میں اپنے والد گرامی کی اجازت سے علوم ظاہری کے حصول کے لئے سفر اختیار کیا۔ آپ دو سال کابل میں اور سات سال پشاور میں رہے پھر دہلی تشریف لائے اور حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے علوم باطنی حاصل کرنے کی بھی ترغیب دلائی۔ آپ کو علوم ریاضی کا بہت شوق تھا تو آپ رام پور روہیلوں میں پہنچے۔ وہاں مفتی شرف الدین صاحبؒ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے دس سال مفتی صاحب سے استفادہ کیا۔ آپ جب دہلی واپس آئے تو حضرت شاہ غلام علیؒ کا وصال ہو چکا تھا۔ آپ حضرت شاہ ابوسعیدؒ سے بیعت ہو گئے۔ ان کے پاس دو سال رہ کے باطنی علوم کی تکمیل کی۔ اجازت و خلافت لے کر وہاں سے رخصت ہوئے۔ رخصت کے وقت آپ کے شیخ نے آپ کو پیراہن، دستار، کلاہ اور عصا مبارک عنایت فرمایا اور چار باتوں کی وصیت کی۔

۱۔ مذہب حنفیہ کی کتابوں پر عمل کرنا جیسا کہ حضرت امام ربانیؒ کے مکتوبات شریفہ میں فرمایا گیا ہے۔

۲۔ طلبہ کو باطنی توجہ دینا۔

۳۔ دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لئے امیروں سے نہ ملنا۔

۴۔ اغیار کی مجالس سے پرہیز کرنا۔

آپ نے کچھ وقت اجمیر شریف، کلیر شریف اور سرہند شریف میں گزارا پھر دہلی تشریف لائے اور مرشد کی اجازت سے حضرت حافظ عبدالرحمٰنؒ بن شیخ سیف الدین سرہندیؒ کے ساتھ جالندھر تشریف لے گئے۔ جالندھر میں بہت لوگ آپ کے حلقہ ادارت میں شامل ہوئے۔ آپ نے امرتسر، لاہور اور کشمیر کے سفر کئے اور پھر ہوشیار پور میں سکونت

اختیار کرلی۔ آپ کو سات طریقوں سے سند واجازت حاصل تھی جو قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، مداریہ، کبرویہ، قلندریہ اور نقشبندیہ تھے۔ آپ اپنی توجہ صرف نقشبندیہ مجددیہ کی دیا کرتے تھے۔ آپ کے فیض یافتہ لوگوں میں حضرت حاجی محمود جالندھری ؒ، مولوی غلام حسین ہوشیارپوری ؒ، مولوی احمد یار امرتسری ؒ، مولوی شمس الدین وزیر آبادی ؒ، مولوی کرم بخش پھلوری ؒ، سید ہمیر شاہ صاحب، شیخ ابراہیم، شیخ اسماعیل ؒ، میاں عبدالرحمٰن ؒ، اخوند محمد شاہ ؒ، مولانا محمد یٰس ہوشیارپوری ؒ، مولانا عبدالرزاق کشمیری لدھیانوی ؒ، صمد شاہ صاحب کشمیری امرتسری ؒ شامل ہیں۔

آپ نے وصیت کی کہ اگر میں بیاس ندی کی غربی جانب انتقال کروں تو مجھے لاہور مقبرہ حضرت علی ہجویریؒ کے پاس سپرخاک کیا جائے۔ اور اگر میں ندی کی مشرقی جانب انتقال کروں تو مجھے سرہند شریف میں دفن کیا جائے۔ آپ کا انتقال ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء میں ہوشیارپور میں ہوا۔ آپ کے جنازے کو سرہند شریف لاکر حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ کے روضہ انور کے قریب دفن کیا گیا۔

31.4 ۔ حضرت ملا غلام محمد ؒ

حضرت ملا غلام محمد ؒ نے حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ کی حیات میں ہی حضرت شاہ ابوسعید ؒ سے نسبت حاصل کرلی تھی۔ آپ اپنے وطن واپس جاکر لوگوں کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض وبرکات سے مستفید کرتے رہے۔ آپ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ وہاں سے واپس آتے ہوئے راستے میں انتقال فرماگئے۔

31.5 ۔ حضرت ملا علاء الدین ؒ

حضرت ملا علاء الدین ؒ حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ سے بیعت ہوکر سلوک کے منازل طے کرتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد آپ حضرت شاہ ابوسعید ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ خلافت ملنے کے بعد پشاور تشریف لے گئے۔ وہاں کا حاکم آپ کی بہت عزت کرتا تھا اور آپ کے حلقہ ادارت میں شامل ہو گیا۔ لیکن آپ کا اس کی طرف زیادہ جھکاؤ نہیں تھا۔ آپ عوام کی طرف زیادہ متوجہ رہتے۔ لوگوں نے آپ سے بہت فوائد حاصل کیے۔

32 ۔ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی دہلوی مہاجر مدنیؒ

حضرت شاہ احمد سعیدؒ حضرت شاہ ابوسعیدؒ کے فرزند، جانشین اور خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش یکم ربیع الاول ۱۲۱۷ھ بمطابق ۳۱؍جولائی ۱۸۰۲ء میں رام پور (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کی کنیت ابوالمکارم تھی۔ آپ نے اپنے والد گرامی کے زیر تربیت قرآن کریم حفظ کیا۔ آپ نے بیس سال کی عمر میں سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کر لی تھی۔ دس سال کی عمر میں آپ نے حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے بیعت کی اور سلوک کے اسباق طے کئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد آپ نے اپنے والد گرامی حضرت شاہ ابوسعیدؒ سے روحانی توجہات لیں اور مقامات طے کئے اور ان سے بھی خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے اکثر کتب تصوف مثلاً رسالہ قشیریہ، عوارف و معارف، احیاء العلوم، مکتوبات شریف اور مثنوی مولانا روم حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ سے پڑھیں۔ آپ نے حدیث کی بعض کتابیں بھی پڑھیں۔ مولوی فضل امامؒ (والد مولانا فضل حق خیر آبادیؒ)، مفتی شرف الدین حنفی رام پوریؒ، شاہ سراج احمد مجددیؒ، مولوی محمد اشرفؒ، مولوی نورؒ اور مولوی رشید احمد خان سے آپ نے کتب معقول و منقول پڑھیں۔ ان کے علاوہ آپ حضرت شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ سے بھی درس لیا کرتے تھے۔

۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا اس لئے حکومت کی نظر میں آپ مشکوک ہو گئے تھے۔ آپ نے اپنی خانقاہ اور تسبیح خانہ اپنے مرید اور خلیفہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حوالے کر کے حرمین شریفین روانہ ہو گئے۔ آپ ماہ صفر ۱۲۷۲ھ کو مکہ مکرمہ پہنچے آپ نے چار ماہ وہاں قیام کیا اور پھر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ آپ نے وہاں سے تحریر فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی اجازت سے میں نے مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کر لی ہے۔ آپ کے وہاں رہنے کی وجہ سے وہاں کے لوگ بھی آپ کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ وہاں آپ کے ہاں روزآنہ تین مرتبہ حلقہ، مراقبہ اور ختم شریف ہوتا تھا۔ آپ نہایت کریم النفس، رقیق القلب، دائم الذکر اور صاحبِ رحمت و شفقت انسان تھے۔ اگر مریدمیں سے کسی سے غلطی ہو جاتی تو آپ اسے اپنی طرف منسوب کر لیتے تھے۔

آپ نے فرمایا! ایک دفعہ میں حضرت شاہ (غلام علی دہلوی) صاحبؒ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت شاہؒ صاحب نے فرمایا! حضرت مجدد الف الثانیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امام مہدیؑ میری اولاد سے یہ نسبت حاصل کریں گے۔ حضرت شاہ احمد سعیدؒ فرماتے ہیں کہ مجھے بنظر کشفی اس طرح معلوم ہوا کہ میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس

لڑکے کی اولاد سے کریں گے۔ جب حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ نے اپنے شدید مرض میں حضرت شاہ ابوسعید ؒ کو اپنی جگہ مسند نشینی کے لئے طلب کیا تو فرمایا! برخوردار احمد سعید ؒ کو اپنی جگہ مقرر کر دیں۔ حضرت اقدس ؒ کی یہ تحریر آپ کی سعادت مندی اور بلندی درجات کی علامت تھی۔

حضرت شاہ احمد سعید ؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرہند شریف کی خانقاہ میں رمضان المبارک میں تراویح کے وقت مشاہدہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کبار صحابہ کرام ؓ کے ساتھ اس احقر کا قرآن مجید سننے کے لئے تشریف لائے ہیں اور قرأت سننے کے بعد تعریفی کلمات ارشاد فرما کر تشریف لے گئے۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ: ص۲۰۹)

بروز منگل ۲/ربیع الاول ۱۲۷۷ھ بمطابق ۱۸ ستمبر ۱۸۶۰ء کو آپ نے مدینہ منورہ میں ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی اور جنت البقیع میں حضرت عثمان غنی ؓ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

آپ کی اولاد میں حضرت عبدالرشید ؒ، حضرت عبدالحمید ؒ، حضرت محمد عمر ؒ، حضرت محمد مظہر ؒ اور ایک صاحبزادی روشن آرا تھیں۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ سعید البنیان فی مولد سید الانس والجان (اردو)

۲۔ الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف (فارسی)

۳۔ اثبات المولد والقیام (عربی)

۴۔ الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ (فارسی)

۵۔ انہار اربعہ (فارسی)

۶۔ تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ المسائل الاربعین (فارسی)

۷۔ مجموعہ مکتوبات (فارسی)

۸۔ فتاویٰ

آپ کے اسی (۸۰) خلفاء تھے۔

32.1 ۔ حضرت شاہ عبدالمغنیؒ

حضرت شاہ عبدالمغنیؒ حضرت شاہ ابوسعیدؒ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۴ء کو ہوئی۔ جب آپ گیارہ سال کے تھے تو آپ کے والد گرامی کا انتقال ہوگیا۔ حفظ قرآن اور علم فقہ وحدیث پڑھنے کے بعد آپ نے اپنے بڑے بھائی شاہ احمد سعیدؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور سلوک کی منازل طے کیں اور انہوں نے آپ کو خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ اس کے بعد حضرت شاہ خطیب احمد فرزند شاہ رؤف احمدؒ کی صحبت میں حاضر رہ کر مقاماتِ سلوک حاصل کئے۔ جنگ آزادی کے بعد آپ نے بھی مدینہ منورہ ہجرت فرمالی اور وہاں سکونت اختیار کر لی۔

آپ کا انتقال ۱۲/ربیع الاول ۱۲۹۲ھ /۱۸۷۵ء میں مدینہ منورہ میں ہوا اور جنت البقیع میں حضرت عثمان غنیؓ کے قریب اپنے بھائیوں کے ساتھ مدفون ہوئے۔

آپ کے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ جن میں دو کے نام مصباح الغنیؒ اور ابراہیم تھے۔

32.2 ۔ حضرت شاہ عبدالرشید فاروقی مجددیؒ

حضرت شاہ عبدالرشیدؒ حضرت شاہ احمد سعیدؒ کے بڑے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۷ھ/۱۸۲۲ء کو لکھنؤ میں ہوئی۔ آپ پانچ سال کی عمر سے اپنے والد کے حلقوں میں شرکت کیا کرتے تھے۔ حضرت احمد سعیدؒ آپ پر توجہ فرماتے رہتے تھے۔ سات سال کی عمر میں ۲۷/ماہ رمضان بعد نماز تراویح حضرت شاہ احمد سعیدؒ نے آپ کو بیعت کرلیا۔ بیس سال کی عمر میں آپ علوم ظاہری و باطنی سے فارغ ہوگئے۔ اسی زمانے میں آپ حج بیت اللہ اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کے والد حضرت شاہ احمد سعیدؒ نے آپ کو خلعتِ خاص وخلافت سے نوازا۔ پھر آپ واپس دہلی تشرف لے آئے اور مریدین کے تعلیم وتربیت میں مصروف ہوگئے۔ رام پور کے نواب کلب علی خان صاحب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ نواب کلب علی خان صاحب کے والد کا مذہب شیعہ تھا وہ چاہتے تھے کہ بیٹا بھی اسی مذہب پر رہے۔ ان کے والد نے دھمکی دی کہ اگر وہ سنّی مذہب اختیار کریں گے تو ان کو ریاست اور جائیداد سے محروم کردیا جائے گا۔ لیکن وہ استقامت اور صراط مستقیم پر قائم رہے۔

حضرت شاہ عبدالرشیدؒ کے والد حضرت شاہ احمد سعیدؒ کو مرض الموت لاحق ہوگیا تو آپ ان کے پاس تشریف

لے گئے۔ انہوں نے آپ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ آپ اپنے والد کی جگہ حلقہ و مراقبہ کرایا کرتے تھے۔ والد کے انتقال کے بعد ان کے تمام مریدین نے آپ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی۔ آپ دس سال تک اس مسند ارشاد پر فائز رہے۔ آپ بے حد منکسر مزاج تھے۔ آپ جب دوسری دفعہ حرمین شریفین گئے تو پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔

آپ کا انتقال ۱۶/ذوالحجہ ۱۲۸۶ھ/۱۸۷۰ء کو مکہ معظّمہ میں ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے بھائی حضرت شیخ محمد عمر مجددیؒ نے پڑھائی۔ آپ مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے روضہ کے قریب مدفون ہوئے۔

آپ کے دور میں فرقہ وارانہ اختلافات بہت زیادہ ہو گئے تھے۔ عرب میں وہابی فرقہ پیدا ہو گیا تھا۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت شاہ محمد معصوم مجددی رام پوریؒ (صاحبزادے)

۲۔ حضرت شیخ منصور احمد رامپوریؒ

۳۔ حضرت حافظ جمیل الرحمٰن رامپوریؒ

۴۔ حضرت شیخ محمد یوسفؒ (مدینہ منورہ)

۵۔ حضرت محمد یعقوبؒ (حضرت شیخ محمد یوسفؒ کے بھائی)

۶۔ حضرت حافظ نوازش باقیؒ (رام پور)

۷۔ مرزا محمد نقشبندیؒ (شاہ رخ بیگ دہلوی)

۸۔ حضرت ملا رحمت اللہ بخاریؒ

۹۔ حضرت ملا نور احمد غزنویؒ

۱۰۔ حضرت ملا محمد تاج الدینؒ (مدینہ منورہ)

۱۱۔ حضرت مولانا فیض القادر بنارسیؒ

۱۲۔ حضرت سید عبداللہ بدخشانیؒ

۱۳۔ حضرت مولانا شاکر آفندی ازمیریؒ (ترکی)

۱۴۔ حضرت حافظ عثمان آفندی نوری ازمیریؒ (ترکی)

۱۵۔ حضرت مولوی بخاری قعقندیؒ

۱۶۔ حضرت ملا شیریں کلابیؒ

۱۷۔ حضرت حاجی عثمان انقرویؒ (ترکی)

۱۸۔ حضرت حاجی عمر آفندیؒ (ترکی)

۱۹۔ حضرت حاجی حسین آفندیؒ (ترکی)

۲۰۔ حضرت شیخ عبدالرزاق قازانیؒ (تاتارستان)

۲۱۔ حضرت حاجی ملا ولی قازانیؒ (تاتارستان)

۲۲۔ حضرت حاجی حسین قازانیؒ (تاتارستان)

۲۳۔ حضرت حاجی حمید مرغنانیؒ (ازبکستان)

۲۴۔ حضرت حاجی محمود بخاریؒ

۲۵۔ حضرت ملا عبیداللہ مرغنانیؒ (ازبکستان)

۲۶۔ حضرت سید ناصر وزیر دہلویؒ

۲۷۔ حضرت صوفی دراست اللہ بنگالیؒ

۲۸۔ حضرت ملا محمد یوسف بخاریؒ

۲۹۔ حضرت سید عبدالقادر ہاشمی مدنیؒ

۳۰۔ حضرت شیخ ابوالحسن سامن مدنیؒ

۳۱۔ حضرت شیخ عبدالحفیظ الیاس مدنیؒ

۳۲۔ حضرت سید امیر نواب بہاریؒ

۳۳۔ حضرت مولانا ابوالبرکات بہاریؒ

32.2.1 ۔ حضرت شاہ محمد معصوم فاروقی مجددیؒ

حضرت محمد معصومؒ حضرت شاہ عبدالرشیدؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰/شعبان ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۷ء کو دہلی میں ہوئی۔ آپ نے کم عمری میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔ پھر آپ نے اپنے والد اور دادا سے علوم ظاہری و باطنی سیکھے۔ اپنے چچا شاہ محمد مظہرؒ اور شاہ عبدالغنیؒ سے علوم معقول و منقول پڑھے۔ آپ اپنے دادا کے انتقال کے بعد اپنے والد سے خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے والد حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے تو آپ کو اپنا قائم مقام اور جانشین بنا گئے۔ نواب رام پور کلب علی خان کی درخواست پر آپ رام پور آ گئے۔ آپ ۳۲ سال رام پور میں رہے پھر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ ۱۳۴۱ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔

آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ ابو طاہر محمد سیف الدین، حافظ ابو اشرف محمد عبدالقادر، حافظ ابوالفیض محمد عبدالرحمٰن اور میاں ابوسعید ہیں۔ آپ کے تمام صاحبزادے آپ سے بیعت تھے۔

32.3 ۔ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی مجددیؒ

حضرت شاہ محمد عمرؒ حضرت شاہ احمد سعیدؒ کے دوسرے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت شوال ۱۲۴۴ھ/۱۸۲۸ء کو دہلی میں ہوئی۔ آپ نے پانچ سال کی عمر میں اپنے دادا حضرت شاہ ابوسعیدؒ کی زیارت کی تھی۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی۔ مولوی حبیب اللہؒ سے حدیث شریف اور اپنے چچا شاہ عبدالغنیؒ سے اکثر علوم دینیہ اور تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد اپنے والد سے بیعت ہوئے۔ انہوں نے آپ کو مقامات عالیہ تک پہنچا کر خلافت سے سرفراز کیا۔ آپ کی روحانی تعلیمات ملائیشیا تک پہنچیں۔

آپ نے اپنے والد گرامی کے ہمراہ ۱۸۵۷ء میں حرمین شریفین کی ہجرت فرمائی۔ آپ مدینہ منورہ میں کچھ عرصہ رہے اور پھر مکہ مکرمہ تشریف لے آئے۔ آپ کے والد کے انتقال کے بعد ان کے مریدین نے آپ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی۔

آپ کو خواب میں حضرت بہاء الدین نقشبندؒ نے اپنی کلاہ پہنائی اور مدینہ منورہ میں مواجہ شریف میں حاضری پر سرور دو عالم ﷺ سے خلعت عالی عطا ہوئی۔ آپ نرم کلام اور شیریں گفتار تھے۔

آپ آخری عمر میں اپنے صاحبزادے حضرت شاہ ابوالخیرؒ کے نکاح کے سلسلہ میں رام پور (انڈیا) تشریف لائے۔ آپ کا انتقال ۲/محرم الحرام ۱۲۹۸ھ/ دسمبر ۱۸۸۱ء کو رام پور میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے

صاحبزادے حضرت شاہ ابوالخیرؒ آپ کے جانشین بنے۔ انہوں نے خانقاہ مظہریہ، دہلی کی انتظامی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔

آپ کے خلفاءکرام:

۱۔ حضرت شیخ شاہ ابوالخیر عبداللہ مجددی نقشبندیؒ

۲۔ حضرت حاجی محمد بفاویؒ

32.4 ۔ حضرت شاہ محمد مظہر فاروقی مجددیؒ

حضرت شاہ محمد مظہرؒ حضرت شاہ احمد سعید کے سب سے چھوٹے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۳/ جمادی الاول ۱۲۴۸ھ/ستمبر ۱۸۳۳ء کو دہلی میں ہوئی۔ نو سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ پھر کتب درسیہ اور دینیہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے استاد مولانا حبیب اللہؒ تھے۔ حدیث کی صحاح ستہ کتب آپ نے حضرت شیخ عبدالغنی محدثؒ سے پڑھیں۔ تصوف کی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ ایک خاص وقت میں والد ماجد نے آپ کو طلب کیا اور بیعت فرمایا۔ بائیس سال کی عمر میں آپ ظاہر و سلوک باطن سے فارغ ہو گئے تھے اور مجازِ خلافت ہوئے۔ آپ حج بیت اللہ کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ ان کی مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور اشاعت طریقت و شریعت میں مصروف ہو گئے۔ آپ قوی النسبت اور کثیر الارشاد بزرگ تھے۔ سمرقند، بخارا، قزان، روم، افغانستان، ایران، جزیرۃ العرب اور شام کے سینکڑوں لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ کے قریب (باب جمعہ کی طرف باب النساء اور جنت البقیع کے درمیان) ایک خوشنما و عمدہ خانقاہ تعمیر کی جو ''رباط مظہری'' کے نام سے مشہور تھی جس میں زائرین قیام کیا کرتے تھے اس میں ایک لائبریری بھی تھی۔ ۱۹۶۶ء میں سڑک کی توسیع کی وجہ سے ختم کر دی گئی۔

آپ نے اپنے والد بزرگوار کے حالات میں مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ (فارسی) لکھی۔

آپ کا انتقال ۱۱/محرم الحرام ۱۳۰۱ھ /۱۲/نومبر ۱۸۸۴ء کو مدینہ منورہ میں ہوا۔ آپ جنت البقیع میں حضرت عثمان غنیؓ کے قریب مدفون ہوئے۔

آپ کے چھ صاحبزادے تھے، جن میں شیخ احمد بہاء الدینؒ نے حضرت شیخ مظہرؒ (خلیفہ حضرت سید محمد صالح زواویؒ) سے سلوک کی تعلیم حاصل کی۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ مقاماتِ سعیدیہ (والد صاحب کی سوانح عمری)

۲۔ الدرس المنظم فی القیام تجاۃ القبر المکرّم

۳۔ رشحاتِ عنبریہ

۴۔ مناقبِ احمدیہ ومقاماتِ سعیدیہ

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت شیخ محمد صالح زواوی مکی ؒ

۲۔ حضرت شیخ عبدالحمید داغستانی ؒ

۳۔ حضرت شیخ ابراہیم غزنوی ؒ

۴۔ حضرت سید محمد مکی ؒ

۵۔ حضرت شیخ ملا نعمان آفندی ؒ

۶۔ حضرت سید محمود مدرسی (مقامات الخیر)

32.5 ۔ حضرت مولانا محمد ارشاد حسین فاروقی مجددی ؒ

حضرت مولانا ارشاد حسین ؒ حضرت شاہ احمد سعید ؒ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حکیم احمد حسین ؒ تھا۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت خواجہ محمد یحییٰ ؒ سے امام ربانی حضرت مجدد الف الثانی سے ملتا ہے۔ آپ جید عالم وفاضل تھے۔ آپ نے باطنی علوم کے حصول کے لئے حضرت شاہ احمد سعید ؒ سے بیعت کی۔ آپ نے نہایت محنت و لگن سے سلوک مجددیہ میں کمال حاصل کیا۔ آپ کے اخلاق وعادات اپنے شیخ حضرت شاہ احمد سعید ؒ سے بے حد ملتے جلتے تھے۔ آپ شمشیر زنی میں خوب مہارت رکھتے تھے۔ آپ کا انتقال ۱۵/جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ /۱۸۹۳ء میں رام پور میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے ہوئے، احسان حسین، عرفان حسین، معوان حسین، رضوان حسین اور ایمان حسین۔ آپ کے خلیفہ حضرت حافظ عنایت اللہ رام پوری ؒ تھے جو آپ کے جانشین بنے۔

32.5.1 ۔ حضرت حامد علی خان نقشبندی مجددیؒ

حضرت حامد علی خان نقشبندی مجددیؒ حضرت حافظ عنایت اللہ رام پوریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ اپنے مرشد کے جانشین بنے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولانا شید اعلی خانؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء کو رام پور (انڈیا) کے علمی گھرانے میں ہوئی۔

آپ نے علوم اسلامیہ مدرسہ عالیہ رامپور سے ۱۹۳۰ء میں سند فراغت حاصل کی۔ آپ کے استاد مولانا عبدالحق خیرآبادیؒ فرزند علامہ فضل حق خیرآبادیؒ تھے۔ آپ نے حضرت حافظ عنایت اللہ رام پوریؒ سے بیعت ہوکر سلوک مجددیہ طے کئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ ۱۹۳۲ء میں مدرسہ خیرالمعاد، رہتک (انڈیا) میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد آپ نے پاکستان آکر ملتان میں مدرسہ اسلامیہ خیرالمعاد کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۵۱ء میں آپ کو حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

آپ کی وفات ۷/جنوری ۱۹۸۰ء / ۱۸/صفر المظفر ۱۴۰۰ھ کو ہوئی اور آپ کا مزار ملتان میں ہے۔

32.6 ۔ حضرت مولانا ولی النبیؒ

حضرت مولانا ولی النبی فاروقیؒ نے باطنی فیض حضرت شاہ احمد سعیدؒ سے حاصل کیا۔ آپ کی ولادت ۱۰/شوال ۱۲۶۵ھ بروز پیر رامپور میں ہوئی۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت خازن الرحمۃ محمد سعیدؒ سے امام ربانی مجدد الف الثانیؒ سے ملتا ہے۔ آپ نے چار سال کی عمر میں دوسرے بچوں کو قرآن پڑھتے ہوئے سن کر تیسواں سپارہ حفظ کر لیا تھا۔ پھر آپ نے باقاعدہ قرآن کریم حفظ کیا۔ کلکتہ اور دہلی سے مزید تعلیم حاصل کی۔ دہلی میں حضرت شاہ احمد سعیدؒ سے سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے شب وروز میں زیادہ تر وقت عبادات وریاضات میں گزرتا تھا۔ آپ نے کچھ عرصہ خانقاہ مظہریہ، دہلی کی انتظامی ذمہ داریاں بھی سنبھالی تھیں۔ پھر جب حضرت ابوالخیر مجددیؒ نے یہ ذمہ داریاں سنبھال لیں تو آپ رام پور منتقل ہوگئے۔ آپ بڑے عالم وفاضل، صالح ومتقی انسان تھے۔ حسن اخلاق اور صبر وقناعت آپ کے مزاج کا حصہ تھا۔ رام پور میں آپ کا قیام رہا۔ وہاں آپ نے طریقت وشریعت کے تعلیم وتربیت کا سلسلہ قائم کیا۔

آپ کے پانچ خلفاء ہیں۔ منشی شیخ محمد رشد علی خان ؒ (صاحبزادے)، حاجی مولوی محمد مجتبیٰ خان ؒ ، پائندہ خان، مولوی عبدالعزیز ؒ ، مولوی سید محمد حسین ؒ ۔

منشی شیخ محمد رشد علی خان ؒ نے فیض باطنی اپنے چچازاد بھائی اور امروہہ کے رئیس حافظ محمد عباس علی خان ؒ سے حاصل کیا اور ان سے خلافت پائی۔ انہی کی توسط سے آپ حضرت مولانا ولی النبی ؒ تک پہنچے تھے۔

آپ کا انتقال ۱۲/ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ/جولائی ۱۹۰۳ء میں رام پور میں ہوا۔ آپ کے جنازے میں شہر کی معروف شخصیات کے سمیت ایک کثیر مجمع نے شرکت کی اور رام پور میں اپنی زمینوں پر مدفون ہوئے۔

32.7 ۔ حضرت میاں احمد یار ؒ

حضرت میاں احمد یار ؒ حضرت شاہ احمد سعید ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا پیشہ تجارت تھا۔ آپ نے سلوک حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ کی خدمت میں رہ کر طے کیا۔

32.8 ۔ حضرت مولانا شاہ عبدالسلام واسطی ہسوی ؒ

حضرت مولانا شاہ عبدالسلام واسطی ہسوی ؒ حضرت شاہ احمد سعید ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۴ھ/۱۸۱۸ء میں ہسویٰ (فتح پور) میں ہوئی۔ آپ حضرت سید شاہ ابوالقاسم نقشبندی ؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد اپنے چچا حضرت سراج الدین احمد ؒ ، مولوی معین کاروی ؒ اور مولانا محمد معین لکھنوی ؒ سے اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے حدیث کی صحاح ستہ حضرت شیخ عبدالغنی مجددی ؒ سے پڑھیں۔ ۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ء کو آپ تعلیم سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ نے حضرت شاہ احمد سعید ؒ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلوک کے منازل طے کئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ بڑے عالی نسبت اور صاحب استقامت بزرگ تھے۔ ہندوستان کے کثیر علاقوں میں آپ نے نقشبندی سلسلہ کو عروج عطا کیا۔ آپ نے ۱۲۸۲ھ میں حج کی سعادت حاصل کی۔ وہاں آپ نے حضرت شیخ احمد دحلان مکی ؒ سے اجازتِ حدیث کی سند حاصل کی۔ آپ کی وفات ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء میں ہوئی۔

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ (موسیٰ زئی شریف)

33 ۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ

حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ حضرت شاہ احمد سعیدؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۱۶ھ / ۱۸۰۱ء میں قندھار میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام اخوند ملاّ علی تھا جو یوسف زئی درانی افغان قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ قندھار کے رہنے والے تھے۔ بچپن سے ہی آپ پر فقراء کی محبت کا غلبہ تھا۔ آپ کابل میں تحصیل علم میں مشغول تھے کہ ایک دن اچانک بے ہوش ہو گئے اور یہ بیہوشی تیرہ دن تک جاری رہی۔ اس وقت آپ کی زبان سے بے ساختہ نکلا ''اللہ ھو'' اور سبحان اللہ کا ورد جاری ہو گیا پھر آپ کی طبیعت بحال ہو گئی۔ آپ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کیفیت کی وجہ کیا ہے اور اس کا انجام کیا ہو گا۔ آپ کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ آپ نے صرف ونحو اور منطق کی تعلیم حاصل کی۔ لیکن آپ کے دل کو تسلی نہیں ہوئی تو آپ اہل اللہ کی تلاش میں نکل پڑے۔ آپ نے علم کے حصول کے لئے مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، پشاور، بغداد، کردستان، بصرہ وغیرہ کے سفر کئے۔

ایک مرتبہ آپ مسجد نبوی میں مواجہ شریف کے قریب نماز و ذکر میں مشغول تھے کہ آپ کے دل میں حضرت شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی شاہ صاحب دہلویؒ سے ملاقات کی خواہش پیدا ہوئی۔ آپ حج سے فارغ ہو کر حرمین شریفین سے چل کر قندھار پہنچے اور پھر غزنی اور کابل کے راستے پشاور پہنچے۔ وہاں آپ کو حضرت شاہ صاحب کے وصال پُر ملال کی خبر ملی۔ آپ وہاں ہی سے واپس قندھار آ گئے اور علوم ظاہری کے حصول میں شریک ہو گئے۔ لیکن آپ کا دل اس میں نہ لگ سکا۔ آپ بغداد تشریف لے گئے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار پر حاضری دی وہاں سے کردستان کے شہر سلیمانیہ پہنچے۔ ایک بزرگ شیخ عبداللہ ہراتیؒ بہت مشہور تھے جو حضرت شیخ خالد کردیؒ کے خلیفہ تھے، آپ ان سے ملنے ہرات تشریف لے گئے اور تین ماہ ان کے پاس گزارے۔ آپ کا باطنی اضطراب اور بڑھتا گیا تو شیخ عبداللہؒ نے فرمایا کہ تم حضرت شیخ شاہ ابوسعید دہلوی صاحبؒ کے پاس جاؤ وہاں ان شاء اللہ تمہیں سکون نصیب ہو گا۔ آپ مرشد کی تلاش میں قلات (بلوچستان) سے ہوتے ہوئے بمبئی پہنچے اور شیخ الشیوخ حضرت ابوسعیدؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ میں حج پر جارہا ہوں، آپ یا تو یہاں ہی ٹھہریں یا پھر دہلی چلے جائیں اور میرے فرزند احمد سعیدؒ سے توجہات حاصل کریں۔ چنانچہ آپ دہلی روانہ ہو گئے اور شاہ احمد سعیدؒ کی خدمت میں سوا سال رہے اور ان سے اجازت طریقہ نقشبندیہ،

قادریہ سہروردیہ اور چشتیہ حاصل کی۔ بعدازاں آپ کو آٹھوں سلاسل میں خلافت عطا ہوئی۔ اس کے بعد اپنے شیخ کے حکم پر خراسان چلے گئے۔ حضرت شاہ احمد سعید ؒ کی آپ پر خصوصی عنایات تھیں۔ انہوں نے متعدد خطوط آپ کو لکھے جو ''تحفہ زواریہ'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

حضرت شاہ احمد سعید ؒ نے جو اجازت نامہ فارسی میں اپنے دستِ مبارک سے تحریر کر کے آپ کو عطا فرمایا تھا اس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از حمد وصلوٰۃ پاک کے فقیر احمد سعید جو نسباً اور طریقاً دونوں مجددی ہے۔ جملہ برادرانِ طریقت کی خدمات جلیلہ میں واضح کرنا چاہتا ہے کہ میرے بھائی صلاحیت وکمالات مرتبت حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولانا دوست محمد صاحب قندھاری ؒ ، اللہ کریم ان کو مزید بر مزید نیک کاموں کی توفیق عنایت فرمائے۔ اس لاشئی احمد سعید نقشبندی مجددی کے پاس آ کر داخل طریقہ شریفہ ہوئے اور ایک سال سے زیادہ عرصہ فقیر کی صحبت میں توجہات لیتے رہے۔ اول فقیر نے ان کے لطائفِ عشرہ پر بطریق طفرہ توجہ کی اور پھر دوسری بار ہر ہر مقام ولایاتِ ثلاثہ (ولایت صغریٰ وکبریٰ وعلیا) میں سے ان کو توجہ قاہرہ سے نوازا گیا اور فی الفور ان مقاماتِ شریفہ کے آثار اور انوار ان پر چھا گئے اور وہ ان میں مستغرق اور رنگین ہو گئے۔ اور ان مقامات کی کمال لذت ملی اور ان کی چاشنیوں سے سیراب ہوئے اور ہر لطیفہ کے انوار اور آثار انہوں نے خود بھی دیکھے اور ان کی فنا وبقا دونوں ان کو حاصل ہوئی اور ان کی لذتوں سے مخمور ومسرور ہوئے۔ فالحمدللہ۔

لہٰذا فقیر ان کو طریقہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ کی اپنے مریدوں کی تعلیم دینے کی اجازت دیتا ہوں۔ اللہ کریم ان کی عمر میں بے حد برکت رکھے اور ان کو موجبِ ترویج طریقہ شریفہ بنائے اور اجازت کی شرط شریعت مطہرہ پر کمال اور سنت سنیہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیہ کی کمال پابندی اور بدعت سے پرہیز ہے۔ دوامِ ذکر اور شغل معہ اللہ سبحانہٗ اور لوگوں سے منہ موڑنا ان کے ساتھ فضول مجالس نہ کرنا اور یہ سمجھنا کہ یہ لوگ سب ماسوا ہیں اور مجھے کچھ بھی نہیں دے سکتے ان سے بالکل ناامید رہنا اور سب بھروسہ اور امید اللہ قادر وذوالجلال سے رکھنی اور صبر، رضا، قناعت، تسلیم وتوکل کو اپنا شیوہ بنانا۔ یہ سب اجازت وخلافت کی شرطیں ہیں۔ (فیوضاتِ سراجیہ)

حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری ؒ نے ارشاد فرمایا کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلوت در انجمن ہے اور بس۔ آپ نے فرمایا کہ کم کھانا یہ طریقہ ارباب ریاضت اور مجاہدہ کا ہے۔ اس طریقہ انیقہ نقشبندیہ میں خوب پیٹ بھر کر کھاؤ

اوراسے اسم ذات مبارک سے ہضم کرو۔ یہ گوشہ نشینی، کم کھانے پینے، ریاضت، مجاہدہ طریقہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ شریفہ میں ضروری ہے۔ اس طریقہ شریفہ نقشبندیہ میں شریعت کے مطابق عمل اور بدعات ناپسندیدہ سے پرہیز اوراپنے مرشد سے رابطہ اور محبت اور خدمت کرنی شرط اولین ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ عالیہ سیدنا صدیق اکبرؓ سے شروع ہوتا ہے جن کی شان میں حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا! حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت تمام مسلمین پر اس لئے ہے کہ تصدیق قلبی اور رابطہ ومحبت حضور رسول اللہ ﷺ ان کے قلب کی گہرائی میں سراہیت کرگئی تھی۔ جس سے صدیق اکبرؓ کو افضل المومنین کو درجہ عطا ہوا۔

آپ کے شیخ نے اجازت وخلافت کے بعد ایسی جگہ جانے کے لئے فرمایا جہاں پشتو اور پنجابی زبانوں کا سنگم ہو۔ چنانچہ آپ نے موسیٰ زئی (ڈیرہ اسماعیل خان سے ۱۴ میل جنوب مغرب میں) قیام کیا۔ خراسان، خیبر پختون خواہ میں بے شمار لوگ مستفیض ہوئے۔

خانقاہ کی تعریف:

خانقاہ ایک ایسی چاردیواری کا نام ہے جس میں ذاکرین ودرویشان اور طالبانِ خدا کی رہائش کے لئے چند حجرے ہوں اور عبادت الٰہی کے لئے ایک مسجد اور صحبتِ شیخ کے لئے تسبیح خانہ یعنی وہ خلوت کی جگہ جہاں طالبانِ خدا آکر ذکر الٰہی کی دولت سے سرفراز ہوں اور مرشد یا شیخ سے بیعت ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہوں یا توجہات باطنی لینے سے شرفیاب ہوتے ہوں تو ایسے مجموعہ مکانات کو خانقاہ کہتے ہیں اور اس عمارت کی تعمیر شیخ وقت کے لئے بہت ضروری ہوتی ہے۔

خانقاہ ناوۂ ترکیاں:

آپ کے عقیدت مندوں اور مریدوں نے علاقہ قندھار (افغانستان) میں ایک خانقاہ بنائی۔ آپ نے اس میں آٹھ سال گزارے۔ قوم ترائی جرائم پیشہ تھی۔ آپ نے بہت کوشش کی کہ وہ راہ راست پر آجائیں لیکن وہ اپنی حرکتوں سے بازنہیں آتے تھے۔ آپ نے دلبرداشتہ ہوکر وہاں سے نقل مکانی کرلی۔

خانقاہ لوڑگئی:

جب آپ کی دلبرداشتگی کا علم علاقہ غنڈان، مضافات قندھار کے رئیس ملا عبدالحق کو ہوا تو وہ اپنے ایک عزیز حاجی محمد صدیق کے ہمراہ آپ کی خدمت میں پہنچے اورعرض کیا کہ ہم آپ کے لئے علاقہ غنڈان میں ایک خانقاہ تعمیر کروادیتے ہیں۔ آپ نے ان کا اخلاص وشوق دیکھ کران کو اجازت دے دی۔ اس طرح آپ غنڈان کے مقام لوڑگئی میں تعمیر شدہ خانقاہ میں

منتقل ہوگئے۔ جس میں درویشوں، طالبین، زائرین اور مریدین کے قیام کے لئے آٹھ حجرے، ایک حویلی حرم سرا اور چھ کمرے وغیرہ، وہاں کام کرنے والوں کی رہائش گاہ اور مستورات و ذاکرات کے لئے کمرے، لنگر خانہ اور تسبیح خانہ وغیرہ بنوائے۔ یہ خوانقان لوڑگئی کے نام سے مشہور ہوئی۔

خانقاہ موسیٰ زئی:

آپ موسم گرما میں ڈیرہ اسماعیل خان کے شہر چودھوان کے مغرب میں پہاڑ کے دامن میں علاقہ دامان کے اندر اپنی گڑھی قوم شادی زئی کے ساتھ خیموں میں رہتے تھے۔ آپ کے پاس کثیر تعداد میں لوگ ملنے کے لئے آتے تھے۔ علاقے کے لوگ بھی آپ کے عقیدت مند تھے۔ اس لئے ملنے جلنے والوں کی وجہ سے یہ جگہ تنگ ہونے لگی تھی۔ اس لئے چودھوان میں رہنے والے دو صاحب حیثیت افگر اد خان، غلام نبی خان اور شہر کے قاضی مولانا فتح محمد صاحب نے چودھواں میں ایک خانقاہ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ کلاچی قبیلہ کے سرداد خان نورنگ خان گنڈاپور چاہتے تھے کہ کلاچی میں آپ کے لئے ایک خانقاہ بنوائیں۔ خان میر عالم خان رئیس موسیٰ زئی شریف نے قاضی عبدالرحیم اور ساکنان درابن کے کہنے پر موسیٰ زئی میں ایک خانقاہ کی تعمیر پہلے ہی شروع کروادی تھی۔

خانقاہ کی تفصیل:

ا۔ وسیع و کشادہ چاردیواری اور درمیان میں ایک بڑا دروازہ

۲۔ دو عدد بڑے کشادہ کمرے برائے رہائش حرم محترم بمعہ حویلی

۳۔ ایک کشادہ دالان (ہوادار کمرہ) برائے خواتین پردہ نشین

۴۔ ایک تسبیح خانہ برائے محفل و ختم حلقہ شریف

۵۔ ایک کشادہ مسجد

۶۔ تین عدد کمرے برائے خاص و عام

۷۔ دو عدد بڑے کمرے برائے رہائش خاص خلفاء و علماء کرام

۸۔ ایک اصطبل (گھوڑوں کے لئے)

۹۔ ایک عدد کمرہ برائے گھاس و بھوسہ وغیرہ

۱۰۔ ایک عدد کمرہ فالتو (خاص ضرورت کے وقت استعمال کے لئے)

خانقاہ موسیٰ زئی کی تعمیر ۱۲۶۶ھ میں مکمل ہوگئی تھی۔

حضرت شاہ احمد سعیدؒ ۲۸ر نومبر ۱۸۵۷ء/۱۰ر ربیع الثانی ۱۲۷۴ھ کو خانقاہ موسیٰ زئی میں تشریف فرما ہوئے۔ کچھ روز قیام کر کے حرمین شریفین کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ نے اس خانقاہ کا نام ''خانقاہ احمدیہ سعیدیہ'' تجویز فرمادیا اور تسبیح خانے کے دروازے پر سنگ مرمر کا کتبہ نصب کروادیا۔

آپ کی وفات ہفتہ کی رات ۲۲ر شوال ۱۲۸۴ھ/۱۶ر فروری ۱۸۶۷ء کو موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔ آپ کا مزار موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) میں ہے۔ آپ نے اپنا جانشین حاجی محمد عثمان دامانیؒ کو بنایا اور ان کے حوالے اپنی تمام خانقاہوں کی ذمہ داری دے دی جن میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی، خانقاہ مظہریہ، دہلی اور خانقاہ لوڑ گئی شریف افغانستان شامل ہیں۔

آپ کی تالیفات:

۱۔ مجموعہ مکتوبات (فارسی)

۲۔ مکاتیب حضرت شاہ احمد سعیدؒ

اسماء گرامی خلفاء عظام:

۱۔ مولانا فتح محمد صاحبؒ سکنہ چودھواں

۲۔ قاضی ملا عبد الغفار صاحبؒ سکنہ درابن

۳۔ قاضی ملا عبد الرحیم صاحبؒ سکنہ درابن

۴۔ مولوی ملا ہیبت صاحبؒ سکنہ ژوب قوم ہریپال

۵۔ مولوی ملا میر ملک صاحبؒ سکنہ ژوب قوم شیرانی

۶۔ مولوی ملا محمد عادل صاحبؒ سکنہ ژوب قوم کاکڑ

۷۔ مولانا عبد الکریم صاحبؒ سکنہ گڑی شموزئی قوم استرانہ

۸۔ قاضی و ملا میر واعظ صاحبؒ سکنہ بنوں

۹۔ مولوی غلام حسین صاحبؒ (میاں جی صاحب) سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان

۱۰۔ مولوی و حافظ محمد یار صاحبؒ سکنہ پپلاں قوم اعوان

۱۱۔ باباصاحب میاں احمدؒ سکنہ انگہ، خوشاب قوم اعوان

۱۲۔ قبلہ سید لعل شاہ صاحبؒ سکنہ شہر دندہ شاہ بلاول قوم سید بخاری

۱۳۔ مولوی دین محمدؒ

۱۴۔ حضرت حاجی محمد عثمان دامانیؒ

33.1 ۔ حضرت سید حیدر شاہؒ

حضرت سید حیدر شاہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جلیل القدر عالم تھے اور فن میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے چندسال آپ کے ساتھ رہ کر سلوک کے مدارج طے کئے اور خلافت و اجازت دے مشرف ہوئے۔ خلافت ملنے کے بعد آپ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے ترویج اور اشاعت میں مشغول ہو گئے۔ آپ صاحب کشف بزرگ تھے۔ طالب علموں کو ظاہری و باطنی علم کی تعلیم دیتے تھے۔

33.2 ۔ حضرت سید مہتر موسیٰؒ

حضرت سید مہتر موسیٰؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت سید حیدر شاہؒ کے ماموں تھے۔ سلوک اور باطنی علوم آپ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ سے سیکھے۔

33.3 ۔ حضرت مولوی عبدالرحیم اخوند زادہؒ

حضرت مولوی عبد الرحیم اخوند زادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ درابن (ڈیرہ اسماعیل خان) کے رہنے والے تھے۔ علم فقہ و اصول کے عالم تھے۔ آپ بہت ذہین شخصیت کے مالک تھے اور طریقت کے آداب سے واقف تھے۔ آپ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلوکِ طریقہ طے کرتے رہے۔ آپ پر عجیب و غریب احوال منکشف ہوئے۔ آپ مقامات کا بالتفصیل ادراک رکھتے تھے۔ آپ خلافت و اجازت سے فیض یاب ہوئے۔

33.4 ۔ حضرت ملا رحیم بخش اجمیری ہرصوری ؒ

حضرت ملا رحیم بخش اجمیری ہرصوری ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ پہلے حضرت شیخ احمد عرب عباس ؒ سے بیعت تھے اور طریقہ قادریہ و چشتیہ میں خلافت حاصل کی تھی۔ پھر آپ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ سے تجدید بیعت کی۔ صاحب مقامات عالیہ ہو کر خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ اپنے شیخ کے پاس موسیٰ زئی میں رہتے تھے۔ آپ کو دہلی میں خانقاہ مظہریہ کا ذمہ دار بنادیا گیا تو آپ دہلی تشریف لے گئے۔ آپ نے فضائل الباری فی مناقب وملفوظات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کی ترتیب و تدوین میں حضرت محمد عادل کا کڑ ؒ کا ساتھ دیا تھا۔ آپ کی وفات ۱۳۸۳ھ/۱۸۶۷ء کو دہلی میں ہوئی۔

33.5 ۔ حضرت مولوی عبدالوہاب ؒ

حضرت مولوی عبدالوہاب ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ پہلے حضرت میاں خواجہ سلیمان سنگھڑوی چشتی ؒ سے بیعت تھے۔ کئی سال ان کی خدمت میں رہے۔ پھر حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مدارج سلوک طے کر کے خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ ساری زندگی لوگوں کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فیوض و برکات سے نوازتے رہے۔

33.6 ۔ حضرت ملا قطار آخوندزادہ فقیہ کسیغری ؒ

حضرت ملا قطار آخوندزادہ فقیہ کسیغری ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ پہلے حضرت خواجہ سلیمان چشتی ؒ سے طریقت کا سلوک طے کرتے رہے۔ آپ نے ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ بغیر دھویں کے ایک شعلہ شمع کی طرح حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے سینہ سے روشن ہوا ہے۔ مختلف اطراف کے لوگ اس شمع سے اپنی شمع روشن کر رہے ہیں۔ اپنے جد بزرگوار کے اشارے پر آپ نے بھی اپنی شمع روشن کی۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو آپ کو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور نقشبندیہ مجددیہ سلوک کی تکمیل کر کے خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے اس طریقہ کی خوب ترویج واشاعت کی۔

33.7 ۔ حضرت ملاسمور آخوندزادہؒ

حضرت ملاسمور آخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بڑے عالم اور فقیہ کامل تھے۔ آپ طریقت کے مقامات طے کر کے خلافت سے شرف یاب ہوئے۔ آپ بہت خوش خوراک تھے۔ آپ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ آپ آزمانے کے لئے حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے پاس حاضر ہوئے تھے لیکن خود شکار ہو گئے۔ ان سے بیعت کر کے ان کے خادم بن گئے۔

33.8 ۔ حضرت ملا میر باز اخوندزادہؒ

حضرت ملا میر باز اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت ملاسمور اخوندزادہؒ کے بیٹے تھے۔ آپ عالم دین تھے۔ شروع میں آپ حضرت دوست محمد قندھاریؒ کی خدمت میں بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ تم نسوار کھاتے ہو اس لئے میں تمہیں بیعت نہیں کر سکتا۔ اگر تم نسوار کھانے سے باز آ جاؤ تو میں تمہیں بیعت کر لوں گا۔ اس دن کے بعد سے آپ نے نسوار اور تمبا کو چھوڑ دیا واپس آ کر حضرت قندھاریؒ سے پشیمانی کا اظہار کیا اور انہوں نے بیعت کر لیا۔ آپ مدارج سلوک طے کر کے صاحبِ مقامات عالیہ نقشبندیہ مجددیہ بنے اور خلعتِ خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے اپنے وطن علاقہ مقر (افغانستان) واپس جا کر وہاں ایک خانقاہ بنوائی اور ہزاروں لوگوں کو فیوضات و برکات سے مالا مال کیا۔ آپ کے سو سے زائد کے خلفاء تھے۔

33.9 ۔ حضرت ملا محمد گل اخوندزادہؒ

حضرت ملا محمد گل اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ شروع سے ہی شیخ کامل کی تلاش میں رہتے تھے۔ ایک روز خواب میں دیکھا کہ آپ کے دادا جن کا نام ملا شاہوار اخوندؒ تھا جو حضرت میاں عمرؒ چوگنی والوں کے مرید تھے۔ وہ آپ سے فرما رہے ہیں کہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ سے بیعت ہو جاؤ۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ان سے عاجزی و انکساری سے کہا کہ حضور! مجھے بیعت فرما لیں۔ اس وقت آپ خراساں کے بڑے حاکم خان میر عالم کی طرف سے منصب قضاء و فتویٰ پر فائز تھے۔ حضرت قندھاریؒ نے

انہیں بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ منصب ترک نہیں کرو گے بیعت نہیں کروں گا۔ اس پر آپ حاکم خراساں کے پاس پہنچے اور اس منصب سے استعفیٰ دے دیا۔ آپ دوبارہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی تو انہوں نے آپ کو بیعت کر لیا۔ آپ کئی سال اذکار و ریاضات میں مصروف رہے۔ تمام مقامات سلوک طے کر کے خلعت خلافت سے مشرف ہوئے۔

33.10 ۔ حضرت خان اخوندزادہؒ

حضرت خان اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ غزنی (افغانستان) کے رہنے والے تھے۔ آپ نسبت نقشبندیہ مجددیہ کے علاوہ دوسری نسبتوں کے بھی حامل تھے۔ آپ نے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت و ترویج میں بہت کام کیا۔

33.11 ۔ حضرت مولوی محمد جاناں اخوندزادہؒ

حضرت مولوی محمد جاناں اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ علاقہ مرغہ (افغانستان) کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی یار محمد اخوندزادہؒ تھا۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ آپ صاحب کشف و احوال بزرگ تھے۔

33.12 ۔ حضرت ملا دوران اخوندزادہؒ

حضرت ملا دوران اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ علاقہ غنڈان (افغانستان) کے رہنے والے تھے۔ آپ نے پہلے حضرت محمد سعید اخوندزادہؒ سے بیعت کی اور سلوک طریقت طے کرتے رہے۔ پھر اپنے شیخ کی اجازت سے حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔

33.13 ۔ حضرت ملا راز محمد قندھاریؒ

حضرت ملا راز محمد قندھاریؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ مرشد کامل کی تلاش میں خراسان، ہندوستان اور دکن کے علاقوں میں پھرتے رہے۔ بالاخر حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کی خدمت میں پہنچے۔ ان سے مل کر آپ کے دل کو بہت سکون ملا تو آپ نے ان سے بیعت ہونے کی درخواست کی۔ انہوں نے آپ کو بیعت کر لیا۔ آپ کو سلوک طے کرتے ہوئے عجیب و غریب احوال اور تاثرات کا سامنا ہوا۔ بعد تکمیل آپ خلافت واجازت سے نوازے گئے۔ خلافت ملنے کے بعد آپ نے بلخ، بخارا اور سمرقند کے سفر کئے۔ سمرقند میں آپ کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ غزنین کی حدود میں بیمار ہوگئے اور وہیں وفات پائی۔

33.14 ۔ حضرت حاجی ملا شہباز اخوندزادہؒ

حضرت حاجی ملا شہباز اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ قریہ آبہ نزد غزنی (افغانستان) کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.15 ۔ حضرت ملا اسلام اخوند کاکڑؒ

حضرت ملا اسلام اخوند کاکڑؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ خراساں کے رہنے والے تھے۔ آپ ظاہری و باطنی علوم کے عالم تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.16 ۔ حضرت ملا مراد خان اخوندزادہؒ

حضرت ملا مراد خان اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ علاقہ زیچ، خراسان (افغانستان) کے رہنے والے تھے۔ آپ نے حضرت میاں خواجہ سلیمان چشتیؒ سے کتب سلوک پڑھیں۔ بعدازاں آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.17 ۔ حضرت مولوی محمد عادل کاکڑؒ

حضرت مولوی محمد عادل کاکڑؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ علاقہ ژوب (بلوچستان) کے رہنے والے تھے۔ آپ عالم، فاضل اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام ملا فیض محمد کاکڑؒ تھا۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے مکتوبات کو جمع کیا تھا۔ آپ کے بھائی حضرت ملا خان محمدؒ بھی صاحب علم ومرتبت شخصیت تھے۔

33.18 ۔ حضرت ملا کاکیؒ

حضرت ملا کاکیؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق کوچی قوم سے تھا۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ کو مراقبہ میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حضوری کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ آپ بہت زیادہ ذکر واذکار اور ریاضات کرتے تھے۔ آپ کفار کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔

33.19 ۔ حضرت ملا میاں خان اخوندزادہ پوندہ ؒ

حضرت ملا خان اخوندزادہ پوندہ ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ پرندوں کی بولیاں بول لیتے اور سمجھ لیتے تھے۔ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ نے نوے سال کی عمر میں وفات پائی۔

33.20 ۔ حضرت ملا اعظم پوندہ ؒ

حضرت ملا اعظم پوندہ ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ میں اس قدر استغراق غالب رہتا تھا کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے۔ آپ صاحب کشف وادراک بزرگ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.21 ۔ حضرت ملا حاجی یار محمد ؒ

حضرت ملا حاجی یار محمد ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق بختیار قوم سے تھا۔ آپ شیخ کامل کی تلاش میں رہتے تھے۔ پھر آپ کی ملاقات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ سے ہوئی۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ بڑے عالم وعامل تھے۔ آپ کی عمر مبارک نوے سال سے زیادہ ہوئی۔

33.22 ۔ حضرت مولوی خان محمد اخوندزادہؒ

حضرت مولوی خان محمد اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ عالم دین اور فقیہہ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے فیوضات وبرکات حاصل کیں۔

33.23 ۔ حضرت ملا مہربان اخوندزادہؒ

حضرت ملا مہربان اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.24 ۔ حضرت ملا غازی اخوندزادہؒ

حضرت ملا غازی اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ اپنا زیادہ تر وقت مراقبات، ذکرواذکار میں گزارتے تھے۔

33.25 ۔ حضرت ملا دین محمد اخوندزادہؒ

حضرت ملا دین محمد اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.26 ۔ حضرت ملا الیاس اخوندزادہؒ

حضرت ملا الیاس اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ عالم باعمل اور صاحب وجد وجذبہ بزرگ تھے۔

33.27 ۔ حضرت ملا پیر محمد اخوندزادہؒ

حضرت ملا پیر محمد اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ ذکر وافکار اور علم فقہ کی درس وتدریس میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

33.28 ۔ حضرت ملا میر احمد اخوندزادہؒ

حضرت ملا میر احمد اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ صاحب ذوق ووجد اور جذبہ تھے۔ ذکر وافکار اور علم فقہ کی درس وتدریس میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

33.29 ۔ حضرت ملا سید موسیٰؒ

حضرت ملا سید موسیٰؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق علاقہ پشین (بلوچستان) کے سادات گھرانے سے تھا۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف

ہوگئے۔ آپ صاحب ذوق، وجد اور جذبہ بزرگ تھے۔ ذکرواذکاراور علم فقہ کی درس وتدریس میں اپناوقت گزارتے تھے۔ آپ نے یٰسین زئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ کی بنیادرکھی۔ جس کا خوب فیض جاری ہوا۔ حضرت مولانا مفتی محمود ؒ (م ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء)اسی خانقاہ سے فیض یاب تھے۔

33.30 ۔ حضرت ملاخیراللہ اخوندزادہ ؒ

حضرت ملاخیراللہ اخوندزادہ ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ملاامان اللہ ؒ کے بڑے بھائی تھے۔ آپ کا تعلق غنڈان (قندھار، افغانستان) سے تھا۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ مراقبات، ذکرواذکار میں اپناوقت گزارتے تھے۔

33.31 ۔ حضرت ملاسیف اللہ فقیہہ ؒ

حضرت ملاسیف اللہ فقیہہ ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ تھے۔آپ کا تعلق غنڈان (قندھار، افغانستان) سے تھا۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہو گئے۔

33.32 ۔ حضرت ملامحمد سعیداخوندفقیہہ خراسانی ؒ

حضرت ملامحمد سعیداخوندفقیہہ خراسانی ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق افغانستان سے تھا۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.33 ۔ حضرت ملا حاجی محمد یوسف ناصرؒ

حضرت ملا حاجی محمد یوسف ناصرؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق افغانستان سے تھا۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.34 ۔ حضرت ملا محمد میرؒ (امیر خراسانی)

حضرت ملا محمد میرؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق افغانستان سے تھا۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.35 ۔ حضرت ملا ہیبت اخوندزادہ فقیہہ کسیغریؒ

حضرت ملا ہیبت اخوندزادہ فقیہہ کسیغریؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق افغانستان سے تھا۔ آپ حضرت ملا میر ملک شیرانیؒ کے ہمراہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.36 ۔ حضرت ملا میر ملک شیرانیؒ

حضرت میر ملک شیرانیؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق افغانستان سے تھا۔ آپ حضرت ملا ہیبت اخوندزادہ فقیہہ کسیغریؒ کے ہمراہ حضرت قندھاریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.37 ۔ حضرت ملاہاتی کسیغری ؒ

حضرت ملاہاتی کسیغری ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق افغانستان سے تھا۔ آپ پہلے حضرت ملاتیمر خان ؒ سے بیعت تھے اور کئی سال ان کے ساتھ مدارج سلوک طے کئے۔ ان کی وفات کے بعد آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.38 ۔ حضرت ملاولی محمد اخوند فقیہہ کسیغری ؒ

حضرت ملاولی محمد اخوند فقیہہ کسیغری ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق افغانستان سے تھا۔ آپ پہلے حضرت خواجہ سلیمان سنگھڑوی چشتی ؒ سے بیعت تھے اور کئی سال ان کے ساتھ مدارج سلوک طے کئے۔ ان کی وفات کے بعد آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.39 ۔ حضرت مولوی معزالدین ؒ (کھوئی استرانہ والے)

حضرت مولوی معزالدین ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق کھوئی بہارا سے تھا۔ آپ پہلے حضرت خواجہ سلیمان سنگھڑوی چشتی ؒ سے بیعت تھے اور کئی سال ان کے ساتھ مدارج سلوک طے کئے۔ ان کی وفات کے بعد آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ مراقبات، ذکر واذکار میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

33.40 ۔ حضرت قاضی میاں عبدالغفار اخوندزادہ ؒ

حضرت قاضی میاں عبدالغفار اخوندزادہ ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق چودھوان

ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے تھا۔ آپ پہلے حضرت خواجہ فقیر محمد رضا پوندہ زکوڑی ؒ سے بیعت تھے اور کئی سال ان کے ساتھ مدارج سلوک طے کئے۔ ان کی اجازت سے آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ مراقبات، ذکرواذکار میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

33.41 ۔ حضرت میاں غلام محمد ؒ (چودھوان والے)

حضرت میاں غلام محمد ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق چودھوان ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے تھا۔ آپ پہلے حضرت خواجہ سلیمان سنگھڑوی چشتی ؒ سے بیعت تھے اور کئی سال ان کے ساتھ مدارج سلوک طے کئے۔ ان کی اجازت سے آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہو گئے۔ آپ مراقبات، ذکرواذکار میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

33.42 ۔ حضرت مولوی شیر محمد ؒ (کلاچی والے)

حضرت مولوی شیر محمد ؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ پہلے حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری ؒ سے بیعت تھے اور کئی سال ان کے ساتھ مدارج سلوک طے کئے۔ پھر حضرت خواجہ سلیمان سنگھڑوی چشتی ؒ سے بیعت ہوئے اور کئی سال ان کے ساتھ مدارج سلوک طے کئے۔ ان کی اجازت سے آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ دریائے چناب کے قریب شہر واسکہ ضلع جھنگ میں آپ نے ایک خانقاہ تعمیر کی۔ ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کو حضرت شاہ احمد سعید دہلوی ؒ سے ملاقات کا شرف حاصل تھا۔

آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے، آپ مراقبات، ذکرواذکار میں اپنا وقت گزارتے تھے۔ آپ کا ایک رسالہ بنام ''رسالہ درمراقبت (فارسی)'' ہے۔

33.43 ۔ حضرت مولوی غلام حسنؒ

حضرت مولوی غلام حسنؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ڈیرہ اسماعیل خان کے رہنے والے تھے۔ آپ جید عالم اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے۔ آپ پہلے حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ سے بیعت تھے اور کئی سال ان کے ساتھ مدارج سلوک طے کئے۔ ان کی اجازت سے آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ کو حضرت شاہ احمد سعید دہلویؒ سے ملاقات کا شرف حاصل تھا۔

33.44 ۔ حضرت میاں عبداللہ واسوؒ

حضرت میاں عبداللہ واسوؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ علاقہ چناب (پنجاب) کے قصبہ واسوکہ کے رہنے والے تھے۔ آپ جید عالم اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے۔ آپ پہلے حضرت پیر سید محمد حسینیؒ سے بیعت تھے اور کئی سال ان کے ساتھ مدارج سلوک طے کئے۔ ان کی وفات کے بعد آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ کو حضرت شاہ احمد سعید دہلویؒ سے ملاقات کا شرف حاصل تھا۔

33.45 ۔ حضرت فقیر میاں عالم خانؒ

حضرت فقیر میاں عالم خانؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کوہاٹ کے رہنے والے تھے۔ آپ جید عالم اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.46 ۔ حضرت میر واعظؒ

حضرت میر واعظؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ قوم کے ڈور تھے اور گاؤں کا نام بھی ڈور تھا جو ضلع بنوں میں واقع ہے۔ آپ جید عالم اور متقی و پرہیز گار بزرگ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.47 ۔ حضرت شیخ انسانؒ

حضرت شیخ انسانؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے گاؤں کا نام گمل تھا۔ آپ جید عالم اور متقی و پرہیز گار بزرگ تھے۔ آپ پہلے کسی اور بزرگ سے بیعت تھے پھر آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ مراقبات، ذکر واذکار میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

33.48 ۔ حضرت ملا شیر محمد اخوند ترنکیؒ

حضرت ملا شیر محمد اخوند ترنکیؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جید عالم اور متقی و پرہیز گار بزرگ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

33.49 ۔ حضرت عثمان غنی اخوندزادہؒ

حضرت عثمان غنی اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جید عالم، فقیہہ اور متقی و پرہیز گار بزرگ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور خراسان اور حدود دامان میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ کا انتقال ۱۲۷۱ھ کو ہوا۔

33.50 ۔ حضرت ملا سید نور اخوندؒ

حضرت ملا سید نور اخوندؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جید عالم اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہو گئے اور چودہ سال تک ان کی خدمت میں رہے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ آپ مراقبات، ذکر وافکار میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

33.51 ۔ حضرت میاں محمد رسول پوندہؒ

حضرت میاں محمد رسول پوندہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جید عالم، فقیہہ اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہو گئے اور بیس سال تک ان کی خدمت میں رہے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہو گئے۔ آپ مراقبات، ذکر وافکار کے علاوہ اپنے شیخ کی خدمت میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

33.52 ۔ حضرت ملا عبدالجبار اخوندؒ

حضرت ملا عبدالجبار اخوندؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جید عالم، فقیہہ اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہو گئے اور چودہ سال تک ان کی خدمت میں رہے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہو گئے۔ آپ مراقبات، ذکر وافکار میں اور اپنے شیخ کی خدمت میں اپنا وقت گزارتے تھے

33.53 ۔ حضرت ملاظہیر الدین فقیہہ ژوبیؒ

حضرت ملاظہیر الدین فقیہہ ژوبیؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق ژوب (بلوچستان) سے تھا۔ آپ جید عالم، فقیہہ اور متقی و پرہیز گار بزرگ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ مراقبات، ذکر واذکار کے علاوہ اپنے شیخ کی خدمت میں اپنا وقت گزارتے تھے۔ آپ کا انتقال اپنے پیرو مرشد کی حیات میں ہوگیا تھا۔

33.54 ۔ حضرت ملاسید محمد ژوبیؒ

حضرت ملاسید محمد ژوبیؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق ژوب (بلوچستان) سے تھا۔ آپ جید عالم، فقیہہ اور متقی و پرہیز گار بزرگ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ مراقبات، ذکر واذکار میں اور اپنے شیخ کی خدمت میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

33.55 ۔ حضرت میاں عبدالغفار اخوندزادہؒ

حضرت میاں عبدالغفار اخوندزادہؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جید عالم، فقیہہ اور متقی و پرہیز گار بزرگ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت، علم الفقہ اور باطنی تعلیم میں مصروف ہوگئے۔ آپ مراقبات، ذکر واذکار میں اور اپنے شیخ کی خدمت میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

33.56 ۔ حضرت ملا میاں عثمان اخوندؒ

حضرت ملا میاں عثمان اخوندؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق لونی، تحصیل کلاچی (ڈیرہ اسماعیل خان) سے تھا۔ آپ جید عالم، فقیہہ اور متقی و پرہیز گار بزرگ تھے۔ آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت، علم الفقہ اور باطنی تعلیم میں مصروف ہو گئے۔ آپ مراقبات، ذکر و افکار میں اور اپنے شیخ کی خدمت میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

33.57 ۔ حضرت حاجی ملا امان اللہ اخوندؒ

حضرت حاجی ملا امان اللہ اخوندؒ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جید عالم، فقیہہ اور متقی و پرہیز گار بزرگ تھے۔ آپ شروع میں حضرت مولوی محمد جانؒ سے بیعت ہوئے ان کے بعد حضرت خواجہ سلیمان چشتیؒ سے بیعت ہو کر سلوک کے مدارج طے کرتے رہے۔ پھر آپ ملا فیض محمد نیازیؒ اور حضرت ملا غازیؒ کی سفارش سے حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ سلوک طریقہ مکمل کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت، علم الفقہ اور باطنی تعلیم میں مصروف ہو گئے۔ آپ مراقبات، ذکر و افکار میں اور اپنے شیخ کی خدمت میں اپنا وقت گزارتے تھے۔

آپ کے تیرہ خلفاء عظام تھے۔

۱۔ حضرت ملا یٰسینؒ (نجور، افغانستان)

۲۔ حضرت ملا عبدالخالق اخوندؒ (شہر آنہ)

۳۔ حضرت قاضی ملا رسول اخوندزادہؒ (ولایت صدرہ)

۴۔ حضرت غلام اخوندؒ (شہر ہرات)

۵۔ حضرت ملا عطا محمد اخوندؒ (شہر ہرات)

۶۔ حضرت ملا جہان اخوندؒ (شہر گلستان)

۷۔ حضرت ملا شہسوار اخوند عربؒ (زنداور، قندھار)

۸۔ حضرت ملا دین محمد اخوندؒ (بکوا)

۹۔ حضرت قاضی نور محمد صادق اخوندؒ (قیصار)

۱۰۔ حضرت ملا فیض محمد اخوندؒ (فراہ)

۱۱۔ حضرت ملا محمد رسولؒ (ساغر)

۱۲۔ حضرت ملا الف اخوندؒ (گورزنگ)

۱۳۔ حضرت ملا جلال اخوندؒ (حضرت حاجی ملا امان اللہ اخوندؒ کی خدمت میں رہتے تھے)

33.58.1 ۔ حضرت خواجہ میر جان کابلی نقشبندیؒ

حضرت خواجہ میر جان کابلی نقشبندیؒ حضرت سید احمد بخاری اوچی امرتسریؒ (خلیفہ حضرت خواجہ دوست محمد قندھاریؒ) کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت کابل میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا انام سید میر حسنؒ تھا۔ ننھیال کی طرف سے حضرت خواجہ خاوند محمود نقشبندیؒ سے نسب ملتا ہے۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد آپ لاہور تشریف لائے اور پھر امرتسر جا کر حضرت سید احمد بخاری اوچی امرتسریؒ سے بیعت ہوکر خلافت واجازت سے نوازے گئے۔

آپ نے لاہور میں تیس سال اشاعت طریقہ اور تلقین وارشاد کے فرائض انجام دئے۔ علوم قرآن وحدیث، احکام شریعت کی اتباع، ریاضت وعبادت، مراقبہ وذکر، غیر شرعی امور سے احتیاظ اور کلمۂ حق کی ہدایت فرماتے تھے۔ آپ کے وعظ اور دروس میں حضرت میاں شیر محمد شرق پوریؒ اور مولانا غلام قادر بھیرویؒ شرکت فرمایا کرتے تھے۔

آپ کی وفات یکم شعبان ۱۳۱۹ھ/۱۳/نومبر ۱۹۰۱ء کو ہوئی اور حضرت ایشانؒ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

34 ۔ حضرت حاجی محمد عثمان دامانیؒ

امام الاولیاء حضرت حاجی محمد عثمان دامانیؒ کی ولادت ۱۲۴۴ھ بمطابق ۱۸۲۸ء بمقام لونی (تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) میں ہوئی۔ آپ کا تعلق قبیلہ اچکزئی درانی کے ابراہیم خیل خاندان سے تھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام مولانا محمد موسیٰ جان صاحبؒ تھا جو عابد، زاہد اور ایک جلیل القدر فقیہ تھے اور اپنے علاقے میں فقیہ لونی کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کی والدہ صاحبہ کا تعلق اُسترانہ (ستوریانی) قبیلہ سے تھا۔

آپ نے صرف ونحو، فقہ اور اصول تفسیر کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ ایک دن آپ اپنے ماموں مولانا نظام الدینؒ کا سلام و پیغام پہنچانے کے لئے حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کی خدمت میں پہنچے۔ وہاں پہنچتے ہی آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ آپ بہت متاثر ہوئے اور جمعہ ۸/جمادی الاخریٰ ۱۲۶۶ھ کو آپ نے حضرت قندھاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ آپ نے اپنے شیخ سے صحاح ستہ اور علوم سیر وتصوف (صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی شریف، سنن ابو داؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف، علم الاخلاق، احیاء العلوم، تفسیر بغوی کامل، مکتوباتِ مجددیہ اور مکتوباتِ معصومیہ) کی تعلیم حاصل کی۔ آپ ان کی خدمت میں ہر وقت ساتھ رہتے تھے۔ آپ ڈیرہ اسماعیل خان سے موسیٰ زئی شریف (فاصلہ چالیس میل) کئی ماہ تک روزآنہ آتے جاتے تھے۔ جس زمانے میں حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ درسی تعلیم سے فارغ ہوکر مقاماتِ سلوک کے حصول کے لئے ہمہ تن مشغول تھے تو ایک دن حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ جو کبھی کبھی درویشوں کے حجروں کا معائنہ کیا کرتے تھے۔ وہ حضرت محمد عثمان دامانیؒ کے حجرے میں تشرف لائے، اس وقت آپ اپنے حجرے میں موجود نہیں تھے وہاں دو کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ حضرت نے وہاں لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کتابیں کس کی ہیں؟ بتایا گیا کہ ملا محمد عثمان کی۔ یہ سن کر حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا! ''اچھا ملا کا میں بھی ہوں اور کتابیں بھی''۔

حضرت قندھاریؒ نے ۲۷/رمضان المبارک ۱۲۸۴ھ کو آپ کو آٹھوں سلاسل میں خلافت و جانشینی سے نوازا اور شرف ضمنیت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے اٹھارہ سال اپنے شیخ کی خدمت کی۔ آپ نے فرمایا! سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد ہی شریعتِ مطہرہ کی کمال پابندی اور سنتِ نبویہ کی کامل پیروی پر رکھی گئی ہے۔ سرمو انحراف اور تساہل وغفلت سلسلہ عالیہ کے خلاف ہے۔

خلافت واجازت نامہ کا اردو ترجمہ

بعد از حمد وصلوٰۃ جملہ خاص وعام اور منسلکین طریقہ شریفہ پر پوشیدہ نہ رہے کہ میرے بھائی جامع کمالاتِ ظاہری اور باطنی مولانا محمد عثمان صاحب نے فقیر دوست محمد سے جو لوگوں میں حاجی صاحب کے نام سے مشہور ہیں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ مظہریہ میں بیعت کی پھر فقیر نے ان کے لطیفۂ قلب پر بلکہ عالم امر کے پانچوں لطائف (جو لطیفہ قلب، لطیفہ روح، لطیفۂ سر، لطیفہ خفی اور لطیفہ اخفی ہیں) پر علیحدہ علیحدہ توجہ کی تو ان کو بفضلہٖ تعالیٰ ان لطائف کے انوار واسرار نے ایسا گھیر لیا کہ ان کو جذبات قویہ اور حضور وجمعیت اور سرور واستغراق محویت حاصل ہوئیں اور برکاتِ مشائخ وپیران عظام بحمد للہ فناء فی اللہ اور بقاء باللہ جیسا مقام ان کو حاصل ہوا۔ پھر فقیر نے ان کو لطیفہ نفس پر توجہ کی تو بفضلہٖ تعالیٰ ان کے لطیفۂ نفس کو کمال استہلاک اور اضمحلال حاصل ہوا حتیٰ کے ان کو اپنے وجود کا نام ونشان تک بھی نظر نہ آیا۔

پھر فقیر نے ان کو ولایاتِ ثلاثہ (صغریٰ وکبریٰ وعلیا) کے سب دائروں میں توجہ کی تو ان کو بحمد للہ اولیاء وانبیاء اور ملائکہ ملاء اعلیٰ کے جملہ مقامات حاصل ہوئے۔ پھر میں نے ان کو کمالاتِ ثلاثہ اور حقائق سبعہ وحب صرفہ اور دائرہ لاتعین و سیف قاطع میں توجہات کئے تو برکاتِ مشائخ کرام اور پیران عظام ہر ایک مقام سے ان کو کامل حصہ نصیب ہوا اور ان کو احوال گوناگوں اور تجلیاتِ بوقلموں حاصل ہوئے۔ پھر فقیر نے ان کو دوبارہ ہر ہر مقام پر توجہاتِ عالیہ سے نوازا پس وہ اللہ کریم کے فضل سے بحرِ ذخار بن گئے اور ساتھ ہی انہوں نے سفر وحضر میں فقیر کی بے حد خدمات انجام دیں اور فقیر کی سترہ سال صحبت ان کو میسر رہی۔ خداوند کریم ورحیم ان کو جزائے خیر سے نوازے تو فقیر ان کو سلاسل ثمانیہ (یعنی آٹھوں طریقوں) طریقہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ مظہریہ، طریقہ قادریہ وچشتیہ وسہروردیہ وشطاریہ ومداریہ وکبرویہ اور قلندریہ) (اللہ تعالیٰ ان کے صاحبوں کو رحمتہائے بے شمار مرحمت فرمائے) کی اجازت مطلقہ دیتا ہوں۔ پس وہ خلفائے مجددیہ میں ممتاز خلیفہ ہیں اور سب طریقہ صوفیاء کرام میں پیشوائے کامل ہیں جس طریقہ پر طالب مولیٰ جلّ شانہ کو چلانا چاہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ ان کو مہارت کاملہ حاصل ہے اور وہ میرے بھی خلیفہ ہیں۔ فقیر ان کو خلافت دیتا ہے۔ ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے اور ان کا مقبول میرا مقبول ہے۔ سو خوش ہوں وہ لوگ جن کو ان کی پیری کامل حاصل ہوا اور جن کو ان سے فیضانِ صحبت حاصل ہوا اور ان کے لئے مبارک صد مبارک ہو۔ اللہ کریم ان کو پرہیزگاروں کا امام بنائے اور ان کو اللہ کریم اور حبیب پاک ﷺ کا خاص قرب نصیب ہو پس ان پر لازم ہے کہ طریقہ شریفہ نقشبندیہ کو رواج دینے میں کوشش کریں اور طالبانِ مولا کی توجہات دینے اور نسبتِ شریفہ ان کے دلوں میں القاء کرنے میں کوشش کریں۔ اللہ کریم ان کے طفیل طالبانِ حق کے دلوں کو انوار وتجلیات الٰہیہ سے بھر

دیں۔ فقیران کو وصیت کرتا ہے کہ دوام ذکر اور مراقبہ اور خلوت اور انزداء اور لوگوں سے ناامیدی اور خالق پر مدام بھروسہ اور صبر وقناعت، تسلیم ورضا بالقضاء اور تفویض وتوکل اور اپنے مشائخ کرام کے توسل سے اپنی ہر مشکل کے لئے التجا کرنے کو۔

اجازت کی شرط استقامت شریعت غراء اور اتباع سنت بیضا ہے اور ساتھ اپنے مشائخ کرام کی محبت اس کی شرط اولین ہے۔ اے اللہ تو ان کو عابد اور زاہد بنا۔ اور اپنی ذات پاک کا سچا عاشق بنا اور ان کو اپنے پُر کمال توکل عنایت فرما۔ اور ان کی عمر وارشاد میں بے حساب برکت عطا فرما اور ان کے جملہ امور کا آپ کی ذات کفیل ہو اور تو ان کا حافظ ومددگار رہو۔

آمین یارب العالمین

اور فقیر نے ان کو اپنی ضمن میں ایسا داخل کیا ہے جیسا کہ مجھے میرے پیرومرشد حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے اپنی ضمن میں داخل فرمایا تھا اور ان کو ان کے شیخ شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی شاہؒ نے داخل فرمایا تھا۔ پس قسام ازل نے ان کا مقسوم ہی عجب مقرر فرمایا ہے۔ (فیوضاتِ سراجیہ)

ذَلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَن یَشَاءُ ۭ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ O

(سورۃ الجمعہ ۔ ۴)

(یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے اسے نوازتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے)

آپ توکل وشکر اور رضا وقناعت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ کے پاس ظاہری طور پر کوئی ذریعہ بھی دنیا کے حصول کا نہ تھا اور نہ کوئی دنیاوی اسباب تھے مگر زائرین اور درویشوں کی کفالت خود کرتے تھے جن کی بعض اوقات تعداد چار پانچ سو تک بن جاتی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص دس روز اپنے شیخ کی صحبت میں رہتا ہے وہ واردین میں سے ہے اور جو شخص صحبتِ شیخ میں ایک ماہ رہتا ہے وہ زائرین میں سے ہے اور جو شخص اپنے آپ کو اپنے شیخ کے حوالے کرتا ہے (ایسا جیسے کہ مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے) وہ شخص مریدین میں سے ہے۔ فرمایا کہ یہاں تک ذکر کرے کہ اسے موت بھی اسی ذکر میں آجائے۔

۱۲۸۷ھ میں آپ نے حج کیا اور مدینہ منورہ میں معدہ کو خالی رکھنے لے لئے کھانا پینا بہت کم کر دیا۔ ۱۲۸۸ھ میں آپ نے حج کی سعادت حاصل کی اور روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضری کے لئے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ آپ نے ادب اور تعظیم ومحبت میں مدینہ طیبہ میں بالکل کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تا کہ قضائے حاجت کی ضرورت نہ پڑے۔

حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ نے اپنی مبارک زندگی کے آخری ایام میں آپ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔ اپنی

زیرنگرانی خانقاہوں (۱) خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف (۲) خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی (۳) خانقاہ غنڈان شریف، قندھار (افغانستان) کا انتظام اور تولیت آپ کے سپرد فرمائی۔ آپ تیس برس تک یہ خدمت اور ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔

آپ نے وادی سون سیکسر ضلع خوشاب میں ڈیپ کے مقام پر ۱۳۰۴ھ میں خانقاہ اور مسجد کی بنیاد رکھی۔

آخر عمر میں ضیق النفس، فالج، رعشہ وغیرہ کے امراض ہو گئے تھے۔ آپ کا وصال بروز منگل ۲۲ رشعبان ۱۳۱۴ھ بمطابق ۲۷ رجنوری ۱۸۹۷ء کو ستّر سال کی عمر میں ہوا۔ بعد از وفات غسل آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ، آپ کے بھائی حضرت خواجہ محمد سعید اور آپ کے خلیفہ حضرت مولانا محمود شیرازیؒ نے دیا۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے فرزند اور جانشین حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ نے پڑھائی۔

آپ کی اولاد:

۱۔ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ (جانشین)

۲۔ حضرت مولانا بہاء الدینؒ

۳۔ حضرت صاحبزادہ محمد سیف الدینؒ

آپ کی تصانیف:

۱۔ رسالہ ابدالیہ (فارسی)

۲۔ رسالہ اُنسیہ (فارسی)

۳۔ رسالہ درذبیحہ غیر اللہ ونا مسلمانان (فارسی)

۴۔ شرح بیتی مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ

۵۔ مبداء ومعاد (فارسی)

۶۔ مکتوبات

اسمائے گرامی خلفائے عظام

۱۔ حضرت سید لعل شاہ صاحب ہمدانی بلاولیؒ

۲۔ حضرت میاں فاضل اعوان صاحبؒ

۳۔ مولوی مہر محمد اعوان انگویؒ

۴۔ مولوی نور محمد خان اعوان چکڑالویؒ

۵۔ مولوی ہاشم علی بگھاویؒ ۔ کہوٹہ

۶۔ ملا بیگ محمد سر بریدہ خراسانیؒ

۷۔ ملا محمد رسول لئون افغان خراسانیؒ

۸۔ مولانا محمود شیرازیؒ

۹۔ قاضی عبدالرسول انگویؒ

۱۰۔ میرا صاحب قلندر ساکن پشین۔کوئٹہ

۱۱۔ سید امیر شاہ ہمدانی بلاولیؒ

۱۲۔ مولوی حسین علیؒ

۱۳۔ حاجی حافظ سید میر احمد علی دہلویؒ

۱۴۔ مولانا سید اکبر علی شاہ دہلویؒ

۱۵۔ حاجی گل محمد افغانی باجوڑیؒ (باجوڑ)

۱۶۔ مولوی شیر محمدؒ (ڈیرہ اسماعیل خان)

۱۷۔ مولوی غلام حسینؒ

۱۸۔ حافظ محمد یار صاحب پپلاں والےؒ

۱۹۔ ملا پیر محمد اخوندزادہؒ

۲۰۔ ملا دوست محمد صاحب کنڈیؒ

۲۱۔ ملا عبدالحق صاحب اخوندزادہ ہری پال لاشین غرؒ

۲۲۔ ملا عبدالجبار اخوندزادہؒ

۲۳۔ مولانا خدایار اخوندزادہ چودھواںؒ

۲۴۔ مولوی فتح محمد اُسترانہؒ

۲۵۔ امیر خان صاحب باہڑؒ سکنہ خان گڑھ

۲۶۔ میاں فضل علی صاحبؒ

۲۷۔ ملا قطار اخوندزادہ شیروانیؒ

۲۸۔ ملا عطا محمد اخوندزادہ کٹوازیؒ

۲۹۔ ملا عطا محمد اخوندزادہؒ کسیغری شیرانی

۳۰۔ ملا نسیم گل اخوندزادہؒ

۳۱۔ میاں ملا محمد رسول صاحب پوندہؒ

۳۲۔ مولوی عبدالغفار صاحب باہڑؒ (ڈیرہ اسماعیل خان)

۳۳۔ حضرت غالب علی خان صاحب ہندوستانیؒ

۳۴۔ مولانا علی محمد صاحب باہڑؒ

۳۵۔ فقیر عبداللہ صاحبؒ (ڈیرہ اسماعیل خان)

۳۶۔ حضرت حاجی محکم الدینؒ

۳۷۔ حضرت میاں ملا محمد رسول پوندہؒ

34.1 ۔ حضرت مولانا محمود شیرازیؒ

حضرت مولانا محمود شیرازیؒ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ آپ خوش الحان قاری اور جید عالم فاضل تھے۔ آپ اپنے وطن ایران سے استنبول علم کی تحصیل کے لئے گئے۔ آپ علم کے بڑے شعبوں میں ماہر تھے۔ علم حدیث۔ فقہ وتفسیر، منطق وفلسفہ اور ہیئت، ادب وانشاء، شعر ونعت کے فنون پر ماہرانہ دسترس رکھتے تھے۔ فارسی اور عربی پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ روحانی سلسلہ میں آپ کا مقام بہت بلند اور استعداد بڑی مستحکم تھی۔

ایک مرتبہ رات کے وقت حضرت عثمان دامانیؒ خانقاہ کی مسجد میں تشریف فرما تھے اور ارد گرد کافی لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا! مرشد کی توجہ کا انحصار مرید کی استعداد پر موقوف ہے۔ کسی کی استعداد کم ہوتی ہے اور کسی کی زیادہ۔ بعض مرتبہ مرشد اپنے مرید کو روحانیت کے ایک مقام کے لئے توجہ دیتا ہے لیکن مرید اس مقام سے بھی بلند مقام کے احوال و

کیفیات کو حاصل کر لیتا ہے جیسا کہ مولوی محمود شیرازیؒ کا معاملہ ہے۔

ایک دفعہ آپ ہندوستان کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے تیار ہوئے حضرت دامانیؒ انہیں رخصت کرنے خانقاہ کے بڑے دروازے تک ان کے ساتھ آئے اور دعاؤں کے ساتھ روانہ کیا۔ واپس آ کر جب حضرت دامانیؒ دالان میں تشریف فرما ہوئے تو فرمایا کہ مولانا صاحب نے رخصت ہوتے وقت مجھے بتایا کہ کہ ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسے حالات منکشف کئے ہیں جن کا ذکر متقدمین نے بھی نہیں کیا۔ اس پر میں نے ان سے کہا کہ اس نعمت پر اللہ کا شکر بجالاؤ اور مزید طلبگار رہو۔

آپ حضرت عثمان دامانیؒ کے صاحبزادوں کے استاد اور خانقاہ کی مسجد کے امام کے فرائض انجام دیتے تھے۔ حضرت دامانیؒ کی وفات کے بعد آپ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ صاحب تصنیف تھے۔آپ کا ایک رسالہ بنام ''رسالہ درتتبا کو (فارسی)'' ہے۔ آپ شعر بھی کہتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کے وصال پر آپ نے قطعہ تاریخ وفات کہا تھا۔

34.2 ۔ مولانا قاضی عبدالرسول کچھی انگویؒ

قاضی صاحب کا تعلق کچھی قوم سے تھا۔ آپ حضرت عثمان دامانیؒ کے خاص اصحاب اور خلفاء عظام میں سے تھے۔ آپ حافظ قرآن اور صاحب ذکر تھے۔ بیعت کے دس سال بعد خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے خانقاہ سون شریف کی تعمیر میں بڑی محنت و مشقت برداشت کی۔ ۳/ذوالقعدہ ۱۳۱۱ھ/۸/مئی ۱۸۹۴ء میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ نے آپ کو دستارِ فضیلت عطا فرمائی۔ خانقاہ ڈیپ، سون سیکسر (خوشاب) کی تعمیر میں آپ نے دن رات ایک کر دیا۔ آپ کا مزار انگہ شریف (خوشاب) میں ہے۔

34.3 ۔ حضرت خواجہ سید محمد لعل شاہ ہمدانیؒ

حضرت خواجہ محمد لعل شاہ ہمدانیؒ کی ولادت ''دندہ شاہ بلاول شریف'' ضلع چکوال میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت علی المرتضیٰؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید جیون شاہؒ تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم دندہ میں حاصل کی۔ مزید تعلیم حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ حضرت احمد دین انگویؒ سے حاصل کی۔ آپ نے معقولات و

منقولات کا علم حاصل کیا۔ آپ اپنے استاد کے مدرسہ میں مدرس کی حیثیت سے درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ آپ کے استاد اہلِ طریقت میں سے تھے اس لئے آپ کے اندر بھی حصولِ معرفت الٰہی کا شوق پیدا ہونے لگا۔ اپنے استاد کے انتقال کے بعد آپ کے دل میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ آپ نے دامان کا سفر کیا۔ جب آپ دامان پہنچے تو موسم گرما کا آغاز ہو چکا تھا اور حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ خراساں جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ آپ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کر لی اور جب تک حضرت حاجی صاحبؒ وہاں رہے آپ بھی ان کے ساتھ رہے۔ ان کے جانے کے بعد آپ بھی اپنے وطن واپس آ گئے اور درس و تدریس میں مصروف ہوگئے۔ اگلے سال جب موسم سرما میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ دامان تشریف لائے تو آپ فوراً دامان پہنچ گئے اور ایک ماہ ان کی خدمت میں رہے۔ ان سے اذکار و افکار سیکھتے رہے۔ اسی طرح دس برس تک آپ سلوکِ طریقہ کی منازل طے کرتے رہے۔ آخری دنوں میں جب حضرت حاجی صاحبؒ بیمار ہوگئے تو آپ ان کے ساتھ ہی رہنے لگے۔ ایک دن حضرت حاجی صاحب نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور آپ کے سینے پر ہاتھ پھیرا، آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ بے ہوش ہوگئے۔ کچھ دیر بعد جب ہوش آیا تو ساتھیوں نے پوچھا تو آپ نے بتایا کہ جب حضرت صاحبؒ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا تو میرا سینہ ہر قسم کی کدورت و آلائش، تمام خطرات و وساوس سے پاک ہوگیا اور میرا دل اب شیشہ کی طرح شفاف ہوگیا ہے۔

چند دنوں کے بعد حضرت حاجی صاحبؒ کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ سے تجدید بیعت کی اور ان سے روحانی رابطہ استوار کیا۔ ان کی صحبت میں رہ کر روحانی سفر طے کرتے رہے۔ آپ کے روحانی سفر کی تکمیل پر حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ کو مسند ارشاد پر متمکن ہو کر خلقِ خدا کی خدمت کا حکم دیا گیا۔

آپ بہت بڑے عالم، فاضل، صالح، متقی اور دائم الذکر و فکر تھے۔ سخاوت، توکل اور حلم کی اعلیٰ صفات کے حامل تھے۔ آپ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ ۱۳۰۸ھ میں آپ کو حج کی سعادت حاصل ہوئی۔

آپ کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۲۷/شعبان المعظم ۱۳۱۳ھ ۱۲/فروری ۱۸۹۶ء کو اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔ آپ دندہ شاہ بلاول میں اپنے والد گرامی کے قریب مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں دو بیٹیاں تھیں۔

34.4 ۔ مولانا سید محمد شاہ ہمدانی بلاولی ؒ

مولانا سید محمد شاہ ہمدانی بلاولی ؒ حضرت خواجہ عثمان دامانی ؒ کے خلیفہ تھے۔ شاہ صاحب ؒ حضرت لعل شاہ ؒ ساکن دندہ شریف کے بھتیجے تھے۔ آپ دندہ شاہ بلاول کے رہنے والے تھے۔ آپ حافظ قرآن تھے اور اپنے چچا کے ہاتھ پر بیعت کی۔ لیکن چچا لعل شاہ صاحب ؒ کے انتقال کے بعد اپنے عزیزوں اور رفیقوں کے ساتھ حضرت عثمان دامانی ؒ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ حضرتدامانی ؒ نے حضرت لعل شاہ صاحب کی تعزیت کی اور دعا کی۔ اس کے بعد آپ کے سر پر دستار باندھی اور حضرت محمود شیرازی صاحب سے اجازت نامہ لکھوا کے ان کو دیا اور ان کو واپس بھیج دیا۔ آپ کچھ عرصہ وطن میں رہ کر پھر حضرت دامانی ؒ کے پاس آ گئے اور تین ماہ ان کے پاس رہ کر سلوک و روحانیت کے اسباق پڑھے اور ان کی صحبت میں رہ کر توجہات سے روحانی اور باطنی فیض حاصل کیا۔ جب واپس ہونے لگے تو حضرت دامانی ؒ نے فرمایا کہ تم ولایت علیا کے سبق پر پہنچ چکے ہو اب تم اسی پر قائم رہو۔

آپ نے کتاب درالمعارف اور کتاب اربعہ انہار حضرت خواجہ دامانی ؒ سے سبقاً سبقاً پڑھیں اور ان کی توجہات سے روحانی اور باطنی فیض حاصل کیا۔ حضرت خواجہ دامانی کے انتقال کے بعد آپ حضرت خواجہ محمد سراج الدین ؒ کے حلقہ ادارت میں شامل ہو کر روحانی مقامات کا سفر طے کرتے رہے۔ حضرت محمد شاہ ہمدانی ؒ کے کثیر تعداد میں مرید تھے۔ آپ کے آٹھ بیٹے تھے جن کے نام حضرت سید سلطان ابراہیم ؒ، حضرت سید عبدالرحمٰن ؒ، حضرت سید احمد سعید ؒ، حضرت سید محمد سعید ؒ اور حضرت سید محبوب العارفین ؒ تھے۔

34.5 ۔ حضرت میاں محمد فاضل اعوان ؒ

حضرت میاں محمد فاضل اعوان ؒ حضرت خواجہ عثمان دامانی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ موضع کوٹلی، علاقہ سون سیکسر، تحصیل وضلع خوشاب کے رہنے والے تھے۔ پھر آپ مکھڈ تحصیل پنڈی گھیپ (اٹک) میں مقیم ہو گئے تھے۔ آپ کے دل میں تلاش مرشد کا شوق پیدا ہوا تو آپ حضرت شیر محمد شاہ المعروف پیر میاں صاحب ؒ (حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ؒ کے خلیفہ) کی خدمت میں پہنچ گئے۔ ان سے بیعت کر کے پانچ سال ان کی خدمت میں رہ کر لطیفہ قلب سے نفی و اثبات تک کا سلوک حاصل کیا۔ ان کی وفات کے بعد آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی ؒ سے بیعت ہوئے اور ان کی صحبت اختیار کی۔ آپ نے مکھڈ میں وفات پائی۔

خانقاہ سراجیہ حسنیہ نقشبندیہ مجددیہ، حسن آباد تھل، تحصیل کروڑ لعل عیسن، ضلع لیّہ

34.6 - حضرت خواجہ غلام حسن سواگ نقشبندیؒ

حضرت خواجہ غلام حسن سوہاگ نقشبندیؒ حضرت عثمان دامانیؒ کے اصحاب اور خلفاء عظام میں سے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام ملک لعلؒ تھا۔ آپ بڑے زمیندار تھے اور سواگ قبیلہ سے آپ کا تعلق تھا جو ضلع لیّہ میں آباد ہے۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء کو موضع ڈگر سواگ تحصیل لیہ میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کے چند دن بعد آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا تھا آپ کی پرورش پھوپھی مائی فاطمہؒ نے کی۔ آپ کے بچپن میں آپ کے والد گرامی کا بھی انتقال ہوگیا تھا۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کے خلیفہ حضرت مولانا غلام حسن پونگرؒ سے ڈیرہ اسماعیل خان میں تعلیم حاصل کی۔ آپ نے علم صرف مولوی علی محمد شیہانوالہ (جھنگ) سے اور درس نظامی کی تعلیم حضرت مولانا جان محمدؒ سے حاصل کی۔

علم دین حاصل کرنے آپ چکڑالہ (میانوالی) پہنچے اور مولانا نور خانؒ (خلیفہ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ) سے تعلیم حاصل کرنے لگے۔ آپ اپنے استاد مولانا نور خان کے ساتھ موسیٰ زئی تشریف لائے اور حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے۔ آپ نو سال اپنے مرشد کی خدمت میں رہے اور پھر خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے شیخ کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ سے بیعت کی تجدید کی اور انہوں نے بھی آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ بہت صاحب کرامت اور عبادت گزار بزرگ تھے۔ ساڑھے چھ سو ہندو اور سکھ آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں آپ کو ایک جھوٹے مقدمہ میں پھنسا کر قید کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ باعزت بری ہوئے۔ آپ نے خانقاہ سراجیہ حسنیہ نقشبندیہ مجددیہ، حسن آباد تھل، تحصیل کروڑ لعل عیسن، ضلع لیّہ کی بنیاد رکھی۔ ہندوؤں کی بڑی تعداد نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

آپ کا وصال ۱۳/ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ / ۹/ستمبر ۱۹۶۵ء کو ہوا۔ آپ سواگ شریف، حسن آباد متصل لعل کروڑ عیسن ضلع مظفر گڑھ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے خواجہ فقیر محمدؒ آپ کے جانشین ہوئے۔

آپ کے قلمی مخطوطاتؒ

۱۔ اعراب القرآن (فارسی)　　　۲۔ تذکرۃ الموتیٰ والقبور (فارسی)

آپ کی اولاد:

۱۔ حضرت صاحبزادہ مولانا فقیر محمدؒ

۲۔ حضرت صاحبزادہ غلام محمدؒ

۳۔ حضرت صاحبزادہ محمد بدرؒ

۴۔ حضرت صاحبزادہ محمد ابراہیمؒ

۵۔ محترمہ غلام عائشہ بی بیؒ

۶۔ محترمہ غلام زینب بی بیؒ

آپ کے چند خلفاء عظام کے نام:

۱۔ حضرت سید دوست علی شاہؒ	(رتیڑہ، ڈیرہ غازی خان)
۲۔ حضرت سید بہادر شاہؒ	(ماڑی شاہ سخیرہ، جھنگ)
۳۔ حضرت سید محبوب شاہ بلاولیؒ	(ڈھوک فتح شاہ، اٹک)
۴۔ حضرت سید محسن شاہؒ	(لورالائی، بلوچستان)
۵۔ حضرت سید حافظ اسماعیل شاہؒ	(لورالائی، بلوچستان)
۶۔ حضرت سید احمد شاہؒ	(بستی پیرزادہ، مظفرگڑھ)
۷۔ حضرت سید عبداللہ شاہؒ	(لورالائی، بلوچستان)
۸۔ حضرت سید شیر شاہؒ	(لودھراں، ملتان)
۹۔ حضرت سید اللہ بخش شاہؒ	(عنایت شاہ، مظفرگڑھ)
۱۰۔ حضرت سید مہربان شاہؒ	(کاکانی گرم، وزیرستان)
۱۱۔ حضرت سید گلاب شاہؒ	(لاہڑی، جہلم)
۱۲۔ حضرت سید راجن شاہؒ	(محمود کوٹ، مظفرگڑھ)
۱۳۔ حضرت سید کرم علی شاہؒ	(بہاولپور)
۱۴۔ حضرت سید غلام حیدر شاہؒ	(بانزشریف، مظفرگڑھ)
۱۵۔ حضرت سید عبداللہ شاہؒ	(کالے والا، ڈیرہ غازی خان)
۱۶۔ حضرت سید اکبر علی شاہ گیلانیؒ	(اچھرہ، لاہور)

۱۷۔ حضرت سید غلام حیدر قندھاریؒ	(قندھار، افغانستان)
۱۸۔ حضرت صاحبزادہ محمد زاہدؒ	(موسیٰ زئی، ڈیرہ اسماعیل خان)
۱۹۔ حضرت قاضی عطا محمد قریشیؒ	(قادر پوراں، ملتان)
۲۰۔ حضرت اخوند عبدالغفار قریشیؒ	(کوئٹہ)
۲۱۔ حضرت مولانا لعل دینؒ	(کاتیمار، میانوالی)
۲۲۔ حضرت مولانا عبدالغفورؒ	(خانقاہ مولانا گل حسنؒ)
۲۳۔ حضرت خدا بخش خان کمنگرؒ	(بھکر، میانوالی)
۲۴۔ حضرت صاحبزادہ اخوند حزبؒ	(موسیٰ زئی شریف)
۲۵۔ حضرت حافظ محمد رمضانؒ	(تنکانی، ڈیرہ غازی خان)
۲۶۔ حضرت حاجی پھلا خانؒ	(چوٹی زیریں، ڈیرہ غازی خان)
۲۷۔ حضرت فقیر غلام قاسم کمبوہؒ	(پہاڑ پور، ڈیرہ اسماعیل خان)
۲۸۔ حضرت شیخ سعد الدینؒ	(اورہ، جھنگ)
۲۹۔ حضرت مولانا محمد ابراہیمؒ	(واسو آستانہ، جھنگ)
۳۰۔ حضرت مولانا شیر محمدؒ	(شجاع آباد، ملتان)
۳۱۔ حضرت عبداللہ خان وزیرستانیؒ	(غزنی، افغانستان)
۳۲۔ حضرت شیخ عبدالرحیمؒ	(نور پور تھل، سرگودھا)
۳۳۔ حضرت مولانا عبداللہ المعروف پیر باروؒ	(عنایت شاہ، مظفر گڑھ)
۳۴۔ حضرت مولانا اللہ بخشؒ (منشی لنگر شریف)	(رتیڑہ، ڈیرہ غازی خان)
۳۵۔ حضرت تنگو خان کھترانؒ	(جلووالی، ڈیرہ غازی خان)
۳۶۔ حضرت مولانا مرید احمد قریشیؒ	(کلول مبیل، میانوالی)
۳۷۔ حضرت مولانا نور محمد کاکڑؒ	(کاریز بلوزی، افغانستان)
۳۸۔ حضرت مولانا بہاء الحقؒ	(کڑی شموزئی، ڈیرہ اسماعیل خان)

۳۹۔ حضرت مولانا محمد حیاتؒ (امام مسجد شاہ جمعہ، ڈیرہ اسماعیل خان)

۴۰۔ حضرت مولانا سید محمد بخش شاہؒ (سوکڑ، ڈیرہ غازی خان)

34.6.1 ۔ حضرت مولانا عبدالکریم نقشبندیؒ (جام پوری)

حضرت مولانا عبدالکریم نقشبندیؒ حضرت خواجہ غلام حسن سواگ نقشبندیؒ کے اصحاب اور خلفاء عظام میں سے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولوی محمد صدیقؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲/ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ/۳۱/ جولائی ۱۸۹۸ء کو آدم گڑھ نزد جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہوئی۔

آپ نے دینی تعلیم اپنے والد گرامی سے، مولانا سید احمد حسنؒ اور مولانا مشتاق حسین کانپوریؒ سے حاصل کی۔ آپ نے حضرت خواجہ غلام حسن سواگ نقشبندیؒ سے بیعت کی اور مدارج سلوک طے کر کے خلافت و اجازت کا شرف حاصل کیا۔ آپ اپنے مرشد کے بچوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ آپ نے ملتان میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ کتاب الہدیٰ فی اعفاء اللحیٰ

۲۔ فیوضاتِ حسنیہ (فارسی)

34.7 ۔ حضرت مولانا نور محمد اعوان چکڑ الویؒ

حضرت مولانا نور محمد اعوان چکڑ الویؒ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بڑے عالم فاضل، صالح و حلیم اور خوش طبع انسان تھے۔ آپ علم فقہ و حدیث کے عالم تھے اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ سے اخذ کیا تھا۔ آپ ان کی صحبت میں رہے اور خلافت ملنے کے بعد حضرت کے ساتھ خراسان کا سفر کیا۔ آپ اپنے شیخ اقدسؒ کے صاحبزادوں حضرت محمد سراج الدینؒ اور حضرت محمد بہاء الدینؒ کے استاد بھی تھے۔

آپ اپنے شیخ اقدسؒ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ آپ سترہ سال تک اپنے گھر سے موسیٰ زئی شریف باقاعدگی سے حاضر ہوتے رہے اور حضرت کی توجہات اور برکات سے فیض یاب ہوتے رہے۔

34.8 ۔ حضرت ملا محمد رسول لئون افغان خراسانیؒ

حضرت ملا محمد رسول لئون افغان خراسانیؒ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ دامانیؒ کی صحبت میں رہ کر سلوک کے مدارج طے کئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ دس سال کی عمر میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ سے بیعت ہو گئے تھے۔ آپ کی طالب علمی کے زمانے میں اتفاقاً آپ کا سامنا حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ سے ہو گیا۔ انہوں نے پوچھا! ذکر کرتے ہو یا نہیں۔ عرض کیا! کرتا ہوں۔ فرمایا! تم ذکر نہیں کرتے۔ تمہیں ذکر میں دوام حاصل کرنا چاہئے کیونکہ تم طریقت کے لائق ہو۔ آپ نے مزید پندرہ سال طالب علمی میں بسر کئے۔

حضرت قندھاریؒ کے وصال کے بعد آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بیعت کی۔ آپ اکثر جذب کی کیفیت میں رہتے تھے۔ آپ خانقاہ میں رہتے ہوئے اس کی تعمیر اور مرمت میں حصہ لیتے تھے۔ تین سال بعد حضرت دامانیؒ نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ حضرت اقدسؒ کی حج پر روانگی کے بعد خانقاہ میں نماز کی امامت کیا کرتے تھے۔ حج سے واپسی پر حضرت دامانیؒ نے خانقاہ شریف غنڈان (قندھار) کی مسند ارشاد آپ کے سپرد کر کے اپنا جانشین بنا دیا۔

آپ کی وفات اپنے شیخ کی وفات کے چار مہینے بعد ۲۹/ذوالحجہ ۱۳۱۴ھ/۳۱ مئی ۱۸۹۷ء بروز منگل ہوئی۔ آپ کا مزار خانقاہ غنڈان شریف قندھار میں ہے۔

34.9 ۔ حضرت سید امیر شاہ ہمدانیؒ (سکنہ ڈندہ شاہ بلاول)

حضرت سید امیر شاہ ہمدانیؒ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ دامانیؒ کی صحبت میں رہ کر سلوک کے مدارج طے کئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ حافظ قرآن، ذاکر اور منکسر المزاج انسان تھے۔ آپ نے لڑکپن میں حضرت مولانا دین محمد انگویؒ سے بیعت کی۔ ان کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ سے بیعت کی۔ آپ نے نو سال خانقاہ میں رہ کے اپنے شیخ اور خانقاہ کی خدمت کی۔ ۳/ذوالقعدہ ۱۳۱۱ھ/۸ مئی ۱۸۹۴ء میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ نے آپ کو دستار فضیلت عطا فرمائی۔

(خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ بگھار شریف، کہوٹہ ضلع راولپنڈی)

34.10 ۔ حضرت خواجہ محمد ہاشم نقشبندیؒ

حضرت مولانا محمد ہاشمؒ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ دامانیؒ کی صحبت میں رہ کر سلوک کے مدارج طے کئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خواجہ دامانیؒ کے وصال کے بعد آپ حضرت خواجہ سراج الدینؒ کے حلقہ ادارت میں شامل ہوگئے اور روحانی فیوضات و برکات حاصل کئے۔

آپ قصبہ بگھار شریف، تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے رہنے والے تھے۔ آپ کا تعلق راجپوت جنجوعہ قبیلہ سے تھا۔ آپ نے حضرت لعل شاہ صاحبؒ کے مشورے پر فوج کی ملازمت چھوڑ کر خانقاہ موسیٰ زئی سے نسبت قائم کر لی تھی۔

آپ کا انتقال ۲۷/رجب ۱۳۱۳ھ/۱۳/جنوری ۱۸۹۶ء بروز ہفتہ خانقاہ بگھار شریف، کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ آپ کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ ان کے بعد آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد یعقوب سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

34.11 ۔ حضرت ملا بیگ محمد سر بریدہ خراسانیؒ

حضرت ملا بیگ محمد سر بریدہ خراسانیؒ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ دامانیؒ کی صحبت میں رہ کر سلوک کے مدارج طے کئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ بہت بہادر اور دلیر انسان تھے۔ خراسان کے سفر میں آپ حضرت اقدسؒ کے ساتھ جاتے تھے بندوق ہاتھ میں لے کر حضرتؒ کے آگے دوڑتے تھے۔ اس وجہ سے خراسانی لوگ آپ کو ''شاطر حضرت قبلہ'' کہتے تھے۔ آپ مراقبہ کمال نبوت میں خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت اقدسؒ نے آپ کو اپنا چغہ بھی عنایت فرمایا۔

آپ نے ایک عرصہ تک حضرت اقدسؒ کی توجہات حاصل کیں اور مراقبہ حقیقت موسوی تک رسائی پائی۔ حضرت اقدسؒ نے اپنی استعمال کردہ پگڑی اور ٹوپی عطا فرمائی۔ ان کے علاوہ حضرت خواجہ دامانیؒ نے آپ کو تبرکات میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کی نعلین، تسبیح اور دلائل الخیرات کا سنہری قلمی مخطوطہ بھی عطا فرمایا۔

34.12 ۔ حضرت میر قلندرؒ

حضرت میر قلندرؒ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ دامانیؒ کی صحبت میں رہ کر سلوک کے مدارج طے کئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ پشین (بلوچستان) کے رہنے والے تھے۔ آپ دلیر، سخی، صاحب توکل، صاحب قناعت، صاحب دائم ذکر و فکر تھے۔ آپ اٹھارہ سال تک اپنے شیخ اقدسؒ کی خدمت میں رہے۔

مثنوی مولانا روم اور دیوان حافظ شیرازی کی غزلیات آپ کو زبانی یاد تھیں۔ آپ کے شیخ نے فرمایا! تمہیں اجازت ہے کہ ہند، سندھ اور خراسان میں جس جگہ استقامت پاؤ، قیام کرو اور اگر طالب خدا تمہارے پاس آئیں تو ان پر توجہ کرو۔ اس وجہ سے آپ کا نام قلندر پڑ گیا۔

34.13 ۔ حضرت مولانا مہر محمد اعوان انگویؒ

حضرت مولانا مہر محمد اعوان انگویؒ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ انگہ ضلع خوشاب کے رہنے والے تھے۔ آپ نہایت مسکین الطبع اور خوش بیان بزرگ تھے۔ آپ بائیس سال تک انگہ شریف سے موسیٰ زئی شریف باقاعدگی سے حاضر ہوتے رہے۔ آپ تعلیم و تدریس میں مصروف رہتے تھے۔

34.14 ۔ حضرت حاجی سید میر احمد علی دہلویؒ

حضرت حاجی سید میر احمد دہلویؒ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ دامانیؒ کی صحبت میں رہ کر سلوک کے مدارج طے کئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ حافظ قرآن، عابد اور ذاکر انسان تھے۔ آپ دہلی میں بھوجلا پہاڑی، نزد دروازہ شاہ ترکمان صاحب کے رہنے والے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد خراسان سے آ کے دہلی میں آباد ہو گئے تھے۔

آپ کی وفات آپ کے شیخ اقدسؒ کی حیات میں ۲/رمضان المبارک ۱۳۰۰ھ/۷/جولائی ۱۸۸۳ء بروز اتوار ہوئی۔ آپ کا مزار خانقاہ موسیٰ زئی سے ایک سو تیس گز کے فاصلہ پر شمال کی جانب واقع ہے۔

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ ۔ واں بھچراں (میانوالی)

34.15 ۔ حضرت مولانا حسین علیؒ

حضرت مولانا حسین علیؒ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ضلع میانوالی کے قصبہ واں بھچراں میں ۱۹/ذوالقعدہ ۱۲۸۳ھ/۲۵/مارچ ۱۸۶۷ء بروز ہفتہ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام میاں محمد بن حافظ عبداللہ تھا۔ آپ کا تعلق میانہ قوم سے تھا۔ آپ نے موضع سیلوان (کندیاں، میانوالی) میں عربی و فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ آپ نے صحاح ستہ کی تعلیم اور دورۂ حدیث حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے گنگوہ شریف میں حاصل کی۔ آپ ۱۳۰۳ھ میں ان کے مشورے سے سہارن پور تشریف لے گئے اور ۱۹۰۵ء میں حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ سے تفسیر قرآن پڑھی۔ مولانا احمد حسن کانپوریؒ سے منطق و فلسفہ کی تعلیم حاصل کی۔

آپ نے حضرت خواجہ دامانیؒ کی صحبت میں رہ کر سلوک کے مدارج طے کئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ علوم دینیہ و عربیہ کے جید عالم تھے۔ آپ محدث، فقیہہ اور مفسر تھے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ شامل ہیں۔ ۳/ذوالقعدہ ۱۳۱۱ھ/۸/مئی ۱۸۹۴ء میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ نے آپ کو دستار فضیلت عطا فرمائی۔ آپ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے صاحبزادوں کے استاد بھی تھے۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کا آپ کو خلافت عطا کرنے کی تحریری اجازت نامے کا اردو ترجمہ:

بعد حمد صلوٰۃ فقیر حقیر لاشے محمد عثمان کی طرف سے واضح ہو کہ حقائق و معارف آگاہ حاوی علوم عقلی و نقلی راوی فنون فرعی و اصلی مولوی حسین علی صاحب (بارک اللہ تعالیٰ فی عمرہ و رفع اللہ تعالیٰ درجاتہ) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مظہریہ میں بیعت کی غرض سے فقیر کے پاس آئے اور فقیر نے حسب دستور حضرات مشائخ کرام لطیفہ اسم اللہ ان کے قلب میں بٹھایا۔ اللہ کے فضل و کرم سے قوی درجہ کی روشن تاثیر اس لطیفہ سے ظاہر ہوئیں۔ نیز درجہ بدرجہ دیگر لطائف مثلاً روح، سر، خفی، اخفی، نفس، قالب وغیرہ میں وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ ان کے ذوق و شوق اور انہماک کا ظہور ہوتا رہا اور انہوں نے مشرّبات کے درجات نفی و اثبات، مراقبہ کے بعد ولایت ثلاثہ، اسم الظاہر اور کمالات ثلاثہ کو طے کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے مقامات و حالات اور تاثیرات میں حضور و جامعیت اور فنا و بقا عطا فرمائے (آمین) مولوی صاحب ممدوح کی استعداد و صلاحیت کو دیکھتے ہوئے اپنے شیخ و مرشد کی روش پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ میں اجازت عامہ دی گئی (اللہ تعالیٰ ان کو اپنی ذات اقدس کا محبّ و عاشق بنائے اور اپنے اسلاف و مشائخ کا محبّ بنائے) اب ان پر لازم ہے کہ طریقہ عالیہ کو رواج دیں اور اس

کی تلقین کریں۔ طالبانِ حق کے لئے ان کا مقبول میرا مقبول ہے اور ان کی اقتداء کرنے والوں کو بشارت ہے اور میں انہیں تاکید کرتا ہوں کہ ذکر وفکر کا اہتمام کریں۔ خلوت وعلیحدگی اختیار کریں اور اپنے تمام امور میں اللہ عزوجل ہی سے امید رکھیں اور اسی کی طرف توجہ کریں۔ اجازت کی شرط شریعتِ حقہ پر استقامت اور سنت رسول اللہ ﷺ کی اتباعِ کامل پر ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اور ان کی زندگی اپنی رضا کے لئے بنادے۔

از لاشئی محمد عثمان

آپ نے اپنے شیخ کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے اور جانشین حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ سے تجدید بیعت کی تھی اور ان سے بھی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اور دیگر سلاسل میں خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کے صاحبزادے حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیمؒ نے آپ سے بیعت کی اور خلیفہ مجاز ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کے پوتے اور حضرت خواجہ محمد ابراہیمؒ کے بیٹے حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجیؒ بھی آپ سے خلافت و اجازت یافتہ تھے۔

اجازت وخلافت نامہ از شیخ ثانی حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ:

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور سلام ہو اللہ کے برگزیدہ بندوں پر۔ بے شک صالح بھائی مولانا حسین علی صاحب، اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میرے والد مرحوم، اللہ تعالیٰ ہمیں پاکیزہ بنائے، ان کے پاکیزہ راز کے ذریعہ سے حاصل کیا۔ انہوں نے ان کے لطیفۂ قلب اور دوسرے تمام لطائف پر توجہ فرمائی پھر ان (لطائف) کے انوار ان پر ظاہر ہوئے اور ان کے ذریعہ انہوں نے توجہ، حضور، جمعیت اور استغراق کے جذبات اور واردات حاصل کئے، جو اس کامل فنا کا مقدمہ ہیں جس کے لئے بقا لازم ہے۔ پھر انہوں نے ان کے لطیفہ نفس، (لطیفہ) قالب، (لطیفہ) نفی واثبات پر توجہ فرمائی تو ان کو استہلاک، اضمحلال فنا کی ایک قسم اور زوال عین واثر نصیب ہوئے۔ پھر انہوں نے ان پر مراقبہ احدیت، ولایت ثلاثہ: صغریٰ، کبریٰ اور علیاء کے دوائر اور مراقبہ کمالات، (مراقبہ) حقائق، (مراقبہ) معبودیہ صرفہ، (مراقبہ) حقیقت ابراہیمی، (مراقبہ حقیقت) موسوی، اور (مراقبہ حقیقت) محمودیہ میں توجہ فرمائی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اکابر مشائخ، اللہ تعالیٰ ان کے پاکیزہ رازوں کے ساتھ ہمیں پاکیزہ بنائے، کی برکت سے ان کے بلند مقامات میں فنائے نفس اور شرح صدر وغیرہ کی نشانیاں،

ان کے مختلف حالات اور کیفیات کے مطابق حاصل کرلیں۔ لہٰذا انہوں نے ان کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ کی اجازت مطلقہ عنایت فرمائی۔

پس حضرت (خواجہ محمد عثمان دامانیؒ) اللہ ان کے پاکیزہ راز کے ساتھ ہمیں پاکیزہ بنائے۔

یَا أَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ O ارْجِعِیْ إِلَی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً O

(سورۃ الفجر: ۲۸۔۲۷)

(اے اطمینان پانے والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل، تو اس سے راضی، وہ تجھ سے راضی) کے حکم پر ملاء اعلیٰ کی طرف لوٹ گئے اور ہم بیچاروں کو جدائی کے درد میں مبتلا فرما گئے۔

اب مولانا صاحب نے فقیر کی طرف رجوع کیا ہے کہ میں (ان کے) باقی ماندہ اسباق کی تکمیل کروں اور (ان کو) پھر نئے سرے سے شروع کروں۔ اس کی کلی طاقت نہ رکھنے کے باوجود، جس چیز کا سوال کیا گیا ہے، اس کے سوا میں نے چارہ نہ پایا، (لہٰذا میں نے) ان کو حقیقت احمدی، حبِ صرف، لاتعین، دائرہ سیف قاطع اور دائرہ حقیقت نماز کا درس دیا۔ جیسا کہ انہوں نے ان کے مناسب حالات کو خود مشاہدہ کیا ہے اور میں نے بھی مشاہدہ کیا ہے۔

پس وہ مجمع البحار اور معدن انوار بن گئے ہیں۔ سو میں نے سلاسل نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ وغیرہ میں طالبین کو ہدایت کرنے، احباب کے دلوں میں سکینہ اور حضور القاء کرنے اور مذکورہ سلاسل میں طلبگار سے مسنون طریقہ سے بیعت لینے کی انہیں اجازت مطلقہ دے دی ہے۔ پس وہ میرے خلیفہ ہیں اور ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے، سو خوش قسمت ہے وہ آدمی جو ان کی اقتدا کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ إِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ أَیْدِیْھِمْ ﴾(سورۃ الفتح ۔ ۱۰)

جو لوگ ان سے بیعت کرتے ہیں، بے شک وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے

درود ہو اللہ تعالیٰ کا ان پر جو اس کی خلقت میں سب سے اعلیٰ ہیں، حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل اور تمام اصحاب پر اور اجازت کی شرط یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رہے۔ اے اللہ تو ان کا مددگار رہ اور ان کے تمام معاملات میں ان کا کارساز بن جا، اپنی رحمت کے صدقے، اے سب سے بڑے مہربان۔

آپ قرآن کریم کی مدلل اور پُر مغز تفسیر پڑھاتے تھے۔ آپ تدریس و تعلیم کے ساتھ ساتھ تبلیغ کا کام بھی کرتے تھے۔ آپ کا انتقال ۴/رجب ۱۳۶۲ھ/۲۵/جون ۱۹۴۳ء کو ہوا۔

آپ کی اولاد:

۱۔ صاحبزادہ مولانا حافظ عبدالرحمٰن (خلیفہ وجانشین)

۲۔ صاحبزادہ مولانا صدرالدینؒ ۳۔ صاحبزادہ مولانا محمد صادقؒ

۴۔ صاحبزادہ مولانا محمد عبداللہؒ ۵۔ صاحبزادہ مولانا عبدالرزاقؒ

آپ کی تصانیف:

۱۔ بلغۃ الحیران فی ربط الآیات القرآن (اردو)

۲۔ تبیان فی تفسیر القرآن (اردو)

۳۔ تلخیص الطحاوی (عربی)

۴۔ تحریرات حدیث (عربی)

۵۔ تقریر الجنجوہی علیٰ صحیح بخاری (عربی)

۶۔ تقریر الجنجوہی علیٰ صحیح مسلم (عربی)

۷۔ عون المعبود علیٰ سنن ابی داؤد

۸۔ رسالہ رفع سبابہ

۹۔ ذبح فوق العقدہ

۱۰۔ رسالہ الجریدتین (حدیث)

۱۱۔ رسالہ خمس اوسق

۱۲۔ برہان التسلیم یا فسخ الحج بالعمرہ

۱۳۔ خلاصہ فتح القدیر

۱۴۔ تحریرات حدیث

۱۵۔ مسئلہ علم الغیب

۱۶۔ تصحیح وحواشی مجموعہ فوائد عثمانیہ (فارسی)

۱۷۔ تحفہ ابراہیمیہ (فارسی)

۱۸۔ حل مثنوی

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت حافظ محمد ابراہیمؒ

۲۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ

۳۔ حضرت مولانا غلام رسول المعروف بابا انہی والاؒ

۴۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتویؒ

۵۔ حضرت مولانا قاضی نور محمدؒ

۶۔ حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ

۷۔ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

۸۔ حضرت مولانا عبدالعزیزؒ

۹۔ حضرت مولانا غلام نبیؒ

۱۰۔ حضرت حافظ شاہ نور محمدؒ

۱۱۔ حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ

34.16 ۔ حضرت سید میر اکبر علیؒ

حضرت سید میر اکبر علیؒ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ دامانیؒ کی صحبت میں رہ کر سلوک کے مدارج طے کئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے والد گرامی حضرت سید میر احمد علیؒ کے ہمراہ دہلی سے خانقاہ موسیٰ زئی شریف تشریف لائے اور حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ سے بیعت ہوئے اور تقریباً بیس سال ان کی صحبت میں رہے۔ ۳/ذوالقعدہ ۱۳۱۱ھ/۸/مئی ۱۸۹۴ء میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ نے آپ کو دستار فضیلت عطا فرمائی۔ آپ بہت بلند مراتب ودرجات کے حامل ہونے کے باوجود نہایت منکسر مزاج تھے۔

35 ۔ حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الدین ؒ

سراج الاولیاء زبدۃ الاصفیاء حضرت خواجہ سراج الدین ؒ بروز پیر ۱۵/محرم ۱۲۹۷ھ بمطابق ۲۹/دسمبر ۱۸۷۹ء کو موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) میں پیدا ہوئے۔ حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الدین ؒ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی ؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ نے قرآن مجید اخوند ملا شاہ محمد صاحب ؒ ساکن چودھواں سے پڑھا۔ آپ نے عربی اور فارسی میں نثر و نظم، صرف و نحو، عقائد، علم تجوید و قرأت، مطول، شرح وقایہ، تفسیر جلالین، مشکوۃ شریف، سنن ابن ماجہ وغیرہ مولوی محمود شیرازی ؒ سے پڑھیں۔ علم المنطق و عقائد، کنزالدقائق، ہدایہ، تفسیر مدارک، تنقیح الاصول و تلخیص المفتاح، صحاح ستہ کامل، بقیہ کتابیں اصول فقہ میں نورالانوار اور حسامی سے آخر تک مولوی حسین علیؒ (واں بھچراں) سے پڑھیں۔ پھر کتب تصوف میں مکتوبات امام ربانی اور مکتوبات معصومیہ اپنے والد گرامی حضرت محمد عثمان دامانی ؒ سے پڑھیں۔ ۷/ربیع الاول ۱۳۱۴ھ سے آپ خلافت سے سرفراز ہوکر باقاعدگی سے حلقہ شریف کرانے پر مامور ہوئے۔ آپ کو سلسلہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، قلندریہ، شطاریہ، مداریہ اور کبرویہ کے سلاسل سے اجازت اور خلافت ملی۔ آپ اپنے والد گرامی کی حیات میں ہی ان کی ضعیفی کی وجہ سے حلقہ کراتے تھے۔ آپ کے حلقہ ادارت سے خراسان، ہرات، قندھار، بخارا، ترکستان، عرب و ہند کے بکثرت لوگ مستفیض ہوئے۔ معرفتِ الٰہی کے حصول کے لئے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور سلسلہ عالیہ کی نسبت اور کمالات حاصل کرتے تھے۔

خلافت و اجازت نامہ کا اردو ترجمہ:

پس بحمد للہ کہ اس بار کے اٹھانے اور اس سلسلہ قلبی و روحی کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے فقیر کے دل میں اپنے فرزند ارشد وارجمند محمد سراج الدین کے بارے میں القاء ہوا۔

اللہ کریم اس کو بلند پایہ راستہ پر چلا کر کامیاب و کامران فرمائے اور وہی نیکیوں کی توفیق دینے والا ہے۔ کیونکہ وہ بفضلہٖ تعالیٰ عالم اکمل اور فاضل اجل ہیں اور انہوں نے ظاہری علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل کی ہوئی ہے۔

اور ساتھ ہی انہوں نے فقیر سے جملہ سلاسل اہل باطن یعنی طریقہ نقشبندیہ مجددیہ، احمدیہ و چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ اور چار دوسرے طریقوں شطاریہ، مداریہ، کبرویہ اور قلندریہ میں توجہات بھی حاصل کی ہیں اور نسبت حضراتِ گرامی ان کے دل میں کامل طور پر متمکن ہوگئی ہے۔ اور وہ اعلیٰ اخلاق اور پسندیدہ اوصاف کے مالک ہیں۔ اور شریعت غراء

وسنت بیضآء کے وہ سختی سے پابند ہیں اور دوسروں کو توجہ دینے اور حضرت کی نسبت شریف کو دوسروں کے دلوں میں ڈالنے کی ان کو کامل دستگاہ حاصل ہے اور انوار وتجلیات کی گونا گوں اور نسبت ہائے بوقلموں ان کے دل میں درخشاں وتاباں ہیں۔ اور اسی نسبت کو میرے دوسرے احباب نے بھی ان کے باطن میں بوجہ اکمل ملاحظہ کیا ہے اور وہ اس امر کی گواہی دیتے ہیں۔ تو ازغیب فقیر کے دل میں القاء ہوا کہ اپنے فرزند موصوف کو طرق ثمانیہ (یعنی آٹھوں سلسلوں) کے اجراء کا کام سپرد کر کے ان کو اپنا خلیفہء مطلق اور اپنا قائم مقام بنا کر اپنی مسند حوالے کروں۔

پس بحمدللہ وہ میرے خلیفہ ہیں اور ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے، ان کا مقبول میرا مقبول ہے اور ان کا مردود میرا مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر نظرِ کرم فرمائے جو ان کی امداد کرے اور جو ان کی مخالفت کرے اللہ اس کو شرمندہ کرے۔ (آمین)

اور فقیر اپنے پیر ومرشد موصوف الصدر کے جملہ متوسلین کو ان کے حوالے کرتا ہوں اور فقیر کو قوی امید ہے کہ اپنے فرزند ارجمند ممدوح پر کہ ان شاءاللہ وہ طریقہ کو بطریق احسن چلائے گا اور ان کی صحبت میں جو بھی بیٹھے گا وہ مشائخ کرام کے فیوضات وبرکات سے حظ وافر حاصل کرے گا۔

اللّٰهم انصر من نصره و اخذل من خذله و ايد به الدين. و اجعله اماما للمتقين . و ارزقه الاستقامت على السنة السنية . و الشريعة العلمية . آمين آمين آمين برحمتک يا ارحم الرٰحمين ، و صلى اللّٰه تعالىٰ علىٰ خير خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعين .

(مورخه ۳ ذيقعده ۱۳۱۱ھ) (فیوضاتِ سراجیہ)

آپ اپنے والد گرامی کے انتقال کے بعد اٹھارہ سال تک مسند ارشاد پر فائز رہے اور ایک جہاں کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض وبرکات سے مالا مال کرتے رہے۔ آپ کے آستانے میں تین سو سے چار سو تک متوسلین اور مریدین اکثر موجود رہتے تھے جن کو شاہانہ طور پر لنگر تقسیم کیا جاتا تھا۔ حضرت خواجہ سراج الدین ؒ نے شوال ۱۳۲۴ھ / نومبر ۱۹۰۶ء میں ۴۵ اونٹوں کے قافلہ کے ساتھ حج بیت اللہ ادا کیا۔ اس سفر میں آپ کے قافلے میں ۳۶ لوگ شامل تھے۔

خانقاہوں کی توسیع وتعمیر جدید:

۱۔ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف

آپ نے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کو زائرین کی سہولت وآرام کی خاطر بے حد وسیع کرایا۔ زائرین و

مریدین، خدام وذاکرین اور درویشوں کے لئے خانقاہ کی مسجد کے پیچھے ایک بڑی سرائے بنوائی جس میں سولہ کمرے تھے۔ اپنے صاحبزادگان اور علمائے گرامی کے لئے پختہ کمرے اور چھ دری پختہ، متصل دائیں طرف مسجد بنوائی۔ ایک وسیع کتب خانہ اور ذکر وتوجہ کی ہمیشگی کے لئے عالی شان بنگلہ اور لنگر خانہ تعمیر کروایا۔ جن میں روزآنہ پانچ سو سے زیادہ زائرین، مریدین اور علماء کرام وخلفاء عظام کے طعام وقیام کا بندوبست ہوتا تھا۔

۲۔ خانقاہ عثمانیہ سراجیہ ڈیپ شریف

وادی سون سیکسر (خوشاب) کے پہاڑوں میں واقع یہ خانقاہ جسے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ نے بنوایا تھا سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے تعلق رکھنے والوں کے لئے ایک عظیم روحانی درس گاہ کا درجہ رکھتی ہے۔ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ نے اپنے زمانے میں اس خانقاہ کی تعمیر میں توسیع اور اس کے قدیم روحانی آثار کی مرمت کروائی۔ زائرین اور درویشوں کی کثیر آمدورفت کی پیش نظر کئی مکانات اور ایک وسیع مسجد تعمیر کروائی۔ طہارت ووضو کے لئے پانی کے پختہ کنویں اور حوض بنوائے جس میں سے رہٹ اور بیلوں کے ذریعہ پانی نکالا جاتا تھا۔

آپ کا انتقال ۲۶/ربیع الاول ۱۳۳۳ھ بمطابق ۱۹۱۵ء بروز جمعہ کو ہوا۔ عمر مبارک ۳۶ سال تھی۔ آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے۔

آپ کے پس ماندگان میں چار صاحبزادے تھے۔

۱۔ حضرت صاحبزادہ حافظ محمد ابراہیمؒ (جانشین)

۲۔ حضرت صاحبزادہ محمد عابدؒ

۳۔ حضرت صاحبزادہ محمد زاہدؒ

۴۔ حضرت صاحبزادہ محمد عارفؒ

اسمائے گرامی خلفائے عظام

۱۔ قاضی قمر الدین صاحبؒ سکنہ چکڑالہ (میانوالی)

۲۔ سید برکت علی شاہ صاحبؒ کلکتہ (انڈیا)

۳۔ مولانا غلام علی صاحبؒ کانپوری (انڈیا)

۴۔ مولانا ابوالسعد احمد خان صاحبؒ کھولہ کندیاں (میانوالی)

۵۔ ملامحمد نور اخوندزادہؒ قریشی پونده

۶۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ بگھاروی۔ راولپنڈی

۷۔ مولانا غلام حسین صاحبؒ سواگ شریف (لیّہ)

۸۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ سکنہ ارغسانی

۹۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ پشاوری

۱۰۔ مولانا محمد یٰسین صاحب خروٹیؒ۔ خراسانی

۱۱۔ مولانا محمد اعظمؒ دفتانی۔ افغانستان

۱۲۔ مولانا میر محمد یحیٰؒ خراسانی

۱۳۔ مولانا محمد سعیدؒ ہراتی (افغانستان)

۱۴۔ مولانا فیض اللہؒ ہراتی (افغانستان)

۱۵۔ مولانا عطا محمد قریشیؒ سکنہ گھنڈی متصل کندیاں (میانوالی)

۱۶۔ مولانا صاحبزادہ صاحب قندھاریؒ

۱۷۔ مولانا عبدالقدوس شاہ۔ پنجاب

۱۸۔ مولانا عبداللہ جان صاحبؒ (خانقاہ خراسانی عرف مسافرشاہ)

۱۹۔ مولانا شمس الدین صاحب لائلپوریؒ

۲۰۔ پیر سید امیر شاہ صاحب گیلانیؒ گنجیال شریف

۲۱۔ سائیں فتح علی صاحبؒ خوشاب

۲۲۔ حضرت مولوی فقیر چراغ دین المعروف چن چراغؒ (لکی مروت، خیبر پختون خواہ)

۲۳۔ مولانا نور الحقؒ شاہ پور (سرگودھا)

۲۴۔ سید ولایت شاہ صاحب ہمدانیؒ سکنہ دندہ شاہ بلاول (اٹک)

۲۵۔ سید قمر الدین شاہ صاحبؒ شجاع آباد، ملتان

۲۶۔ مولانا علاء الدین صاحبؒ چندھڑ والہ

۲۷۔ حاجی محمد اسماعیلؒ

۲۸۔ حاجی محمد رفیقؒ چنیوٹ

۲۹۔ حافظ محمد عمرؒ میانوالی

۳۰۔ قاضی دوست محمدؒ چنیوٹ

۳۱۔ مولانا اخوندزادہ عبدالاحد صاحبؒ کڑی شموزئی والا (سکنہ حیدرآباد دکن، انڈیا)

۳۲۔ مولانا احمد دین صاحبؒ جھنڈیروی

۳۳۔ حضرت جمال الدین صاحب کڑی شموزئیؒ

۳۴۔ مولانا فضل علی قریشی مسکین پوریؒ (مظفرگڑھ)

۳۵۔ حضرت مولانا غلام محی الدینؒ (چندھڑولہ)

۳۶۔ حضرت مولانا عبدالاحد صاحب کڑی شموزئیؒ

35.1 ۔ حضرت خواجہ محمد بہاء الدینؒ

حضرت خواجہ محمد بہاء الدینؒ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے ۱۳۲۳ھ میں جوانی میں رحلت فرمائی اور خانقاہ موسیٰ زئی میں آخری آرام گاہ پائی۔ آپ پیدائشی ولی تھے۔ آپ کے ایک بیٹے تھے جن کا نام محمد علاء الدینؒ تھا۔ جو اپنے چچا حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ سے بیعت ہوئے اور خلافت پائی۔

35.2 ۔ حضرت خواجہ محمد علاء الدینؒ

حضرت خواجہ محمد علاء الدینؒ حضرت محمد خواجہ بہاء الدینؒ کے صاحبزادے تھے اور حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کے بھتیجے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۸۶ء/۱۳۰۳ھ میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی میں ہوئی۔ آپ کا سرخ و سفید رنگ، گھنی داڑھی، بھاری جسم اور درمیانہ قد تھا۔ آپ نے ظاہری و باطنی علوم خانقاہ موسیٰ زئی میں ہی حاصل کئے۔ آپ نے اپنے چچا حضرت محمد سراج الدینؒ سے روحانی منازل طے کیں اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے حضرت خواجہ بابڑؒ (خلیفہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ) سے بھی روحانی فیض حاصل کیا تھا۔

آپ کا انتقال ۱۹۴۳ء/۱۳۶۲ھ میں ہوا اور خانقاہ موسیٰ زئی میں آخری آرام گاہ پائی۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت مولانا قادرؒ	(ڈیرہ اسماعیل خان)
۲۔ حضرت خلیفہ عبدالقادر خروٹیؒ	(حیدرآباد، سندھ)
۳۔ حضرت خلیفہ معصوم احمد خروٹیؒ	(قرہ باغ، غزنی، افغانستان)
۴۔ حضرت خلیفہ سید رجب علیؒ	(پٹیالہ، ہندوستان)
۵۔ حضرت صوفی کرم الٰہیؒ	(پٹیالہ، ہندوستان)
۶۔ حضرت خلیفہ فیض اللہ کشمیریؒ	(بارہ مولا، کشمیر)
۷۔ حضرت خلیفہ عبدالغفارؒ	(ریاست چنبہ تیسہ)
۸۔ حضرت حاجی عبدالسلامؒ	(سورت، انڈیا)

35.3 ۔ حضرت خواجہ شمس الدین نقشبندی مجددیؒ

حضرت خواجہ شمس الدین نقشبندی مجددیؒ حضرت خواجہ محمد علاء الدینؒ صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۹۴۱ء/۱۳۶۰ھ میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم خانقاہ موسیٰ زئی میں حاصل کی۔ آپ کے استاد حضرت حافظ غلام رسولؒ تھے۔ آپ کو تین بار حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

35.4 ۔ حضرت سید لعل شاہ صاحب ہمدانی بلاولیؒ

حضرت لعل شاہ صاحبؒ دندہ شاہ بلاول صاحب (اٹک) کے رہنے والے تھے اور آپ کا تعلق ہمدانی سادات سے تھا۔ آپ کے اجداد حضرت شاہ بلاولؒ نے ہمدان سے دندہ شریف میں آکر سکونت اختیار کر لی تھی۔ سید لعل شاہ صاحبؒ نے مولوی احمد دین انگوی صاحب کی شاگردی اختیار کی جو حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے دس سال علوم دینیہ ومعقول ومنقول پڑھ کر فارغ ہوئے اور پھر پندرہ سال اسی مدرسہ میں تعلیم دیتے رہے۔ مولانا احمد دین صاحبؒ کے انتقال کے بعد آپ نے حاجی دوست محمد قندھاریؒ سے بیعت کر کے ان کی صحبت اختیار کر لی۔ آپ ایک

ماہ کی مدت میں ولایت صغریٰ کے مقام پر پہنچ گئے اور حضرت دوست محمد قندھاریؒ نے آپ کو خلافت اور اجازت عطا فرمادی۔ خلافت ملنے کے بعد بھی آپ دو سال تک حضرت قندھاریؒ خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ حضرت دوست محمد قندھاری کی وفات کے بعد آپ نے حضرت عثمان دامانیؒ سے بیعت تجدید کی اور انہوں نے بھی آپ کو اپنی خلافت عطا فرمائی۔ آپ خلافت ملنے کے تیس سال بعد تک مسند ارشاد پر فائز رہے اور لوگ آپ سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔

آپ کا انتقال ۲۷ ؍شعبان ۱۳۱۳ھ ؍۱۲؍فروری ۱۸۹۶ء میں ظہر کے وقت ہوا۔ آپ خانقاہ دندہ شریف (اٹک) میں مدفون ہوئے۔

آپ کے بھتیجے سید محمد شاہ ہمدانیؒ آپ کے مرید تھے اور آپ کی وفات کے بعد حضرت خواجہ سراج الدینؒ سے بیعت کر کے ان کی ادارت میں شامل ہو گئے تھے۔ انہوں نے ان کو خلافت اور اجازت عطا فرمائی۔

35.5 ۔ مولانا قاضی قمر الدین محدث چکڑالویؒ

آپ کی ولادت ۲۳ ؍رمضان ۱۲۷۴ھ ؍۷ا؍مئی ۱۸۵۸ء چکڑالہ کے قاضی خاندان میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی محمد سلیمان تھا۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد صاحب سے حاصل کی۔ حضرت مولانا سید پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ انگہ ضلع خوشاب میں آپ کے ہم درس تھے۔ ۱۲۹۳ھ میں آپ سہارنپور تشریف لے گئے اور مولانا احمد علی شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم اور مولانا احمد حسن کانپوریؒ سے تفسیر و حدیث اور بقیہ فنون کی کتابیں پڑھیں۔

ذوالحجہ ۱۲۹۶ھ میں سند فضیلت حاصل کر کے وطن واپس تشریف لائے۔ علوم ظاہری سے فارغ ہو کر حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ سے بیعت کی۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت مولانا خواجہ سراج الدین صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی۔ حضرت کی صحبت میں رہ کر سلوک نقشبندیہ مجددیہ مکمل فرمایا اور شرفِ خلافت سے مشرف ہوئے اور سلسلہ عالیہ کو فروغ دینے میں مصروف ہو گئے۔

35.6 ۔ مولانا سید برکت علی شاہؒ کلکتہ والے

آپ کی ولادت علاولپور (جالندھر) میں ہوئی۔ علوم ظاہری سے فارغ ہو کر آپ کو کسی پیر یا مرشد کی بیعت کرنے کا شوق دامن گیر ہوا۔ آپ مختلف خانقاہوں اور سجادہ نشینوں کی مجالس میں سکون قلب اور بیعت کی نیت سے بیٹھتے

رہے۔ آخر کانپور تشریف لائے وہاں مولانا غلام حسین کانپوری ؒ سے حضرت خواجہ محمد سراج الدین ؒ کا نام سنا۔ آپ ان کے مشورے سے موسیٰ زئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے اور حضرت خواجہ سے بیعت ہو گئے۔ آپ سلوک نقشبندیہ کے تمام منازل طے کر کے خلعتِ خلافت سے مشرف ہوئے اور حضرت خواجہ سراج الدین ؒ کے مشورے سے کلکتہ ہندوستان تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کے مریدوں اور معتقدین کا اس قدر ہجوم ہوا کہ آپ کو خانقاہ بنانی پڑی۔ کئی سال بعد مریدین کی درخواست پر بمبئی تشریف لے گئے۔ وہاں بھی آپ نے ضلع ناسک میں ایک مسجد اور ایک خانقاہ بنائی اور ہزاروں لوگوں کو روحانی فیوضات و برکات سے نوازا۔ آپ نے بنگال، بہار، آسام، بنگلا دیش اور مہاراشٹر میں سلسلہ نقشبندیہ کی ترقی و اشاعت کے لئے بہت کام کیا۔

آپ کی وفات ۱۴ر صفر ۱۳۴۵ھ/ اگست ۱۹۲۶ء میں ہوئی اور خانقاہ مالیگون ضلع ناسک (مہاراشٹر) میں آپ کا مزار ہے۔ آپ کے چار صاحبزادے ہیں، خواجہ عبداللیث محمد عبداللہ شاہ، مولانا عبدالسلام شاہ، خواجہ عبدالرحمان شاہ اور خواجہ بابو برکت شاہ۔

آپ کے خلفاءعظام:

۱۔ خواجہ عبداللیث محمد عبداللہ شاہ

۲۔ حضرت سید محمد عبدالدایان (کلکتہ)

۳۔ حضرت مولانا سید مفتی عمیم الاحسان برکاتی (بنگلا دیش)

۴۔ مولانا عبدالسلام

۵۔ مولانا سید سلمان (کلکتہ)

35.7 ۔ حضرت خواجہ عبداللیث محمد عبداللہ شاہ

حضرت خواجہ عبداللیث محمد عبداللہ شاہ حضرت مولانا سید برکت علی شاہ ؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ ہیں۔ آپ نے اپنے والدگرامی سے بیعت کر کے سلوک کی منازل طے کیں اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ عالم دین تھے اور تعلیم و تدریس کے شعبے سے منسلک تھے۔

آپ کا انتقال ۱۹۶۴ء میں ہوا اور اپنے والدگرامی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

آپ کے خلفاء کرام:

۱۔ حضرت خواجہ پیر محمد شاہ (بلیا، یوپی، انڈیا)

۲۔ حضرت خواجہ تجمل حسین شاہ (بہار، انڈیا)

۳۔ حضرت خواجہ ابوالعابدین شاہ (بہار، انڈیا)

35.8 ۔ مولانا غلام حسین کانپوری ؒ

مولانا غلام حسین کانپوری ؒ حضرت خواجہ سراج الدین ؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ آپ ساتوں قرأت میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ آپ نے سات سال تک اپنے مرشد حضرت خواجہ سراج الدین ؒ کی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دئے۔ حضرت خواجہ ؒ نے آپ کو خلافت سے سرفراز کیا اور کانپور جانے کا حکم دیا۔ وہاں پر آپ کے پاس مریدین اور معتقدین کا اس قدر ہجوم رہتا تھا کہ آپ نے ایک مسجد کی تعمیر کروائی۔ آپ نماز کی امامت خود فرماتے تھے۔ آپ بے حد خوش الحان قاری تھے۔ آپ کے ذریعہ بہت سی خواتین جو گناہ کی زندگی گزار رہی تھیں گناہوں سے تائب ہوکر سچی مومنہ بن گئیں۔

35.9 ۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن پشاوری ؒ

آپ حضرت خواجہ سراج الدین ؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ والئی چترال مولانا عبدالرحمٰن پشاوری ؒ کے خدام میں شامل تھا۔ ۱۳۲۶ھ/۱۹۸۰ء میں آپ موسیٰ زئی پہنچے تو حضرت خواجہ سراج الدین ؒ حج کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ آپ بھی ان کے پیچھے حج کے ایک قافلہ میں شریک ہو گئے اور حج بیت اللہ ادا کیا۔ حضرت خواجہ سراج الدین ؒ سے ملاقات کر کے ان سے بیعت کی اور ان کی صحبت میں رہ کر سلوک کے اسباق مکمل کئے۔ آپ کے اسباق مکمل ہونے کے بعد حضرت خواجہ نے آپ کو اپنی خلافت سے سرفراز کیا۔ آپ واپس پشاور تشریف لائے اور دین کی ترقی اور ترویج کا کام شروع کر دیا۔ آپ کے مریدین اور معتقدین کا سلسلہ پشاور کے اطراف اور چترال تک پھیل گیا۔ والئی چترال کی دعوت پر آپ اپنے مرشد زادے حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی ؒ کے ساتھ چترال بھی تشریف لے گئے تھے۔

35.10 ۔ حضرت سید امیر شاہ گیلانی کیلویؒ (گنجیال شریف، خوشاب)

آپ حضرت پیر مراد دندہ شاہ گیلانی صاحبؒ کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔ آپ گنجیال شریف کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے اور بیعت کرنے کے بعد ان ہی کے پاس ان کی خدمت کے لئے رک گئے۔ حضرت خواجہؒ کے حلقہ ذکر وفکر میں بیٹھ کر سلوک کے منازل طے کئے۔ حضرت خواجہؒ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت خواجہ دامانیؒ کے انتقال کے بعد بھی حضرت خواجہ سراج الدینؒ صاحب کی خدمت میں کافی عرصہ رہے اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے والد حضرت مراد دندہ شاہ صاحب آپ کے فراق میں بہت اداس رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا وہ بھی پیر پٹھان (حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ) نے قابو کر لیا۔ حضرت سید امیر شاہ صاحب کی ترغیب سے آپ کا سارا خاندان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہو گیا۔

35.11 ۔ حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجیؒ

آپ کی ولادت ۱۸۹۵ء میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کے بڑے فرزند، جانشین اور خلیفہ تھے۔ آپ نے سات سال کی عمر میں حافظ محمد اولیاءؒ اور حافظ محمد عبداللہؒ سے دس ماہ کے عرصہ میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ آپ ہر سال تراویح میں قرآن پاک سناتے تھے اور تہجد میں پانچ پارے تلاوت کرنے کا معمول تھا۔ آپ نے خانقاہ ہی میں جید علماء سے درسِ نظامی، نظم و نثر بزبان فارسی، گلستان، بوستان، زلیخا سکندر نامہ پڑھیں۔ محدث حضرت مولانا محمد امیر دامانیؒ (خلیفہ حضرت خواجہ سراج الدینؒ)، مولوی عطا محمد قریشیؒ سے صرف، نحو، فقہ، مبانی اصولِ فقہ، موقوف علیہ، تفسیر جلالین، مشکوٰۃ شریف مکمل اور کتب صحاح ستہ، موطاء امام مالک و امام محمد، طحاوی شریف، مکتوبات امام ربانی، مقاماتِ معصومی، دُر المعارف، ارشاد السالکین وغیرہ پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین قوتِ حافظہ سے نوازا تھا۔

آپ نے سترہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد سے بیعت کی۔ سلوک کے تمام اسباق مکمل کر کے جلد ہی خلافت اور اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے والد گرامی کی حیات میں مسند پر بیٹھ کر خلق خدا کو رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے والد گرامی بیماری کی وجہ سے حکیم حافظ محمد اجمل خان کے پاس دہلی تشریف لے گئے لیکن وہ ۳۶ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ نے تینوں خانقاہوں (موسیٰ زئی شریف، ڈیپ شریف وادی سون سکیسر، لوڑگئی افغانستان)

کا انتظام سنبھالا۔ حضرت خواجہ سراج الدینؒ کے بیشتر خلفاء نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تجدید کی۔ آپ بہت سخی اور فراخ دل انسان تھے۔

آپ کی تصنیفات میں شرح ہدایۃ الطالبین، رسالہ در تصوف وسلوک واحوال سلسلۂ نقشبندیہ اور فوائد سراجیہ ہیں۔

حضرت خواجہ محمد ابراہیم صاحبؒ کے مزاج میں قلندری استغناء اور اثرات کا غلبہ تھا اس لئے آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ علامہ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ کو ۱۹۳۹ء میں اپنا نائب اور جانشین مقرر فرما کر خانقاہ موسیٰ زئی، خانقاہ لوڑگئی افغانستان اور خانقاہ ڈیپ شریف وادی سون سکیسر کی تمام ذمہ داریاں سونپ دیں۔

آپ کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں ۱۰/رجب ۱۳۷۶ھ بمطابق ۱۱/فروری ۱۹۵۷ء کو بمقام بہاول پور، حکیم عبدالرشیدؒ کے گھر پر ہوئی۔ آپ موسیٰ زئی میں خانقاہ کے پاس مدفون ہوئے۔

خلفاء کرام وخدام:

۱۔ حضرت خواجہ محمد اسماعیل سراجیؒ موسیٰ زئی

۲۔ خواجہ محمد جان سراجیؒ خانقاہ انورالسراج دریاخان

۳۔ مولانا قاضی عبدالجلیلؒ انگہ شریف وادی سون سکیسر

۴۔ خواجہ محمد علاءالدین نوریؒ موسیٰ زئی

۵۔ مولانا عبدالحکیم شانؒ سکنہ گڑوالی

۶۔ مولوی غلام قادرؒ سکنہ گرہ محبت کلاچی

۷۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ مسکین پور شریف

۸۔ مفتی مولانا محمد صاحبؒ ڈیرہ اسماعیل خان

۹۔ محترم غلام محمد صاحب المعروف گلن فقیر سکنہ کفری، سون سکیسر

۱۰۔ صوفی غلام صاحبؒ سکنہ خدقہ، ڈیرہ اسماعیل خان

۱۱۔ عبدالرحمٰن بن مولانا محمد امیر دامانی رنگپور، ڈیرہ اسماعیل خان

۱۲۔ محمد خدائے رحم صاحب افغانی تاجک

۱۳۔ محمد یعقوب صاحب ناصر شادی زئی

۱۴۔ محمد خان خروٹی صاحبؒ سکنہ خدقہ، ڈیرہ اسماعیل خان

۱۵۔ غلام نبی صاحب المعروف ملاگل صاحب ٹانک

۱۶۔ مولانا خالدداد اعوان صاحب موسیٰ زئی

۱۷۔ مولوی محمد شاہ صاحب سکنہ درازندہ

۱۸۔ مولوی نورالحق صاحب کڑی شموزئی

۱۹۔ مولانا عبدالاحد صاحب کڑی شموزئی

۲۰۔ مولانا شمس الحق صاحب کڑی شموزئی

۲۱۔ مولانا فضل الحق صاحب کڑی شموزئی

۲۲۔ ملک سلطان محمود صاحب پپلاں، میانوالی

۲۳۔ قاری محمد احمد سعید صاحب پپلاں، میانوالی

۲۴۔ مولانا عبدالحق صاحب ژوب، بلوچستان

۲۵۔ ملک حاجی قاسم علی خان صاحب سکنہ سودھی جے والی، سون سکیسر

۲۶۔ مولانا عبدالقادر صاحب ٹانک

۲۷۔ مولانا محمد شفیق صاحب ژوب، بلوچستان

35.12 ۔ حضرت خواجہ صاحبزادہ محمد زاہدؒ

آپ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کے بڑے فرزند تھے۔ آپ ؒ کی ولادت خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔ آپ کو حضرت مولانا غلام حسینؒ (خلیفہ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ) سے خلافت واجازت ملی۔

آپ کی وفات بروز پیر ۱۵/ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ/۱۱/جولائی ۱۹۹۰ء کو ۸۶ سال کی عمر میں ہوا۔

آپ کے تین صاحبزادے ہیں، صاحبزادہ محمد ذاکر، صاحبزادہ محمد طاہر اور صاحبزادہ محمد صابر۔

35.13 ۔ حضرت صاحبزادہ محمد عارفؒ

آپ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کے تیسرے فرزند تھے۔ حضرت صاحبزادہ محمد عارفؒ کی ولادت خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ آپ بہت مہمان نواز، خوش اخلاق اور بلند کردار تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر اور خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں حاصل کی۔ بعد ازاں دینی علوم کی تحصیل کے لئے جامعہ عباسیہ بہاول پور میں داخلہ لیا اور معروف اساتذہ سے علم کا حصول کیا۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا غلام نبیؒ، شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ، مولانا محمد صادقؒ، مولانا عبید اللہؒ، مولانا احمد علیؒ اور مولانا فاروق احمد قابل ذکر ہیں۔ آپ نے روحانی فیض اویسی طریقہ سے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ سے حاصل کیا۔

35.14 ۔ حضرت خواجہ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ

آپ حضرت خواجہ محمد ابراہیم سراجیؒ کے بڑے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۹۱۶ء میں ہوئی۔ آپ کے نانا میاں خیل تا جوخیل قبیلے کے رئیس اعظم خان بہادر محمد رب نواز خان حضرت خواجہ سراج الدینؒ کے محبوب و مخلص مرید تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم خانقاہ موسیٰ زئی میں حاصل کی۔ دس سال کی عمر میں آپ نے اسلامی درسگاہ جامعہ عباسیہ بہاول پور میں داخلہ لیا، دس سال تک تعلیم حاصل کر کے ۱۹۳۶ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے تین سال بعد آپ نے اپنے والد خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ منازل سلوک و احسان طے کئے۔ اسم ذات کا ذکر سیکھا پھر حضرت خواجہؒ نے ہشت سلاسل طریقت میں اجازت نامہ خلافت عطا فرمایا۔ آپ کے ذمہ زائرین کی تربیت اور لنگر خانہ کا انتظام کیا اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیمات کو خوب خوب فروغ بخشا۔ آپ نے حرمین شریفین، افغانستان، بنگال اور آسام کے سفر کئے۔

حضرت خواجہ محمد ابراہیمؒ نے اپنی مبارک زندگی کے آخری ایام میں اپنی ساری ذمہ داریاں اپنے بیٹے حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ کے سپرد کر دیں تھیں اور تینوں خانقاہوں کی تولیت بھی آپ کے نام کر دی تھی۔

آپ کے چار صاحبزادے محمد نعمان، محمد سعد، محمد سعید اور محمد یوسف ہیں۔

آپ تصنیف و تالیف سے خصوصی شغف رکھتے تھے۔ آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ مواہب رحمانیہ فی فوائد و فیوضات حضرات ثلاثہ دامانیہ

- جلداول تجلیاتِ دوستیہ
- جلددوم کمالاتِ عثمانیہ
- جلدسوم مقاماتِ سراجیہ

۲۔ سلسلۃ الذہب موسوم بہ سلسلہ سراجیہ مجددیہ

۳۔ ترجمہ مقاصدالسالکین

۴۔ ترجمہ فضائل الباری

۵۔ ترجمہ مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ

۶۔ مجموعۂ وظائف

۷۔ شاعری

آپ تقریباً پچاس سال دعوت وارشاد اور تربیتِ سالکین و مریدین فرماتے رہے۔ اپنے بیٹے حضرت محمد سعد سراجی کو اپنا جانشین بنایا۔ بروز جمعہ المبارک بوقت عصر ۴/محرم الحرام ۱۴۱۴ھ بمطابق ۲۵/جون ۱۹۹۳ء کو چھہتر سال کی عمر میں سی ایم ایچ ہسپتال، راولپنڈی میں اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کو حضرت دوست محمد قندھاریؒ، خواجہ محمد عثمان دامانیؒ، خواجہ محمد سراج الدینؒ اور اپنے والد گرامی خواجہ حافظ محمد ابراہیم قلندر سراجی کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

آپؒ کے خلفاء کرام:

۱۔ خواجہ محمد نعمان سراجیؒ	موسیٰ زئی شریف
۲۔ خواجہ محمد سعد سراجیؒ دوستی مرشد بابا	موسیٰ زئی شریف
۳۔ خواجہ محمد سعید سراجیؒ	موسیٰ زئی شریف
۴۔ سید غلام جیلانی شاہ صاحبؒ	گنجیال شریف
۵۔ سید محمد اقبال شاہ صاحبؒ	اٹک
۶۔ حاجی سید محمد شفیق صاحبؒ	ژوب
۷۔ خلیفہ جان محمدؒ	ڈیرہ غازی خان
۸۔ مرزا محمد لالاؒ	افغانستان

۹۔ محمد اکبر قریشی صاحبؒ	پپلاں، میانوالی
۱۰۔ مولانا محمد اسلمؒ	کورڈھی، سون سکیسر
۱۱۔ قاری عبدالرزاقؒ	وادی سون سکیسر
۱۲۔ محمد حبیب اللہ سراجیؒ	لودھراں
۱۳۔ فیاض احمد خان صاحبؒ	ڈیرہ غازی خان
۱۴۔ صوفی محمد اسماعیل خانؒ	ڈیرہ غازی خان
۱۵۔ خلیفہ پیر بخشؒ	مظفرگڑھ
۱۶۔ محمد بشیر احمد صاحبؒ	مظفرگڑھ
۱۷۔ محمد نصر الدینؒ	اٹل شریف، ٹانک
۱۸۔ محمد قاسم خان صاحبؒ	ژوب، بلوچستان
۱۹۔ حاجی سید محمد عمر شاہؒ	ژوب
۲۰۔ حاجی سید صدر خانؒ	ژوب
۲۱۔ سید تازہ خانؒ	ژوب
۲۲۔ صالح محمد شیرانیؒ	ژوب
۲۳۔ مولانا عبدالستارؒ	گرہ نواب، ٹانک
۲۴۔ غلام قاسم خان بلوچؒ	موسیٰ زئی شریف
۲۵۔ فقیر نیک محمدؒ	کڑی شموزئی
۲۶۔ صوفی میاں محمدؒ	سبھرال، سون سکیسر
۲۷۔ ڈاکٹر محمد افضلؒ	ملتان
۲۸۔ محمد قطب الدین	منگروٹھ شرقی، ڈیرہ غازی خان
۲۹۔ ملک محمد خادم الدین	دائرہ دین پناہ، مظفرگڑھ
۳۰۔ عبیداللہ جانؒ	ژوب

۳۱۔ خلیفہ محمد صادق المعروف چن	ممریز پٹھان، ٹانک
۳۲۔ خلیفہ محمد امینؒ	ملتان
۳۳۔ خلیفہ نور محمدؒ	گومل بازار، ٹانک
۳۴۔ قاضی عزیز الرحمٰنؒ	رحیم یار خان
۳۵۔ حاجی محمد منظورؒ	چٹہ، وادی سون سکیسر
۳۶۔ خلیفہ میاں محمدؒ	کفری، وادی سون سکیسر
۳۷۔ قاضی حبیب الرحمٰنؒ	انگہ، وادی سون سکیسر
۳۸۔ خلیفہ محمد رمضان فقیرؒ	ہڈالی، خوشاب
۳۹۔ خلیفہ غلام محمدؒ	ٹوپل اڈا، دائرہ دین پناہ
۴۰۔ مولانا شیخ محمد شفیقؒ	گومل، ٹانک
۴۱۔ شیخ محمد اشرفؒ	خانقاہ معصومیہ، پہاڑ پور
۴۲۔ صاحبزادہ محمد بہاءالدینؒ	اٹل شریف، ٹانک
۴۳۔ صوفی غلام محمدؒ	نواں جنڈانوالہ، بھکر
۴۴۔ حکیم عبدالعزیزؒ	ساہیوال، ضلع سرگودھا
۴۵۔ ملک احمد خانؒ	اُوچھالی، وادی سون سکیسر
۴۶۔ گل حسین شاہؒ	ڈیرہ غازی خان
۴۷۔ حاجی شیر محمدؒ	موسیٰ خیل بازار، بلوچستان
۴۸۔ حاجی محمد شاہؒ	ژوب
۴۹۔ شیخ محمد شفیعؒ	گرہ شیخ سلطان، ٹانک
۵۰۔ قاری شہاب الدینؒ	مقامِ حیات، سرگودھا

35.15 ۔ مولانا ابوالسعد احمد خانؒ (خانقاہ سراجیہ کندیاں)

آپ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا نام احمد خان اور کنیت ابوالسعد تھا۔ آپ کے والد گرامی کا نام ملک مستی خان تھا جو موضع بکھڑا کے رہنے والے تھے۔ حضرت مولانا ابوالسعدؒ کی ولادت ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۸۰ء میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی اور پھر مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے بندھیال ضلع میانوالی مولانا عطا محمد قریشیؒ کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں درمیانے درجہ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے ہندوستان کا سفر کیا۔ جس میں مراد آباد اور کانپور شامل تھے۔ وہاں آپ نے تعلیمِ فقہ وحدیث، صرف ونحو، منطق وفلسفہ، ادب ومعانی کی کتابیں پڑھیں۔ آپ بندھیال میں حضرت سید لعل شاہؒ سے بیعت ہو گئے تھے جو حضرت عثمان دامانیؒ کے خلیفہ تھے۔ ان کی رحلت کے بعد آپ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ سے بیعت ہوئے لیکن حضرت خواجہ کا اسی سال انتقال ہو گیا اور ان کے جانشین حضرت خواجہ سراج الدینؒ ہوئے۔ آپ نے ان کے بیعت کی تجدید کی اور ان سے سلوک کے اسباق مکمل کئے۔ اور چاروں سلاسل نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ میں خلافت حاصل کی۔ آپ کو دینی کتب جمع کرنے اور پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ آپ نے خانقاہ سراجیہ کندیاں (میانوالی) میں ایک کتب خانہ بنایا تھا۔

ایک بار آپ کے مرشد حضرت خواجہ سراج الدینؒ نے آپ سے فرمایا! مولوی صاحب ایک وعدہ میں آپ کے ساتھ کرتا ہوں اور ایک وعدہ آپ میرے ساتھ کریں۔ آپ نے فوراً عرض کیا: حضرت! میری طرف سے وعدہ ہے کہ جو آپ ارشاد فرمائیں گے مجھے منظور ہوگا۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا! آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ جب تک مکتوباتِ امام ربانی کا درس پورا نہ ہو جائے آپ گھر نہیں جائیں گے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہر مکتوب کے سبق پر توجہ دوں گا۔

آپ بہت خوش ہوئے اور اپنے پیر و مرشد سے وعدہ کیا کہ جب تک میں مکتوبات شریف کا درس مکمل نہ کرلوں گھر نہیں جاؤں گا اور حضرت اقدسؒ نے کمال توجہ سے آپ کو مکتوبات شریف کا دورہ سبقاً سبقاً مکمل کرایا۔

آپ کا انتقال بروز پیر ۱۲ صفر ۱۳۶۰ھ بمطابق ۱۴ مارچ ۱۹۴۱ء کو بحالت مراقبہ ۶۳ سال کی عمر میں کانپور میں ہوا۔ آپ کا جسد خاکی آپ کے جانشین حضرت محمد عبداللہ لدھیانویؒ کندیاں میانوالی لائے اور تدفین کی۔ آپ نے وصال سے قبل اپنے خلیفہ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کو جانشین نامزد کیا۔ حضرت خواجہ محمد عبداللہ لدھیانویؒ نے اپنے انتقال سے پہلے اپنے خلیفہ حضرت خواجہ خان محمدؒ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ نے نوے سال کی زندگی پائی اور دین کی خدمت وتبلیغ کا کام کرتے تھے۔

آپ کی اولاد:

۱۔ مولانا محمد معصومؒ ۲۔ مولانا محمد صادقؒ ۳۔ مولانا محمد سعیدؒ ۴۔۷: چار صاحبزادیاں

خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت محمد عبداللہ لدھیانویؒ (جانشین)

۲۔ حضرت سید عبداللہ شاہؒ (احمد پور سیال، جھنگ)

۳۔ حضرت قاضی صدرالدینؒ (صوفی خانقاہ ہری پور، ہزارہ) (م ۱۳۹۸ھ)

۴۔ حضرت حاجی میاں جان محمدؒ (باگڑ سرگانہ، ملتان)

۵۔ حضرت سید عبدالسلام احمد شاہؒ (ڈھاکہ، بنگلادیش)

۶۔ حضرت مفتی عبدالغنیؒ (پٹیالہ، انڈیا)

۷۔ حضرت مفتی محمد شفیعؒ (سرگودھا)

۸۔ حکیم مولانا عبدالرسولؒ (سرگودھا)

۹۔ حضرت سید مغیث الدین شاہؒ (بجنور، انڈیا)

۱۰۔ مولانا محمد زمانؒ (ہری پور، ہزارہ)(مدفون کندیاں، میانوالی)

۱۱۔ حضرت شیخ محمد مکرانیؒ (مکران، ایران)

۱۲۔ مولانا نذیر احمد عرشی دھنولویؒ

۱۳۔ حضرت محمد یوسفؒ (کانپور، انڈیا)

۱۴۔ حضرت سید مختار احمد شاہؒ (علی گڑھ، انڈیا)

۱۵۔ حضرت سید جمیل الدین احمدؒ میرٹھی (بہاول پور)

۱۶۔ حضرت پیر سید لعل شاہؒ (جھنگ)

۱۷۔ مولانا احمد دین کیلویؒ ضلع سرگودھا

۱۸۔ حکیم حافظ چن پیرؒ (خوشاب)

۱۹۔ حضرت عبدالستارؒ

۲۰۔ مولانا سراج الدین رانجھا ؒ (بھلوال، سرگودھا)

۲۱۔ حضرت نصیر الدین بگوی ؒ (بھیرہ، سرگادھا)

۲۲۔ حضرت میاں اللہ دتہ سرگانہ ؒ (ملتان)

۲۳۔ حضرت فقیر سلطان سرگانہ ؒ (ملتان)

۲۴۔ حضرت مفتی عمیم الاحسان ؒ (ڈھاکہ، بنگلادیش)

۲۵۔ حضرت مہر دین احمد ؒ (ڈھاکہ، بنگلادیش)

۲۶۔ حضرت بہادر علی ؒ (مانسہرہ)

۲۷۔ ڈاکٹر محمد شریف ؒ (بنوں)

۲۸۔ حضرت مستری ظہور احمد ؒ (مالیرکوٹلہ، انڈیا)

۲۹۔ حضرت نور احمد ؒ (دتہ خیل، میانوالی)

۳۰۔ حضرت حاجی عبدالوہاب ؒ (کلکتہ، انڈیا)

۳۱۔ حضرت میاں محمد قریشی لائلپوری ؒ (فیصل آباد)

۳۲۔ حضرت ملک اللہ یار ؒ (میانوالی)

۳۳۔ حضرت مستری نیاز احمد ؒ (مالیرکوٹلہ، انڈیا)

35.16 ۔ حضرت سید ولایت شاہ ہمدانی ؒ

حضرت سید ولایت شاہ ہمدانی بلاولی ؒ حضرت خواجہ محمد سراج الدین ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ دندہ شاہ بلاول کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت سید لعل شاہ ہمدانی ؒ کے رشتہ دار تھے۔

آپ کے صاحبزادے سید محمد عارف ؒ آپ کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ آپ کے دوسرے صاحبزادے سید غلام ربانی بھی آپ سے بیعت ہوئے تھے۔ آپ کے انتقال کے بعد وہ اپنے بھائی کے حلقہ ادارت میں شامل ہو گئے۔ اور ملتان کے علاقے میں لوگوں کی اصلاح کا کام کرتے رہے ہیں۔

35.17 ۔ حضرت مولانا قاضی غلام جیلانی نقشبندیؒ

حضرت مولانا قاضی غلام جیلانی نقشبندیؒ حضرت خواجہ سراج الدینؒ (موسیٰ زئی شریف) کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ شمس آباد (اٹک) کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء کو شمس آباد میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی نادر دین تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ سے ملتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی پھر مدرسہ عالیہ، رام پور جا کر مولانا ابوطیب مکی اور مولانا منور علی کی شاگردی میں سند فضیلت حاصل کی۔ اسی مدرسہ میں آپ نے مدرس کے فرائض بھی انجام دئے۔ مولانا کرامت علی جونپوریؒ کے ساتھ تبلیغ سے وابستہ ہوگئے اور بنگال چلے گئے۔ آپ نے ۱۹۰۴ء میں حج کی سعادت حاصل کی اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ وہاں آپ نے حضرت شیخ الدلائل مولانا عبدالحقؒ سے استفادہ کیا۔

آپ کی اولاد میں ایک بیٹی اور چھ بیٹے ہیں، بیٹوں کے نام قاضی عبدالسلام، قاضی انوارالحق، قاضی نورالاسلام، قاضی محمد زاہدالحسینی، قاضی منظورالحق اور قاضی محمد طاہر ہیں۔

آپ کی چند مشہور تصانیف:

۱۔ جامع التحریر فی حرمت العناد المز امیر

۲۔ عذاب شریعت دارد

۳۔ تیغ غلام گیلانی (برگردن قادیانی)

۴۔ قول مقبول دررد قادیانی

۵۔ مجہول بطریق المنطق والمعقول

۶۔ جواب حقانی دارد

۷۔ بدیع الکلام

۸۔ فتاویٰ فتاح الجنت

۹۔ تخیۃ الہالک

۱۰۔ راحت الافکار

۱۱۔ طہور الشفقت

۱۲۔ حق الایضاح

آپ کی وفات ۲۴/ذوالقعدہ ۱۳۴۸ھ/۲۳/اپریل ۱۹۳۰ء کو ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی اور شمس آباد، اٹک میں مدفون ہوئے۔

خانقاہ فضلیہ نقشبندیہ مجددیہ، مسکین پور (مظفر گڑھ)

36 ۔ حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشیؒ

تاج الاولیاء حضرت خواجہ فضل علی عباسی قریشیؒ کا اصل وطن میانوالی ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد عباسی یلغار کے ساتھ سندھ میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ وہاں سے آپ کا خاندان میانوالی میں آکر آباد ہو گیا تھا۔ داؤد پوتے ہونے کی وجہ سے اس بستی کا نام داؤد خیل پڑ گیا تھا۔ ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۴ء میں آپ کی ولادت داؤد خیل میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام مراد علی شاہ تھا۔ آپ نے بچپن کا لاباغ میں گزارا۔

آپ نے عربی و فارسی اور دینیات کی تعلیم حضرت مولانا قمر الدینؒ سے مکمل کی۔ حضرت مولانا احمد علی سہارن پوریؒ سے دورۂ حدیث پڑھا۔ ابتداء میں حضرت قریشیؒ کے دل میں خیال آیا کہ میں طوطا پال لوں اور اس کو اچھی اچھی باتیں سکھاؤں لیکن غیب سے القا ہوا کہ طوطے کو پڑھانے کا اتنا فائدہ نہیں ہوگا جتنا مخلوق خدا کو پڑھانے سے اور قلب جو اللہ کی طرف سے طوطا ہے اس کو کیوں نہ ذکر الٰہی کی طرف لگایا جائے۔ چنانچہ آپ کے دل میں شیخ کامل کی تلاش کی جستجو پیدا ہوگئی۔ داؤد خیل کے قیام کے زمانے میں آپ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے لیکن اس وقت حضرت بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ کے خلیفہ حضرت سید لعل شاہ دندوی ہمدانی بلاولیؒ سے بیعت کی اور مدارج سلوک طے کئے۔ حضرت سید لعل شاہ صاحب کا جلد (۱۳۱۳ھ میں) انتقال ہو گیا۔ آپ کچھ عرصہ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کی خدمت میں بھی رہے لیکن ۱۳۱۴ھ میں ان کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ نے سلوک کی تکمیل حضرت خواجہ سراج الدینؒ سے کی۔ آپ سترہ سال اپنے شیخ کی خدمت میں رہے۔ حضرت خواجہ سراج الدینؒ علاج کی غرض سے دہلی تشریف لے گئے تو انہوں نے خط لکھ کر حضرت فضل علی قریشیؒ کو بھی وہاں بلا لیا اور وہاں حضرت مظہر جان جاناںؒ کے مزار کے قریب ان کو خلافت عطا فرمائی۔ حضرت خواجہ سراج الدینؒ صاحب کا وصال ہوا تو ان کی جگہ ان کے بیٹے حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیمؒ جانشین ہوئے۔ حضرت قریشیؒ نے ان سے تجدید بیعت کی انہوں نے بھی آپ کو خلعتِ خلافت سے نوازا۔ آپ سلسلہ کے ترقی و ترویج میں تن دھن سے مصروف ہو گئے۔

۱۸۹۶ء میں حضرت قریشیؒ نے مع اہل و عیال حجاز مقدس کے سفر کا ارادہ کیا۔ چونکہ اس وقت ریل گاڑی نہیں تھی اس لئے کشتی تیار کی اور دریائے سندھ کے راستے روانہ ہوئے۔ جب موضع جتوئی (ضلع مظفر گڑھ) پہنچے تو حسب معمول

رات گزارنے کے لئے دریا کے کنارے قیام کیا۔ اسی رات آپ کی کشتی چور لے گئے۔ دریا کے قریب جھلار مولوی غوث بخش میں قیام فرمایا۔ وہاں آپ قیام کے دوران بچوں کو پڑھانے اور کاشتکاری کا کام کرنے لگے۔ پھر جتوئی کے قریب ایک جگہ فقیر پور کے نام سے آباد کی لیکن وہاں پہنچنے میں لوگوں کو بہت دشواری ہوتی تھی۔ اس لئے شہر سلطان سے چار میل کے فاصلہ پر زمین خرید کر مسکین پور آباد کیا اور وہیں کاشتکاری بھی کرنے لگے۔

آپ نے مسکین پور، مظفر گڑھ میں اپنی درگاہ ۱۸۹۶ء میں قائم کی۔ آپ کی خانقاہ مسکین پور میں دور دراز سے سالکین آکر قیام کرتے تھے اور تزکیہ نفس اور سلوک میں قلب پر محنتیں کرتے تھے۔ آپ نے تبلیغ کے سلسلہ میں پنجاب اور سندھ کے مختلف شہروں کے سفر کئے۔ الحمدللہ آپ ان تمام اوصاف اور محاسن کے جامع تھے جو اولیاء اللہ کی صفات ہوتی ہیں۔ آپ عالم باعمل، متبع شریعت، قناعت وتوکل، ورع وتقویٰ، صدق وصفا، عفت وحیا، حلم وسخا، ایثار ووفا، ضبط وعفو، صبر وشکر، تسلیم ورضا تھے اور بدعات سے سخت پرہیز کرنے والے بزرگ تھے۔ آپ کی مجلس میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ذکر الٰہی کے سوا کوئی بات نہیں ہوتی تھی۔

حضرت شیخ قریشیؒ **اللہ اللہ** کا ذکر کرنا بتاتے تھے اور تسبیح کھٹکھٹایا کرتے تھے۔ لوگ تعجب سے پوچھتے تھے کہ یہ کیا کرتے ہو تو آپ فرماتے کہ کھیل کرتا ہوں، مداری ہوں، آؤ تم بھی اس میں شریک ہو جاؤ۔

آپ کا یہ دستور تھا کہ جب صبح کو آپ قضائے حاجت کے لئے جاتے تو واپسی میں جنگل سے کچھ لکڑیاں اکٹھی کر کے لے آتے تھے تاکہ خشک لکڑیاں کھانا پکانے کی آگ میں کام آجائیں گی۔ ان کے دیکھا دیکھی خانقاہ کے دوسرے لوگ بھی واپسی میں تھوڑی تھوڑی لکڑیاں لے آتے تھے جو جلانے کے کام آجاتی تھیں۔

آپؒ کے ایک مرید حضرت عبدالغفور مدنیؒ جب جنگل جاتے تو بہت بڑا لکڑیوں کا بنڈل لے کر آتے تھے۔ لوگ ان کو دیکھ کر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ حضرت خواجہ فضل علی قریشی نے گدھا پال رکھا ہے۔ جب یہ بات حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ تک پہنچی تو آپ نے حضرت عبدالغفور مدنیؒ کو بلا کر فرمایا کہ تم جنگل سے اتنی ساری لکڑیوں کا گٹھر مت لایا کرو، اگر لانا چاہو تو بس تھوڑی سی لے آیا کرو۔ حضرت عبدالغفور مدنیؒ نے عرض کیا! یہ کام میں اپنے شوق سے کرتا ہوں، حضرت مجھے کوئی مشقت نہیں ہوتی، مجھے اچھا لگتا ہے میں تو اس کار خیر میں شرکت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت خواجہ نے کہا کہ یہاں مقامی لوگ جاہل ہیں انہیں آپ کی قدر کا علم نہیں ہے اس لئے الٹی سیدھی بات کرتے ہیں۔

حضرت مدنیؒ نے پوچھا! آخر وہ کیا بات کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا! جب آپ اتنا بڑا لکڑیوں کا گٹھر

سر پر رکھ کر لا رہے ہوتے ہیں تو وہ اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ دیکھو پیر قریشی نے خراسان سے گدھا منگوایا ہے۔ حضرت عبدالغفور مدنیؒ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ برا ماننے کے بجائے کہا! یہ لوگ مجھے پہچانتے ہیں اس لئے گدھا کہتے ہیں۔

(خطباتِ ذوالفقار)

حضرت عبدالمالک صدیقیؒ فرماتے ہیں کہ فقیر پور میں حضرت شیخؒ نے گندم کا ڈھیر لگایا ہوا تھا (صاف کر کے)۔ میں نے اس ڈھیر کا اندازہ کیا کہ اس کا کتنا وزن ہوگا۔ میرے اندازے کے مطابق وہ تیرا سے پندرہ من کے اندر ہوگا۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ اسے اندر لے جاؤ۔ اس وقت ہمارے ساتھ ۵۰، ۶۰ افراد تھے اور کچھ کسان بھی تھے۔ سب نے مل کر گندم اٹھانی شروع کی۔ اشراق سے دوپہر ہوگئی پھر ظہر کے بعد سے عصر ہوگئی اور پھر عصر سے مغرب ہوگئی لیکن گندم ختم نہیں ہوئی پھر حضرتؒ نے اوابین کی نماز شروع کر دی اور ہم لوگ گندم اٹھاتے رہے۔ جماعت کے بڑے بڑے کسان مجھے اشارہ کرتے کہ ہماری گردنوں اور پیٹھ پر درد ہونے لگا ہے۔ مجھ سے کہا کہ میں حضرتؒ سے بات کروں۔ میں نے حضرت شیخؒ سے عرض کیا کہ حضرت! جو برکت مخلوق خدا کو دینے والی باہر ہو رہی ہے کیا وہ اندر نہیں ہو سکتی۔ حضرت نے فرمایا! ہو سکتی ہے۔ سب چل پڑے اور ایک ہی پھیرے میں باقی تمام گندم اٹھا کر اندر لے گئے۔ سارا سال اس کو لنگر میں مخلوقِ خدا کھاتی رہی۔ جس کا اندازہ اس طرح تھا کہ ہر روز تین چار سو لوگ کھانا کھاتے تھے۔ (تجلیات)

حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ مسکین پور سے تبلیغی دورے پر نکلے تھے۔ ایک روز فرمایا کہ کئی روز ہو گئے ہیں گھر والوں کی کوئی خیریت نہیں معلوم ہوئے۔ حاضرین میں سے ایک مجذوب قسم کے مرید نے کہا کہ حضرت اجازت دیں تو میں ابھی تار کر دوں۔ کل تک خیریت معلوم ہو جائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا کر دو۔ لیکن اگر کل تک خیریت معلوم نہیں ہوئی تو تمہاری خیر نہیں۔ اس نے اسی وقت انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے ٹنن ٹنن کیا اور کہا کہ فلانے حضرت صاحب کے گھر کی خیریت لے کر کل فلاں گاؤں پہنچو۔ دوسرے دن وہ آدمی خیریت لے کر پہنچ گیا۔ حضرت نے اس سے دریافت کیا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں خیریت معلوم کرنا چاہتا ہوں؟ اس نے جواب دیا کہ حضرت میں ٹٹی کے لئے گاؤں سے باہر نکلا تو وہاں مجھے ٹنن ٹنن کی آواز سنائی دی اور کسی نے میرا نام لے کر کہا کہ حضرت کے گھر سے خیریت لے کر کل فلاں گاؤں پہنچو۔ (کچھ یادیں)

ایک مرتبہ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ دیوبند تشریف لے گئے اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے بعد مراقب ہوئے۔ مراقبہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے روح پُر نور ظاہر ہوئی اور

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی روح بھی وہاں موجود تھی۔ آپ ﷺ مولانا قاسم نانوتویؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کی طرف اشارہ کرکے فرمارہے ہیں کہ ان دونوں نے ہندوستان میں میرے دین کی اشاعت کی ہے۔

(تذکرہ خواجگان نقشبندیہ)

آپ اپنے کھیت میں ہل چلاتے وقت ذکر اسم ذات میں مشغول رہتے تھے۔ زہد و تقویٰ کمال کا تھا۔ مشکوک غذا سے سخت پرہیز کرتے تھے۔ نذرانوں سے سخت نفرت کرتے تھے۔ آپ کی پہلی بیوی مسماۃ سلطان بی بی سے تین لڑکے اور آٹھ لڑکیاں پیدا ہوئیں اور دوسری بیوی ملک بانو بی بی سے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ آپ کی تیسری بیوی کا نام آسیہ بی بی تھا ان سے کوئی اولاد نہیں تھی۔ دہلی کے تبلیغی سفر میں آپ کو فالج ہو گیا تھا۔ آپ وہاں سے واپس مسکین پور آ گئے اور بروز جمعرات رمضان المبارک کی چاندرات کو ۸۴ سال کی عمر میں یکم رمضان ۱۳۵۴ھ بمطابق ۲۸ر نومبر ۱۹۳۵ء کو وفات پاگئے۔ آپ کی نماز جنازہ مولانا حافظ کریم بخشؒ نے پڑھائی۔ آپ مسکین پور شریف میں مسجد سے متصل مدفون ہوئے۔

حلیہ مبارک:

آپ کا رنگ گندمی اور قد درمیانہ تھا۔ سر اور داڑھی کے بالوں میں مہندی لگاتے تھے۔ کاشکاری اور مشقت کا کام کرنے کی وجہ سے جسم مضبوط اور گٹھا ہوا تھا۔ آپ لباس سادہ اور موٹے کپڑے کا پہنتے تھے۔ سفید لٹھے کا عمامہ پہنتے تھے۔ آپ سفید یا نیلے رنگ کا لباس پہنتے تھے۔ حلال کھانے کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے بازار کے کھانے سے پرہیز کرتے تھے۔

آپ کی اولاد:

۱۔ صاحبزادہ محمد عطیع اللہؒ

۲۔ صاحبزادہ محمد رفیعؒ

۳۔ صاحبزادہ محمد عطا اللہؒ

۴۔ صاحبزادہ محمد عتیق اللہؒ

۵۔ صاحبزادی حلیمہ بی بیؒ

۶۔ صاحبزادی کدیجہ بی بیؒ

۷۔ صاحبزادی مریم بی بیؒ

۸۔ صاحبزادی رحیم بی بیؒ

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت حافظ قاری کریم بخشؒ	(بہاولپور گھلوان)
۲۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ	(شجاع آباد)
۳۔ حضرت حافظ محمد موسیٰؒ	(جلال پور والا)
۴۔ حضرت مولانا جھگی والےؒ	(مظفرگڑھ)
۵۔ حضرت مولوی نور بخشؒ	(پھلن، مظفرگڑھ)
۶۔ حضرت مولوی محمد عبدالمالک صدیقیؒ	(احمد پور شرقیہ)
۷۔ حضرت حاجی کریم بخشؒ	(فضل پور)
۸۔ حضرت مولانا عبدالغفارؒ (پیر مٹھارؒ)	(لاڑکانہ)
۹۔ حضرت مولوی عبدالعزیزؒ	
۱۰۔ حضرت مولوی حافظ اللہ بچایاؒ	
۱۱۔ حضرت محمد یوسفؒ	(چنی کوٹ)
۱۲۔ حضرت مفتی عبداللہؒ	(پانی پت، کرنال)
۱۳۔ حضرت مولوی محمد مسلمؒ	(دیوبند، سہارن پور)
۱۴۔ حضرت مولوی محمد محی الدینؒ	(رنگ پور)
۱۵۔ حضرت مولوی فیروز شاہؒ	(جہلم)
۱۶۔ حضرت مولوی بخش شاہؒ	(خان بیلہ)
۱۷۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰنؒ	(حویلی لانگ)
۱۸۔ حضرت مولوی احمد دینؒ	(اوچ شریف)
۱۹۔ حضرت مولوی نور احمد سہٹاریؒ	(مظفرگڑھ)
۲۰۔ حضرت خدا بخشؒ	(بیٹ پرگنہ)
۲۱۔ حضرت محمد سعید قریشیؒ	(احمد پور شرقیہ)

۲۲۔ حضرت مولانا نذیر احمدؒ	(احمد پور شرقیہ)
۲۳۔ حضرت حاجی واحد بخشؒ	(ٹانوری)
۲۴۔ حضرت مولوی عبدالستارؒ	(نگہ پرگنہ، جلال پور)
۲۵۔ حضرت سید کرم حسین شاہؒ	(گٹوری)
۲۶۔ حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ	(مدینہ طیبہ)
۲۷۔ حضرت مولوی عبدالخالقؒ	(جلال پور کھاکی)
۲۸۔ حضرت مولانا محمد معصومؒ	(صوات چغرزئی)
۲۹۔ حضرت مولانا عبدالقیومؒ	(صوات چغرزئی)
۳۰۔ حضرت مولانا غلام مرتضٰیؒ	(ڈیرہ غازی خان)
۳۱۔ حضرت مولوی عتیق اللہؒ	(سرحد قبزف)
۳۲۔ حضرت حاجی نور محمدؒ	(خیر پور ڈھا، بہاولپور)
۳۳۔ حضرت مولوی سید خان ملا	(بنیر)
۳۴۔ حضرت اللہ دتہؒ	(بیٹ داھی، جلال پور)
۳۵۔ حضرت مولوی عبدالمالکؒ	(مظفر گڑھ)
۳۶۔ حضرت حافظ قاری عبداللہؒ	(رام پور، انڈیا)
۳۷۔ حضرت عبدالرحمٰنؒ	(حویلی لانگ)
۳۸۔ حضرت مولانا بشیر احمدؒ	(احمد پور شرقیہ)
۳۹۔ حضرت مولوی حاجی نور بخشؒ	(ناچکپر گنہ)
۴۰۔ حضرت مولوی محمد بخشؒ	(حاجی پور، ڈیرہ غازی خان)
۴۱۔ حضرت عبدالرشیدؒ	(خیل)
۴۲۔ حضرت خدا بخشؒ	(سندھ)
۴۳۔ حضرت مولوی نبی بخشؒ	(حاجی پور، ڈیرہ غازی خان)

۴۴۔ حضرت سعداللہ سومروؒ	(قنبر، لاڑکانہ)
۴۵۔ محمد صالحؒ	(گجرات)
۴۶۔ حضرت محمد یار مدنی واہسؒ	(میلسی)
۴۷۔ حضرت محمد منیرؒ	(احمد پور)
۴۸۔ حضرت مولوی غلام حسینؒ	(پیلی، ڈیرہ غازی خان)
۴۹۔ حضرت محمد یونسؒ	(جھجہ، رہتک)
۵۰۔ حضرت علی محمدؒ	(نمرو، قلات)
۵۱۔ حضرت محمد رمضانؒ	(کوٹ چھٹا)
۵۲۔ حضرت عطااللہ شاہ گیلانیؒ	(ڈیرہ غازی خان)
۵۳۔ حضرت غلام حیدر خانؒ عرف بڈھن خان	(احمد پور شرقیہ)
۵۴۔ حضرت علی محمدؒ	(بیٹ والہ)
۵۵۔ حضرت علی محمدؒ	(پہاڑی)
۵۶۔ مولانا محمد یونسؒ	(مراد آباد، انڈیا)
۵۷۔ حضرت مولانا ظہیرالدینؒ	(ٹوبی ٹیک سنگھ)
۵۸۔ حضرت کمال محمدؒ	(جلال پور پیروالہ)
۵۹۔ حضرت لطف اللہؒ	(ڈیرہ غازی خان)
۶۰۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰنؒ	(مدیجی، سندھ)
۶۱۔ حضرت مولوی غلام دستگیرؒ	(ہلانی، سندھ)
۶۲۔ حضرت اختر محمد شاہؒ	(مدیجی، سندھ)
۶۳۔ حضرت غلام محمدؒ	(ترنڈہ، بہاولپور)
۶۴۔ حضرت محمد اکرم الدینؒ	(دہلی، انڈیا)
۶۵۔ حضرت مولوی عبدالواحد بھٹوؒ	(ہاگہ بھٹو، سندھ)

۶۶۔ حضرت سید حسین علی شاہ قریشیؒ (مسکین پور)

۶۷۔ حضرت اللہ دتہؒ (عمر پور پرگنہ)

جن نامور شخصیات نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ان میں مندرجہ ذیل افراد بھی شامل ہیں:

- مفتی اعظم ہندوستان حضرت مولانا کفایت اللہ صاحبؒ بمقام مسکین پور
- حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ بانی تبلیغی جماعت بمقام نظام الدین، دہلی
- حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری بانی مجلس احرار بمقام مسکین پور
- حضرت مولانا قاری محمد طیب دارالعلوم دیوبند بمقام دارالعلوم دیوبند

36.1 ۔ حضرت مولانا خواجہ محمد عبد الغفور عباسی مدنیؒ

آپ جود باچغرزہ کے رہنے والے تھے جو آزاد قبائل ہاشم خیل کی ایک آبادی تھی جو افغانستان کے ماتحت تھی نہ ہی ہندوستانی انگریز حکومت کی۔ یہاں کے لوگ بہت ہی جری، بہادر، جنگجو اور نہایت ہی غیرت مند تھے اور صحیح مسلمان تھے۔ آپ کے والد مولانا شاہ سید صاحب تنہا بابا کی اولاد میں سے تھے۔ ان کو تنہا بابا اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ تبلیغ دین کے سلسلہ میں تنہا اس علاقہ میں تشریف لا کر مقیم ہو گئے تھے۔ حضرت مدنیؒ کے والد ماجد جید عالم، فقیہہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی نسبت کے حامل تھے۔ حضرت مدنیؒ کے نانا حضرت سید احمد شہیدؒ کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے۔ آپ کی والدہ حضرت اسماءؒ نہایت ہی متقی، پرہیزگار اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ آپ یہاں ۱۳۱۵ھ تا ۱۳۱۸ھ کے درمیان کسی زمانے میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے علاقے میں ابتدائی تعلیم حاصل کی، پھر آپ دہلی تشریف لے گئے اور مدرسہ اسلامیہ امینیہ دہلی سے فارغ التحصیل ہو کر اسی مدرسہ میں بڑی کتابوں کا درس دینے لگے تھے۔ حضرت مفتی کفایت اللہؒ آپ سے بہت متاثر تھے۔ آپ دہلی سے بیعت کے ارادے سے فقیر پور روانہ ہوئے تو احمد پور شرقیہ میں حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کو ساتھ لیا جو ایک صاحب کشف اور مجمع الکمالات بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنے کشف سے فرمایا! مولانا! مجھے معلوم ہے کہ ابھی آپ مرید ہونے جا رہے ہیں لیکن کچھ دنوں بعد آپ مراد بن جائیں گے۔

حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ فرماتے ہیں! مجھے بتایا گیا کہ اے قریشی! تیرے سلسلہ کی اشاعت تمام عالم اسلام میں تیرے خلیفہ عبد الغفورؒ کے وجود سے ہو گی جو کہ مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا دہلی کے قیام کے دوران کئی سال تک آپ سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کرتے رہے اور بے شمار لوگ اس فیض سے مستفیض ہوئے۔ پھر آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں بھی آپ نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۹۴۵ء میں آپ نے ایک مکان خریدا۔ آپ نے اس میں پہلی رات ہی ایک خواب دیکھا کہ سید المرسلین رحمۃ العالمین ﷺ تشریف لائے ہیں اور اپنی شہادت کی انگلی کے اشارے سے دروازے پر یہ کلمات تحریر فرمائے:

مَنْزِلُ اَصْحَابِ طَرِيْقَةِ النَّقْشَبَنْدِيَّةِ مَوْرِدُ اَنْوَارِ الْمُحَمَّدِيَّةِ

یہ الفاظ نور کی طرح چمکتے تھے۔ خواب کے بعد حضرت مدنیؒ نے زور شور سے ختمات، مراقبات اور بیعت کا سلسلہ شروع کر دیا اور آپ فرماتے تھے کہ کوئی طاقت اس بورڈ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لیکن اس کے باوجود احتیاط کا پہلو بھی ملحوظ رکھتے تھے۔ آپ شیخ العرب والعجم کہلائے۔

آپ کا انتقال یکم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ آپ کی چار اولادیں ہیں۔ سب سے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالحق عباسیؒ جو آپ کی مسند کے جانشین اور خلیفہ ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد علی نوازؒ (مظفر گڑھ) آپ کے خلیفہ تھے۔

حضرت عبدالغفور مدنیؒ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک شخص حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا عشاء کا وقت ہے آپ سفر سے تھکے ہوئے آئے ہو ابھی آرام کرو صبح ان شاء اللہ میں بیعت کرلوں گا۔ وہ شخص آپ کی خانقاہ میں سویا اور رات کو اس نے ایک خواب دیکھا کہ میں نے آپ سے بیعت کی ہے اور بیعت کے لئے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے۔ آپ نے میرے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے پھر اپنے شیخ خواجہ سراج الدینؒ کے ہاتھوں میں دے دئے۔ انہوں نے بھی میرے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے شیخ خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کے ہاتھوں میں دے دئے۔ اسی طرح سے ہر بزرگ اپنے شیخ کے ہاتھ میں میرا ہاتھ دیتا رہا۔ یہاں تک کہ جب میرا ہاتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھوں میں پہنچا تو آپ نے میرے دونوں ہاتھ آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں میں دے دئے اس طرح رسول اللہ ﷺ سے خواب میں بیعت کا شرف حاصل ہوگیا۔ اب آپ جلدی فرمائیں اور ظاہری طور پر مجھے بیعت فرما کر سلسلہ میں داخل کیجئے۔ چنانچہ حضرت موصوف نے اس فقیر کو بیعت فرمایا اور اس خواب کی تصدیق فرمائی۔

(مقاماتِ فضلیہ)

36.1.1 ۔ حضرت مولانا عبدالحق عباسی المدنیؒ

حضرت مولانا عبدالحق عباسی المدنیؒ حضرت عبدالغفور مدنیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ الجامعہ الاسلامیہ، مدینہ منورہ سے فارغ التحصیل تھے۔ اپنے والد گرامی کے زیر سایہ رہ کر سلوک نقشبندیہ کی تکمیل کی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے اپنے والد گرامی کی جگہ مسند ارشاد پر بیٹھ کر طالبین کی اصلاح کی۔ عصر و مغرب کے درمیان ختماتِ سلاسل کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ ذکر و مراقبہ کا حلقہ ہوتا اور مریدین کو اسباق بھی دیتے تھے۔ بیعت کے ذریعہ سلسلہ کی ترویج واشاعت فرماتے تھے۔ آپ نہایت خلیق، متواضع، فیاض اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ آپ کے بھتیجے فضیلۃ الشیخ حضرت موانا لطف اللہؒ الجامعہ الاسلامیہ مدینہ منورہ سے فارغ التحصیل تھے اور حضرت حضرت عبدالغفور مدنیؒ کے خلیفہ تھے۔

آپ کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت مبارک بحالت بیداری میں ہوئی ہے۔ حضرت مولانا شمس الدین عباسیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مولانا عبدالحق عباسی المدنیؒ نے بیان فرمایا کہ میں مسجد نبوی میں رمضان المبارک کی تراویح کی نماز ادا کر رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ امام الانبیاء ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک چادر ہے جس میں سونے کے تار (دھاگے) لگے ہوئے ہیں، چادر نہایت حسین وجمیل ہے اور چمک رہی ہے۔ آپ ﷺ میرے قریب تشریف لائے اور وہ چادر میرے اوپر ڈال دی۔ اس چادر سے میں مکمل طور پر ڈھک گیا۔ میں نے یہ واقعہ اپنے والد اور مرشد حضرت عبدالغفور مدنیؒ کو سنایا تو وہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں بہت بڑی نعمت ملی ہے، اس کو سنبھال کر رکھو اور اس کی حفاظت کرو۔

36.2 ۔ حضرت مولانا نور بخشؒ

حضرت نور بخشؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بستی پُھلن، ضلع مظفر گڑھ کے رہنے والے تھے۔ نہایت سادہ طبیعت، درویش صفت عالم دین تھے۔ آپ حکیم تھے لوگوں کا علاج معالجہ کرتے تھے۔ آپ اپنے شیخ کے بھی معالج تھے۔ آپ کی رہائش مسکین پور سے زیادہ دور نہیں تھی اس لئے حضرت کے پاس آپ کی آمد و رفت کثرت سے رہتی تھی۔ دامانی اور سندھ کے علاقوں میں آپ کے مریدوں کی کثیر تعداد ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں جن میں مولانا عبدالرشید صاحب آپ کے جانشین ہیں۔ جنہوں نے حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ سے اکثر اسباق پڑھے ہیں اور انہوں نے ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا ہے۔

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، شجاع آباد (ملتان)

36.3 ۔ حضرت مولانا عبداللہ بہلوی ؒ

حضرت محمد عبداللہ بہلوی ؒ حضرت فضل علی قریشی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت یکم رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ ۱۵/فروری ۱۸۹۶ء بروز منگل موضع بہلی تحصیل شجاع آباد (ملتان) میں ہوئی۔ آپ کے والدگرامی کا نام مولانا محمد مسلم ؒ تھا۔ آپ بہت بڑے عالم، مفسر قرآن اور تصوف میں محقق تھے۔ آپ نے قرآن کریم اور فارسی کتب مولانا قادر بخش ؒ سے پڑھیں۔ مولانا غلام محمد ؒ (ساکن جھنڈا) سے قرآن حفظ کیا۔ تحفۃ الاحرار جامی، درسِ نظامی، ہدایہ، حسامی اور مشکوٰۃ شریف مولانا غلام رسول پونٹوی ؒ اور مولانا محمد عظیم ؒ سے پڑھیں۔ ۱۹۱۷ء میں آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیری ؒ، حضرت شبیر احمد عثمانی ؒ اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن ؒ سے حدیث اور قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ اور مولانا حسین علی ؒ (واں بھچراں) سے قرآن کی تفسیر پڑھی۔ دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ تفسیر وترجمہ قرآن کریم حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ اور حضرت مولانا حسین علی ؒ (واں بھچراں) سے پڑھی۔ سلاسل طریقت میں حضرت فضل علی قریشی ؒ سے سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ میں مجاز طریقت قرار پائے۔ ان کے علاوہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ سے سلسلہ چشتیہ میں خلافت پائی۔ حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں ؒ سے سلسلہ نقشبندیہ وقادریہ میں خلافت پائی۔ آپ حضرت مولانا تاج محمود امروٹی ؒ اور حضرت مولانا محمد امیر دامانی ؒ سے بھی فیض یاب تھے۔ آپ کو سات بار حج کی سعادت حاصل ہوئی۔

آپ نے بہلی اور شجاع آباد میں دینی مدرسے قائم کئے۔ مدرسہ مظہر العلوم (بہلی) میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ آپ صاحب تصنیف وتالیف تھے، آپ کی تفسیر وحدیث، تصوف وسلوک اور فقہی مسائل میں کئی یادگار کتب ہیں۔ آپ علماء کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے اور سلسلہ نقشبندیہ کے اسباق سکھاتے تھے۔ آپ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

آپ کی وفات ۲۲/محرم ۱۳۹۸ھ/۲/جنوری ۱۹۷۸ء بروز پیر بعد نماز عشاء ہوئی۔ چالیس ہزار سے زائد لوگوں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی ؒ نے پڑھائی۔ بہلی شریف میں آپ نے آخری آرام گاہ پائی۔ آپ کی تدفین مدرسہ اشرف العلوم کے قریب ہوئی۔ آپ کے کافی تعداد میں آپ کے خلفاء موجود ہیں۔ آپ کے تین صاحبزادے ہیں جو دینی خدمت میں مشغول ہیں۔

آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا الحاج عبدالحئی کو حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی ؒ نے اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کیا اور ان کی دستار بندی کی۔

آپ کی تصانیفؒ

۱۔ فوائد القرآن المعروف اصطلاحات القرآن

۲۔ تفسیر سورۃ الفاتحہ

۳۔ المستدلات للاحناف (حدیث)

۴۔ شجرۃ الطیبہ (سیرت)

۵۔ خیر الاذکار (سیرت)

۶۔ عمدۃ الاذکار (تصوف)

۷۔ طبِ روحانی (تصوف)

۸۔ فیض روحانی (تصوف)

۹۔ الوجا بعہد الاولیاء (تصوف)

۱۰۔ مہمات التصوف دفع مغالطات (تصوف)

۱۱۔ معارف السلوک (تصوف)

۱۲۔ محاسبۃ الاعمال

۱۳۔ التصرف فی حقیقت البیعت والتصوف (تصوف)

۱۴۔ انکشاف الاحوال والاوہام

۱۵۔ التسبیین فی ہمز شیاطین (تصوف)

۱۶۔ اطاعت اللہ

۱۷۔ تصوف اہل صفا

۱۸۔ تصفیہ الاعمال (تصوف)

۱۹۔ تحفۃ الفقیر الی اللہ (مسائل حج)

۲۰۔ رسالہ ترک منکرات

36.4 ۔ حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ

حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے خلیفہ اور جانشین تھے اور انہوں نے آپ کی دستار بندی کی۔ آپ کے والدگرامی حضرت محمد عبداللہ بہلویؒ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء کو بہلی میں ہوئی۔ قرآن کریم، ابتدائی تعلیم اپنے والدگرامی سے حاصل کی۔ شرح جامی، قطبی، نورالانوار اور مشکوٰۃ شریف کی تعلیم حضرت غلام رسول پونٹویؒ سے پڑھیں۔ معقولات اور دیگر کتب حضرت مولانا امیر دامانیؒ سے پڑھیں اور دورۂ حدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے مکمل کیا۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اپنے والدگرامی کی قائم کردہ دینی درسگاہ مدرسہ اشرف العلوم (شجاع آباد) میں مدرس ہوئے۔ آپ نے ابتدائی عربی سے دورۂ حدیث تک کی کتابیں پڑھائیں۔

آپ نے سلسلہ بیعت اپنے والد ماجد سے قائم کیا۔ ان سے بیعت وارشاد سے اصلاح باطن اور روحانی فیض حاصل کیا۔ منازل سلوک طے کر کے سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ اور سہروردیہ میں خرقہ خلافت عطا ہوا۔ آپ ۱۹۸۲ء میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریہ سہارن پوریؒ سے بیعت ہوئے اور سلسلہ چشتیہ میں خلافت واجازت کا شرف حاصل کیا۔

آپ نے اپنی خانقاہ اور مدرسہ جامعہ بہلویہ، ملتان روڈ، شجاع آباد میں قائم کیا اور آخر دم تک یہیں مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے۔ آپ پر فالج کے مرض کا حملہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے آپ بہت کمزور ہو گئے تھے۔ آپ کا انتقال بروز جمعرات ۱۹رشوال ۱۴۲۰ھ/۲۶رجنوری ۲۰۰۰ء کو ۶۸ سال کی عمر میں ہوا۔ شجاع آباد میں آپ مدفون ہوئے۔

36.5 ۔ حضرت مولانا حافظ محمد موسیٰؒ

حضرت حافظ محمد موسیٰؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جلال پور پیر والہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کپڑوں کی رنگائی اور چھپائی کا کام کیا کرتے تھے۔ کپڑے بیچتے ہوئے ایک سفر میں آپ کی ملاقات حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ سے ہوگئی۔ آپ فوراً ان سے بیعت ہو گئے اور ذکر وفکر میں مشغول ہو گئے۔ آپ اپنے شیخ سے بہت زیادہ عقیدت رکھتے تھے۔ ان کے ہر حکم اور نصیحت پر فوراً عمل کرتے تھے۔ آپ نے بہت جلد تمام اسباق مکمل کر لئے تو حضرت شیخؒ نے آپ کو خلافت اور اجازت سے نوازا۔ آپ خوشنویس بھی تھے، حضرت شیخؒ کے خلفاء کی اسناد اور دیگر چیزوں کی کتابت کیا

کرتے تھے۔ آپ کے مریدین کثیر تعداد میں ہیں۔ آپ کے خلفاء بھی موجود ہیں۔ آپ کا انتقال جلالپور پیروالہ میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادے قاری محمد اسماعیل صاحب اور قاری محمد یعقوب صاحب آپ کے جانشین ہیں جو دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

36.6 ۔ حضرت خواجہ حافظ قاری کریم بخش ؒ

حضرت خواجہ حافظ قاری کریم بخش ؒ حضرت فضل علی قریشی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بستی بھاولپور گھلوان کے رہنے والے تھے۔ آپ پہلے سلسلہ چشتیہ میں حضرت حافظ فتح محمد جلالپوریؒ سے بیعت ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد آپ حضرت خواجہ غریب نواز ؒ جو بستی مدوانی میں رہتے تھے سے بیعت ہوئے اور سلوک کے اسباق مکمل کئے اور صاحب اجازت ہوئے۔ آپ عالم، حافظ اور قاری تھے۔ آپ اپنی بستی میں درس دیا کرتے تھے، آپ کے شاگردوں کی ایک کثیر تعداد تھی۔ حتیٰ کہ حضرت خواجہ غریب نواز کے بعض خلفاء بھی آپ کے شاگرد تھے۔ آپ نے علوم ظاہری اور باطنی میں بہت خدمت کی۔ آپ کا زیادہ تر وقت مسجد میں گزرتا۔ آپ مسجد میں معتکف رہتے اور کثرت سے نوافل پڑھتے تھے۔ آپ کے تین بیٹے ہیں ، تینوں حافظ قرآن ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے کا انتقال آپ کی حیات میں ہو گیا تھا اور منجھلے بیٹے کا انتقال آپ کے بعد ہوا۔ آپ کے سب سے چھوٹے بیٹے حافظ نور محمد صاحب آپ کے جانشین ہوئے اور مدرسہ تعلیم القرآن میں تعلیم دیتے ہیں۔

36.7 ۔ حضرت مولانا عبدالمالک ؒ

حضرت عبدالمالک ؒ حضرت فضل علی قریشی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ مظفرگڑھ کی ایک بستی کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت خواجہ فضل علی قریشی ؒ کے خدمت میں بہت عرصہ رہے اور خلافت اور اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ حضرت شیخ ؒ کی محفل میں واعظ بھی کیا کرتے تھے اور حضرت کے حالات زندگی کے بارے میں بھی لوگوں کو بتایا کرتے تھے۔ آپ کے واعظ بہت آسان لفظوں میں اور مدلل ہوا کرتے تھے۔ آپ نے تبلیغ دین کے لئے پنجاب اور سندھ کے مختلف شہروں کے سفر بھی کئے۔ تنظیم اہل سنت والجماعت کے سرگرم مبلغ حضرت مولانا دوست محمد قریشی آپ کے خلیفہ ہیں۔ آپ سندھ کے مقام کنری میں رہا کرتے تھے پھر آپ نے مظفرگڑھ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

36.8 ۔ حضرت مولانا حاجی کریم بخش جنڈؒ

حضرت حاجی کریم بخش جنڈؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ فضل پور ضلع بھاولپور کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت قریشیؒ کے خاص خادم تھے۔ لنگر کی دیکھ بھال آپ کے ذمہ تھا۔ اکثر اوقات سفر میں بھی ساتھ رہتے تھے۔ آپ کے دو خلفاء ہیں، اور ایک صاحبزادے مولوی حبیب اللہ صاحب جو اس وقت آپ کے جانشین ہیں۔

36.9 ۔ حضرت مولانا محمد عبد الغفارؒ

حضرت محمد عبد الغفارؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بستی لنگر کے رہنے والے تھے۔ حضرت شیخؒ سے خلافت ملنے کے بعد آپ عاشق آباد نزد چنی گوٹھ میں مقیم ہوگئے۔ آپ اپنے شیخ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کے سسر بھی تھے۔ آپ کے مریدوں کی کافی تعداد لاڑکانہ، سندھ میں موجود ہے۔ آپ کے خلفاء کی کافی تعداد ہے۔ آپ نے لاڑکانہ میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مولانا خلیل الرحمٰن صاحب مسند نشین ہوئے۔

36.10 ۔ حضرت مولانا محمد معصومؒ چغرزئی جودبائی

حضرت محمد معصومؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت عبد الغفور مدنیؒ کے بھائی تھے۔ آپ نہایت مہمان نواز اور متواضع انسان تھے۔ آپ نے قبیلہ میں پٹھانوں کی دشمنیاں ختم کرا کر قتل و غارت اور جنگ و جدال ختم کرا دیا تھا۔ پرانی عداوتیں ختم کرا دیں تھیں۔ آپ نے شرعی اصلاحات نافذ کرائیں۔ آپ کے پانچ بیٹے ہیں۔ سب عالم دین ہیں اور با عمل ہیں۔

36.11 ۔ حضرت مولانا عبد القیومؒ چغرزئی جودبائی

حضرت عبد القیومؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بھی حضرت عبد الغفور مدنیؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ظاہری اور باطنی علوم کے ماہر تھے۔ آپ شیخ الحدیث تھے اور درس دیا کرتے تھے۔ آپ جوانی کے عالم میں خالق حقیقی کو پیارے ہوگئے تھے۔ آپ کے ایک بیٹے ہیں جن کی تربیت مدینہ منورہ میں حضرت مدنیؒ نے فرمائی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اسباق مکمل کرا کر خلافت بخشی۔

36.12 ۔ حضرت مولانا عبدالرشیدؒ چغرزئی جودبائی

حضرت عبدالرشیدؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت عبدالغفور مدنیؒ کے رشتہ دار تھے۔ آپ کی پیشانی پر ایک خاص قسم کا نور چمکتا تھا جسے دیکھ کہ اللہ یاد آتا تھا۔ پہلے آپ سلسلہ عالیہ قادریہ کے ایک بزرگ سے بیعت تھے۔ ان کی وفات کے بعد آپ نے حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ سے بیعت کی۔ آپ تقویٰ اور پرہیزگاری کے بلند مقام پر تھے اور سلوک کی منازل کامیابی سے طے کیں۔ آپ خلافت اور اجازت سے نوازے گئے۔ خلافت کے بعد آپ تن من دھن سے تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے۔ آپ دہلی میں شاہی عیدگاہ کے قریب تکیہ والی مسجد محلّہ قصاب پورہ میں امام تھے اور وہیں قریب ایک مکان میں رہتے تھے۔ آپ بہت درویش طبیعت کے مالک تھے۔ علاقہ بنیر، مردان اور پشاور میں آپ کے بڑی تعداد میں مریدین ہیں۔ حضرت مفتی کفایت اللہؒ کو آپ سے بے حد محبت اور عقیدت تھی۔ جب آپ کی وفات ہوئی تو غسل کے وقت بنفس نفیس موجود تھے۔ اپنے دست مبارک سے کفن پہنایا اور عیدگاہ و تکیہ والی مسجد کے قریب میدان میں نماز جنازہ پڑھائی اور مسجد تکیہ والی کے متصل قبرستان میں تدفین فرمائی۔ آپ کی اولاد میں دو بیٹے ہیں جو کراچی میں مقیم ہیں۔

36.13 ۔ حضرت مولانا حافظ عبدالعزیزؒ

آپ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حیدرواہن، ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے۔ آپ نے اپنے علاقے میں بہت دینی خدمات انجام دیں۔ آپ کے کثیر تعداد میں مریدین اور عقیدت مند تھے۔ آپ کے خلفاء بھی آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کی خدمت کر رہے ہیں جن میں حضرت حافظ اللہ بخش صاحب بہت نمایاں ہیں۔

36.14 ۔ حضرت مولانا حافظ اللہ بچایاؒ

حضرت حافظ اللہ بچایاؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق عبداللہ پور، بھاولپور سے تھا۔ آپ درویش صفت انسان تھے۔ آپ نے تبلیغ دین کا زیادہ تر کام جالندھر میں کیا۔ آپ کے خلفاء بھی دین کی خدمت کر رہے ہیں۔

36.15 ۔ حضرت مولانا محمد یوسفؒ

حضرت محمد یوسفؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق چنی گوٹھ، بھاولپور سے تھا۔ آپ درویش صفت اور مسکین طبع انسان تھے۔ مسکین پور میں لنگر کا کھانا تقسیم کرنے کی آپ کی ذمہ داری تھی۔ آپ کے اندر بھرپور خدمت کا جذبہ تھا۔ آپ کے کافی تعداد میں مریدین تھے۔ آپ کے صاحبزادے مولوی محمد ابوبکر صاحب آپ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔

36.16 ۔ حضرت مولانا بخش شاہؒ

حضرت بخش شاہؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق خان بہلہ، بھاولپور سے تھا۔

36.17 ۔ حضرت خواجہ خدا بخش لیلؒ

حضرت خواجہ خدا بخش لیلؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق بیٹ پرگنہ، جلالپور پیروالہ سے تھا۔

36.18 حضرت مولانا خدا بخشؒ

حضرت خدا بخشؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا قیام بستی لیل ضلع ملتان میں تھا۔ آپ عالم فاضل تھے۔ لنگر کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ آپ اپنے شیخ کے ساتھ مختلف سفروں میں ساتھ رہتے تھے۔ اپنے علاقے میں بہت دینی خدمات انجام دیں۔

36.19 ۔ حضرت مولانا نذیر احمدؒ

حضرت نذیر احمدؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق احمد پور شرقیہ سے تھا۔ آپ ظاہری اور باطنی علوم کے ماہر تھے۔ آپ بہت سادہ طبیعت عالم تھے۔ آپ اپنے شیخ کے خانقاہ کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ آپ کے اولاد میں دو صاحبزادے تھے۔

36.20 ۔ حضرت مولانا نور الحسنؒ

حضرت نور الحسنؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ چنی گوٹھ، بھاولپور کے رہنے والے تھے۔ آپ عالم فاضل اور شیریں بیان بزرگ تھے۔ آپ اپنے شیخ کی موجودگی میں بھی لوگوں کو واعظ کیا کرتے تھے۔ آپ کو اپنے شیخ سے بہت عقیدت تھی۔ آپ نے سلسلہ عالیہ کی بہت خدمت کی۔ آپ نے ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا۔

36.21 ۔ حضرت مولانا مستجاب خانؒ

حضرت مستجاب خانؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق ایون، چترال سے تھا۔ آپ حضرت شیخؒ کی خدمت میں رہتے تھے۔ حضرت شیخؒ کی وفات کے وقت آپ ان کے پاس موجود تھے۔ آپ عالم دین تھے۔ آپ کم گو، عابد و زاہد اور خوبصورت بزرگ تھے۔ آپ چترال اور روس کے سرحد پر جاتے تھے اور تبلیغ دین کا کام کرتے تھے۔ آپ کے ہاتھ پر بے شمار کافروں نے اسلام قبول کیا۔ آپ نے اپنے علاقے میں بہت سے شیعہ حضرات کو راسخ العقیدہ سنّی مسلمان بنایا۔

36.22 ۔ حضرت مولانا علی مرتضٰیؒ

حضرت علی مرتضٰیؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ گدائی، ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے۔ آپ عالم دین اور صوفی بزرگ تھے۔ آپ کے کثیر تعداد میں مریدین تھے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ کی بہت خدمت انجام دیں۔

36.23 ۔ حضرت مولانا سید غلام دستگیرؒ

حضرت سید غلام دستگیرؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ہالانی، سندھ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے اپنے علاقے سے بدعات اور باطل رسومات کے خاتمہ کے لئے بہت کام کیا۔ وہاں آپ نے ایک دینی مدرسہ قائم کیا اور لوگوں کو دین کی تعلیم دی۔ آپ درویش صفت انسان تھے بہت زیادہ خیرات کیا کرتے تھے۔ آپ کے کافی تعداد میں مریدین موجود ہیں۔

36.24 ۔ حضرت مولانا حاجی نور محمدؒ

حضرت حاجی نور محمدؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق خیر پور ڈاھا، بھاولپور سے تھا۔ آپ نیک سیرت عالم، متواضع مزاج درویش، خوش اخلاق اور صابر وشاکر بزرگ تھے۔ آپ لوگوں کو علوم ظاہری اور باطنی سے مستفیض فرماتے تھے۔ آپ نے مدرسہ تعلیم القرآن قائم کیا۔ آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حافظ منظور احمد صاحب مدرسہ کی خدمت کررہے ہیں۔

36.25 ۔ حضرت مولانا محمد یارؒ

حضرت محمد یارؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ رانا واہن پرگنہ، لودھراں کے رہنے والے تھے۔ آپ عالم دین اور صوفی بزرگ تھے۔ مسجد کے حجرے میں رہتے تھے۔ عمر بھر شادی نہیں کی۔ آپ بیشتر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور مستجاب الدعا بزرگ تھے۔ آپ کے کثیر تعداد میں مریدین تھے۔

36.26 ۔ حضرت مولانا حافظ سید عطا اللہ شاہؒ

حضرت حافظ محمد عطا اللہ شاہؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق چرٹہ ضلع ڈیرہ غازی خان سے تھا۔ آپ خوش بیان واعظ تھے۔ قرآن کریم کی تفسیر کا واعظ کیا کرتے تھے جو لوگوں میں بہت مقبول تھا۔ اس کے علاوہ باطنی علوم کے اسباق بھی سکھایا کرتے تھے۔

36.27 ۔ حضرت خواجہ مولانا عبدالواحد بھٹو نقشبندیؒ

حضرت خواجہ مولانا عبدالواحد بھٹو نقشبندیؒ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت قریشیؒ کے انتقال کے بعد حضرت عبدالغفار پیر مٹھاؒ سے تجدید بیعت کی۔ تکمیلِ سلوک کے بعد انہوں نے بھی آپ کو خلافت سے نوازا۔ آپ کے والد گرامی کا نام حاجی محمد موسیٰ بھٹوؒ تھا۔ آپ ۱۸۸۰ء میں باگو بھٹو نزد ڈھرکی، تحصیل گھوٹکی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم لاکپو شریف نزد اوباورو سے حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں آپ کے چچا حاجی الٰہی بخش

بھٹواور مولانا علی شیر کلہوڑو لاکپوری تھے۔ آپ نے اپنے گاؤں میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا تھا۔

آپ نے دوشادیاں کی، آپ کے ایک صاحبزادے حاجی محمد موسیٰ بھٹو ہیں۔ آپ کا انتقال ۱۹۵۳ء میں ہوا اور اپنے گاؤں باگو بھٹو میں مدفون ہوئے۔

36.28 ۔ حضرت مولانا سعداللہ سومرو نقشبندی ؒ

حضرت مولانا سعداللہ سومرو نقشبندی ؒ حضرت خواجہ فضل علی قریشی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت قریشی ؒ کے انتقال کے بعد حضرت عبدالغفار پیر مٹھا ؒ سے تجدید بیعت کی۔ تکمیلِ سلوک کے بعد انہوں نے بھی آپ کو خلافت سے نوازا۔

آپ کی ولادت ۱۸۷۶ء میں جھل مکسی (بلوچستان) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد قاسم سومرو تھا۔ جب آپ کے شیخ حضرت خواجہ عبدالغفار پیر مٹھا ؒ نے رحمت پور، لاڑکانہ میں خانقاہ قائم کی تو آپ لاڑکانہ منتقل ہو گئے۔ آپ اپنے شیخ کے ساتھ تبلیغی دوروں میں بھی جاتے تھے۔ آپ کو حضرت اقدس ؒ نے اپنی مسجد کا امام مقرر کر دیا تھا۔ آپ نے ۱۹۴۷ء سے پہلے پیدل حج کیا تھا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا حبیب اللہ سومرو ؒ حضرت خواجہ فضل علی قریشی ؒ سے بیعت ہوئے۔ ان کے بعد حضرت خواجہ عبدالغفار پیر مٹھا ؒ سے تجدید بیعت کی اور ان سے خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کا انتقال ۱۹۵۶ء میں رحمت پور، لاڑکانہ میں ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت خواجہ پیر مٹھا ؒ نے پڑھائی اور خانقاہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ آپ کے جانشین آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا حبیب اللہ سومرو ؒ ہیں۔

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، احمد پور شرقیہ (بہاولپور)

36.29 ۔ حضرت مولانا عبدالمالک صدیقیؒ

آپ احمد پور شرقیہ، بھاولپور کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۴/ ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ / ۲۴/ مارچ ۱۹۰۲ء کو بوقت تہجد مقام بستی ڈھکوان (موہانیاں) احمد پور شرقیہ میں ہوئی۔ آپ خانیوال میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولوی نور محمد تھا۔ جن کا تعلق ریاست بھاولپور کے بھٹا خاندان سے تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم القرآن مولوی محمد دین صاحب سے حاصل کی۔ بڑے ہو کر زراعت کے کام سے منسلک ہو گئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کی۔ آپ تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنی بڑی ہمشیرہ جو شادی شدہ تھیں ان کے پاس رہنے لگے۔ عربی کی تعلیم آپ نے اپنے بہنوئی مولوی بشیر احمدؒ سے حاصل کی۔ بہنوئی کے بھائی مولوی عبدالعزیزؒ سے دینی کتابیں اور مشکوٰۃ شریف پڑھی۔

آپؒ نے سترہ سال کی عمر میں حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ سے بیعت کی۔ آپ عالم دین اور حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے، حضرت شیخؒ آپ کو بیٹوں کی طرح سمجھتے تھے اور اکثر تبلیغی سفر میں ساتھ لے جاتے تھے بالخصوص دہلی، دیو بند اور ہندوستان کے دیگر مقامات پر۔ ۱۲ سال بعد آپ خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے اور آپ کی دستار بندی ہوئی۔ آپ کے مریدین کی کافی تعداد پشاور، لاہور، کراچی اور کوئٹہ میں موجود ہے۔

مسکین پور کے قیام کے دوران سالانہ اجتماع کے موقع پر جبکہ خلفاء کی ایک جماعت موجود تھی حضرت شیخ فضل علی قریشیؒ نے انتہائی محبت اور فرحت سے فرمایا ایک شخص جو میرا پیر بھائی تھا میرے پاس آیا اور آنے کا سبب بیان کیا کہ میں نے اس نیت سے استخارہ اس نیت پر کیا کہ میری قسمت کس کے سینے میں ہے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ خواب میں نظر آئے اور فرمایا کہ تمہاری قسمت منشی صاحب (حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کا لقب) کے سینے میں ہے۔ دیگر یہ کہ ان کو اللہ کریم نے دو قطب عطا فرمائے ہیں، ایک یمین اور ایک یسار، یمین مولانا جھگی والےؒ مشہور تھے اور یسار محمد عبدالمالک صدیقیؒ احمد پور شرقیہ کے ہیں۔ (تجلیات)

آپ کی شادی ۱۶ سال کی عمر میں اپنے چچا کی بیٹی سے ہوئی۔ آپ کی چھ بیٹیاں تھیں۔ بیوی کی وفات کے بعد آپ نے دو شادیاں اور کیں۔ دوسری بیوی کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ تیسری بیوی سے دو بیٹے اور آٹھ بیٹیاں تھیں۔

آپ کو متعدد بار سرور کائنات ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور بعض اوقات خواب میں آپ کو رسول اللہ ﷺ نے کچھ ہدایات بھی فرمائیں۔

آپ کی وفات ۱۱رشعبان ۱۳۳۵ھ ۹؍ستمبر ۱۹۷۳ء کو احمد پور شرقیہ میں ہوئی۔ آپ کو خانیوال میں مدفون ہوئے۔ آپ کے کافی خلفاء ہیں۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت مولانا قاضی عبدالرشید عرف قمر بابا	(سوات)
۲۔ حضرت مولانا عبدالغفور شین ملاں	(دارالعلوم حقانیہ)
۳۔ حضرت مولانا محمد عالمؒ آلائی ثم کشمیری	(سری نگر)
۴۔ حضرت محمد اکبر کابلی	(قلات ناوا کلاں، افغانستان)
۵۔ حضرت مولانا الحاج حافظ محمد سید امیر	(جہلم)
۶۔ حضرت منجور صاحب	(سوات)
۷۔ حضرت مولانا عبدالرزاق عرف لالہ مولوی	(پشاور)
۸۔ حضرت مولوی عبدالوہاب چکیسری	(بمبئی، انڈیا)
۹۔ حضرت مولوی محمد عبد لیب الائی	
۱۰۔ حضرت محمد صادق صاحب	(پشاور)
۱۱۔ حضرت مولوی الحاج حافظ غلام حبیبؒ	(چکوال)
۱۲۔ حضرت مولانا خلیل الرحمٰن قمبری	(سوات)
۱۳۔ حضرت مولانا عبدالودود	(سوات)
۱۴۔ حضرت الحاج حافظ سید محمد ممتاز علی شاہ دہلوی	
۱۵۔ حضرت مولانا اخوندزادہ عبدالحمید	(کوئٹہ)
۱۶۔ حضرت مولوی عبداللہ قندھاری	(کابل)
۱۷۔ حضرت مولانا عبدالقادر	(ملتان)
۱۸۔ حضرت مولوی عبدالواحد	(میرٹھ، انڈیا)

۱۹۔ حضرت مولانا محمد اعظم	(خوشاب)
۲۰۔ حضرت مولانا میاں محمد	(خوشاب)
۲۱۔ حضرت قاری حافظ شفاعت احمد کیرانوی	(لاہور)
۲۲۔ حضرت مولوی رحمٰن الدین	(چارسدہ)
۲۳۔ حضرت الحاج عبدالحمید دہلوی	(راولپنڈی)
۲۴۔ حضرت مولانا محمد ایوب	(ایبٹ آباد)
۲۵۔ حضرت علامہ محمد اشرف	(پشاور)
۲۶۔ حضرت مولانا محمد اشرف عرف پچیر مولوی کابلی	(پشاور)
۲۷۔ حضرت نذیر محمد عرف صاحبزادہ چلیسری	(سیدوشریف)
۲۸۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ شاہ	(کوہ مری)
۲۹۔ حضرت الحاج عبدالغفار خان چترالوی	(شاہ جہاں پور)
۳۰۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰن بنگالی	(دہلی)
۳۱۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف شاہ	(پشاور)
۳۲۔ حضرت منشی عبدالرزاق	(سنبھل، مرادآباد)
۳۳۔ حضرت الحاج عبدالرشید	(قصاب پورہ، دہلی)
۳۴۔ حضرت حاجی اختر حق	(کلیانہ، ہندوستان)
۳۵۔ حضرت مرزا عبدالرحمٰن بیگ	(کلیانہ، ہندوستان)
۳۶۔ حضرت الحاج محمد یٰسین خان	(میرٹھ)
۳۷۔ حضرت سید ملوک شاہ	(ملتان)
۳۸۔ حضرت حافظ عبدالشکور	(بجنور، انڈیا)
۳۹۔ حضرت الحاج مولوی فضل احمد	(لکی مروت، بنوں)
۴۰۔ حضرت مولانا خان گل	(لکی مروت، بنوں)

۴۱۔ حضرت مولوی محمد عیسیٰ مدنی	
۴۲۔ حضرت مولوی عبدالقیوم	(پشاور)
۴۳۔ حضرت نصیرالدین کابلی	(پشاور)
۴۴۔ حضرت الحاج حافظ نذیر احمد	(راولپنڈی)
۴۵۔ حضرت مولانا زین العابدین	(پشاور)
۴۶۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن	(پشاور)
۴۷۔ حضرت الحاج فضل محمد	(جہلم)
۴۸۔ حضرت مولوی عبدالقدوس چہ غرزئی	(سوات)
۴۹۔ حضرت مولانا محمد اشرف	(پشاور)
۵۰۔ حضرت مولانا غلام نبی سواتی	
۵۱۔ حضرت الحاج عنایت اللہ	(دہلی، انڈیا)
۵۲۔ حضرت ملا باجوڑ صاحب صواتی	
۵۳۔ حضرت مولوی محمد شعیب	(سوات)
۵۴۔ حضرت مولوی محمد فرید	(پشاور)
۵۵۔ حضرت صوفی عبدالکریم سواتی	(کراچی)
۵۶۔ حضرت مولوی عبدالودود	(مردان)
۵۷۔ حضرت مولوی عرش اللہ بنیری	(مردان)
۵۸۔ حضرت مولانا شمس القمر بنیری	(مردان)
۵۹۔ حضرت مولوی تاج محمد	(مردان)
۶۰۔ حضرت حافظ سید محمد اعظم شاہ	(پشاور)
۶۱۔ حضرت مولوی محمد فاضل	(پشاور)
۶۲۔ حضرت مولوی محمد شاکر اللہ بنیری	(پشاور)

۶۳۔ حضرت مولوی حفیظ اللہ	(پشاور)
۶۴۔ حضرت مولوی عبدالعزیز	(پشاور)
۶۵۔ حضرت شیخ التفسیر عبدالحلیم کوہستانی	(پشاور)
۶۶۔ حضرت علامہ عبدالحق	(پشاور)
۶۷۔ حضرت مولانا محمد فاضل بنیری	(سوات)
۶۸۔ حضرت مولوی شیخ الاسلام کوہستانی	(سوات)
۶۹۔ حضرت مولوی فضل حق شاہ منصور	(مردان)
۷۰۔ حضرت محمد عبدالمالک الائی	(ٹل، ہزارہ)
۷۱۔ حضرت عبدالسبحان	(مردان)
۷۲۔ حضرت شیخ الحدیث خلیل الرحمٰن	(ہری پور، ہزارہ)
۷۳۔ حضرت الحاج سید حکیم غلام رسول شاہ	(کراچی)
۷۴۔ حضرت مولوی فہیم سواتی	(کراچی)
۷۵۔ حضرت مولوی محمد اسفندیار	(کراچی)
۷۶۔ حضرت مولوی غریب اللہ	(مردان)
۷۷۔ حضرت مولانا محمد شاہ	(پشاور)
۷۸۔ حضرت مولوی محمد ابراہیم	(میرٹھ، انڈیا)
۷۹۔ حضرت مولوی احسن الدین	(بجنور، انڈیا)
۸۰۔ حضرت الحاج محمد فریدالدین	(بجنور، انڈیا)
۸۱۔ حضرت حکیم حافظ محمد علی کانشی	(میرٹھ، انڈیا)
۸۲۔ حضرت مولوی عبدالحمید	(کراچی)
۸۳۔ حضرت مولوی غلام احمد	(جھنگ)
۸۴۔ حضرت الحاج خدا بخش خان	(دہلی، انڈیا)

۸۵۔ حضرت حاجی محمد احمد لکھنوی (ملک شام)

۸۶۔ حضرت علامہ سید محمد تقی امروہوی

۸۷۔ حضرت مولانا اللہ بخش نور پوری (بہاولپور)

۸۸۔ حضرت حافظ احمد سعید ہاپڑی (دہلی)

۸۹۔ حضرت حاجی عنایت اللہ

۹۰۔ حضرت حافظ محمد سرفراز (میرٹھ)

۹۱۔ حضرت علامہ محمد حیات (مرادآباد)

۹۲۔ حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ (پشاور)

۹۳۔ حضرت مولانا عبدالرؤف (چارسدہ)

۹۴۔ حضرت قاری محمد صابر (لاہور)

۹۵۔ حضرت مولانا سعید اللہ الحق (پشاور)

۹۶۔ حضرت شیخ الحدیث علامہ عبدالمتین (چارسدہ)

۹۷۔ حضرت مولانا عبدالرؤف (چمن، کوئٹہ)

۹۸۔ حضرت علامی نور الحسنین (پشاور)

۹۹۔ حضرت مولانا احمد بخش (ملتان)

۱۰۰۔ حضرت مولانا روح الامین (چارسدہ)

۱۰۱۔ حضرت مولانا عبدالحلیم (لاڑکانہ، سندھ)

۱۰۲۔ حضرت مولوی محمد نصیر الدین (لاڑکانہ، سندھ)

۱۰۳۔ حضرت حکیم عبدالحمید (چارسدہ)

۱۰۴۔ حضرت علامہ عبدالصمد (چارسدہ)

۱۰۵۔ حضرت حافظ قاری سید منظور احمد (جہلم)

۱۰۶۔ حضرت حافظ قاری عبدالرحمٰن سواتی

۱۰۷۔ حضرت قاری محمد (سوات)

۱۰۸۔ حضرت حافظ قاری نور محمد الائی (کراچی)

۱۰۹۔ حضرت مولانا عبدالمنان کوہستانی

۱۱۰۔ حضرت مولانا عبدالغفور کوہستانی

۱۱۱۔ حضرت مولانا محمد اکرم (ریاست صوات)

۱۱۲۔ حضرت علامہ محمد شعیب (مردان)

۱۱۳۔ حضرت شیخ الحدیث عبدالرؤف (چارسدہ)

۱۱۴۔ حضرت مولوی شہزاد گل (مردان)

۱۱۵۔ حضرت مولوی سعید احمد (مردان)

۱۱۶۔ حضرت علامہ فضل مولا (چارسدہ)

۱۱۷۔ حضرت مولوی عبدالمتین (گوجر خان)

۱۱۸۔ حضرت حافظ احمد دین (جلال پور جٹاں، گجرات)

۱۱۹۔ حضرت الحاج حکیم محمد ادریس دہلوی (کراچی)

۱۲۰۔ حضرت مولوی مداراللہ (مردان)

۱۲۱۔ حضرت مولوی قمرالزماں (چارسدہ)

۱۲۲۔ حضرت مولوی غلام عیسیٰ (مردان)

۱۲۳۔ حضرت مولوی فضل الرحمٰن صوابی (پشاور)

۱۲۴۔ حضرت حکیم لذیذ (مردان)

۱۲۵۔ حضرت مولوی عبدالغنی (مردان)

۱۲۶۔ حضرت مولوی محمد ہاروت (مردان)

۱۲۷۔ حضرت مولوی غلام رب (پشاور)

۱۲۸۔ حضرت مولانا شمس الرحمٰن (فیصل آباد)

۱۲۹۔ حضرت مولانا محمد زردار (مردان)

۱۳۰۔ حضرت مولانا عبدالودود (مردان)

۱۳۱۔ حضرت مولانا عبداللہ کوہستانی (مردان)

۱۳۲۔ حضرت مولانا حبیب الحق مولا (صوابی، مردان)

۱۳۳۔ حضرت مولانا خونہ گل (مردان)

۱۳۴۔ حضرت مولانا محمد گل جعفری (مردان)

۱۳۵۔ حضرت منورالدین (بونیر، مردان)

۱۳۶۔ حضرت مولانا حبیب اللہ (پشاور)

۱۳۷۔ حضرت ہدایت الحق (چارسدہ)

۱۳۸۔ حضرت مولانا رحمت اللہ (چارسدہ)

۱۳۹۔ حضرت سیف الدولہ (مردان)

۱۴۰۔ حضرت عبدالحلیم (زروبی، صوابی، مردان)

۱۴۱۔ حضرت شفیع اللہ (صوابی، مردان)

۱۴۲۔ حضرت مولانا میاں گل (مردان)

۱۴۳۔ حضرت مولانا عبدالحلیم (بام خیل، صوابی، مردان)

۱۴۴۔ حضرت مولانا غلام قادر

۱۴۵۔ حضرت مولانا دوست محمد قریشی

37 ۔ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ

حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ قطبِ زماں خواجہ خواجگاں الحاج محمد سعید قریشیؒ ۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۸۹۹ء میں بمقام احمد پور شرقیہ (ریاست بھاول پور) پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد صادق بن میاں غلام قادر تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت بہاء الدین زکریہ ملتانیؒ سے ملتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی۔ دس سال کی عمر میں والدہ اور چودہ (۱۴) سال کی عمر میں آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا تھا اس لئے تعلیم کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور گھر بار کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آ گئی تھی۔ آپ بہن بھائیوں کی تربیت اور تعلیم میں مشغول ہوگئے، آپ کو عربی زبان پر کامل دسترس حاصل تھی۔ آپ نے مزارعت کے ذریعہ سخت محنت سے زراعت کا کام کیا۔ آپ شروع ہی سے اتباع سنت کے پابند تھے آپ پر عجیب وغریب کیفیات طاری رہتی تھیں۔ جب حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ احمد پور شرقیہ تشریف لائے تو آپ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کی خدمت میں حاضر ہوگئے، آپ ان کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے اور بروز جمعہ ۲۵ / جمادی الاخریٰ ۱۳۴۲ھ بمطابق یکم فروری ۱۹۲۴ء کو ان سے بیعت کی نسبت قائم کرلی۔ ۲۳ / شوال ۱۳۴۷ھ / ۴ / اپریل ۱۹۲۹ء کو مقام فقیر پور ضلع مظفر گڑھ میں خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کو نقشبندیہ مجددیہ طریقے کے علاوہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور بنوریہ طریقے سے بھی اجازت حاصل ہوگئی۔

خلافت کے بعد آپ کو دہلی میں تبلیغ کرنے کا حکم ملا۔ چنانچہ آپ نے دہلی، رہتک، کرنال، پانی پت، کیتھل، تھانیسر، گوہانہ، انبالہ، کاندھلہ، کیرانہ وغیرہ کے سفر کئے۔ بے شمار لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کہا جاتا ہے کہ جن بھی آپ سے بیعت یافتہ تھے۔ آپ علم لدنی سے بہرہ مند تھے۔ زہد وتقویٰ، ایثار وسخاوت، مہمان نوازی، توکل، اخلاص، تسلیم ورضا وغیرہ کے اوصاف سے مزین تھے۔ کشف، تصرفات اور کرامات میں بھی بے مثال تھے۔ آپ کی اولاد میں دو بیٹے مولانا محمد صادق اور مولانا محمد شریف دونوں صاحب اجازت ہیں اور ایک بیٹی ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی مولانا عزیز احمد قریشیؒ بھی صاحب اجازت ہیں۔

آخر عمر میں ریاحی تکلیف اور گردہ کی تکلیف میں مبتلا ہوگئے تھے۔ آپ کی وفات پانی پت میں بروز جمعہ ۱۹ / ربیع الاول ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۴ / اپریل ۱۹۴۴ء میں ہوا۔ آپ حضرت قاری عبدالرحمٰن پانی پتیؒ کے قریب مدفون ہوئے۔

37.1 ۔ حضرت خواجہ محمد صادق قریشیؒ

حضرت خواجہ محمد صادق قریشیؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ نے جامعہ عباسیہ بہاولپور سے علامہ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا تھا۔ آپ احمد پور شرقیہ کے مدرسہ رفیق العلماء کے صدر مدرس تھے۔ آپ نہایت ذہین، تقویٰ وطہارت کے حامل انسان تھے۔ آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کا شرف پایا تھا۔ آپ نے حضرت عبدالغفور مدنیؒ سے بیعت کی اور سلوک کے منازل طے کئے اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ ان کے علاوہ آپ سے چار بزرگوں کو خلافت واجازت کا شرف حاصل تھا۔

۱۔ حضرت حاجی محمد اعلیٰؒ
۲۔ حضرت حکیم محمد یوسف بیگؒ
۳۔ حضرت محمد حسین کاپڑیاؒ
۴۔ حضرت چھوٹانیؒ

37.2 ۔ حضرت صاحبزادہ مولانا محمد شریف قریشیؒ

حضرت صاحبزادہ مولانا محمد شریف قریشیؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ نے ابتدائی کتب احمد پور شرقیہ میں پڑھیں۔ پھر مدرسہ امینیہ، دہلی سے دورۂ حدیث کی سند حاصل کی۔ آپ درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

37.3 ۔ حضرت مولانا امیر اللہ خان المعروف محمد عمرؒ

حضرت مولانا امیر اللہ خان المعروف محمد عمرؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ مردان میں رہتے تھے۔ آپ نے تعلیم مدرسہ امینیہ، دہلی سے حاصل کی۔ آپ حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ کے خاص شاگردوں میں تھے۔ آپ شروع میں جذب وطریقت پر بہت اعتراض کیا کرتے تھے۔ مگر بعد میں طریقت میں داخل ہوئے اور مدارج سلوک طے کر کے خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے سب سے پہلے خلیفہ تھے۔ آپ نے صوبہ خیبر پختون خواہ میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترقی، ترویج واشاعت کے لئے بھرپور کام کیا۔

37.4 ۔ حضرت مولانا حاجی عبدالمجید ؒ

حضرت مولانا حاجی عبدالمجید ؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ رہتک (ہندوستان) کے رہنے والے تھے۔ آپ نہایت درویشانہ و بزرگانہ خصائل کے حامل تھے۔ پولیس کی ملازمت کرتے تھے۔ آپ اپنے والدہ کی بہت خدمت کرتے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد سعید قریشی ؒ سے بیعت ہونے کے بعد کثرت سے نوافل پڑھتے اور روزے رکھتے تھے۔ آپ کا وعظ نہایت پُر اثر ہوتا تھا۔

آپ کی وفات اپنے شیخ اقدس ؒ کی حیات میں ہی ہوگئی تھی۔

37.5 ۔ حضرت مولانا محمد سعید گوہانوی ؒ

حضرت مولانا محمد سعید گوہانوی ؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا قیام رہتک (انڈیا) میں تھا۔ مسجد محلّہ قصاباں میں امام تھے۔ آپ اپنے شیخ کے ساتھ سفر میں ساتھ رہتے تھے۔ آپ نے اپنا مستقل قیام مظفر گڑھ میں کرلیا تھا۔

37.6 ۔ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالرحیم پانی پتی ؒ

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالرحیم پانی پتی ؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ پانی پت، کرنال (انڈیا) کے رہنے والے تھے۔ آپ جید عالم، قاری اور حافظ تھے۔ آپ پانی پت کے مدرسہ گنبداں میں صدر مدرس تھے۔ آپ نہایت خوش اخلاق، سادہ اور حلیم الطبع بزرگ تھے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔ آپ روحانی سلوک طے کرنے کے ساتھ ساتھ درس و تدریس میں وقت گزارتے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد آپ مگھیانہ، جھنگ میں آباد ہوگئے تھے۔ آپ کا انتقال ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۰ء میں ہوا۔

37.7 ۔ حضرت حاجی محمد شفیع روہتکی ؒ

حضرت حاجی محمد شفیع روہتکی ؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ رہتک (انڈیا) کے رہنے والے تھے۔ تجارت کے سلسلہ میں دہلی آتے جاتے رہتے تھے۔ آپ ڈپٹی گنج کی مسجد میں حضرت خواجہ محمد سعید قریشی ؒ سے بیعت

ہوئے۔ آپ جذب وکشف والے بزرگ تھے۔ آپ حج سے واپسی پر احمد پور شرقیہ تشریف لائے تو حضرت اقدسؒ نے آپ کو خلافت واجازت عطا فرمائی۔ پاکستان بننے کے بعد آپ احمد پور شرقیہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔

آپ کا انتقال بروز پیر ۴/شعبان ۱۳۸۰ھ/۲۲/جنوری ۱۹۶۱ء میں ہوا اور احمد پور شرقیہ میں مدفون ہوئے۔

37.8 ۔ حضرت مولانا صوفی علی نوازؒ

حضرت مولانا صوفی علی نوازؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ اسماعیل آباد، کرنال کے رہنے والے تھے۔ آپ صاحب جذب وکشف بزرگ تھے۔ حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ کی ترغیب پر آپ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ سے بیعت ہوئے۔ آپ نے بڑے شوق سے سلوک کے اسباق مکمل کئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ نے چیچک کے مرض کی وجہ سے وفات پائی اور مظفر گڑھ میں مدفون ہوئے۔

37.9 ۔ حضرت حافظ محمد یونس روہتکیؒ

حضرت حافظ محمد یونس روہتکیؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جھجر، روہتک (انڈیا) کے رہنے والے تھے۔ آپ وہاں مسجد بیوپاریاں کے پیش امام تھے۔ آپ حافظ قرآن اور قاری تھے۔

37.10 ۔ حضرت کنور محفوظ علیؒ

حضرت کنور محفوظ علیؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق ہردوا گنج، علی گڑھ (ہندوستان) کے زمین دار اور راجپوت خاندان سے تھا۔ آپ گوہانہ کی آمدرفت میں حضرت محمد سعید قریشیؒ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے تھے۔ پہلے آپ نے حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ سے بیعت کی تھی۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ، حضرت لعل شاہ دندانیؒ اور حضرت محمود شیرازیؒ جیسی پاکیزہ شخصیات کی زیارت کی تھی۔ آپ نے شجرہ شریف چھپوایا اور ایک کتاب معاشرت النبی ﷺ تالیف فرمائی۔

آپ کا انتقال ہردوا گنج (علیگڑھ) میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

37.11 ۔ حضرت سید مبارک علی شاہ کرنالیؒ

حضرت سید مبارک علی شاہ کرنالیؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ شہر کرنال (انڈیا) کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد آپ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔

آپ کا انتقال ۲۴/ جمادی الاول ۱۳۸۷ھ/ ۳۱/اگست ۱۹۶۷ء کو کوٹ ادو (مظفر گڑھ) میں ہوا۔

37.12 ۔ حضرت محمد عمرؒ

حضرت محمد عمرؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کیتھل ضلع کرنال کے رہنے والے تھے۔ آپ بہت نیک اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ آپ سلانوالی ضلع سرگودھا میں قیام پذیر ہوئے۔

37.13 ۔ حضرت قاریؒ صنعت اللہؒ

حضرت قاریؒ صنعت اللہؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔آپ پانی پت کے رہنے والے تھے۔آپ کے مرشد جب پانی پت تشریف لاتے تو آپ کے گھر قیام کرتے تھے۔ آپ بہت نیک، صالح اور باعمل انسان تھے۔

آپ نے حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں قیام کیا اور درس و تدریس کے سلسلہ کو جاری رکھا۔

37.14 ۔ حضرت مستری شمس الدین اسماعیل آبادیؒ

حضرت مستری شمس الدین اسماعیل آبادیؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ پہلے آپ حضرت محمد سعید کوہانیؒ سے بیعت ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد آپ حضرت خواجی محمد سعید قریشیؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کا قیام کوٹ ادو (مظفر گڑھ) میں رہا۔ آپ اپنا کاروبار کرتے ہیں اور فاضل وقت میں بچوں کو فی سبیل اللہ قرآن پاک، مسائل دین وغیرہ کی تعلیم دیتے ہیں۔

38 ۔ حضرت سید زوار حسین شاہؒ

حضرت سید زوار حسین شاہؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ حضرت سید زوار حسین شاہؒ نجیب الطرفین سید تھے۔ آپ قصبہ گوہار تحصیل کرنال (ہندوستان) کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت بروز پیر ۲۶/ذوالحجہ ۱۳۲۹ھ بمطابق ۱۸/دسمبر ۱۹۱۱ء میں کرنال میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید احمد حسینؒ تھا۔ آپ کا خاندان سنّی العقیدہ تھا۔ لیکن علاقے کے ایک شیعہ پٹواری کے بہکانے پر آپ کے دادا سید اکبر علی شیعہ ہو گئے تھے انہوں نے آپ کا نام رکھنے میں شیعت کا بھرپور مظاہرہ کیا تھا۔ آپ ابھی ڈیڑھ سال کے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی پرورش آپ کی بڑی بہن نے کی۔ جب ان کی شادی ہو گئی تو وہ آپ کو اپنے ہمراہ ٹھسکہ میراں جی لے آئیں۔ آپ کے بہنوئی کا نام قاضی لطیف حسین تھا جو سنی العقیدہ تھے۔ آپ نے بھی تحقیق کے بعد سنّی مذہب اختیار کر لیا۔ وہاں آپ نے مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ اسی اسکول میں استاد ہو گئے۔ اسی دوران آپ نے حافظ کمال الدین صاحب سے قرآن شریف پڑھا۔ ۱۹۳۰ء میں آپ نے جے وی کا امتحان بھی پاس کر لیا۔ اسی سال آپ کی ہمشیرہ نے اپنی نند صاحبہ سے آپ کی شادی کر دی۔

حضرت سید زوار حسین شاہؒ وسیع علم کے حامل تھے، آپ فقیہہ، خوشنویس، حاجی، حافظ، شاعر، سوانح نگار اور اعلیٰ درجہ کے مترجم تھے۔ آپ کی تصانیف سے علماء اور مشائخ استفادہ کرتے ہیں۔

۱۹۳۱ء میں اسلام الدین حوالدار سے آپ کی ملاقات ہوئی اور انہی کے ذریعہ آپ حضرت خواجہ محمد سعید قریشی ہاشمی احمد پوریؒ سے بیعت ہو گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کو دہلی میں ملازمت کے آغاز یعنی ۱۸/فروری ۱۹۳۳ء تک تین اسباق (لطیفہ قلب، روح اور سِرّ) مل چکے تھے۔ اس زمانے میں حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ بھی پانی پت کرنال تشریف لاتے تو حضرت شاہ صاحبؒ ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور کوشش کرتے کہ سفر میں زیادہ سے زیادہ حضرت خواجہ صاحبؒ کے ساتھ رہیں۔ دہلی میں ملازمت بھی حضرت خواجہ صاحبؒ کے مشورہ اور دعاؤں سے ہوئی تھی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ کو رخصت کرتے وقت حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنیؒ کا پتہ دیا تھا کہ ان کے حلقہ میں شامل ہوتے رہیں۔ نیز جب بھی حضرت مولانا عبدالمالک احمد پوری صاحبؒ دہلی تشریف لائیں تو ان کے حلقہ میں بھی شامل ہوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے ان کی ہدایت پر ہمیشہ عمل کیا۔

آپ نے بہت جلد سلوک کی تکمیل کی اور ۱۹۳۵ء میں خلافت اور اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے عربی اور

فارسی پر عبور حاصل کرنے کے لئے منشی فاضل اور مولوی فاضل کا امتحان پاس کرلیا۔ ۱۹۳۳ء میں آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں ایم بی مڈل اسکول میں ٹیچر لگ گئے۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند تک اسی ملازمت پر رہے۔ اسی دوران بقیہ اوقات مدرسہ امینیہ، دہلی میں مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اور دوسرے حضرات سے درس نظامی کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۴۴ء میں آپ نے اپنے شیخ کے ارشاد پر ''عمدۃ السلوک'' تصنیف کی۔ پاکستان بننے کے بعد آپ خیر پور ٹامیوالی ضلع بہاولپور میں سکونت پذیر ہوگئے۔ بعدازاں آپ ناظم آباد، کراچی منتقل ہوگئے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے مزاج میں بے انتہا تحمل تھا جس بات پر طبعاً غصہ آجانا چاہیئے اس پر بھی تحمل سے کام لیتے تھے۔ آپ عام نمازوں کے علاوہ تہجد، اشراق، چاشت، اوابین کا ہمیشہ اہتمام کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی مجلس ذکر، حلقہ ومراقبہ کا جمعرات کے دن معمول تھا، اول ختمات شریف پڑھتے تھے پھر مراقبہ ہوتا تھا۔

حضرت شاہ صاحبؒ کو آٹھ مرتبہ حج بیت اللہ اور حرمین شریفین کی زیارت اور بکثرت عمرے کی سعادت حاصل رہی۔ آپ نے قرآن کریم حفظ کیا اور تبلیغ کے سلسلہ کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف میں بھی مشغول رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کی تمام تصانیف شائع ہوچکی ہیں اور عوام وخواص میں بے حد مقبول ہیں۔ ابھی آپ انہی کاموں میں مصروف تھے کہ بروز منگل ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ بمطابق ۵ اگست ۱۹۸۰ء میں آپ کا وصال ہوگیا۔ آپ کا مزار پاپوش نگر کراچی کے قبرستان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو منور فرمائے۔

آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادے حافظ سید فضل الرحمٰن (دامت برکاتہٗ) ہیں جو آپ کے کام کو بڑی خوش اسلوبی سے ترقی کی راہ پر گامزن کئے ہوئے ہیں۔ ادارہ مجددیہ اور زوار اکیڈمی پبلی کیشن کے نام سے طباعتی ادارے چلا رہے ہیں۔

آپ کے خلفاء عظام: ۱۔ حضرت صوفی محمد احمد صاحبؒ (کراچی)

۲۔ حضرت پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحبؒ (حیدرآباد، سندھ)

۳۔ حضرت حاجی محمد اعلیٰ صاحبؒ (کراچی) ۴۔ حضرت سید مختار شاہؒ

آپ کی تصانیف:

۱۔ عمدۃ السلوک

۲۔ حیاتِ سعیدیہ

۳۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ

۴۔ زبدۃ الفقہ (۴ حصے)

۵۔ عمدۃ الفقہ (۴ حصے)

۶۔ مکتوبات حضرت مجدد الف الثانیؒ (اردو ترجمہ)

۷۔ انوارِ معصومیہ

۸۔ ریڈیو تقاریر

۹۔ مقاماتِ فضلیہ

۱۰۔ مکتوبات معصومیہ (۳ دفتر)

۱۱۔ گلدستہ مناجات

۱۲۔ طریقہ حج و دعائیں

۱۳۔ ترجمہ مبداء و معاد

۱۴۔ ترجمہ معارف لُدنیہ

38.1 ۔ حضرت صوفی محمد احمدؒ

حضرت صوفی محمد احمدؒ حضرت سید زوار حسین شاہؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ رہتک، کرنال (مشرقی پنجاب) میں ۳۰ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ/۲۴ جنوری ۱۹۱۷ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب ریلوے میں ٹھیکہ داری کرتے تھے اس لئے اکثر سفر میں رہتے تھے۔ آپ نے ۱۹۳۴ء میں میٹرک اور ۱۹۳۸ء میں علیگڑھ سے بی اے پاس کیا۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ/۱۶ جولائی ۱۹۴۱ء کو پولی ٹیکنک ہائی اسکول، دہلی میں مدرس ہو گئے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد پولی ٹیکنک اسکول جیکب لائن، کراچی میں مدرس ہوئے اور ۲۲ جنوری ۱۹۷۲ء میں ریٹائر ہوئے۔ ابتداء میں مارٹن کوارٹر میں قیام تھا پھر پی ای سی ایچ سوسائٹی، کراچی میں مکان بنالیا تھا اور بقیہ زندگی وہیں گزاری۔

آپ کے گھر کا ماحول مذہبی تھا آپ حضرت مولانا عبد المجیدؒ سے بیعت ہو گئے۔ ان کے انتقال کے بعد آپ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ سے بیعت ہوئے اور منازل سلوک طے کرنے لگے۔ حضرت خواجہ قریشیؒ کا معمول تھا کہ وہ

سال میں دو مرتبہ دہلی، رہتک، پانی پت اور کرنال وغیرہ کے تبلیغی دورے پر تشریف لے جاتے تھے تو اکثر حضرت زوار حسین شاہ صاحبؒ اور صوفی محمد احمد صاحبؒ بھی ان کے ساتھ سفر میں جاتے تھے۔ ان کے وصال کے بعد آپ کو خواب میں اشارہ ہوا کہ حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ سے بیعت کریں۔ آپ نے ان سے بیعت کر کے سلوک کے اسباق مکمل کئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ صاحبِ کشف وکرامت بزرگ تھے۔ آپ بہت خوبصورت، شکیل وجمیل، ورزشی بدن کے مالک، بڑے ہنس مکھ، خوش مزاج، خوش لباس اور خوش خوراک بزرگ تھے۔

آپ نے مکتوبات حضرت خواجہ دوست محمد قندھاریؒ کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا تھا جس کا نام ''تحفہ ابراہیمیہ'' رکھا۔ آپ نے مکتوبات حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ اور مکتوبات حضرت خواجہ سراج الدینؒ کا بھی اردو ترجمہ کیا تھا جس کا نام ''تحفہ زاہدیہ'' رکھا۔

آپ کی وفات بروز پیر ۳/رجب ۱۳۹۵ھ/۱۴/جولائی ۱۹۷۵ء کو کراچی میں ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ بعد نماز ظہر سوسائٹی کی مسجد الفلاح میں حضرت مولانا محمد صادق احمد پوریؒ نے پڑھائی اور سوسائٹی کے قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔

38.2 ۔ حضرت ڈاکٹر ظہور احمد مدظلہٗ

حضرت ڈاکٹر ظہور احمد مدظلہٗ حضرت سید زوار حسین شاہؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت شاہ صاحبؒ کے بچپن کے ساتھی تھے۔ حصول تعلیم کے بعد ڈاکٹری کا پیشہ اختیار کیا اور مختلف ہسپتالوں میں اعلیٰ عہدوں پر کام کرتے رہے۔ فزیشن اور سرجن آپ دونوں شعبوں میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کا قیام کوٹ مومن، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا میں ہے۔

38.3 ۔ حضرت ماسٹر عبدالکریمؒ

حضرت ماسٹر عبدالکریم قریشیؒ حضرت سید زوار حسین شاہؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۳/ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ/ ۳۱/جولائی ۱۹۰۰ء کو رتلام ضلع اجین (ہندوستان) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد عبدالمجید قریشیؒ تھا۔

آپ نے میٹرک اور ایف اے (سائنس) الہ باد یونیورسٹی سے پاس کیا۔ ۱۹۲۳ء میں علی گڑھ یونیورسٹی سے بی ایس سی پاس کیا۔ آپ کے اساتذہ میں ڈاکٹر ضیاء الدین قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں آگرہ یونیورسٹی سے ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۴۱ء میں ایل ٹی کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ کراچی آنے کے بعد آپ سائنس کے استاد ہو

گئے اور ۱۹۵۵ء میں ریٹائر ہو گئے۔ آپ بہت خوبصورت، حسین وجمیل تھے، رنگ سرخ وسفید تھا، عام طور پر ترکی ٹوپی اور شیروانی پہنتے تھے۔ آپ تمام نمازوں میں قرأت کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے۔ آپ کو قرأت وتجوید کا بہت شوق تھا، اس کے سیکھنے کے لئے آپ نے لکھنؤ کا سفر کیا۔ آپ نے قاری احمد علیؒ اور قاری عبدالمالکؒ سے اور حیدرآباد (دکن) کے ایک بزرگ حضرت قطب الدین احمدؒ سے تجوید وقرأت سیکھی۔

آپ شروع ہی سے تصوف کا ذوق رکھتے تھے۔ بزرگان دین کی تلاش میں اکثر سفر کرتے تھے۔ آپ اجمیر شریف بھی گئے۔ آخر سوات میں ایک قادری سلسلہ کے بزرگ حضرت سید احمد بادشاہؒ سے بیعت ہو گئے۔ آپ کی حضرت صوفی محمد احمدؒ سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے آپ کی ملاقات حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ سے کروائی۔ آپ ان سے بیعت ہو گئے اور مدارج سلوک طے کر کے ۱۹۵۷ء میں خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔

آپ نے چار حج کئے جن میں ایک حج آپ نے اپنے شیخ حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ کے ساتھ کیا۔ آپ کی وفات ۴/ربیع الاول ۱۴۰۰ھ/۲۲/جنوری ۱۹۸۰ء کو بعد نماز عشاء ہوا۔ آپ کے پس ماندگان میں چار صاحبزادے ہیں۔

38.4 ۔ حضرت ڈاکٹر عبدالرحیم گاندھیؒ

حضرت ڈاکٹر عبدالرحیم گاندھیؒ حضرت سید زوار حسین شاہؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۶/شعبان ۱۳۴۱ھ ۲/اپریل ۱۹۲۳ء کو مدپاٹ (گجرات) ہندوستان میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت اسماعیل گاندھیؒ تھا جن کو خان بہادر کا خطاب ملا ہوا تھا۔ آپ نے انٹر کا امتحان بڑودہ یونیورسٹی سے ۱۹۴۱ء میں پاس کیا۔ ۱۹۴۷ء میں گرینڈ میڈیکل کالج، بمبئی سے ایم بی بی ایس کیا۔ پاکستان بننے کے بعد آپ بمبئی سے ۱۹۴۸ء میں کراچی تشریف لے آئے تھے۔ کراچی میں کلینک پر آپ پریکٹس کرتے تھے۔ شروع میں آپ چشتیہ سلسلہ سے منسلک ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں ڈاکٹر خان رشیدؒ کے توسط سے حضرت صوفی محمد احمدؒ سے ملاقات ہوئی اور پھر ان کے توسط سے حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے حضرت شاہ صاحبؒ سے بیعت کی۔ ۱۹۵۳ء میں اپنے پیر ومرشد کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی۔ اپنے شیخ اقدسؒ کے ساتھ دوسرے حج کے سفر میں منیٰ میں حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔

38.5 ۔ حضرت سید محمد مختار شاہؒ

حضرت سید محمد مختار شاہؒ حضرت سید زوار حسین شاہؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ کے برادر نسبتی قاضی سید محمد شفیعؒ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲/ربیع الاول ۱۳۴۲ھ/ ۲۳/اکتوبر ۱۹۲۳ء کو ٹھسکہ میراں صاحب، کرنال (ہندوستان) میں ہوئی۔ آپ بچپن سے ہی نہایت سادہ طبیعت، نیک سیرت، خوش گفتار تھے۔ آپ درویشانہ زندگی گزارتے تھے۔ بزرگوں سے ملنا ان کی صحبت میں رہنا، ان کے مزارات پر حاضری دینا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ آپ اکثر نوافل اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

۱۹۴۲ء میں آپ نے لاہور سے میٹرک کیا۔ ۱۹۴۵ء میں ادیب عالم کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۷۳ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے پاس کیا۔

شروع میں آپ مستری شمس الدینؒ سے بیعت ہوئے۔ ان کی رحلت کے بعد حضرت مولانا محمد سعید گوہانویؒ سے تجدید بیعت کی۔ انہوں نے آپ کو یکم شوال ۱۳۷۶ھ/یکم مئی ۱۹۵۷ء کو خلافت واجازت سے نوازا۔ حضرت گوہانویؒ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ سے بیعت کی اور ۱۹۷۵ء میں خلافت سے سرفراز ہوئے۔ باقی زندگی آپ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں صرف کردی۔

38.5.1 ۔ حضرت حافظ سید فضل الرحمٰن مدظلہ

حضرت حافظ سید فضل الرحمٰن مدظلہ حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ کے صاحبزادے اور حضرت سید مختار شاہؒ (خلیفہ حضرت سید زوار حسین شاہؒ) کے خلیفہ ہیں۔ آپ کی ولادت بروز ہفتہ ۱۸/محرم ۱۳۶۰ھ/ ۱۵/فروری ۱۹۴۱ء کو ہوئی۔ آپ بچپن سے ہی نہایت نیک وصالح انسان تھے۔ حضرت صوفی محمد احمد صاحبؒ نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ آپ مادرزاد ولی ہیں۔

آپ نے مدرسہ تجوید القرآن ساوی مسجد، خیر پور ٹامیوالی میں حافظ محمد محسنؒ سے قرآن کریم حفظ کیا۔ شیخ القراء حضرت قاری فتح محمد پانی پتیؒ سے کراچی میں تجوید اور قرأت کی تکمیل کی۔ آپ نے پرائیویٹ طور پر میٹرک کیا اور ریاضی اور عربی میں امتیازی نمبر حاصل کئے۔ ۱۹۶۵ء میں بہاولپور پولی ٹیکنک انسٹیٹیوٹ سے الیکٹریکل انجینئرنگ میں ڈپلومہ کیا۔ ۱۹۶۶ء میں آپ ٹیلیفون انڈسٹریز آف پاکستان، ہری پور (ہزارہ) میں ٹیکنیکل اسسٹنٹ کے حیثیت سے ملازم ہوگئے۔

۱۹۷۲ء میں آپ نے کراچی یونیورسٹی سے بی اے پاس کیا۔ ۱۹۷۵ء میں آپ نے الیکٹریکل انجینئرنگ میں اے ایم آئی ای (AMIE) کا امتحان پاس کیا اور ٹیلیفون انڈسٹری میں انجینئر کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔

جن دنوں آپ میٹرک کی تیاریاں کر رہے تھے تو آپ نے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی ؒ سے بیعت کر لی تھی۔ بعدازاں ان کی اور والد صاحب ؒ کی وفات کے بعد آپ نے اپنے ماموں زاد بھائی حضرت سید مختار شاہ ؒ (خلیفہ حضرت سید زوار حسین شاہ ؒ) سے تجدید بیعت کی اور پوری توجہ سے سلوک کی تکمیل میں لگ گئے۔ کم گوئی، خاموشی، گفتگو میں بہت احتیاط سے بات کرنا، صوم وصلوٰۃ کی پابندی، کتب بینی، کثرت مطالعہ، عربی زبان سے خاص لگاؤ، مضبوط قوت حافظہ، زہد وتقویٰ، علم ودانش، حلم وبردباری، ظاہری وباطنی کمالات ومقامات آپ کی شخصیت کی نمایاں صفات ہیں۔ حضرت حاجی محمد اعلیٰ صاحبؒ فرماتے تھے کہ آپ کا کئی مرتبہ جنات سے واسطہ پڑا۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں اپنے والد بزرگوار اور حضرات کرام نقشبندیہ مجددیہ کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔ آپ تصنیف وتالیف کا اعلیٰ ذوق واستعداد رکھتے ہیں۔

آپ کی چند تصانیف:

۱۔ احسن البیان فی تفسیر القرآن (۶ جلدیں)
۲۔ خطوط ہادی اعظم ﷺ
۳۔ گلدستہ عربی
۴۔ گلدستہ سیرت
۵۔ فرہنگ سیرت
۶۔ رہبر حج
۷۔ مقاماتِ زواریہ
۸۔ معجم القرآن
۹۔ ہادی اعظم ﷺ (سیرت طیبہ)
۱۰۔ اسلام اور حجاب
۱۱۔ جواہر نبوی ﷺ

۱۲۔ تحریک پاکستان کے فکری محرکات

۱۳۔ افکارِ زواریہ

۱۴۔ خطبہ حجۃ الوداع

۱۵۔ موسیقی کی حقیقت مع چالیس احادیث

ان کے علاوہ مجلّہ السیرۃ عالمی اور ماہانہ تعمیرِافکار کراچی بھی آپ کی ادارت میں طبع ہو رہے ہیں۔

آپ کے صاحبزادے سید عزیز الحسن شاہ ہیں جو بڑے کریم النفس اور محبت والے ہیں۔ زوار اکیڈمی کے سرپرست ہیں اور طباعتی سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ تصنیف وتالیف کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ ''تعمیر شخصیت اور فلاحِ انسانیت'' (سیرت ایوارڈ یافتہ مقالہ) ان کی بلند ادبی تحقیقی ذوق کا آئینہ دار ہے۔

حضرت سید عزیز الحسن صاحب کی تصانیف:

۱۔ رمضان المبارک، فضائل ومسائل

۲۔ سوغاتِ مجددی (مکتوباتِ ربانیؒ کا خلاصہ)

۳۔ نبوی دعائیں

38.6 ۔ حضرت حاجی محمد اعلیٰؒ

حضرت حاجی محمد اعلیٰؒ حضرت سید زوار حسین شاہؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۹۱۱ء/۱۳۲۹ھ کو ہاپوڑ، ضلع میرٹھ (یوپی، انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام حاجی محمد نفیس تھا۔ آپ کے والد روڑکی میں انجینئر تھے۔ آپ نے روڑکی (سہارن پور) کے محلّہ ستی میں قرآن مجید، اردو اور ریاضی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد صاحب ملازمت کے سلسلہ میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ دہلی آ گئے۔ آپ نے دہلی میں منشی عبدالغنیؒ سے خوش نویسی سیکھی۔ آپ یوسفی پریس میں کتابت کیا کرتے تھے۔ آپ نے مدرسہ رحمانیہ کے ماہنامہ محدث کی بارہ سال کتابت کی۔ آپ نے مولانا محمد جوناگڑھیؒ کے لئے تفسیر ابن کثیر کے بیس پاروں اور خطبات محمدیؐ کی کتابت کی۔ حکیم اشومیاں نے جن کا نام غالباً اشتیاق احمد تھا۔ آپ کے استاذ صاحب سے درخواست کی کہ کسی شاگرد کو عنایت فرما دیں مجھے ایک بیاض نقل کروانی ہے۔ استاد صاحب نے آپ کو ان کے سپرد کر دیا۔ آپ نے محترم حکیم محمد ابراہیم ٹونکیؒ کی بیاض نقل کر دی۔ حضرت حکیم محمد

ابراہیم ٹونکیؒ بڑے بزرگوں میں سے تھے۔ حضرت مولانا عبدالرشید نعمانیؒ کے والد گرامی کے مرشد تھے۔ حکیم محمد احمدؒ جو حکیم اجمل خان کے انتقال کے بعد ان کی جگہ بیٹھتے تھے، وہ حکیم ابراہیمؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔

۱۹۳۹ء میں حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن کے ادارہ ندوۃ المصنفین کے ماہنامہ برہان، نیز لغات القرآن، ترجمان السنہ، جواہر الحکم، قصص القرآن (کا ایک حصہ) اور مسلمانوں کا عروج وزوال کی کتابت کی۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ کی کتاب "تحفۃ الاحوذی" کے مقدمہ کی کتابت بھی آپ نے کی۔

دہلی کے قیام میں حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادی کے مشورہ سے" اعلیٰ کتب خانہ" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ آپ نے حکیم ابوالنظر امروہوی کی تصنیف " نفسیاتِ جمال" کی کتابت کی۔ آپ نے ایک رسالہ علمی روزنامچہ بھی تیار کیا۔ آپ کا ایک رسالہ "اعجاز الحق" کے نام سے بھی شائع ہوا۔

دہلی کے قیام کے دوران آپ کے ایک دوست مولانا عبداللہؒ تھے اگرچہ مولانا اہلِ حدیث تھے لیکن آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ وہ کوچہ میر عاشق چاوڑی بازار کی مسجد کے امام تھے اور خوش نویسی بھی کرتے تھے۔ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحبؒ نے بھی ان سے کتابت سیکھی تھی، ان ہی کے ذریعہ حضرت اعلیٰ صاحبؒ کی حضرت شاہؒ صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ آپ نے حضرت زوار حسین شاہ صاحب کی معرکۃ الاعلیٰ کتاب " عمدۃ السلوک" اور " گلدستہ مناجات" کی کتابت کی اور ۱۹۴۴ء میں شائع کروائی۔ پھر کراچی پہنچ کر حضرت شاہ صاحبؒ سے بیعت ہوگئے۔ اور حضرت شاہ صاحبؒ کی تمام کتابیں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔

۱۹۳۱ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ قیام پاکستان کے وقت آپ نے سخت مشکلات و پریشانیوں کا سامنا کیا، دہلی میں آپ کی بیوی کو قتل (شہید) کر دیا گیا۔ آپ بچتے بچاتے لاہور پہنچے۔ چند دن وہاں رہنے کے بعد کراچی آگئے۔ کئی ماہ بعد ایک روز آپ حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحبؒ کے ہمراہ منگوپیر گئے۔ مراقبہ سے فارغ ہوکر ڈاکٹر صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی بیگم صاحبہ آپ کے لئے شربت کا ایک گلاس لائی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شہادت کا درجہ عطا کیا ہے۔

کراچی میں آپ کو ندائے حرم کی کتابت کا کام مل گیا۔ آپ نے ۱۹۴۸ء میں حج کیا۔ ۱۹۴۹ء میں دوسری شادی کی۔ آپ کی دوسری بیوی کا تعلق بہاول نگر سے تھا۔ ان کے پہلے خاوند نے طلاق دے دی تھی، اپنے بھائیوں میں اکیلی بہن تھیں۔ خاوند نے مہر میں پانچ مربع زمین دی تھی۔ آپ نے ناظم آباد میں اپنا مکان بنوالیا جو بعد میں آپ نے

مسجد کے لئے وقف کردیا تھا۔ ۱۹۶۱ء میں جب آپ کی اہلیہ بہاول نگر گئیں تو معلوم ہوا کہ وہ پانچ مربع زمین پر بھائیوں نے قبضہ کرلیا اور اپنے نام کروالی ہے۔

۱۹۶۴ء میں آپ کی والدہ صاحبہ، ماموں صوفی نجم الدین، چچا محمد محفوظ اوران کی اہلیہ کے ہمراہ تقریباً چالیس افراد کی جماعت نے حج کی سعادت حاصل کی۔ حج مبارک سے واپس کراچی پہنچنے کے بعد حضرت مجدد الف الثانیؒ کی کتابوں کی اشاعت کا کام شروع ہوگیا۔ آپ کا ایک ادارہ "اعلیٰ کتب خانہ" کے نام سے ۱۹۴۴ء میں قائم ہوا تھا اس کا نام بدل کر ۱۹۶۴ء میں "ادارہ مجددیہ" کردیا گیا اور مکتوبات شریف کا ترجمہ شائع کیا گیا۔ آپ ۱۹۶۸ء میں جب عمرہ کے لئے تشرف لے گئے تو وہاں جدہ میں آپ سے ملاقات کے لئے حضرت مفتی مظہر بقاؒ صاحب تشرف لائے۔

آپ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے ماہنامہ بینات کی کتابت پر مامور ہوگئے۔ جس کے ایڈیٹر مولانا عبدالرشید نعمانیؒ تھے۔ حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ نے آپ کو دعوۃ الحق کی کتابت کا کام دے دیا۔ آپ نے ۷۱ کتابوں کی کتابت فرمائی اور رئیس الخطاطین کا لقب پایا۔

آپ نے اپنی ساری زندگی دینی کاموں میں صرف کردی۔ حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ نے اپنے وصال کے بعد خواب میں خلافت نامہ عطا فرمایا اس پر ایک مسواک رکھی ہوئی تھی۔ حضرت محمد صادقؒ نے بھی آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ حضرت علی مرتضیٰ نے بھی آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔

مقاماتِ زواریہ (سوانح حیات حضرت سید زوار حسین شاہؒ) آپ کی خوبصورت تصنیف ہے۔

کتابت کی گئی چند کتابوں کی فہرست:

۱۔ اثبات النبوۃ

۲۔ اسماء البدرین

۳۔ اشاریہ مکتوبات

۴۔ اشاریہ قرآن

۵۔ اصولِ فقہ اور شاہ ولی اللہؒ

۶۔ اعجازِ احمق

۷۔ اعجازِ قرآن

۸۔ امتِ مسلمہ کی پستی اور اس کا حل

۹۔ انوارِ معصومیہ

۱۰۔ ایک تحقیقی جائزہ

۱۱۔ بخاری شریف

۱۲۔ برہان (ماہنامہ)

۱۳۔ بینات (ماہنامہ)

۱۴۔ بیاض حکیم صاحب

۱۵۔ تحفہ ابراہیمیہ

۱۶۔ تحفہ زاہدیہ

۱۷۔ تحفہ زواریہ

۱۸۔ تحریر و تقریر

۱۹۔ تحفۃ الاحوذی مقدمہ

۲۰۔ تدوین حدیث

۲۱۔ ترجمان السنہ (سہ حصہ)

۲۲۔ تلمیحات

۲۳۔ تفسیر ابن کثیر (چند پارے)

۲۴۔ تفسیر سورۃ یوسف

۲۵۔ رسالہ تہلیلیہ

۲۶۔ جواہر الحکیم (سہ حصہ)

۲۷۔ حالی کا ذہنی ارتقاء

۲۸۔ حیاتِ بقا

۲۹۔ حرز المومنین

۳۰۔ حزب الاعظم

۳۱۔ خطباتِ محمدی

۳۲۔ دعاؤں کی کتاب

۳۳۔ دعوۃ الحق (ماہنامہ)

۳۴۔ ریڈیو تقاریر

۳۵۔ سوانح حضرت مولانا زکریہؒ

۳۶۔ سوانح حضرت مجددؒ

۳۷۔ شرح رباعیات

۳۸۔ شرح مکتوبات مجددؒ فارسی

۳۹۔ شیعہ دینیات کورس

۴۰۔ ضیاء القرأت

۴۱۔ طلوع اسلام

۴۲۔ عمدۃ البیان

۴۳۔ عمدۃ السلوک

۴۴۔ عمدۃ الفقہ

۴۵۔ علمی روزنامچہ

۴۶۔ فیوض القرآن

۴۷۔ قرآن کے پارے

۴۸۔ قرآنی دعائیں

۴۹۔ قصص القرآن

۵۰۔ کافی

۵۱۔ گلدستہ احادیث

۵۲۔ گلدستہ مناجات

۵۳۔ گلدستہ عربی

۵۴۔ ماتمس الیہ الحاجہ

۵۵۔ مبداومعاد

۵۶۔ محدث (ماہنامہ)

۵۷۔ مخزن کرامت

۵۸۔ مرج البحرین

۵۹۔ مسلمانوں کے عروج وزوال

۶۰۔ مشارق الانوار

۶۱۔ معارف الدنیہ

۶۲۔ معجم القرآن

۶۳۔ مقاماتِ زواریہ

۶۴۔ مقاماتِ فضلیہ

۶۵۔ مقاقماتِ عینیہ

۶۶۔ مکتوباتِ مجدد اردوترجمہ (سہ حصہ)

۶۷۔ مکتوباتِ معصومیہ

۶۸۔ ندائے حرم

۶۹۔ نصیحت نامہ

۷۰۔ نفسیاتِ جمال

۷۱۔ ہدایت الطالبین

39 ۔ حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے دادا حضرت سلطان خان یوسف زئی پٹھان خانوادے سے ہیں۔ وہ رام پور سے ہوتے ہوئے سی پی، ہندوستان کے قصبہ چھپارا ضلع سیونی میں آباد ہوئے۔ آپ کے دادا کا نام مولیٰ خان تھا جو کھیتی باڑی کرتے تھے۔ آپ کے والد حضرت گلاب خان کی پانچ اولادیں تھیں جن میں آپ کے علاوہ دو بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ آپ کے ننھیال کا تعلق کاکڑ خاندان سے تھا۔ آپ بچپن سے ہی نماز اور روزہ کے پابند تھے۔

پاکستان کی ممتاز روحانی شخصیت، محقق، ماہر لسانیات، عالم دین، مترجم، ماہرِ تعلیم حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جنہوں نے اپنی تمام زندگی تعلیم اور دین اسلام کے فروغ میں وقف کر دی تھی۔ خوشبو، رنگ، روشنی، نور، علم، آگاہی، حکمت، بصیرت، ہدایت، انکسار، مسکراہٹ، زہد، تقویٰ، عبادت، حلم، ریاضت، ان سب کو یکجا کیا جائے تو حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت وجود میں آتی ہے۔

حضرت غلام مصطفیٰ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ بیتی اپنی زبان سے فرماتے ہیں کہ میں (۱۰ رشوال ۱۳۳۰ھ بروز پیر بوقت فجر) ۲۳ رستمبر ۱۹۱۲ء میں جبل پور (سی پی) ہندوستان میں پیدا ہوا۔ پہلے محمد مصطفیٰ خان نام رکھا گیا لیکن والد نے غلام مصطفیٰ خان رحمۃ اللہ علیہ رکھ دیا۔ والد صاحب بہت سخی اور اللہ والے انسان تھے پہلے ریلوے پولیس میں حوالدار تھے بعد میں مدرس ہو گئے تھے۔ ابتدائی تعلیم وہیں کے مدرسوں میں ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں چھپا محلّہ کے اسکول میں داخل ہو گے۔ اسی سال والد صاحب اور اہل خانہ جبل پور منتقل ہو گئے۔ پہلے کھائی محلّہ میں قیام کیا بعد میں محلّہ بھان تلیا میں آ گئے تھے۔ قرآن پاک اور دینی تعلیم الحمدللہ حاصل ہوئی، نماز کا طریقہ، دعائیں اور تسبیحات یاد کیں۔ ۱۹۲۳ء میں پرائمری کے امتحان میں پورے شہر میں اول پوزیشن حاصل کی اور چار روپے ماہانہ وظیفہ ملنے لگا۔ دینی تعلیم کا آغاز گھر پر ہی ہوا۔ بڑے بھائی نذیر احمد خان رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے پارے کے چند رکوع سمجھا کر پڑھا دئے تھے پھر مکمل قرآن پاک خود ہی پڑھا۔ پھر دلہائی اسکول میں داخلہ ہو گیا۔ یہاں چار جماعت تک تعلیم حاصل کی پھر کٹھک محلّہ کے اسکول میں داخل ہوا۔ میرے والد صاحب حضرت گلاب خان رحمۃ اللہ علیہ کا ۱۸ ذوالحج بمطابق ۲۳ رجولائی ۱۹۲۴ء کو جبل پور میں انتقال ہو گیا۔ والدہ صاحبہ اور بڑے بھائی حضرت نذیر احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کی زیر تربیت رہا۔ پرائمری تعلیم کے بعد انجمن اسلامیہ ہائی اسکول میں داخلہ ہو گیا۔ ابتدائی تعلیم سمجھئے کہ مڈل کے بعد ہی علی گڑھ چلا گیا۔ علی گڑھ اس وقت ہندوستان میں علم و ادب کا مرکز تسلیم کیا جاتا تھا۔ علی گڑھ سے میں نے ۱۹۲۹ء میں

میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۳۱ء میں انٹر پاس کیا اور یونیورسٹی سے ۱۹۳۳ء میں بی اے پاس کیا۔ ۱۹۳۴ء میں آپ نے شعبہ فارسی کے صدر جناب ہادی حسن صاحب کے کہنے پر ''تذکرہ دولت شاہ'' کا فارسی سے انگریزی ترجمہ کیا۔ ۱۹۳۵ء میں فارسی میں ایم اے کیا اور ۱۹۳۶ء میں اردو میں ایم اے کیا۔ اس وقت رشید احمد صدیقی شعبہ اردو کے صدر تھے اور پھر ایل ایل بی کیا۔ چونکہ میری فارسی میں فرسٹ ڈویژن نہیں آئی تھی تو اس لئے میں نے ناگ پور یونیورسٹی سے ۱۹۳۷ء دوبارہ ایم اے فارسی کا امتحان دیا اور فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوا۔ حضرت قاری ضیاءالدین احمد صاحب الہ آبادی کی خدمت میں میں نے شاطبی شریف بھی پڑھی اور مولانا سلمان اشرف صاحب سے تفسیر قرآن اور بخاری شریف پڑھی۔ علی گڑھ کی زندگی الحمدللہ ایک مرکز کی حیثیت رکھتی تھی۔ وہاں بڑے بڑے علماء، بڑے بڑے ادباء اور سیاست دان بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ میری تربیت زیادہ تر بزرگوں کی خدمت میں ہی رہی۔ ہمارے ایک بڑے محترم بزرگ تھے پروفیسر ضیاء احمد بدایونی بڑی شفقت اور بڑی محبت والے بزرگ تھے اور ان میں ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ ان کی طبیعت خواہ کیسی ہی ناساز ہو لیکن سخت محنت کے عادی تھے۔ یہی گویا ان کی تربیت تھی۔ ان سے فارسی نثر و نظم پڑھی۔ پروفیسر عبدالرشید سے تاریخ پڑھی۔ انگریزی جناب مختار حامد علی صاحب سے پڑھی۔ تاریخ اسلام کے لئے مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب اور مولانا سید سلمان اشرف جیسے بزرگوں سے استفادہ کیا۔ مسلم یونیورسٹی سے علم تجوید بروایت حضرت سید امام حفص اور قرأت سبعہ حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور پہلی سند مجھے عطا ہوئی۔ میں ۱۹۳۶ء میں علی گڑھ سے فارغ ہوا اور وہاں سے اپنے وطن جبل پور واپس آ گیا۔ (جس وقت آپ یہاں آئے تھے تو آپ کی عمر ۱۶ سال تھے اور جب واپس جبل پور آئے تو آپ کی عمر ۲۴ سال ہوگئی تھی۔ یعنی جوانی کا یہ دور آپ نے علی گڑھ میں گزارا۔ علی گڑھ آپ کا دوسرا وطن تھا۔ اس اہم دور میں آپ کی تربیت کے ساتھ آپ کی ذہنی تدریجی ترقی کے علم کا اندازہ بھی ہوتا ہے)

۱۴/اکتوبر ۱۹۳۶ء کو جبل پور، بھان تلیا محلّہ میں میرے ماموں کی صاحبزادی محترمہ کنیز آمنہ جو حافظ قرآن تھیں سے میری شادی ہوگئی اس وقت میری عمر ۲۳ سال اور اہلیہ کی عمر ۱۵ سال تھی۔ میرا نکاح قاضی محمد عبدالقیوم صاحب نے پڑھایا اور پانچ سو روپے مہر طے ہوا۔ میرے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ ۲۸/نومبر ۱۹۴۷ء کو اہلیہ کا انتقال ہوگیا۔ ۱۹۴۹ء کو ماموں نے کوشش کر کے دوسرا نکاح قمر بیگم بنت عبدالمجید خان سے کرادیا۔ ان سے تین بیٹیاں بیدا ہوئیں۔ دوسری اہلیہ کا ۷/فروری ۱۹۹۱ء کو حیدرآباد سندھ میں انتقال ہوگیا۔

میں جبل پور میں میں چند ماہ بے کار رہا اس کے بعد پھر پبلک سروس کمیشن نے میرا کنگ ایڈورڈ کالج امراوتی (برار) میں تقرر کیا۔ امراوتی میں میں دس سال رہا اس کے بعد میرا ٹرانسفر مورس کالج، ناگپور ہوگیا۔ اس کے بعد پاکستان قائم ہوگیا تو میں بڑے بھائی، حاجی عبدالرحمٰن خان، والدہ صاحبہ محفوظ النساء، اپنے بیٹے سراج احمد خان اور بیٹی ہاجرہ کو لے کر کراچی حاضر ہوگیا۔ کنگ ایڈورڈ کالج میں دس سال رہا، شروع کے تین سال کے بعد ناگپور یونیورسٹی نے مجھے صدر شعبہ اردو مقرر کر دیا۔ تھوڑی بہت جو خدمت عربی کی علمی یا ادبی جو میں کر سکتا تھا کرتا رہا۔ میرے استاد جناب ضیاء احمدؒ صاحب نے مجھے سید حسن غزنویؒ پر کام کرنے کے لئے مشورہ دیا۔ یہ حضرت سنائی غزنویؒ کے ہم عہد تھے یعنی چھٹی صدی ہجری سے ان کا تعلق تھا۔ مجھے پہلے تو علم نہیں تھا کہ یہ کام کس قدر اہم ہے لیکن بزرگوں کی دعائیں اور ان کی نظر تھی کہ میں اس کام پر مستعد ہوگیا۔ حالانکہ بعض لوگوں نے مجھے مشورہ دیا کہ یہ کام نہ کریں۔ لیکن میرے ایک اور کرم فرما بزرگ نواب حبیب الرحمٰن شیروانی صاحب تھے انہوں نے نہ صرف اصرار کیا بلکہ حکم دیا کہ تم اسی پر کام کرو چنانچہ میں نے برصغیر پاک و ہند کے اکثر و بیشتر کتب خانوں کی سیر کی۔ اپنے مقصد کے لئے میں برٹش لائبریری میوزیم، انڈیا آفس اور پیرس کی لائبریریوں سے مختلف مقطوطات کے عکس منگوائے پھر اللہ کا ایسا کرم ہوا کہ میں نے بہت سے چھٹی صدی ہجری کے فارسی شعراء پر تحقیقی مقالے لکھنے کی کوشش کی اور اسی سلسلہ میں میں نے مہرم شاہ غزنوی کی تاریخ انگریزی میں مرتب کی۔ فارسی شعراء میں خاص خاص جن کا میرے ذہن میں نام یاد رہ گیا ہے وہ یہ ہے کہ سید حسن غزنویؒ پر تو میں کام کر ہی رہا تھا اور سنائی غزنویؒ، برہانیؒ، معذیؒ، ادیب صابرؒ، حکیم سوزنیؒ، مجیر بیلقانیؒ، اور نجیب الدین جربادقانیؒ، عمادیؒ، عثمان مختاریؒ اس طرح کے متعدد شعراء پر میں نے تحقیقی مقالے لکھے اس میں اکثر مقالے پنجاب یونیورسٹی سے شائع ہونے والے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں اردو ترجمہ کے ساتھ شامل ہوگئے۔ اس کے علاوہ جب میں یہاں کراچی میں تھا تو کراچی کی آب و ہوا میرے لئے کچھ زیادہ موافق نہیں آتی تھی صرف موسم سرما میں میں کچھ علمی کام کر سکتا تھا۔ مجھے کچھ وقت ملا تو میں نے حالی کا ذہنی ارتقاء چار پانچ مہینے میں مکمل کر لیا۔ اسی طرح سے میرے مضامین مختلف رسالوں میں شائع ہوتے تھے، انگریزی میں Islamic Culture رسالہ حیدر آباد دکن سے شائع ہوتا ہے، ناگپور یونیورسٹی جرنل، سالانہ جرنل، یہ بھی انگریزی میں شائع ہوتا تھا وہ سالانہ رسالہ تھا۔ اس میں ہر سال میرا مضمون شائع ہوتا تھا۔ پھر یہاں Historical Gernal جو پنجاب یونیورسٹی سے شائع ہوتا ہے اس میں میرے مقالے ہوتے ہیں۔ سندھ یونیورسٹی جرنل میں بھی انگریزی میں میرے مقالے شائع ہوئے ہیں۔

یہاں آ کر ایسا اللہ کا کرم ہوا کہ بعض بڑے بزرگوں سے یعنی صوفیاء کرام سے نیاز حاصل کرنے کا موقع ملا۔ مولانا عبدالغفور مدنیؒ، حضرت شاہ زوار حسین شاہ صاحبؒ کی خدمت میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا۔ میری بڑی اصلاح ہوئی اس لئے کہ میں نے ان بزرگوں کو دنیا والا نہیں دیکھا بلکہ دین والا دیکھا۔ ان کو دنیا کی چیزوں سے کوئی محبت نہیں تھی جیسے کہ عام پیروں کے ہاں نذرانے، دعوتیں اور تحفے ہوا کرتے ہیں یہ حضرات ان سے بہت بلند تھے۔ ان سے بالحمدللہ اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کی اور انہی بزرگوں کی صحبت میں بالحمدللہ مجھے بارہا حج اور زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ کراچی کے قیام میں اور بھی چند کتابیں جو پہلے مقالات کی شکل میں تھی اور رسالہ معارف اعظم گڑھ سے چھپتے رہتے تھے وہ مقالے ان سے ایک خاص چیز تھی کہ فارسی پر اردو کا اثر۔ میں نے کوشش کی تھی کہ محمود غزنوی کے زمانے سے لے کر مغلیہ عہد تک مختلف ادوار قائم کر کے فارسی زبان میں جو ہمارے ملک کے الفاظ شامل ہو گئے ہیں۔ اشعار میں یا نثر میں ان سب کو یکجا کیا جائے۔ یہ خاصہ اچھا مقالہ بن گیا تھا اور مولوی عبدالحق صاحب مرحوم کے نام میں نے اس کو معنون بھی کیا تھا پھر جتنے مضامین میرے مختلف رسالوں میں شائع ہوتے رہتے تھے مثلاً نقوش، اورینٹل کالج میگزین میں، رسالہ اردو، معارف میں، ان میں سے بہت سے یکجا کئے گئے۔ ایک ہمارے ملک کے مشہور مصنف تھے اللہ ان کو معاف فرمائے انہوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شان میں بڑی گستاخیاں کی تھیں مجھے پتہ نہیں تھا ان کی کتاب کا بہر حال بغیر ان کی کتاب کا نام لئے ہوئے میں نے ان کا جواب لکھا انہوں نے غلط فہمیاں پیدا کیں تھیں، میں نے ان کو دور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن میں نے پہلے اپنا پورا مقالہ ان کی خدمت میں بھیج دیا۔ شائع کرنے سے پہلے تاکہ ان کو دیکھنے کا موقع ملے اور کوئی تبادلہ خیال کرنا چاہیں تو وہ بھی کر لیں پھر وہ یورپ تشریف لے گئے میرا مقالہ لے کر وہاں انہوں نے اور بھی لائبریریاں دیکھیں، ان کی کتاب کا چوتھا ایڈیشن شائع ہوا، اس میں انہوں نے بہت سی باتوں میں رجوع کر لیا لیکن بعض مقامات پر پھر بھی انہوں نے مجھ سے اختلاف کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے، بہر حال بعض مصنفوں میں ہوتا ہے کہ وہ بزرگوں کے خلاف لکھنے میں شان سمجھتے ہیں۔ خیر یہ دنیا میں ہوتا رہتا ہے ایسی چیزوں سے ہم کو پریشان نہیں ہونا چاہئے اور اللہ سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ ہم سب کی اصلاح کرے اور ہماری خامیاں دور کرے۔ ۱۹۵٦ء میں جب میں یہاں کراچی میں تھا مجھے سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر صاحب کا خط آیا، رجسٹرار کے ذریعہ سے کہ وائس چانسلر صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کی بڑی عنایت ہوگی جو آپ یہاں سندھ یونیورسٹی میں آ جائیں۔ ۱۹۵٦ء میں میں سندھ یونیورسٹی چلا گیا۔ اردو میں صدر شعبہ کی حیثیت سے کام کرتا رہا پھر فارسی کے صدر صاحب پی ایچ ڈی کرنے کے لئے جرمنی تشریف لے گئے تو ان کا کام بھی میں فارسی

کے شعبے کے صدر کی حیثیت سے کرتا رہا، ڈبل کام ہو گیا تھا اس لئے پھر میں نے کچھ عرصہ کے بعد فارسی کا کام چھوڑ دیا۔ بہر حال جو کچھ اس عاجز سے بن سکا، فارسی میں بھی اور اردو میں بھی کام کرتا رہا۔ اب تک الحمدللہ ترسٹھ (۶۳) کتابیں میری شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں سے بہت سی کتابیں وہ ہیں جو پہلی بار شائع ہوئی ہیں، مثلاً حضرت مجدد الف الثانیؒ کی کئی کتابیں جو کبھی شائع نہیں ہوئیں تھیں ان کو شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی مثلاً رسالہ تحلیلیہ، اثبات النبوۃ، مکاشفاتِ عینیہ، اسی طرح سے ان کے صاحبزادے خواجہ محمد معصومؒ کے مکتوبات شریف اور ان کے پوتے حضرت خواجہ سیف الدینؒ کے مکتوبات شریف ان کے پڑ پوتے اور ایسے کئی بزرگوں کی کتابیں جو پہلے کبھی شائع نہیں ہوئی تھیں ان کو شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ کابل حاضر ہوا تو وہاں بعض نادر مخطوطات صدر المشائخ اور ضیاء المشائخ صاحب کی لائبریری میں دیکھنے کو ملیں۔ ان کو بھی لے کر میں آیا حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا ایک نادر رسالہ جو انہوں نے اپنے مشائخ کے سلسلہ میں لکھا تھا اور جو حضرت مجدد الف الثانیؒ نے اپنے دست مبارک سے نقل کیا تھا اس کو بھی میں نے حاصل کیا اور یہاں شائع کیا۔ بس اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا، ورنہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ ابھی ابھی میں نے حضرت مظہر جان جاناںؒ کا دیوان فارسی کا اور اردو کا کلام جو عبدالرزاق صاحب نے شائع کیا تھا اس میں سے اکثر کلام اردو کا وہ مشکوک ہے بس احتیاط کے ساتھ ان کو یکجا کر کے میں نے شائع کر دیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ پر میں نے بھی انگریزی میں ایک مختصر کتاب لکھی ہے۔ برصغیر کے فارسی ادب پر بھی میں نے انگریزی میں ایک کتاب لکھی ہے وہ بھی شائع ہو چکی ہے۔ بہر حال یہ چند باتیں جو آپ کی خدمت میں عرض کر دیں ہیں ورنہ میں کس لائق ہوں۔ اب تو وہ وقت پیش نظر ہے جس سے کسی کو مفر نہیں ہے اور کسی بزرگ کا شعر ہے!

بیرون گور لافہ کرامت چہ می زنی

ایماں اگر بگور بریست کرامت است

مرنے سے پہلے انسان اپنے کارگزاریوں کی کیا شیخی مارے اگر ایمان اپنے ساتھ لے کر جا رہا ہے تو یہ سب سے بڑی کرامت ہے اور سب سے بڑی بزرگی یہی ہے۔ **(و آخر دعوانہ الحمد للہ رب العالمین)**

آپ ماہر لسانیات، عالم دین، ماہر تعلیم و مترجم، فلسفی، پروفیسر، ادیب، نقاد، محقق، ماہر شماریات اور مضمون نویس تھے۔ آپ کو اردو، فارسی، عربی اور انگریزی پر عبور حاصل تھا۔ آپ کو تمغائے حسن کارکردگی اور ستارہ امتیاز کے اعزازات سے نوازا گیا۔ آپ کے شاگردوں میں جو نامور شخصیات شامل ہیں ان میں ابن انشاء، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر اسلم فرخی، ڈاکٹر جمیل جالبی، ڈاکٹر فرمان فتحپوری، ڈاکٹر معین الدین عقیل، ڈاکٹر الیاس عشقی اور قمر علی عباسی

شامل ہیں۔ آپ نے اردو، عربی، فارسی اور انگریزی میں سو سے زائد کتابیں تصنیف و تالیف کی ہیں۔ آپ کی کتاب ''اقبال اور قرآن'' کو اقبال ایواڈ دیا گیا۔ ان کے علاوہ آپ کو نقوش ایوارڈ اور انجمن ترقی اردو کی طرف سے نشانِ سپاس کے اعزازات بھی دیئے گئے۔

فارسی سے آپ کی دلچسپی، فارسی ادب کا مطالعہ، فارسی میں شعر گوئی کا آغاز، تفریح طبع کی خاطر نظم، انگریزی میں مہارت، اس زبان میں پانچ کتابیں، ایک مضمون اور ایک منظوم خیال کے ساتھ اقبال کے فارسی کلام کا انگریزی ترجمے کو محفوظ کرنا، معروف فارسی تذکرے کا انگریزی میں ترجمہ، تاریخ گوئی کا آغاز، دینی تعلیم کے حصول میں کامیابی وغیرہ۔ یہ سب کارہائے نمایاں ہمیں اسی دور میں ملتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب جب بی اے میں زیر تعلیم تھے تو تجوید وقرأت سبعہ کی تکمیل کے لئے استاد الہند ضیاالدین احمد الہ آبادی کے درس میں بعد از مغرب شرکت فرماتے تھے۔

اس کے علاوہ آپ پہلے طالب علم تھے جنہیں یونیورسٹی کی طرف سے سات روپے ماہوار وظیفہ حاصل ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کے دیگر اساتذہ میں نمایاں نام سید سلیمان ندویؒ، ضیاالدین بدایونیؒ، رشید احمد صدیقیؒ، احسن مارہویؒ، مولانا ابوبکر شیث جونپوریؒ اور مولانا سلمان اشرفؒ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ محسنین میں صدر یار جنگؒ، نواب حبیب الرحمٰن شیرانیؒ، ڈاکٹر عبدالستار صدیقیؒ، پرنسپل علامہ محمد شفیعؒ بہت اہم ہیں۔ حاجی حمید الدینؒ شعبہ فارسی میں ڈاکٹر صاحب کے استاد تھے۔ مولانا عبدالخالقؒ ایل ایل بی کلاس میں ڈاکٹر صاحب کے استاد تھے۔ مولانا سلمان اشرف صاحبؒ سے ڈاکٹر صاحب نے تفسیر پڑھی۔ قرآن پاک کے ساتھ ساتھ مولانا سلمان اشرفؒ ہفتہ میں دو دن مغرب کے بعد بخاری شریف بھی پڑھاتے تھے۔ ۱۹۳۶ء نے جبل پور میں پیشہ ورانہ زندگی کے بارے میں غور کیا۔ چوں کہ آپ نے ایل ایل بی کیا ہوا تھا، عزیزوں کا مشورہ تھا کہ وکالت شروع کی جائے لیکن ڈاکٹر صاحب کی مرضی اس طرف نہیں تھی۔ گھر کے حالات ایسے تھے کہ بڑے بھائی اب تک تمام خرچہ اٹھاتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب روزگار کے لئے فکر مند تھے۔

تعلیمی دور میں آپ پیری مریدی کے قائل نہیں تھے۔ قیام پاکستان تک آپ کسی سلسلہ سے بیعت نہیں ہوئے تھے لیکن اس سے قبل روحانی طور پر ایسے اشارے یا کشش ضرور معلوم ہوتی تھی جو نقشبندی سلسلہ کی طرف مائل کرتی تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک دوست محترم چودھری عبدالحمید صاحب سے ملنے جالندھر گیا۔ راستے میں سرہند شریف کا اسٹیشن تھا۔ مجھے اس وقت تک حضرت مجدد الف الثانیؒ کے بارے میں بڑے بھائی کی زبانی اتنا معلوم تھا کہ وہ ایک ایسے بزرگ ہیں جن کا ہر قول و فعل حضور انور ﷺ کی عین پیروی میں ہوتا تھا۔ میں جب سرہند شریف کے اسٹیشن سے گزرنے لگا تو اس

قدر کشش محسوس ہوئی کہ اس قدر اضطراب ہوا کہ میں ڈبّے سے چھلانگ لگادوں۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دسمبر ۱۹۴۷ء میں سخت بیمار ہوگیا۔ ایک دن ایم اے کے ایک طالب علم اسحاق بیگ صاحب میری عیادت کو آئے اور مجھ سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے لئے بخار کا تعویذ لے آؤں۔ میں نے کہا! ضرور لائیے، اللہ تعالیٰ کے کلام میں شفا ہے۔ دوسرے دن اسحاق صاحب میرے لئے تعویذ لائے اور اسے پانی میں گھول کر مجھے پلا دیا۔ وہ پانی پیتے ہی میرا بخار اتر گیا اور میں فرحت محسوس کرنے لگا۔ میں نے کہا کہ مرزا صاحب! وہ صاحب کوئی اللہ والے ہوں گے جن سے آپ یہ تعویذ لائے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ وہ ہمارے کلاس فیلو اور پرانے دوست ہیں۔ میں نے کہا کہ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ خود ہی آپ سے ملنے آجائیں گے۔ چند روز بعد جب میں کالج جانے لگا تو ایک دن مرزا صاحب کے ساتھ ان کے دوست صوفی محمد احمد صاحبؒ کالج تشریف لائے۔ ان سے بات چیت ہوئی اور وہ میرے مخلص دوست بن گئے۔

حضرتؒ فرماتے ہیں کہ اسی دوران ایک دن صوفی محمد احمد صاحبؒ نے مجھ سے کہا کہ حضرت صاحب (سید زوار حسین شاہ صاحبؒ) تشریف لا رہے ہیں آپ بھی میرے گھر ان کے ساتھ کھانا کھائیے گا۔ میں بھی حاضر ہوگیا اور حضرت صاحبؒ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت شاہ صاحب کی سادگی، تقویٰ اور تواضع سے میں بہت متاثر ہوا۔ پھر وہ خیر پور ٹامیوالی تشریف لے گئے۔ میں نے صوفی محمد احمد صاحبؒ میں بہت سی روحانی باتیں دیکھیں میں ان سے بے حد متاثر تھا۔ میں نے صوفی صاحب سے سلسلہ نقشبندیہ کے ذکر کا طریقہ معلوم کیا لیکن انہوں نے اپنے پیر صاحب (حضرت شاہ صاحبؒ) سے بذریعہ خط اجازت طلب کرنے کے لئے وقت چاہا۔ جب ان کو اجازت مل گئی تو انہوں نے مجھے ذکر اور مراقبہ کا طریقہ سمجھایا۔ اسی روز عشاء کی نماز کے بعد میں نے پہلی بار مراقبہ کیا۔ اس وقت میری عمر ۳۷ سال تھی۔

اکتوبر ۱۹۴۹ء میں مسکین پور (مظفر گڑھ) میں دادا پیر کی فاتحہ کے سلسلہ میں سالانہ اجتماع ہوا۔ اس اجتماع کے مہتمم مولانا محمد سعید گوہانویؒ تھے، اجتماع تین دن کا تھا۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے بھی اس میں شرکت کی۔ یہاں آپ نے حضرت صوفی محمد احمدؒ کی توسط سے حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ سے بیعت فرمائی۔ فرماتے ہیں کہ بیعت ہونے کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ نے مجھے دوسرا سبق دے دیا پہلا سبق میں بیعت ہونے سے پہلے ہی مکمل کر چکا تھا۔ حضرت بدرالدین سرہندیؒ فرماتے ہیں کہ سلسلہ نقشبندیہ درحقیقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کا طریقہ ہے کیونکہ آپ کا کمال نسبت حبّی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے اور آپ اسی راستے سے فیض حاصل کیا کرتے تھے۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کے مرشد حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ خیر پور ٹامیوالی میں رہا کرتے تھے۔ علمی موضوعات، روحانی کیفیات، دینی معلومات، معاملات ومعمولات پیرومرید کے درمیاں خط وکتابت کے ذریعہ رابطہ تھا۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے وہ خطوط ''مکتوباتِ زواریہ'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع کئے ہیں۔ جو اردو، عربی اور فارسی میں قرآنی اور روحانی علوم کا ذخیرہ ہیں۔

جب حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی عمر مبارک ۴۶ سال تھی تو حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ ۶ ر رجب المرجب ۱۳۷۷ھ بمطابق ۲۳ ر جنوری ۱۹۵۸ء بروز جمعرات حیدرآباد میں حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کے گھر تشریف لائے۔ وہاں انہوں نے فرمایا کہ جو (چیز) حضرت شاہ صاحبؒ نے ان کو دی ہے میں بھی انہیں دیتا ہوں۔ یعنی حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کو حضرت شاہ صاحبؒ کے علاوہ حضرت عبدالغفور مدنیؒ کی طرف سے بھی خلافت واجازت عطا ہوگئی۔

سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی علمی خدمات کا سلسلہ ۱۹۵۶ء سے شروع ہوا۔ جب آپ حج سے واپسی کے بعد اکتوبر ۱۹۵۶ء میں ہندوستان گئے اور دہلی میں حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے مزار پر مراقب ہوئے۔ مراقبہ میں حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے آپ کو حکم دیا کہ حضرت شاہ ابوسعیدؒ کا ایک فارسی رسالہ ''ہدایت الطالبین'' اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کرو۔ آپ نے پاکستان آکے حکم کی تعمیل فرمائی۔

یہ قابل ذکر بات ہے کہ تصوف کے معروف سلسلہ میں نقشبندیہ سلسلے کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس کے تمام بزرگ بلکہ سالکین بھی تحریروتصنیف کے شوق سے مالا مال ہوتے ہیں۔ عموماً صاحب تصنیف بزرگ ہوتے ہیں یعنی ان میں عمل کے ساتھ ساتھ علم بھی ہوتا ہے۔ حضرت ڈاکٹرؒ صاحب نے اپنے علم وعمل دونوں سے اس سلسلہ کی بہت خدمت کی ہے اور یقیناً آپ نے تصوف میں بہت بلند مقام حاصل کیا۔

حضرت ڈاکٹر حافظ منیر احمد دامت برکاتہٗ حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت صاحبؒ کا رہن سہن بہت سادہ، تحریروتقریر سادہ، صفائی ستھرائی کو بھی سادگی کے ساتھ مشروط رکھتے ہیں۔ صفائی اور پاکیزگی کا پورا پورا خیال، نمائش وآرائش اور دکھاوے سے دور بلکہ بہت دور، وہ گفتگو میں کبھی اظہار قابلیت کے لئے ثقیل الفاظ نہیں استعمال کرتے ہیں، بلکہ نہایت آسان الفاظ، فقرے عام فہم اور سلجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ گفتگو نہایت نرم اور دھیمے لہجے میں ہوتی ہے۔ کیسا ہی علمی موضوع ہو اسے سیدھے سادے الفاظ میں بیان فرمادیتے ہیں۔ لیکن اس میں ایسی

تاثیر ہوتی ہے کہ ہر بات سننے والے کے دل میں اترتی جاتی ہے۔ جب کسی سے بات کرتے ہیں تو شروع سے آخر تک کسر نفسی اور خاکساری کا اظہار ہوتا ہے۔ ہر مہینے سر کے بال استرے سے صاف کرواتے ہیں اور داڑھی کے بال صحیح کرواتے ہیں۔ جوتا یا چپل اتارتے وقت اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ چپل یا جوتے کا رخ قبلہ کی طرف نہ ہو۔ سوتے وقت شمال وجنوب کا خیال رکھتے تھے کہ اس سے چہرہ قبلہ کی طرف رہتا ہے۔

حضرت پروفیسر ایاز الدین صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت کی طبیعت میں مروت بھی کمال کی تھی۔ اگر کوئی انہیں نیچا دکھا رہا ہو تو آپ اس سے کوئی تلخ بات نہیں کہتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ میری کمزوری ہے آپ میرے دعا کیجئے اور خود دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لیتے تھے۔

حضرت صاحبؒ قرآن مجید کو اپنے لئے نصابِ حیات سمجھتے تھے۔ ہر ہر قدم پر اس کے احکامات بجالاتے تھے۔ کائنات کی ہر حقیقت کو اسی کا عکاس قرار دیتے تھے۔ کائنات کے رموز واسرار کی گتھیاں کلام پاک کی روشنی میں سلجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ ایمان ویقین، احتساب، تزکیہ اور قوتِ عمل سے کام لیتے تھے۔ بچپن سے لے کر آخر دم تک آپ کا ہر ہر لمحہ قرآن کریم سے جڑا ہوا دکھائی دیتا تھا۔

محترم ڈاکٹر مسرور احمد زئی صاحب حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ کے بارے میں اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحبؒ سلسلہ نقشبندیہ کے صاحب مجاز بزرگ ہیں۔ ہزاروں نہیں بلکہ بلا مبالغہ لاکھوں افراد آپ کے مرید ہیں۔ انہوں نے بہ حیثیت محقق سلسلہ نقشبندیہ کی قابل قدر علمی خدمات انجام دیں اور لوگوں کو تزکیۂ نفس اور تصوف کی تعلیم سے بھی آراستہ کیا۔

حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحبؒ نے سورۃ آل عمران کی آیت (ترجمہ) اللہ پاک نے بے شک احسان کیا ایمان والوں پر کہ بھیجا ان میں رسول (ﷺ) انہی میں سے جو پڑھتا ہے ان پر آیات اس کی اور تزکیہ فرماتا ہے ان کا، اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت اور وہ لوگ تو پہلے صریح گمراہی میں تھے)۔ فرمایا کہ اس آیت سے واضح ہے کہ حضور انور ﷺ کی ان خصوصیات میں سے ایک خصوصیت تزکیہ نفس اور تصفیہ ٔ قلب ہے جس کے بغیر عملی زندگی بے معنی ہو جاتی ہے۔ حضور انور ﷺ کے بعد تزکیۂ نفس کا کام ان کے نائبین نے انجام دیا پھر صوفیا کے مختلف سلسلے اسی مقصد کے لئے قائم ہوئے۔ تزکیۂ نفس کا مطلب ہے قلب کو اپنے جذبات سے بالکل مزکی ومطہر کر دینا اور تمام باطنی بیماریاں دور کر دینا۔ ان سب کو دور کرنے کا نام تصوف ہے۔ تزکیہ اور کوئی چیز نہیں ہے، یہ ہے تصوف اور یہی ہے تزکیہ۔

حضرت ڈاکٹر صاحب ؒ نے حضور انور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی شان میں کئی نعتیں ہیں جن میں سے ایک بہت مشہور فارسی نعت زیر خدمت ہے:

تو شمعِ بزم انسانی — تو نورالعینی اے جانی
تو سرورِ جن و انسانی — تو عین دین و ایمانی
تو نور ازل، تو خیر ابد — تو احمدؐ و سرّ ذاتِ احد
تو محرمِ راز سبحانی — تو وجہ خلق امکانی
از تست کمال صدیقیؓ — از تست جمالِ فاروقیؓ
تو زینتِ حلمِ عثمانیؓ — تو قوتِ شیرِ یزدانیؓ
از تست جمال سلمانیؓ — از تست مقال نعمانیؒ
تو ایقانی، تو ایمانی — تو عرفانی، تو قرآنی
تو شمعِ بزم انسانی — نورالعینی اے جانی
تو منبعِ فیض ِہمہ آدم — تو مرجعِ خیر ہمہ عالم
ہم سہروردی، اجمیری — ہم نقشبندی، جیلانی
باقی زکمالت ہم باقیؒ — ہم شان امام ربانیؒ
ہم قیومیؒ، ہم معصومیؒ — ہم سیفیؒ، نوریؒ، جانانیؒ
تو شمع بزم انسانی — تو نورالعینی اے جانی
ہم شاہ غلام علیؒ آقا — ز و مغرب کشتہ نورانی
ز و بو سعیدؒ و فرزندشؒ — بو دند شہانِ روحانی
تو شمع بزم انسانی — تو نورالعینی اے جانی
ہم دوست محمد قندھاریؒ — عثمانیؒ، سراجیؒ، دامانیؒ
ہم فضلیؒ، سعیدیؒ، زواریؒ — ہم نورِ غفوریؒ، عباسیؒ
از خاک درت کحلے جوید — ہم چشمِ عالمِ امکانی
تو شمع بزم انسانی — تو نورالعینی اے جانی

حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ ۲۵ر ستمبر ۲۰۰۵ء کو اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔ آپ مرکز المصطفیٰ کے احاطہ مسجد غفوریہ نزد ٹول پلازہ سپر ہائی وے بائی پاس، حیدرآباد میں آسودہ خاک ہیں۔

آپ کی علمی خدمات اور تصانیف:

۱۔ ادبی جائزے

۲۔ فارسی پر اردو کا اثر

۳۔ فارسی کے قدیم شعراء

۴۔ علمی نقوش

۵۔ اردو ۔ سندھی لغت

۶۔ سندھی۔ اردو لغت

۷۔ حالی کا ذہنی ارتقاء

۸۔ تحریر و تقریر

۹۔ حضرت مجدد الف الثانیؒ، ایک تحقیقی جائزہ

۱۰۔ تحقیقی جائزے

۱۱۔ تاریخ بہرام شاہ غزنوی

۱۲۔ تاریخ اسلاف

۱۳۔ گلشن وحدت

۱۴۔ مکتوبات سیفیہ

۱۵۔ ارشاد رحیمیہ از حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی (اردو ترجمہ)

۱۶۔ لوائح خانقاہ مظہریہ

۱۷۔ خزینۃ المعارف

۱۸۔ زبدۃ المقامات (اردو ترجمہ)

۱۹۔ مکتوبات مظہریہ

۲۰۔ مکتوبات معصومیہ

۲۱۔ تفسیر شیخ الہند (انگریزی)

۲۲۔ حضرات اقدس (انگریزی)

۲۳۔ اقبال اور قرآن

۲۴۔ مطالب القرآن

۲۵۔ معارف اقبال

۲۶۔ ضیاء القرآن

۲۷۔ اردو میں قرآن وحدیث کے محاورات

۲۸۔ فکر ونظر

۲۹۔ ہمہ قرآن درشانِ محمد ﷺ

۳۰۔ ہدایۃ الطالبین از حضرت شاہ ابوسعید مجددی (نقشبندیہ سلوک سے متعلق رسالہ کا اردو ترجمہ)

۳۱۔ باقیاتِ باقی

۳۲۔ مولانا عبید اللہ سندھی کی سرگزشتِ کابل

۳۳۔ بھولی ہوئی کہانیاں

۳۴۔ وقائع تاریخی (۱۴۰۸ھ)

۳۵۔ چند منسوبات

۳۶۔ دیوانِ مرزا مظہر وخریطہ جواہر

۳۷۔ تحفۂ زواریہ (حضرت شاہ احمد سعید دہلویؒ کے مکتوبات کا مجموعہ)

۳۸۔ رسائل مشاہیر نقشبندیہ

۱) رسالہ شریفہ، حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ

۲) رسالہ قدسیہ، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے ملفوظات

۳) رسالہ انسیہ، حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کے مناقب

۴) رسالہ انفاسِ نفسیہ، حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے متعلق

۳۹۔ ہماراعلم وادب

۴۰۔ قرآنی عربی

۴۱۔ تفسیر مولانا عبیداللہ سندھی

۴۲۔ جامعہ القواعد

۴۳۔ اوراقِ گم گشتہ

۴۴۔ سید حسن غزنوی۔حیات وادبی کارنامے

۴۵۔ ندائے سحر

۴۶۔ سراج منیر

۴۷۔ لہم مغفرہ

۴۸۔ میراعلی گڑھ

۴۹۔ ملفوظاتِ اکابر نقشبندیہ

۱) خواجہ محمد پارساؒ

۲) مولانا شمس الدین روجیؒ (خلیفہ خواجہ محمد پارساؒ)

۳) مولانا سعداللہ کاشغریؒ

۴) مولانا علاءالدینؒ (خلیفہ مولانا سعداللہ کاشغریؒ)

۵) مولانا عبیداللہ احرارؒ

۵۰۔ آگاہی سید امیر کلالؒ (تصحیح وتدوین اوراشاعت)

۵۱۔ انتخاب مکتوباتِ امام ربانیؒ

۵۲۔ اثبات النبوۃ (حضرت مجدد الف الثانیؒ کے رسالہ کا اردو ترجمہ)

۵۳۔ وسیلۃ القبول الی اللہ ورسول ﷺ (حضرت خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبندؒ کے مکتوبات کا مجموعہ)

۵۴۔ عارف نامہ (حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری کی تصحیح وتدوین اوراشاعت)

۵۵۔ سعید البیان (حضرت شاہ احمد سعید دہلویؒ کے رسالہ کی اشاعت)

۵۶۔ ردِروافض (حضرت مجدد الف الثانیؒ کے رسالہ کا اردو ترجمہ اور اشاعت)

۵۷۔ مکاشفاتِ عینیہ (حضرت مجدد الف الثانیؒ کے رسالہ کی تدوین و اشاعت)

۵۸۔ فضلِ کبیر

59. Personal Hygiene in Islam

60. Studies in Literature

39.1۔ حضرت ڈاکٹر مفتی محمد مظہر بقاؒ

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد مظہر بقاؒ کی ولادت ۲۲/شعبان ۱۳۴۰ھ بمطابق ۲۰/اپریل ۱۹۲۲ء بروز جمعہ ہوئی۔ آپ ہندوستان کے صوبہ مدھیہ پردیش کے علاقے سرونج کے رہنے والے تھے۔ سرونج بھوپال سے ساٹھ میل دور تھا اور ریاست ٹونک کے زیر اثر تھا۔ آپ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی نسل سے ہونے کی وجہ سے انصاری کہلاتے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام ثامن علیؒ تھا۔ آپ کے والد نے تین شادیاں کیں اور ان کے ۲۹ بچے تھے جن میں صرف چھ بچے بڑی عمر تک پہنچے۔ آپ کی والدہ کا نام نعیمہ خاتون تھا۔ آپ کی والدہ کا انتقال ۱۹۴۶ء میں سرونج میں ہوا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی وطن سرونج میں منشی اسماعیل خان صاحب کے مدرسہ میں حاصل کی۔ پھر آپ نے مدرسہ ریاض المدارس سے عربی کا کورس مکمل کیا۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے آپ کو دارالعلوم دیوبند بھیج دیا گیا۔ وہاں سے آپ نے تین سندیں حاصل کیں۔ ایک فراغت کی، دوسری قرأت کی اور تیسری حضرت حسین احمد مدنیؒ سے تعلیم حاصل کرنے کی خصوصی سند۔ دارالعلوم دیوبند کے طالب علمی کے زمانے میں آپ نے بریلی سینٹر سے الہ آباد بورڈ کے مولوی عالم اور مولوی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ اس کے بعد مولانا احمد علی لاہوریؒ سے قرآن کریم کی تفسیر کا درس لیا۔ آپ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۴ء تک ٹونک (انڈیا) میں اسلامی شرعی عدالت میں مفتی اور جج کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

۱۹۵۴ء میں آپ دارالعلوم نانک واڑا میں نائب مفتی کے طور پر کام کرتے تھے تو ایک مرتبہ نقشبندی مجددی سلسلہ کے ایک بزرگ حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ کا وہاں جانا ہوا۔ وہاں آپ ان سے بغیر ارادے کے بیعت ہو گئے۔ لیکن جب بعد میں احساس ہوا تو آپ سنجیدگی سے معمولات پر عمل کرنے لگے۔ حاجی محمد اعلیٰ صاحبؒ آپ کے ساتھیوں

میں سے تھے۔

آپ نے کراچی یونیورسٹی سے ۱۹۶۲ء میں ایم اے (عربی) فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن پاس کیا۔ ایم اے کرنے کے بعد آپ نے سندھ یونیورسٹی میں ملازمت اختیار کر لی۔ اس کے ساتھ ہی پی ایچ ڈی کی تیاری شروع کر دی اور کراچی یونیورسٹی سے ۱۹۶۹ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے اصولِ فقہ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ پر تحقیقی مقالہ لکھا۔

اگست ۱۹۷۷ء میں ریاض کی جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کی جانب سے پاکستان کی وزارت تعلیم کو خط آیا کہ فقہ اسلامی کی پانچویں کانفرنس میں شرکت کے لئے اپنا کوئی نمائندہ بھیجیں اور اس نے کراچی یونیورسٹی کو نمائندہ نامزد کرنے کے لئے لکھا۔ کراچی یونیورسٹی نے کانفرنس کے لئے آپ کو نامزد کیا۔

۱۵رفروری ۱۹۷۸ء میں آپ نے جامعہ ام القریٰ (مکہ مکرمہ) جس کا اس وقت نام مرکز احیاء التراث الاسلامی تھا، کلیۃ الشریعہ میں ایسوسی ایٹ پروفیسر کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی۔ آپ ایک محقق، نقاد، عالم و فاضل اور مصنف تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بڑے بزرگوں میں سے تھے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے انتقال کے بعد ڈاکٹر عبدالرحیم گاندھیؒ صاحب نے اپنی سرپرستی میں لے لیا جو حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔ لیکن آپ کی طبیعت ان کے بجائے حضرت شاہ صاحبؒ کے دوسرے خلیفہ حضرت ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان صاحبؒ کی طرف مائل رہی تو آپ نے ان سے با قاعدہ بیعت فرمائی اور اسباق کی تکمیل کی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے آپ کو خلافت اور اجازت سے نوازا۔

آپ کی تصنیف و تالیف:

۱) ابوالعلاء المعری۔ یہ ایم۔اے کا مقالہ تھا جو کتابچہ کی شکل میں شائع ہوا۔
۲) رسالہ فخر الحسن۔ یہ عربی میں ایک تحقیقی رسالہ تھا۔
۳) اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ۔ یہ پی۔ایچ۔ڈی کا مقالہ تھا۔
۴) الاصول والضوابط۔ یہ جامعہ ام القریٰ سے شائع ہوا۔
۵) المختصر فی اصول فقہ (تحقیق)
۶) المغنی فی اصول فقہ (تحقیق)

۷) بیان المختصر (تحقیق)

۸) مختصر المنتہیٰ (تحقیق)

۹) شرح المغنی (دوجلدوں میں)

۱۰) منجم الاصولین (تالیف)

۱۱) اسلام کا نظام وراثت، مذاہب اربعہ کے مطابق

۱۲) چند تقریریں (تقاریر کا مجموعہ)

۱۳) حیات بقا

۱۴) کچھ یادیں

۱۵) چند یادگار سفر

۱۶) کشکولِ مظہری

آپ کی اولاد میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

آپ کا انتقال ۸۳ سال کی عمر میں ۱۱ر رجب ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۰ر اگست ۲۰۰۵ء کو کراچی، پاکستان میں ہوا اور ناظم آباد، پاپوش نگر (کراچی) کے قبرستان میں اپنے دادا پیر حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب ؒ کے قریب تدفین ہوئی۔

آپ کے خلفاءعظام:

۱۔ حضرت محبوب الحسن واسطی ؒ

۲۔ حضرت سلمان تھانوی مدظلہ

40 ۔ حضرت پروفیسر ڈاکٹر حافظ منیر احمد خان (دامت برکاتہٗ)

حضرت ڈاکٹر حافظ منیر احمد خان دامت برکاتہٗ حضرت پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان ؒ (م ۲۰۰۵ء) کے پوتے اور خلیفہ ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت ڈاکٹر سراج احمد خان ؒ (م ۲۰۰۷ء) ہے۔ آپ کی ولادت ۱۰ رمئی ۱۹۷۰ء کو حیدر آباد (سندھ) میں ہوئی۔

آپ نے دینی اور ابتدائی تعلیم یعنی حفظ القرآن دار العلوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی سے ۱۹۸۱ء میں کیا۔ آپ نے درس نظامی کی تکمیل دار العلوم قوت الاسلام، حیدر آباد، سندھ سے کی۔ آپ نے سندھ یونیورسٹی سے دو ایم اے کئے۔ ایک شعبہ عربی میں اور دوسرا اسلامک کلچر میں۔ آپ کی تربیت آپ کے دادا اور شیخ حضرت پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان قدس سرہ نے کی۔ آپ نے تقویٰ اور پرہیز گاری میں کامل، سنت وشریعت کے پابند، محبت ومعرفتِ الٰہیہ، قرآن مجید فرقان حمید کے ماحول میں پرورش پائی۔

آپ نے سندھ یونیورسٹی، جامشورو، حیدر آباد سے ۱۹۹۸ء میں اسلامیات میں پی ایچ ڈی کی۔ ۱۹۹۷ء میں سندھ یونیورسٹی، جامشورو میں شعبہ عربی میں تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۹۹ء میں شعبہ اسلامیات سے منسلک ہو گئے۔ وہاں شعبہ اسلامیات کے تقریباً سات سال چیئرمین رہے اور اب وہاں کے ۲۰۱۸ء سے تاحال (ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز) ہیں۔

آپ کے مریدین پورے پاکستان میں اور بیرون ممالک میں کثیر تعداد میں موجود ہے جو آپ کے روحانی فیوض و برکات سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

اہل طریقت کا اس بات پر اجماع ہے کہ انسان پر ایک شیخ کامل سے بیعت ہونا واجب ہے جس کی صحبت میں رہ کر اس انسان کے صفاتِ رزیلہ زائل ہو جائیں۔ اس کی نماز درست ہو جائے کیونکہ دین کے اصول میں ہے کہ

”جس کام کے بغیر واجب ادا نہ ہو اس کام کا کرنا حصولِ واجب ہے“۔

آپ علم وعمل، زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت کے پیکر، تصوف وسلوک کے امام اور اہل حق کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔

انمول موتی

جو شخص اتباع سنت کے بغیر خود کو
صاحب طریقت کہتا ہے وہ جھوٹا ہے
کیونکہ شریعت کے بغیر طریقت
کا حصول ناممکن ہے

(حضرت بایزید بسطامیؒ)

حصہ دوم

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو اگر میرا نہیں بنتا ، نہ بن، اپنا تو بن

پنجاب کی
خانقاہیں

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، حضرت ایشانؒ ، لاہور

حضرت خواجہ سید خاوند ایشان محمود نقشبندیؒ المعروف حضرت ایشانؒ

حضرت ایشانؒ حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام میر سید شریف الدین بن خواجہ ضیاء الدینؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۹۶۵ھ کو بخارا میں ہوئی۔ آپ نے بارہ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا اور چودہ سال کی عمر میں مدرسہ سلطانیہ، بخارا سے تمام دینی علوم حاصل کر لئے پھر آپ کی طبیعت باطنی علوم کی طرف مائل ہوئی اور آپ مرشد کی تلاش میں لگ گئے۔ آپ بخارا سے سمرقند پہنچے اور حضرت خواجہ ابواسحاق سفیدؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کر لی جن کی نسبت اویسی حضرت شاہ بہاء الدین نقشبندیؒ سے تھی۔ ان کے ساتھ رہ کر باطنی علوم سیکھے۔ آپ نے حضرت حاجی محمد قبادانیؒ سے بھی روحانی فیض حاصل کیا تھا۔ سمرقند میں بہت لوگ آپ کے حلقہ ادارت میں شامل ہوئے۔ حاکمِ شہر بھی آپ کا عقیدت منداور مرید ہوگیا۔ سمرقند سے آپ بلخ، ہرات، قندھار اور کابل تشریف لے گئے۔ کابل کا حاکم بھی آپ کا مرید ہوگیا۔ آپ دو برس کابل میں رہے وہاں آپ کے ہزاروں کی تعداد میں مرید ہوگئے۔ اس دوران آپ نے شام، عراق، روم، مصر کے لئے اپنے خلفاء مقرر کئے۔ اس کے بعد آپ نے کشمیر کا سفر کیا اور نواب عبدالرحمٰن کے ہاں قیام کیا۔ کشمیر میں ۱۰۱۶ھ میں نواب نے آپ کے لئے ایک عالی شان خانقاہ بنوائی۔ کشمیر میں آپ اپنے خلفاء کو چھوڑ کر آپ آگرہ میں بھی رہے، یہ اکبر بادشاہ کا دور تھا وہاں کچھ امراء آپ کے مرید ہوگئے جن میں خان اعظم مرزا عزیز کوکا تاش بھی تھا۔ پھر آپ لاہور تشریف لے آئے۔ یہاں آپ نے مسجد، مدرسہ اور خانقاہ تعمیر کروائیں اور تمام عمر درس وتدریس اور ارشاد و ہدایت میں گزار دی۔ لاہور میں مغلیہ سلطنت کی طرف سے حاکم نواب وزیر خان آپ کا مرید ہوگیا اور آپ کی خدمت میں حاضری دیتا رہتا تھا۔ آپ مادرزاد ولی اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کے خلفاء ہندوستان کے علاوہ دوسرے دور دراز کے مما لک اسلامیہ میں بھی اشاعتِ اسلام کی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کا چشمۂ فیض آج تک دنیا کو سیراب کر رہا ہے۔

لاہور تشریف لانے کے بعد آپ تقریباً نو سال تک حیات رہے۔ آپ کا انتقال مغل بادشاہ شاہ جہاں کے زمانے میں ۱۲رشعبان ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء کو ہوا۔ آپ کا انتقال عشاء کے وقت ہوا۔ اس وقت لاہور کا صوبہ دار سعید خان بہادر جنگ تھا۔ مغل بادشاہ شاہ جہاں اس وقت لاہور میں تھا اس کو جب اطلاع ہوئی تو اس نے حضرت خواجہؒ کی تجہیز وتکفین کے لئے میراں سید جلال الدین صدر الصدر کو بھیجا۔ آپ کو لاہور میں جی ٹی روڈ بیگم پورہ میں دفن کیا گیا۔ آپ کا مقبرہ نہایت شاندار تعمیر کیا گیا۔

آپ کی اولاد میں چھ بیٹے تھے۔ خواجہ خاوند احمدؒ ،حضرت خواجہ تاج الدین خاوندؒ ، خواجہ قاسم خاوندؒ، خواجہ خاوند محمودؒ ، حضرت خواجہ معین الدین احمدؒ نقشبندی اور خواجہ بہاء الدین خاوندؒ ۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ فتاویٰ نقشبندیہ ۲۔ کتاب رضوانی ۳۔ نمونہ تفسیر

آپ کے خلفاء کے اسمائے گرامی:

۱۔ حضرت خواجہ خاوند احمدؒ (آپؒ کے فرزند)

۲۔ حضرت خواجہ مرزا ابراہیمؒ (حضرت مجدد الف الثانیؒ کے بھائی)

۳۔ حضرت خواجہ معین الدین احمد نقشبندیؒ (آپ کے فرزند)

۴۔ حضرت خواجہ بہاء الدینؒ (فرزند حضرت ایشانؒ)

۵۔ حضرت خواجہ عبدالعزیز وحیدیؒ

۶۔ حضرت خواجہ ترسون المعروف خواجہ باقیؒ

۷۔ حضرت خواجہ شادمان کابلیؒ

۸۔ حضرت خواجہ مرزا ہاشمؒ

۹۔ حضرت خواجہ لطیف درخشیؒ

۱۰۔ حضرت خواجہ عبدالرحیم نقشبندیؒ

۱۱۔ حضرت خواجہ بانڈی کشمیریؒ

۱۲۔ حضرت خواجہ حاجی طوسیؒ

۱۳۔ حضرت حاجی ضیاء الدین سمرقندیؒ

۱۴۔ حضرت خواجہ ابوالحسن سمرقندیؒ ۱۵۔ حضرت مولانا پائندہ حارثیؒ

۱۶۔ حضرت خواجہ سید یحییٰؒ ۱۷۔ حضرت شیخ پیر محمدؒ

۱۸۔ حضرت شیخ محمد یوسفؒ ۱۹۔ حضرت خواجہ محمد امین وحیدیؒ

1 ۔ حضرت خواجہ خاوند احمد نقشبندیؒ

آپ حضرت خاوند ایشان محمودؒ کے بیٹے اور خلیفہ تھے۔ آپ ظاہری و باطنی علوم کے ماہر تھے۔ آپ اپنے والد گرامی کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کا انتقال ۱۰۷۳ھ بمطابق ۱۶۶۲ء میں ہوا اور اپنے والد کے پہلو میں بیگم پورا، لاہور میں مدفون ہوئے۔

2 ۔ حضرت خواجہ معین الدین احمد نقشبندیؒ

آپ حضرت خواجہ ایشانؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ علم الفقہ و حدیث، اصول فقہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ علوم باطنی آپ نے والد گرامی سے سیکھے۔

آپ کا انتقال کشمیر میں ۱۶۷۴ء میں ہوا۔ آپ کتاب ''رضوانی'' کے مصنف ہیں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، اچھرہ شریف

حضرت خواجہ عبدالرسول قصوریؒ (خلیفہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ)

1 ۔ حضرت مولانا حافظ فتح محمد اچھروی نقشبندی مجددیؒ

حضرت مولانا حافظ فتح محمد اچھروی نقشبندی مجددیؒ حضرت خواجہ عبدالرسول قصوریؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام میاں امام دین تھا۔ بچپن میں چیچک کی بیماری کی وجہ سے آپ بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔

آپ عربی، فارسی، طب، تصوف اور معقول و منقول میں مکمل دسترس رکھتے تھے۔ آپ نے حضرت حافظ نور عالمؒ (خلیفہ حضرت توکل شاہ انبالویؒ) سے بیعت کی ان کے بعد حضرت خواجہ عبدالرسول قصوریؒ (حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دوئم الحضوریؒ کے بیٹے اور خلیفہ) سے بیعت کی اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ نے جامع مسجد اچھرہ میں جامعہ فتحیہ (دینی مدرسہ) قائم کیا۔ حضرت شیر محمد شرق پوری اور حضرت خواجہ محبوب عالمؒ سے آپ کی اکثر ملاقاتیں ہوتی تھیں وہ آپ کے ہم عصر تھے۔ آپ نے فتنہ انکار حدیث کے رد میں بھرپور مہم چلائی۔ آپ کی وفات ۲۶/شوال ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء کو ہوئی۔

2 ۔ حضرت حاجی میاں محمد حسین نقشبندی لاہوریؒ

حضرت حاجی میاں محمد حسین نقشبندی لاہوریؒ حضرت مولانا حافظ فتح محمد اچھروی نقشبندی مجددیؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء کو لاہور میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام میاں کرم الٰہی تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پھر آپ پیر عبدالغفار شاہ نقشبندیؒ کے مدرسہ تکیہ سادھواں میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ حضرت نبی بخش حلوائیؒ آپ کے ہم سبق تھے۔ پھر آپ نے حضرت مولانا حافظ فتح محمد اچھروی نقشبندی مجددیؒ سے مدرسہ فتحیہ اچھرہ میں تعلیم حاصل کی اور اسی دوران ان سے بیعت ہوکر سلوک کا روحانی سفر طے کیا۔ تکمیل کے بعد خلافت اور اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ، حضرت میاں شیر محمد شرق پوریؒ، پیر فیض محمد عرف پیر قندھاریؒ سے بھی فیوض وبرکات حاصل کیں۔ آپ حج کی سعادت سے بھی فیض یاب ہوئے۔

آپ کی وفات ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۸ء میں لاہور میں ہوئی۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ (عثمان گنج، لاہور)

1 ۔ حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ مجددیؒ (المعروف پیر قلعہ والے)

حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ مجددیؒ (المعروف پیر قلعہ والے) حضرت میاں بدرالدینؒ چوہنگ (خلیفہ مجاز حضرت خواجہ عبدالرسول قصوریؒ) کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۱۳ء/۱۲۲۸ھ کو موضع بھینی (شیخوپورہ) میں ہوئی پھر آپ نے قلعہ لال سنگ نزد شرق پور (شیخوپورہ) میں سکونت اختیار کرلی۔

آپ نے تعلیم بہاول پور میں حاصل کی۔ عربی، فارسی، تفسیر، حدیث، فقہ، صرف ونحو، میں مکمل مہارت حاصل کی۔ آپ حضرت میاں بدرالدینؒ سے بیعت ہوئے اور مدارج سلوک طے کئے۔ آپ روزآنہ قلعہ لال سنگ سے چوہنگ جو پانچ میل دور تھا نماز فجر اپنے شیخ کی اقتدا میں جا کر ادا کرتے تھے۔ سردی گرمی کے مصائب کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے تھے۔ آپ نے اپنی زمین پر خانقاہ بنوائی اور تبلیغ واشاعت دین میں مشغول ہوگئے۔ پہلے اس بستی کا نام بیلا رام تھا اب وہ عثمان گنج کہلاتا ہے۔

آپ کی وفات ۲۱ر فروری ۱۹۰۳ء/۱۳۲۱ھ کو نوے سال کی عمر میں ہوئی اور عثمان آباد میں مدفون ہوئے۔ آپ پیر قلعہ والے مشہور ہیں۔ آپ کے صاحبزادے پیر نور محمد تھے جو آپ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔

2 ۔ حضرت پیر نور محمد نقشبندیؒ

حضرت پیر نور محمد نقشبندیؒ حضرت خواجہ غلام مرتضی مجددیؒ (المعروف پیر قلعہ والے) کے صاحبزادے، مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۴/دسمبر ۱۸۹۶ء/۱۳۱۴ھ بروز جمعہ لاہور میں ہوئی۔ آپ نے درس نظامی مفتی یار محمد خطیب سنہری مسجد، لاہور سے مکمل کیا۔ آپ تفسیر، حدیث، صرف و نحو، منطق، فلسفہ، اور علم مناظرہ میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے بیعت کر کے سلسلہ نقشبندیہ میں مجاز بیعت ہوئے۔ آپ نے ۱۹۲۰ء میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔

آپ کی چند مشہور کتابیں:

۱۔ حجتِ ربانی

۲۔ توثیق ابحاث شرض درود مستغاث

۳۔ حج فقیر بر آستانہ پیر

آپ کی وفات ۱۳۷۷ھ/۲۱/مئی ۱۹۵۸ھ کو ہوئی اور محلّہ عثمان گنج میں اپنے والد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

3 ۔ حضرت مہر محمد صوبہ نقشبندیؒ

حضرت مہر محمد صوبہ نقشبندیؒ حضرت خواجہ غلام مرتضی مجددیؒ (المعروف پیر قلعہ والے) کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ دہلی دروازہ لاہور میں قیام پذیر تھے۔ آپ نے شریف مکہ کے زمانے میں حج کی سعادت حاصل کی۔

آپ کی وفات ۸/فروری ۱۹۴۵ء/۱۳۶۴ھ کو ہوا اور آپ کو پہلے کوٹ خواجہ سعید میں امانتاً دفن کیا گیا اور پھر ساڑھے پانچ سال بعد میانی کے قبرستان (لاہور) میں دفن کیا گیا۔

4 ۔ حضرت مولانا غلام اللہ قصوری نقشبندیؒ

حضرت مولانا غلام اللہ قصوریؒ حضرت مہر محمد صوبہ نقشبندیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولوی غلام رسولؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء کو قصور (پاکستان) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ حافظ غلام مرتضیٰؒ (مخدوم پنجاب) کے پوتے تھے۔ والد کے وفات کے بعد آپ کے چچا مولانا غلام العلیؒ نے آپ کی تعلیم و تربیت

کا بندوبست کیا۔ آپ نے لاہور میں مولانا فیض الحسن سہارنپوری اور خلیفہ حمید الدین ؒ سے تحصیل علوم میں دستار فضیلت حاصل کی۔

جب خلیفہ حمید الدین ؒ نے انجمن حمائت اسلام مدرسہ قائم کیا تو آپ کو نائب مدرس مقرر کیا۔ پھر آپ مدرسہ حمیدیہ میں بھی مدرس رہے اور پھر مدرسہ رحیمیہ (مسجد نیلا گنبد، لاہور) میں صدر مدرس ہو گئے۔

اسی دوران لاہور میں آپ نقشبندی سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت مہر محمد صوبہ نقشبندی ؒ سے بیعت ہوئے اور اس سلسلہ میں خلیفہ مجاز ہوئے۔ آپ نے حضرت سید جماعت علی شاہ ؒ محدث علی پوری سے بھی فیض حاصل کیا۔ آپ امرتسر میں اسلامیہ ہائی اسکول میں صدر مدرس بھی رہے۔ آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔

آپ کی کئی تصانیف ہیں جن میں "تائید اسلام اور غزوات النبی ؐ" زیادہ مشہور ہیں۔

آپ کی وفات ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء کو ہوئی اور قصور میں مدفون ہوئے۔

5 ۔ حضرت مولانا عبد العزیز نقشبندی ؒ

حضرت مولانا عبد العزیز نقشبندی مرتضائی ؒ حضرت پیر نور محمد نقشبندی ؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام صوفی میاں گوہر علی تھا جو حضرت پیر نور محمد نقشبندی ؒ کے مرید تھے۔ آپ کی ولادت ۱۹۱۴ء/۱۳۳۲ھ کو لاہور میں ہوئی۔

آپ نے درس نظامی مکمل کرنے کے بعد دورۂ حدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور سے کیا۔ آپ نے حضرت پیر نور محمد نقشبندی ؒ سے بیعت کر کے مدارج سلوک طے کئے اور خلافت اور مجاز بیعت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے اپنے علاقے میں دین کی ترویج اور اشاعت کا بہت کام کیا۔ آپ نے کچھ عرصہ کوٹ غلام محمد خان میں بھی خطابت کے فرائض انجام دئے۔

آپ کی وفات ۵/ربیع الآخر ۱۳۹۵ھ/۱۸/اپریل ۱۹۷۵ء کو قصور میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ، موہڑہ شریف (مری)

1 ۔ خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ

خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ خواجہ نظام الدین کیانویؒ کے خلیفہ تھے۔ جن کا شجرہ نسب ایران کے کیانی سلطان کے خاندان سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۷ء میں ہوئی۔ آپ کے والد حضرت محمد جیونؒ کا آپ کے بچپن میں انتقال ہوگیا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی تعلیم کا بندوبست کیا۔ آپ نے دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۶۰ء میں آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد جگیوٹ، راولپنڈی میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا۔ آپ روحانیت کی طرف بھی رجحان رکھتے تھے اور مرشد کی تلاش میں تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ نظام الدین کیانی کے آستانہ عالیہ کہیان شریف، کشمیر میں حاضری دی۔ آپ ان سے بہت متاثر ہوئے اور ان سے بیعت کر کے سلوک نقشبندیہ مجددیہ کے منازل طے کرنے لگے۔ تکمیل سلوک کے بعد آپ خلافت و اجازت سے نوازے گئے۔ آپ کے شیخ نے آپ کو موہڑہ شریف کے دشوار گزار پہاڑی علاقہ میں قیام کا حکم دیا۔ آپ رات کو بھی جبہ زیب تن کرتے تھے۔ کسی کے پوچھنے پر فرمایا!

"جس طرح ملازم باوردی ڈیوٹی پر آتا ہے میں چاہتا ہوں کہ میرا ہر لمحہ یادالٰہی اور مخلوق خدا کی ہدایت میں باوردی لکھا جائے۔"

آپ نے تقریباً ایک سو بیس سال کی عمر پائی اور ۱۳/ذوالقعدہ ۱۳۶۲ھ/ ۲۰/نومبر ۱۹۴۳ء کو بروز جمعۃ المبارک کو وفات پائی۔ نماز جنازہ آپ کے خلیفہ پیر امام علی شاہؒ (بھنگالی شریف) نے پڑھائی۔ آپ کا مرقد انور موہڑہ شریف، تحصیل مری میں مرجع خلائق ہے۔

آپ کے سات بیٹے تھے، پیر نظیر احمدؒ، پیر نصیر احمدؒ، پیر خواجہ محمد زاہد خانؒ (پیر خان صاحبؒ)، خواجہ شاہ بادشاہؒ، پیر محمد محراب خانؒ، پیر محمد مہراسب خانؒ، پیر محمد دراب خانؒ۔

آپ کے خلیفہ اور جانشین آپ کے صاحبزادے نظیر احمدؒ ہوئے۔

آپ کے مشہور خلفاء عظام:

۱۔ حضرت خواجہ غلام محی الدین ؒ نیریاں شریف

۲۔ مولانا غلام محمد ؒ ملکانی شریف، دادو (سندھ)

۳۔ خواجہ عبدالرحیم باغدری

۴۔ خواجہ محمد بخش ؒ لکھن شریف

۵۔ پیر صبغۃ اللہ شاہ ایرانی ؒ (سندھ)

۶۔ پیر سید امام علی شاہ ؒ (بھنگالی شریف)

۷۔ پیر سید اکبر شاہ بخاری ؒ (پشاور)

۸۔ پیر عبدالمجید نقشبندی ؒ (رام پور)

۹۔ پیر شاہ صاحب المعروف پیر کھمکول شریف (کوہاٹ)

2 ۔ حضرت خواجہ نظیر احمد ؒ

حضرت خواجہ نظیر احمد ؒ خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی ؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی ؒ نے اپنی حیات ہی میں آپ کو خلافت عطا فرما کر اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ آپ کو وصیت فرمائی کہ اس امانت کی حفاظت کرنا۔ امیروں اور غریبوں سے برابر کا سلوک کرنا۔

آپ کا وصال ۲۸ / محرم الحرام ۱۳۸۰ھ / ۲۱ / جولائی ۱۹۶۰ء بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ آپ کے فرزند الحاج خواجہ ہارون الرشید موہڑہ شریف میں آپ کے جانشین ہیں۔

3 ۔ حضرت پیر محمد گل بادشاہ نقشبندی ؒ

حضرت پیر محمد گل بادشاہ نقشبندی ؒ حضرت خواجہ نظیر احمد موہڑوی ؒ کے صاحبزادے، خلیفہ اور جانشین تھے۔ آپ کی ولادت ۱۹۱۰ء میں وادی موہڑہ شریف (مری) میں ہوئی۔ آپ کا گھرانہ ایک دینی گھرانہ تھا۔ آپ کی پرورش اور

تربیت مذہبی ماحول میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والداور دادا حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑیؒ سے حاصل کی۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی میں دسترس حاصل کر لی تھی۔ آپ نے اپنے دادا حضور کے ہاتھ پر بیعت کر کے روحانی سفر کا آغاز کیا۔ ان کے وصال کے بعد آپ نے اپنے والد گرامی سے تجدید بیعت کی اور سلوک کی منازل کی تکمیل کی۔ ۱۹۴۲ء میں آپ کے والد نے آپ کو تمام مریدین اور خلفاء کے سامنے اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کیا۔

آپ متقی، پرہیزگار، عبادت گزار اور خوش اخلاق انسان تھے۔آپ کی سخاوت بے مثال تھی۔ آپ خانقاہ میں مختلف کام خود انجام دیا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ دنیا اور اہل دنیا سے کنارہ کش رہے اور خلوت پسند تھے۔

آپ کا انتقال ۱۶/اگست ۱۹۹۲ء کو موہڑہ شریف میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر محمد فاروق گل بادشاہ آپ کے خلیفہ اور جانشین ہیں۔ جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے گولڈ میڈل حاصل کیا تھا۔

4 ۔ حضرت خواجہ محمد بخشؒ لکھن شریف

حضرت خواجہ محمد بخشؒ خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے خلیفہ تھے۔ لاہور سے تقریباً ۱۳ میل کے فاصلہ پر واہگہ بارڈر کے قریب ایک چھوٹی سے بستی لکھن شریف ہے، آپ یہاں کے رہنے والے تھے۔ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کے مریدین کا ایک وسیع حلقہ ہے۔

آپ کی وفات اپنے مرشد کی وفات سے ڈیڑھ سال قبل ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۲ء میں ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے محمد عارف حسین سجادہ نشین ہیں۔

5 ۔ خواجہ غلام محی الدین غزنویؒ

خواجہ غلام محی الدین غزنویؒ خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء کو غزنی (افغانستان) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام خواجہ محمد اکبر خان تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت خالد بن ولیدؓ سے جا کر ملتا ہے۔ اوائل زندگی میں آپ اخروٹ کی تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ

کے بارگاہ میں حاضر ہوئے اوران سے بیعت ہوئے۔ آپ نے ان کے پاس بارہ سال رہ کر منازل طریقت طے کیں۔ حضرت اقدسؒ نے آپ کو خلافت سے سرفراز کیا اور آزاد کشمیر کے ایک غیر آباد مقام ڈنا پوٹھی میر خان (نیریاں شریف) کو مرکز بنانے کا حکم دیا۔ آپ کی برکت سے وہ جگہ بہت جلد آباد ہوگئی۔ رات کے وقت بھی وہاں ذکر وفکر کی مجالس ہونے لگیں۔ بے شمار لوگ وہاں آکر آپ سے بیعت ہوتے اور فیوض وبرکات حاصل کرتے۔ آپ کے خلیفہ مفتی ہدایت الحق، مہتمم مدرسہ حقائق العلوم حضرو (اٹک) بہت مشہور ہیں۔

آپ کی وفات ۱۱/اپریل ۱۹۷۵ء/ربیع الاول ۱۳۹۵ھ کو نیریاں شریف میں ہوئی۔ آپ کی دو ازواج سے چھ صاحبزادے ہیں جن میں علامہ علاءالدین صدیقی، پیر نظام الدین قاسمیؒ زیادہ مشہور ہیں۔

6 ۔ حضرت خواجہ عبدالرحیم باغدریؒ

حضرت خواجہ عبدالرحیم باغدریؒ خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت باغدرہ ضلع ہزارہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم جلالیہ میں حاصل کی اور درس نظامی کی تکمیل ہندوستان کے مختلف مدارس میں کی۔ آپ بچپن سے ہی روحانی ذوق رکھتے تھے۔ آپ مختلف مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ آپ موہڑہ شریف حاضر ہوکر حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑیؒ سے سلسلہ نقشبندیہ میں ان سے بیعت ہوگئے اور کافی عرصہ ان کی خدمت میں رہے۔ سلوک کی تکمیل کے بعد آپ خلافت واجازت سے نوازے گئے اور اپنے وطن واپس آگئے۔ شیخ اقدسؒ کے حکم پر باغدرہ میں رشد وہدایت میں مصروف ہوگئے۔ بعدازاں آپ نے حسن ابدال کے قریب سالک آباد میں مستقل قیام کرلیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو غیر اللہ کو دل سے نکال دو۔ اللہ سے صلح کرلو، اللہ کو راضی کرلو، چندروزہ زندگانی کو غنیمت سمجھو۔

آپ نے پچاس سال سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت میں صرف کئے۔ آپ کا مزار سالک آباد میں جو حسن ابدال کے ریلوے اسٹیشن سے دو میل اور ہزارہ راولپنڈی روڈ سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

آپ کے خلفاء میں کابل شاہ مشہور ہیں۔ ان کا اصل نام سید محمد یوسف گیلانیؒ تھا۔ ان کا انتقال اپریل ۱۹۶۴ء کو ہوا اور ڈالمیاں سیمنٹ فیکٹری، کراچی کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

7 ۔ حضرت پیر سید محمد ولایت شاہ نقشبندیؒ

حضرت پیر سید محمد ولایت شاہ نقشبندیؒ حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش چک عبدالخالق المعروف سیداں شریف (دینہ، جہلم) میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام حضرت پیر حافظ سید محمد علی شاہؒ تھا جو حضرت پیر سید گلاب شاہؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ نے اپنی روحانی تربیت کا آغاز اپنے دادا حضرت پیر سید گلاب شاہؒ سے کیا۔ ان کے بعد اپنے والد گرامی حضرت پیر حافظ سید محمد علی شاہؒ سے سلوک کی منازل طے کیں۔ ان کے بعد آپ نے پیر طریقت قطب الاقطاب خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ سے تجدید بیعت کی کو سلوک کی تکمیل کر کے خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ بہت متقی و پرہیزگار اور عبادت گزار بزرگ تھے۔ بے شمار لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کر کے اعلیٰ مقامات حاصل کئے۔

آپ کا انتقال بروز جمعرات ۱۲/شوال ۱۳۸۵ھ/۳/فروری ۱۹۶۶ء کو چک عبدالخالق المعروف سیداں شریف (دینہ، جہلم) میں ہوا۔ آپ اپنے والد اور دادا کے پہلو میں وہیں مدفون ہوئے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ۔ گنگوالہ شریف (راولپنڈی)

حضرت پیر ولایت شاہ بخاری نقشبندیؒ

حضرت پیر ولایت شاہ بخاری نقشبندیؒ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔

آپ کے والد گرامی کا نام سید صفت شاہ بخاریؒ تھا۔ آپ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۹۰ء میں گنگوالہ شریف، راولپنڈی میں ہوئی۔

آپ کی اولاد میں دو صاحبزادے، سید نذیر حسین شاہ بخاری اور سید قربان حسین شاہ بخاری ہیں۔

آپ کا انتقال شب جمعہ ۲۳/مارچ ۱۹۶۹ء کو گنگوالہ شریف میں ہوا۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ بھنگالی شریف (گوجرخان)

1 ۔ حضرت پیر سید امام علی شاہ ہمدانی نقشبندیؒ

حضرت پیر سید امام علی شاہ ہمدانی نقشبندیؒ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑویؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق جھنڈ وسیداں، راولپنڈی سے تھا۔آپ کے والد گرامی کا نام حضرت پیر سید علی گلاب شاہ ؒ تھا۔ آپ کے آباؤاجداد سری نگر، مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے جھنڈ وسیداں، راولپنڈی میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ حضرت پیر سید امام علی شاہ ہمدانی ؒ چودھری گلاب خان کی درخواست پر اپنے والد صاحب کی اجازت سے ''بھنگالی گجر'' کے علاقے میں نقل مکانی کر گئے تھے۔

حضرت پیر سید علی شاہ ہمدانیؒ کی اولاد میں تین صاحبزادے تھے جن میں بڑے صاحبزادے سید گلاب شاہ ہمدانیؒ آپ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔ حضرت سید گلاب شاہ ہمدانیؒ کی اولاد میں پانچ صاحبزادے، سید پیر امام علی شاہ ہمدانیؒ، پیر سید احمد شاہ ہمدانیؒ، پیر سید چن شاہ ہمدانیؒ، پیر سید علی قدر شاہ ہمدانیؒ اور پیر سید طالب حسین شاہ ہمدانی تھے۔ ان صاحبزادگان کے مزارات تھانہ چونترہ، راولپنڈی میں ہیں۔

آپ نہایت متقی، پرہیزگار، مہمان نواز اور عبادت گزار انسان تھے۔ آپ کے چار بیٹے تھے جن میں بڑے بیٹے پیر سید محبت علی شاہ ہمدانیؒ آپ کے خلیفہ مجاز ہوئے جن کا انتقال ۱۹۹۶ء میں ہوا۔ دوسرے بیٹے پیر سید عبداللہ شاہ ہمدانیؒ بھی شریعت وطریقت میں کامل تھے اور آپ کی خلافت سے سرفراز ہوئے۔ پیر سید امام علی شاہ کا انتقال ۲۵ ستمبر ۱۹۸۸ء کو ہوا اور بھنگالی شریف میں مدفون ہوئے۔ تیسرے صاحبزادے پیر سید سلطان علی شاہ ہمدانی بھی شیخ طریقت ہیں اور تعلیم وتدریس میں مشغول ہیں۔

حضرت پیر سید امام علی شاہ ہمدانی نقشبندیؒ کا انتقال ۱۰/اکتوبر ۱۹۵۷ء/ ۱۳۷۷ھ کو ہوا اور بھنگالی شریف، تحصیل گوجرخان میں آخری آرام گاہ پائی۔

2 ۔ حضرت پیر سید عبداللہ شاہ حسینی ہمدانی نقشبندیؒ

حضرت پیر سید عبداللہ شاہ ہمدانی نقشبندیؒ حضرت پیر سید امام علی شاہ ہمدانی نقشبندیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ نے تمام زندگی فقر وفاقہ میں گزار دی۔ آپ عشقِ رسول ﷺ کی دولت سے مالا مال تھے۔ آپ کسی سائل کو

خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے تھے۔ آپ علوم ظاہر و باطن سے مالا مال اور شیخ طریقت تھے۔ آپ لوگوں کو شریعت وطریقت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ سنتِ رسول اللہ ﷺ پر سختی سے عمل پیرا تھے۔

آپ نے اپنے والد گرامی سے بیعت کر کے سلوک کے مدارج طے کئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادے، پیر سید مخدوم محمد عباس ہمدانی اور پیر سید جابر علی شاہ ہمدانی آپ کے خلیفہ اور جانشین ہیں۔ آپ کے بھائی پیر سید سلطان علی ساہ ہمدانی نے دار العلوم حسینیہ ہمدانیہ نعیمیہ قائم کیا ہے اور دین کی خدمت کر رہے ہیں۔

آپ کا انتقال ۲۵ ر ستمبر ۱۹۸۸ء کو دربار حسینی، بھنگالی شریف میں ہوا۔ آپ کو اپنے والد کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ۔ مستال شریف (راولپنڈی)

1 ۔ حضرت خواجہ محمد امین مستالوی نقشبندیؒ

حضرت خواجہ محمد امین مستالوی نقشبندیؒ حضرت شیخ احمد جی نقشبندیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت علاقہ سواں ضلع راولپنڈی میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت شیخ احمد جی نقشبندیؒ تھا جو حضرت خواجہ مراد نتھیالویؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کے والد ماجد کا انتقال ۴ ر شوال ۱۲۸۴ھ / ۸ ر فروری ۱۸۶۸ء کو روپڑ شریف، ضلع راولپنڈی میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد امین مستالوی نقشبندیؒ روپڑ شریف سے نقل مکانی کر کے مستال، ضلع اسلام آباد میں آ کر آباد ہو گئے اور اس کو اپنا مرکز بنا لیا تھا۔ آپ عالم و فاضل اور شیخ طریقت تھے۔ تقویٰ پرہیز گاری اور ذکر و فکر آپ کی زندگی کا معمول تھا۔ آپ سنتِ رسول اللہ ﷺ کے سخت پابند تھے۔

آپ کی تصانیف میں دو کتابیں ہیں؛

۱۔ زاد الامین لاہل یقین (فارسی)

۲۔ تحفہ احمدیہ (منظوم پنجابی)

آپ کی اولاد میں دو صاحبزادے ہیں۔ آپ کے صاحبزادے مولانا عبد العلی مستالوی آپ کے جانشین اور سجادہ نشین ہوئے۔

آپ کا انتقال ۲ ر شوال ۱۳۱۸ھ / ۲۳ ر جنوری ۱۹۰۱ء کو ہوا۔ آپ کی آخری آرام گاہ مستال شریف میں ہے۔

2 ۔ حضرت علامہ پیر محمد عبد العلی مستالوی نقشبندیؒ

حضرت علامہ پیر محمد عبد العلی مستالوی نقشبندیؒ حضرت خواجہ محمد امین مستالوی نقشبندیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت مستال شریف، اسلام آباد میں ہوئی۔

آپ اپنے وقت کے عالم وفاضل اور متقی انسان تھے۔ آپ کا اوڑھنا بچھونا تعلیم وتدریس تھا۔ آپ نے نایاب و نادر کتابیں جمع کی ہوئی تھیں اوران کی نقول تیار کرایا کرتے تھے۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ میں اپنے والدگرامی سے بیعت کر کے سلوک کے منازل طے کئے اور تکمیل پر خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے چچا حضرت خواجہ محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ سے بھی ادارت کا تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی نامور تالیف '' فتاویٰ مستالیہ '' ہے جس میں فقہ حنفی کے شاندار فتاویٰ ہیں۔

آپ کا وصال ۵؍ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ؍یکم مئی ۱۹۴۳ء کو ہوا اور مستال شریف میں آخری آرام گاہ پائی۔

3 ۔ حضرت صاحبزادہ پیر اصغر علی مستالوی نقشبندیؒ

حضرت صاحبزادہ پیر اصغر علی مستالوی نقشبندیؒ حضرت علامہ پیر محمد عبد العلی مستالوی نقشبندیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت مستال شریف، اسلام آباد میں ہوئی۔ آپ عالم دین اور شیخ طریقت بزرگ تھے۔ آپ انتہائی سادہ مزاج اور خداترس انسان تھے۔ آپ کا زیادہ تر وقت علماء اور درویشوں کی صحبت میں گزرتا تھا۔ آپ جامع مسجد تالاب پختہ بنی محلّہ، راولپنڈی میں امام اور خطیب تھے۔ آپ نے سلوک کے مدارج اپنے والدگرامی سے بیعت کر کے مکمل کئے اور خرقہ خلافت واجازت حاصل کیا۔

آپ کا انتقال بروز جمعرات ۹؍مئی ۱۹۹۱ء بوقت عشاء اپنے مکان واقع محلّہ امام باڑہ نزد مسجد مولوی نادر دین میں ہوا۔ آپ مستال شریف میں اپنے والدگرامی کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ دریا شریف، حضرو (اٹک)

1 ۔ حضرت حافظ عبدالغفور نقشبندیؒ المعروف باباجیؒ

حضرت حافظ عبدالغفور نقشبندیؒ حضرت خواجہ غلام محمدؒ (حضرت خواجہ غلام حسن سواگؒ کے پوتے) کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۱۲ھ میں دریا شریف تحصیل حضرو (اٹک) میں ہوئی۔ آپ علوم شریعت وطریقت کے عالم تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی حضرت محمد جیؒ سے حاصل کی۔ آپ نے قرآن کریم شکردرہ (اٹک) سے حفظ کیا۔ مزید دینی تعلیم آپ نے ماصرہ کھوڑی، رام پور اور دہلی کے مختلف مدارس سے حاصل کی۔

آپ کے والد مانکی شریف کی درگاہ سے منسلک تھے۔ آپ بھی ان کے حلقہ ادارت میں داخل ہو کر ان سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ ان کے بعد آپ نے حضرت غلام حسن سواگؒ (تحصیل کروڑ، لیہ) کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلوک کی منزلیں طے کیں۔ ان کے بعد ان کے پوتے اور خلیفہ حضرت خواجہ غلام محمدؒ سے سلوک کی تکمیل کی اور سلاسل اربع (نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ) میں خلافت سے مشرف ہوئے۔

آپ نے دریا شریف میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی اور بچوں کو قرآن کی تعلیم دی۔ آپ کے دن کا بیشتر حصہ تعلیم و تدریس اور ذکر وفکر میں گزرتا تھا۔ آپ نے اپنے شیخ کے ہمراہ سرہند شریف کا سفر کیا اور وہاں تمام بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی۔ آپ درست نماز پڑھنے پر بہت زور دیا کرتے تھے۔

آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادی اور سات صاحبزادے ہیں جو تمام کے تمام حافظ قرآن ہیں۔ صاحبزادوں میں حافظ محمد شریف، حافظ محمد صدیق، حافظ محمد سلطان محمود، حافظ محمد عبدالحق شامل ہیں۔

آپ کی وفات ۹/جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ/ مئی ۱۹۷۵ء کو ہوا اور دریا شریف (حضرو، اٹک) میں آسودہ خاک ہوئے۔

2 ۔ حضرت مفتی محمد ہدایت الحق حقانی نقشبندیؒ

حضرت مفتی محمد ہدایت الحق حقانی نقشبندیؒ حضرت الحاج پیر غلام محی الدین غزنوی نیرویؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں سنگل کوٹ بٹل ضلع مانسہرہ، ہزارہ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت علامہ احمد نبیؒ تھا۔ آپ کٹھان خیل گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ نے پہلے اردو کی تعلیم حاصل کی پھر دینی تعلیم اور

علوم عربیہ کی کتب اس وقت کے مشہور اساتذہ سے پڑھیں۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد ضیاء الدین مکھڈ شریف، حضرت علامہ ولی احمد بہاولپوری، حضرت مولانا عبدالحق غور غشتی اور شیخ الجامعہ علامہ محبّ النبی کے نام شامل ہیں۔ آپ نے ۱۳۵۹ھ میں دارالعلوم نعمانیہ، لاہور سے تکمیلِ فنون وحدیث کی سند فراغت اور دستارِ فضیلت حاصل کی۔

آپ نے حضرو شہر میں جامعہ عربیہ حقائق العلوم کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا اور اس میں تدریس کے فرائض انجام دئے۔ آج وہ ادارہ تبلیغ اسلام اور سنت رسول اللہ ﷺ کی ترویج واشاعت کا مرکز ہے۔ آپ کے مشہور شاگردوں میں حضرت علامہ عبدالقیوم سرحدی، حضرت علامہ محمد عبدالمالک لقمانوی، خطیب اعظم مانسہرہ حضرت علامہ سید جیلانی شاہ، خطیب اعظم چکار آزاد کشمیر حضرت علامہ خلیل الرحمان قندھاری، مولانا سید ابرار شاہ سوات، الحاج پیر علاء الدین صدیقی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نیریاں شریف، مولانا الحاج حافظ محمد فاروق چشتی (برطانیہ) شامل ہیں۔

آپ کے کثیر تعداد میں مریدین کراچی، حیدرآباد، لاہور، گوجرانوالہ، ہزارہ، کشمیر، پشاور، مردان، کوہاٹ، کوئٹہ اور بلوچستان میں موجود ہیں۔ آپ خطابت وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف پر بھی کام کیا۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ نافع المسلمین (مختلف مسائل)

۲۔ گنجینۂ تصوف

۳۔ مقاصد ابرار

۴۔ اوضع البیان فی حیلۃ الاسقاط مع دوران القرآن (حلیہ السقاط کا ثبوت)

۵۔ جواہر البیان المسمی خلاصۃ القرآن (مضامین قرآن پر مشتمل رسالہ)

آپ کی وفات ۷۶ سال کی عمر میں بروز جمعہ المبارک ۱۳/اکتوبر ۱۹۹۵ء میں کراچی میں ہوا۔ آپ کے جسد خاکی کو حضرو لا کے دفن کیا گیا۔

3 ۔ حضرت خواجہ صوفی محمد اسلم نقشبندیؒ (شاہ پوری)

حضرت خواجہ صوفی محمد اسلم نقشبندیؒ حضرت خواجہ صوفی نواب الدین (موہری شریف) کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۴/اپریل ۱۹۳۴ء بروز پیر وادی کشمیر میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ آپ

بچپن سے ہی صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ آپ نے خواجہ صوفی نواب الدین ؒ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلوک کے مدارج طے کئے اور تکمیل کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ، نوابیہ، معصومیہ میں اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کو موہری شریف میں جبہ ودستار سے نوازا گیا۔

آپ اپنے مرشد کے حکم سے تبلیغ کے لئے برطانیہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے مسلمانوں کی دینی تعلیم وتربیت اور نماز کا انتظام کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی روحانی تربیت پر بھی توجہ دی اور انہیں طریقت کے آداب بھی سکھلائے۔

آپ کی وفات ۱۲/اپریل ۱۹۹۹ء کو بلیک برن (برطانیہ) میں ہوئی۔ آپ کے جسد خاکی کو جہلم لایا گیا اور جامعہ مسجد نقشبندیہ اسلامیہ کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔

4 ۔ حضرت خواجہ محمد خان عالم نقشبندی ؒ

حضرت خواجہ محمد خان عالم نقشبندی ؒ حضرت قادر محمد ؒ کے خلیفہ تھے۔

آپ کی ولادت موضع کہری جلال پور جٹاں (گجرات) کے کھوکھر خاندان میں ہوئی۔ آپ شادی کے بعد باؤلی شریف، جہلم میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی ؒ کے خلیفہ حضرت قادر محمد ؒ (ساکن نتھیال شریف، اٹک) کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر خلافت سے مشرف ہوئے۔ اپنے مرشد کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی ؒ سے تجدید بیعت کر لی۔ آپ بہت عابد وزاہد اور صاحب تصرفات بزرگ تھے۔

آپ کا انتقال ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ کو باؤلی شریف (جہلم) میں ہوا۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، شیخ سعدی بلخاریؒ لاہوری

حضرت شیخ آدم بنوریؒ (خلیفہ امام ربانی مجدد الف الثانی شیخ احمد سرہندیؒ)

1 ۔ حضرت شیخ سعدی بلخاری نقشبندیؒ

آپ حضرت سید آدم بنوریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا شمار اپنے وقت کے مشہور اولیاء کرام میں ہوتا تھا۔ آپ ظاہری و باطنی علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ صاحب کرامت ولی، عابد و زاہد اور مقاماتِ عالیہ پر فائز تھے۔

حضرت شرف الدین مجددی کشمیریؒ اپنی تصنیف ''روضۃ الاسلام ''میں حضرت شیخ سعدی بلخاریؒ کا ایک واقعہ ان کی زبانی لکھتے ہیں کہ میری عمر آٹھ سال کی تھی میں اپنے گاؤں میں واقعہ ایک کنویں پر وضو کر رہا تھا کہ ادھر سے حاجی سعد اللہ وزیر آبادیؒ گزرے جو حضرت سید آدم بنوریؒ کے خلیفہ تھے۔ وہ بنور تشریف لے جارہے تھے انہوں نے دیکھا کہ میں بہت احتیاط سے وضو کر رہا ہوں تو خوش اور حیران ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے اس چھوٹی سی عمر میں یہ بچہ کس قدر توجہ اور احتیاط سے وضو کر رہا ہے۔ چند لمحوں تک انہوں نے میری طرف اپنی توجہ مرکوز رکھی پھر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آگے چل پڑے۔ میں نے ان کے ساتھیوں سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت حاجی سعد اللہ ہیں جو اپنے مرشد کی زیارت کا شرف حاصل کرنے بنور جارہے ہیں۔ یہ سن کر میرے دل میں شوق پیدا ہوا کہ ایسی بزرگ ہستی کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہئے چنانچہ میں ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا حتیٰ کے وہ بنور پہنچ گئے میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ حاجی سعد اللہؒ حضرت سید آدم بنوریؒ سے ملے۔ جو لوگ ساتھ تھے وہ بھی باری باری حضرت شیخؒ سے ملے۔ جب میری آئی تو حضرت حاجی سعد اللہؒ نے کہا کہ یہ لڑکا بھی ہمارے ساتھ آیا ہے۔ حضرت سید آدم بنوریؒ نے میری طرف دیکھا اور میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ نہ کہو کہ یہ لڑکا ہمارے ساتھ آیا ہے بلکہ یہ کہو کہ ہم اس کے ساتھ آئے ہیں۔ یہ لڑکا تو ازلی سعادت مند اور بارگاہ الٰہی میں مقبول ہے اگر روز محشر اللہ تمہیں بخشے گا تو اس کے سبب بخشے گا۔ اس کے بعد انہوں نے میرا نام پوچھا تو میں نے اپنا نام سعدی بتایا۔ حضرتؒ نے فرمایا! تم جہاں کہیں بھی جاؤ اور جہاں کہیں بھی رہو سعد رہو دنیا میں بھی تم سعد ہو اور آخرت میں بھی۔

حضرت شیخ سعدی بلخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے مجھ پر بے حد شفقت فرمائی اور اپنی خصوصی عنایات سے نوازا، پھر مجھے اپنے گھر لے گئے اور گھر والوں سے فرمایا! آج مجھے ایک ایسا کم عمر بچہ ملا ہے جسے حضور سرور دو عالم ﷺ

اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء ؓ نے اپنی فرزندی میں قبول فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت سید آدم بنوری ؒ نے مجھے اپنی بیعت کی سعادت سے نوازا میں نے ان کے گھر میں کئی سال گزارے اور ان کے زیر سایہ تعلیم و تربیت اور روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔ آپ اپنے شیخ ؒ کے انتقال کے بعد لاہور تشریف لے آئے اور خلقِ خدا کی رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔

آپ چالیس برس تک لاہور میں طالبانِ حق کی راہنمائی فرماتے رہے۔ آپ کا انتقال بروز بدھ ۳ / ربیع الثانی ۱۱۰۸ھ بمطابق ۲۰ / اکتوبر ۱۶۹۶ء کو مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے میں ہوا۔ آپ کا مزار ترمذی اسٹریٹ سعدی پارک مزنگ، لاہور میں ہے۔ ان دنوں لاہور میں مہابت خان ابراہیم صوبہ دار تھا۔

آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے تھے جن کے نام خواجہ محمد سلیم، خواجہ محمد عبدالغنی، خواجہ محمد عارف اور خواجہ محمد یوسف تھے۔

آپ کے خلفاء عظام :

۱۔ حاجی محمد اسماعیل غوری نقشبندی پشاوری ؒ

۲۔ خواجہ محمد سلیم ؒ (فرزند)

۳۔ خواجہ عبدالغنی ؒ (فرزند)

۴۔ مخدوم خواجہ عبدالغفور پشاوری ؒ

۵۔ پیر زہدی نقشبندی ؒ

۶۔ حضرت شیخ یحییٰ نقشبندی ؒ

2 ۔ حضرت پیر زھدی نقشبندی لاہوری ؒ

حضرت پیر زھدی نقشبندی لاہوری ؒ حضرت شیخ سعدی بلخاری نقشبندی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا اصل نام وجیہہ الدین تھا۔ آپ نے شیخ جان محمد سہروردی لاہوری ؒ اور میراں بھیکھ چشتی ؒ اور حضرت محمد غوث نقشبندی قادری لاہوری ؒ سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ آپ اپنے شیخ کی وفات کے بعد مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، نجف اشرف، کربلا معلیٰ، بیت المقدس اور بغداد کی زیارتوں پر تشریف لے گئے تھے۔ آپ کی عادت تھی کہ زمین پر گرے ہوئے روٹی کے ٹکڑے اٹھا کر صاف کر کے کھا لیتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۱۲۹ھ / ۱۷۱۷ء کو ہوئے اور میانی، لاہور کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

3 ۔ حضرت شیخ یحییٰ نقشبندیؒ

حضرت شیخ یحییٰ نقشبندیؒ حضرت سعدی بلخاری لاہوریؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔آپ کی ولادت ۱۰۴۱ھ/۱۶۳۱ء میں اٹک میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام جناب پیرداد تھا۔ آپ کی کنیت ابو اسماعیل اور لقب سرالاعظم تھا۔ آپ کا تعلق چغتائی نسل سے تھا۔

آپ نے حضرت سعدی لاہوریؒ سے بیعت کر کے روحانی منازل طے کئے۔ آپ کے شیخ آپ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ آپ اپنے شیخ سے ملنے کے لئے اٹک سے لاہور پیدل جایا کرتے تھے۔ آپ کے شیخ نے آپ کو خلافت سے نوازا اور اپنے مریدین کو حکم دیا کہ اب وہ حضرت سعدیؒ سے روحانی تربیت وفیض حاصل کیا کریں۔ حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ عظیم المرتبت بزرگ تھے۔ انہوں نے حسن عقیدت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپ سے روحانی استفادہ کیا۔

آپ حضرت شیخ سعدیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ اٹک کے رہنے والے تھے۔ آپ کامل ولی گزرے ہیں۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ بادشاہ وقت نے آپ سے کہا کہ ہم دریا میں ایک قلعہ کا بازو بنانا چاہتے ہیں۔ خواجہ یحییٰ نے فرمایا! اے دریا پیچھے ہٹ جا۔ دریا فوراً پیچھے ہٹ گیا اور جب قلعہ کا باز و تعمیر ہو گیا تو فرمایا! آ ٹھیک یعنی آرام سے آ تو اباسین دریا حسب معمول جاری ہو گیا۔ جو آج تک ہمارے لئے زندہ مثال ہے۔ یہ قلعہ آج بھی موجود ہے اور آپ کا مزار مبارک بھی وہاں موجود ہے۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے، شیخ اسماعیل اور خواجہ محمد عیسیٰ۔ آپ کے بہت سے خلفاء کرام تھے جن میں حضرت میاں محمد عمر چمکنی بہت مشہور تھے ان کا مزار پشاور میں ہے۔

آپ کا وصال ۱۷۱۸ء/ ۱۱۳۱ھ میں ہوا اور دریائے اٹک کے کنارے مدفون ہوئے۔

4 ۔ حضرت عبدالشکورؒ

آپ نوشہرہ کے رہنے والے تھے اور بہت بڑے کامل ولی گزرے ہیں۔ آپ کے فیوضات کابل، قندھار، لنڈی کوتل اور ہزارہ کی طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ آپ کا مزار مبارک پشاور میں ہے۔

5 ۔ حضرت عبدالرزاقؒ

آپ حضرت عبدالشکورؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ علاقہ ہشت نگر، پشاور کے رہنے والے تھے۔ حضرت محمد صفا آپ کے خلیفہ تھے۔ آپ اپنے وقت کے مجدد گزرے ہیں۔

6 ۔ حضرت محمد صفاؒ:

آپ ہشت نگر، پشاور کے رہنے والے تھے۔ کامل بزرگ گزرے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

7 ۔ حضرت فقیر محمدؒ

آپ علاقہ ہشت نگر، پشاور کے رہنے والے تھے۔ آپ ہجرت کر کے مظفر آباد کشمیر میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ بے شمار لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے، آپ کے خلیفۂ خاص حضرت سید شمس الدین تھے جو اپنے وقت کے مجدد تھے۔

8 ۔ حضرت سید شمس الدینؒ

آپ علاقہ سید پور ضلع مظفر آباد (کشمیر) کے رہنے والے تھے۔آپ نے حضرت فقیر محمد ہشت نگریؒ سے خصوصی خلافت حاصل کی تھی۔ آپ کا مزار سید پور مظفر آباد میں ہے۔

9 ۔ حضرت مولانا غلام ربانیؒ

آپ ککڑ شنگ ضلع بٹگرام، مانسہرہ ہزارہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ حضرت سید شمس الدین سے فیض یاب ہوئے اور ان کے خاص خلفاء میں شامل ہوئے۔ آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں ککڑ شنگ سے سید پور تک تین دن کی مسافت کا دشوار گزار راستہ پیدل طے کر کے حاضر خدمت ہوتے تھے۔ آپ کے مرید ہزارہ، اگرور، راولپنڈی، لاہور اور فیصل آباد میں ہیں۔ آپ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔آپ کا وصال ۲۶/ذوالحجہ ۱۴۱۷ھ ۴/مئی ۱۹۹۷ء کو بعد نماز ظہر راولپنڈی میں ہوا۔ آپ کا مزار ککڑ شنگ بٹگرام میں ہے۔

10 ۔ حضرت صوفی مقبول احمد نقشبندی مدظلہٗ

آپ الفلاح ٹاؤن بیدیاں روڈ لاہور چھاؤنی کے رہنے والے ہیں۔ آپ ۱۹۷۴ء میں سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے اور ۱۹۷۶ء میں خلافت سے نوازے گئے۔ آپ ماذون بنادئے گئے۔ آپ کو حضرت مولانا غلام ربانیؒ کی طرف سے سلسلہ قادریہ میں بھی اجازت ہے۔ آپ کے مریدین لاہور، کراچی، گوجرانوالہ، وزیرآباد، چکوال، بورے والا، ملتان، اوکاڑہ، سکھر اور بیرون ممالک میں ہیں۔ حضرت جی مولانا غلام ربانیؒ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق سلسلہ کی خدمت میں مشغول ہیں۔

آپ کے خلیفہ مجاز حضرت مفتی ریحان ضیاء دامت برکاتہٗ کینیڈا کے شہر کیلگری میں مقیم ہیں اور تبلیغ دین اور اشاعت وترویج سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مصروف ہیں۔

11 ۔ حضرت مفتی خواجہ ریحان ضیاء دامت برکاتہٗ

حضرت مفتی خواجہ ریحان ضیاء دامت برکاتہٗ حضرت صوفی مقبول احمد نقشبندی مدظلہٗ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ کی ولادت ۸/ستمبر ۱۹۷۳ء کو لاہور میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت خواجہ ضیاء اللہ دامت برکاتہٗ ہے۔ آپ نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ روائتی تعلیم انٹرمیڈیٹ تک حاصل کی۔ آپ پاکستان کی معروف تعلیمی درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور سے عالم فاضل ہوئے۔ آپ نے حضرت مفتی حمید اللہ جان صاحب کی سرپرستی میں تخصص مکمل کیا اور ان سے چاروں سلاسل میں خلافت واجازت حاصل کی۔ آپ نے جامعہ اشرفیہ سے ۱۹۹۸ء میں دورہ حدیث مکمل کیا۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت شیخ موسیٰ روحانی بازی ترمذی (خلیفہ مجاز حضرت شیخ علاء الدینؒ)، صوفی سرور صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب قابلِ ذکر ہیں۔ آپ نے حضرت صوفی سرور صاحب سے ابوداؤد مکمل اور صحیح بخاری کی جلد اول کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے ۱۹۹۷ء میں لاہور میں حضرت صوفی مقبول احمد نقشبندی مدظلہٗ سے بیعت کی اور سلوک کے منازل طے کر کے ۱۹۹۹ء میں سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت وخلافت حاصل کی۔ آپ ۳۰/نومبر ۲۰۲۰ء کو ماذون کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ آپ ۲/جون ۲۰۱۷ء سے کینیڈا میں دین کی ترقی، ترویج اور اشاعت میں مصروف ہیں۔ آپ کیلگیری (کینیڈا) میں ہفتہ وار حلقہ ومراقبہ بھی کرواتے ہیں جس سے مسلمان استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ بچوں اور بڑوں کو بھی دینی تعلیم دیتے ہیں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ نوریہ، چورہ شریف، اٹک

حضرت حافظ سید محمد جمال اللہ رام پوریؒ (خلیفہ حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبندؒ)

1 ۔ حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰؒ

حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰؒ حضرت حافظ سید محمد جمال اللہ رام پوریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت موضع چودھواں علاقہ گنڈا پور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوئی۔ آپ علوم ظاہری و باطنی میں کامل تھے۔ آپ مراقبات ومجاہدات کے ذریعہ مقاماتِ باطنی کے اعلیٰ درجوں پر پہنچ گئے تھے۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت یافتہ تھے۔ آپ کے شیخ اقدسؒ نے بعض مریدین کی تربیت آپ کے حوالے کر دیتے تھے جیسے حضرت خواجہ سید فیض اللہ تیراہیؒ کی تربیت کی ذمہ داری آپ کو دی تھی۔

آپ کا انتقال ۷/ذوالحجہ ۱۲۲۰ھ /۲۶/فروری ۱۸۰۶ء کو گنڈا پور میں ہوا۔

آپ کے تین فرزند تھے۔ خواجہ پیر محمد، خواجہ جان محمد اور خواجہ علی محمد

آپ کی وفات کے بعد خواجہ جان محمد نے آپ کی مسند شیخیت سنبھالی۔

آپ کے خلفاء:

۱۔ حضرت سید محمد فیض اللہ تیراہیؒ

۲۔ حضرت سید محمد اسماعیل شاہؒ

2 ۔ حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ تیراہیؒ

حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ تیراہیؒ حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء میں تیزئی علاقہ تیراہ (افغانستان) میں ہوئی۔ آپ بابا تیرائی کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی سید خان محمد تھا۔ آپ اپنے وقت کے مفتی اور علوم ظاہری میں کامل تھے۔ کوہاٹ شہر کے قریب موضع شادی خیل میں کافی عرصہ درس وتدریس انجام دیتے رہے۔ آپ کچھ عرصہ احمد شاہ ابدالی کی فوج سے بھی وابستہ رہے۔ ایک دفعہ آپ رام پور کے قلعہ پے سپہ سالاری کر رہے تھے کہ قلعہ سے باہر باغ میں موجود حضرت خواجہ محمد عیسیٰؒ پر ان کی نظر پڑی۔ آپ کے دل میں ان سے ملنے کی تڑپ پیدا ہوئی۔ آپ حضرت اقدسؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔

پھر آپ کے مزاج کی کیفیات ہی بدل گئیں اور آپ نے ان سے بیعت کر کے سلوک کے منازل طے کئے اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ بہت زیادہ صدقہ وخیرات کرنے والے بزرگ تھے۔

ایک دفعہ آپ کے مرشد حضرت محمد عیسیٰؒ نے فرمایا! اے فیض اللہ چلو تم کو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کروا دیں۔ آپ نے فرمایا کہ بے ادبی معاف، میرے خضرؑ تو آپ ہیں جو کچھ مجھے پہنچے گا تو آپ ہی کے ذریعہ وسیلہ پہنچے گا۔ ایسا نہ ہو کہ حضرت خضر علیہ السلام کی جلالت مجھ پر غالب آجائے اور میں آپ کو کمتر نگاہ سے دیکھوں۔ اس خوش اعتقادی سے آپ بہت خوش ہوئے اور اس قدر محو ہوئے کہ گریہ طاری ہو گیا۔ اسی اثناء میں حضرت خواجہ محمد عیسیٰؒ آپ سے لپٹ گئے اور معانقہ کیا اور منزلِ مقصود پر پہنچا دیا۔ آپ کو فرمایا کہ یہاں سے چلے جاؤ کی کفار کی حکومت قائم ہونے والی ہے۔

قاضی عبدالحمیدؒ جو کوہاٹ کے مفتی تھے حضرت سید محمد فیض اللہؒ کے والد کے شاگرد تھے۔ ان کی بیٹی جو عالمہ تھیں سے آپ کی شادی ہوئی۔ آپ نے دو شادیاں کیں۔ آپ کی اولاد میں سید نور محمد، سید گل محمد، سید جان محمد، سید صالح محمد، سید محمد نور تھے۔ آپ کے تمام بیٹے صاحبِ اجازت وخلافت تھے۔ ان کے علاوہ سید شہزادے صاحب، شیر محمد صاحب، مولوی محمد امین اور اخوندزادہ محمد شاہ صاحب بھی آپ کے خلفاء تھے۔

آپ کی وفات ۲۰ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ/۱۸۱۹ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار تیزئی (افغانستان) میں ہے۔

3 ۔ حضرت سید نور محمد شاہ نقشبندی المعروف باواجی چوراہیؒ

حضرت سید نور محمد المعروف باباجی چوراہیؒ حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ تیرائیؒ کے فرزند، مرید، خلیفہ اور جانشین تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۱۷۹ھ/۱۷۶۵ء میں تیزئی شریف (تیراہ) میں ہوئی۔ آپ چاروں مشہور سلسلوں سے مجاز تھے۔ آپ نے دینی کتب مولانا محمد امینؒ سے پڑھیں۔ آپ نے علوم ظاہری وباطنی میں مہارت حاصل کی۔ آپ نے اپنے قلم سے پورا قرآن مجید تحریر کیا جو دربار عالیہ چورہ شریف میں پیر سردار شاہ صاحب کے پاس محفوظ ہے۔

آپ انتہائی بلند اخلاق، نیک سیرت، باکردار، متقی وپرہیزگار، پابند شریعت وطریقت تھے۔ آپ کی تمام زندگی سرورِ دوعالم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق گزری۔ آپ نے تیزئی (افغانستان) سے آکر چورہ شریف (اٹک) کو اپنا مرکز بنایا اور روحانی فیوض و برکات سے وہاں کے لوگوں کو سیراب کیا۔ علماء وفضلاء آپ کے پاس حاضر ہو کر داخلِ

طریقت ہوتے۔

آپ کے چار صاحبزادے تھے، حضرت خواجہ سید احمد گل، حضرت خواجہ سید فقیر محمد، خواجہ سید دین محمد، خواجہ سید شاہ محمد۔ چاروں صاحبزادے پابند شریعت وطریقت اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ چاروں کو خلافت واجازت کا شرف حاصل ہوا۔

آپ کا انتقال ۱۳/شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں چورہ شریف میں ہوا۔

آپ کے خلفاء عظامؒ:

۱۔ حضرت عجب نورؒ	(خٹک)
۲۔ حضرت اللہ نورؒ	(خٹک)
۳۔ حضرت ہادی نامدار شاہؒ	(نتھیال شریف)
۴۔ خلیفہ ملا حسن علی بھوت مارؒ	(اٹک)
۵۔ خلیفہ میاں فقیر محمدؒ	(چورہ، اٹک)
۶۔ خلیفہ میاں احمد فقیرؒ	(چورہ، اٹک)
۷۔ خلیفہ جان محمدؒ	(کنٹ)
۸۔ خلیفہ مولوی فضل الدینؒ	(خونی چک، گجرات)
۹۔ خلیفہ خان عالمؒ	(باولی شریف، گجرات)
۱۰۔ حضرت میاں صوبہؒ	(کھاریاں، گجرات)
۱۱۔ خلیفہ خدا بخش بنی والا	(پوڑیسوال، راولپنڈی)
۱۲۔ خلیفہ صاحبزادہ محمد بخشؒ	(باولی شریف)
۱۳۔ خلیفہ احمد شاہؒ	(افغان)
۱۴۔ خلیفہ ملاں بہادرؒ	(گڑھی)
۱۵۔ مولوی مست علیؒ	(میترانوالی، سیالکوٹ)
۱۶۔ سید مرتضیٰ شاہ	(مکان شریف، گورداسپور)

۱۷۔ سید چنن شاہؒ	(آلومہار، سیالکوٹ)
۱۸۔ خواجہ محمد شریفؒ	(فتح جنگ، اٹک)
۱۹۔ خواجہ ملا محمد نصیرؒ	(ملک مالا)
۲۰۔ حافظ خواجہ الدینؒ	(راجووالا)
۲۱۔ حافظ عبداللطیفؒ	(پشاور)
۲۲۔ سید حبیب اللہ شاہؒ سائیں	(پونچھ، کشمیر)
۲۳۔ ملا مرید بھٹوؒ	
۲۴۔ ملا بشیر بھٹوؒ	
۲۵۔ قاضی میاں محمدؒ	(پنڈی گھیپ)
۲۶۔ حاجی سرخودؒ	(رجویہ، جھنگ)
۲۷۔ خواجہ میاں محمودؒ	(لائی والا)
۲۸۔ خواجہ میاں احمدؒ	(کراچی)
۲۹۔ خواجہ محمد عظیمؒ	(سوداں والا)
۳۰۔ خواجہ میاں محمودؒ	(پنوڑی والا)
۳۱۔ خواجہ حاجی صاحبؒ	(ایلسی)
۳۲۔ خواجہ عبید اللہؒ	(کوٹ چھجی)
۳۳۔ سید حبیب اللہ شاہؒ	(اندولی)
۳۴۔ خواجہ نظام الدینؒ	(کہیاں شریف)
۳۵۔ فضل احمد دہم تھوڑی	
۳۶۔ حضرت خواجہ انور خٹکی	
۳۷۔ حضرت خواجہ محمد منیر ہوشیار پوری	

4 ۔ حضرت خواجہ محمد نامدار شاہؒ المعروف ہادی پاک (نتھیال شریف، اٹک)

حضرت ہادی نامدار شاہؒ حضرت خواجہ سید نور محمدؒ عرف باواجی کے خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش (۱۲۰۰ھ تا ۱۲۰۹ھ کے درمیان) کرنین تال علاقہ گھیبی (مضافات پشاور) میں ہوئی آپ فرخ شاہ کابلی کی اولاد میں سے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں حاصل کی پھر آپ نے کاشہ (کابل) کی ایک دینی درسگاہ سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کے بعد مسند درس وتدریس سنبھالی۔ آپ اپنے شیخ سے بیعت ہونے کے بعد بارہ سال تک ان کی خدمت میں رہے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے علم وفضل کی شہرت سن کر حضرت حبیب اللہؒ فتح جنگ سے آپ کی خدمت میں آئے اور آپ سے بیعت ہو کر ظاہری وباطنی علوم حاصل کرنے کے بعد آپ کے خلیفہ خاص مقرر ہوئے۔

آپ جنگل سے لکڑیاں کاٹنے جاتے تھے تو وہاں بیٹھ کر بھی ذکر وعبادت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ تبلیغی دورے پر سیالکوٹ گئے وہاں حضرت چنن شاہؒ نے آپ کی شہرت سنی تو ملنے آئے اور آپ سے اتنے متاثر ہوئے کہ آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کی جو آپ نے قبول کر لی۔

آپ کا انتقال تقریباً پچاس سال کی عمر میں ۷ر جمادی الاول ۱۲۵۹ھ کو بروز منگل نتھیال شریف میں ہوا۔ آپ کی اولاد میں دو صاحبزادے خواجہ غلام نبی شاہ اور خواجہ محمد فضل شاہ اور ایک صاحبزادی تھیں۔

آپ کے خلفاء کرام:

۱۔ خواجہ شیخ احمد جیو — سکنہ روپڑ کلاں

۲۔ خواجہ فضل احمد — سکنہ ہزارہ

۳۔ خواجہ محمد خان عالم — باؤلی شریف

۴۔ خواجہ سید چنن شاہ — آلومہار، سیالکوٹ

۵۔ خواجہ حبیب اللہ کوملی

۶۔ خواجہ عبدالرحمان کوملی

۷۔ خواجہ قاسم خان

۸۔ خواجہ شاہ محمد لدھانہ

۹۔ خواجہ مرتضٰی رتوی

۱۰۔ خواجہ الٰہی بخش لدھانہ	
۱۱۔ مولوی امام دین	
۱۲۔ مولوی صدر الدین	سرہند شریف
۱۳۔ مولوی الٰہی بخش	تھانیر
۱۴۔ میاں محمد بخش	(انڈیا)
۱۵۔ شاہ محمد	ملک پور
۱۶۔ مولوی فدا بخش ملتانی	
۱۷۔ اخوند احمد	مسقط
۱۸۔ اخوند صاحب	ریاسی
۱۹۔ محمد شاہ	نہلا پور
۲۰۔ مولوی شیر محمد	
۲۱۔ مولوی خان	ملکوال
۲۲۔ مرتضٰی	رملہ
۲۳۔ میاں سلام الدین	
۲۴۔ میاں رحیم الدین	کشمیر
۲۵۔ ملنگ شاہ سہال	
۲۶۔ الف دین	بجر یتال
۲۷۔ میاں بڈھا	ڈھوا، سیالکوٹ
۲۸۔ حافظ فتح دین	جوڑا، گجرات
۲۹۔ خواجہ عبد الصمد خان عرف رنمست خان	
۳۰۔ خواجہ پیر سید نوران شاہ ولی	نور پور شاہاں، سوہاوہ
۳۱۔ خواجہ محمد قاسم	موہڑہ شریف، مری

5 ۔ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ

حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ حضرت خواجہ سید نور محمدؒ عرف باوا جی کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۱۳ھ/۱۷۹۸ء کو تیزئی (افغانستان) میں ہوئی۔ علوم ظاہری و باطنی اپنے والد گرامی سے سیکھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا فاروقِ اعظمؓ سے ملتا ہے۔ آپ کم عمری سے ہی ذکر و فکر، مراقبہ اور اتباعِ سنت کے پابند رہے۔ آپ بیس سال کی عمر میں خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ سادہ لباس پہنتے تھے اور سادہ کھانا کھاتے تھے جو عموماً خمیری روٹی اور کھچڑی ہوتی تھی۔ آپ متقی و پرہیز گار اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی پانچ صاحبزادے ہیں، حضرت خواجہ سید گل نبی، حضرت خواجہ سید محمد نبی، حضرت خواجہ سید احمد نبی، حضرت خواجہ سید شاہ، حضرت خواجہ سید قادر شاہ۔ سب صاحبزادے ولی کامل ہیں۔

آپ کا انتقال ایک سو دو سال کی عمر میں ۲۹/محرم الحرام ۱۳۱۵ھ/ ۳۰/جون ۱۸۹۷ء کو ظہر و عصر کے درمیان ہوا اور چورہ شریف (اٹک) میں مدفون ہوئے۔

آپ کے چند مشہور خلفاءعظام:

۱۔ حضرت حافظ سید جماعت علی شاہؒ محدث علی پوری (علی پور، سیالکوٹ)

۲۔ حاجی سید جماعت علی شاہ ثانیؒ علی پوری

۳۔ مولوی غلام نبی قریشی (چک قریشیاں، سیالکوٹ)

۴۔ حافظ عبدالکریمؒ (راولپنڈی)

۵۔ مولوی محمد حسین (گجرات)

۶۔ مولانا غلام محمد بگویؒ (امام بادشاہی مسجد، لاہور)

۷۔ صاحبزادہ نواب الدین علیؒ (ساکن بشندور، جہلم)

۸۔ حافظ فتح الدینؒ (رنگ پور، سیالکوٹ)

۹۔ راجہ شیر باز خانؒ (بڑکی، گوجر خان)

۱۰۔ سید غلام قادر شاہؒ (کوٹلی سیداں)

۱۱۔ حافظ جیؒ (جوڑی والا)

۱۲۔ خلیفہ محمد خان عالمؒ باؤلی شریف	(گجرات)
۱۳۔ خلیفہ صاحبزادہ غلام محی الدین صاحبؒ	باؤلی شریف (گجرات)
۱۴۔ حضرت مست علیؒ	(متراں والی، سیالکوٹ)
۱۵۔ حضرت سید چنن شاہ	(آلومہار، سیالکوٹ)
۱۶۔ حضرت پیر سید ایزد بخشؒ	(لاہور)

6 ۔ مولوی غلام نبی قریشیؒ (چک قریشیاں)

مولوی غلام نبی قریشیؒ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ہی کے توسط سے جماعت علی شاہؒ حضرت خواجہ سید فقیر محمدؒ صاحب کے پاس پہنچے تھے۔ آپ اپنے وقت کے عابد و زاہد اور گوشہ نشین بزرگ تھے۔ آپ بہت لمبا مراقبہ کیا کرتے تھے۔ آپ صاحب تصرف ولی تھے۔

7 ۔ حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم نقشبندیؒ (راولپنڈی)

حافظ عبدالکریمؒ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ۷/ جمادی الاول ۱۲۶۴ھ/ ۱۱/ اپریل ۱۸۴۸ء کو بروز منگل محلّہ چنن شاہ چراغ، راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام نذر محمد تھا، آپ بچپن میں اپنے والد کے سایہ سے محروم ہو گئے تھے۔ آپ کے چچا جناب پیر بخش اور پھوپھی حیات بی بی نے آپ کی پرورش کی۔ آپ کی پھوپھی بہت نیک اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ آپ کا شجرہ نسب مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر سے ملتا ہے۔

آپ نے آٹھ سال سے سولہ سال کی عمر تک مسجد کے امام قاری محمد زمان صاحب سے حفظ قرآن مکمل کیا اور پھر درس نظامی۔ فقہ، حدیث، مشکوۃ شریف، احیاء العلوم، مثنوی شریف اور تفسیر کی تکمیل کی۔ فن قرأت میں آپ مولانا محمد حسین مکیؒ کے شاگرد تھے۔ آپ اکیس سال کی عمر میں حضرت خواجہ سید فقیر محمدؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور سلوک کی تکمیل کے بعد خرقہ خلافت حاصل کیا اور صاحب مجاز ہوئے۔

آپ دو مرتبہ حج بیت اللہ اور حرمین شریفین کی زیارت کے لئے گئے۔ آپ نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ شریعت کی پابندی، گوشہ نشینی اور حسن اخلاق کا نمونہ تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں مخلوق خدا نے آپ سے

فیض ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ آپ صبح و شام ذکر وفکر میں مشغول رہتے تھے۔ خلوت نشینی کے لئے راولپنڈی میں واقع باغ سرداراں جو کہ اس وقت گھنے جنگل کی صورت اختیار کئے ہوا تھا اور ایک خوبصورت مقام تھا، تشریف لے جاتے تھے اور خلوت میں اللہ کے ذکر میں مصروف ہو جاتے تھے۔ کبھی کبھی پیرودھائی کے قبرستان میں بھی ڈیرہ لگا لیتے تھے۔

"ہدایت الانسان الی سبیل العرفان" آپ کی مشہور تصنیف ہے۔

آپ کی وفات بروز بدھ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ/۲۰ مئی ۱۹۳۶ء کو راولپنڈی میں ہوئی اور عیدگاہ شریف، راولپنڈی میں مدفون ہوئے۔

آپ کے چند خلفاء عظام کے نام:

۱۔ حضرت خواجہ صوفی محمد نواز الدین	موہری شریف، تحصیل کھاریاں
۲۔ حضرت صاحبزادہ حافظ عبدالرحمان	عیدگاہ شریف، راولپنڈی
۳۔ حضرت مولانا قاضی عالم الدین	سیالکوٹ
۴۔ حضرت مولانا حکیم خادم علی	سیالکوٹ
۵۔ حضرت فقیہہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلی	کوٹلی لوہاراں، سیالکوٹ
۶۔ حضرت سائیں کریم بخش	مدینہ منورہ
۷۔ حضرت بابو کرم دین	لالہ موسیٰ
۸۔ حضرت مولوی فیروز دین	موہڑہ پیکاں، راولپنڈی
۹۔ حضرت حاجی نظام الدین	نورپور شاہاں، اسلام آباد
۱۰۔ حضرت سید غلام شبیر جالندھری	کوئٹہ
۱۱۔ حضرت سائیں نور الحسن	پنڈ جھاٹلہ، راولپنڈی
۱۲۔ حضرت الحاج صوفی عبدالرحمان	سہارن پور
۱۳۔ حضرت الحاج صوفی ثناءاللہ	کوٹلی لوہاراں، سیالکوٹ
۱۴۔ حضرت مولوی فضل احمد جلیہاری	گوجرخان
۱۵۔ حضرت میاں عبداللطیف	لاہور

۱۶۔ حضرت حاجی رحمت اللہ کاٹھیاواڑی

۱۷۔ حضرت سید فضل شاہ جہلم

۱۸۔ حضرت حافظ دین محمد (راولپنڈی)

۱۹۔ حضرت حاجی صوفی میراں بخش (خادم خاص)

۲۰۔ حضرت رشید راجن شاہ کمانوالہ، سیالکوٹ

۲۱۔ حضرت مولوی محمد اکبر کریمی سیالکوٹ

۲۲۔ حضرت سید حاکم شاہ گجرات

۲۳۔ حضرت صوفی حاکم الدین پسرور

۲۴۔ حضرت مولوی نور حسین حضرو، اٹک

۲۵۔ حضرت مولوی محمد یوسف میرپور، آزاد کشمیر

۲۶۔ حضرت الحاج مولانا محمد سعید کاشغری کاشغر

8 ۔ مولانا غلام محمد بگویؒ (امام بادشاہی مسجد، لاہور)

مولانا غلام محمد بگویؒ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء میں بگہ، ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حافظ غلام محی الدین بگویؒ تھا جو قطب دوراں حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے ظاہری تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور پھر حضرت خواجہ سید فقیر محمدؒ سے بیعت ہو کر باطنی علوم سیکھے۔ باطنی علوم میں کمال حاصل کیا اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ عابد و زاہد، شب بیدار اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ عبادت و ریاضت اور خطابت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ کافی عرصہ تک بادشاہی مسجد لاہور میں خطیب رہے۔ بادشاہی مسجد کو سکھوں سے آپ نے ہی واگزار کروایا تھا۔ آپ شریعت کے بہت سخت پابند تھے۔

آپ کی وفات ۴/ جمادی الثانی ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں ہوئی اور بگہ، جہلم میں مدفون ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مولانا محمد شفیقؒ بھی سولہ سال تک بادشاہی مسجد کے خطیب و امام کے فرائض انجام دیتے رہے۔

9 ۔ حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ چوراہی نقشبندیؒ

حضرت خواجہ سید دین محمد چوراہیؒ حضرت خواجہ سید نور محمدؒ عرف باواجی کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۲۷ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ/۱۸۱۵ء میں بمقام تیزئی شریف (افغانستان) میں ہوئی۔ شروع ہی سے آپ کا تعلیم سے زیادہ ذکر الٰہی کی طرف رجحان تھا۔ آپ خواجہ دین محمدؒ کے مکتب میں تعلیم حاصل کرنے لگے۔ پھر آپ نے خواجہ محمد امینؒ سے تعلیم حاصل کرنی شروع کردی۔ چھبیس سال کی عمر تک آپ نے تمام ضروری کتب پڑھ لیں۔ کنز الدقائق کے متن تو آپ کو حفظ ہوگئے تھے۔ تفسیر قرآن پر عبور حاصل ہوگیا تھا۔ آپ کی قوت حافظہ بہت قوی تھی۔ علم تصوف آپ نے اپنے چچا خواجہ سید گل محمدؒ سے سیکھا۔ آپ اپنے والد گرامی کی حیات میں ہی تیرزئی شریف میں مفتی کے فرائض انجان دیتے تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی کے ہاتھ پر بیعت کی اور چاروں سلاسل (نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ) میں خلیفہ مجاز اور جانشین ہوئے۔ حضرت باواجیؒ کے بعد بے شمار لوگوں کو ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے مالا مال کیا۔ مولانا غلام رسول امرتسریؒ جو علامۂ زمان اور منطق میں رسل بابا مشہور تھے آپ سے ملاقات کے بعد اتنے متاثر ہوئے کہ آپ سے بیعت کے کے آپ کی غلامی اختیار کرلی۔ آپ نے ۱۲۹۰ھ میں آپ کو حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت مجدد الف الثانی کے مزار پر حاضری دی۔ واپسی پر لدھیانہ، جالندھر، امرتسر اور باولی شریف کا دورہ کیا پھر چورہ شریف تشریف لائے۔

آپ کا انتقال ۶ ذوالقعدہ ۱۳۲۵ھ/۱۱ دسمبر ۱۹۰۷ء بروز جمعرات چورہ شریف میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

آپ کے چار صاحبزادے تھے، سید دیدار شاہ، قاضی سید محمد عادل شاہ، سید شاہ، سیدن شاہ۔ آپ کے چاروں صاحبزادے آپ کے خلیفہ تھے۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ مفتی غلام رسول امرتسریؒ

۲۔ سید چنن شاہؒ — رتڑہ ریاست کپورتھلہ

۳۔ مولوی احمد دینؒ — خونی چک

۴۔ سید گلاب شاہؒ — شیخوپوری

۵۔ مفتی غلام مصطفیٰ امرتسریؒ

۶۔ مولوی عبدالسلام امرتسریؒ

۷۔ مولوی محمد احسن سہالویؒ

۸۔ مولوی کرم دادؒ گجرات

۹۔ سید حسین شاہؒ بلیری

۱۰۔ جمیل شاہؒ حاجی شاہ

۱۱۔ خلیفہ نظام الدین جاتر یکیؒ

۱۲۔ مولوی محمد یوسفؒ مدوکالس

۱۳۔ مولوی احسن اللہ امرتسریؒ

۱۴۔ احمد شاہ کشمیر والاؒ شراق واڑہ

۱۵۔ غلام نظام الدینؒ بارہ مولا

۱۶۔ خلیفہ عبدالوہابؒ شراق واڑہ

۱۷۔ مولوی نور حسینؒ پھاگ والا

۱۸۔ منشی غلام علی پشاوریؒ

۱۹۔ خواجہ دیدار شاہ چوراہی

۲۰۔ خواجہ محمد عادل شاہ (گلزار نوری)

10 ۔ حضرت خواجہ سید شاہ محمد چوراہیؒ

حضرت خواجہ سید شاہ محمد چوراہیؒ حضرت خواجہ سید نور محمدؒ عرف باواجی کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۳۵ھ/۱۸۱۹ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے خواجہ محمد امینؒ سے حاصل کی۔ آپ نے قرآن کریم حفظ کیا اور علوم ظاہری سیکھے۔ علوم باطنی آپ نے اپنے والد گرامی سے حاصل کیئے۔ آپ اپنے والد گرامی سے بیعت ہوئے اور اسباق سلوک مکمل کرنے کے بعد چاروں سلاسل (نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ) میں خلیفہ مجاز ہوئے۔ آپ صاحب تصرف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ کے دو صاحبزدے تھے، سید امام شاہ اور سید غلام محمد شاہ۔

آپ کی وفات اسّی سال کی عمر میں ۱۷ رجب ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ میاں محمد اسلامؒ شیخوپورہ

۲۔ نور شاہؒ پونچھ

۳۔ پیر بہادر شاہؒ اڑائی والا

۴۔ اکبر شاہؒ کرتو والا

۵۔ میر صاحبؒ پہاڑنگ

۶۔ محمد سعیدؒ پنج دڑ

۷۔ محمد خانؒ تھل والا

۸۔ شاہ محمدؒ بسائیں والا

11 ۔ حضرت میاں محمد اسلامؒ

حضرت میاں محمد اسلامؒ حضرت خواجہ سید شاہ محمد چوراہیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ سرانوالی، سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدین سکھ مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا پیدائشی نام سندر سنگھ اور والد کا نام انوپ سنگھ تھا۔ گاؤں میں اسکول کم تھے تو بچے گاؤں میں مولوی صاحب سے ابتدائی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ آپ کے والد نے بھی آپ کو ابتدائی تعلیم کے لئے سرانوالی کی مسجد کے امام مولوی دین محمد (جو کہ حضرت شاہ محمدؒ کے خلیفہ تھے) کے پاس داخل کروا دیا۔ آپ بہت شوق سے تعلیم حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے دعائیں بھی یاد کرلیں تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ سید شاہ محمد چوراہیؒ گاؤں میں تشریف لائے تو مولوی صاحب نے سندر سنگھ کو حضرت اقدسؒ کی خدمت میں پیش کیا اور ان سے دعائیں سنانے کے لئے کہا۔ سندر سنگھ نے تمام دعائیں زبانی سنا دیں۔ حضرت اقدسؒ نے کہا کہ مجھے اس میں آثارِ ولایت نظر آتے ہیں۔ حضرت خواجہ کچھ دیر تک سندر سنگھ سے باتیں کرتے رہے۔ ان کی باتیں سن کر سندر سنگھ کی دنیا ہی بدل گئی۔ وہ اسی وقت اسلام میں داخل ہو گئے اور ان کا اسلامی نام محمد اسلام رکھا گیا۔ وہ چوری چھپے نمازیں پڑتے رہے اور روزے رکھتے رہے۔ تمام نمازیں تو آپ چھپ کر پڑھتے رہے لیکن عید کی نماز کے لئے مسئلہ ہو گیا تو آپ نے دوسری گاؤں

بھکھی میں جا کر عید کی نماز پڑھی۔ آپ نے کوشش کر کے اپنے حقیقی بھائی اور ایک چچا زاد بھائی کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی جس پر وہ بھی اسلام قبول کرنے پر راضی ہو گئے اور پھر انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا ان اسلامی نام چودھری محمد اعظم اور چودھری غلام محمد رکھا گیا۔ جب ان کے والدین کو ان کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے ان کا بائیکاٹ کر دیا اور ان کو اپنی جائداد سے عاق کر دیا۔ حضرت خواجہ سید شاہ محمد چوراہیؒ محمد اسلام کے بارے میں سن کر بہت رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے محمد اسلام سے کہا کہ تم میرے ساتھ چورہ شریف چلو آج سے تم میرے بیٹے ہو میرے دو بیٹے ہیں اب تیسرے تم ہو اور میری جائداد میں تمہارا بھی حصہ ہوگا۔ آپ کی رہائش کے لئے علیحدہ کمرہ تعمیر کروایا۔ آپ نے حضرت اقدسؒ سے بیعت کی اور مرشد باصفا کی صحبت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں اور حضرت خواجہ سید شاہ محمد چوراہیؒ نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ آپ کا زیادہ تر وقت اپنے مرشد کی خدمت اور عبادت الٰہی میں گزرتا تھا۔ اپنے شیخ اقدسؒ کے انتقال کے بعد آپ اپنے گاؤں واپس آ گئے۔ وہاں آپ نے ایک مسجد تعمیر کروائی اور دین کی خدمت اور یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ آپ کی وفات ۲۶/ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ/۱۱ستمبر ۱۹۳۰ء میں سانگلہ ہل میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے ہوئے، محمد صادق، محمد اکبر علی، عبدالغنی، رشید احمد اور بشیر احمد۔

12 ۔ حضرت خواجہ سید گل نبیؒ

حضرت خواجہ سید گل نبیؒ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت تیزئی شریف میں ہوئی۔ آپ نے کوہاٹ میں ابتدائی تعلیم اور درس نظامی سے فارغ ہوئے۔ آپ کو فارسی اور عربی پر عبور حاصل تھا۔ تفسیر و حدیث کا علم جانتے تھے۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد اپنے والد گرامی سے بیعت ہو کر روحانی منازل طے کیں اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ تیزئی شریف سے ہجرت کر کے چورہ شریف تشریف لائے تو حضرت خواجہ سید گل نبیؒ بیس سال تک وہاں حضرت باواجیؒ کے قائم مقام رہے۔

آپ نہایت متقی پرہیزگار اور شب بیدار درویش تھے۔ آپ نے ایک چھوٹی سی کوٹھری میں ساری عمر گزار دی۔ آپ بہت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ آخری عمر میں آپ کا زیادہ تر وقت کشمیر میں گزرتا تھا۔ آپ کا انتقال ۲۸/ذوالحجہ ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء میں کشمیر میں ہوا۔ آپ کے جسد خاکی کو چورہ شریف لا کر دفنایا گیا۔ آپ کے پانچ صاحبزادے تھے:

۱۔ حضرت سید محمد وردان شاہؒ

۲۔ حضرت سید محمد سید بادشاہؒ المعروف پیر مستوار

۳۔ حضرت سید نادر بادشاہؒ المعروف بانکے پیر

۴۔ حضرت سید نور شاہؒ المعروف نورانی پیر صاحب

۵۔ حضرت سید نور بادشاہؒ المعروف جلالی پیر

13 ۔ حضرت سید محمد وردان شاہؒ

حضرت سید محمد وردان شاہؒ حضرت خواجہ سید گل نبیؒ کے فرزند اور حضرت خواجہ سید فقیر محمدؒ کے پوتے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت تیزئی شریف کے مقام پر ۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے تیزئی شریف میں حاصل کی۔ آپ عربی و فارسی پر عبور رکھتے تھے۔ آپ کو معقولات و منقولات پر کامل دسترس تھی۔ آپ نے فتح جنگ میں مولانا نور حسین صاحب سے بھی تعلیم حاصل کی تھی۔

آپ نے چورہ شریف لاکر اپنے دادا حضرت خوجہ فقیر محمدؒ سے بیعت کی اور سلوک مجددیہ کے منازل ان سے سے سیکھے۔ اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کا اکثر کشمیر کا دورہ رہتا تھا وہاں آپ کے کثیر تعداد میں عقیدت مند تھے۔ آپ درویشوں کی خدمت کر کے بہت خوش ہوتے تھے۔ ہمیشہ کھدر کے کپڑے پہنتے تھے۔

آپ کے گیارہ صاحبزادے تھے جو آپ کی حیات میں انتقال کر گئے تھے۔ آپ کا معمول روزآنہ قرآن کریم کے دس سپارے پڑھنا تھا۔ بعد نماز ذکر نفی اثبات، کلمہ شریف اور اسم ذات کا ورد کرتے تھے۔

آپ نے نوے سال کی عمر پائی اور ۱۱/ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ/ ۷/اپریل ۱۹۴۴ء میں چورہ شریف میں وفات پائی۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حافظ سید ظہور علی شاہؒ

۲۔ خلیفہ الہ دین صاحبؒ	سیالکوٹ
۳۔ خلیفہ غلام یاسین صاحبؒ	کیہان شریف
۴۔ خلیفہ قاضی صاحبؒ	بگوٹ شریف

14 ۔ حضرت سید محمد سید بادشاہؒ (المعروف پیر مستوار)

حضرت سید محمد سید بادشاہؒ حضرت خواجہ سید گل نبیؒ کے فرزند اور حضرت خواجہ سید فقیر محمدؒ کے پوتے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت تیزئی شریف میں ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے تیزئی میں حاصل کی۔ پھر مزید تعلیم فتح جنگ سے حاصل کی۔ ظاہری علوم کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اپنے دادا حضرت خواجہ سید فقیر محمدؒ سے چورہ شریف میں باطنی علوم سیکھے اور درجہ کمال پر پہنچنے کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ صاحب حال و صاحب قلب بزرگ تھے۔ آپ کے حلقہ میں کثیر تعداد میں لوگ شرکت کر کے ذکر نفی اثبات اور کلمہ شریف کا ورد کرتے تھے۔ بہت سے ہندو اور سکھ بھی آپ کے معتقد تھے۔

آپ کا انتقال ۲۷/شوال ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء میں چورہ شریف میں ہوا اور وہیں آپ مدفون ہوئے۔

15 ۔ حضرت سید معصوم بادشاہؒ

حضرت سید معصوم بادشاہؒ حضرت سید محمد سید بادشاہؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں چورہ شریف میں ہوئی۔ ظاہری اور باطنی علوم کی تعلیم آپ نے دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف سے حاصل کی۔ آپ اپنے والد گرامی سے بیعت ہو کر سلوک کے منازل طے کرتے رہے اور جب ان کی تکمیل ہوئی تو آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا گیا۔ آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ کافی عرصہ تک مسلم لیگ کیمبل پور (موجودہ اٹک) کے صدر رہے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس میں حصہ لیا جو ۲۷/اپریل ۱۹۴۶ء میں بنارس میں ہوئی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳ء) میں بھی آپ نے عظیم خدمات انجام دیں تھیں۔ آپ آخری عمر میں کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۱۱/نومبر ۱۹۷۵ء/۱۳۹۵ھ میں اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں، سید حامد علی شاہ، سید آفتاب حسین شاہ۔

16 ۔ حضرت سید محمد نادر شاہؒ (المعروف بانکے پیر)

حضرت سید محمد نادر شاہؒ حضرت سید گل نبیؒ کے بیٹے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم فتح جنگ میں مولانا نور حسین سے حاصل کی۔ پھر مزید تعلیم مولانا قاضی احمد دین سے تلہ گنگ میں

حاصل کی۔ آپ نے چورہ شریف سے درس نظامی مکمل کیا۔ آپ خانقاہ میں تفسیرِ قرآن اور مشکوٰۃ شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے دادا حضرت خواجہ سید فقیر محمدؒ سے بیعت کی اور ان کے وصال کے بعد اپنے بھائی حضرت سید محمد سید بادشاہؒ سے تجدید بیعت کر کے سلوک کی تکمیل کی۔ آپ چاروں مشہور سلاسل میں خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنی والدہ کی بے حد خدمت کرتے تھے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے، سید حافظ ظہور علی شاہ، سید خلیل الرحمٰن۔

آپ کی وفات چورہ شریف میں ۱۸ مئی ۱۹۳۷ء / ۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ بروز منگل ہوئی۔

17 ۔ حضرت سید حافظ ظہور علی شاہؒ

حضرت سید حافظ ظہور علی شاہؒ حضرت سید محمد نادر شاہؒ کے بیٹے تھے۔ آپ کی ولادت ۲۷ مئی ۱۹۲۵ء / ۱۳۴۳ھ کو چورہ شریف میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور قرآن کریم حفظ کیا۔ آپ نے حضرت سید وردان بادشاہؒ سے بیعت ہو کر مدارج سلوک طے کئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ شعر گوئی بھی فرماتے تھے آپ کے انتقال کے بعد آپ کے بیٹے سید فاروق الاسلام نے آپ کے نعتیہ کلام کا مجموعہ '' طلع البدر '' کے نام سے شائع کیا۔

آپ کی وفات ۱۴۰۴ھ / دسمبر ۱۹۸۴ء میں ہوئی اور اپنے والد گرامی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

18 ۔ حضرت مولوی سید نور شاہؒ (المعروف جلالی پیر)

حضرت مولوی سید نور شاہؒ حضرت سید گل نبیؒ کے بیٹے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم چورہ شریف میں حاصل کی پھر فتح جنگ میں مولوی نور حسینؒ سے تعلیم مکمل کی۔ آپ نے اپنے دادا حضرت خواجہ سید فقیر محمدؒ سے بیعت کی اور روحانی اسباق طے کئے۔ اپنے دادا کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت پیر مستوارؒ (حضرت سید محمد سید بادشاہؒ) سے تجدید بیعت کر کے باطنی اسباق مکمل کئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ جید عالم اور جلالی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ پر مجاہدات و مراقبات کی کثرت کی وجہ سے مجذوبیت غالب آ گئی تھی۔ بے نمازی اور سنتیں ترک کرنے والے کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۹ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء کو ہوئی اور دربار عالیہ چورہ شریف میں مدفون ہوئے۔

19 ۔ حضرت سید نور بادشاہؒ (المعروف نورانی پیر)

حضرت سید نور بادشاہؒ حضرت سید گل نبیؒ کے بیٹے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء میں چورہ شریف میں ہوئی۔ آپ فتح جنگ میں تحصیل علم کے لئے رہے۔ آپ نے اپنے دادا حضرت خواجہ سید فقیر محمدؒ سے بیعت کی اور روحانی اسباق طے کئے۔ اپنے دادا کے انتقال کے بعد آپ نے اپنے بھائی حضرت پیر مستوارؒ (حضرت سید محمد سید بادشاہؒ) سے تجدید بیعت کر کے باطنی اسباق مکمل کئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ مجاہدہ ومراقبہ آپ کا معمول تھا۔ یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کی بہت مدد کیا کرتے تھے۔ بہت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ آخری عمر میں بہت ضعیف ہو گئے تھے، کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۷/شوال ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء کو اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے، سید نسیم علی شاہ اور سید عجائب علی شاہ۔ سید عجائب علی شاہؒ حضرت سید وردان بادشاہ کے زیر تربیت مرید اور مجاز خلیفہ تھے۔

20 ۔ حضرت خواجہ سید احمد نبیؒ (المعروف زلفاں والی سرکار)

حضرت خواجہ سید احمد نبیؒ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ کے فرزند تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء کو تیزئی شریف میں ہوئی۔ آپ خاموش طبع اور خلوت پسند تھے۔ آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ آپ حضرت خواجہ سید نور محمدؒ سے بیعت ہوئے اور سلوک کے مدارج طے کرنے شروع کئے لیکن ان کے انتقال کی وجہ سے اسباق مکمل نہ کر سکے پھر آپ نے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ سے تجدید بیعت کی اور سلوک کے اسباق مکمل کر کے خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے عالم شباب میں آپ کے والد گرامی کا انتقال ہو گیا تھا۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد آپ لاہور شہر کے باہر وسّن بابا کی ایک زمین پر اپنا حجرہ بنا کر رہنے لگے۔ آپ کی برکت سے وہ علاقہ بہت جلدی آباد ہو گیا اور اس کا نام وسن پورہ پڑ گیا۔ وہاں آپ نے ایک مسجد تعمیر کی جو بعد میں بہت عالیشان مسجد بن گئی تھی جس کا نام مسجد پیراں ہے۔ آپ کی مریدین کا حلقہ احباب کابل افغانستان، جموں کشمیر، بلوچستان، سندھ، امرتسر، بمبئی، دہلی اور اجمیر شریف تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ کی وفات ۵/شوال ۱۳۴۵ھ/۱۹۳۶ء کو بروز جمعہ المبارک لاہور میں ہوا۔ آپ کے جسد خاکی کو چورہ شریف لایا گیا اور آپ کی نماز جنازہ امیر ملت حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ نے پڑھائی اور وہیں دفن کیا گیا۔

21 ۔ حضرت پیر حبیب الرحمان درانی نقشبندیؒ

حضرت پیر حبیب الرحمان درانی نقشبندیؒ حضرت خواجہ احمد نبی چوراہیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ اپنے زمانے کے معروف عالم دین اور شیخ طریقت تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ طریقت حافظ عبدالرحمان خان بریلویؒ تھا۔ آپ کا تعلق نادر شاہ درانی کے خاندان سے تھا۔ جو بریلی میں آکر آباد ہو گیا تھا۔آپ کے والد بریلی کی جامعہ مسجد میں خطیب و مفتی تھے۔ بعدازاں آپ کے والد چکوال کے قصبہ بھون میں آکر آباد ہو گئے تھے۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ آپ عالم و فاضل اور شیخ طریقت تھے۔ بے شمار لوگ دور دور سے آکر آپ سے فیض یاب ہوتے تھے۔ آپ اپنے حلقہ میں بابا جی کے نام سے مشہور تھے۔

آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے ہیں۔ آپ کا انتقال اکتوبر ۱۹۹۲ء کو ہوا اور موضع بھون ضلع چکوال میں مدفون ہوئے۔

22 ۔ حضرت سید حیدر شاہؒ

حضرت سید حیدر شاہؒ حضرت خواجہ سید احمد نبیؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ نے علوم ظاہری اپنے والد گرامی سے سیکھے۔ آپ اپنے دادا حضرت خواجہ سید فقیر محمدؒ سے بیعت ہوئے تھے جبکہ خرقہ خلافت اور اجازتِ بیعت اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سید احمد نبیؒ سے حاصل کیا۔ آپ درویش صفت انسان تھے، زہد و ریاضت میں اپنا خاص مقام رکھتے تھے۔ بہت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ آپ کافی عرصہ مٹھن شریف میں بھی رہے۔

آپ کا وصال ۲۰ رشعبان ۱۳۸۴ھ/۲۶ردسمبر ۱۹۶۴ء کو چورہ شریف میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ پیر میراں شاہؒ	چائی شریف، آزاد کشمیر
۲۔ میں فقیر محمدؒ	بھاڈیوالے، سیالکوٹ
۳۔ پیر حیدر شاہؒ	کرتو شریف، سیالکوٹ
۴۔ صوفی نور محمدؒ	جونہ، آزاد کشمیر
۵۔ مولانا فضل الٰہیؒ	بل، آزاد کشمیر
۶۔ پیر غلام رسولؒ	تھڑکے شریف

۷۔ سید لطیف حیدر شاہؒ	علی پور سیداں
۸۔ صوفی محمد علیؒ	گوجرانوالہ
۹۔ حکیم عبد العزیزؒ	بھکڑیالی
۱۰۔ صوفی محمد عاشقؒ	گوجرانوالہ
۱۱۔ پیر غلام رسولؒ	اوکاڑہ
۱۲۔ سید ریاض حسینؒ	کرتو شریف
۱۳۔ حافظ محمد شفیع امرتسریؒ	ساہیوال
۱۴۔ سید فضل شاہؒ	(فرزند)
۱۵۔ سید محمد علی شاہؒ	(فرزند)

23 ۔ حضرت سید فضل شاہؒ

حضرت سید فضل شاہؒ حضرت سید حیدر شاہؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی اپنے والد گرامی سے سیکھے۔ آپ اپنے والد سے بیعت ہوئے اور سلوک کے اسباق پڑھے اور تکمیل کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد وسن پورہ، لاہور میں اپنے والد کے جانشین بنے۔ آپ نہایت ملنسار اور حلیم الطبع انسان تھے۔ زہد و ریاضت میں کمال درجہ پر فائز تھے، بہت مہمان نواز بزرگ تھے۔

آپ کا انتقال یکم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ / ۱۸ مئی ۱۹۶۹ء کو اپنے والد کے انتقال کے پانچ سال بعد ہوا۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں، سید کبیر علی شاہ اور سید شبیر علی شاہ۔ سید کبیر علی شاہ صاحب نے اپنے والد گرامی سے خلافت پائی اور وسن پورہ کی مسند ارشاد پر فائز ہیں۔

24 ۔ حضرت سید سرور شاہؒ

حضرت سید سرور شاہؒ حضرت خواجہ سید احمد نبیؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء میں ہوئی۔ علوم ظاہری و باطنی اپنے والد گرامی سے حاصل کئے اور تکمیل سلوک کے بعد اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کے حلقوں میں علماء وفضلاء کا اجتماع رہتا تھا۔ آپ سخت مجاہدے اور ریاضتیں کیا کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۰ دسمبر ۱۹۶۰ء/ ۱۳۸۰ھ کو ہوئی اور آپ برنالہ شریف، مظفرآباد آزاد کشمیر میں مدفون ہوئے۔ آپ کے چھ صاحبزادے تھے، سید انور شاہ، سید افسر علی شاہ، سید محمود شاہ، سید نذیر احمد شاہ، سید معروف علی شاہ، سید خورشید احمد شاہ۔

25 ۔ حضرت سید محبوب شاہؒ

حضرت سید محبوب شاہؒ حضرت خواجہ سید احمد نبیؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء میں چورہ شریف میں ہوئی۔ آپ نے ظاہری و باطنی علوم اپنے والد گرامی سے سیکھے اور تمام زندگی دین کی خدمت میں کوشاں رہے۔ غرباء ومساکین کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ کی وفات ۷۰ سال کی عمر میں ۱۴/ربیع الاول ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء میں ہوئی اور آپ کا مزار چورہ شریف میں ہے۔

آپ کی اولاد میں واحد فرزند صاحبزادہ سید غلام جیلانیؒ ہیں۔ جن کی ولادت ۳/ مارچ ۱۹۴۳ء میں ہوئی۔ انہوں نے دینی تعلیم حاصل کر کے اپنے تایا جان سید حیدر شاہؒ سے سلوک کی تعلیم حاصل کر کے ان کی خلافت سے مشرف ہوئے اور تبلیغ دین میں کوشاں ہیں۔

26 ۔ حضرت سید روشن دینؒ

حضرت سید روشن دینؒ حضرت خواجہ سید احمد نبیؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ بہت حلیم الطبع، ملنسار اور بردبار تھے۔ ہر وقت باوضو رہتے تھے اور شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ آپ کا انتقال پچاس سال کی عمر میں ہوا۔ اور آستانہ عالیہ چورہ شریف میں مدفون ہوئے۔

27 ۔ حضرت خواجہ سید محمد سید شاہؒ

حضرت خواجہ سید محمد سید شاہؒ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔آپ کی ولادت ۱۲۷۹ھ/ ۱۸۶۲ء کو تیزئی شریف میں ہوئی۔ آپ نے حاجی سرخرد صاحب سے قرآن کریم پڑھا۔ کتبِ فقہ آپ نے مولوی غزنی صاحب کوٹ

چھچی اور مولوی اسداللہ صاحب سکنہ سگری سے پڑھیں۔ آپ اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ آپ نے اپنے والدگرامی حضرت خواجہ سید فقیر محمدؒ سے بیعت کر کے سلوک کے منازل طے کئے۔ تکمیل سلوک کے بعد آپ چاروں مشہور سلاسل میں خلافت اور مجاز بیعت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کو دومرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کی وفات ۹/ ذوالقعدہ ۱۳۵۷ھ/ یکم جنوری ۱۹۳۹ء کو بروز ہفتہ ہوئی اور چورہ شریف میں مدفون ہوئے۔ حضرت سید محمد شفیعؒ آپ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔

28 ۔ حضرت سید محمد شفیعؒ

حضرت سید محمد شفیعؒ حضرت خواجہ سید محمد سید شاہؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۶/شعبان المکرّم ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۹ء کو ہوئی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ اپنے والدگرامی سے بیعت ہو کر سلوک کے اسباق پڑھتے رہے۔ تکمیل سلوک کے بعد آپ خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے تین مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ آپ اپنی والدمحترمہ کی بہت خدمت کیا کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۸/ذوالحجہ ۱۳۸۶ھ/۱۰/اپریل ۱۹۶۷ء کو ہوئی اور آپ کا مزار آستانہ عالیہ چورہ شریف میں ہے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے تھے، سید غلام نقشبند، سید غلام مجدد، سید غلام مرشد، سید غلام زاہد، اور سید غلام امجد۔

29 ۔ صاحبزادہ سید غلام نقشبندؒ

صاحبزادہ سید غلام نقشبندؒ حضرت سید محمد شفیعؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت یکم اگست ۱۹۳۵ء کو آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف میں ہوئی۔ آپ نے حفظ قرآن جامعہ رضویہ فیصل آباد سے کیا۔ باطنی علوم اپنے والدگرامی سے سیکھے۔ آپ نے اپنے والدگرامی سے بیعت کر کے سلوک کے منازل طے کئے اور تکمیل کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کا وصال ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء کو ہوا۔

30 ۔ حضرت سید قادر شاہؒ

حضرت سید قادر شاہؒ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸۰ھ/

۱۸۶۳ء کو تیزئی شریف میں ہوئی۔ آپ نے قرآن مجید حاجی سرخرو صاحب سے پڑھا۔ کتبِ فقہ آپ نے مولوی غزنی صاحب کوٹ چھجی اور مولوی اسداللہ صاحب سکنہ سگری سے پڑھیں۔ آپ اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سید فقیر محمدؒ سے بیعت کر کے سلوک کے منازل طے کئے۔ تکمیل سلوک کے بعد آپ چاروں مشہور سلاسل میں خلافت اور مجاز بیعت سے سرفراز ہوئے۔

آپ بہت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ ذکر و مراقبہ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ باقاعدگی سے تلاوت قرآن پاک کیا کرتے تھے۔ آپ کی وفات ۲۷ صفر ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء کو ہوئی۔

آپ کے چار صاحبزادے تھے، سید رحیم شاہ، سید لطیف شاہ، سید حاجی محمد صدیق شاہ، اور سید محمد امین شاہ۔ سید رحیم شاہ صاحب کے بیٹے صاحبزادہ سید مقبول شاہ صاحب کو اپنے والد اور دادا جان سے خلافت واجازتِ بیعت کا شرف حاصل تھا۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ صوفی محمد شیرؒ — سدنتی، مقبوضہ کشمیر

۲۔ صوفی محمد حسینؒ — سُرن، مقبوضہ کشمیر

۳۔ سید محمد عبداللہ شاہؒ — مظفرآباد، آزاد کشمیر

۴۔ مولوی میاں محمد گلؒ — پنڈ، راولپنڈی

۵۔ مولوی محمد عالمؒ — مینڈر، مقبوضہ کشمیر

۶۔ سید نور شاہؒ — سری نگر، مقبوضہ کشمیر

۷۔ بابا نیک محمد عرف بابا شیراؒ — پونچھ، مقنوضہ کشمیر

31 ۔ حضرت سید محمد صدیق شاہؒ

حضرت سید محمد صدیق شاہؒ حضرت سید قادر شاہؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں ہوئی۔ آپ بچپن سے ہی بہت صفائی پسند تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی پھر قرآن مجید فتح جنگ میں حافظ نور چن صاحب سے پڑھا۔ آپ کی شادی علاقہ پونچھ کے ایک بزرگ حضرت محمد گلزار شاہ

فاروقی ؒ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے بیعت کر کے مدارج سلوک طے کئے اور خلافت و اجازتِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کا انتقال ۱۱/جولائی ۱۹۷۷ء /۲۳/رجب ۱۳۹۷ھ کو چورہ شریف میں ہوا۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے، صاحبزادہ سید اختر حسین شاہ اور صاحبزادہ سید عاشق حسین شاہ۔ آپ کے دونوں صاحبزادے آپ سے خلافت و اجازت یافتہ تھے۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ صوفی جمعہ ؒ بارہ مولا، سری نگر

۲۔ مولوی عبدالعزیز ؒ بوریوالا

۳۔ مولوی عبداللہ خان ؒ پٹھان کوٹ

۴۔ سید حافظ شفاعت حسین شاہ علی پور

۵۔ سید نذیر حسین شاہ ؒ کوٹلی، آزاد کشمیر

32 ۔ حضرت سید دیدار شاہ ؒ

حضرت سید دیدار شاہ ؒ حضرت خواجہ سید دین محمد چوراہی ؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد گرامی حضرت ملا جی ؒ سے حاصل کی اور مزید تعلیم امرتسر سے حاصل کی۔ آپ نے بیعت اپنے دادا حضرت خواجہ سید نور محمد باوا جی ؒ سے کی۔ ان کے انتقال کے بعد اپنے والد گرامی سے تجدید بیعت کی اور سلوک کے اسباق مکمل کئے۔ آپ نے باطنی علوم میں کمال حاصل کر کے خلافت و اجازتِ بیعت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ آپ اکثر تبلیغی دوروں پر جایا کرتے تھے۔

آپ کی پہلی شادی حضرت خواجہ فقیر محمد کی صاحبزادی سے ہوئی اور دوسری شادی میاں لال دین وزیر سیاست جموں کی بیٹی سے ہوئی۔ آپ کافی عرصہ گنگوہ میں بھی رہے اور کئی بار حج کی سعادت حاصل ہوئی۔

آپ کی وفات ۲/جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء کو ہوئی۔

آپ کے چار صاحبزادے تھے، سید احمد شاہ، سید رسول شاہ، سید محمد عمر شاہ، سید طاہر شاہ۔

33 ۔ حضرت سید احمد شاہؒ

حضرت سید احمد شاہؒ حضرت سید دیدار شاہؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء میں ہوئی۔ جب آپ کی عمر سترہ سال تھی تو آپ کے والد گرامی کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ کی پرورش آپ کے دادا حضرت خواجہ دین محمدؒ نے کی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے فتح جنگ میں حاصل کی۔ پھر آپ رسل باباؒ مفتی اعظم امرتسر سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ نے دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند میں مکمل کیا۔ آپ نے اپنے دادا سے بیعت کی اور سلوک مجددیہ کی تکمیل کی اور خلافت واجازت سے نوازے گئے۔

آپ کی وفات اٹھاون سال کی عمر میں ۲۲ رشوال ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء کو ہوا۔ آپ کا مزار آستانہ عالیہ چورہ شریف میں ہے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے تھے، سید عبدالرب، محمد شریف، سید مخدوم حسین، سید خادم حسین، سید ارشاد حسین۔

34 ۔ حضرت قاضی سید عادل شاہؒ

حضرت قاضی سید عادل شاہؒ حضرت خواجہ سید دین محمد چوراہیؒ المعروف ملا جی کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت تیزئی شریف میں ۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی پھر علم فقہ، تفسیر وحدیث کی کتب بھی اپنے والد سے پڑھیں۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے بیعت کر کے علوم ظاہری اور باطنی میں کمال حاصل کرلیا۔ قلیل عرصہ میں عظیم مقامات ودرجات حاصل کر کے خلافت واجازتِ بیعت چہار سلاسل (نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ) سے نوازے گئے۔ آپ نے کئی تصانیف لکھی تھیں۔ جن میں انوار تیراہی، دیوان عالیہ (فارسی)، مختصر حاشیہ مکتوبات شریفہ مجددیہ شامل ہیں۔

آپ کی وفات اپنے والد گرامی کی وفات کے پانچ سال بعد ۲۳ / ربیع الاول ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں ہوئی اور چورہ شریف میں اپنے والد گرامی کے ساتھ مدفون ہوئے۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے، سید نبی شاہ، سید گل بادشاہ۔

آپ کے چند خلفاء کے اسمائے گرامی:

۱۔ خلیفہ الٰہی بخشؒ — رائے کوٹ، لدھیانہ

۲۔ مولوی محمد عبداللہؒ — ملکھا نوالہ چک ۲۲۶، فیصل آباد

۳۔ مفتی خدابخشؒ حاجی پور، کپورتھلہ

۴۔ ڈاکٹر عبداللطیفؒ ریاست نابھہ

35 ۔ حضرت سید گل بادشاہؒ

حضرت سید گل بادشاہؒ حضرت قاضی سید عادل شاہؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء میں چورہ شریف میں ہوئی۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے بیعت کر کے قلیل عرصہ میں سلوک کی منزلیں طے کر کے چاروں سلاسل میں خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نہایت سخی اور خوش اخلاق انسان تھے۔ آپ کا زیادہ تر وقت عبادت، ریاضت اور ذکر الٰہی میں گزرتا تھا۔

آپ چک نمبر ۲۲ سرگودھا میں چند دن بیمار رہ کر ۳۰/ ذوالقعدہ ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۸ء کو اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے ہیں، سید رشید احمد، محمد حسین عالم، سید سردار شاہ، سید جناب شاہ۔

آپ کے مشہور خلفاء عظام:

۱۔ میاں فضل شاہؒ لانی والا، فتح جنگ

۲۔ مولوی محمد اسماعیلؒ رائے کوٹ، لدھیانہ

36 ۔ حاجی سید سردار شاہؒ

حاجی سید سردار شاہؒ حضرت سید گل بادشاہؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۹۱۵ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے بیعت ہو کر سلوک کے منازل طے کئے اور تکمیل کے بعد چاروں سلاسل میں خلافت و اجازت سے نوازے گئے۔ آپ کو حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول ﷺ کی سعادت نصیب ہوئی۔ ڈاکٹر غلام سرور صاحب فیصل آبادی آپ کے خلیفہ ہیں۔

آپ کے دو صاحبزادے ہیں، سید جاوید احمد شاہ، سید وحید احمد شاہ۔

37 ۔ حضرت خواجہ سید حضرت شاہؒ

حضرت خواجہ سید حضرت شاہؒ حضرت خواجہ سید دین محمد چوراہیؒ المعروف ملاجی کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء میں ہوئی۔ علوم دینیہ، بیعت وخلافت اپنے والد گرامی سے حاصل کئے۔ آپ عالم وفاضل انسان تھے۔ مہاراجہ جموں کے وزیر لال دین کی بیٹی سے آپ نے شادی کی۔ آپ نے جموں میں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی۔

آپ کا وصال ۱۱/ربیع الاول ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء میں جموں کشمیر میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے، سید محمد یوسف، سید عبدالرحمٰن، سید فضل الرحمٰن۔

38 ۔ حضرت خواجہ سید سیدن شاہؒ

حضرت خواجہ سید سیدن شاہؒ حضرت خواجہ سید دین محمد چوراہیؒ المعروف ملاجی کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء میں ہوئی۔ آپ نے دینی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے بیعت ہوکر روحانی منازل طے کئے اور تکمیلِ سلوک کے بعد اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔ آپ نہایت متقی وپرہیزگار تھے۔ ذکر واذکار، مجاہدہ ومراقبہ آپ کا معمول تھا۔ آپ بہت ملنسار اور مہمان نواز طبیعت کے مالک تھے۔

آپ کی وفات ۹/رمضان المبارک ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء میں آستانہ نوریہ چورہ شریف میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادگان میں سید امیر بادشاہ اور سید امیر احمد شاہ تھے۔

39 ۔ حضرت سید امیر بادشاہؒ

حضرت سید امیر بادشاہؒ حضرت خواجہ سید سیدن شاہؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۹۵ء میں ہوئی۔ آپ نے تعلیم وبیعت اور خلافت اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ بہت شفیق اور رقیق القلب انسان تھے۔ زہد وریاضت اور طریقت میں بلند مقام رکھتے تھے۔

آپ کی وفات ۲۷/ربیع الاول ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء کو چورہ شریف میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

آپ کے چار صاحبزادے ہیں، سید انور حسین شاہ، سید تصدق حسین شاہ، سید رضا حسین شاہ، سید ظاہر حسین شاہ۔

40 ۔ حضرت خواجہ سید امام شاہؒ

حضرت خواجہ سید امام شاہؒ حضرت خواجہ سید شاہ محمد چوراہیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت تیزئی شریف میں ہوئی۔ آپ نے دینی تعلیم، بیعت وخلافت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ آپ بے حد عابد وزاہد اور تہجد گزار انسان تھے۔ ریاضات اور مراقبات میں کمال کے مرتبے پر فائز تھے۔ آپ گھر اور آستانے کے باہر بہت کم نکلتے تھے۔ آپ کے باہر کے تمام کام آپ کے بھائی سید غلام شاہ صاحب کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں، سید اکبر شاہ، سید محمد بخش۔

41 ۔ حضرت سید محمد بخشؒ المعروف فقیر صاحب

حضرت سید محمد بخشؒ المعروف فقیر صاحب حضرت خواجہ سید امام شاہؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء میں ہوئی۔ آپ نے دربار عالیہ چورہ شریف میں تعلیم حاصل کی۔ آپ اپنے نانا جان حضرت سید دین محمد المعروف ملاجیؒ سے بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے بڑے بھائی سید اکبر شاہ صاحب آپ کے گھریلو معاملات کی نگرانی فرماتے تھے۔ آپ نہایت خاموش طبع اور درویش صفت انسان تھے۔

آپ کی وفات ۲۰/جمادی الثانی ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں ہوئی اور چورہ شریف میں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزدگان کے نام، سید مشتاق حسین، سید فدا حسین اور سید اکرام حسین ہیں۔

42 ۔ حضرت خواجہ سید غلام محمد شاہؒ

حضرت خواجہ سید غلام محمد شاہؒ حضرت خواجہ سید شاہ محمد چوراہیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت تیزئی شریف میں ہوئی۔ آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل چورہ شریف میں کی۔ علوم باطنی اپنے والد گرامی سے حاصل کئے۔ آپ نے اپنے والد سے بیعت کی اور سلوک کے منازل کی تکمیل کے بعد اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ کشمیر کے علاقوں میں آپ کا بہت اثر تھا آپ اکثر وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

آپ تبلیغی دورے پر مردان تشریف لے گئے وہاں ۲۸/ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء کو آپ کا انتقال ہو گیا۔
آپ کے صاحبزادگان کے نام سید محمود شاہ، سید خواجہ محمد سعید شاہ، سید حسین شاہ ہیں۔

43 ۔ حضرت سید محمود شاہؒ

حضرت سید محمود شاہؒ حضرت خواجہ سید غلام محمد شاہؒ کےؒ صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء میں چورہ شریف میں ہوئی۔ دینی تعلیم آپ نے آستانہ چورہ شریف میں حاصل کی۔ آپ اپنے والد گرامی سے بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اتباع سنتِ رسول اللہ ﷺ پر بہت زور دیا کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۴/مئی ۱۹۶۸ء/۱۳۸۸ھ کو ہوئی اور چورہ شریف میں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں، سید محمد ایوب شاہ اور سید ممتاز حسین شاہ۔

آپ کے خلفاءعظام:

۱۔ قاضی محمد غوث	سونڈکی
۲۔ صوفی عبدالعزیز	ایبٹ آباد
۳۔ حاجی برکت علی	لاہور
۴۔ قاضی غلام حیدر	اٹک

44 ۔ حضرت خواجہ سید محمد سعید شاہؒ

حضرت خواجہ سید محمد سعید شاہؒ حضرت خواجہ سید غلام محمد شاہؒ کےؒ صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۹۱ء / ۱۳۰۹ھ میں ہوئی۔ آپ نے ظاہری علوم مختلف مدارس اور علماء سے حاصل کئے۔ آپ فتح جنگ، میرہ شریف، پنڈی گھیپ اور مکھڈ شریف میں تعلیم کا حصول کرتے رہے۔ آپ نے باطنی علوم کے حصول کے لئے اپنے ماموں حضرت شاہ صاحبؒ بن حضرت سید خواجہ دین محمد عرف ملاجیؒ سے بیعت کی اور تکمیلِ سلوک کے بعد چاروں مشہور سلاسل میں اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔

مئی ۱۹۶۹ء میں آپ انجمن تعلیم القرآن پلندری کی درس گاہ کے فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی کی صدارت کے

لئے پلندری تشریف لے گئے۔ پلندری میں ہی آپ کے سینے میں درد ہوا اور اسی میں آپ ۲۶/مئی ۱۹۶۹ء/ ۹/ربیع الاول ۱۳۸۹ھ کو رحلت فرما گئے۔

آپ کے صاحبزادگان، سید محمد محمود الحسن، سید محمد مسعود الحسن، سید محمد مختار الحسن، سید محمد طفیل، سید محمد طیب ہیں۔

آپ کے چند خلفاء گرامی کے اسمائے مبارک:

۱۔ پیر سید محمد حسین شاہؒ	چھاترہ، آزاد کشمیر
۲۔ پیر سید اکبر شاہ	چھاترہ، آزاد کشمیر
۳۔ میں اکبر علیؒ	شیخوپورہ
۴۔ مولوی گلاب خان	اٹک
۵۔ سید شاہ زمان	پونچھ، آزاد کشمیر
۶۔ محمد یوسف شاہ	لاہور
۷۔ پیر سید عبد السلامؒ	پشاور

45 ۔ حضرت سید محمد محمود الحسن صاحب

سید محمد محمود الحسن صاحب حضرت خواجہ سید محمد سعید شاہؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۹/فروری ۱۹۲۲ء/۱۳۴۱ھ کو چورہ شریف میں ہوئی۔ علوم ظاہری کی تکمیل انجمن تعلیم القرآن پلندری، آزاد کشمیر سے حاصل کی۔ علامہ منیر عالم خان صاحب آپ کے استاد تھے ان سے آپ نے تفسیر جلالین، مشکوٰۃ شریف، اصول فقہ، شرح جامی اور قدوری وغیرہ پڑھیں۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے بیعت ہو کر سلوک مجددیہ کے منازل کی تکمیل کی اور چاروں مشہور سلاسل میں اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کے دو صاحبزادے ہیں، سید شوکت محمود، سید غیاث محمود۔

46 ۔ سید محمد مسعود الحسن صاحب

سید محمد مسعود الحسن صاحب حضرت خواجہ سید محمد سعید شاہ ؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ ہیں۔ آپ کی ولادت ۲؍ جولائی ۱۹۲۳ء / ۱۳۴۲ھ کو چورہ شریف میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ مولوی فیض عالم صاحب سے صرف ونحو اور فقہ پڑھی۔ مزید تعلیم انجمن خدام الصوفیہ، گجرات میں سید ولایت علی شاہ ؒ سے حاصل کی۔ ۱۹۴۵ء میں آپ دار العلوم حزب الاحناف، لاہور امام اہلسنت ابوالبرکات سید احمد ؒ کے پاس آ گئے۔ مولانا امین الحق اور مفتی محمد حسین نعیمی آپ کے اساتذہ تھے۔ آپ نے معقولات ومنقولات تفسیر وحدیث پر عبور حاصل کر لیا تھا۔ علوم باطنی کی تحصیل کے لئے آپ آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف واپس آ گئے اور اپنے والد بزرگوار سے بیعت کر کے قلیل عرصہ میں سلوک کی منازل طے کیں اور چاروں مشہور سلاسل میں اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔ آپ نے جماعت خدام اہل سنت کے نام سے رجسٹرڈ کروائی۔ آپ اس کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔

آپ کے صاحبزادگان، سید ظفر مسعود، سید بدر مسعود اور سید طارق مسعود ہیں۔

47 ۔ سید مختار الحسن صاحب

سید مختار الحسن صاحب حضرت خواجہ سید محمد سعید شاہ ؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۲۸؍ جنوری ۱۹۲۷ء کو آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف میں ہوئی۔ آپ نے میٹرک کرنے کے بعد دینی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ والد صاحب سے بیعت ہو کر خلافت واجازتِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد مزید تعلیم آپ نے اپنے ماموں پیر فضل شاہ صاحب سے حاصل کی۔

آپ کے دو صاحبزادے ہیں، سید سیف اللہ خالد اور سید اسد اللہ غالب۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، آلومہار شریف (سیالکوٹ)

حضرت خواجہ سید نور محمدؒ عرف باوا جی (خلیفہ حضرت حافظ سید محمد جمال اللہ رامپوریؒ)

1 ۔ حضرت خواجہ سید چنن شاہؒ المعروف حضرت اعلیٰؒ

حضرت خواجہ سید چنن شاہؒ (حضرت اعلیٰ) حضرت خواجہ سید نور محمدؒ عرف باوا جی کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۰۴ھ / ۱۷۹۰ء میں سیالکوٹ کے علاقے آلومہار شریف میں ہوئی۔ آپ نے وہیں تعلیم حاصل کی اور فوج میں ملازمت اختیار کر لی۔ جلد ہی آپ کی طبیعت روحانیت کی طرف مائل ہوگئی۔ آپ فوج کی ملازمت چھوڑ کر علماء اور فقراء کی مجالس میں حاضری دینے لگے۔ آپ نے قرآن، حدیث، فقہ، عقلیہ و نقلیہ علوم میں مہارت حاصل کر لی۔ ایک دن دریائے کابل کے کنارے آپ کی ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی انہوں نے کہا کہ تم اپنے وطن واپس چلے جاؤ آپ کی دلی مراد وہیں پوری ہوگی۔ چنانچہ آپ آلومہار واپس آ گئے۔ آپ کی ملاقات حضرت خواجہ سید نور محمد صاحب عرف باوا جیؒ سے نتھیال شریف میں ہوئی۔ آپ حضرت اقدسؒ کی پشت کی طرف بیٹھ کر درود شریف پڑھنے لگے۔ حضرت اقدسؒ نے فوراً پیٹھ پھیر کر کہا کہ کچھ لوگ آتے ہیں اور پیچھے بیٹھ کر درود شریف پڑھتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ سید چنن شاہؒ نے متاثر ہو کر بیعت ہونے کا سوال پیش کر دیا۔ حضرت اقدسؒ نے فرمایا! شاہ جی! نہ میں سید ہوں اور نہ ہی عالم، میں تو پٹھان فقیر ہوں۔

لیکن حضرت چنن شاہ صاحبؒ اصرار کر کے حلقہ ادارت میں داخل ہو گئے۔ آپ قلیل عرصہ میں حقیقت و معرفت کے اعلیٰ مقامات پر فائز ہو کر خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کی محافل میں قال کے بجائے حال کا غلبہ ہوتا تھا۔ ایک قول کے مطابق آپ کے حلقہ روحانیت میں رہ کر چار سو انسان ولی کامل بن گئے تھے۔

آپ کی وفات سو سال کی عمر میں بروز پیر ماہ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء میں ہوئی۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت محمد صدیقؒ	آلومہار
۲۔ حضرت فقیر محمدؒ	شکر گڑھ
۳۔ حضرت مولانا احمد دینؒ	شکر گڑھ
۴۔ حضرت میاں فیض رسولؒ	گوجرانوالہ

۵۔ حضرت پیر امانت علیؒ	گڈ گور شریف
۶۔ حضرت سید نبی احمد شاہؒ	کھنوال، جہلم
۷۔ حضرت سید روشن شاہؒ	ڈسکہ
۸۔ حضرت سید جعفر علی شاہؒ	گجرات
۹۔ حضرت میاں محمد الہ دادؒ	سیالکوٹ
۱۰۔ حضرت علامہ سید محمد عالم شاہؒ	چکوڑی، کھاریاں
۱۱۔ حضرت خواجہ محمد اکبر علیؒ	پاکپتن
۱۲۔ حضرت محمد بخشؒ	گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ
۱۳۔ حضرت کریم بخشؒ	گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ
۱۴۔ حضرت فقیر محمدؒ	کوٹ پیرو
۱۵۔ حضرت بابا امیر الدین ولیؒ	بدھو پور، سیالکوٹ
۱۶۔ حضرت مولانا غلام رسولؒ	پسرور
۱۷۔ حضرت مولانا حسن محمد نقشبندیؒ	گوجرہ
۱۸۔ حضرت حافظ محمد اسماعیل نقشبندی	ملووال
۱۹۔ حضرت مولانا محمد عمرؒ	گوجرانوالہ
۲۰۔ حضرت قاری عبدالعلی نقشبندیؒ	گوجرانوالہ
۲۱۔ حضرت فضل دین نقشبندیؒ	لاہور
۲۲۔ حضرت نتھو شاہ نقشبندیؒ	لاہور
۲۳۔ حضرت محمد بخشؒ	۲۴۔ حضرت میاں نبی بخشؒ
۲۵۔ حضرت پیر محمد نقشبندیؒ	۲۶۔ حضرت غوث محمد نقشبندیؒ
۲۷۔ حضرت حکیم مولا بخشؒ	۲۸۔ حضرت عبدالرزاق نقشبندیؒ

2 ۔ حضرت خواجہ سید محمد امین شاہؒ المعروف حضرت ثانی

حضرت خواجہ سید محمد امین شاہؒ حضرت خواجہ سید چنن شاہؒ (حضرت اعلیٰ) کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۵ھ/ ۱۸۲۹ء کو آلومہار شریف میں ہوئی۔ علوم ظاہری و باطنی آپ نے اپنے والد گرامی سے حاصل کئے۔ سلوک مجددیہ طے کر کے اپنے والد گرامی کے خلیفہ اور جانشین بنے۔ آپ سنتِ رسول اللہ ﷺ کی پابندی میں رخصت کے بجائے عزیمت پر عمل کرتے تھے۔ آپ توکل اور استغناء کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ تبلیغ کے لئے ملک کے مختلف شہروں کا سفر کیا کرتے تھے۔ آپ نے حضرت جماعت علی شاہ محدث علی پورؒ کے ساتھ مل کر فتنہ مرزائیت کے خلاف بھرپور کام کیا۔

آپ کا انتقال ۸۴ سال کی عمر میں ربیع الاول ۱۳۳۱ھ/ ۲۳/ مارچ ۱۹۱۳ء میں فجر کی نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کی حالت میں ہوا۔ آپ کی تدفین آلومہار میں کی گئی۔

آپ کے چار صاحبزادے حضرت سید محمد حسین شاہ، حضرت سید نور حسین شاہ، حضرت سید فضل حسین شاہ، اور حضرت سید منظور حسین شاہ اور دو صاحبزادیاں سیدہ نور فاطمہ اور سیدہ محمد بی بی ہیں۔

آپ کے خلفاء عظام؛

۱۔ حضرت خواجہ رکن الدینؒ	گوجرانوالہ
۲۔ حضرت میاں فضل الرحمانؒ	پسرور
۳۔ حضرت محمد عمر رتالویؒ	گوجرانوالہ
۴۔ حضرت جلال الدینؒ	گجرات
۵۔ حضرت حافظ عبد العلی المعروف حافظ جھنڈاؒ	گوجرانوالہ
۶۔ حضرت فقیر محمدؒ	گوجرانوالہ
۷۔ حضرت میاں مراد علیؒ	گوجرانوالہ
۸۔ حضرت حافظ محمد یوسفؒ	لاہور
۹۔ حضرت مولانا محمد شریفؒ	گوجرانوالہ
۱۰۔ حضرت کرم دینؒ	شیخوپورہ

۱۱۔ حضرت مولانا علم دینؒ شیخوپورہ

۱۲۔ حضرت دین محمدؒ شکرگڑھ

۱۳۔ حضرت احمد دینؒ شکرگڑھ

۱۴۔ حضرت پیر سید اکبر علی شاہؒ ڈسکہ

۱۵۔ حضرت حکیم محمد صادقؒ گوجرانوالہ

3 ۔ حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ المعروف حضرت ثالثؒ

حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہؒ المعروف حضرت ثالثؒ حضرت خواجہ سید محمد امین شاہؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء میں آلومہار شریف میں ہوئی۔ علوم ظاہری و باطنی اپنے والد گرامی سے سیکھے اور کمال حاصل کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے اور اپنے والد گرامی کے جانشین بنے۔ آپ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا۔

آپ انگریز دور میں مجسٹرٹ درجہ اول تھے اور آلومہار شریف میں ہی عدالت لگاتے تھے۔ جب تحریک خلافت چلی تو عہدہ چھوڑ کر تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ پھر ایک وقت آیا کہ روحانی پہلو زیادہ غالب ہوگیا اور مریدین کی باطنی اصلاح کی طرف پوری توجہ سے گامزن ہوگئے۔ ذکرِ خفی اور پاس انفاس آپ کا معمول تھا۔ آپ بہت مہمان نواز انسان تھے۔

آپ کی وفات ۱۱/جمادی الاول ۱۳۵۱ھ/ ۱۳/ستمبر ۱۹۳۲ء کو بروز سوموار ہوئی۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے جو آبائی روحانی کمالات کے مظہر تھے۔

4 ۔ خواجہ صوفی محمد علی نقشبندیؒ

خواجہ صوفی محمد علی نقشبندیؒ حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہؒ المعروف حضرت ثالثؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۹۰۱ء میں موضع آلومہار (سیالکوٹ) میں ہوئی۔ آپ کا آبائی گاؤں موضع ماچھیکے، گوجرانوالہ تھا۔ آپ کے والدین اور آپ نے مشائخ آلومہار کی خدمت میں زندگی گزار دی اور وہیں سکونت پذیر رہے۔ آپ کا نام محمد علی اور والد گرامی کا نام خواجہ رکن الدین تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔

آپ نے حضرت خواجہ سید محمد امین شاہؒ سے سلوک سیکھنا شروع کیا۔ پھر حضرت خواجہ پیر سید محمد حسینؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلوک کی تکمیل کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے جن اولیاء کرام سے روحانی فیض حاصل کیا ان میں حضرت سید محمد چنن شاہؒ، حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانیؒ، حضرت سید حیدر شاہؒ کالی چادر والے اور حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ شامل تھے۔ آپ کا وصال ۲۲/نومبر ۱۹۷۴ء بروز جمعرات ہوا۔ آپ کی تدفین کلاں قبرستان میں حضرت خواجہ رکن الدینؒ کے پہلو میں ہوئی۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت میاں محمد یونس	شرقپور
۲۔ حضرت حاجی محمد شریفؒ	لاہور
۳۔ حضرت محمد حسین نقشبندی	
۴۔ حضرت صوفی محمد امیر خان	گوجرانوالہ
۵۔ حضرت محمد سعید احمد مجددی	
۶۔ حضرت غلام رسول	سیالکوٹ
۷۔ حضرت محمد دین	گوجرانوالہ
۸۔ مولانا فضل دین	ساہیوال
۹۔ مولانا نورالدین	گوجرہ
۱۰۔ مولانا محمد رمضان	گوجرانوالہ
۱۱۔ حاجی نظام دین	فیصل آباد
۱۲۔ پیر سید رحمت علی شاہ	سیالکوٹ
۱۳۔ سید امیر حسین شاہ	سرگودھا
۱۴۔ حکیم قاضی محمد سعید	گوجرانوالہ
۱۵۔ حضرت میاں محمد بڈھا	گوجرانوالہ

5 ۔ حضرت خواجہ سید فیض الحسن شاہؒ

حضرت خواجہ سید فیض الحسن شاہؒ حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہؒ المعروف حضرت ثالثؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۹۱۱ء/۱۳۲۹ھ کو آلومہار شریف میں ہوئی۔ آپ نے دنیوی تعلیم سیالکوٹ سے حاصل کی اور بی۔اے پاس کیا۔ آپ کو خطابت میں ملکہ حاصل تھا۔ آپ کو خطیب الاسلام اور ابوالکلام کے خطابات سے نوازا گیا۔ آپ نے باطنی علوم کی تعلیم مولانا عبدالمجید سنبھلیؒ اور مولانا لطف اللہ کرت پوریؒ سے حاصل کی اور پھر اپنے والد گرامی سے بیعت ہو کر سلوک مجددیہ کے کمال کو پہنچے۔ آپ کو والد صاحب نے خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ نے تحریک آزادیٔ ہند میں بھرپور حصہ لیا۔ پاکستان بننے کے بعد ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں بھی آپ سرگرم رہے۔ آپ نے دس سال تک جمعیت العلمائے پاکستان میں مرکزی صدارت کی ذمہ داریاں خوش اسلوبی سے ادا کیں اور جمعیت المشائخ کے ناظم اعلیٰ بھی رہے۔

آپ کی وفات ۲۳/فروری ۱۹۸۴ء/ ۲۰/جمادی الاول ۱۴۰۴ھ کو کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے ہوئی۔

آپ کی اولاد میں آپ کے صاحبزادے سید خالد حسین، سید افتخار حسین، سید زاہد حسین، سید سجاد حسین اور سید برکات حسین ہیں۔

آپ کے مشہور خلفاء عظام:

۱۔ صاحبزادہ محمد فیض علی فیضی	راولپنڈی
۲۔ مولانا سعید احمد مجددی	گوجرانوالہ
۳۔ شیخ منیر احمد مجددی	گوجرانوالہ
۴۔ حافظ فیض رسول نقشبندی	ملتان
۵۔ صاحبزادہ سید نذیر احمد شاہ	(درمان)
۶۔ خلیفہ علم دین نقشبندی	سمندری
۷۔ صوفی محمد یونس نقشبندی	سیالکوٹ
۸۔ صوفی محمد حسین مجددی	لاہور
۹۔ صوفی نعمت علی مجددی	لاہور
۱۰۔ صوفی عبدالرحمان مجددی	مریدکے

۱۱۔ صوفی شیخ منیر احمد	گوجرانوالہ
۱۲۔ میاں محمد یونس	شرقپور
۱۳۔ مولوی محمد یعقوب قریشی	گوجرانوالہ
۱۴۔ صوفی محمد بخش	شکرگڑھ

6 ۔ حضرت خواجہ رکن الدینؒ

حضرت خواجہ رکن الدینؒ حضرت خواجہ سید محمد امین شاہؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۶۶ھ/۱۸۴۶ء کو موضع ماچھیکے سندھواں، گوجرانوالہ میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولانا نور محمد بن خواجہ عمر بخش تھا جو سلسلہ قادریہ کے صاحب اجازت بزرگ تھے۔ آپ نے قرآن کریم اور ابتدائی تعلیم اپنے والد اور حضرت میاں غلام محمدؒ سے حاصل کی۔ آپ کا خاندان علمی اور روحانی عظمتوں کا حامل اور اولیاء کرام کا صحبت یافتہ تھا۔

آپ کی وفات ۱۳۰ سال کی عمر میں ۱۹۵۵ء میں عشاء کی نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کی حالت میں ہوئی۔ آپ کی تدفین گوجرانوالہ میں کلاں قبرستان میں ہوئی۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، امیر ملت علی پور شریف

حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ (خلیفہ حضرت حافظ سید محمد جمال اللہ رامپوریؒ)

1 ۔ حضرت حافظ سید جماعت علی شاہؒ (محدث علی پور)

حضرت حافظ سید جماعت علی شاہؒ (محدث علی پور) حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۵۷ھ/ ۱۸۴۱ء علی پور سیداں، سیالکوٹ میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید کریم شاہؒ تھا۔

ابتدائی تعلیم اور حفظ قرآن حافظ قاری شہاب الدین اور مولوی عبد الرشید سے حاصل کی۔ مزید تعلیم قاری عبد الوہاب امرتسریؒ، مولانا عبد القادر لاہوریؒ، مولانا ارشاد حسین رامپوریؒ، مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ، مولانا عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکیؒ، مولانا عبد العلی پانی پتیؒ، مولانا محمد عمرؒ، مفتی محمد عبد اللہ ٹونکیؒ اور مولانا ضیاء الدینؒ

شیخ الحدیث ترکی جیسے عظیم علماء وفضلاء سے حاصل کی۔ آپ اپنے زمانے کے محدث تھے۔ سہارنپور میں مولانا محمد مظہر صاحبؒ سے بھی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے کتب معقول ومنقول، تفسیر، فقہ وحدیث میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ آپ نے حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ سے دستارِ فضیلت حاصل کی۔

علوم ظاہری وباطنی میں کمال حاصل کرنے کے بعد آپ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ کی خدمت میں تیراہ شریف حاضر ہوئے اور بیعت کی۔ آپ کی تواضع اور وفا سے متاثر ہو کر حضور نے تھوڑے عرصہ میں باطنی منازل طے کرا دیں اور خرقہ خلافت عطا کیا۔ آپ نے لاکھوں بندگان خدا کو صراط مستقیم پر گامزن کیا۔ پشاور سے لے کر راس کماری اور بنگال سے کراچی تک آپ کے عقیدت مند تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں ہی نہیں بلکہ افغانستان، ترکی اور سعودی عرب تک آپ کے معتقد تھے۔ آغا خلیل کنجی بردار دربارِ رسالت مآب ﷺ اور میر عثمان علی خان نظام دکن بھی آپ کے عقیدت مند تھے۔ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ کی خصوصی نظر کرم آپ پر تھی۔ بے شمار لوگوں نے آپ کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کیا اور دین میں اعلیٰ مقام حاصل کی۔

آپ کی وفات ایک سو دس سال کی عمر میں ۳۱/اگست ۱۹۵۱ء/۲۷/ذوالقعدہ ۱۳۷۰ھ کو بروز جمعرات ہوئی۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند حضرت پیر حافظ سید نور حسین شاہ سجادہ نشین ہوئے۔

آپ کے مشہور خلفاء عظام:

۱۔ پروفیسر حامد حسین فریدی

۲۔ میر ہدایت اللہ امرتسری

۳۔ مولانا امام دینؒ

۴۔ مولانا علی محمد جماعتی

۵۔ پیر ولایت شاہ (گجرات)

۶۔ مولانا محمد حسین قصوری

۷۔ پروفیسر عابد حسین فریدی

۸۔ مولانا قطب الدین جھنگوی

۹۔ محبوب شاہ المعروف خیر اللہ امرتسری

۱۰۔ مولانا غلام محمد ترنم

۱۱۔ پیر محمد حیات سیالکوٹی

۱۲۔ صوفی غلام محی الدین امرتسری ؒ

۱۳۔ حضرت حافظ ظفر علی پسروری ؒ

۱۴۔ خواجہ احد شاہ قریشی ؒ امرتسری

۱۵۔ مولوی محمد شفیع ؒ

2 ۔ حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ ؒ علی پوری

حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ ؒ حضرت حافظ سید جماعت علی شہ ؒ (محدث علی پور) کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۷؍شوال ۱۲۹۸ھ؍۱۴؍اپریل ۱۸۷۸ء کو علی پور سیداں میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب ۳۷ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ آپ نے مڈل تک تعلیم اور حفظ قرآن اپنے وطن میں کیا۔ پھر امرتسر جا کر مولانا نور احمد امرتسری ؒ کے پاس مزید تعلیم حاصل کرنے چلے گئے۔ آپ نے دورۂ حدیث مدرسہ امینیہ دہلی میں مولانا کفایت اللہ دہلوی ؒ سے مکمل کیا۔ آپ نے طب کی تعلیم حکیم اجمل خان سے باقاعدہ حاصل کی۔ آپ نے اپنے چچا سید نجات علی شاہ ؒ کی بیٹی سے شادی کی۔ جب علی پور سیداں میں مدرسہ نقشبندیہ کی بنیاد رکھی گئی تو آپ اس مدرسہ کے مہتمم ہوئے۔ آپ نے آستانہ عالیہ چورہ شریف میں حاضر ہو کر حضرت خواجہ فقیر محمد ؒ کے دستِ حق پر بیعت کی اور خلافت پائی۔ اپنے مرشد کے وصال کے بعد اپنے والد گرامی سے تجدید بیعت کر کے ان سے بھی خلافت کی سعادت حاصل کی۔

آپ کی وفات ۱۲؍ربیع الاول ۱۳۸۱ھ؍ ۱۶؍اکتوبر ۱۹۶۱ء کو ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے سید اختر حسین صاحب آپ کے جانشین ہوئے اور دوسرے صاحبزادے کا نام سید انور حسین ہے۔

3 ۔ حضرت مولانا امام دین ؒ رائے پوری

مولانا امام دین ؒ حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ ؒ (محدث علی پور) کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۶۷ء؍ ۱۲۸۴ھ کو چک عادل، سیالکوٹ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی پھر کوٹلی لوہاراں میں فقیہہ اعظم مولانا محمد شریف نقشبندی ؒ سے جملہ علوم وفنون کی تکمیل کی۔ واپس آ کر رائے پور اعواناں کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا۔ یہیں ایک

بار حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری ؒ کی آمد پر آپ ان سے بیعت ہو گئے۔ ان کی سرپرستی میں سلوک کے منازل طے کئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے پنجاب کے علاوہ جنوبی ہندوستان بنگلور، احمد آباد، بمبئی اور مدراس کے تبلیغی دورے کئے۔

اپنے شیخ کے حکم پر آپ نے ماہ نامہ" انوار الصوفیہ، سیالکوٹ" کی ادارت اور جامع مسجد متصل گھنٹہ گھر سیالکوٹ کی خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ کو تین مرتبہ حج بیت اللہ اور مدینہ منورہ کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ آپ کی وفات ۸/شعبان ۱۳۷۳ھ/۱۲/اپریل ۱۹۵۴ء کورائے پور اعواناں میں ہوئی اور مسجد سے متصل مدفون ہوئے۔

4 ۔ علامہ محمد قطب الدین جھنگوی نقشبندی ؒ

علامہ محمد قطب الدین جھنگوی نقشبندی ؒ مشہور عالم اور حکیم تھے۔ آپ جھنگ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ ؒ (محدث علی پور) کے خلیفہ تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ پھر ملتان میں مولانا حافظ جمال ؒ اور مولانا غلام حسین قریشی ؒ سے تعلیم حاصل کی۔ دہلی طبیہ کالج سے یکم رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ/۱۳/جولائی ۱۹۱۵ء کو فاضل طب اور جراحت کی سند حاصل کی۔

تحصیل علم کے بعد آپ حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ ؒ (محدث علی پور) سے بیعت ہوئے۔ ان کے ہمراہ دو مرتبہ حج کی سعادت بھی حاصل کی۔ آپ کو اپنے مرشد سے بے پناہ عقیدت تھی۔ آپ خلافت و اجازت سے بھی نوازے گئے۔ آپ نے دہلی، آگرہ اور دیگر مقامات پر عیسائیوں اور ہندوؤں سے مناظرے بھی کئے اور ہمیشہ اپنے مخالف کو شکست دیتے رہے۔ آپ انشاء پرداز بھی تھے۔ آپ کے مضامین مجلّہ طبیہ دہلی، المنیر دہلی، الفقیہہ امرتسر، شمس الاسلام بھیرہ اور انوار الصوفیہ سیالکوٹ میں چھپتے رہے ہیں۔

آپ کے صاحبزادے، حافظ حکیم محمود الحسن اور خطیب مولانا عبدالرشید جھنگوی ہیں۔

آپ کی وفات ۲۵/ربیع الاول ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء کو ہوئی۔ آپ کی قبر مبارک جامعہ قطبیہ رضویہ چوک چک ۲۳۲ جوتیانوالہ، جھنگ میں ہے۔

5 ۔ مولانا محمد حسین قصوری نقشبندی ؒ

مولانا محمد حسین قصوری نقشبندی ؒ حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ ؒ (محدث علی پور) کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۲۱/ اکتوبر ۱۸۶۸ء / ۱۲۸۵ھ کو قصور شہر میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولانا میاں غلام احمد امرتسری تھا جو فارسی کے استاد تھے اور بہت نیک اور دیندار شخصیت کے مالک تھے۔ مولانا محمد حسین ابھی ایف۔اے میں پڑھ رہے تھے کہ آپ کے والد گرامی کا انتقال ہوگیا۔

آپ نے ۱۸۹۰ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے پاس کیا۔ ایم۔اے میں داخلہ لیا لیکن کچھ مجبوریوں کی وجہ سے مکمل نہ کرسکے۔ آپ بی۔ایڈ کر کے محکمہ تعلیم سے منسلک ہوگئے۔ آپ ڈیرہ غازی خان اور قصور کے اسکولوں میں استاد رہے۔ آپ تعلیمی سرگرمیوں سے فارغ ہو کر حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ ؒ (محدث علی پور) کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیعت ہوئے اور ان کے ساتھ رہ کر سلوک کے منازل طے کرتے رہے۔ حضرت اقدس ؒ نے آپ کو خلافت سے نوازا اور رہتک جانے کا حکم دیا۔ آپ کو حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی ؒ نے بھی دستارِ خلافت عطا فرمائی تھی۔ ۱۹۰۹ء میں آپ نے حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کیا۔ آپ دینی وملی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے، بلقان فنڈ، سمرنا فنڈ، حجاز ریلوے، تحریک خلافت اور فتنہ ارتداد میں بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ کے صاحبزادے حافظ نور احمد آپ کے خلیفہ ہیں۔

آپ کی وفات ۳/ شوال ۱۳۴۵ھ / ۶/ اپریل ۱۹۲۷ء بروز جمعرات ہوئی اور کرنال (ہندوستان) میں مدفون ہوئے۔

6 ۔ پیر محبوب شاہ نقشبندی ؒ المعروف خیر شاہ امرتسری ؒ

پیر محبوب شاہ نقشبندی ؒ المعروف خیر شاہ امرتسری ؒ حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ ؒ (محدث علی پور) کے خلیفہ تھے۔ آپ امرتسر کے رہنے والے تھے۔ آپ اپنے شیخ اقدس ؒ کے ہمراہ تبلیغی دوروں پر جاتے تھے جن میں دکن، میسور، کالی کٹ، جنوبی ہندوستان، اور دور دراز کے علاقے شامل ہیں۔ آپ جید عالم تھے۔ آپ کے ہاتھ پر بے شمار لوگوں نے توبہ کی اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔

آپ کی چند تصانیف:

۱۔ برکاتِ علی پور ۲۔ شرح اورادِ فتحیہ ۳۔ الکتاب المجید فی وجود التقلید
۴۔ السیوف البارقہ ۵۔ خاص بجلی بر دشمن سید جماعت علی ۶۔ الفضل من اللہ علیٰ من قرءَ شیئاً للہ

آپ کا انتقال ۹/ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء کو ہوا اور امرتسر میں مدفون ہوئے۔

7 ۔ پیر محمد حیات نقشبندیؒ

پیر محمد حیات نقشبندیؒ حضرت حافظ سید جماعت علی شاہؒ (محدث علی پور) کے خلیفہ تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد نیج وہاڑہ، آزاد کشمیر میں رہتے تھے پھر وہاں سے آ کر سیالکوٹ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ حضرت اقدسؒ کے اکابر خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ صاحبِ کشف وکرامات اور متقی انسان تھے۔ آپ اپنے شیخ اقدسؒ کے ساتھ تبلیغی دوروں پر بھی جاتے تھے۔ آپ کے ارادت منداور عقیدت مندوں کا ایک وسیع حلقہ تھا۔

آپ کی وفات ۱۲/ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ/۲۶/جون ۱۹۴۲ء کو بروز جمعہ المبارک ہوئی اور آپ کے شیخ اقدس حضرت حافظ سید جماعت علی شاہؒ (محدث علی پور) نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ کے صاحبزادگان، پیر خلیل احمد، پیر جلیل احمد، پیر بشیر احمد اور پیر محمد شریف ہیں۔

8 ۔ مولانا پروفیسر عابد حسین فریدیؒ

مولانا پروفیسر عابد حسین فریدیؒ حضرت حافظ سید جماعت علی شاہؒ (محدث علی پور) کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۷محرم الحرام ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء کو بچھراؤں ضلع مراد آباد (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کی والد گرامی کا نام مولوی احمد حسن تھا جو حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی اولاد میں سے تھے۔ اسی نسبت سے آپ فریدی کہلاتے تھے۔

آپ نے اسٹیٹ ہائی اسکول رامپور سے ۱۹۰۹ء میں میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۱۳ء میں ایم۔اے۔او کالج علی گڑھ سے بی۔اے کیا پھر ۱۹۱۴ء میں الہ آباد سے ایل ٹی کی سند حاصل کی۔ اسلامیہ ہائی اسکول اوٹاوا میں استاد بن گئے اور پھر علیم مسلم ہائی اسکول کانپور میں ہیڈ ماسٹر ہو گئے۔ آپ نے ۱۹۱۸ء میں ایم۔اے فارسی کیا اور ۱۹۲۰ء میں سینٹ جانسن کالج آگرہ میں فارسی کے پروفیسر اور شعبہ کے صدر ہو گئے۔

۱۹۲۴ء میں حضرت حافظ سید جماعت علی شاہؒ (محدث علی پور) فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کے سلسلہ میں آگرہ تشریف لائے۔ آپ نے ان سے ملاقات کی اور ان کی شخصیت اور ان کی علمیت سے بے حد متاثر ہوئے، ان سے درخواست کر کے ان سے بیعت ہو گئے۔ کالج کی چھٹیوں میں آپ علی پور حاضر ہو جاتے اور حضرت اقدسؒ کی خدمت میں رہتے۔ ۱۹۳۰ء میں آپ خلافت سے نوازے گئے۔ حضرت امیر ملتؒ جب بھی آگرہ تشریف لاتے تو آپ کے ہاں قیام فرماتے۔ آپ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔

۴/ جمادی الثانی ۱۳۶۴ھ/ ۱۷/ مئی ۱۹۴۵ء کو آپ کی وفات ہوئی اور آگرہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے پروفیسر الحاج مولوی زاہد حسین فریدی گورنمنٹ کالج تلہ گنگ ضلع اٹک میں پرنسپل رہے ہیں۔

9 ۔ الحاج پروفیسر حامد حسن فریدیؒ

الحاج پروفیسر حامد حسن فریدیؒ حضرت حافظ سید جماعت علی شاہؒ (محدث علی پور) کے خلیفہ تھے۔ آپ مولانا پروفیسر عابد حسین فریدیؒ کے بڑے بھائی تھے۔ آپ کی ولادت ۲۹/ جمادی الثانی ۱۳۰۴ھ/ ۱۰/ مارچ ۱۸۸۷ء کو بچھراؤں، مرادآباد (انڈیا) میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم آپ نے گھر پر حاصل کی پھر اسٹیٹ ہائی اسکول رامپور سے ۱۹۰۱ء میں میٹرک کیا پھر مدرسہ عالیہ لاہور سے مزید تعلیم حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور اردو فاضل کی سند حاصل کی اور پھر علیم مسلم ہائی اسکول، کانپور میں اپنے چھوٹے بھائی کے بعد ہیڈ ماسٹر بن گئے۔

انہی دنوں آپ کے اسکول میں ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ ہوا۔ آپ نے ''عربی لسانیات'' پر ایک بلند پایہ علمی مقالہ پڑھا تو نواب صدر یار جنگ، حبیب الرحمٰن شیروانی نے آپ کی پیشانی چوم لی۔ حکیم اجمل خان نے کرسی صدارت سے اٹھ کر آپ کو گلے لگایا اور سید سلیمان ندوی سے فرمایا! جزاک اللہ! آپ نے ہمارا کام سرانجام دیا ہے۔ ۱۹۲۷ء میں سینٹ جانسن کالج آگرہ میں پروفیسر مقرر ہوئے اور اپنے بھائی کے انتقال کے بعد شعبہ فارسی کے صدر بنے۔

آپ نے دسمبر ۱۹۲۷ء کو آستانہ مجددیہ علی پور حاضر ہو کر امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہؒ سے بیعت کی اور سلوک کے مدارج طے کئے۔ آپ کے بھائی حضرت پروفیسر عابد حسین فریدیؒ کی وفات پر جب امیر ملتؒ آگرہ تشریف لائے تو انہوں نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ ۱۹۵۵ء میں آپ کراچی تشریف لے آئے۔آپ بہت عبادت گزار، منکسر المزاج اور پرہیزگار انسان تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترقی و ترویج میں آپ نے بہت کام کیا۔ آپ کے گھر پر حلقہ ذکر ہوتا تھا۔

آپ کی وفات ۲۴ محرم ۱۳۸۴ھ/ ۶/ جون ۱۹۶۴ء کو کراچی میں ہوئی اور پاپوش نگر، کراچی کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ منظوم ترجمہ رباعیات عمر خیام ۲۔ منظوم ترجمہ رباعیات ابوسعید ابوالخیر

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، شاہ ولایت گجرات

حضرت حافظ سید جماعت علی شاہؒ (محدث علی پور)(خلیفہ حضرت سید نور محمد شاہ المعروف باباجی چوراہیؒ)

1 ۔ سید ولایت علی شاہؒ

سید ولایت علی شاہؒ حضرت حافظ سید جماعت علی شاہؒ (محدث علی پور) کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء کو گجرات (پنجاب) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید احمد شاہ تھا۔ آپ نے رانی وال میں پانچ سپارے حفظ کئے اور پورا قرآن مدرسہ تعلیم القرآن جنڈ سے حفظ کیا۔ آپ نے درسی کتب مولانا غلام حیدر فتح پور، گجرات سے پڑھیں۔ آپ نے تجوید کی تعلیم مولانا غلام نبی للٰہیؒ سے حاصل کی۔ آپ نے جامعہ نعمانیہ لاہور میں مولانا غلام محمد گھوٹویؒ سے سند فراغت حاصل کی۔

۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء میں آپ نے امیر ملت حضرت حافظ سید جماعت علی شاہؒ (محدث علی پور) کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور قلیل عرصہ میں تمام اسباق طے کر کے خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے مسجد پیر بخش میں مدرسہ تعلیم القرآن قائم کیا۔ پھر اپنے شیخ اقدسؒ کی سرپرستی میں مدرسہ خدام الصوفیہ (مدرسہ شاہ ولایت) قائم کیا۔ یہاں سے مدرسین اور خطباء کی عظیم جماعت نے فراغت حاصل کی۔ آپ نے مذاہبِ باطلہ کے مقابلہ میں پوری قوت سے حق کی آواز بلند کی۔ آپ نے تحریک مسجد شہید گنج اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ نے محلّہ علی پور گجرات میں ایک وسیع اور خوبصورت مسجد شاہ ولایت تعمیر کروائی جا کی تکمیل ۳۱/جولائی ۱۹۶۵ء میں ہوئی۔

آپ کا انتقال ۱۹۷۱ء/ ۱۳۹۰ھ بروز جمعہ ہوا۔ مسجد شاہ ولایت کے پاس آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔

آپ کے صاحبزادگان میں مولانا سید محمود شاہ گجراتیؒ جمعیت العلماء پاکستان کے صدر رہے۔ دوسرے بیٹے سید احمد شاہ مدرسہ خدام الصوفیہ کے مہتمم تھے اور تیسرے صاحبزادے سید حامد علی شاہ مہتمم جامعہ نعیمیہ سرگودھا ہیں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، لاثانیہ علی پور سیداں شریف

حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی ؒ (خلیفہ حضرت حافظ سید محمد جمال اللہ رامپوری ؒ)

1 ۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور لاثانی ؒ

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور لاثانی ؒ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء میں علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید علی شاہ ؒ تھا۔

آپ نے علوم ظاہری مولانا عبدالرشید سے حاصل کر کے حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی ؒ سے بیعت کی اور ان کی خدمت میں حاضر رہ کر خرقہ خلافت حاصل کر کے صاحب مجاز ہوئے۔ بعدازاں آپ نے کثیر تعداد میں لوگوں کو باطنی منازل طے کروائیں اور اعلیٰ مقامات سے نوازا۔ آپ کے خلفاء کی بھی کثیر تعداد ہے۔

آپ کی وفات ۱۶/شعبان ۱۳۵۸ھ/یکم ستمبر ۱۹۲۹ء کو ہوئی۔ آپ کا مزار علی پور سیداں میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے بعد آپ کے پوتے حضرت علی حسین شاہ ؒ کو چورہ شریف میں دستار خلافت ملی۔ آپ نے سلسلہ کو بہت عروج دیا۔

2 ۔ نقشِ لاثانی حضرت علی حسین شاہ نقشبندی ؒ

حضرت علی حسین شاہ ؒ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور لاثانی ؒ کے پوتے اور خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید خادم حسین شاہ ؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۸/ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ/۱۱/فروری ۱۹۱۷ء کو علی پور سیداں، ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ بچپن میں ہی آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا تھا۔ آپ کی پرورش آپ کے دادا حضور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور لاثانی ؒ نے کی۔

آپ کو حفظ القرآن کے لئے آپ کے دادا حضور نے اپنے خلیفہ مولانا نبی بخش حلوائی ؒ کے مدرسہ میں بھیج دیا تھا۔ ابھی آپ نے چودہ سپارے حفظ کئے تھے اور فقہ کی چند کتابیں پڑھیں تھیں کہ آپ کے بڑے بھائی سید مظہر حسین سخت بیماری کے سبب آپ کو واپس بلا لیا گیا اور دوبارہ اسکول میں داخل کروا دیا گیا۔ آپ کے بھائی کی علالت طول پکڑ گئی اور اسی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ دربار شریف میں مصروفیت کی وجہ سے آپ کو تعلیم کا سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔ لیکن نگاہِ لاثانی ؒ کے طفیل آپ علم لدنی سے مالا مال ہو گئے۔ آپ کے دادا ہر وقت آپ کو اپنی نظروں کے سامنے رکھتے تھے۔ آپ اپنے دادا کی خوب

خدمت کرتے تھے۔ اسی دوران آپ نے اپنے دادا سے بیعت کر کے سلوک کے اسباق سیکھنے شروع کر دئے۔ حضرت لاثانی سرکارؒ نے اپنے وصال سے قبل آپ کو تحریری طور پر خلافت واجازت سے سرفراز کیا اور حضرت اقدسؒ کے انتقال کے بعد آپ کی دستار بندی ہوئی۔ اسی سال آپ کا اجمیر شریف اور سرہند شریف جانا ہوا تو سجادہ نشین سرہند شریف خواجہ محمد صادقؒ نے مسجد مردانِ خدا سرہند شریف میں آپ کو دستار عطا فرمائی۔ آپ کو تین مرتبہ حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے تحریک پاکستان میں بھی بھر پور حصہ لیا۔ آپ کا وصال ۲۷/جولائی ۱۹۸۷ء / ۲۹/ذوالقعدہ ۱۴۰۷ھ بروز پیر ہوا اور علی پور میں اپنے والد گرامی کے ساتھ مدفون ہوئے۔

آپ کے صاحبزادے، سید عابد حسین شاہ، سید محمد اسماعیل شاہ ہیں۔

آپ کے خلفاءعظام:

۱۔ سید غلام مصطفیٰ شاہ (چھوٹے بھائی)

۲۔ صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ صاحب (فیصل آباد)

۳۔ مولانا الحاج پیر محمد سلیم صاحب (فیصل آباد)

۴۔ سید عباس علی شاہ صاحب (شیخو پورہ)

۵۔ حافظ محمد عالم صاحب (سیالکوٹ)

۶۔ مولانا الحاج صوفی غلام حسین صاحب (فیصل آباد)

3 ۔ سید چراغ شاہ مجددیؒ

سید چراغ شاہ مجددیؒ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور لاثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی والد بزرگوار کا نام سید چنّن شاہ تھا۔ آپ نے گورداسپور اور گجرات سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور لاثانیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور علوم باطنی کی تعلیم مکمل کر کے خلافت اور اجازت سے سرفراز ہوئے۔ شیخ اقدسؒ کے انتقال پر ان کی پہلی نماز جنازہ آپ نے پڑھائی۔ آپ طویل عرصہ لاہور میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں کوشاں رہے۔ آپ کے کئی خلفاء کرام ہیں۔ آپ نے حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی سعادت بھی حاصل کی تھی۔

آپ کی تصانیف ’’ تنویر لاثانی ‘‘ اور ’’ ذکر حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے ‘‘ مشہور ہیں۔

آپ کی وفات ۱۶/محرم ۱۳۸۹ھ/۴/اپریل ۱۹۶۹ء کو ہوئی اور پیر کالونی، لاہور میں مدفون ہوئے۔

آپ کی اولاد میں سید ضیاء الحسن سجادہ نشین ہیں۔ دیگر صاحبزادگان میں صاحبزادہ خادم حسین، مقبول حسین، محمود حسین، یعقوب حسین، امداد حسین، گلزار حسین اور حافظ ذاکر حسین ہیں۔

4 ۔ حضرت مولانا نبی بخش حلوائی نقشبندیؒ

حضرت مولانا نبی بخش حلوائی نقشبندیؒ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور لاثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد وارث تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء کو لاہور کے آرائیں گھرانے میں ہوئی۔ آپ نے مولانا محمد ذاکر بگویؒ، مولانا غلام احمد بگویؒ، پیر عبدالغفار شاہ کشمیریؒ، مولانا غلام قادر بھیرویؒ اور مولانا غلام دستگیر قصوریؒ سے تحصیلِ علوم کئے۔ اپنے گزراوقات کے لئے مٹھائی بنانے اور دودھ فروخت کرنے کا کام کیا کرتے تھے، اسی نسبت سے آپ کو حلوائی کہا جاتا تھا۔

اولاً آپ نے حضرت مولانا غلام دستگیر قصوریؒ (جو حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوریؒ کے خلیفہ تھے) کے دست اقدس پر بیعت کی اور پھر بعد میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور لاثانیؒ سے بیعت ہوئے اور قلیل عرصہ میں خلافت واجازت سے نوازے گئے۔ آپ نے مسلک اہل سنت و جماعت کی ترویج میں بہت خدمات انجام دیں۔

آپ کی مشہور تصانیف:

۱۔ تفسیرِ نبوی (پنجابی اشعار میں ۵ جلدیں) ۲۔ جامع الشواہد

۳۔ سبیل الارشاد ۴۔ النار الحامیہ لمن ذم المعاویہ

آپ کے مشہور تلامذہ میں مولانا باغ علی نسیم، علامہ اقبال احمد فاروقی، حافظ محمد علی سیالکوٹی اور صوفی غلام حسین گوجروی شامل ہیں۔

آپ کی وفات ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء کو ہوئی اور اپنے تعمیر کردہ مسجد (مسجد سٹی کوتوالی بیرون دہلی دروازہ) کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

5 ۔ حضرت حافظ محمد نواز نقشبندیؒ

حضرت حافظ محمد نواز نقشبندیؒ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور لاثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی کنیت ابوالفیاض تھی۔ آپ حضرت مولانا نبی بخش حلوائیؒ کے خاص شاگرد تھے۔ آپ جامع مسجد حبیب گنج، لاہور کے بانی اور خطیب تھے۔
آپ کی وفات ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء کو ہوئی اور آپ قبرستان بدھوکا آوا (لاہور) میں مدفون ہوئے۔

6 ۔ حضرت صوفی محمد دین نقشبندیؒ

حضرت صوفی محمد دین نقشبندیؒ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور لاثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت رام داس ضلع امرتسر (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ نان بائی کا کام کرتے تھے۔ آپ کے شیخ اقدسؒ نے آپ کے ذمہ مہمان خانے کی خدمت رکھی تھی۔ آپ کو اپنے شیخ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ آپ نے قلیل عرصہ میں اپنے شیخ کی خدمت میں رہ کر سلوک کے منازل طے کئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔
اپنے شیخ کے انتقال کے بعد آپ گوجرہ، فیصل آباد منتقل ہو گئے۔ خطیب پاکستان صوفی غلام حسین گوجرہ والے آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ کا انتقال نومبر ۱۹۸۱ء کو ہوا۔

7 ۔ حضرت مولانا سید محمد مسعود نقشبندی مجددی الہڑویؒ

حضرت مولانا سید محمد مسعود نقشبندی مجددی الہڑویؒ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور لاثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا اصل نام سید رحم شاہ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۷ء/۱۳۰۵ھ کو الہڑ تحصیل چونڈہ، سیالکوٹ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر اور پھر ہائی اسکول چونڈہ، سیالکوٹ سے حاصل کی۔ آپ تعلیم مکمل کر کے اسی ہائی اسکول میں عربی کے استاد مقرر ہو گئے۔ آپ پھر پیلی بھیت (انڈیا) چلے گئے اور وہاں درس نظامی اور دورۂ حدیث مکمل کیا۔
آپ نے آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ لاثانیہ علی پور شریف میں حاضر ہو کر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور لاثانیؒ سے بیعت ہو کر منازل روحانی طے کئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے تحریک خلافت میں بھی حصہ لیا۔ آپ سانگلہ ہل کی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔

آپ کی وفات ۲۹/اگست ۱۹۴۰ء/۲۴/رجب ۱۳۵۹ھ کوسانگلہ ہل میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادگان میں سید محمود الحسن شاہ، سید محمد یعقوب شاہ، سید محمد افتخار الحسن شاہ اور سید محمد مختار الحسن شاہ ہیں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، عیدگاہ، راولپنڈی

حافظ عبدالکریمؒ (خلیفہ خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ)

1 ۔ حضرت قاضی عالم دین مجددیؒ

حضرت قاضی عالم دین مجددیؒ حافظ عبدالکریمؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت بھڈیار، ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی غلام مصطفیٰ تھا۔ آپ نے اورینٹل کالج لاہور سے فاضل عربی اور فاضل فارسی میں اول پوزیشن حاصل کی۔ آپ خالصہ ہائی اسکول گوجرانوالہ میں صدر مدرس رہے۔ آپ وقتاً فوقتاً مشائخ عظام کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ آپ راولپنڈی میں حضرت حافظ عبدالکریم مجددیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دل دے بیٹھے۔ آپ ان سے بیعت ہوکر سلوک کے منازل طے کرنے لگے۔ تکمیل کے بعد آپ کے شیخ اقدسؒ نے خلافت اور اجازت عطا فرمائی۔ آپ بیشتر وقت اپنے شیخ کی خدمت میں رہتے تھے۔

گوجرانوالہ میں آپ نے اشاعت طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے لئے بے حد کام کیا۔ آپ کی کاوشوں سے کچھ غیر مسلم بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے جن میں سنت سنگھ بھی مسلمان ہوئے اور ان کا اسلامی نام پروفیسر محبوب الٰہی ہے۔ آپ سے بیعت ہوکر سلوک کر منازل طے کر کے خلافت و اجازے سے سرفراز ہوئے۔

آپ کی چند مشہور تصانیف:

۱۔ اردو ترجمہ مکتوبات امام ربانی (مکتوبات امام ربانی کا غالباً سب سے پہلا اردو ترجمہ تھا)

۲۔ فیض الکریم ترجمہ طہارت القلوب از علامہ عبدالعزیز دیربیؒ

۳۔ آثار الکریم (اپنے شیخ کے حالات مقدسہ) ۴۔ اردو ترجمہ مکتوبات خواجہ باقی باللہؒ

آپ عربی، فارسی اور اردو کے بلند پایہ شاعر تھے۔

آپ کی وفات ۱۹۴۲ء میں گوجرانوالہ میں ہوئی اور قبرستان کلاں کھوکھر کی، گوجرانوالہ میں مدفون ہوئے۔

2 ۔ مولانا محمد شریف مجددیؒ (کوٹلی لوہاراں)

مولانا محمد شریف مجددیہؒ حافظ عبدالکریمؒ کے خلیفہ تھے۔آپ کے والد ماجد کا نام مولانا عبدالرحمٰن تھا۔ آپ کی ولادت کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ آپ نے اپنے والدگرامی سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ آپ حضرت حافظ عبدالکریمؒ سے بیعت ہوکر خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کوفقیہہ اعظم کے لقب سے نوازا گیا۔

آپ کی چالیس سے زائد تصانیف ہیں ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ضرورتِ فقہ

۲۔ صداقت الاحناف

۳۔ نماز حنفی مدلل

۴۔ کشف العطاء

۵۔ تصورِ شیخ

۶۔ اربعینِ حنفیہ

۷۔ فرقہ شیعہ کی ابتداء

۸۔ اجتہاد

۹۔ تائیدالامام باحادیث خیرالانام

۱۰۔ تحقیق بدعت

۱۱۔ ثبوت التقلید

آپ کی وفات ۱۵ر جنوری ۱۹۵۱ء ر ۱۳۷۱ھ کو ہوئی۔ آپ کی قبر انور کوٹلی لوہاراں، سیالکوٹ میں ہے۔ مولانا ابوالنور محمد بشیر آپ کے صاحبزادے ہیں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، موہری شریف (گجرات، پنجاب)

حافظ عبدالکریمؒ (خلیفہ خواجہ سید فقیر محمد چوراہیؒ)

1 ۔ حضرت صوفی نواب الدین مجددی موہرویؒ

صوفی نواب دین مجددیؒ حافظ عبدالکریمؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام بابا احمد دین تھا جو موضع کھمباہ سے نقل مکانی کر کے موہری شریف تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت موضع کھمباہ ، جموں کشمیر میں ۲۸/صفر ۱۳۱۹ھ /یکم فروری ۱۹۰۱ء بروز جمعہ ہوئی۔

۱۹۲۹ء میں آپ عیدگاہ راولپنڈی حاضر ہو کر حضرت حافظ عبدالکریمؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ آپ نے اپنے شیخ کے پاس رہ کے سلوک کے منازل طے کئے۔ آپ اپنے شیخ کی بہت خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ کو دو سال کے قلیل عرصہ میں ۷/مارچ ۱۹۳۱ء کو خلافت و اجازت سے نوازا گیا۔

۱۹۵۶ء میں آپ کو حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی وفات ۱۲/ربیع الاول ۱۳۸۵ھ /۱۲/جولائی ۱۹۶۵ء کو بروز سوموار ہوئی اور موہری شریف میں مدفون ہوئے۔

آپ کے جانشین آپ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت محمد عبداللہ خان (پشاور) اور صوفی کرامت حسین (گوجرانوالہ) بھی آپ کے خلفاء ہیں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)

حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددی (خلیفہ حضرت بابا امیر الدین، کوٹلہ شریف)

1 ۔ سید نور الحسن بخاری نقشبندیؒ

سید نور الحسن بخاری نقشبندیؒ حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید غلام علی شاہؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۲۷/ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ /۳۰/جنوری ۱۸۸۹ء کو بروز جمعرات کیلیانوالہ (گوجرانوالہ) میں ہوئی۔

علوم ظاہری حاصل کرنے کے بعد خوشنویسی آپ نے مولانا نور الٰہی سے سیکھی۔ آپ نے شرق پور میں حضرت

میاں شیر محمد نقشبندی مجددی ؒ سے بیعت کی اور قلیل عرصہ میں خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کی وفات ۳/ربیع الاول ۱۳۷۲ھ/۲۱/نومبر ۱۹۵۲ء کو ہوئی اور کیلیانوالہ میں مدفون ہوئے۔

2 ۔ حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مجددی ؒ

حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مجددی ؒ حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۴/جولائی ۱۹۳۳ء میں ہوئی۔ دارالعلوم نعمانیہ، لاہور میں صدر مدرس رہے۔ آٹھ سال تک دارالعلوم حزب الاحناف میں صدر مدرس رہے۔ آپ روحانی مرکز حضرت علی ہجویری ؒ (داتا گنج بخش ؒ) کی مسجد میں امامت اور خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ کی وفات ۱۷/دسمبر ۱۹۸۶ء/۳۰/جمادی الاول ۱۴۰۷ھ کو ہوئی اور لاہور میں مدفون ہوئے۔

3 ۔ علامہ سید جلال الدین شاہ (بھکھی شریف)

علامہ سید جلال الدین شاہ ؒ (بھکھی شریف) سید نور الحسن بخاری نقشبندی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید محمد عالم شاہ تھا۔ آپ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء کو بھکھی شریف (گجرات) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام جعفر صادق ؒ سے ملتا ہے۔ آپ کو دو سال کی عمر میں چیچک کا مرض ہو گیا تھا جس کی وجہ سے آپ بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو قلبی بصیر سے نوازا تھا۔ آپ نے قرآن کریم حفظ کیا اور جامعہ فتحیہ، اچھرہ (لاہور) اور جامعہ نعمانیہ، امرتسر سے تعلیم حاصل کی۔

آپ نے سید نور الحسن بخاری نقشبندی ؒ کیلیانوالہ (گوجرانوالہ) سے بیعت کر کے روحانی علوم حاصل کئے۔ آپ نے مولانا سردار احمد محدث فیصل آبادی اور سید چراغ علی شاہ ؒ (خلیفہ حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی ؒ) سے بھی فیض حاصل کیا۔ آپ نے مولانا امجد علی ؒ سے دورۂ حدیث مکمل کیا۔

آپ کے چار صاحبزادے ہیں، سید محمد مظہر قیوم، سید محمد محفوظ، سید محمد عرفان، اور سید محمد انوار۔

آپ کا وصال ۱۸ نومبر ۱۹۸۵ء کو ہوا اور بھکھی شریف، گجرات میں مدفون ہوئے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، چکوڑی شریف (لالہ موسیٰ)

حضرت خواجہ غلام محی الدین مجددی قصوری دائم الحضوری ؒ (خلیفہ حضرت شاہ عبداللہ المعروف غلام علی شاہ دہلوی ؒ)

حضرت مولانا نورالدین فاروقی نقشبندی مجددی ؒ

حضرت مولانا نورالدین فاروقی نقشبندی مجددی ؒ حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والدگرامی مولانا حافظ غلام رسول ؒ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء میں ٹھیکریاں تحصیل کھاریاں (پاکستان) میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق ؓ سے ملتا ہے۔

آپ نے گیارہ سال کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا تھا۔ آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں مروجہ علوم کی تکمیل کرلی تھی۔ آپ نے حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری ؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلعت خلافت واجازتِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔ اپنے شیخ کے حکم پر آپ چکوڑی شریف بھیلووال (مضافات لالہ موسیٰ) میں قیام پذیر ہوئے اور ترویج واشاعتِ طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں مصروف ہوگئے۔ وہاں آپ نے ایک دینی ادارے کی بنیاد رکھی جہاں سے بے شمار طلباء نے فیض حاصل کیا اور اب بھی کررہے ہیں۔

آپ کی وفات ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء کو ہوا اور چکوڑی (لالہ موسیٰ) کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، بیربل شریف (سرگودھا)

حضرت خواجہ غلام محی الدین مجددی قصوری دائم الحضوریؒ (خلیفہ حضرت شاہ عبداللہ المعروف غلام علی شاہ دہلویؒ)

1 ۔ حضرت خواجہ غلام مرتضٰی مجددیؒ

حضرت خواجہ غلام مرتضٰی مجددیؒ حضرت خواجہ غلام محی الدین مجددی قصوری دائم الحضوریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد کا نام مولانا محمد اسلم تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۲۵۱ھ/۱۸۳۵ء کو بیربل شریف سرگودھا میں ہوئی۔ تیرہ سال کی عمر میں جب آپ کے والد گرامی کا انتقال ہوا تو آپ قرآن کریم حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ ابتدائی کتب پڑھ چکے تھے۔

آپ نے للہ شریف (جہلم) تشریف لا کر حضرت خواجہ غلام نبی للٰہیؒ سے تحصیل و تکمیل کر کے اٹھارہ سال کی عمر میں دستار فضیلت حاصل کی۔ آپ نے حضرت خواجہ غلام محی الدین مجددی قصوری دائم الحضوریؒ سے بیعت کی اور سلوک مجددیہ طے کر کے خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں جن میں '' مصباح الدجیٰ، تحفۃ العارفین و ہدایۃ السالکین اور رسائل در فضائل رمضان وعیدین '' یادگار ہیں۔

آپ کی وفات ۱۵/رجب ۱۳۲۱ھ/۸/اکتوبر ۱۹۰۳ء کو ہوئی اور بیربل شریف (سرگودھا) میں مدفون ہوئے۔
آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے خواجہ محمد سعیدؒ اور ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے مولانا محمد عمرؒ سجادہ نشین ہوئے۔

2 ۔ حضرت مولانا محمد عمر فاروقی مجددیؒ

حضرت مولانا محمد عمر فاروقی مجددیؒ حضرت خواجہ غلام مرتضٰی مجددیؒ کے پوتے اور مرید تھے۔ آپ نے اپنے دادا کے انتقال کے بعد حضرت میاں شیر محمد شرق پوریؒ سے بیعت کی اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت خواجہ محمد سعیدؒ تھا۔ آپ کی پیدائش ذوالحجہ ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء کو بیربل شریف، سرگودھا میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اور حفظ قرآن اپنے دادا حضرت خواجہ غلام مرتضٰی مجددیؒ سے حاصل کی۔

آپ نے مدرسہ نعمانیہ لاہور میں مولانا محمد آسی امرتسریؒ (خلیفہ شاہ ابوالخیر فاروقی مجددی دہلویؒ)، مفتی محمد عبداللہ ٹونکیؒ اور مفتی کفایت اللہ دہلویؒ سے تعلیم حاصل کی۔ اورینٹل کالج لاہور سے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

آپ سات سال تک اسلامیہ کالج پشاور میں پروفیسر رہے۔ آپ اپنے والد گرامی کے انتقال کے بعد بیربل شریف

واپس آگئے اور ترویج طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں مصروف ہوگئے۔ آپ نے لاہور سے ماہنامہ ''سلسبیل'' جاری کیا۔

آپ کی دیگر تصانیف درج ذیل ہیں۔

۱۔ انقلاب حقیقت ۲۔ طریقت کی حقیقت

۳۔ قرآنی نظریہ حیات ۴۔ سلوک ومقصدِ سلوک

۵۔ صراط المستقیم اور زنبیل عمر

آپ کی وفات ۹/ جمادی الاول ۱۳۸۷ھ/۲۶/اگست ۱۹۶۷ء کو ہوئی اور بیر بل شریف میں مدفون ہوئے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت خالد سیف اللہ آپ کے سجادہ نشین ہیں۔

3 ۔ حضرت مولانا محمد یار خلیق فاروقی نقشبندی مجددیؒ

حضرت مولانا محمد یار خلیق فاروقی نقشبندی مجددیؒ حضرت خواجہ غلام مرتضٰی مجددیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۲۵ء میں جوڑہ کلاں (سرگودھا) میں ہوئی۔

آپ نے عربی اور فارسی کی سند مدرسہ بیر بل شریف (سرگودھا) سے حاصل کی۔ آپ نے حضرت خواجہ غلام مرتضٰی مجددیؒ سے بیعت کر کے سلوک کے منازل طے کئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ لاہور میں جامعہ نعمانیہ میں بطور مدرس فرائض انجام دینے لگے۔ پھر دارالاستفتاء کے ناظم ہوگئے۔ آپ بادشاہی مسجد (لاہور) میں نائب خطیب اور پھر سنہری مسجد میں خطیب مقرر ہوگئے۔ آپ فتنہ منکرین حدیث کے خلاف بھرپور کام کیا۔ آپ شعرو شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ سرالشہادتین ۲۔ نافع الصلوٰۃ ۳۔ مجموعہ خطبات خلیق

۴۔ آپ نے قرآن کی تفسیر لکھنی شروع کی جو مکمل نہ ہوسکی۔

آپ کی وفات ۱۱۲ سال کی عمر میں ۲۴/ جون ۱۹۳۷ء/۱۳۵۶ھ کو ہوئی اور اچھرہ موڑ لاہور کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، للہہ شریف

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ (خلیفہ حضرت شاہ عبداللہ المعروف غلام علی شاہ دہلویؒ)

1 ۔ حضرت مولانا غلام نبی للہیؒ

حضرت مولانا غلام نبی للہیؒ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق اعوان قوم کی ذیلی شاخ سنادھا سے تھا۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۳۴ھ بمطابق ۱۸۱۹ء ضلع جہلم، پنجاب میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی غلام حسینؒ تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم، صرف ونحو، شرح وقایہ اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں۔ پھر آپ پشاور تشریف لے گئے اور حضرت مفتی محمد احسن اور حافظ دراز صاحب سے معقول ومنقول میں فارغ التحصیل ہوئے۔ واپس آ کر آپ تعلیم وتدریس میں مشغول ہو گئے۔ پھر آپ کے دل میں مرشد کی تلاش کا خیال پیدا ہوا۔ آپ کی شاہ پور میں حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ سے ملاقات ہوگئی اور ان سے بیعت کر لی۔ آپ نے قلیل عرصہ میں تمام مقامات مجددیہ طے کر لئے۔ شیخ نے آپ کو دستار خلافت وبشارت حصول نسبت خاصہ سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے چھ ماہ میں قرآن مجید حفظ کر کے تراویح میں نہایت ترتیل سے سنا دیا۔ آپ کے شیخ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ نے انتقال سے پہلے اپنے تمام مریدین کی تعلیم وتربیت آپ کے ذمہ کر دی تھی۔ آپ کے پاس جو بھی تعلیم وتربیت کے لئے آتا تو آپ اس کے کھانے، پوشاک اور کتابوں کا خود انتظام کرتے تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ رات کے دو بجے اٹھ جاتے تھے اور غسل کر کے تہجد کی نماز پڑھتے اور تلاوتِ قرآن کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بعض اولیاء عشرت ہوتے ہیں اور بعض اولیاء عزلت۔ اولیاء عشرت مشہور ہوتے ہیں اور اولیاء عزلت گمنام۔ کسی مرید نے آپ سے معاشی تنگی کی شکایت کی، آپ نے فرمایا کہ یہ عجب معاملہ ہے کہ پہلے لوگ آ کر فقیر سے بیعت کرتے ہیں اور پھر فقر وفاقہ کی شکایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ سالک کو چاہئے کہ مفلسوں کی صورت نہ بنائے۔

آپ کا انتقال بروز پیر ۲۲ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ بمطابق ۱۸۸۸ء کو ہوا۔

حضرت مولانا غلام نبی للہیؒ کے چند خلفاء کا مختصراً حال بیان کیا ہے ان کے علاوہ اور بھی بزرگ حضرات کو حضرتؒ نے خلافت عطا فرمائی تھی جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت حافظ محمد مقبول الرسول للہیؒ

۲۔ حضرت حافظ محمد محبوب الرسول للہیؒ

۳۔ حافظ شہباز سدھوالیؒ

۴۔ حافظ نورالدین نلی والاؒ

۵۔ حافظ محمد اعظمؒ

۶۔ مولانا غلام حسنؒ (ڈھڈیاں شریف)

۷۔ مولانا محمد اللہ جوایاؒ

۸۔ مولانا غلام مرتضیٰؒ (بیربل شریف)

۹۔ میاں عبداللہ پکھلیؒ

۱۰۔ مولانا محمد ابراہیم چنن والاؒ

۱۱۔ مولانا محمد ابراہیم سیتھلیؒ

۱۲۔ میاں محمد امام الدین ساکن جموںؒ

۱۳۔ جناب نور محمدؒ ساکن اوڈہروال، جہلم

۱۴۔ جناب حافظ فضل محمدؒ (للہ شریف)

۱۵۔ مولوی امام دینؒ (رتہ شریف)

۱۶۔ حافظ اکرم الدین بخاریؒ

۱۷۔ حضرت خان محمد حسن خان بجنوریؒ

۱۸۔ حضرت پیر غلام شاہ بھیرویؒ

۱۹۔ حضرت مولانا محمد عبداللہؒ (چاوہ)

۲۰۔ حضرت میاں سلطانؒ (للہ شریف)

۲۱۔ حافظ پیر محمدؒ (للہ شریف)

۲۲۔ میاں فتح محمدؒ (للہ شریف)

۲۳۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب (شہیدانوالی)

۲۴۔ میاں لقمان صاحبؒ (سدوال)

۲۵۔ مولانا حافظ محمد دین صاحب (بھیرہ)

۲۶۔ مولانا احمد دین صاحبؒ (نین)

۲۷۔ حافظ رکن الدین صاحبؒ (چکوڑہ)

۲۸۔ میاں بھولا صاحب (سویہ)

۲۹۔ قاضی غلام رسول صاحبؒ (کٹھہ)

۳۰۔ حافظ مولوی شمس الدین صاحبؒ (دھوری)

۳۱۔ حضرت مولانا محمد یارؒ (لکیوال)

۳۲۔ حضرت مولانا شیخ احمدؒ (دھریکاں)

2 ۔ حضرت مولانا حافظ دوست محمد للہیؒ

حضرت مولانا حافظ دوست محمد للہیؒ حضرت غلام نبی قصوری للہیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸ر جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ بمطابق ۳ر مئی ۱۸۵۰ء میں للہ شریف، جہلم میں ہوئی۔ جب آپ قرآن کریم کے حفظ اور دینی علوم کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو آپ اپنے والد گرامی سے بیعت کر کے سلوکِ باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے تین سال میں تمام کمال سلوک مجددیہ حاصل کر لئے۔ حضرت غلام نبیؒ نے بمقام سرہند آپ کو دستارِ خلافت عطا فرمائی۔ اپنے والد گرامی حضرت مولانا غلام نبی للہیؒ کے انتقال کے بعد آپ ان کی مسند پر جانشین ہوئے۔ آپ غریب اور مسکینوں کی بہت مدد کیا کرتے تھے۔

آپ کا انتقال ۱۸ر ذوالحجہ ۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۹۰۰ء میں ہوا اور للہ شریف (پنجاب) میں مدفون ہوئے۔

3 ۔ صاحبزادہ محمد عبدالرسول للہیؒ

صاحبزادہ محمد عبدالرسول للہیؒ حضرت مولانا حافظ دوست محمد للہیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۸۸۴ء میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی نے آپ کو سرہند لے جا کر بیعت کروایا اور وہیں دستار بندھوائی۔ آپ نے مولوی حافظ نور احمد صاحب سے قرآن حفظ کیا۔ علوم ظاہری کی ابتدائی تعلیم مولانا محمد ابراہیم (شہیدانوالی) سے شروع کی۔ پھر آپ نے مولانا صابر دین صاحب اور مولانا غلام حسن صاحب سے تحصیل علم کیا۔ آپ کی عمر سولہ سال تھی کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا اور آپ نے ان کی مسند ارشاد کی ذمہ داری سنبھال لی۔

آپ کا انتقال ۲۹ سال کی عمر میں گردہ کے مرض کی وجہ سے ۷/رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ بمطابق ۱۹۱۲ء میں بروز ہفتہ ہوا۔ آپ اپنے والد کے پہلو میں خانقاہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کے جانشین صاحبزادہ خواجہ محمد مقبول الرسولؒ مقرر ہوئے لیکن ان کا بھی انتقال عین جوانی میں ہو گیا۔

4 ۔ حضرت خواجہ مقبول الرسول مجددی للہیؒ

حضرت خواجہ مقبول الرسول مجددی للہیؒ صاحبزادہ محمد عبدالرسول للہیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو لِلہ شریف میں ہوئی۔

والد گرامی نے تعلیم و تربیت کے لئے آپ کو حضرت مولانا غلام حسنؒ (خلیفہ حضرت خواجہ غلام نبی للہیؒ) کے سپرد کیا۔ انہوں نے آپ کی ظاہری اور باطنی تربیت کی۔ آپ بہت سادہ اور ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔ آپ کو اردو اور فارسی پر عبور حاصل تھا۔

آپ کا وصال ۱۴/ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ/۱۳/فروری ۱۹۴۹ء کو ہوا اور اپنے جد امجد حضرت خواجہ غلام نبی للہیؒ کے ساتھ لِلہ شریف میں مدفون ہوئے۔

آپ کے صاحبزادگان میں حافظ محمد مطلوب الرسول، محمد مقصود الرسول، محمد صبغۃ اللہ اور حافظ محمد انوار ہیں۔ حافظ محمد مطلوب الرسول صاحب آپ کے سجادہ نشین ہیں۔

5 ۔ حضرت علامہ محمد امین نقشبندی مجددیؒ

حضرت علامہ ابو سعید محمد امین نقشبندی مجددیؒ حضرت خواجہ مقبول الرسول مجددی للّٰہیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء کو نوازش آباد، لاہور میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولانا غلام محمد تھا۔ آپ بھٹی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے للہ شریف میں حاضر ہو کر حضرت خواجہ مقبول الرسول مجددی للّٰہیؒ سے بیعت کی اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا سلوک طے کیا۔ آپ کے مرشد نے آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔ خلافت ملنے کے بعد آپ دارالعلوم امینیہ رضویہ، محمد پورہ فیصل آباد میں تدریس اور افتاء کی مسند پر فائز ہوئے۔ آپ کو تین مرتبہ حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

آپ کی مشہور تصانیفؒ

۱۔ البراہین القاطعہ لرد الشمس البازغہ

۲۔ دعوت غور وفکر

۳۔ بائیکاٹ کا شرعی ثبوت

۴۔ داڑھی کی اہمیت

۵۔ الیواقیت والجواہر

۶۔ آب کوثر

۷۔ راہ نجات

آپ کے صاحبزادے مولانا محمد سعید اسعد نقشبندی ورلڈ اسلامک مشن کے ناظم رہے ہیں۔

6 ۔ حضرت مولانا محمد حسن خان مجددی ؒ

حضرت مولانا محمد حسن مجددی ؒ حضرت غلام نبی قصوری للہی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد عطاء حسین خان تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲/رجب ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء کوکوٹلہ کیرت پور ضلع بجنور (یوپی،انڈیا) میں ہوئی۔

آپ نے دینی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ نے حضرت خواجہ غلام نبی للہی مجددی ؒ حاضر ہوکر بیعت کی اور آستانہ میں رہ کر حضرت اقدس ؒ کی خدمت کرنے لگے۔ حضرت کی شفقت وتوجہ سے خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ اپنے وطن واپس آکر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

آپ کی مشہور تصنیف ''مشائخ نقشبندیہ مجددیہ'' جومشائخ نقشبندیہ پر لکھی گئی اردو کی پہلی کتاب تھی۔ آپ کی دوسری تصنیف ''مقاماتِ امام ربانی ؒ'' تھی۔

7 ۔ حضرت حافظ فضل محمد ؒ

حضرت حافظ فضل محمد ؒ حضرت مولانا غلام نبی للہی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کو سلوک مجددیہ میں کمال حاصل تھا۔ آپ کشفِ مقامات، قبور، ارواح وملائکہ عظام، آئندہ وگزشتہ کا کشف رکھتے تھے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ۔ رتہ شریف (چکوال)

1 ۔ حضرت مولانا مفتی عطامحمد نقشبندیؒ

حضرت مولانا مفتی عطامحمد نقشبندیؒ حضرت غلام نبی قصوری للہیؒ کے خلیفہ تھے۔

آپ کی ولادت ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء میں رتہ شریف نزدکلر کہار (چکوال) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی بھی حضرت غلام نبی قصوری للہیؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ نے قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد اپنے والد سے دینی اور فارسی کتب پڑھیں۔ پھر مزید تعلیم آپ نے سرگودھا اور بیربل شریف میں حاصل کی۔ آپ نے صرف ونحو ملتان میں مولانا حافظ جمال اللہؒ سے پڑھیں جو کہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے دہلی اور رام پور میں بھی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا فضل حق رام پوری شامل ہیں۔

آپ کے والد گرامی نے آپ کو بچپن میں ہی حضرت غلام نبی قصوری للہیؒ سے بیعت کروا دیا تھا۔ رام پور سے واپسی پر آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کیں۔ فارغ ہونے کے بعد آپ نے رتہ شریف (چکوال) میں درس وتدریس کا کام شروع کردیا۔ آپ بیس سال تک اس شعبہ سے منسلک رہے۔ آپ بہترین خطیب ومقرر تھے۔ آپ اپنی عمر کے آخری حصہ میں عبادت وریاضت اور خلقِ خدا کی ہدایت میں مصروف ہوگئے تھے۔

آپ کا انتقال ۱۰/رجب ۱۳۸۶ھ/۱۹۵۷ء کو رتہ شریف میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ہاشمی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے فاضل ہیں اور ایک جید عالم ہیں۔ آپ کے جانشین حضرت ناصر جمیل ہاشمی ہیں۔

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ حبیبیہ ۔ چکوال، پنجاب

حضرت غلام حبیب نقشبندی مجددیؒ

حضرت غلام حبیب صاحبؒ کا شمار حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کے بڑے خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت ۲۳؍رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ بمطابق ۲؍دسمبر ۱۹۰۴ء کو کورادھی، ضلع خوشاب، (پنجاب) پاکستان میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت محی الدین اعوانؒ تھا۔ آپ کی والدہ نے آپ کا نام حبیب اللہ اور والد نے غلام حبیب رکھنا پسند کیا۔

آپ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے: غلام حبیب بن محی الدین بن قائم الدین بن رکن الدین بن محمد اجمل بن محمد عظیم بن عتیق اللہ بن عبدالغنی بن حضرت محمد معصوم (دادا معصوم) سلیمان گل احمد بن کنور سلیم بن امیر خسرو بن دولت خان بن کرم اللہ خان بن غلام حیدر بن سلطان محمود بن راچڑ خان بن بابا رڈھا بن سجاول خان بن طاہر علی بن سارنگ بن سید محمد بن محمد خان بن عبداللہ گولڑہ بن میر قطب حیدر شاہ بن عبدالیعلیٰ بن آل حسن بن زید طویل بن جعفر الثالث بن عبداللہ بن جعفر الثانی بن عبداللہ بن حضرت جعفر الاصغر اول بن حضرت محمد الحنفیہ بن امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ۔

آپ نے حفظ قرآن اور ابتدائی تعلیم قاری قمر الدین صاحب سے حاصل کی دینی کتب حضرت مولانا امیر الدین فاضل دارالعلوم دیوبندؒ سے پڑھیں۔ پھر آپ نے واں بچھراں، میانوالی میں حضرت مولانا حسین علیؒ اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھی، شیخ الحدیث حضرت مولانا سید عامرؒ اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ جب آپ شیخ الحدیث مولانا عامرؒ کے پاس زیر تعلیم تھے تو آپ نے ان سے حضرت عبدالمالک صدیقیؒ کا ذکر سنا۔ آپ کے دل میں ان سے ملنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ آپ نے اپنے استاد سے حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ سے ملنے کی درخواست کی۔ پھر ایک دن دونوں حضرات سفر کر کے احمد پور شرقیہ (ضلع بہاولپور) پہنچ گئے۔ حضرت اس وقت وہاں مقیم تھے۔ آپ کے استاد نے آپ کا حضرت صدیقیؒ سے تعارف کروایا۔ آپ حضرت خواجہؒ کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئے اور ان سے بیعت کی درخواست کی۔ انہوں نے آپ کو بیعت کر لیا اور بنیادی وظائف بتائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ عبدالمالکؒ نے اپنی انگلی میرے دل پر رکھی تو مجھے ایسے لگا کہ میرے دل میں کچھ داخل ہو گیا۔ رات کو دل میں شدت کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آئی۔ ساری رات میرا دل اللہ اللہ اللہ کرتا رہا کبھی کبھی مجھے محسوس ہوتا کہ میں زبان سے اللہ اللہ کر رہا ہوں۔ جب میں زبان کو روکتا تو میں محسوس کرتا کہ پھر بھی میرا دل اللہ اللہ کر رہا ہوتا تھا۔ فجر کی نماز کے بعد

میں نے اپنی اس کیفیت کا حال اپنے استاد سے بیان کیا تو وہ خاموش رہے پھر میں نے حضرت خواجہ صاحب سے عرض کیا تو وہ مسکرائے اور ماشاءاللہ اور الحمدللہ کہا۔

آپؒ فرماتے ہیں کہ ہم کچھ دن حضرت خواجہ کی صحبت میں رہے پھر انہوں نے اپنی شہادت کی انگلی سے میرے سینے کی دوسری جگہوں پر اشارہ کیا جس کو صوفیاء کی اصطلاح میں لطائف کہا جاتا ہے۔ اب میری کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اب میں اپنے شیخ کے بغیر نہیں رہ سکتا ان سے اس قدر محبت ہوگئی تھی۔ ان سے مل کر جب میں واپس اپنے گھر آ گیا تو اکثر رات کو سوتے ہوئے مجھے ایک دم سے احساس ہوتا کہ میرے شیخ میرے پاس ہیں تو میں نیند سے چونک کر جاتا تھا اور بیدار ہونے کے بعد بھی مجھے ایسا لگتا کہ شیخ میرے پاس تھے۔ یہ فنا فی شیخ کا اعلیٰ درجہ ہے۔ میں اپنے شیخ کے سامنے ایک پالتو بھیڑ کی طرح تھا۔

حضرت شیخ غلام حبیبؒ اپنے شیخ سے محبت، معمولات کی پابندی اور اخلاق کی وجہ سے تصوف اور سلوک میں اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے۔ آپ کے شیخ عبدالمالک صدیقیؒ ان تمام تبدیلیوں اور ان کے قابل احترام حالات اور خوبیوں کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ پھر ایک دن ایسا آیا کہ جب حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ آپ کو ساتھ لے کر اپنے شیخ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ سے ملنے مسکین پور (مظفر گڑھ) گئے۔

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ نے اپنے مخلص، دیانتدار، عقیدت مند مرید حضرت غلام حبیبؒ کے بارے میں اپنے شیخ سے بیان فرمایا اور اُن سے اِن کو اپنی خلافت عطا کرنے کی درخواست کی۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ نے کچھ دن گہری غور و فکر اور مراقبہ کیا اور پھر آپؒ کو چار سلاسل میں خلافت عطا فرمادی۔ اسی دوران حضرت عبدالمالک صدیقیؒ نے بھی آپ کو خلافت عطا فرمادی۔ یہ ۲۹ رشعبان ۱۳۵۲ھ کی تاریخ تھی جب مرشد اسلام نے اپنے شیخ حضرت عبدالمالک صدیقیؒ اور عظیم الشان شیخ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ سے خلافت حاصل کی۔

آپ کو مرشد عالم کا لقب عطا ہوا کیونکہ آپ کے خلفاء دنیا بھر میں موجود ہیں۔ آپ نے دنیا بھر میں تبلیغ کے سلسلہ میں سفر کئے۔ آپ کے بارے میں ملاقات کرنے والوں کا تبصرہ ہوتا تھا کہ ہم نے اپنی زندگی میں ان سے بڑا بزرگ اور اللہ والا نہیں دیکھا۔ آپ بہت زیادہ حقیقت پسند، مخلص اور شائستہ شخص تھے۔ آپ کی شخصیت بھی بہت خوبصورت اور متاثر کن تھی۔ آپ کا چہرا گندمی اور نورانی تھا۔ آخری عمر میں آپ کے تمام بال سفید ہو گئے تھے حتیٰ کے آپ کی بھویں بھی سفید ہوگئیں تھیں۔ آپ کو متعدد بار رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ سنتِ رسول اللہ ﷺ کی سختی

سے پابندی کرتے تھے۔ آپ حفظانِ صحت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ کے پاس سے ہمیشہ اچھی مہک آتی تھی۔

آپ ہمیشہ سفید لمبا کرتا (جبہ) پہنتے تھے۔ آپ کا کرتا ہمیشہ گھٹنوں سے نیچے ہوتا تھا اور شلوار ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر ہوتی تھی۔ آپ سفید عمامہ پہنا کرتے تھے۔ آپ آئینہ کے سامنے کھڑے ہوئے بغیر بہت خوبصورت عمامہ باندلیتے تھے۔ آپ جب چلتے تھے تو آپ کے داہنے کاندھے پر سفید رومال اور ہاتھ میں عصا ہوتا تھا۔ آپ باقاعدگی سے روزآنہ پیدل لمبی سیر کو جایا کرتے تھے۔

آپ کے بیانات صرف قرآن اور حدیث مبارکہ پر مبنی ہوتے تھے۔ آپ کو قرآن سننا، پڑھنا اور اس کی تبلیغ کرنا بہت پسند تھا۔ آپ حافظ قرآن تھے۔ آپ قرآن و حدیث کے بارے میں بہت وسیع علم وفہم رکھتے تھے۔ بڑے بڑے علماء اور مفتیانِ کرام اس بات کی گواہی دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ علم، تعلیم و تربیت ہی انسان کو دوسری مخلوقات سے بالاتر بناتی ہے۔ مدارس اور مکتب اس کے مراکز ہیں جہاں تعلیم دی جاتی ہے وہاں ناانصافی، فحاشی، غیراسلامی رسم و رواج اور مذموم روایات نہیں ہونی چاہیئے۔

۱۹۵۰ء میں ایک بدعتی مولوی نے آپ کو چکوال آنے کی دعوت دی تاکہ وہ آپ سے اپنے موقف پر تبادلہ خیال کر سکے۔ آپ نے قرآن کریم ہاتھ میں لے کر منبر پر بیٹھ کر اپنی بات شروع کی جو اس بدعتی کو پسند نہیں آئی۔ اس نے آپ کے ہاتھ سے قرآن مجید چھین لیا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ کر منبر سے اتار دیا۔ اسی وقت آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ! مجھے اسلام کی صحیح تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرما تاکہ میں لوگوں کو صحیح توحید اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم دے سکوں۔ آپ نے چکوال میں مستقل قیام کا ارادہ فرمالیا۔ حوالدار حاجی غلام محمد خیری والا اور حوالدار حاجی امیر علی (خادم القوم) نے آپ کی بہت مدد کی۔ آپ نے لوگوں کو صحیح قرآن وسنت کی تعلیم دینی شروع کی اور لوگوں میں جو جھوٹی اور من گھڑت قصہ و کہانیاں پھیلائی ہوئی تھیں ان کی تردید کی۔ وہاں بہت سے لوگ آپ کی مخالفت پر اتر آئے اور آپ کو تکالیف دینا اور نقصان پہنچانا شروع کر دیا۔ پہلے آپ نے راولپنڈی روڈ پر کالج کے عقب میں ایک مسجد بنائی اور کام کا اغاز کیا لیکن بعد میں آپ موجودہ جامعہ مسجد (چکوال) منتقل ہو گئے جو اس وقت چھوٹی تھی۔ وہاں آپ اکیلے ہی اذان دیتے تھے، اکیلے ہی اقامت کہتے تھے اور اکیلے ہی نماز پڑھتے تھے۔ بدعتی حضرات نے آپ کو وہابی اور گستاخ رسول مشہور کیا ہوا تھا۔ وہ مقتدیوں کو اور اپنے بچوں کو پڑھنے کے لئے اس مسجد میں جانے سے روکتے تھے۔

حضرت غلام حبیبؒ قرآن کریم لے کر محلوں میں جاتے اور لوگوں کو قرآن کی آیات دکھلاتے اور ان سے کہتے کہ ان آیات نے مجھے وہابی بنایا ہوا ہے۔ اگر آپ لوگ میرے ساتھ تعاون نہیں کرنا چاہتے تو ان آیات کا مجھے مطلب سمجھا دیں تا کہ کوئی اور وہابی نہ بن سکے۔ آپ نے اونچی جگہ لاؤڈ اسپیکر نصب کیا اور ان پر قرآن پاک کی تلاوت اور ترجمہ کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان آیات کا صفحہ نمبر اور سورۃ و آیت نمبر بھی بتایا جاتا تھا۔ اس کے بعد آپ نے اسپیکر پر آہستہ آہستہ قرآن کی تفسیر کا سلسلہ شروع کیا۔ لوگ جب سنتے تھے تو انہوں نے آہستہ آہستہ آپ کی مسجد میں آنا شروع کر دیا اور درس و تفسیر میں شریک ہونے لگے۔ کچھ لوگوں نے اپنے بچوں کو آپ کے پاس قرآن پڑھنے کے لئے بھیجنا شروع کر دیا۔ آپ کے اخلاق اور محنت سے آہستہ آہستہ مسجد میں لوگوں کی تعداد بڑھنی شروع ہوگئی۔ پھر آپ نے ایک مدرسہ کا قیام کر دیا جو بعد میں دارالعلوم حنفیہ (چکوال) کے نام سے مشہور ہوا۔

آپ کے جان پہچان کے لوگوں نے مدرسہ میں اپنے بچوں کو پڑھنے کے لئے بھیجنا شروع کر دیا۔ آپ نے اپنا ذریعہ معاش کے لئے چھپر بازار میں ایک کپڑے کی دکان کھولی تا کہ علاقے کے لوگوں سے میل ملاپ بڑھے اور تبلیغ کے کام میں آسانی ہو۔ آپ کاروبار کے دوران بھی لوگوں کو دین کی باتیں بتاتے رہتے تھے۔

مرشد عالم حضرت حافظ غلام حبیبؒ نے پہلا حج ۱۹۳۴ء میں کیا اور اس کے چند سال بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو بکثرت حج و عمرے کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ایک حج کے بعد جب آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو رات کو دست آنے لگے جس کی وجہ سے آپ کافی نڈھال ہو گئے۔ مریدین و معتقدین نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ دہی کھایا تھا بس اتنا کہنا غضب ہو گیا۔ رات کو حضرت تاجدار مدینہ ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! غلام حبیب! میرے شہر میں رہ کر شہر کی اشیاء کا شکوہ کرتے ہو کہ دہی کھانے سے دست آنے لگے۔ اگر میرے شہر میں رہنا چاہتے ہو تو کسی شے پر اعتراض نہ کرو، کھانے پینے کی ہر چیز کو دل و جان سے قبول کرو، ورنہ میرا شہر چھوڑ کر چلے جاؤ۔ غرض خواب میں حضرت مرشد عالمؒ نے حضور پُر نور ﷺ سے معافی مانگی اور آپ ﷺ نے حضرت شیخ کو معاف فرما دیا۔

لے سانس بھی آہستہ کے دربارِ نبی (ﷺ) ہے
خطرہ ہے بہت سخت یہاں بے ادبی کا

(تجلیاتِ مرشد عالمؒ: ص ۱۰۸)

۱۹۵۳ء میں جب پاکستان میں ختم نبوت کی تحریک شروع ہوئی آپ نے اس میں بھرپور حصہ لیا۔ حکومت نے بڑے پیمانے پر گرفتاریاں شروع کردیں تو آپ نے بھی اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کردیا۔ اس تحریک کے دوران علاقے کے لوگوں کو یہ احساس ہوا کہ جن کو ہم گستاخ رسول اللہ ﷺ سمجھتے تھے وہی سچے محبت کرنے والے عاشقِ رسول ﷺ ہیں جو اپنی جان تک رسول اللہ ﷺ کی ناموس کے لئے قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کررہے۔ یہ صرف زبانی محبت کا اظہار کرنے والے نہیں ہیں بلکہ عملی طور پر محبت اور اتباع ثابت کررہے ہیں۔ آپ کے مدرسہ میں پڑھنے والے بچوں کی تعداد بڑھنی شروع ہوگئی تھی اور ایسے بچے بھی تھے جو دور دراز کے دیہات اور علاقوں سے آتے تھے۔ آپ نے ان حضرات کی مدد سے جو آپ کے ساتھ تعاون اور محبت کا رشتہ رکھتے تھے مسجد کے قریب ایک مکان خرید لیا۔ جہاں بچوں کے لئے ہوسٹل بن گیا۔ ۱۹۶۵ء میں آپ نے ایک اور جگہ خرید کر جامعہ عائشہ صدیقہ ؓ کی بنیاد رکھی۔ جہاں لڑکیوں کے لئے حفظِ قرآن کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس میں وقت کے ساتھ ساتھ دین کے دوسرے شعبوں کی تعلیم کا اضافہ ہوتا چلا گیا۔ آپ کے صاحبزادے مولانا عبدالرحیم قاسمی جو اس وقت اٹھارہ انیس سال کے ہوں گے پڑھائی کے ساتھ ساتھ آپ کے کاموں میں آپ کے مددگار رہتے۔ وہ گھر اور دکان کی ذمہ داری سنبھالتے تھے۔

آپ کے ایک مرید کرنل فضل الٰہی کہتے ہیں کہ میں نے ۱۹۶۶ء میں چکوال کا دورہ کیا اور حضرت غلام حبیبؒ سے ملاقات کے لئے گیا تو وہ اس وقت ایک استاد کی تقرری میں مصروف تھے۔ ان کو ۱۳۰ روپے ماہانہ کی پیش کش کررہے تھے جبکہ اس وقت کے باقی اساتذہ ۶۰ روپے ماہانہ لے رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ بہت بڑے عالم ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا مسعود احمد ہزاروی اور مولانا شمس الدین کا بھی تقرر کیا۔ مولانا مسعود احمد ہزاروی کی تقرری ۶۰ روپے ماہانہ پر ہوئی۔ مہینہ کے آخیر میں جب ان کو تنخواہ نہیں ملتی تھی تو وہ ایک پرچہ لکھ کر حضرتؒ کے پاس بھیجتے تھے کہ میرے پاس گزربسر کے لئے بس یہی ایک ذریعہ ہے برائے مہربانی میری تنخواہ وقت پر دے دیا کریں۔ حضرت کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے اور وہ معذرت کے ساتھ لکھا کرتے کہ میرے اپنے گھر میں کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ حالات بہتر ہوجائیں۔ پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دارالعلوم کی مالی حالت بہتر ہونی شروع ہوگئی۔

۱۹۵۴ء تا ۱۹۸۰ء تک دارالعلوم میں خوب ترقی ہوئی اور ملک کے معروف اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ دارالعلوم کے تعلیمی اور تکنیکی شعبوں میں خدمت سرانجام دینے لگے۔ سینکڑوں طلباء فارغ التحصیل ہونے لگے اور اب بھی ہو رہے ہیں۔

مارچ ۱۹۸۰ء میں دارالعلوم کی ترقی کا دوسرا مرحلہ شروع ہوا۔ حضرتؒ کی شخصیت کا تعارف ساری دنیا کے اسلامی حلقوں میں ہوگیا تھا۔ آپ کے فرزند اور جانشین حضرت عبدالرحیم قاسمی (دامت برکاتہٗ) جامعہ اشرفیہ سے فارغ التحصیل ہوگئے تھے۔ انہوں نے چکوال میں توحید وسنت کی تبلیغ کے لئے مختلف مراکز کھولنے کا فیصلہ کیا۔ اس سلسلہ میں ان کے بھائی حضرت مولانا عبدالرحمٰن قاسمی (دامت برکاتہٗ) نے بہت تعاون اور مدد کی۔ مرکزی مسجد اور دارالعلوم حنفیہ کی تعمیر کا کام بھی شروع ہوگیا تھا جو نو سال تک جاری رہا۔ مسجد کی عقب میں دس مرلہ پر ایک خوبصورت عمارت بنائی گئی۔ ایک مسجد (مسجد حمزہ) گورنمنٹ ڈگری کالج کے ساتھ مرکزی جگہ پر تعمیر کی گئی۔

دارالعلوم کی املاک اور اس کی مالیت میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا تو حضرت عبدالرحمٰن قاسمی نے اپنے والد ماجد حضرت غلام حبیبؒ سے فرمایا کہ اس ادارے کو مزید ترقی دینے کے لئے ہمیں ایک ٹرسٹ کا قیام کرنا چاہئے تاکہ مالی اور انتظامہ امور احسن طریقہ سے چلائے جاسکیں۔ باہمی مشورے سے یہ طے پا گیا کہ ایک ٹرسٹ بنایا جائے اور اس کا نام بھی باہمی مشورے سے "پیر غلام حبیب ٹرسٹ چکوال" رکھا گیا۔ یہ طے کیا گیا کہ تمام املاک نہ کسی دوسرے کے نام منتقل ہو سکیں گی اور نہ ہی فروخت ہوسکیں گی۔ حضرت کی اولاد اس ٹرسٹ کے انتظامی امور کی اس وقت تک ذمہ دار ہوگی جب تک وہ اکابر وعلماء دیوبند کی صحیح راہ پر گامزن رہیں گے۔

ٹرسٹ کے زیرنگرانی ادارے:

جامعہ الحبیب، چکوال

یہ ادارہ حبیب آباد میں سرگودھا روڈ پر واقع ہے۔ اس کی کل مالیت قیام کے وقت دو کروڑ روپے تھی۔ اس کی مزید توسیع کے لئے ۸۰ کنال کی اراضی خریدی گئی اور ایک اسلامی یونیورسٹی کے قیام کا منصوبہ بنایا گیا۔ زمین میں بورنگ (Boring) کے بعد معلوم ہوا کہ پانی ۵۰۰ فٹ نیچے ہے۔ وہاں سے پانی نکالا جاتا ہے۔ اس عظیم الشان یونیورسٹی میں اسلامی اور روایتی نصاب پر مشتمل ایک مربوط تعلیمی نظام قائم کیا گیا۔ اس یونیورسٹی کے فارغ التحصیل طلباء علم دین کے ساتھ ساتھ موجودہ دور کے علم وہنر کے شعبوں پر بھی عبور رکھتے ہیں۔ ۱۹۸۸ء تک دارالعلوم میں حفظ قرآن، ناظرہ قرآن کی تعلیم ہوتی تھی۔ حضرت مرشد عالمؒ نے بہت کوششیں کر کے ۱۹۸۹ء میں درس حدیث کا سلسلہ بھی شروع کروادیا۔

☆ جامعہ عائشہ صدیقہؓ ، چکوال

حصول علم میں خواتین مردوں کے شانہ بشانہ ہیں۔ حضرت غلام حبیبؒ نے اپنے آخری ایام میں مسلمان بیٹیوں کے لئے اس ادارے کی بنیاد رکھی۔ اس ادارے کے قیام کے چند سالوں میں ہی اس کا تعلیمی معیار مثالی ہوگیا ہے۔ تعلیم کا طریقہ جدید تقاضوں کو مدنظر رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ اس کی ذمہ داری اپنے ایک قریبی مرید ڈاکٹر مرسل کی اہلیہ کو سونپی گئی۔

☆ دارالعلوم گلشن حبیب:

یہ دارالعلوم چکوال سے تقریباً پانچ کلومیٹر دور لاہور روڈ (مرشد آباد) پر ۱۳ کنال کی اراضی پر مشتمل ہے۔ اس کا سنگ بنیاد جسٹس محبوب احمد نے رکھا۔ اس جگہ پر مسجد عثمان کے نام سے ایک عظیم الشان مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔

☆ کورادھی میں دارالعلوم:

یہ دارالعلوم ۴۰ کنال کی اراضی پر مشتمل ہے جو کوردھی واڑی (ضلع خوشاب) میں قائم کیا جا رہا ہے۔ اس ادارے کا مقصد علاقے کے لوگوں کو اسلامی علوم وفنون کی تعلیم وتربیت بہم پہنچانا ہے۔

☆ جامعہ مسجد دارالعلوم حنفیہ:

یہ خوبصورت مسجد اسلام کی عظمت اور حقانیت کی علامت ہے۔ یہ مسجد ضلع چکوال کی خوبصورت ترین مسجد ہے۔

☆ جامعہ مسجد حمزہؓ:

چکوال کے گورنمنٹ کالج کے ساتھ واقع یہ مسجد نمازیوں کے لئے پرسکون ماحول پیش کرتی ہے۔

☆ جامعہ مسجد الحبیب:

☆ یہ مسجد سرگودھا روڈ پر شہر سے دو کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

☆ جامعہ مسجد حبیبِ خدا:

یہ مسجد جنرل بس اسٹینڈ چکوال کے قریب تعمیر کی جائے گی۔ اس پروجیکٹ کے لئے اراضی خریدی جا چکی ہے۔ پانی کے لئے کنواں کھودا گیا ہے اور جلد ہی اس کی تعمیر شروع ہو جائے گی۔

☆ ولی مسجد، چکوال:

یہ مسجد چھپر بازار چکوال کے تجارتی مرکز میں واقع ہے۔

حضرت مرشد عالم غلام حبیبؒ اپنی زندگی کے آخری ایام تک تن من دھن سے دین کے کاموں میں مصروف رہے۔ آپ نے ایک بڑی جماعت تیار کر لی جو آپ کے بعد اس کام کی ترقی اور ترویج کے کام کرتی ہے۔ آپ کا انتقال ۱۹ رصفر المظفر ۱۴۱۰ھ بمطابق ۲۱ ر ستمبر ۱۹۸۹ء کو چکوال میں ہوا۔

آپ کی اولاد:

۱۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن قاسمی صاحب

۲۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب

۳، حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب

۴۔ حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب

آپ کے خلفاءعظام:

۱۔ حضرت مولانا سلیمان نورگاتؒ (ری یونین)

۲۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل احمد وادی صاحب (انگلینڈ)

۳۔ حضرت مولانا سیف اللہ خالد صاحب (لاہور)

۴۔ حضرت مولانا منیر الدین صاحب (کوئٹہ)

۵۔ حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحبؒ (لکی مروت)

۶۔ حضرت حافظ شیخ وجیہہ الدین صاحب (لاہور)

۷۔ حضرت پیر حافظ ذوالفقار احمد صاحب (جھنگ)

۸۔ حضرت سید افضال حسین شاہ صاحب حیدرآباد (سندھ)

۹۔ حضرت مولانا حکیم عبداللطیف صاحب (جھنگ)

۱۰۔ حضرت مولانا قاری نور محمد صاحب (کراچی)

۱۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ (جہانیاں منڈی، خانیوال)

۱۲۔ حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن قاسمیؒ (چکوال)

۱۳۔ حضرت مولانا قاری منظور الحق صاحب (حیدرآباد، سندھ)

۱۴۔ حضرت مولانا محمد نعیم اللہ فاروقی صاحب (لاہور)

۱۵۔ حضرت مولانا محمد سلیمان موگالیہ صاحب (ری یونین)

۱۶۔ حضرت پروفیسر عبدالحمید اصغر صاحب (واشنگٹن، امریکہ)

۱۷۔ حضرت مولانا بشیر احمد شاہ جمالی صاحب (ڈیرہ غازی خان)

۱۸۔ حضرت پروفیسر محمد قاسم وادی صاحب (ری یونین)

۱۹۔ حضرت مولانا احمد علی پنجگوری صاحب (کراچی)

۲۰۔ حضرت مولانا سید جمال الدین صاحبؒ (کوہاٹ)

۲۱۔ حضرت مولانا غلام مرتضٰی صاحب (چکوال)

۲۲۔ حضرت مولانا محمد اشرف شاد صاحب (ملتان)

۲۳۔ حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب (چکوال)

۲۴۔ حضرت مولانا سید جلال الدین

۲۵۔ حضرت مولانا بشیر احمد

۲۶۔ حضرت شیخ احمد سلیمان

1 ۔ حضرت مولانا محمد سلیمان موگالیہ صاحب (ری یونین)

حضرت مولانا محمد سلیمان موگالیہ صاحب مرشدِ عالم حضرت پیر غلام حبیبؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۱/اگست ۱۹۴۹ء کو سینٹ بنوا، ری یونین میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام احمد موگالیہ تھا۔ آپ نے اسکول میں ساتویں کلاس تک تعلیم حاصل کی۔ پھر اپنے والد صاحب کے ساتھ تجارت میں مشغول ہو گئے۔ آپ کا دین کی طرف ذوق وشوق ہو گیا۔ آپ نے حافظ قاسم اونیاؒ سے ناظرہ قرآن پاک مکمل کیا۔ آپ کے جزیرہ میں جب بھی علماء کرام تشریف لاتے تو آپ ان کی مجالس میں بڑے شوق سے شرکت کرتے تھے۔

۱۹۷۳ء میں حضرت مرشد عالم پیر غلام حبیب نقشبندیؒ ری یونین تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے۔ ایک مجلس میں آپ کو بھی شرکت کا موقع حاصل ہوا۔ آپ کو بیعت کے متعلق زیادہ معلوم نہیں تھا لیکن حضرت مرشد عالمؒ کی شخصیت

سے متاثر ہوکران سے بیعت ہوگئے۔ آپ کو اپنے شیخ ومرشد سے دوبارہ ملاقات کا موقع سات سال کے بعد ملا آپ نے ان کے ساتھ عمرہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ یہ سفر محبتِ شیخ میں زیادتی کا سبب بنا۔

عمرے کے دوران آپ نے ریاض الجنۃ میں تجدید بیعت کی اور پھر کبھی معمولات قضا نہیں کئے۔ آپ نے حضرت مرشد عالمؒ کے ساتھ کئی حج اور عمرے ادا کئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ آپ اردو زبان نہیں جانتے تھے اور مرشد عالمؒ فرانسیسی زبان نہیں جانتے تھے۔ لیکن ''دل کو دل سے راہ ہوتی ہے'' کے مصداق ان دونوں کو ایک دوسرے کی قلبی کیفیت خود بخود سمجھ آجاتی تھی۔ آپ کو طبعاً ٹھوس قوتِ ارادی نصیب ہوئی تھی۔ آپ فنا فی الشیخ کے مقام پر بہت جلد فائز ہو گئے تھے۔ مرشد عالمؒ کے انتقال کے بعد ایک مرتبہ آپ نے فرمایا! بیوی خاوند کو اس کے مرنے کے بعد بھول سکتی ہے، اولاد ماں باپ کو بھول سکتی ہے مگر میں اپنے مرشد عالمؒ کو نہیں بھول سکتا۔ حضرت مرشد عالمؒ ری یونین کے دورے کے قیام کے دوران آپ کے گھر رہائش پذیر ہوتے تھے۔ جس قدر آپ کو خدمت کا موقع ملتا اس قدر آپ محبتِ شیخ میں سرشار ہوجاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ مرشد عالمؒ کے ری یونین سے واپس جاتے ہی ہمیں اپنا گھر خالی خالی محسوس ہوتا تھا۔ میرے گھر کے جس کمرے میں حضرتؒ ٹھہرتے تھے اس میں آج بھی روحانی اثرات محسوس ہوتے ہیں۔ رابطہ شیخ میں مداومت کی وجہ سے آپ کو ذکر اللہ میں استغراق کی کیفیت نصیب ہوگئی حتیٰ کے آپ اپنے دفتر سے گھر آتے تو کمرہ بند کر کے مراقبہ میں مشغول ہو جاتے تھے۔ بیوی بچوں کی طرف سے التفات ختم ہوگیا۔ جب مرشد عالمؒ کو اس کیفیت کا پتہ چلا تو آپ نے حرم مکہ سے خط لکھا ''سلیمان اپنے بچوں سے محبت رکھو'' اپنے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کرو، ایک حصہ حلال روزی کمانے کے لئے، دوسرا حصہ بیوی بچوں کے لئے اور تیسرا حصہ ذکر وعبادت کے لئے۔ پہلے آپ سمجھتے تھے کہ فقط ذکر اللہ ہی عبادت ہے پھر حضرت مرشد عالمؒ کے مکتوب سے یہ بات سمجھ آئی کہ بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا بھی عبادت ہے۔ آپ کو خواب میں کئی مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ کو مرشد عالم حضرت حافظ غلام حبیبؒ کے ساتھ دہلی، گجرات، ڈھابیل اور لاج پور کے سفر کا موقع بھی نصیب ہوا۔

2 ۔ حضرت مولانا اسماعیل احمد وادی صاحب (انگلینڈ)

حضرت مولانا اسماعیل احمد وادی صاحب مرشدِ عالم حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت مولانا محمد قاسم اسماعیل وادی صاحب (ری یونین)

۲۔ حضرت مفتی محمد طاہر اسماعیل وادی صاحب (انگلینڈ)

۳۔ حضرت مولانا فضلِ حق اسماعیل وادی صاحب (انگلینڈ)

۴۔ حضرت مولانا ثناء اللہ اسماعیل وادی صاحب (انگلینڈ)

۵۔ حضرت مولانا یوسف علی مکدا صاحب (انگلینڈ)

۶۔ حضرت قاری عبدالرشید اجمیری صاحب (راندھیر، انڈیا)

۷۔ حضرت مولانا بشیر حدادی صاحب (انگلینڈ)

۸۔ حضرت صادق بایات صاحب (انگلینڈ)

۹۔ حضرت حفیظ یوسف صاحب (انگلینڈ)

۱۰۔ حضرت مولانا قاری روح اللہ صاحب (نیو یارک، امریکہ)

۱۱۔ حضرت پروفیسر ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی صاحب (اسلام آباد)

۱۲۔ حضرت ولی بھائی انجینئر (انگلینڈ)

۱۳۔ حضرت ڈاکٹر ابراہیم دوبات صاحب (ری یونین)

۱۴۔ حضرت مولانا احمد خیر گامی صاحب (انگلینڈ)

۱۵۔ حضرت مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی صاحب (خانپور)

۱۶۔ حضرت قاری حماد اللہ شفیق صاحب (رحیم یار خان)

۱۷۔ حضرت مفتی صالح دھنچورہ صاحب (انگلینڈ)

۱۸۔ حضرت قاضی عبدالرزاق صاحب (بھوپال، انڈیا)

۱۹۔ حضرت مولانا مفتی اکرام الحق صاحب (انگلینڈ)

۲۰۔ حضرت عبدالستار کونڈ والکر صاحب (انگلینڈ)

۲۱۔ حضرت مولانا عبدالوحید مامون صاحب (ٹورنٹو، کینیڈا)

۲۲۔ حضرت مفتی ساجد صاحب (انگلینڈ)

۲۳۔ حضرت مفتی شمس الدین خان آفریدی صاحب (بھوپال، انڈیا)

2.11 ۔ حضرت ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی دامت برکاتہ

ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی دامت برکاتہ کی ولادت 19 شوال 1382 ہجری بمطابق 15 مارچ 1963 آزاد کشمیر کے ضلع باغ کی تحصیل دھیر کوٹ کے ایک گاؤں غازی اباد میں ہوئی۔ آپ کے ددھیال اور ننھیال نے آزاد کشمیر کی تحریک میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ مجاہد اول سردار عبدالقیوم (سابق صدر آزاد کشمیر و وزیر اعظم آزاد کشمیر) کے عزیز ہیں اور حضرت مولانا محمد بخش رحمت اللہ علیہ (غازی اول) کے نواسے ہیں۔ آپ نے 1985 میں جامعہ قائداعظم سے کیمسٹری میں ایم ایس سی کیا۔ 1996 میں یونیورسٹی اف لوازن (سوئنزرلینڈ) سے ایک سالہ کورس کیمیا میں کرنے کے علاوہ 2006 میں جامعہ قائداعظم سے ہی پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ 1988 سے 2008 تک مختلف کالجوں میں تدریس کی اور 2008 سے 2016 تک اٹامک انرجی کمیشن میں سینیئر سائنٹسٹ کے فرائض سرانجام دیے۔ اس دوران چین، اٹلی، سعودی عرب، ترکی، مصر، مونٹینیگرو، سری لنکا اور اسٹریلیا میں اپنا تحقیقی کام پیش کیا۔ آپ کے تحقیقی مقالے کیمیا کے بین الاقوامی سطح پر مقبول رسائل میں چھپتے رہے۔ آپ کے تحقیقی کام پر آپ کو انعامات اور تعریفی اسناد بھی حاصل ہوئی ہیں۔ تفسیر میں اپ کے استاذ حضرت مولانا سید چراغ الدین شاہ صاحب ہیں جو کہ حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی رحمت اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ کی دو ازدواج ہیں جن سے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ جبکہ تین بیٹے اور ایک بیٹی فوت ہو چکے ہیں۔ (ایک بیٹے مولوی عمر عبداللہ حافظ و عالم بننے کے بعد فوت ہوئے)

1975 میں (بعمر 12 سال) مرشد عالم حضرت مولانا حافظ غلام حبیب قدس سرہ سے مری میں بیعت ہوئے اور لطائف ستہ کی تکمیل 1988 تک کر لی۔ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آزاد کشمیر کا دورہ بھی 1989 میں ان کی میزبانی میں فرمایا۔

1989 میں حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ ایک سال کے تبلیغی سفر پر انگلستان میں تھے اور دوران سفر ہی حضرت مولانا اسماعیل واڈی والا (خلیفہ مجاز حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ) مقیم بلیک برن (انگلینڈ) سے تجدید بیعت کی جو کہ ڈھابیل گجرات سے فارغ تحصیل ہونے کے ساتھ فاضل دیوبند بھی تھے۔ حضرت واڈی والا نے 16 اسباق نقشبندیہ کی تکمیل پر خلافت و اجازت سے مرحمت فرمایا اور دوران تعلیم (سوئٹزر لینڈ میں) ہی سلسلے کا کام شروع کیا جہاں تیونسی، مراکشی اور الجزائری عرب بھی آپ سے بیعت ہوئے۔ حضرت واڈی والا رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی 2005 میں مجددی اسباق کی تکمیل ہوئی درمزار حضرت خواجہ باقی باللہ رحمت اللہ علیہ دہلی۔

2002 سے خانقاہ مجددیہ F- 6/1 اسلام اباد میں مقیم ہیں اور پیر کے دن پابندی سے مجلس مراقبہ کا اہتمام جامع مسجد سعد بن معاذ میں ہوتا ہے۔ ہر تین ماہ بعد ایک روزہ اصلاحی اجتماع بھی منعقد ہوتا ہے۔ 2023 تک 55 اجتماعات منعقد ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ گلگت بلتستان، کشمیر اور کراچی میں بھی حلقات قائم ہیں۔ سال میں کئی دورے سلسلے کے فیوضات بانٹنے کے لیے اندرون و بیرون ملک کرتے ہیں۔

2023 میں مزار مبارک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ درسرہند شریف بھی حاضری نصیب ہوئی اور اسباق مجددیہ کی دہرائی کی۔

موصوف کی ذات خصوصی طور پر ان لوگوں کے لیے عہد حاضر میں نمونہ ہے جو عصری اداروں میں پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ کہ اسلامی وضع قطع کے ساتھ تمام ملکی اور غیر ملکی اداروں میں انہوں نے پڑھنے پڑھانے کے ساتھ نقشبندی و مجددی اسباق کی تکمیل بھی کی۔ جامع مسجد میں خطابت، خانقاہ میں سالکین کی تربیت کے علاوہ مستقل اندرون و بیرون ملک تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ سے فیض یافتہ لوگ ہزاروں ہیں۔ نیز آپ کے صوفیانہ کلام سے لاکھوں لوگ بذریعہ انٹرنیٹ جذبہ ایمانی اور جذبہ دینی سے آراستہ ہوتے ہیں۔

(تحریر: مفتی معاذ)

3 ۔ حضرت مولانا نعیم اللہ فاروقی صاحب (لاہور)

حضرت مولانا نعیم اللہ فاروقی صاحب مرشدِ عالم حضرت پیر غلام حبیب ؒ کے خلیفہ ہیں۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت مولانا عبداللہ کاپڑیا صاحب (کینیڈا)

۲۔ حضرت مولانا عبدالرؤف صوفی صاحب (انگلینڈ)

۳۔ حضرت شیخ زاہد عبدالحمید پٹیل صاحب (انگلینڈ)

۴۔ حضرت مولانا سلیم دورات صاحب (انگلینڈ)

۵۔ حضرت مولانا حافظ خورشید احمد تجاروی صاحب (انگلینڈ)

۶۔ حضرت مولانا بہاء الدین سید صاحب (انگلینڈ)

۷۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا یعقوب ربانی صاحب (پاکستان)

۸۔ حافظ البخاری حضرت مولانا محمد مشتاق صاحب (پاکستان)

۹۔ حضرت مولانا خورشید احمد گنگوہی صاحب (پاکستان)

۱۰۔ حضرت مولانا سرفراز احمد اعوان صاحب (پاکستان)

۱۱۔ حضرت مولانا یوسف علی ملدا صاحب (انگلینڈ)

۱۲۔ حضرت مولانا حافظ ممتاز الحق ملک صاحب (انگلینڈ)

۱۳۔ حضرت مولانا جاوید بابات صاحب (میری لینڈ، امریکہ)

4 ۔ حضرت پروفیسر محمد قاسم وادی صاحب (ری یونین)

حضرت پروفیسر محمد قاسم وادی صاحب مرشدِ عالم حضرت پیر غلام حبیب ؒ کے خلیفہ ہیں۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت حافظ عبداللہ کادجی صاحب (ری یونین)

۲۔ حضرت مولانا مفتی محمد طاہر اسماعیل وادی صاحب (ری یونین)

5 ۔ حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب (چکوال)

حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب مرشدِ عالم حضرت پیر غلام حبیب ؒ کے فرزند اور خلیفہ ہیں ۔

آپ کی ولادت ۲۲/ اپریل ۱۹۵۵ء کو چکوال میں ہوئی۔ آپ کی عمر پانچ سال کی تھی کہ آپ کے والد حضرت مرشد عالم ؒ نے آپ کو حضرت حافظ احمدین صاحب کے پاس قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے بٹھا دیا۔ جلد ہی آپ نے تین پارے حفظ کر لئے۔ آپ کی آسانی کے لئے آپ کا داخلہ دارالعلوم حنفیہ میں کرا دیا اور آپ حافظ محمد جمیل صاحب کے پاس باقی پارے حفظ کرنے لگے۔ تکمیل کے بعد آپ کی دستار بندی صدر تنظیم اہل سنت حضرت علامہ دوست محمد قریشی ؒ نے کی۔ پھر آپ نے اسکول میں تعلیم حاصل کی اور میٹرک کے امتحان میں اول آئے، بعد میں آپ نے ایف اے کا امتحان بھی پاس کر لیا۔ آپ نے صرف ونحو دارالعلوم حنفیہ، چکوال میں قاری مسعود احمد صاحب اور مولانا غلام ربانی صاحب سے پڑھی۔ پھر آپ اور حافظ محمد سعید کشمیری نے جامعہ مدینہ، لاہور میں مزید تعلیم کے لئے داخلہ لے لیا۔ یہاں آپ نے درسِ نظامی کی کتابیں مولانا کریم اللہ صاحب (فاضل دیوبند) سے پڑھیں اور قاری سعید سلیمان علی شاہ صاحب اور قاری عبدالرحمٰن صاحب سے قرأت وتجوید کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا ظہور الحق صاحب سے جلالین پڑھی۔ فلسفہ کی کتاب " ہدیہ سعیدیہ " قاری عبدالرشید صاحب سے پڑھی۔ مولانا فضل حق مرادآبادی ؒ کے شاگرد مولانا شریف اللہ ؒ سے شرح جامی اور سندھی پڑھی۔ آپ کے استاد کو فالج ہو گیا تھا، آپ ان کی بے حد خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ نے دورہ حدیث کے لئے جامعہ اشرفیہ، لاہور میں داخلہ لے لیا۔ بخاری شریف حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی ؒ سے پڑھی۔ ترمذی شریف مولانا محمد روحانی بازی ؒ سے، سنن ابوداؤد حضرت مولانا صوفی سرور صاحب سے، طحاوی شریف حضرت مولانا عبیداللہ صاحب سے جو مہتمم جامعہ تھے اور مسلم شریف حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب سے پڑھی۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد مولانا مشرف علی تھانوی صاحب سے نورالانوار، حضرت مولانا وکیل احمد صاحب سے شرح وقایہ اور حضرت مولانا نور محمد صاحب سے سلم العلوم پڑھی۔

۱۹۷۴ء میں آپ نے حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب ؒ اور حضرت مفتی محمود صاحب ؒ سے دورہ تفسیر مکمل کیا۔ آپ کی دستار بندی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے کی۔ آپ نے حضرت مولانا محمد حیات صاحب (فاتح قادیان) سے مرزائیت کے متعلق مناظرہ پڑھا۔ ۱۹۸۰ء میں امام اہل سنت شیخ الحدیث وتفسیر مولانا سرفراز خان صفدر ؒ سے نصرت العلوم میں دوبارہ دورہ تفسیر کیا۔ اس کے بعد آپ نے دارالعلوم حنفیہ، چکوال میں تدریس کا کام شروع کر دیا۔

۱۹۸۳ء میں آپ نے اپنے والد مرشد عالم کے ساتھ موریشس، ری یونین کا دورہ کیا اور حضرت سلیمان موگالیہ صاحب کے ہاں قیام کیا۔ آپ انتہائی مضبوط قوت ارادی کے مالک ہیں جس کام کا ارادہ کرلیں اسے پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ آپ کو اپنے والد ماجد مرشد عالمؒ کے ساتھ دو مرتبہ حرمین شریفین جانے اور حج کرنے کی سعادت حاصل ہوئے۔ حضرت مرشد عالمؒ نے آپ کی صلاحیتیں اور دینی کاموں کی لگن کو دیکھتے ہوئے اپنی حیات میں ہی آپ کو اپنا جانشین مقرر کردیا تھا۔ آپ مساجد، مدارس اور ٹرسٹ کے تمام معاملات دیکھتے ہیں۔

آپ نے ماہنامہ " تجلیاتِ حبیب " کا اجراء کیا۔ آپ تبلیغی مقصد سے بیرون ملکوں کے دورے بھی کرتے رہتے ہیں۔ آپ پر اپنے ادارے کے تمام کاموں کے ساتھ ساتھ جمعیت علماء اسلام اور متحدہ مجلس عمل کی بھی ذمہ داریاں ہیں۔

مندرجہ ذیل ادارے آپ کی سرپرستی میں خدمات انجام دے رہے ہیں:

۱۔ خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ، چکوال

۲۔ جامعہ الحبیب الاسلامیہ، چکوال

۳۔ جامع مسجد فیضانِ حبیب، لاہور

۴۔ جامع مسجد حبیبِ خدا، چکوال

۵۔ جامع مسجد عمر فاروق، محلّہ فاروقِ اعظم چکوال

۶۔ جامع مسجد حمزہ، چکوال

۷۔ ولی مسجد، چکوال

۸۔ دارالعلوم گلشن حبیب و جامع مسجد عثمان، مرشد آباد شریف ڈب

۹۔ جامع مسجد گلستانِ حبیب، بھون

۱۰۔ دارالعلوم مریم حبیب و عیدگاہ، کورڈھی شریف

۱۱۔ جامعہ حبیب الاسلامیہ، ڈیرہ اسماعیل خان

۱۲۔ جامعہ حبیب الاسلامیہ، نوشہرہ وادی سون سیکسر

۱۳۔ جامعہ حبیب اسلامیہ، جھنگ

۱۴۔ جامعہ فیضانِ حبیب، موتی بازار

۱۵۔ جامع مسجد مریم حبیب، نشاط کالونی چکوال

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت ڈاکٹر محمد مرسل صاحب (اسلام آباد)

6 ۔ حضرت پیر ذوالفقار احمد مدظلہٗ

آپ حضرت غلام حبیبؒ کے اجل خلیفہ ہیں۔ آپ کی ولادت یکم اپریل ۱۹۵۳ء/۱۶/رجب ۱۳۷۲ھ میں جھنگ میں کھرل خاندان میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام اللہ دتہ تھا۔ آپ کے والد بچوں کو بغیر فیس لئے قرآن کریم (ناظرہ) پڑھاتے تھے، روز آنہ رات کو تہجد میں تین سے پانچ پارے تلاوت کرتے تھے۔ آپ نے ۱۹۶۷ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۷۱ء میں BSc کیا۔ ۱۹۷۶ء میں لاہور انجینئرنگ یونیورسٹی سے (Electrical Engineering) کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے ملک کے ایک بڑے ادارے میں ملازمت کرلی لیکن اپنی دینی مصروفیات کی وجہ سے آپ کو دونوں کام ساتھ ساتھ لے کے چلنے میں سخت دشواری ہورہی تھی۔ اس لئے آپ نے ۴۰ سال کی عمر میں ملازمت چھوڑ کر دینی کاموں میں اپنی پوری توجہ مرکوز کردی۔ آپ ۷۰ ممالک کے تبلیغی دوروں کا سفر کرچکے ہیں۔

آپ کی شادی حضرت خواجہ عبدف المالک صدیقیؒ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کو اپنی شیخ مرشد عالم حضرت غلام حبیبؒ سے ۱۹۸۳ء میں خلافت ملی۔ آپ نے ۱۹۸۴ء میں دارالعلوم جھنگ کا قیام کیا۔ آپ نے ''مہدالفقیر'' کا قیام کیا جہاں درس نظامی۔ تخصص، فقہ، دارالافتاء، مسجد اور دیگر شعبہ جات ہیں۔

حضرت پیر ذوالفقار احمد مدظلہٗ اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ بچپن میں اس عاجز کو والدین نے حفظ قرآن کے لئے مدرسہ میں داخل کردیا وہاں میرے استاد قاری غلام رسول صاحب تھے۔ ہمارے گھر کے قریب ایک مسجد مومن پورا تھی۔ میں نے مدرسہ میں چند پارے حفظ کئے تو اسکول کھل گئے۔ بڑے بھائی احمد علی صاحب اسکول میں استاد تھے۔ انہوں نے والدین سے کہا کہ اسے اسکول بھیجنا ہے ورنہ یہ اپنے ہم عمر لڑکوں سے پیچھے رہ جائے گا۔ والدین نے مجھے مدرسہ سے نکال کر اسکول میں داخل کروادیا۔ میرے بھائی مجھے سمجھایا کرتے تھے کہ اگر تم نے دین پڑھنا ہے تو اپنے اسکول کے نو مضمون کی جگہ دس مضمون سمجھیں۔ نو اسکول کے اور دسواں مضمون دین کا علم۔ اس کو آپ اپنے دینی استادوں سے پڑھ لیا کریں۔

کیونکہ بھائی نے یہ بات میرے ذہن میں ڈال دی تھی تو مجھے بچپن سے ہی اپنے استادوں سے دین اور قرآن کریم پڑھنے کا موقع مل گیا۔ ہمارے شہر میں ایک بڑے مفتی ولی اللہ صاحب تھے وہ میرے بڑے بھائی کے دوست بھی تھے، بڑے بھائی مجھے ان کے پاس لے گئے میں نے ان سے فارسی پڑھنی شروع کی۔ پنجنامہ سے شروع کیا اور پھر گلستان، بوستان اور دوسری ساری فارسی کتابیں پڑھیں جو مدرسوں میں پڑھائی جاتی تھیں۔ مجھے اسکول کے بعد کالج جانے کا موقعہ ملا۔ شام کے وقت میں مفتی ولی اللہ صاحب سے کتابیں پڑھتا تھا۔ ان سے میں نے دیگر کتابوں کے ساتھ مسلم شریف بھی باقاعدہ سبقاً سبقاً پڑھی۔ ہمارے شہر میں ایک عالم دین مولانا خلیل احمد صاحب تھے۔ وہ فجر کی نماز کے بعد مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ ہم اپنے کالج کے دس بارہ طالب علموں کے ساتھ ان کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ ہمیں قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر سبقاً سبقاً پڑھا دیا کریں۔ انہوں نے حامی بھرلی اور ہمیں پڑھانا شروع کر دیا۔ انہوں نے ایک ایک رکوع کے حساب سے تقریباً ڈھائی سال کے عرصہ میں ہمیں پورا قرآن تفسیر کے ساتھ پڑھا دیا۔ چاہے موسم کیسا بھی ہو یا ہماری طبیعت خراب ہو لیکن ہم نے سبق میں کبھی ناغہ نہیں کیا۔ الحمدللہ روزآنہ پہنچتے تھے ایک دفعہ تو ۱۰۴ درجہ بخار میں بھی یہ فجر کا درس کا ناغہ نہیں ہونے دیا۔ جس دن کالج سے چھٹی ہوتی تو ہم اس دن اپنے استاد کو بتا دیتے تھے۔ اس دن وہ ہمیں تفسیری نکتے بھی بتاتے تھے اور فن تفسیر کے بارے میں تفصیلات بتایا کرتے تھے۔ اس دن دو، دو، تین، تین گھنٹے کا درس ہوتا تھا۔ مفتی ولی اللہ صاحب نے فقہ سے متعلق اس عاجز کا مزاج بہت درست کیا۔ الحمدللہ ہمیں مفتی ولی اللہ صاحب اور مولانا خلیل احمد صاحب جیسے استاد مل گئے تھے جن سے ہم نے خوب فائدہ اٹھایا۔

اس کے بعد ہمیں لاہور یونیورسٹی جانا ہوا۔ یونیورسٹی کے ساتھ ایک محلّہ بیگم پورہ کے نام سے تھا، وہاں ایک مدرسہ ضیاء العلوم تھا۔ ہم نے یونیورسٹی کے ہوسٹل میں رہنے کے بجائے وہاں مکان کرایہ پر لے لیا کہ مدرسہ کے ساتھ مکان ہوگا تو ہم پانچ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھ سکیں گے اور استادوں سے دینی علم بھی پڑھیں گے۔ انجینئرنگ میں انسان بہت مصروف ہوتا ہے اس لئے بہت کم وقت ملتا ہے۔ مدرسہ ضیاء العلوم میں ہم پڑھنے جاتے تھے مگر وہاں ہماری پوری دال نہیں گلتی تھی کیونکہ وہاں کے مہتمم کے عقائد علماء دیوبند سے اختلاف رکھتے تھے۔ کہنے کو تو وہ یہ کہتے تھے کہ مولانا غلام اللہ صاحب کے شاگرد ہیں مگر حقیقت میں ان کا مماتی ذہن تھا اور وہ ہر طالب علم کو ویسا ہی بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ میرے استاد نے مجھے تفسیر پڑھاتے ہوئے تفصیل بتادی تھی اور عقائد کو پکا کر دیا تھا۔ انہوں نے سمجھا دیا تھا کہ پوری زندگی اکابر علمائے دیوبند پر ہی تم کو رہنا ہے۔ اس معاملہ میں ہم پہلے ہی سے پکے تھے۔ مدرسہ میں طلباء کے ساتھ کتابیں پڑھنے کا سلسلہ مہتمم صاحب کی

وجہ سے نہ بن سکا۔ مہتمم صاحب ہم سے محبت کرتے تھے وہ کہتے تھے تم ایک نیک نوجوان ہو، تقویٰ کی زندگی گزارتے ہو اور سنتِ رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے ہو مجھے اس وجہ سے تم سے محبت ہے۔ وہاں کے مفتی صاحب جن کا تعلق چترال سے تھا وہ ماشاءاللہ بہت اچھے انسان تھے۔ وہ میرے ساتھ بہت مناسبت رکھتے تھے۔ ان مفتی صاحب سے میں نے الگ سے ترمذی شریف پڑھی۔ باقاعدہ مدرسہ میں کلاس کے ساتھ بیٹھ کر پڑھنے کا پھر بھی موقعہ نہ مل سکا۔ مگر سبقاً سبقاً اپنے استاد سے وہ کتاب میں نے پڑھی۔ اسی دوران تجوید کی کتابیں ہمارے ایک استاد قاری یامین صاحب (جن کا تعلق کشمیر سے تھا) سے پڑھیں۔ میں نے ان سے تجوید پڑھی اور میرا حفظ قرآن کا بقیہ حصہ جو رہ گیا تھا اسے بھی ان کے ساتھ مکمل کیا۔ وہاں ایک استاد مولانا جعفر صاحب تھے جو بخاری شریف کے حافظ تھے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ مجھے بخاری شریف پڑھا دیں۔ انہوں نے ابتداء سے انتہاء تک متن اور روایت کے ساتھ مجھے بخاری شریف پڑھائی۔ الحمدللہ۔

جب یہ عاجز انجینئرنگ کر کے واپس آیا تو میں نے اپنا مدرسہ بنایا۔ پہلے اس میں صرف تحفیظ کا شعبہ تھا لیکن بعد میں اور دینی تعلیم کے شعبے بھی قائم کر دئے گئے۔ میرے لئے یہ آسانی ہوگئی تھی کہ میں مدرسہ کے اساتذہ کا خادم تھا ہی اب شاگرد بھی بن گیا تھا۔ میرے لئے مختلف کتابیں پڑھنا آسان ہو گیا تھا۔ میں جس کتاب کو پڑھنا چاہتا تو استاد سے عرض کرتا وہ مجھے پڑھا دیتے تھے۔ میں کسی مدرسہ سے باقاعدہ علم تو حاصل نہ کر سکا لیکن یہ پکی بات ہے کہ میں نے علم استادوں سے حاصل کیا۔ اس زمانے میں رواج بھی ایسا تھا کہ جن استادوں سے میں پڑھتا تھا وہ فرماتے تھے کہ ہم نے بھی مختلف استادوں سے مختلف کتابیں پڑھی ہیں۔ ہمیں کوئی سندوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں تو علم حاصل کرنا ہے۔ استادوں نے میرا ذہن ایسا بنا دیا تھا۔ ورنہ اس وقت کوئی مجھ سے کہتا کہ میں نے پڑھ کر وفاق المدارس کا امتحان دینا ہے تو میرے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ الحمدللہ: باقاعدہ امتحان بھی دے سکتا تھا مگر اس طرف کسی نے توجہ نہیں دلائی۔ بلکہ میرے استاد یہ کہتے تھے کہ وفاق المدارس والوں کے پاس کون سی وفاق کی سندیں ہیں۔ وہ بھی اساتذہ سے پڑھے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں وفاق کا امتحان دینے سے محروم رہ گیا۔ اب اس دور میں جب اس کی اہمیت کو سمجھتا ہوں تو حسرت کرتا ہوں کہ کاش میں نے باقاعدہ امتحان دے دیا ہوتا۔ استادوں کی باقاعدہ تصدیق بھی ہو جاتی۔

پنجاب کا ایک مدرسہ جامعہ رحمانیہ، جہانیاں منڈی ہے، وہاں کے اساتذہ بہت محبت اور شفقت فرماتے تھے۔ وہ اکثر بخاری شریف کے افتتاح یا اختتام کے لئے اس عاجز کو بلا لیا کرتے تھے۔ وہاں کے مہتمم صاحب نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا ہماری کمیٹی نے یہ ارادہ کیا ہے کہ آپ کی علمی خدمات کے صلہ میں بخاری شریف کے درس کے اختتام کے بعد آپ کو

اعزازی سند جاری کر دیں۔ میں باقاعدہ عالم تو نہیں ہوں لیکن الحمدللہ علماء کی تصدیق ضرور حاصل ہے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری زندگی طالب علم بن کر گزارنے کی توفیق نصیب فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ مدرسہ قاسم العلوم، ملتان نے بھی مجھے اعزازی ڈگری جاری کی۔

اس کے بعد حدیث پاک کی اجازت کا معاملہ ہوا۔ مجھے شروع میں اس طرف دھیان نہیں تھا کہ اساتذہ سے مجھے حدیث کی اجازت لینی چاہئے۔ میں اپنے آپ کو طالب علم سمجھتا تھا عالم نہیں۔ اس لئے مجھے سندیں جمع کرنے کا شوق نہیں تھا۔ ملک شام کے ایک بہت بڑے محدث تھے جن کو محدث الدنیا کہا جاتا تھا۔ دنیا میں سب سے عالی سند ان کی مانی جاتی تھی۔ ان سے ملاقات بھی ہوئی۔ اگر اس وقت مجھے پتہ ہوتا تو میں بھی ان سے اجازتِ حدیث لے لیتا۔ مگر چند ایسے حضرات سے ملاقات ہوئی کہ جنہوں نے اس عاجز کو حدیث کی اجازت عطا فرمائی۔ ان میں ایک انڈیا کے عالم تھے مولانا احمد علیؒ ان کے بڑھاپے کی زندگی انگلینڈ میں گزری۔ وہ حج پر تشریف لائے تھے۔ واقعہ یوں پیش آیا کہ میں حرم شریف میں نماز کے لئے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ کچھ سفید رومال والے طالب علم جو عام طور پر مقامی طلباء ہوتے ہیں۔ وہ آئے اور ان کے پاس کتابیں تھیں۔ وہ ایک جگہ حلقہ بنا کر بیٹھ گئے پھر ایک دبلے پتلے عمر رسیدہ عالم تشریف لائے اور ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ ان کے سامنے ایک طالب علم نے بخاری شریف کی ایک حدیث تلاوت کی۔ جب اس نے ترجمۃ الباب پڑھنا شروع کیا تو مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ بخاری شریف کی پہلی حدیث پڑھ رہے ہیں۔ اس نے جب حدیث پڑھی تو استاد نے ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تمام طلباء کو حدیث کی اجازت دے دی۔ میرے دل میں بھی تمنا ہوئی کہ معلوم کروں کہ یہ کون شخصیت ہیں۔ اللہ کی شان ان کے خادم میرے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے دیکھا تو انہوں نے کسی سے میرے بارے میں پوچھا جب ان کو میرے نام کا پتہ چلا تو وہ میرے ساتھ بہت محبت سے پیش آنے لگے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ میں حضرت کا خادم ہوں اور میں ہی ان کو لاتا لے جاتا ہوں اور حضرت میرے ہی مکان میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ مجھے ان کا غائبانہ تعارف پہلے سے تھا۔ میرے دل میں تمنا تھی کہ ان سے ملاقات ہو جائے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ حضرت کے خادم ہیں تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں حضرت کے سامنے حدیث تلاوت کروں اور حضرت مجھے حدیث کی اجازت دے دیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ابھی بات کرتا ہوں۔ انہوں نے جب حضرت سے بات کی تو حضرت کھڑے ہو گئے اور مجھ سے معانقہ کیا۔ فرمانے لگے کہ میں آپ کو حدیث کی اجازت دیتا ہوں مگر ایک شرط کے ساتھ۔ میں نے پوچھا کہ حضرت شرط کیا ہے تو کہنے لگے کہ شرط یہ ہے کہ آپ مجھے حرم میں بیٹھ کر بیعت کے کلمات پڑھائیں گے پھر میں آپ کو حدیث کی اجازت دوں گا۔ میری آنکھوں میں

آنسو آ گئے میں رو پڑا۔ حضرت آپ تو بڑے ہیں آپ کی سند عالی ہے آپ تو میرے استادوں کے بھی استاد ہیں۔ آپ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ فرمانے لگے! واللہ، باللہ، ثم تاللہ تین قسمیں کھائیں، جب میں حج پر چلا تھا تو یہ نیت کر کے چلا تھا کہ اگر حج پر میری آپ سے ملاقات ہوگئی تو میں آپ سے توبہ کے کلمات پڑھوں گا۔ چونکہ میں سفر میں یہ نیت لے کر چلا تھا اس لئے پہلے آپ مجھے کلمات پڑھائیں پھر میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ مجھے ان کا حکم ماننا پڑا اور ان کو توبہ کے کلمات پڑھائے اور پھر میں نے ان کے سامنے حدیث پاک کی تلاوت کی اور انہوں نے مجھے اجازتِ حدیث عطا فرمائی۔ انہوں نے اپنی سند کے اوپر اپنے دستخط کر کے مجھے دئے۔ ان کی جو سند تھی وہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی وساطت سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تک جاتی تھی۔ ان کے دو اساتذہ بہت اونچے استاد تھے حتیٰ کے ایک دو واسطوں سے حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے ساتھ ان کی سند جڑ جاتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حدیث کی سند لینے کے لئے حضرت مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہٗ میرے پاس انگلینڈ تشریف لائے تھے۔ جب انہوں نے حضرت مفتی صاحب کا نام لیا تو مجھے اور بھی تسلی ہوگئی کہ ہمارے سروں کے تاج بھی ان سے حدیث کی سند لے رہے ہیں تو واقعی یہ ہمارے بڑوں میں سے ہیں۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ حدیث کے بڑے عالم نے باضابطہ طور پر حدیث کی اجازت دی۔ پھر ایک واقعہ اور پیش آیا وہ یہ کہ یہ عاجز اپنے دونوں بیٹوں حبیب اللہ اور سیف اللہ کے ساتھ فجر کی نماز کے بعد حرم شریف میں بیٹھا ہوا تھا۔ دو صفوں کے فاصلہ پر مولانا مکی حجازی دامت برکاتہٗ بیٹھے ہوئے تھے، جو پاک و ہند کے ان علماء میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرم میں درس قرآن و حدیث دینے کی توفیق و سعادت نصیب فرمائی ہے۔ یہ ایک نمایاں امتیاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے والد کو بھی عطا فرمایا تھا اور ان کو بھی۔ میرے چھوٹے بیٹے سیف اللہ نے مجھ سے کہا میں حضرت سے سلام و دعا کر کے آتا ہوں میں نے کہا کہ جاؤ کرو۔

جب وہ سلام کرنے کے لئے گیا تو اس نے حضرت سے درخواست کی کہ آپ مجھے حدیث کی اجازت عطا فرما دیں تو بہت مہربانی ہوگی۔ حضرت مکی قدس سرہ نے کہا کہ بہت اچھا تو اس نے اپنے بڑے بھائی حبیب اللہ کو بھی اپنی پاس بلا لیا۔ سیف اللہ نے اپنا سیل فون نکال کر اس میں سے بخاری شریف کی حدیث نکال کر پڑھنے لگا۔ میں دور سے بیٹھ دیکھ رہا تھا۔ میں بھی اٹھ کر ان کے قریب چلا گیا۔ جب میں قریب گیا تو دیکھا کہ اس نے حدیث پاک پڑھی ہے اور حضرت نے اسے اجازت دے دی ہے۔ اسی طرح دوسرے بیٹے نے بھی حدیث کی اجازت لے لی۔ حبیب اللہ نے مجھے دیکھا اور کہا کہ ابو آپ بھی حدیث کی اجازت لے لیں۔ اس کے کہنے کے ساتھ ہی حضرت مکی نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ آپ چاہیں یا نہ چاہیں میں آپ کو حدیث کی اجازت دیتا ہوں۔ اللہ اکبر! مجھے اس وقت دل میں بہت طلب بھی ہوئی

کہ یہ اتنی بڑی نسبت ہے کہ ان کو حرم میں بیٹھ کر حدیث شریف پڑھانے کی سعادت حاصل ہے۔ میں نے کہا حضرت اس طرح نہ کیجئے میں آپ کے پاس شاگرد بن کر بیٹھوں گا اور حدیث مبارکہ کی تلاوت کروں گا اور پھر آپ مجھے حدیث کی اجازت دیجئے گا۔ الحمدللہ: میں نے حدیث پاک کی تلاوت کی اور پھر حضرت مکی حجازی دامت برکاتہٗ نے مجھے اجازتِ حدیث عطا فرمائی اور ساتھ ہی لکھی ہوئی سند بھی دی۔

تیسری عالی سند مجھے اس وقت ملی جب دیوبند میں میری حاضری ہوئی۔ دارالعلوم دیوبند (وقف) کے مہتمم حضرت مولانا سالم قاسمی دامت برکاتہٗ نے اپنے گھر کھانے پر بلایا۔ وہاں پر کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد حضرت سالم قاسمی نے فرمایا کہ ہمارے گھر میں وہ کمرہ آج بھی موجود ہے جس میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی ؒ رہا کرتے تھے۔ آپ نے کھانا کھالیا ہے اب آپ قیلولہ وہیں کریں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ وہ مجھے اس کمرے میں لے گئے۔ میرے بیٹے نے ان کے بیٹے سے حدیث کی اجازت کی بات کی۔ حضرت قاسمی نے مجھے فرمایا کہ اس کمرے میں حضرت قاسم نانوتوی ؒ مطالعہ کیا کرتے تھے۔ آپ یہاں آرام فرمائیں اور اس کمرے میں میں آپ کو حدیث کی اجازت بھی دوں گا۔ الحمدللہ: انہوں نے مجھے حدیث کی اجازت دی اور سند پر دستخط کر کے بھی دئے۔ ان کی سند بھی بہت عالی ہے۔

چوتھا واقعہ اس طرح ہوا کہ العین U.A.E میں ایک محدث ہیں ڈاکٹر تقی الدین ندوی قدس سرہ ان کو حضرت محمد احمد پرتاب گڑی ؒ کی طرف سے نقشبندیہ سلسلہ میں خلافت بھی ملی ہوئی ہے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریہ ؒ سے حدیث کی اجازت بھی حاصل تھی۔ حضرت شیخ الحدیث ؒ کے حکم پر انہوں نے ڈاکٹریٹ بھی کی تھی۔ انہوں نے حدیث پر کافی معروف کام بھی کیا۔ انہوں نے بخاری شریف کی شرح بھی لکھی ہے اور تین ہزار کتابوں میں جو غلطیاں تھیں ان کو بھی درست کیا تھا۔ وہ کتاب دنیا میں کافی مقبول ہوئی ہے۔ وہ اس عاجز سے بہت محبت کا سلوک کرتے تھے اور اپنے دل کی بات کہہ دیتے تھے۔ ان کے پانچ بیٹے ہیں وہ سب اس عاجز سے بیعت ہیں۔ پھر انہوں نے اور ان کی بیوی نے بھی اس عاجز سے بیعت کر لی۔ ان کے پاس بخاری شریف کا ایک نادر مخطوطہ تھا جو انہوں نے مجھے دکھایا۔ ڈاکٹر صاحب سے حضرت مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہٗ، حضرت مفتی رفیع عثمانی دامت برکاتہٗ اور حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہٗ نے بھی حدیث کی اجازت لی ہے۔ انہوں نے مجھے بھی حدیث کی اجازت دی۔

حضرت پیر ذوالفقار احمد مدظلہٗ نے ۱۹۷۱ء میں حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب ؒ کو بیعت ہونے کے لئے خط بھیجا۔ انہوں نے غائبانہ بیعت کر لی۔ آپ انجینئرنگ سے فارغ ہونے کے بعد چار ماہ مسکین پور میں رہے اس پھر کراچی

تشریف لائے اور حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ سے روحانی استفادہ کیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی وفات کے بعد آپ نے چکوال میں حضرت مرشد عالم حافظ غلام حبیبؒ سے تجدید بیعت کی اور تکمیل سلوک کے بعد اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے تبلیغی دوروں پر سعودی عرب، سنگاپور، تھائی لینڈ، مصر، ہندوستان، ملائیشیا، انڈونیشیا، نیپال، بنگلادیش، سویڈن، آسٹریلیا، ڈنمارک، فرانس، امریکہ کی ۲۲ ریاستوں، روس کی ۹ ریاستوں، یوکرائن، ازبکستان، کرغستان، قازقستان، فن لینڈ، تاجکستان، افغانستان، ترکی، ہنگری، برطانیہ، اٹلی، جرمنی، ترکمانستان، ناروے اور ساؤتھ افریقہ کے سفر کیے۔

آپ کی سرپرستی میں چلنے والے ادارے:

۱۔ عاص اکیڈمی۔ لاہور

یہ ایک دینی تربیتی ادارہ ہے جو آپ کے خلیفہ ڈاکٹر مولانا شاہد اویس کی نگرانی میں دینی اور تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔

۲۔ جامعہ عائشہ اکیڈمی، لاہور

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام، فیصل آباد

۴۔ جامعہ اصلاح البنات، اسلام آباد

۵۔ مکتبہ الفقیر: کتب کی اشاعت کا ادارہ ۱۹۹۹ء میں قائم ہوا۔

آپ کی مشہور تصانیف:

۱۔ عشق الٰہی

۲۔ عشق رسول (ﷺ)

۳۔ تصوف اور سلوک

۴۔ باادب بانصیب

۵۔ خواتین اسلام کے کارنامے

۶۔ خطبات فقیر

۷۔ مجالس فقیر

۸۔ مکتوباتِ فقیر

۹۔ شجرہ طیبہ

۱۰۔ حیاتِ حبیب

۱۱۔ رہے سلامت تمہاری نسبت

۱۲۔ قرآم مجید کے ادبی اسرار ورموز

۱۳۔ قرآن مجید کی تاثیر وفوائد

۱۴۔ موت کی تیاری

۱۵۔ پیارے رسول ﷺ کی پیاری باتیں

۱۶۔ دعاؤں کے قبول نہ ہونے کی وجوہات

۱۷۔ لاہور سے تا بخاک بخارہ وسمرقند

۱۸۔ دوائے دل

۱۹۔ خواتین کے تربیتی بیانات

۲۰۔ پریشانیوں کا حل

۲۱۔ کتنے بڑے ہیں حوصلے پروردگار کے

۲۲۔ اللہ کی بخشش کے بہانے

۲۳۔ ہم کیسے مسلمان ہوئے

۲۴۔ نماز کے اسرار ورموز

۲۵۔ ان کے علاوہ دیگر کتب بھی ہیں

آپ کے دونوں صاحبزادوں سمیت آپ کے ۱۵۰ خلفاء کرام ہیں۔

چند خلفاء کرام کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت مولانا حبیب اللہ (صاحبزادے)

۲۔ حضرت مولانا سیف اللہ (صاحبزادے)

۳۔ مفتی ابولبابہ شاہ منصور	(کراچی)
۴۔ حضرت حافظ منیر احمد صاحب	(کراچی)
۵۔ مولانا شیخ اظہر اقبال	(کراچی)
۶۔ حضرت مولانا الیاس	(کراچی)
۷۔ حضرت مولانا ساجد عثمان	(کراچی)
۸۔ شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد یوسف	(کراچی)
۹۔ حضرت حافظ خورشید احمد صاحب	(نیویارک، امریکہ)
۱۰ حضرت حسین عبدالستار صاحب	(شکاگو، امریکہ)
۱۱۔ حضرت مولانا شیخ خالد عبدالستار	(امریکہ)
۱۲۔ حضرت ڈاکٹر ندیم قریشی صاحب	(نیویارک، امریکہ)
۱۳۔ حضرت شیخ محمد مشتاق صاحب	(ورجینیا، امریکہ)
۱۴۔ حضرت ڈاکٹر عمر صاحب	(ورجینیا، امریکہ)
۱۵۔ حضرت مفتی محمد شریف فانی صاحب	(اٹلانٹا، امریکہ)
۱۶۔ حضرت شیخ احمد ارشد صاحب	(نیویارک، امریکہ)
۱۷۔ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عثمان حسینی	(امریکہ)
۱۸۔ حضرت ڈاکٹر ندیم قریشی	(امریکہ)
۱۹۔ حضرت شیخ معیز حسین	(امریکہ)
۲۰۔ حضرت شیخ حافظ عبدالرشید صاحب	(کینیڈا)
۲۱۔ حضرت مولانا شیخ فقیر محمد کھوکھر	(امریکہ)
۲۲۔ حضرت مولانا حافظ عبدالرشید	(کینیڈا)
۲۳۔ مولانا امام شامل	(ساؤتھ افریقہ)
۲۴۔ حضرت مولانا سلیمان چوکسی صاحب	(ساؤتھ افریقہ)

۲۵۔ حضرت مولانا اندلوس صاحب (ساؤتھ افریقہ)

۲۶۔ حضرت مولانا حافظ جنید ملّا صاحب (ساؤتھ افریقہ)

۲۷۔ حضرت مولانا حافظ محمد میاں (ساؤتھ افریقہ)

۲۸۔ حضرت مولانا موسیٰ اکوڈی (ساؤتھ افریقہ)

۲۹۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب (روس)

۳۰۔ حضرت مولانا جان محمد صاحب (روس)

۳۱۔ حضرت تشاء باباؒ (روس)

۳۲۔ حضرت مولانا احمد جان (روس)

۳۳۔ حضرت مولانا حکیم جان (روس)

۳۴۔ حضرت مولانا راویل تاج الدین (روس)

۳۵۔ حضرت مولانا عبدالحلیم (روس)

۳۶۔ حضرت مولانا عمر خان (روس)

۳۷۔ حضرت مولانا عبداللہ سفرنامہ (روس)

۳۸۔ حضرت مولانا شیخ عثمان داغستانی (روس)

۳۹۔ حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمان (انڈیا)

۴۰۔ حضرت مفتی انعام الحق (انڈیا)

۴۱۔ مولانا خلیل احمد سجاد نعمانی (لکھنؤ، بھارت)

۴۲۔ حضرت مولانا محمد شفیع ندوی (انڈیا)

۴۳۔ حضرت مولانا مفتی شکیل (انڈیا)

۴۴۔ حضرت مولانا عبدالمومن (سنبھل، انڈیا)

۴۵۔ حضرت مولانا مفتی عبدالرحمان (انڈیا)

۴۶۔ حضرت مولانا صلاح الدین سیفی (انڈیا)

۴۷۔ حضرت مولانا قاری کلیم اللہ	(انڈیا)
۴۸۔ حضرت مولانا قطب الدین ملا	(انڈیا)
۴۹۔ حضرت مولانا سید محمد طلحہ قاسم	(انڈیا)
۵۰۔ حضرت مولانا یونس پالنپوری	(پالن پور، انڈیا)
۵۱۔ حضرت مولانا محمد ایوب سورتی	(انگلینڈ)
۵۲۔ حضرت مولانا ابراہیم کدوا	(مدینہ مورہ)
۵۳۔ حضرت خالد صاحب	(مدینہ منورہ)
۵۴۔ حضرت مولانا ابوبکر	(مدینہ منورہ)
۵۵۔ حضرت مولانا ڈاکٹر حماد طفیل	(طائف، سعودی عرب)
۵۶۔ حضرت مولانا سید کاشف کریم	(ریاض، سعودی عرب)
۵۷۔ حضرت مولانا مفتی لطیف الرحمان قاسمی	(مکہ مکرمہ)
۵۸۔ حضرت شیخ الحدیث تقی الدین ندوی	(العین، یواے ای)
۵۹۔ حضرت مولانا شیخ توقیر	(دبئی)
۶۰۔ حضرت مولانا ڈاکٹر طارق بھٹی	(دبئی)
۶۱۔ حضرت مولانا حاجی عبد القیوم	(دبئی)
۶۲۔ حضرت مولانا شیخ محمد شریف ایرانی	(ایران)
۶۳۔ حضرت مولانا مفتی عبد الخالق	(برما)
۶۴۔ حضرت مولانا محمد بلال	(کینیا)
۶۵۔ حضرت مولانا ایوب	(زمبابوے)
۶۶۔ حضرت مولانا عندلیب	(زمبابوے)
۶۷۔ حضرت شیخ عبد القادر	(نائیجیریا)
۶۸۔ حضرت مولانا ڈاکٹر عمر	(زیمبیا)

۶۹۔ حضرت مولانا نذیر	(موزمبیق)
۷۰۔ حضرت مولانا مفتی حماد	(لاہور)
۷۱۔ حضرت مولانا شیخ ارسلان	(لاہور)
۷۲۔ حضرت مولانا سردار شاہ	(لاہور)
۷۳۔ حضرت مولانا سجاد احمد	(لاہور)
۷۴۔ حضرت مولانا حافظ محمد سہیل عرفان	(لاہور)
۷۵۔ حضرت مولانا سجاد سکھیرا	(لاہور)
۷۶۔ حضرت مولانا ڈاکٹر شہزاد اویس	(لاہور)
۷۷۔ حضرت مولانا مفتی حافظ عاطف	(لاہور)
۷۸۔ حضرت مولانا عمر عزیز بابر	(لاہور)
۷۹۔ حضرت مولانا مفتی عبد الحفیظ	(لاہور)
۸۰۔ حضرت مولانا فیصل مرزا	(لاہور)
۸۱۔ حضرت مولانا مفتی کمال الدین احمد	(لاہور)
۸۲۔ حضرت مولانا مفتی محمد یوسف	(لاہور)
۸۳۔ مولانا ڈاکٹر شاہد اویس	(لاہور)
۸۴۔ حضرت شیخ کمال الدین احمد صاحب	(لاہور)
۸۵۔ حضرت ڈاکٹر محمد سلیم صاحب	(لاہور)
۸۶۔ حضرت عبد الرحمٰن صاحب	(لاہور)
۸۷۔ حضرت مولانا اسلام پوری	(لاہور)
۸۸۔ حضرت مولانا محمد امجد	(لاہور)
۸۹۔ حضرت حافظ محمد ابراہیم	(لاہور)
۹۰۔ حضرت عاطف خان صاحب	(لاہور)

۹۱۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب اللہ (جھنگ)

۹۲۔ حضرت مولانا حافظ الحدیث محمد جعفر (جھنگ)

۹۳۔ حضرت مولانا مفتی عبدالوہاب (جھنگ)

۹۴۔ حضرت مولانا قاری عبدالرحمان (جھنگ)

۹۵۔ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد محسن (جھنگ)

۹۶۔ حضرت مولانا محمد حسین آزاد (ملتان)

۹۷۔ حضرت مولانا جعفر صاحب (ملتان)

۹۸۔ حضرت قاری عبداللہ صاحب (ملتان)

۹۹۔ حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ ملتانی (ملتان)

۱۰۰۔ حضرت مولانا حماد محمود (اسلام آباد)

۱۰۱۔ حضرت مولانا قاسم منصور (اسلام آباد)

۱۰۲۔ حضرت مولانا ڈاکٹر ناصر احمد (اسلام آباد)

۱۰۳۔ حضرت مولانا پروفیسر نصیر الدین (اسلام آباد)

۱۰۴۔ حضرت مولانا قاسم صاحب (اسلام آباد)

۱۰۵۔ حضرت مولانا طاہر معاویہ (اسلام آباد)

۱۰۶۔ حضرت پروفیسر اسلم صاحب (راولپنڈی)

۱۰۷۔ حضرت مولانا حافظ نصیر احمد (راولپنڈی)

۱۰۸۔ حضرت مولانا شفیق الرحمان (راولپنڈی)

۱۰۹۔ حضرت مولانا مفتی محمد اسلم (راولپنڈی)

۱۱۰۔ حضرت مولانا مفتی خالق یار (وزیر آباد)

۱۱۱۔ حضرت سیف الرحمٰن قاسم صاحب (گوجرانوالہ)

۱۱۲۔ حضرت حافظ انعام اللہ جاوید صاحب (گوجرانوالہ)

۱۱۳۔ حضرت مولانا حاجی محمد سعید (گوجرانوالہ)

۱۱۴۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی (حاصل پور)

۱۱۵۔ حضرت مولانا عبدالوہاب شاہ (حاصل پور)

۱۱۶۔ حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب (فیصل آباد)

۱۱۷۔ حضرت شیخ ظفر الاسلام صاحب (فیصل آباد)

۱۱۸۔ حضرت مولانا مفتی شاکر الرحمان (فیصل آباد)

۱۱۹۔ حضرت مولانا حاجی محمد صدیق (سمندری)

۱۲۰۔ حضرت مولانا سیف الرحمان درخواستی (راجن پور)

۱۲۱۔ حضرت مولانا قاری محمد یاسین (صادق آباد)

۱۲۲۔ حضرت مولانا غلام محمد (لیّہ)

۱۲۳۔ حضرت مولانا فاروق (سرگودھا)

۱۲۴۔ حضرت مولانا عبدالوحید صاحب (بہاولپور)

۱۲۵۔ حضرت مولانا احسان الحق (بہاول پور)

۱۲۶۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمان شاہ (بہاولپور)

۱۲۷۔ حضرت مولانا مفتی محمد عاصم (بہاولنگر)

۱۲۸۔ حضرت صاحبزادہ عبدالقدوس (چکوال)

۱۲۹۔ حضرت مولانا احمد دین (گھوٹکی)

۱۳۰۔ حضرت مولانا قاری عطاء اللہ (ماموں کنجن، پاکستان)

۱۳۱۔ حضرمولانا مفتی عبدالوہاب (روہڑی)

۱۳۲۔ حضرت مفتی آفاق (اٹک)

۱۳۳۔ حضرت مولانا حافظ مدثر عرفان (ڈیرہ غازی خان)

۱۳۴۔ حضرت مولانا ظفر اقبال (ڈیرہ اسماعیل خان)

۱۳۵۔ حضرت مولانا سعد اللہ (بنوں)

۱۳۶۔ حضرت مولانا سیف اللہ جان (بنوں)

۱۳۷۔ حضرت مولانا سلیمان (بنوں)

۱۳۸۔ حضرت مولانا گل ریز صاحب (بنوں)

۱۳۹۔ حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب (بنوں)

۱۴۰۔ حضرت مولانا خواجہ فضل ولی شہید (بنوں)

۱۴۱۔ حضرت مولانا گل رئیس خان (بنوں)

۱۴۲۔ حضرت مولانا قاری محمد یوسف (بنوں)

۱۴۳۔ حضرت مولانا مقصود اسلم (کرک، پاکستان)

۱۴۴۔ حضرت مولانا مفتی امان (کوہاٹ)

۱۴۵۔ حضرت مولانا مفتی علی (مردان)

۱۴۶۔ حضرت مولانا قاری شبیر (چترال)

۱۴۷۔ حضرت مولانا رحمت اللہ (مقبوضہ کشمیر)

۱۴۸۔ حضرت مولانا مفتی ایوب کشمیری (سری نگر)

۱۴۹۔ مولانا مفتی غلام رسول (مظفر آباد، آزاد کشمیر)

۱۵۰۔ حضرت مولانا مفتی محمد طیب (باغ، آزاد کشمیر)

۱۵۱۔ حضرت مولانا مفتی غلام رسول (مظفر آباد)

۱۵۲۔ حضرت مولانا عبدالمتکبر (لورالائی)

7 ۔ حضرت پیر سیف اللہ خالدؒ

حضرت پیر سیف اللہ خالدؒ حضرت پیر غلام حبیبؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۹۴۵ء میں ہوشیار پور، (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد علی تھا۔ پاکستان بننے کے بعد آپ نے ہجرت کی اور سٹھارجہ، ضلع خیر پور

سندھ میں سکونت اختیار کی۔ آپ نے قرآن پاک ناظرہ اور ابتدائی تعلیم مولانا محمد دین صاحب سے حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں داخل ہوکر چوتھے درجہ تک کی کتابیں پڑھیں۔ پھر دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا میں داخلہ لیا اور شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید صاحب، مولانا ظہورالحق صاحب، مولانا منظورالحق صاحب سے ایک سال تک کتب پڑھیں۔ اس کے بعد دارالعلوم کراچی میں داخلہ لیا اور استاذ العلماء حضرت سبحان محمودؒ سے مشکوٰۃ شریف پڑھی۔ وہاں مزید تعلیم حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحبؒ، حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب اور حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ سے حاصل کی۔ پھر آپ نے خیر المدارس ملتان میں داخلہ لے لیا۔ آپ نے حضرت خیر محمد صاحبؒ سے بخاری شریف پڑھی، حضرت محمد شریف کشمیریؒ صاحب سے ترمذی شریف اور ابوداؤد شریف پڑھیں۔ حضرت مولانا عبداللہؒ سے مسلم شریف پڑھی اور مفتی فقیر اللہؒ سے دوبارہ قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ ۱۹۶۶ء میں آپ نے دورۂ حدیث مکمل کیا۔

آپ جامعہ منظورالاسلامیہ، لاہور کے مہتمم تھے۔ اس ادارے کی بنیاد یکم شوال ۱۴۰۶ھ/۷/جون ۱۹۸۶ء کو رکھی گئی تھی۔ آپ کا انتقال ۱۴/ ۲۰۱۷ء بروز بدھ لاہور میں ہوا۔

8 ۔ حضرت سید افضال حسین شاہ صاحبؒ حیدرآباد (سندھ)

حضرت سید افضال حسین شاہ صاحب حضرت پیر غلام حبیبؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید ہادی حسن تھا۔ آپ کی ولادت ۱۵/مئی ۱۹۴۰ء میں ہوئی۔ لڑکپن سے ہی آپ نے ذہانت و فطانت کے جوہر پائے تھے۔ آپ نے بی ایس سی تک سائنس کی تعلیم حاصل کی۔ جب ۱۹۶۹ء میں حضرت مرشد عالمؒ حیدرآباد کے تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے تو آپ نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ رفتہ رفتہ رابطہ شیخ میں آپ نے امتیازی مقام حاصل کرلیا۔ آپ نے مرشد عالم حضرت غلام حبیبؒ اور حضرت عبدالمالک صدیقیؒ کے ساتھ دو مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت حاصل کی۔ آپ تصوف و سلوک میں نہایت شوق و جذبہ سے اسباق کا خیال رکھتے تھے۔ تقویٰ اور استقامت سے پرواز کی اور فنافی اللہ اور بقاباللہ کی منازل عبور کیں۔ ۱۹۸۲ء میں ماہ ذوالحجہ بروز جمعۃ المبارک مسجد نبوی (ﷺ) مدینہ منورہ میں جمعہ کی نماز سے قبل اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت مرشد عالمؒ نے اپنی پگڑی آپ کے سر پر رکھ دی اور اپنے سر پر ٹوپی اوڑھ لی۔ آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ آپ نے حضرت مرشد عالمؒ سے عرض کیا! حضرت میں اس قابل نہیں، نااہل ہوں۔ حضرت نے معمولی غصہ سے فرمایا! یہ کوئی میرے گھر کی چیز ہے بلکہ میرے پاس امانت ہے۔

''ان اللہ یا مر کم أن تؤدو ا الامانات الی اھلھا''

(بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم کرتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے اہل لوگوں کے سپرد کردو)،

اس آیت کریمہ کے پیش نظر میں یہ امانت اہل حضرات تک پہنچانے کا پابند ہوں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، قصور شریف

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری ؒ (خلیفہ حضرت شاہ عبداللہ المعروف غلام علی شاہ دہلوی ؒ)

1 ۔ حضرت مولانا عبدالرسول قصوری ؒ

حضرت مولانا عبدالرسول قصوری ؒ حضرت غلام محی الدین قصوری ؒ کے صاحبزادے، خلیفہ اور جانشین تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۵ھ بمطابق ۱۸۲۱ء میں ہوئی۔ حفظ وتجوید قرآن شریف، تحصیل علوم ظاہری، سلوک باطنی اپنے والدگرامی سے حاصل کیے۔ آپ کے مزاج میں سخاوت تھی، سائل کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے تھے۔ آپ بہت مہمان نواز تھے۔ اپنی تعریف ناپسند کرتے تھے۔ آپ اپنے وقت کے قطب تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک بیٹی ہیں۔

آپ کے خلفاء میں حضرت میاں بدرالدین چوہنگ ؒ شامل ہیں۔

آپ کی وفات ۲۱ ؍محرم الحرام ۱۲۹۴ھ بمطابق ۵؍فروری ۱۸۷۸ء بروز منگل ہوئی۔ مولانا غلام دستگیر قصوری ؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قصور میں مدفون ہوئے۔

2 ۔ حضرت غلام دستگیر قریشی قصوری ؒ

حضرت غلام دستگیر قریشی قصوری ؒ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری ؒ کے بھانجے، داماد اور خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش محلّہ بیبیاں اندرون موچی دروازہ لاہور میں ہوئی۔

آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی ؒ سے علم حدیث اور تفسیر کی سند لی۔ ۱۸۹۰ء میں آپ حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نہایت خوش الحانی سے تلاوتِ قرآن کریم کیا کرتے تھے۔ مولانا نبی بخش حلوائی ؒ آپ کے خلیفہ تھے۔

آپ کی چند تصانیف:

۱۔ مخرج عقائدِ نوری

۲۔ رجم الشیاطین

۳۔ تحقیقات دستگیریہ

۴۔ فتح الرحمانی بہ دفع کید قادیانی

۵۔ ہدایۃ الشیعین

۶۔ تقدیس الوکیل

۷۔ تحفہ دستگیریہ

آپ کی وفات ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء میں ہوئی اور قصور میں مدفون ہوئے۔

آپ کے اولاد میں مولانا عبدالرحمٰن اور مولانا غلام ابوبکر ہیں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، کوٹ عبدالخالق شریف

حضرت مولانا محمد شریفؒ (خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید احمد فاروقیؒ)

1 ۔ حضرت حاجی حافظ محمود نقشبندی مجددیؒ

حضرت حافظ محمودؒ حضرت خواجہ محمد شریفؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے۔ آپ بائیس سال کی عمر میں اپنے خاندان کے ساتھ حج پر تشریف لے گئے تھے۔ وطن واپس آ کر آپ حضرت مولوی محمد شریفؒ (خلیفہ حضرت شاہ ابوسعیدؒ) سے بیعت ہو گئے۔ اور سلوک کی منازل طے کر کے خلافت واجازت سے بہرامند ہوئے۔ آپ کا فیض دور دور کے علاقوں تک پہنچا۔

آپ کے خلفاء میں درج ذیل بزرگ شامل ہیں:

۱۔ خواجہ قادر بخش جہان خیلیؒ

۲۔ حاجی مظفر علی خان مرادآبادی

۳۔ مولوی محمد جمال فیروزپوری

۴۔ مولوی رحیم بخش سیالکوٹی

۵۔ حافظ انور علی روہتکی

۶۔ فقیر شہاب الدین لاہوری

۷۔ خواجہ عبدالخالق جہان خیلی

۸۔ شیر محمد صاحب

۹۔ دوست محمد صاحب

۱۰۔ مولوی احمد علی

آخر عمر میں آپ کو فالج کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ ۸/ربیع الاول ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء کو آپ کا انتقال ہو گیا اور جالندھر میں بستی شیخ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

2 ۔ حضرت خواجہ قادر بخش جہان خیلی مجددیؒ

حضرت خواجہ قادر بخش جہان خیلی مجددیؒ حضرت حاجی حافظ محمود نقشبندی مجددیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام دیدر بخش تھا۔ آپ کے جد امجد مصری خان غزنی میں رہتے تھے اور احمد شاہ درانی کے اعلیٰ رکن سلطنت تھے۔ آپ کی ولادت بروز پیر ۱۷ رشوال ۱۲۳۷ھ/۱۸۲۳ء کو ہوئی۔ آپ نے سات سال کی عمر میں ناظرہ قرآن ختم کر لیا تھا۔ انہی دنوں میں آپ کے والد کا انتقال ہوگیا۔ ان کا مزار کشمیر میں ہے اور ''پنجابی پیر'' کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ایک درویش گلزار محمد خان قوم مہمند زئی سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ پھر شاہ سلیمان تونسویؒ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کشمیر جا کر سلسلہ سہروردیہ میں بیعت ہوئے اور پھر جالندھر تشریف لائے۔ وہاں آپ نے ان کے بعد حافظ محمودؒ سے بیعت کر لی اور طریقہ نقشبندیہ کے سلوک میں مشغول ہو گئے۔ بعد از تکمیل حضرت حافظ محمودؒ نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ خلافت ملنے کے بعد آپ سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت و ترویج میں مصروف ہو گئے۔ آپ تصرفات میں کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ آپ شمس العرفان کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کا قیام کوٹ عبدالخالق میں تھا۔ حضرت شاہ بلاقیؒ، حضرت امام بخشؒ، حضرت عالم شاہ، حضرت بیگے شاہ، اور حضرت نور احمد آپ کے خلیفہ تھے۔

آپ کی وفات چھت گرنے سے نیچے دب کر ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ آپ کے ساتھ آپ کے خلیفہ رنگ علی شاہؒ بھی شہید ہوگئے تھے۔ آپ کا مزار اقدس یتیم خانہ خالقیہ کے ہائی اسکول، کوٹ عبدالخالق، ضلع ہوشیار پور (انڈیا) میں چاردیواری کے اندر ہے۔

3 ۔ حضرت خواجہ عبدالخالق مجددیؒ

حضرت خواجہ عبدالخالق مجددیؒ حضرت حاجی حافظ محمود نقشبندی مجددیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت خواجہ قادر بخش جہان خیلی مجددیؒ کے بیٹے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۷۰ھ کو کوٹ عبدالخالق میں ہوئی۔ جب آپ تین سال کے تھے تو آپ کے والد گرامی کا انتقال ہوگیا تھا۔ آپ کو تعلیم وتربیت کے لئے مولوی پیر محمد (ساکن بنگلہ) کے سپرد کیا گیا۔ پھر حضرت خواجہ توکل شاہ انبالویؒ آپ کو انبالہ لے گئے۔ علم حدیث آپ نے مولانا احمد علی سہارن پوری سے سیکھا۔ مولانا احمد حسن کانپوریؒ اور پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ آپ کے ہم سبق تھے۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے حضرت حاجی حافظ محمود نقشبندی مجددیؒ سے بیعت کی اور سلوک مجددیہ طے کر کے خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے وطن واپس آکر سلسلہ کی اشاعت اور ترویج میں مصروف ہوگئے۔

آپ نے کوٹ عبدالخالق میں ۱۳۲۴ھ میں ایک یتیم خانہ بنوایا جس کا انتظام خود سنبھالتے تھے۔ یتامہ کی تعلیم کے لئے مدرسہ تعلیم القرآن قائم کیا اور گورنمنٹ سے اسے رجسٹرڈ کروایا جو بعد پرائمری پھر مڈل اور آخر میں ہائی اسکول بن گیا تھا۔

آپ کی وفات ۱۷/محرم الحرام ۱۳۵۰ھ/۵/جون ۱۹۳۱ء کو ایک حادثہ میں انبالہ میں ہوئی۔ آپ کی قبر مبارک کوٹ عبدالخالق میں ہے۔

4 ۔ حضرت قاری احمد حسین مجددی فیروز پوریؒ

حضرت قاری احمد حسین مجددی فیروز پوریؒ حضرت خواجہ عبدالخالق مجددیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام عبدالصمد تھا۔ آپ کی ولادت موضع گومتی تحصیل جھجھر ضلع روہتک (انڈیا) میں ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا کر ملتا ہے۔ بچپن میں ہی آپ کے والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا۔ آپ نے مڈل تک کی تعلیم اور درس نظامی کی ابتدائی کتب اپنے علاقے میں پڑھیں پھر دہلی جا کر مولانا صابر حسین صاحب سے صرف،

نحو، منطق، اورفقہ کی کتابیں پڑھیں۔ آپ نے دہلی میں قاری شبیر حسین سے تجوید اور قرأت کی مشق کی۔

آپ نے حضرت خواجہ عبدالخالق مجددی ؒ سے بیعت کی اور روحانی سفر طے کر کے خلافت اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ اپنے آپ کو خالقی کہلاتے تھے۔ آپ مسجد قصاباں فیروز پور میں امام اور خطیب تھے۔ آپ کی وفات ۲۳/ ذوالقعدہ ۱۳۷۹ھ/۳۰/اپریل ۱۹۶۰ء کو ہوئی اور گجرات (پاکستان) میں مدفون ہوئے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، سیدا شریف

حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی ؒ (خلیفہ حضرت مولانا محمد شریف ؒ)

1 ۔ حضرت مولانا محبوب عالم مجددی گجراتی ؒ (سیدا شریف)

حضرت مولانا محبوب عالم مجددی گجراتی ؒ حضرت خواجہ توکل شاہ ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام خواجہ رکن عالم ؒ تھا۔ آپ سیدا شریف گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ غلام نبی للہی نقشبندی ؒ سے بیعت تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پھر سرگودھا میں مولانا سلطان محمود نقشبندی للہی ؒ سے تکمیل کی۔ دارالعلوم دیوبند میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن ؒ سے علوم منقول و معقول میں سند حاصل کی۔ مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ سے سند حدیث حاصل کی۔ نواب کلب علی (والئی رام پور) نے آپ کو نائب مفتی مقرر کر دیا۔

انہی دنوں رام پور میں ایک مجذوب کی نظر کا شکار ہو گئے اور دل میں اہل اللہ کی محبت سرایت کر گئی۔ آپ اپنے عہدے سے مستعفی ہو کر اسلامی ممالک کے سفر پر نکل گئے۔ سلطان ترکی کی طرف سے جہاد میں شامل ہوئے۔ وہاں سے واپس آئے تو دہلی اور پھر کرنال پہنچے تو وہاں حضرت خواجہ توکل شاہ مجددی انبالوی ؒ کی شہرت سن کر انبالہ پہنچ گئے اور ان سے بیعت ہو گئے۔ آپ ان کی خدمت میں گیارہ سال رہے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ اپنے شیخ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کے مزار پر بغداد جا کر حاضری دی۔ وہاں سے واپس اپنے وطن سیدا شریف آ گئے اور تبلیغ دین میں مشغول ہو گئے۔ آپ کو حضرت میاں شیر محمد شرق پوری ؒ سے بھی نسبت حاصل تھی۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ ذکر خیر

۲۔ خیر الخیر

۳۔ تنوالابصار

۴۔ اسرار جمیل الیٰ رب الجلیل المعروف شب حسین برعرش بریں

آپ کی وفات ۲۱ / رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء بروز جمعہ ہوئی اور سیدا شریف میں مدفون ہوئے۔

خانقاہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، واں بھچراں (میانوالی)

حضرت مولانا حسین علیؒ (خلیفہ حضرت حاجی عثمان دامانیؒ)

1 ۔ حضرت مولانا غلام رسول المعروف بابا انہی والاؒ (منڈی بہاء الدین)

حضرت مولانا غلام رسول المعروف بابا انہی والاؒ حضرت مولانا حسین علیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ پھالیہ، منڈی بہاء الدین میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مولانا سلطان احمدؒ کے مدرسہ (اٹک) میں تعلیم حاصل کی۔ آپ نے اپنے آبائی گاؤں ''انہی'' میں اپنی زمین پر مدرسہ حسینیہ قائم کیا۔ آپ کھیتی باڑی کرتے تھے اور طلباء کو مفت تعلیم دیتے تھے۔ آپ کے مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد طلباء دورۂ حدیث کے لئے دارالعلوم دیوبند جاتے تھے۔

آپ کا انتقال ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۳ء میں ہوا اور انہی میں مدفون ہوئے۔ حضرت مولانا غلام رسولؒ آپ کے شاگرد، مرید اور خلیفہ تھے۔

2 ۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ حضرت مولانا حسین علیؒ کے خلیفہ تھے۔آپ کی ولادت ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں غورغشتی میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام سعد الدین بن شیخ محمد موسیٰ تھا۔ آپ جید عالم دین، عابد، زاہد، متقی و پرہیزگار اور صوفی منش بزرگ تھے۔ آپ کا تعلق افغان قبیلہ کاکڑ سے تھا۔ آپ کے والد ماجد بھی عالم دین تھے۔ آپ چودہ سال کے تھے کہ آپ کے والد گرامی کا انتقال ہوگیا تھا۔ آپ نے ملتان سے صرف ونحو، معانی، منطق

کی تعلیم حاصل کی۔ دورۂ حدیث قاضی قمر الدین چکڑالوی ؒ سے مکمل کیا۔ پشتو اور فارسی بولنے والے طلباء کثیر تعداد میں آپ سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔

آپ نے حضرت خواجہ محمد سراج الدین ؒ کے ہاتھ پر بیعت کی، ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا حسین علی ؒ سے تجدید بیعت کی اور خلافت واجازت کا مرتبہ حاصل کیا۔ تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳ء) میں دس ماہ تک اٹک اور ساہیوال جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔

آپ کی وفات ۴/ذوالقعدہ ۱۳۸۸ھ/۲۳/جنوری ۱۹۶۹ء کو ہوئی۔ صاحبزادہ مولانا رکن الدین ؒ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور غورغشتی میں مدفون ہوئے۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ حاشیہ مشکوٰۃ المصابح

۲۔ حاشیہ ابوداؤد

۳۔ حاشیہ جامع ترمذی

آپ کی اولاد:

۱۔ مولانا رکن الدین صاحب

۲۔ مولانا فخرالدین صاحب

۳۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب

۴۔ صدرالدین صاحب

۵۔ محمد اسماعیل صاحب

3 ۔ حضرت مولانا قاضی نور محمد ؒ

حضرت مولانا قاضی نور محمد ؒ حضرت مولانا حسین علی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۶ء میں موضع پڑی، تحصیل پنڈی گھیپ (اٹک) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولوی شیر محمد بن زین العابدین تھا۔ آپ کا تعلق اعوان برادری سے تھا۔ آپ نے درس نظامی کی تمام کتب حضرت مولانا غلام رسول ؒ (انہی والا) سے پڑھیں۔

حضرت مولانا حسین علیؒ سے حدیث، ترجمہ وتفسیر قرآن پاک پڑھی۔ حضرت مولانا انور شاہ کاشمیریؒ سے ڈابھیل میں دورۂ حدیث پڑھ کر سند فضیلت پائی۔ آپ گوجرانوالہ میں مقیم ہو گئے اور مدرسہ محمدیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ تدریسی، تصنیفی اور تبلیغی کاموں میں مصروف رہے۔ آپ کا درس قرآن اور وعظ انتہائی موثر ہوتا تھا۔ آپ جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے پہلے امیر تھے۔

آپ کی وفات ۲۲/محرم ۱۳۸۲ھ/۲۶/جون ۱۹۶۲ء کو ہوئے۔ حضرت قاری محمد طیب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ صاعقۃ الرحمٰن (دوجلدیں)

۲۔ صلوٰۃ رسول ﷺ (فقہ حنفی کی رو سے مسائل نماز کا بیان)

۳۔ ازالۃ الرین عن مسئلہ رفع الیدین

۴۔ ازالۃ الاوہام عن عدم الفاتحہ خلف الامام

۵۔ ازالۃ الستر عن عدد رکعت التراویح والوتر

آپ کے صاحبزادے مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب آپ کے جانشین ہیں۔

4 ۔ حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ

حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ حضرت مولانا حسین علیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ قاضی نور محمدؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے علماء سے حاصل کی۔ پھر حضرت مولانا غلام رسول بابا انہی والاؒ اور مولانا ولی اللہؒ سے مدرسہ حسینیہ انہی، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاء الدین میں پڑھتے رہے۔ بعد ازاں واں بھچراں میں مولانا حسین علیؒ سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے حدیث، فقہ، ہدایہ، مثنوی، تصوف اور قرآن مجید کا علم حاصل کیا۔ پھر آپ دارالعلوم دیوبند چلے گئے اور وہاں حضرت انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سے علم حدیث سیکھا۔ فارغ ہونے کے بعد آپ پنڈی گھیپ (اٹک) میں درس وتدریس میں مصروف ہو گئے۔ آپ کو رئیس الفقہ اور رئیس المناظرین کے خطابات سے نوازا گیا۔ مدرسہ اشاعت العلوم فیصل آباد میں کئی سال مدرس رہے پھر

گوجرانوالہ چلے گئے۔ مدرسہ انوار العلوم اور مدرسہ اشرف العلوم میں علم حدیث پڑھاتے رہے۔ آپ نے گوجرانوالہ میں ایک دینی درسگاہ جامعہ صدیقیہ قائم کی اور آپ اس میں شیخ الحدیث رہے۔ آپ نے کچھ عرصہ مدرسہ نصرۃ العلوم میں بھی تدریس کے فرائض انجام دئے۔ آپ جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے نائب امیر رہے۔ آپ پنجاب کے مفتی اعظم مانے جاتے تھے۔ آپ نے حضرت مولانا حسین علیؒ سے بیعت کی اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں اجازت وخلافت پائی۔ آپ عالم باعمل اور صوفی باشرح تھے۔ نفلی عبادات کا بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔

آپ کی تصنیفات:

۱۔ تفسیر تیسیر القرآن (اردو)

۲۔ الباری تعلیقات بخاری (عربی)

۳۔ تفسیر قرآن بطرز جلالین

۴۔ الہام الملہم شرح صحیح مسلم (عربی)

۵۔ کشف الودود شرح سنن ابی داؤد (عربی)

۶۔ شرح مشکوٰۃ

۷۔ شرح عبدالرسول

آپ کی وفات مختصر علالت کے بعد ۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/۲۱ر مئی ۱۹۸۵ء کو ہوئی۔ حضرت مولانا عنایت اللہ شاہ بخاریؒ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ گوجرانوالہ میں آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔

5 ۔ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ حضرت مولانا حسین علیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء میں موضع ڈھکی چیراں علاقہ کونش ضلع مانسہرہ (ہزارہ) میں ہوئی آپ کے والد گرامی کا نام مولوی نور احمد خان بن گل امجد خان تھا۔ آپ سواتی پٹھان تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم حضرت غلام غوث ہزارویؒ سے حاصل کی۔ مزید تعلیم آپ نے ملتان اور سیالکوٹ کے مدارس میں حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت شیخ اسحاق رحمانیؒ شامل تھے۔ آپ نے جامعہ انوار العلوم

گوجرانوالہ میں علامہ عبدالقادر خان کیمبل پوریؒ (اٹک) اور مولانا سید انور شاہ کاشمیری سے تعلیم حاصل کی۔
پھر آپ اپنے چھوٹے بھائی صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ کے ساتھ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور مولانا حسین احمد مدنیؒ سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے آپ کو صفدر کا لقب عطا فرمایا تھا۔ دارالعلوم دیوبند کے ایک استاد نے آپ کی تقریر سن کر کہا کہ یہ صوبہ سرحد کا ابوالکلام آزاد ہے۔ دارالعلوم دیوبند میں آپ کے دیگر اساتذہ میں مولانا اعزاز علیؒ، علامہ ابراہیم بلیاویؒ، مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، حضرت عبدالحق نافی گل، مفتی زین الدینؒ، مولانا عبدالشکور فرنگی محلؒ، مولانا ابوالوفا شاہجہاں پوریؒ شامل تھے۔
آپ نے حضرت مولانا حسین علیؒ سے واں بھچراں میں قرآن کریم کی تفسیر کی تعلیم حاصل کی۔ ان کی زندگی کے آخری ایام میں بیعت کی، روحانی فیوضات حاصل کر کے خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ۱۹۴۱ء میں دارالعلوم دیوبند سے سندفراغت حاصل کی۔ آپ تیس سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ نے ۱۹۵۵ء سے مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ میں حدیث پڑھانی شروع کی اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ آپ جامعہ مسجد گکھڑ میں خطابت اور درس قرآن دیا کرتے تھے۔ آپ علم حدیث، تفسیر، فقہ، اسماء الرجال اور نقد حدیث میں مہارت رکھتے تھے۔آپ کو حافظ الحدیث کا لقب عطا ہوا تھا۔ آپ کا سیاسی تعلق جمعیت علماء اسلام سے تھا۔ تحریک ختم نبوت میں آپ نے قید کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ حضرت مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، حضرت یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ، مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ، مفتی زرولی خان، مفتی محمد نعیم، مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہیدؒ آپ کو ''امام اہل سنت'' کہا کرتے تھے۔
آپ کا انتقال ۵؍مئی ۲۰۰۹ء کو ۹۸ سال کی عمر میں ہوا۔
آپ کے صاحبزدگان:
۱۔ حضرت علامی زاہدالراشدی صاحب
۲۔ حضرت مولانا عبدالقدوس قارن صاحب
۳۔ حضرت مولانا عبدالحق بشیر صاحب
۴۔ حضرت مولانا رشیدالحق
آپ کی چند تصانیف کے نام:
۱۔ خزائن سنن (دوجلدیں)

۲۔ راہ سنت

۳۔ آنکھوں کی ٹھنڈک

۴۔ شوق حدیث

۵۔ بانی دارالعلوم

۶۔ تبلیغ اسلام

۷۔ راہ ہدایت

۸۔ جنت کے نظارے

۹۔ دل کا سرور

۱۰۔ مسئلہ قربانی

۱۱۔ صرف ایک اسلام

۱۲۔ چالیس دعائیں

۱۳۔ الکلام المفید فی اثبات التقلید

۱۴۔ تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتہ فی برزخ والقبر

۱۵۔ ازالۃ الریب العقیدہ علم الغیب

۱۶۔ تبرید النوادر

۱۷۔ آئینہ محمدی

۱۸۔ طائفہ منصورہ

۱۹۔ ارشاد الشیعہ

۲۰۔ درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ

۲۱۔ عباراتِ اکابر

۲۲۔ گلدستہ توحید

۲۳۔ حدیث المرتب الیٰ طریق الثواب فی تحقیق المعجز ات

۲۴۔ یا نبی

۲۵۔ ذوالسراج فی تحقیق المعراج

۲۶۔ عیسائیت کا پش منظر

۲۷۔ مقالہ ختم نبوت

۲۸۔ مسلکِ منصور فی ردالکتاب المستور

۲۹۔ اتمام البرہان فی رد تہدی البیان

۳۰۔ حلیۃ المسلمین

۳۱۔ تہدی المرام فی نزول المسیح

۳۲۔ ملاعلی قاری اور مسئلہ علم الغیب

۳۳۔ تنقیدِ متین فی النزول المسیح

۳۴۔ بابِ جنت

۳۵۔ مودودی صاحب کا ایک غلط فتویٰ

۳۶۔ مسئلہ نور و بشر

۳۷۔ تفریح الخواطر

۳۸۔ عمدۃ الاساس

۳۹۔ الشہاب المبین

۴۰۔ اظہار العیب فی کتاب اثبات علم الغیب

۴۱۔ سماع الموتہ

۴۲۔ چہل مسئلہ حدیث بریلویہ

۴۳۔ مقامِ ابی حنیفہؒ

۴۴۔ حکم ذکر بالجہر

۴۵۔ شوقِ جہاد

۴۶۔ عتیب الکلام

۴۷۔ انکارِ حدیث کے نتائج

۴۸۔ مرزائی کا جنازہ اور مسلمان

۴۹۔ انھیٰ الذکر

۵۰۔ خطباتِ امام اہلِ سنت

۵۱۔ تفسیر القرآن (۸ جلدیں)

6 ۔ حضرت مولانا عبدالعزیزؒ

حضرت مولانا عبدالعزیزؒ حضرت مولانا حسین علیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ سہال ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولانا محمد نورؒ تھا۔ آپ نے دینی تعلیم مولانا غلام رسولؒ کے مدرسہ ضلع اٹک میں حاصل کی۔ پھر آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ آپ نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ سے کتب حدیث شریف پڑھیں۔ آپ نے مولانا خلیل احمد مہاجر مدنیؒ اور مولانا حسین علیؒ سے بھی تعلیم حاصل کی۔ آپ مولانا حسین علیؒ کے مرید ہوئے اور سلوک کی منازل طے کیں۔ انہوں نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ مسلم ہائی اسکول گوجرانوالہ میں استاد تھے۔ بعد ازاں مسجد شیراں والی باغ، گوجرانوالہ میں امام اور خطیب ہو گئے اور مسجد سے ملحق مدراسہ انوار العلوم کے مہتمم ہو گئے۔

آپ کا انتقال رمضان ۱۳۵۹ھ/اکتوبر ۱۹۴۰ء کو ہوا اور سہال میں آخری آرام گاہ پائی۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ صحیح بخاری شریف کا انڈیکس اور حاشیہ نصب الرایہ

۲۔ فہرست مسند امام احمد بن حنبل

۳۔ حاشیہ علیٰ طحاوی　　۴۔ اظہار الحق

۵۔ مسئلہ تقلید　　۶۔ بلغۃ الالمعی

7 ۔ حضرت مولانا غلام نبیؒ

حضرت مولانا غلام نبیؒ حضرت مولانا حسین علیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت مولانا حسین علیؒ سے دینی اور فارسی کتب پڑھیں۔ حضرت مولانا حسین علیؒ کی سفارش پر آپ حضرت مولانا غلام رسولؒ سے معقولات پڑھنے لگے۔ ۱۹۲۷ء میں آپ حضرت مولانا حسین علیؒ سے قرآن کریم، مثنوی مولانا روم، مسلم شریف اور ترمذی شریف پڑھنے کے لئے آئے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے ان سے بیعت کر کے سلوک کی منازل بھی طے کرنی شروع کر دیں۔ آپ نے تصوف وسلوک کی تکمیل کر کے خلافت واجازت کا شرف پایا۔

آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحان پاس کئے۔ محکمہ تعلیم میں ملازمت کی۔

8 ۔ حضرت حافظ شاہ نور محمدؒ

حضرت حافظ شاہ نور محمدؒ حضرت مولانا حسین علیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کشمیر کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد زمیندار اور علاقے کے نمبر دار تھے۔ آپ حضرت مولانا حسین علیؒ کے خاص شاگرد اور خلیفہ مجاز تھے۔ آپ بہت عرصہ اپنے شیخؒ کی خدمت میں رہے۔ لنگر کا انتظام آپ کے ذمہ تھا۔ آپ بہت متقی و پرہیزگار انسان تھے۔

آپ کا انتقال ۱۳۷۶ھ/۱۹۸۷ء میں ہوا اور حضرت مولانا حسین علیؒ کے ڈیرہ میں مدفون ہوئے۔

9 ۔ حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ

حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ حضرت مولانا حسین علیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ذوالحجہ ۱۳۲۵ھ رجنوری ۱۹۰۷ء میں بجنور (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی شیخ طریقت پیر جی تھے جو قدیم وجدید علوم کے عالم تھے۔ آپ حضرت محمد انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد تھے۔ آپ نے بجنور، سیوہار، حسن پور اور دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ آپ نے دورۂ حدیث ۱۹۲۶ء میں دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ آپ ۱۹۲۶ء تا ۱۹۴۵ء تک مجلس عمل ڈابھیل (گجرات، انڈیا) میں سیکریٹری رہے۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحان پاس کئے۔ آپ عربی اور انگریزی میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کو مصر کے معروف محدث ومفسر حضرت علامہ

زاہدالکوثریؒ سے علم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

آپ حضرت محمد انور شاہ کشمیریؒ کے داماد تھے۔ آپ نے حضرت حسین علیؒ سے بیعت کر کے خلافت پائی۔ ان کے وصال کے بعد آپ نے حضرت محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے خلیفہ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ سے تجدید بیعت کی اور ان کے بعد ان کے خلیفہ اور جانشین حضرت ابوالخلیل خان محمد صاحب سے بیعت کی اور ان سے بھی خلافت و اجازت حاصل کرنے کا شرف پایا۔ آپ کی وفات ۲۲/رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ/۲۱/جنوری ۱۹۹۸ء کو ہوا۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ، سواگ شریف (لیّہ)

حضرت خواجہ غلام حسن سواگ نقشبندیؒ (خلیفہ حضرت حاجی عثمان دامانیؒ)

1 ۔ حضرت مولانا صاحبزادہ فقیر محمدؒ

حضرت مولانا صاحبزادہ فقیر محمدؒ حضرت خواجہ غلام حسن سواگ نقشبندیؒ کے صاحبزادے اور خلفاء عظام میں سے تھے۔ ابتدائی کتابیں آپ نے مولانا فتح محمد صاحب رتیڑہ والا سے پڑھیں۔ آپ نے درس نظامی کی تعلیم مکمل کی۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت عبدالکریمؒ (خلیفہ حضرت غلام حسنؒ) ، مولانا جان محمد پیلانوی، مولانا احمد یار، حافظ محمد رمضان، مولوی فضل حق کڑی شموزئی، مولانا حامداللہ گھوٹوی اور مولانا مرید احمد شامل تھے۔ آپ کو مسائل فقہ حنفیہ میں بڑی مہارت حاصل تھی۔

آپ کی وفات ۱۳/ربیع الاول ۱۳۴۶ھ/۱۰/ستمبر ۱۹۲۷ء کو ہوئی اور خانقاہ حسن آباد میں مدفون ہوئے۔

2 ۔ حضرت مولانا صاحبزادہ غلام محمدؒ

حضرت مولانا صاحبزادہ غلام محمدؒ حضرت خواجہ غلام حسن سواگ نقشبندیؒ کے صاحبزادے اور خلفاء عظام میں سے تھے۔ قرآن مجید اور فارسی کتب آپ نے مولانا غلام محی الدین چنابیؒ سے پڑھیں۔ درس نظامی کی باقی کتابیں حضرت مولوی عبدالکریمؒ سے پڑھیں۔ آپ کی خلافت کی دستار بندی ۱۲/ربیع الاول ۱۳۵۶ھ/۲۳/مئی ۱۹۳۷ء میں ہوئی۔ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ نے خانقاہ سواگ شریف کی توسیع کروائی۔

مسجد کے قریب سایہ دار تالاب اور زائرین کے لئے کمرے اور درویشوں کے لئے حجرے بنوائے۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت حافظ سید محمد شاہ (اجنالہ، سرگودھا)

۲۔ حضرت صاحبزادہ سراج الدین (چکی شریف، میانوالی)

۳۔ حضرت جلال خان (چوٹی زیریں، ڈیرہ غازی خان)

۴۔ حضرت حاجی تصدق خان (ڈیرہ اسماعیل خان)

۵۔ حضرت حافظ عبدالغفور صاحب (دریہ شریف، اٹک)

۶۔ حضرت خان محمد صاحب (بستی بزدار، ڈیرہ غازی خان)

۷۔ حضرت حاجی نور محمد صاحب (حسن آباد، جھنگ)

۸۔ حضرت فقیر محمد بخش سندھی (دریاخان، میانوالی)

۹۔ حضرت میاں فضل دین صاحب (شیخوپورہ)

۱۰۔ حضرت میاں عبدالرحیم لوہار (لورالائی، بلوچستان)

۱۱۔ حضرت مولانا حکیم کریم بخش صاحب (آڑہ اکبر شاہ، مظفر گڑھ)

۱۲۔ حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحب (آڑی لعل خان، مظفر گڑھ)

۱۳۔ حضرت شیخ نور محمد صاحب (میالی، ڈیرہ اسماعیل خان)

۱۴۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب (جھنگ)

۱۵۔ حضرت بہاء الدین قریشی صاحب (سلوان، میانوالی)

۱۶۔ حضرت شیخ قادر بخش المعروف ڈورا شیخ (کالووالہ، ڈیرہ غازی خان)

۱۷۔ حضرت مولانا قاضی کلیم اللہ صاحب (بھکر، میانوالی)

۱۸۔ حضرت صوفی نور محمد صاحب (قندرانی، مظفر گڑھ)

۱۹۔ حضرت شیر شاہ صاحب (لودھراں، ۔ملتان)

۲۰۔ حضرت احمد خان زنگیرہ صاحب (سکیڑی شاہ متوالہ، ڈیرہ اسماعیل خان)

3 ۔ حضرت صاحبزادہ غلام حسینؒ

حضرت صاحبزادہ غلام حسینؒ حضرت مولانا صاحبزادہ غلام محمدؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ قرآن مجید اور فارسی کتب آپ نے مولانا غلام محی الدین چنابیؒ سے پڑھیں۔ درس نظامی کی باقی کتابیں حضرت مولوی عبدالکریمؒ سے پڑھیں۔ آپ کا انتقال بروز جمعہ المبارک ۲۱/ذوالقعدہ ۱۳۵۷ھ/۲/جنوری ۱۹۳۹ء کو ہوا اور آپ اپنے والدگرامی کے پہلو میں خانقاہ سراجیہ حسن آباد میں مدفون ہوئے۔

4 ۔ حضرت صاحبزادہ محمد حسن مدظلہٗ

حضرت صاحبزادہ محمد حسن مدظلہ حضرت صاحبزادہ غلام حسینؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ ہیں۔ آپ اس وقت خانقاہ سراجیہ حسنیہ نقشبندیہ مجددیہ، حسن آباد کے سجادہ نشین ہیں۔ آپ خانقاہ میں ذکرواذکار، حلقہ ومراقبہ کراتے ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت صاحبزادہ احمد حسن آپ کے کام میں معاون ہیں۔

5 ۔ حضرت مولانا گل حسنؒ

حضرت مولانا گل حسنؒ حضرت خواجہ غلام حسن سواگ نقشبندیؒ کے خلفاء عظام میں سے تھے۔ آپ مرشد آباد جنجون (میانوالی) کے رہنے والے تھے۔آپ کی ولادت ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء کو ہوئی۔ آپ نے درسی کتب اپنے والدگرامی سے پڑھیں۔ آپ پہلے حضرت سلطان باہوؒ کی اولاد میں کسی بزرگ سے بیعت تھے۔ بعدازاں آپ حضرت غلام حسن سواگؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہوکر خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ بڑے مجاہدے والے بزرگ تھے۔

آخری عمر میں آپ کو ذیابیطس کا عارضہ ہوگیا تھا۔ آپ کا انتقال مسجد سید جمعہ شاہ (ڈیرہ اسماعیل خان) میں بوقت مغرب جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ /اگست ۱۹۸۳ء کو ہوا۔

6 ۔ حضرت ملک محمد مرادبخش ملتانیؒ

حضرت ملک محمد مرادبخش ملتانیؒ حضرت خواجہ غلام حسن سواگ نقشبندیؒ کے اصحاب اور خلفاء عظام میں سے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۸۴ء میں ہوئی۔ آپ کے والدگرامی کا نام ملک محمد برخوردار تھا۔ آپ نے قرآن کی تعلیم حاصل

کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ دینی تعلیم آپ نے درس نظامی تک حاصل کی۔ آپ پہلے حضرت مولانا عبدالرحمٰن چشتی ملتانیؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے ان کے وصال کے بعد حضرت غلام حسنؒ سے بیعت ہوئے اور کسبِ سلوک کے بعد شرف خلافت واجازت حاصل کیا۔

7 ۔ حضرت ملک محمد خدا بخشؒ

حضرت ملک محمد خدا بخشؒ حضرت خواجہ غلام حسن سواگ نقشبندیؒ اصحاب اور خلفاء عظام میں سے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۹۸ء میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام ملک محمد مراد بخش تھا۔ آپ نے قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ دینی تعلیم آپ نے درس نظامی تک حاصل کی۔ آپ پہلے حضرت سید قطب علی شاہؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور اوراد ومراقبہ میں مشغول ہوگئے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت غلام حسنؒ سے بیعت ہوئے اور کسبِ سلوک کے بعد شرف خلافت واجازت حاصل کیا۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ، بگھار شریف (کہوٹہ)

حضرت مولانا محمد ہاشمؒ (خلیفہ حضرت حاجی عثمان دامانیؒ)

1 ۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن بگھارویؒ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن بگھارویؒ حضرت مولانا محمد ہاشمؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت یکم جنوری ۱۸۷۵ء کو بگھار شریف میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی نے آپ کو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے آپ کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری حضرت مولانا محمود شیرازی کے ذمہ لگادی۔ ان کے علاوہ آپ نے حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ سے بھی روحانی فیوض وبرکات حاصل کیں۔ آپ نے اپنے والد گرامی کے انتقال کے بعد موسیٰ زئی میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کی بہت خدمت کرتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ نے بھی آپ کو خلافت واجازت سے سرفراز کیا۔

آپ بگھار شریف واپس آکر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت وترویج میں لگ گئے۔ علاقہ مری اور آزاد کشمیر

میں آپ نے سلسلہ کو خوب رونق بخشی۔ آپ کا انتقال ۱۷/ربیع الاول ۱۳۶۲ھ/۲۲/اپریل ۱۹۴۳ء کو ہوا اور آپ اپنے والدگرامی کے پہلو میں خانقاہ بگھار شریف میں مدفون ہوئے۔

آپ کے صاحبزادگان میں مولانا محمد صادقؒ، مولانا حافظ محمد حبیبؒ اور مولانا محمد یعقوبؒ تھے۔

2 ۔ حضرت مولانا محمد یعقوبؒ

حضرت مولانا محمد یعقوبؒ حضرت مولانا عبدالرحمٰن بگھارویؒ کے صاحبزادے، جانشین اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۹۱۹ء میں بگھار شریف میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم، ناظرہ قرآن کریم، کتابیں گلستان، بوستان، سکندرنامہ اپنے والدگرامی سے پڑھیں۔ مزید تعلیم مولانا نور محمدؒ سے پڑھیں جن میں فقہ کی کتابیں ہدایہ، کنز الدقائق اور قدوری وغیرہ شامل تھیں۔ بعدازاں آپ جامعہ اسلامیہ، بہاول پور میں داخل ہوئے اور حضرت غلام محمد گھوٹویؒ سے تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ نے جامعہ امینیہ، دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ اس دوران آپ نے راولپنڈی میں مولانا محمد شریفؒ سے حدیث اور تفسیر کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۴۶ء میں آپ کی شادی صوبیدار محمد حسن صاحب کی صاحبزادی سے ہوگئی۔ آپ کو حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا۔

آپ کی وفات ۹/ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ/۷/اپریل ۱۹۹۸ء کو ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے ڈاکٹر ساجد الرحمٰن نے نماز جنازہ پڑھائی اور خانقاہ بگھار شریف میں اپنے والدگرامی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

3 ۔ حضرت ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن صاحب

حضرت ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن صاحب حضرت مولانا محمد یعقوبؒ کے صاحبزادے، جانشین اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۸/جنوری ۱۹۵۱ء کو ہوئی۔ اسلامی یونیورسٹی، بہاولپور سے آپ نے اسلامیات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ستمبر ۱۹۷۵ء میں ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد میں بحیثیت ریسرچ ایسوسی ایٹ پروفیسر تعینات ہوئے۔

آپ کی تصنیفات:

۱۔ سیرتِ رسول اکرم ﷺ　　　۲۔ اسلامی معاشرے کی تاسیس وتشکیل

۳۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے امین، حضرت محمد یعقوبؒ بگھار شریف

۴۔ پیغمبرِ اخلاق ۵۔ قصاص و دیت

۶۔ اندلس کی اسلامی میراث ۷۔ کلمات، بگھار شریف

4 ۔ مولانا عبدالرحمٰن بگھارویؒ

مولانا عبدالرحمٰن بگھارویؒ کے والد گرامی حضرت مولانا محمد ہاشم بگھارویؒ تھے جو حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے راولپنڈی کے علاقے کہوٹہ میں اسلام اور سلسلہ کی تبلیغ و ترویج کا بہت کام کیا۔ وہاں انہوں نے ایک خانقاہ کا بھی قیام کیا۔ بالآخر اپنے شیخ کی شفقت سے مقاماتِ سلوک طے کرکے شرفِ خلافت سے مشرف ہوئے۔ مری اور آزاد کشمیر کے پہاڑوں میں سلسلہ شریفہ کو بڑا رواج دیا۔

خانقاہ سراجیہ سعدیہ ، کندیاں میانوالی

حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ

مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ حضرت ابوسعد احمد خانؒ کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت میاں نور محمدؒ اپنے گاؤں کے متوسط درجہ کے زمیندار تھے۔ آپ کی ولادت ۲۲ رجب ۱۳۲۲ھ/۵ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سلیم پور، لدھیانہ میں ہوئی۔ آپ کے گھر کا ماحول اسلامی تھا۔ رمضان المبارک کا احترام اور زکوٰۃ و خیرات کا بہت زیادہ اہتمام کیا جاتا تھا۔ ابتدائی دینی تعلیم آپ نے اپنے علاقے کی مسجد و مدرسہ سے حاصل کی۔ ۱۳۴۴ھ میں آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے درس نظامی اور دورۂ حدیث تک تمام علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ، حضرت اصغر حسین شاہؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسینؒ، مفتی عزیز الرحمٰنؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا محمد اعزاز علیؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا محمد رسول خانؒ اور مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ شامل تھے۔ آپ نے طالب علمی کے زمانے میں حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن نقشبندی مجددیؒ سے طریقہ نقشبندیہ میں بیعت کا شرف حاصل کرلیا تھا۔ آپ نے دوسرے اکابر علماء و اولیاء سے بھی روحانی فیوضات حاصل کئے۔ ماہ شعبان ۱۳۴۵ھ میں آپ

دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہو کر اپنے وطن واپس آئے۔ یہاں آپ کی ملاقات حضرت ابوسعد احمد خانؒ سے ہوئی آپ ان کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے۔ آپ نے ان کے متعلق اپنے شیخ حضرت مفتی عزیز الرحمٰنؒ کو لکھا اور ان سے اجازت طلب کر کے ان سے بیعت ہو گئے۔ آپ نے پندرہ سال اپنے شیخ کی خدمت میں گزارے۔ آپ ان کے سفر و حضر میں ساتھ رہتے اور کمالاتِ باطنی کا فیض حاصل کرتے۔ حضرت مرشدؒ نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ اپنے شیخ کی ذات میں ایسے فنا ہوئے کہ اس طویل مدت میں ایک دو بار ہی اپنے والدین اور اہل و عیال سے ملنے کے لئے اپنے وطن سلیم پور لدھیانہ گئے ہوں گے۔

حضرت ابوسعد احمد خان صاحبؒ نے خانقاہ کا انتظام آپ کے حوالے کرنے کی وصیت فرمائی۔ اپنے سامنے ہی نماز کا امام مقرر فرمایا۔ ذکر و ختمات کے امور اور دیگر طریقت اور مریدین کی روحانی تربیت بھی آپ کے سپرد کر دی تھی۔

آپ کا وصال بروز جمعرات ۲۷رشوال ۱۳۷۶ھ بمطابق ۷رجون ۱۹۵۶ء کو ہوا۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے پہلو میں خانقاہ سراجیہ، کندیاں (میانوالی) میں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت حافظ محمد عابدؒ تھے جن کا انتقال ۱۹۹۹ء میں ہوا۔

اسمائے گرامی خلفاء عظام:

۱۔ حضرت ابوخلیل خان محمدؒ (جانشین)

۲۔ حضرت حاجی میاں جان محمدؒ (ملتان)

۳۔ حضرت پیر عبداللطیف شاہؒ (احمد پور سیال، جھنگ)

۴۔ حضرت قاضی شمس الدینؒ (م ۳رجون ۱۹۹۱ء) (ہری پور، ہزارہ)

۵۔ حضرت عبدالخالقؒ (کبیر والا، ملتان)

۶۔ حضرت حافظ محمد امان اللہؒ (ملتان)

۷۔ حضرت مفتی عطا محمدؒ (ڈیرہ اسماعیل خان)

۸۔ حضرت مولانا محمد مکرانیؒ

۹۔ حضرت حافظ محمد سعد اللہ خان خاکوانیؒ

۱۰۔ حضرت حکیم عبدالمجید احمد سیفیؒ (لاہور)

2 ۔ حضرت سید عبداللہ شاہؒ

حضرت سید عبداللہ شاہؒ احمد پور سیال ضلع ملتان کے رہنے والے تھے۔ پہلے آپ حضرت خواجہ سراج الدینؒ (موسیٰ زئی) سے بیعت ہوئے۔ انہوں نے تربیت کے لئے حضرت ابوسعد احمد خان صاحبؒ کے پاس بھیج دیا۔ آپ بہت متقی، پرہیز گار اور اوصافِ حمیدہ کے مالک تھے۔ آپ نے ان سے خلافت پائی اور صاحبِ کمالات ہوئے۔ خلافت ملنے کے بعد آپ واپس ملتان آ گئے۔ وہاں بے شمار لوگ آپ سے بیعت اور فیض یاب ہوئے۔ آپ چالیس سال کی عمر میں اپنے شیخ کی حیات میں ہی انتقال کر گئے تھے۔

3 ۔ حضرت حاجی میاں جان محمد

حضرت حاجی میاں جان محمد کو حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ نے خلافت عطا فرمائی۔ آپ باگڑ سرگانہ، ضلع ملتان کے زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کا شمار حضرت محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے نہایت مخلص اور ہونہار مریدوں میں ہوتا تھا۔ حضرت اقدسؒ نہایت شفقت اور دلسوزی سے آپ کی تربیت اور نگرانی فرماتے تھے۔ مقاماتِ ولایت طے کر لینے کے بعد اجازتِ طریقہ نقشبندیہ سے سرفراز ہوئے۔ آپ باگڑ اور ملتان کے علاقے میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی فیض رسانی کا ذریعہ بنے۔

حضرت محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے وصال کے بعد آپ نے حضرت عبداللہؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور نئے سرے سے سلوک کے اسباق پڑھے اور ان سے چاروں سلاسل طریقت میں خلافت حاصل کی۔ اپنے شیخ حضرت عبداللہؒ کے وصال کے بعد آپ نے حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمدؒ سے تجدید بیعت کی۔ جب لوگوں نے تجدید بیعت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ میں اپنے نفس کو آزاد چھوڑنے کے بجائے اسے پابند رکنا چاہتا ہوں۔ آپ حضرت خان محمد صاحبؒ کے ساتھ احتراماً اپنے آپ کو بحیثیت مرید تصور کرتے تھے۔

4 ۔ حضرت مولانا سید عبدالسلام احمد شاہؒ

حضرت مولانا سید عبدالسلام احمد شاہؒ کے والد ماجد حضرت سید برکت علی شاہؒ (م ۱۳۴۵ھ) حضرت خواجہ محمد

عثمان ؒ اور حضرت خواجہ سراج الدین ؒ کی طرف سے تمام سلاسل طریقت میں مجاز تھے۔ آپ کی ولادت ماہ شعبان ۱۳۲۷ھ میں کلکتہ میں ہوئی۔ آپ نے اردو، فارسی اور عربی کی تعلیم خانقاہ برکتیہ، کالج اسکوئر کلکتہ ہندوستان میں حاصل کی۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد آپ علی گڑھ تشریف لے گئے۔ پھر آپ خانقاہ سراجیہ میں حضرت ابوالسعد احمد خان صاحب ؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور سلوکِ مجددیہ کی تکمیل فرمائی۔ کچھ عرصہ آپ نے دہلی میں قیام کیا۔ مدرسہ عبدالرب کشمیری گیٹ میں تحصیل علم کا سلسلہ جاری رکھا اور فن کتابت میں بھی مہارت حاصل کی۔ پھر دوبارہ خانقاہ سراجیہ تشریف لائے اور کئی سال قیام کیا ور مجازِ خلافت قرار پائے۔ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۵۰ء تک آپ کلکتہ میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج میں مشغول رہے۔ بعد ازاں ڈھاکہ میں قیام کیا۔ آپ نے کولھوٹولہ میں کچھ دن قیام کیا پھر محلّہ نارندہ میں اپنی خانقاہ بنوائی۔ لوگ آپ کے پاس کلکتہ، جیسور اور ڈھاکہ کے مختلف علاقوں سے آتے تھے۔

آپ کا انتقال ۱۱رشوال المکرّم ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۹۷۶ء کو ہوا۔

5 ۔ حضرت مولانا مفتی عبدالغنی ؒ

حضرت مولانا مفتی عبدالغنی ؒ مالیر کوٹلہ ہندوستان کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت ابوالسعد احمد خان صاحب ؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ آپ فقہ و حدیث اور درس نظامی کے عالم تھے۔ آپ مولانا مفتی خلیل احمد، مفتی ریاست مالیر کوٹلہ کے خاص شاگردوں میں شامل تھے۔ آپ محلّہ کھڈیاں کی مسجد میں خطیب و امام تھے پھر آپ انٹر کالج مالیر کوٹلہ میں عربی کے پروفیسر متعین ہوئے۔ مفتی خلیل احمد صاحب کے انتقال کے بعد آپ کے سپرد منصب افتاء کیا گیا۔

جب حضرت ابوالسعد احمد خان صاحب ؒ مالیر کوٹلہ تشریف لائے تو آپ نے ان کی زیارت کی اور ان سے بیعت کر کے ان کے حلقہ ادارت میں شامل ہو گئے۔ ان کی پہلی توجہ سے ہی مغلوب الحال ہو گئے۔ آپ خانقاہ سراجیہ تشریف لائے اور اپنے شیخ کے ساتھ رہ کر مدارجِ سلوک طے کئے اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے شیخ کے ارشاد کے مطابق واپس کوٹلہ جا کر درس حدیث میں مشغول ہو گئے۔ آپ پٹیالہ میں بھی خطابت اور افتاء کے منصب پر فائز رہے اور حدیث کی درس و تدریس کے لئے مدرسہ قائم کیا۔ مسجد توکلی میں ایک مدرسہ عربیہ قائم کیا۔

آپ کا انتقال ۱۹۴۱ء میں ہوا اور مالیر کوٹلہ میں مدفون ہوئے۔

6 ۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ بن قاضی محمد امین دریائے جہلم کے مغربی کنارے پر موضع دوآبہ ضلع میانوالی میں ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد علم حکمت اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خانؒ کے اجل خلفاء میں شامل تھے۔ آپ نے ۳۴ دن میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔ آپ کے شیخ آپ سے بیٹوں کی طرح محبت کرتے تھے۔ ایک دن شیخ نے آپ سے فرمایا کہ اب آگے سلوک کی تعلیم علم کے بغیر نہیں چلے گی۔ آپ نے فرمایا کہ اب میں پچیس تیس سال کی عمر میں کہاں جا کر پڑھوں گا اور کیسے پڑھوں گا؟ حضرت نے فرمایا! تمہاری پیشانی پر اللہ تعالیٰ نے علم باطنی کے ساتھ علم ظاہری بھی لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ آپ لاہور پہنچے اور مدرسہ رحمانیہ نیلا گنبد (لاہور) میں پڑھنے لگے مگر تسلی نہ ہوئی۔ وہاں سے آپ امرتسر مدرسہ نعمانیہ پہنچے اور مولانا محمد نعیم لدھیانوی اور مفتی محمد حسن اٹکی سے بعض کتب کی تعلیم حاصل کی۔ اس دوران آپ کی ملاقات حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری سے ہوئی اور ان کے کہنے پر آپ مدرسہ امینیہ، دہلی تشریف لے گئے اور وہاں حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ سے صحیح بخاری اور جامع ترمذی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے دورۂ حدیث حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے ساتھ مکمل کیا۔ اس دوران آپ دیوبند کی مسجد میں امامت بھی کرتے تھے۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد ایک سال واں بھچراں اور ایک سال مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ شریف کندیاں ضلع میانوالی میں حضرت شیخ اقدسؒ کے صاحبزادوں کو پڑھاتے رہے اور ساتھ ہی سلوک کی تکمیل بھی کرتے رہے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

بعد ازاں آپ نے جامع مسجد خوشاب میں درس و تدریس اور وعظ و ارشاد شروع کیا۔ آپ نے سرگودھا میں مدرسہ سراج العلوم قائم کیا۔ آپ اپنے وضع قطع اور نشست و برخاست میں اپنے شیخ کی پیروی باعث شرف سمجھتے تھے۔

آپ کے صاحبزادوں کے نام مولانا احمد سعیدؒ، قاری عبدالسمیع، احمد شفیع، مولوی محمد رفیع، قاری عبدالبدیع، اور حافظ محمد رفیع ہیں۔ حضرت مولانا محمد صالحؒ آپ کے خلفاء میں شامل ہیں اور مولانا علامہ عبدالکریم کلاچوی آپ کے ممتاز شاگرد ہیں۔ آپ کا وصال ۱۵ / جولائی ۱۹۶۷ء کو سرگودھا میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

7 ۔ حضرت مولانا حکیم عبدالرسولؒ

حضرت مولانا حکیم عبدالرسولؒ کا تعلق بکھر بار، ضلع سرگودھا سے تھا۔ آپ کے والد کا نام حکیم قمرالدینؒ تھا۔ آپ حضرت ابوالسعد احمد خان صاحب کے خلیفہ تھے۔ آپ طلباء کو طب کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ کے شاگردوں میں حکیم

عبدالمجید سیفیؒ شامل ہیں۔ فن طب پر آپ نے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ آپ پنجابی، اردو، فارسی اور عربی میں شاعری بھی کرتے تھے۔ آپ پہلے حضرت غلام مرتضٰی صاحبؒ سے بیعت ہوئے اور ان کے حالات پر ایک کتاب ''انوارِ مرتضویہ'' تصنیف فرمائی۔ ان کے وصال کے بعد آپ نے حضرت ابوالسعد احمد خان صاحبؒ سے بیعت کی اور ان کے دامن سے وابستہ ہوکر خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کو یہ سعادت مندی بھی نصیب ہوئی کہ آپ کی صاحبزادی حضرت اقدسؒ کے صاحبزادے حضرت محمد سعیدؒ کے عقد میں آئی تھیں۔ حضرت حکیم صاحب کا مزار جامع مسجد بکھر بار کے احاطہ میں واقع ہے۔

8 ۔ حضرت مولانا سید مغیث الدین شاہؒ

حضرت مولانا سید مغیث الدین شاہؒ حضرت ابوالسعد احمد خان صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق چاند پور، ضلع بجنور (یوپی) ہندوستان سے تھا۔ آپ فاضل دارالعلوم دیوبند تھے۔ آپ نے فقہ وادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ سے، تفسیر حضرت مفتی عزیز الرحمٰن نقشبندی مجددیؒ سے، دورۂ حدیث صدر المدرسین حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ سے، حضرت شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا اصغر حسینؒ سے اور فنون عقلیہ فلسفہ ومنطق مولانا رسول خان صاحبؒ اور مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ سے پڑھیں۔

طالب علمی کے دوران ہی آپ حضرت ابوالسعد احمد خان صاحبؒ سے بیعت ہوگئے تھے اور مدارج سلوک نقشبندیہ مجددیہ طے کئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے کچھ عرصہ ایران میں ملازمت کی پھر مدینہ منورہ ہجرت کر گئے۔ حج کی سعادت حاصل کر کے مدینہ منورہ میں سکونت پزیر ہوگئے تھے۔ آپ شہر سے باہر نہ جاتے تھے کہ کہیں میں حبیبِ کبریا ﷺ کے شہر میں مدفون ہونے سے محروم نہ ہوجاؤں۔ آپ اخلاقِ حمیدہ اور صفاتِ کریمہ کے حامل تھے۔ سادہ طبیعت، متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ عصر سے مغرب تلاوتِ قرآن کا ہمیشہ معمول رہا۔

آپ کا انتقال ۲۹ رشعبان ۱۳۹۱ھ کو ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

9 ۔ حضرت مولانا محمد زمانؒ

حضرت مولانا محمد زمانؒ موضع جاگل تحصیل ہری پور، ہزارہ کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ

کے خلیفہ مجاز اور جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ درس حدیث اور فقہ سے آپ کو خاص لگاؤ تھا۔ خلافت سے سرفراز ہونے کے بعد آپ کھوہ ترکھان والا تحصیل بکھر ضلع میانوالی میں مقیم ہو گئے۔ رمضان المبارک آپ اپنے شیخ کے پاس گزارتے۔

آپ احاطہ مزارات شریف خانقاہ سراجیہ میں مدفون ہوئے۔

10 ۔ حضرت شیخ محمد مکرانیؒ

حضرت شیخ محمد مکرانیؒ بڑے خوش الحان اور بلند آواز تھے۔ آپ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے پاس بیعت کے لئے حاضر ہوئے اور خانقاہ میں ہی قیام پذیر ہو گئے۔ آپ خانقاہ کی مسجد میں اذان دیا کرتے تھے۔ آپ نے مدارج سلوک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ طے کئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت شیخ اقدسؒ کے وصال کے بعد آپ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے زیر سرپرستی مقامات مجددیہ طے کئے اور سلاسل اربعہ میں خلیفہ مجاز ہوئے۔ بعدازاں آپ اپنے وطن روانہ ہوئے، وہاں سے ایران اور پھر کویت چلے گئے۔ کویت میں محلّہ محیحیل کی مسجد میں حکومت کی طرف سے خطیب مقرر ہوئے اور وہیں آپ نے رحلت فرمائی۔

11 ۔ حضرت مولانا نذیر احمد عرشی دھنولویؒ

حضرت مولانا نذیر احمد عرشی دھنولویؒ قصبہ دھنولہ ریاست نابھہ، ہندوستان کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۴ء میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولانا عبدالکریم تھا۔ آپ مدرسہ نعمانیہ، لاہور سے فارغ التحصیل ہوئے اور پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے علوم شرقیہ میں مولوی فاضل اور منشی فاضل کی اسناد حاصل کی۔ آپ علم دین اور فن طب میں کمال رکھتے تھے۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اپنے وطن قصبہ دھنولہ میں قیام کیا۔ آپ تدریس و تعلیم اور تصنیف و تالیف میں خاصی دلچسپی رکھتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ایک ماہر خطیب بھی تھے۔ آپ کا وعظ انتہائی عالمانہ اور موثر ہوتا تھا۔

آپ سنتِ نبوی ﷺ کے سخت پابند تھے۔ رزقِ حلال کا بہت خیال رکھتے تھے۔ وضع قطع انتہائی سادہ تھی۔ آپ نہایت نیک نفس، خوش خلق، متوضع اور دیانت دار انسان تھے۔ ذکر اور مراقبہ کی پابندی ہر حال میں پیش نظر رہتی تھی۔

آپ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ سے بیعت کر کے ان کے حلقہ ادارت میں داخل ہوئے اور مدارج سلوک مکمل کر کے خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت مولانا عرشیؒ نے ایک مرتبہ اپنے دوستوں سے فرمایا! سلوک کے ابتدائی دور میں ایک بار خانقاہ جاتے ہوئے لالہ موسیٰ پر مجھے ایک نفسانی خیال آیا کہ لطف کی بات ہو کہ جب میں خانقاہ پہنچوں تو حضرت صاحب مجھے زردہ اور پلاؤ کھلائیں۔ جس وقت میں خانقاہ پہنچا تو دستر خوان بچھا ہوا تھا اور لنگر کا کھانا تقسیم ہو رہا تھا۔ میں بھی کھانے کے لئے بیٹھ گیا اور عام کھانا روٹی سالن میرے سامنے بھی آ گیا۔ ابھی کھانا شروع نہ کیا تھا کہ حضرت صاحبؒ (حضرت ابوالسعد احمد خانؒ) جلدی جلدی تشریف لائے اور میرے پاس کھڑے ہوئے خادم سے فرمایا کہ عرشی صاحب کے سامنے سے یہ کھانا اٹھالو اور اندر سے جو زردہ پلاؤ تیار ہوا ہے وہ ان کو کھلاؤ۔ آج ان کا جی زردہ پلاؤ کھانے کو چاہتا ہے۔ میں یہ سن کر شرمندگی سے زمین میں گڑ گیا۔ چنانچہ زردہ پلاؤ آیا اور میں نے کھایا مگر عرصہ دراز تک اپنی خواہش پر شرمسار رہا۔ شیخ کے کشف وکرامات کا یہ منظر دیکھ کر ایسی ہیبت اور رعب طاری رہا کہ بیان سے باہر ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تزکیہ نفس سے سلسلہ میں میری بہت مدد فرمائی۔

جب تقسیم ہند ہوا اور پاکستان کا وجود میں آیا تو بہت خونی واقعات ہوئے۔ آپ بھی کفار سے لڑتے ہوئے تلونڈی ہڈانوالی، ریاست نابھہ (ہندوستان) میں ستمبر ۱۹۴۷ء کو شہید ہو گئے۔

آپ کی تصانیف میں مثنوی مولانا روم کی اردو زبان میں شرح مفتاح العلوم (۲۱ جلدوں میں) ایک شاہکار ہے۔ آپ نے اپنے شیخ کے احوال اور مناقب میں'' تحفہ سعدیہ '' تحریر کیا۔ ان کے علاوہ تعلیم البنات (۸ حصے)، رسالہ مواعظ عرشی، خطبات عرشی، کلید مطب، بیاض کریمی، مفردات عرشی، انمول علاج، کلید عطاری، درمختوم (حاشیہ مثنوی مولانا روم) اور کنز الآثار (فن حدیث پر) شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف وتالیفات کی تعداد ۲۷ تک پہنچتی ہے۔

12 ۔ حضرت مولانا محمد یوسفؒ

حضرت مولانا محمد یوسفؒ نے حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ظاہر وباطنی علوم کی تکمیل فرمائی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ خانقاہ حسینیہ، کانپور کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے زیادہ تر وقت حضرت محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے ساتھ گزارہ۔ اپنے شیخ کے وصال کے بعد ان سے تجدید بیعت کی۔ آپ ہندوستان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج وترقی میں کوشاں رہے۔

13 ۔ حضرت سید مختار احمد شاہؒ

آپ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ظاہر و باطنی علوم کی تکمیل فرمائی اور خلافت سے سرفراز ہوئے اور مقامات عالیہ کے حصول میں سرگرم رہے۔ حضرت سید مختار احمد شاہؒ اتر والی، ضلع علی گڑھ کے رہنے والے تھے۔ علی گڑھ کالج کے تعلیم یافتہ تھے۔ آپ میں تقویٰ اور توکل کا بہت اثر تھا۔

آپ کا وصال عین جوانی میں ہو گیا تھا۔

14 ۔ حضرت مولانا سید جمیل الدین احمد میرٹھی بہاولپوریؒ

حضرت مولانا سید جمیل الدین احمد میرٹھی بہاولپوریؒ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی جناب میر محمد یامین ریاست مالیر کوٹلہ (ہندوستان) کے وزیر اعظم تھے۔ آپ فاضل دارالعلوم دیوبند تھے۔ وہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ بہاولپور آ گئے تھے۔ آپ مدرسہ ثانویہ میں عربی کے استاد مقرر ہوئے۔ پھر مدارس عربیہ کے انسپکٹر مقرر ہوئے۔ اسی دوران آپ کو حضرت ابوالسعد احمد خانؒ سے بیعت کا شرف حاصل ہوا اور چند ہی دنوں میں مغلوب الحال ہو گئے۔ ذکر و مراقبہ کی کثرت کرتے تھے۔ اپنے بہت سے عزیز و اقارب کو بھی اپنے شیخ سے بیعت کروایا۔ مدارج سلوک طے کرنے کے بعد خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اپنے شیخ کی وفات کے بعد حضرت محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوئے۔

15 ۔ حضرت مولانا پیر لعل شاہؒ

حضرت مولانا پیر لعل شاہؒ کا تعلق جنڈیر نیازی والا، ضلع جھنگ سے تھا۔ آپ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے خلیفہ تھے۔ اپنے علاقے میں آپ نے دین پھیلانے میں بہت کام کیا۔

16 ۔ حضرت مولانا احمد دین کیلویؒ

حضرت مولانا احمد دین کیلویؒ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ دوآبہ ضلع میانوالی کے رہنے والے

تھے۔ آپ فقہ اور اسلامی علوم ظاہریہ کے عالم تھے۔ آپ حضرت مفتی محمد شفیعؒ بانی سراج العلوم سرگودھا کے چچا تھے۔ آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی تصانیف میں البراہین القاطعہ بکراہیۃ جماعت الثانیہ (عربی) اور اتفاق البررۃ التقیٰ (عربی) معروف ہیں۔

17 ۔ حضرت حکیم حافظ چن پیرؒ

حضرت حکیم حافظ چن پیرؒ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق خوشاب ضلع سرگودھا سے تھا۔ آپ ماہرفن طب اور صاحب دل درویش تھے۔ آپ نہایت خوش گفتار اور خوش کردار تھے۔ آپ نے اپنے شیخ کے پاس رہ کر مدارج سلوک طے کئے اور خلافت پائی۔ اپنے شیخ کے انتقال کے بعد آپ حضرت محمد عبداللہ لدھیانوی کے حلقہ ادارت میں داخل ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد آپ کا رابطہ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحبؒ سے رہا۔

18 ۔ حضرت مولانا عبدالستارؒ

حضرت مولانا عبدالستارؒ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ۱۸ سال اپنے شیخ کی خدمت میں رہے۔ آپ نے دومرتبہ کامل سلوک طے کئے۔ آپ نے حضرت صاحبؒ سے بیعت ہوتے ہی ملاء اعلیٰ بہشت اور حور وغلمان کا مشاہدہ کیا۔ بعد میں آپ کی روح میں اتنی لطافت آ گئی تھی کہ مشتبہ کھانا کھاتے تو وہ پیٹ میں نہیں ٹھہرتا تھا۔ حضرت اقدسؒ نے جب یہ حال یکھا تو اپنی توجہ سے اس کیفیت کو کم فرمایا۔

آپ عالم شباب میں چیچک کے مرض میں مبتلا ہو گئے تھے۔ بہت اطباء سے علاج کروایا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ آپ کے والدہ حضرت اقدسؒ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور دعا کے لئے درخواست کی۔ حضرت اقدسؒ نے ان کی والدہ سے فرمایا: ”مت گھبراؤ! عبدالستار ابھی نہیں مرے گا۔ میرے پاس اس کی امانت ہے جو اس کے سپرد کرنی ہے اور اسے ولایت کے مقامات طے کرانے کے بعد مجازِ طریقت بنانا ہے۔“

19 ۔ حضرت مولانا سراج الدین رانجھاؒ

حضرت مولانا سراج الدین رانجھاؒ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق چاوہ تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا سے تھا۔ آپ اپنے شیخ ومرشد سے بے پناہ عقیدت ومحبت کرتے تھے۔آپ ظاہری اور باطنی علوم کے ماہر تھے۔ آپ اپنے علاقے میں بڑی عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔

20 ۔ حضرت مولانا محمد نصیر الدین بگویؒ

حضرت مولانا محمد نصیر الدین بگویؒ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق معروف دینی وعلمی خاندان بگوی سے تھا جو عرصہ دراز سے بھیرہ، ضلع سرگودھا میں مقیم تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۱۱ھ بمطابق ۱۸۹۳ء میں ہوئی۔ آپ کے آباؤاجداد میں ایک بزرگ قاضی احمد الدین بگویؒ نے ۱۲۵۸ھ /۱۸۴۲ء میں بھیرہ میں دارالعلوم عزیزیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اس دارالعلوم کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد آپ کے شیخ ومرشد حضرت ابوالسعد احمد خانؒ نے جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ میں رکھا تھا۔

حضرت مولانا محمد نصیر الدین بگویؒ جید عالم دین تھے۔ آپ نے ابتدائی کتب اپنے والد ماجد مولانا عبدالعزیز بگویؒ سے پڑھیں۔ مختلف علوم کے سلسلہ میں آپ بہار ہندوستان تشریف لے گئے۔ آپ نے کتب حدیث کی سند حضرت مولانا رفیع الدینؒ سے حاصل کی۔ پھر آپ نے حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے حلقہ ادارت میں شمولیت اختیار کر لی۔ آپ نے حدیث، تفسیر اور تصوف میں حضرت محمد ذاکر بگویؒ سے کتب پڑھیں۔ آپ نے اپنے شیخ کے ذریعہ سلوک کے باطنی مقامات طے کیے۔ آپ کو ویران مساجد کو آباد کرنے کا خاص شغف تھا۔ آپ کے ہاتھ پر بے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

آپ ۲۱ رفروری ۱۹۳۴ء میں موٹر کے حادثہ میں اپنی اہلیہ اور چھوٹے بچوں سمیت شہید ہو گئے تھے۔ پسماندگان میں آپ کے صاحبزادے مولانا حاجی افتخار احمد اور مولانا حکیم برکات احمد بگوی تھے۔ آپ کے پوتے مولانا ابرار احمد بگوی دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ ضلع سرگودھا کے مہتمم بنے۔

21 ۔ حضرت میاں اللہ دتہ سرگانہ ؒ

حضرت میاں اللہ دتہ سرگانہ ؒ حضرت ابوالسعد احمد خان ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق باگڑ سرگانہ ضلع ملتان سے تھا۔ آپ حضرت اقدس ؒ سے بیعت ہوئے اور تحصیل سلوک نقشبندیہ مجددیہ میں سرگرم رہے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

23 ۔ حضرت مولانا مفتی سید محمد عمیم الاحسان البرکتی المجددی ؒ

حضرت مولانا مفتی سید محمد عمیم الاحسان البرکتی المجددی ؒ حضرت ابوالسعد احمد خان ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۲۲ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ بمطابق ۱۹۱۱ء میں پچنہ ضلع مونگیر، بہار ہندوستان میں ساداتِ زیدیہ حسینہ کے خاندان میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام حکیم سید ابوالعظیم عبدالمنان تھا۔ آپ کے والد کلکتہ شہر میں مقیم تھے وہیں آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت ہوئی۔ آپ نے پانچ برس کی عمر میں ناظرہ قرآن مجید ختم کرلیا تھا۔ آپ نے فارسی کی کتب اور تصوف و اخلاق کی تعلیم حضرت مولانا ابومحمد برکت علی شاہ ؒ (کلکتہ) جو حضرت خواجہ عثمان دامانی ؒ کے خلیفہ تھے سے پڑھیں اور ان ہی سے بیعت ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت مولانا ابومحمد برکت علی شاہ ؒ نے اپنی بیٹی کی شادی آپ کے ساتھ کر دی تھی۔ حضرت مولانا ابومحمد برکت علی شاہ ؒ کے وصال کے بعد آپ نے حضرت ابوالسعد احمد خان ؒ سے تجدید بیعت کی اور ان سے بھی خلیفہ مجاز کی سعادت نصیب ہوئی۔

آپ جامع کمالات کے حامل اور ذہین انسان تھے۔ آپ تعلیمی شعبہ میں ہر امتحان میں امتیازی حیثیت سے کامیاب ہوتے رہے اور سونے اور چاندی کے تمغے حاصل کرتے رہے۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد استاذ العلماء مولانا مشتاق احمد کانپوری ؒ سے معقولات، ریاضی، ہندسہ، علم المواقیت اور ہیئت کی بڑی کتابیں پڑھیں۔ آپ نے ہندستان کے علاقہ عرب کے مشہور علماء سے بھی تعلیمی فیض حاصل کیا۔ ۱۹۳۴ء میں جامع مسجد ناخدا، کلکتہ کے صدر مدرس مقرر ہوئے۔ ایک سال بعد آپ نے دارالافتاء کا انتظام سنبھال لیا۔ آپ نے تقریباً ایک لاکھ سے زائد فتاویٰ لکھے۔ تقریباً چار ہزار سے زائد لوگ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔

۱۹۴۳ء میں جب حج بیت اللہ سے واپس ہوئے تو اس وقت مولانا ظفر احمد عثمانی ؒ ملازمت سے سبکدوش ہو گئے تھے۔ ان کی جگہ آپ کو مدرسہ عالیہ کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔ آپ مدرسہ عالیہ ڈھاکہ کے پرنسپل اور مسجد بیت المکرّم کے خطیب بھی رہے تھے۔ ان کے علاوہ ''رئیس الاساتذہ بالمدرسہ العالیہ، ڈھاکہ'' ''المفتی الجامعہ ناخدا'' اور ''المدرس

بمدرسہ کلکتہ ‘‘ کے نام سے بھی مشہور ہیں۔

آپ کی اردو، فارسی اور عربی میں سو سے زائد تصانیف ہیں۔ ان کتب و رسائل میں تفسیر، حدیث، فقہ، اصول حدیث، اسماءالرجال، علم الکلام اور تصوف کے موضوعات ہیں۔

ان میں چند کتابیں درج ذیل ہیں:

۱۔ اصول الامام الکرخی

۲۔ اصول المسائل خلافیہ

۳۔ القواعد الفقہیہ

۴۔ ادب المفتی

24 ۔ حضرت مولانا مہر دین احمدؒ

حضرت مولانا مہر دین احمدؒ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق ڈھاکہ (بنگلادیش) سے تھا۔ آپ نے اپنے حلقہ اثر میں ترویجِ طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا فیض عام کیا۔

25 ۔ حضرت ڈاکٹر محمد شریفؒ

حضرت ڈاکٹر محمد شریفؒ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق بنوں سے تھا۔ آپ محکمہ صحت میں ملازمت کرتے تھے۔ آپ ملازمت چھوڑ کر خاکسار تحریک میں شامل ہوگئے تھے۔ اس کے مقابلہ میں بھیرہ میں علماء کی تحریک فوج محمدی (ﷺ) شروع ہوئی تو وہاں معلومات حاصل کرنے کی غرض سے پہنچے۔ آپ کی ملاقات مولانا ظہور احمد بگویؒ سے ہوئی۔ آپ ان کی وساطت سے حضرت ابوالسعد احمد خانؒ سے بیعت کرکے طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے اور اس قدر دلجمعی سے اسباق طے کئے کہ حضرت اقدسؒ نے اپنی خلافت سے سرفراز کیا۔ حضرت شیخؒ کے وصال کے بعد آپ نے حضرت محمد عبداللہ لدھیانویؒ سے تجدید بیعت کی اور ان کے حلقہ ادارت میں شامل ہوگئے۔ ان کے انتقال کے بعد آپ حضرت ابوالخلیل خان محمد صاحبؒ کے حلقہ ادارت میں شامل ہوگئے۔ آپ اپنے انتقال کے وقت کندیاں میانوالی میں اپنے شیخ کی خدمت میں رہائش پذیر تھے۔ یہیں آپ کا انتقال ہوا اور آپ احاطہ مزارات متبرکہ میں مدفون ہوئے۔

26 ۔ حضرت مستری ظہور الدینؒ

حضرت مستری ظہور الدینؒ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق مالیر کوٹلہ، ہندوستان سے تھا۔ آپ حضرت اقدسؒ کے مخلص اور متقی مریدوں میں سے تھے۔ آپ کا پیشہ معماری تھا۔ آپ نے خانقاہ سراجیہ کی مسجد کی تعمیر میں بڑے ایثار اور خلوص سے حصہ لیا۔ آپ نے مسجد کے ساتھ ساتھ خانقاہ کے دیگر مکانات کی تعمیر میں بھی حصہ لیا۔ آپ نے مسجد کی محراب پر شاندار کام کیا جو آپ کے فن کا نمونہ ہے۔ آپ نے حضرت اقدسؒ کی ڈیڑھ سال خدمت کی اور مدارج سلوک طے کئے۔ مقامات کی تکمیل کے بعد حضرت اقدسؒ نے آپ کو اپنی خلافت سے نوازا۔ آپ نے اپنے شیخ حضرت ابوالسعد احمد خان صاحبؒ کے ساتھ حج کی سعادت بھی حاصل کی۔ آپ ہی کی وساطت سے حضرت نذیر احمد عرشیؒ نے حضرت اقدسؒ سے بیعت کی سعادت حاصل کی اور اعلیٰ مراتب تک پہنچے۔

27 ۔ حضرت مولانا نور احمدؒ

حضرت مولانا نور احمدؒ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق وتہ ضلع میانوالی سے تھا۔ آپ کا شمار جید علماء کرام میں ہوتا تھا۔ آپ نہایت سادہ مزاج رکھتے تھے۔ صبر وقناعت اور توکل کا مجسمہ تھے۔ آپ نے کچھ عرصہ مدرسہ عربیہ سعدیہ میں درس بھی دیا۔ آپ نے اپنے شیخ کے انتقال کے بعد حضرت مولانا محمد عبداللہؒ سے تجدید بیعت فرمائی۔

28 ۔ حضرت حاجی عبدالوہابؒ

حضرت حاجی عبدالوہابؒ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کلکتہ کے دولت مند تاجر تھے، آپ کانپور میں چمڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالسلام ڈھاکویؒ کی ترغیب سے خانقاہ سراجیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت اقدسؒ سے بیعت ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد اپنا کاروبار اپنے بھائیوں کے حوالے کر کے خانقاہ سراجیہ میں مستقل طور پر قیام پذیر ہو گئے۔ آپ نے نہایت استقامت واخلاص کے ساتھ منازل سلوک طے کئے۔ آپ نے مسجد کی تعمیرِ نو میں بھرپور حصہ لیا۔

29 ۔ حضرت میاں محمد قریشی لائل پوری ؒ (فیصل آباد)

حضرت میاں محمد قریشی لائل پوری ؒ حضرت ابو السعد احمد خان ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نہایت سادہ پسند اور منکسر المزاج انسان تھے۔ آپ کا قلب بیعت ہونے سے پہلے ہی اتنا لطیف تھا کہ بیعت ہونے کے بعد جلد ہی تمام مقامات حاصل کر لئے اور حضرت اقدس ؒ نے اپنی خلافت سے نوازا۔

30 ۔ حضرت ملک اللہ یار ؒ

حضرت ملک اللہ یار ؒ حضرت ابوالسعد احمد خان ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق دوآبہ ضلع میانوالی سے تھا۔ آپ علاقے کے رئیس تھے۔ آپ حضرت اقدس ؒ سے بیعت ہو کر سلوک مجددیہ میں پایہ وکمال وتکمیل کو پہنچے اور اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ معمولات کی بڑی سختی سے پابندی کرتے تھے۔ آپ کی وساطت سے بے شمار لوگوں نے خانقاہ سے تعلق پیدا کیا۔

31 ۔ حضرت مستری نیاز احمد ؒ

حضرت مستری نیاز احمد ؒ حضرت ابوالسعد احمد خان ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت اقدس ؒ کے مخلص اور جانثار ارادت مندوں میں شامل تھے۔ آپ کا پیشہ معماری تھا۔ حضرت اقدس ؒ کی صحبت کے فیض سے تعمیر ظاہر کے ساتھ تعمیرِ باطن میں بھی کمال حاصل کیا۔ خانقاہ کے مسجد کی تعمیر میں آپ نے بڑی ہنرمندی سے کام کیا۔ آپ نے مالیر کوٹلہ اور اس کے اطراف میں اشاعتِ دین کا وسیع پیانے پر کام کیا۔

32 ۔ حضرت فقیر سلطان سرگانہ ؒ

حضرت فقیر سلطان سرگانہ ؒ حضرت ابوالسعد احمد خان ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق باگڑ سرگانہ ضلع ملتان سے تھا۔ آپ حضرت شیخ ؒ کے خاص مریدین میں شامل تھے۔ آپ ہر وقت ذکر وفکر اور اسباقِ سلوک میں مشغول رہتے تھے۔ آپ زندگی بھر دین کے کاموں میں مصروف رہے۔

خانقاہ سراجیہ سعدیہ نقشبندیہ ۔ (کندیاں، میانوالی)

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خانؒ (خلیفہ حضرت خواجہ سراج الدینؒ)

حضرت مولانا ابوالخلیل خواجہ محمد خان محمدؒ

حضرت مولانا خواجہ محمد خان محمدؒ کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ اور حضرت مظہر جان جاناںؒ کے واسطے سے ہوتا ہوا ۱۳۷ واسطوں کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام خواجہ محمد عمر تھا جو خانقاہ سراجیہ کے بانی حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے چچا زاد بھائی تھے اور حضرت خواجہ سراج الدینؒ (موسیٰ زئی شریف) کے مرید تھے۔ آپ کی ولادت ۱۹۲۰ء / ۱۳۳۸ھ میں بستی ڈنگ (میانوالی) میں ہوئی۔ آپ کا تعلق موضع بکھڑہ کے سردار خاندان سے تھا۔ آپ کے گھر کا ماحول دینداری کا تھا۔ آپ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے داماد تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مڈل اسکول کھولہ شریف، ضلع میانوالی سے حاصل کی۔ قرآن کریم اور فارسی کی ابتدائی کتابیں آپ نے خانقاہ میں پڑھیں مزید تعلیم دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی۔ آپ نے حضرت ابوالسعد احمد خانؒ سے بیعت کی اور ان کی خدمت میں کافی عرصہ رہے۔ آپ نے ختم نبوت کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا تھا اور ختم نبوت پر آپ اپنی عمر کے آخیر تک کام کرتے رہے۔ آپ نے جن اداروں میں تعلیم حاصل کی ان میں دارالعلوم عزیزیہ (بھیرہ)، جامعہ اسلامیہ (ڈابھیل) شامل ہیں۔ آپ ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں دارالعلوم دیوبند میں تحصیل علم کے غرض سے تشریف لے گئے اور تفسیر وحدیث کی تعلیم مکمل فرمائی۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت حافظ عبدالرحمٰن امروہیؒ، حضرت سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ، محدث العصر حضرت سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد ادریس سکروڈھویؒ، مولانا عبدالعزیز کامل پوریؒ، حضرت سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا فخرالدینؒ، مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ شامل ہیں۔ آپ نے مزید بزرگوں سے بھی تعلیمی اور تربیتی استفادہ حاصل کیا ان میں حضرت مولانا پیر سید عبداللطیف احمد سیالویؒ، حضرت مولانا عبداللہ لدھیانویؒ، حضرت مولانا عبدالحقؒ، مولانا قاسم ہزارویؒ قابلِ ذکر ہیں۔ آپ دارالعلوم دیوبند سے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد خانقاہ سراجیہ واپس تشریف لے آئے اور باطنی علوم وفیوض کے کسب وحصول میں مشغول ہو گئے۔

جامعہ اشرفیہ، لاہور کے شیخ الحدیث مولانا مفتی حمیداللہ جان صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد خان صاحبؒ اس زمانے میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم اور مثالی پیشوا تھے جن کے چشم فیض سے ہزاروں انسانوں نے پیاس بجھائی اور

حضرت صاحبؒ قحط الرجال کے اس دور میں حقیقی اللہ والے تھے اور حضرت مجدد الف الثانیؒ کے مسلک کے سچے وارث اور حقیقی جانشین تھے۔ آپ نے خاموشی اور زہد میں ایسی شان حاصل کی کہ جسے اہل دل ہی سمجھ سکتے ہیں۔ آپ کی صحبت یادالٰہی اور تزکیہ نفس میں روحانی ترقی کا بڑا ذریعہ تھی۔ آپ کی دعاؤں، اقوال اور صحبت سے تاریکیاں دور ہوتی تھیں۔ باطنی انوارات حاصل ہوتے تھے۔ آپ علم وعمل، زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت کے پیکر، تصوف وسلوک کے امام اور اہل حق کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ ان عظیم المرتبت لوگوں میں سے تھے جن کو دیکھ کر اللہ یاد آ جائے۔ شیخ کے وصال کے بعد آپ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ سے تجدید بیعت فرمائی۔ حضرت لدھیانوی صاحبؒ نے آپ کو سلاسل نقشبندیہ مجددیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، قلندریہ، مداریہ اور کبرویہ میں خلافت عطا فرمائی۔ حضرت لدھیانویؒ کے وصال کے بعد ان کے خلفاء میں سے حضرت چن پیر خوشابی صاحبؒ، ڈاکٹر محمد شریفؒ، حضرت حکیم عبدالمجید سیفیؒ، اور حضرت مفتی عطا محمدؒ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تجدید کی۔ جن بزرگ علماء ومشائخ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ان میں حضرت میاں جان محمدؒ، فقیر محمد سلطانؒ (باگڑ سرگانہ، ملتان)، مولانا نور احمدؒ (دتہ خیل)، حضرت قاضی شمس الدینؒ، حضرت مولانا امان اللہؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالحیؒ، مولانا ضیاء الدینؒ، مولانا عبدالحکیمؒ، مولانا محمد عمرؒ، مولانا عبدالغفارؒ، مولانا اصغر علیؒ (راولپنڈی)، مولانا غلام محمدؒ (جامع مسجد چیچہ وطنی)، مولانا شمس الدینؒ (بہاولپور)، مولانا محبوب الٰہی بنگلورویؒ، حکیم عبدالسلام (ہری پور)، مولانا عبداللطیف شاہؒ، حضرت سعد اللہ خانؒ جیسے بزرگ شامل ہیں۔

آپ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ سے کنز الہدایات مولانا محمد باقر لاہوری، مکاتیب حضرت غلام علی دہلویؒ، مکتوبات امام ربانی مجدد الف الثانیؒ، مکتوبات خواجہ محمد معصومؒ اور ہدایۃ الطالبین جیسی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھیں۔ بعد میں آپ تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے جن میں گلستان، بوستان، منیۃ المصلیٰ، قدوری، اصول الشاشی اور دوسری کتابیں طلباء کو پڑھاتے تھے۔ اس مصروفیت کے باوجود آپ اپنے شیخ کی خدمت میں کوئی کمی نہیں چھوڑتے تھے۔ درویشوں اور خانقاہ شریف کے زائرین کی خاطر مدارت اور لنگر کی خدمات بھی انجام دیتے تھے۔

آپ جن اداروں کی سرپرستی فرماتے تھے ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ دارالعلوم کبیر والا۔ ضلع خانیوال

۲۔ مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی

۳۔ مدرسہ فرقانیہ کوہاٹی بازار۔ راولپنڈی

۴۔ مدرسہ عثمانیہ ورکشاپی محلّہ۔ راولپنڈی

۵۔ مدرسہ سراجیہ فورٹ عباس

۶۔ دارالعلوم مجددیہ مانکی شریف

۷۔ مدرسہ سعدیہ، خانقاہ سراجیہ کندیاں، ضلع میانوالی

علاوہ ازیں آپ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑا خٹک کی مجلس عاملہ کے ممبر تھے۔ آپ نے مشہور آئین شریعت کانفرنس لاہور کے اجلاس کی صدارت فرمائی تھی۔

حلیہ مبارک:

آپ دراز قد، مضبوط جسم، سانولا رنگ، کشادہ پیشانی، گھنی بھنوں کے سائے میں بڑی بڑی مقناطیسی آنکھیں، کتابی چہرہ، داڑھی گھنی نہ ہلکی، تراشی ہوئی مونچھیں، چوڑے مگر ریاضتوں کی وجہ سے جھکے ہوئے کندھے، بڑا سر، ہاتھ نرم اور گداز رکھتے تھے۔ حج سے پہلے زلفیں رکھی ہوئی تھیں لیکن ۱۹۴۸ء کے حج کے بعد ہمیشہ سر پر مشین سے بال کٹواتے تھے۔ آپ کا لباس سادہ ہوتا تھا۔ گرمیوں میں آسمانی رنگ کا تہبند اور سفید کرتہ زیبِ تن فرماتے تھے۔ سردیوں میں کھدّر کا کرتہ ہوتا تھا۔ ہلکے رنگ کی جرسی اور سفر میں واسکٹ پہنتے تھے۔ شیروانی اور کوٹ بھی استعمال کیا کرتے تھے۔ سردیوں میں اونی چادر اوڑھنے کا معمول تھا۔ آپ پگڑی اور ٹوپی استعمال کیا کرتے تھے۔ آپ خالص چمڑے کی ملتانی طرز کی دیسی چپل پسند فرماتے تھے۔ آپ کی گفتگو کا انداز دھیما اور نرم ہوتا تھا۔ آپ نپی تلی اور بامعنی گفتگو فرماتے تھے اور کوشش کرتے تھے کی سننے والے کو آسانی سے سمجھ آجائے۔

آپ کی وفات ۵ رمئی ۲۰۱۲ء کو ہوئی۔

حضرت قبلہؒ کی اولاد:

۱۔ صاحبزادی محمد صادق (بچپن میں وفات پاگئے)

۲۔ میمونہ بی بی (بچپن میں وفات پاگئیں)

۳۔ صاحبزادہ عزیز احمد

۴۔ صاحبزادہ خلیل احمد

۵۔ صاحبزادہ رشید احمد

۶۔ صاحبزادہ سعید احمد

۷۔ صاحبزادہ نجیب احمد

حضرت خواجہ خان محمدؒ کے خلفاء کے اسمائے گرامی:

۱۔ حضرت حاجی محمد عبدالرشید صاحب	رحیم یار خان
۲۔ حضرت مولانا نذر الرحمٰن	رائے ونڈ، لاہور
۳۔ حضرت مولانا محبّ اللہ صاحب	لورالائی بلوچستان
۴۔ حضرت مولانا عبدالغفور قریشی صاحب	ٹیکسلا
۵۔ حضرت مولانا گل حبیب صاحب	لورالائی بلوچستان
۶۔ حضرت حافظ احمد سعید	بھکر
۷۔ حضرت مولانا محبوب الٰہی	بیدن روڈ، لاہور
۸۔ حضرت ماسٹر شادی خان	گوجرانوالہ
۹۔ حضرت مولانا احمد دین	دادڑ کلاں، ساہیوال
۱۰۔ حضرت مولانا غلام محمد	جھنگ
۱۱۔ حضرت حافظ قطب الدین	ساہیوال
۱۲۔ حضرت مولانا غلام علی	خالق آباد، خوشاب
۱۳۔ حضرت مولانا احمد رضا خانؒ	بجنور، انڈیا

۱۴۔ حضرت مولانا مفتی احمد سعید بن حضرت مدنی مفتی محمد شفیع سرگودھا

۱۵۔ حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری ابن مولانا انور شاہ کشمیریؒ

۱۶۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

2 ۔ حضرت مولانا نذر الرحمٰن رائے ونڈ، لاہور

آپ حضرت خان محمد صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ موضع بلاول، تھانہ چونترہ، ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے بھتر ال میں حاصل کی۔ بعدازاں دارالعلوم بھوئی گاڑ، ضلع اٹک میں مولانا فرید الدین قریشیؒ اور مولانا مفتی حکیم عبدالحئی قریشیؒ سے اعلیٰ کتب کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے دورۂ حدیث مدرسہ خادم العلوم نبوت، کھٹیالہ شیخاں (منڈی بہاؤ الدین) میں حضرت مولانا شیخ الحدیث سلطان محمودؒ (فاضل دارالعلوم دیوبند) سے مکمل کیا۔ آپ حضرت قاضی شمس الدین ہزارویؒ کی وساطت سے خانقاہ سراجیہ کے ارادت مندوں میں شامل ہوئے۔

تحصیل علوم کے بعد آپ دارالعلوم ربانیہ، اٹک اور مسجد و مدرسہ تبلیغ مرکز 3/F واہ کینٹ (اس مسجد کی بنیاد مؤلف: سکندر نقشبندی کے دادا محترم نے رکھی تھی) اور ڈی ایم ٹیکسٹائل مل، راولپنڈی کے مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ بعدازاں آپ نے مدرسہ عربیہ تبلیغی مرکز رائے ونڈ میں تدریسی ذمہ داریاں سنبھال لیں تھیں۔

3 ۔ حضرت مولانا عبدالغفور قریشی صاحب ٹیکسلا

آپ حضرت خان محمد صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۹۴۵ء میں بھوئی گاڑ، اٹک میں ہوئی۔ آپ کی والد گرامی کا نام غلام رسول قریشیؒ تھا۔ آپ کے والد سلسلہ قادریہ کے ایک بزرگ حضرت غلام محمدؒ کے مرید تھے جو حضرت مولانا حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ حضرت مفتی محمد حسنؒ کے ماموں زاد بھائی تھے۔

آپ نے اسکول کی تعلیم بھوئی گاڑ، پوڑمیانہ اور عثمان کھٹر (اٹک) میں حاصل کی۔ آپ نے ترجمہ کے ساتھ قرآن مجید مولانا قاضی ضیاء الدین قریشیؒ سے پڑھا۔ اسی دوران آپ نے حضرت محمد عبداللہ لدھیانویؒ سے بیعت کر لی۔ اپنے شیخ کی وفات کے بعد آپ نے تجدید بیعت حضرت خان محمد صاحبؒ سے کی۔ آپ نے مدرسہ اشرف العلوم، گوجرانوالہ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ دورۂ حدیث آپ نے شیخ الحدیث محمد ادریس کاندھلویؒ اور حضرت رسول خان ہزارویؒ سے ۱۹۶۶ء میں کیا۔ آپ مرکزی جامعہ مسجد ٹیکسلا کے خطیب اور مدرسہ تعلیم القرآن سراجیہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔

4 ۔ حضرت حافظ محمد سعید بھکر

آپ حضرت خان محمد صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش جنجو شریف ضلع بھکر میں ہوئی۔ آپ حضرت مولانا خواجہ غلام حسن سواگویؒ کے خلیفہ حضرت مولانا گل حسن نقشبندیؒ کے قریبی عزیز تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم حضرت مولانا گل حسن نقشبندیؒ بانی خانقاہ جنجو شریف کے زیر سایہ حاصل کی۔ بعض کتب آپ نے حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانویؒ سے بھی پڑھیں۔ آپ مدرسہ سعدیہ، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ میں طلباء کو قرآن مجید پڑھایا کرتے تھے۔

5 ۔ حضرت مولانا محبوب الٰہی بیدن روڈ، لاہور

آپ جنوبی ہندوستان کے شہر بنگلور کے رہنے والے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد لاہور آ گئے تھے۔ آپ حضرت خان محمد صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے گوالمنڈی (لاہور) میں ایک پرائیویٹ ادارہ تعلیم جامعہ اشرفیہ کے نام سے قائم کیا جس میں پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے امتحانات منشی فاضل اور ادیب فاضل کی تیاری کرائی جاتی تھی۔ آپ حضرت مولانا سید جمیل الدین میرٹھی کی وساطت سے حضرت مولانا محمد عبد اللہ لدھیانویؒ سے بیعت ہوئے۔ آپ کے شیخ جب سرہند شریف گئے تو آپ بھی وہاں پہنچ گئے اور حضرت اقدسؒ کے ساتھ واپس تشریف لائے۔ آپ نے حضرت محمد عبد اللہ لدھیانویؒ کے وصال کے بعد حضرت خان محمد صاحبؒ سے تجدید بیعت کی اور مدارج سلوک مکمل کرنے کے بعد خلافت سے مشرف ہوئے۔

6 ۔ حضرت مولانا احمد رضاؒ بجنور، انڈیا

آپ کا تعلق بجنور (انڈیا) کے سادات خاندان سے تھا۔ آپ حضرت خان محمد صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی۔ آپ نے دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند سے ۱۳۴۵ھ میں مکمل کیا۔ دیوبند میں قیام کے دوران آپ کا تعلق حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن نقشبندیؒ سے تھا۔ آپ کا ان کی مسجد میں قیام رہتا تھا۔ آپ نے تین سال تبلیغ کالج، کرنال میں بھی تعلیم حاصل کی۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، گجرات میں حضرت امام العصر سید محمد انور شاہ کشمیریؒ سے دو سال بخاری شریف کا درس لیا۔ جس کو کتابی صورت میں ''انوار الباری شرح صحیح بخاری'' کے نام سے ضخیم جلدوں میں مرتب کیا۔ حضرت امام العصر سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے ملفوظات ''ملفوظات محدث کشمیری'' کے نام سے مرتب

فرمائے۔ آپ کی شادی حضرت سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی صاحبزادی سے ہوئی۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپ حضرت محمد عبداللہ لدھیانویؒ سے بیعت تھے۔ ان کے وصال کے بعد آپ نے حضرت خان محمدؒ نے ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور بعد میں خلیفہ مجاز قرار پائے۔

7 ۔ حضرت مولانا مفتی احمد سعیدؒ

حضرت مولانا مفتی احمد سعیدؒ حضرت خان محمد صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ مدرسہ سراج العلوم، سرگودھا کے بانی حضرت مفتی محمد شفیعؒ فاضل دارالعلوم دیوبند کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت خان محمدؒ سے بیعت تھے۔ آپ اپنی خداداد صلاحیتوں اور ریاضتوں کی بدولت حضرت اقدسؒ کے مجاز خلیفہ طریقت قرار پائے۔ آپ نے ابتداء سے اعلیٰ درجہ تک تعلیم اپنے والد گرامی اور مولانا نور محمدؒ سے حاصل کی۔ ۱۹۵۷ء میں آپ نے دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث کے لئے داخلہ لیا۔ حضرت حسین احمد مدنیؒ سے بخاری شریف اور ترمذی شریف، حضرت مفتی ریاض الدینؒ سے نسائی شریف، مولانا نافع گلؒ سے موطا امام مالک اور موطا امام محمد، مولانا شمس الحقؒ سے طحاوی شریف اور ابن ماجہ، مولانا اعزاز علیؒ سے شمائل ترمذی اور مولانا ابراہیمؒ اور مولانا داؤد میاںؒ سے مسلم شریف کے بعض اسباق کی تعلیم حاصل کی۔

8 ۔ حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری صاحب

حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری صاحب حضرت خان محمد صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق کشمیر سے تھا۔ آپ کے والد گرامی مولانا انور شاہ کشمیریؒ کشمیر سے دیوبند تعلیم حاصل کرنے آئے اور پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ وہاں شیخ الحدیث کی حیثیت سے عوام الناس کو علمی فیض پہنچاتے رہے۔ ۱۳۵۲ھ میں ان کا انتقال ہوا اور دیوبند میں ہی آخری آرام گاہ پائی۔

حضرت سید محمد انظر شاہ کشمیری ۱۵ رشعبان ۱۳۴۷ھ کو دیوبند میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ کا تعلق ساداتِ گنگوہ (ہندوستان) سے تھا۔ آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر ہوئی۔ آپ نے فارسی کتب دارالعلوم دیوبند میں پڑھیں۔ عربی کتب کی تعلیم ۱۹۴۴ء سے ۱۹۴۸ء تک مدرسہ صدیقیہ، پھاٹک جیش خان، دہلی میں پڑھیں۔ آپ کے اساتذہ میں

مولانا ادریس میرٹھی ؒ شامل تھے۔ پنجاب یونیورسٹی سے بھی متعدد امتحانات پاس کئے۔ ۱۳۶۸ھ میں دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کا آغاز کیا۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت قاری اصغر علی ؒ اور مولانا اعزاز علی ؒ شامل تھے۔ ۱۳۷۲ھ میں فارغ التحصیل ہو کر دارالعلوم ہی میں تدریس کا آغاز کیا۔ آپ دارالعلوم کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۴۰۲ھ میں آپ دارالعلوم دیوبند میں شیخ الحدیث کا منصب سنبھال لیا۔

آپ نے اپنے والد گرامی کی زندگی پر مبنی ایک کتاب ”نقش دوام“ مرتب فرمائی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ پاکستان تشریف لے آئے۔ دارالعلوم دیوبند میں ایک بار آپ کی ملاقات حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی ؒ سے ہوئی تھی۔ پاکستان آ کر آپ حضرت خان محمد ؒ کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے تھے اور بعد میں مجاز خلافت قرار پائے۔

9 ۔ حضرت مولانا سید پیر عبداللطیف ؒ

حضرت مولانا سید پیر عبداللطیف ؒ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق احمد پور سیال، ضلع جھنگ سے تھا۔ آپ حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت ؒ (۷۰۷ ۔ ۷۸۵ھ) اوچ شریف کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت پیر سید عبداللہ شاہ صاحب ؒ آپ کے چچا تھے جو حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان صاحب ؒ کے خلیفہ اور بہت باکمال بزرگ تھے۔

آپ نے عربی و فارسی کی ابتدائی تعلیم پنجاب کے مختلف مدارس سے حاصل کی اور تکمیل حضرت مولانا انور شاہ کشمیری ؒ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی ؒ کی خدمت میں رہ کر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، ضلع سورت میں کی۔ آپ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان ؒ سے بیعت ہوئے اور سلوک نقشبندیہ مجددیہ ان کی خدمت میں رہ کر طے کرنا شروع کیا اور اس کی تکمیل حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی ؒ کی خدمت میں رہ کر کی۔ پہلے آپ سلوک نقشبندیہ مجددیہ میں مجاز ہوئے اور پھر دیگر تمام سلاسل میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ ساری زندگی سلسلہ پاک کی اشاعت اور ترویج میں منہمک اور مشغول رہے۔ آپ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد ؒ کی خدمت میں ایک مرید کی حیثیت سے حاضر ہوتے تھے۔ آپ رمضان المبارک کا پورا مہینہ خانقاہ میں گزارتے تھے۔ آپ زہد و تقویٰ اور فقر و قناعت کی زندہ مثال تھے۔

10 ۔ حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین ہزاروی ؒ

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین ہزاروی ؒ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام مولانا قاضی فیروز الدین ؒ تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء میں کوٹ نجیب اللہ، ضلع ہری پور ہزارہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے بڑے بھائی قاضی صدر الدین ہزاروی ؒ سے حاصل کی۔ پھر بھوئی گاڑ، ضلع اٹک میں مفتی حکیم عبدالحئی قریشی ؒ سے دو سال پڑھتے رہے۔ بعد ازاں جامعہ فتحیہ، اچھرہ لاہور میں حافظ محمد، موضع شاہ محمد، ہری پور میں مولانا سکندر علی، موضع انہی، گجرات میں مولانا غلام رسول سے پڑھتے رہے۔ آپ نے دورۂ حدیث حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی ؒ سے مدرسہ امینیہ، دہلی میں کیا۔ کچھ عرصہ آپ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں بھی زیر تعلیم رہے۔ ۱۹۳۶ء میں آپ فارغ التحصیل ہو گئے۔ جب آپ بھوئی گاڑ میں زیر تعلیم تھے تو مولانا محبّ النبی قریشی کے ساتھ گولڑہ شریف حاضر ہو کر سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ؒ سے بیعت ہوئے۔ ان کے وصال (۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۷ء) کے بعد ۱۳۶۰ھ میں حضرت مفتی حکیم عبدالحئی قریشی ؒ کی معیت میں خانقاہ سراجیہ حاضر ہو کر حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی ؒ سے بیعت کی۔ آپ سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی تکمیل کے بعد مجازِ طریقت قرار پائے۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ چار سال تدریس کے شعبہ سے منسلک رہے پھر آپ تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہو گئے۔ آپ کی چند تصانیف حسب ذیل ہیں:

۱۔ تاریخ مزار شریف

۲۔ داڑھی کی اسلامی حیثیت

۳۔ سیرتِ خلفاء راشدین

۴۔ حضرت مولانا خواجہ مہر علی شاہ گولڑوی ؒ (حالاتِ زندگی)

۵۔ بے باک محاسبہ

۶۔ مسائل رویتِ ہلال

۷۔ مصنوئی آواز کی کہانی

۸۔ عیسائی تبلیغ کے خفیہ گوشے

۹۔ چند رسائل بھی مطبوعہ ہیں۔

آپ نے حضرت خان محمد صاحبؒ کے کہنے پر ''رسالہ تحفۂ سعدیہ'' (جس کے مصنف حضرت نذیر احمد عرشیؒ ہیں) کے شروع میں ایک مقدمہ تحریر کیا جس میں حضرت خواجہ دوست محمد قندھاریؒ، حضرت خواجہ محمد عثمانی دامانیؒ، حضرت خواجہ سراج الدینؒ، حضرت مولانا ابوالسعد احمد خانؒ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے حالات و معارف شامل ہیں۔

آپ نے بروز پیر ۹/ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ بمطابق ۳/جون ۱۹۹۱ء کو انتقال فرمایا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت قاضی سیف الدین صاحب نے پڑھائی اور موضع درویش میں مدفون ہوئے۔

11 ۔ حضرت مولانا عبدالخالقؒ

حضرت مولانا عبدالخالقؒ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۲۲/ذیقعدہ ۱۳۱۳ھ کو بستی والی محمد جھنڈیر تحصیل شورکوٹ، ضلع جھنگ میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولانا احمد تھا۔

آپ نے درس نظامی کی تعلیم اپنے والد ماجد اور بڑے بھائی مولانا نور الحق سے موضع باگڑ سرگانہ، ملتان میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ ۱۳۴۱ھ میں دارالعلوم میں داخلہ لیا اور ۱۳۴۳ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مفتی عزیز الرحمٰنؒ، مولانا محمد حسنؒ، مولانا احمد شیر ہزارویؒ، مولانا محمد رسول خانؒ خاص طور پر شامل ہیں۔ سندِ فراغت لینے کے بعد آپ دارالعلوم دیوبند میں ہی مدرس مقرر ہوگئے۔ پھر آپ اپنے وطن واپس آکر مختلف مدارس دینیہ میں درس و تدریس کا کام کرتے رہے۔ ۱۳۷۴ء میں آپ نے دارالعلوم کبیر والا، ملتان کی بنیاد رکھی جس نے چند سالوں میں ملک بھر میں مرکزی مقام حاصل کرلیا۔

آپ نے اپنے زمانہ طالب علمی میں حضرت ابوالسعد احمد خان صاحبؒ سے بیعت کرلی تھی۔ ابھی آپ کے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے اوراد واشغال مکمل نہیں ہوئے تھے کہ آپ کے شیخؒ کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے ان کے جانشین حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ سے تجدید بیعت کی اور اسباق کی تکمیل کے بعد خلیفہ مجاز ہوئے۔

آپ بہت اچھے منتظم اور خوش مزاج انسان تھے۔ آپ نے شادی نہیں کی۔ آپ نے ۱۵/نومبر ۱۹۹۹ء بمطابق یکم شعبان ۱۳۸۶ھ بروز منگل نماز فجر کے بعد مراقبہ کی حالت میں وصال فرمایا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت خان محمد صاحبؒ نے پڑھائی۔ آپ نے احاطہ دارالعلوم کبیر والا، ضلع خانیوال میں آخری آرام گاہ پائی۔

12 ۔ حضرت مولانا حافظ محمد امان اللہؒ

حضرت مولانا حافظ محمد امان اللہؒ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ باگڑ سرگانہ، ملتان کے رہنے والے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم پنجاب کے دینی مدارس میں حاصل کی۔ آپ نے دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ آپ کا شمار اپنے شیخ کے خاص مریدین میں ہوتا تھا۔ آپ خانقاہ سراجیہ کے مدرسہ سعدیہ میں عربی کتب اور قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ کے شاگردوں میں حاجبزادہ محمد زاہد اور صاحبزادہ محمد عابد بھی شامل تھے۔

آپ موضع جھلار مدینہ، باگڑ سرگانہ، ملتان میں درس وتدریس، مطب اور امامت وخطابت مسجد کیا کرتے تھے۔

13 ۔ حضرت حافظ محمد سعداللہ خان خاکوانیؒ

حضرت حافظ محمد سعداللہ خان خاکوانیؒ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا خاندان ملتان کے بڑے زمینداروں میں شمار ہوتا تھا۔ آپ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خانؒ سے بیعت ہوئے اور مدارج سلوک طے کرنے شروع کئے۔ ان کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت محمد عبداللہ لدھیانویؒ سے بیعت کی تجدید کی، اسباق مکمل کئے اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ دارالعلوم دیوبند سے کتب حدیث میں فارغ التحصیل تھے۔

14 ۔ حضرت حکیم عبدالمجید احمد سیفیؒ

حضرت حکیم عبدالمجید احمد سیفیؒ ۳/ربیع الاول ۱۳۷۵ھ کو حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کی خلافت کے مجاز قرار پائے۔ آپ کا تعلق سدا کمبوہ، سرگودھا سے تھا۔ آپ کا قیام بیڈن روڈ، لاہور پر تھا۔ آپ نے علی گڑھ سے ایف۔اے پاس کیا۔ آپ مولانا محمد علی جوہر کی تحریک میں ان کے سیکریٹری تھے۔ آپ نے حضرت مولانا ابوالسعد احمد خانؒ سے بیعت کی اور باطنی اصلاح کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے اپنی جائیداد بیچ کر اپنے شیخ کے پاس مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ نے حضرت اقدسؒ کے وصال کے بعد حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور سلوک کے منازل طے کئے۔ جب بھی حضرت صاحبؒ لاہور تشریف لاتے تو آپ کے گھر پر قیام کرتے۔ آپ دواسازی اور طباعت کا کام بھی جانتے تھے۔ آپ کی وفات ۲۴ اگست ۱۹۶۰ء کو لاہور میں ہوئی۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ، احمد پور شرقیہ

حضرت عبدالمالک صدیقیؒ (خلیفہ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ)

1 ۔ حضرت عبدالرشید قریشیؒ

حضرت عبدالرشید قریشیؒ حضرت عبدالمالک صدیقیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ عربی النسل تھے۔ والد گرامی کا نام عبدالمجید تھا۔ آپ کے اجداد ۱۶۳۲ء میں ہندوستان آئے۔ آپ کے سات بھائی اور ایک بہن تھیں۔ آپ کی ولادت ۱۹۰۱ء میں دہلی میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ زینت الاسلام قصاب پورہ، دہلی میں حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے قرآن حفظ کیا اور دینی علوم حاصل کئے۔ آپ نے حضرت عبدالمالک صدیقیؒ سے بیعت کی۔ آپ کو زبانی اور تحریری طور پر خلافت بھی حاصل ہوئی۔ آپ کے ہاتھ پر انسانوں کے علاوہ جنّات نے بھی بیعت کی۔ آپ کے چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

ایک روز آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت پُر افزا مقام ہے۔ ہر طرف ہریالی ہے، فضاء میں خوشبو بکھری ہوئی ہے۔ پرندے خوش الحانی سے ترانے گا رہے ہیں، درخت جھوم رہے ہیں۔ بہت ہی حسین منظر تھا کہ ایک ندا آئی کہ عبدالرشید سامنے احاطے میں نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ آپ آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک احاطہ ہے اس میں تین چار فٹ اونچی دیواریں ہیں اور احاطے میں سے خوشبو آ رہی ہے۔ آپ احاطے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ بے پناہ انوار و برکات کا نزول ہو رہا ہے۔ آپ جھجک کر کھڑے ہو گئے۔ ان بزرگ نے نہایت شفقت اور محبت بھرے انداز میں پکارا: عبدالرشید ادھر آؤ۔ آپ آگے بڑھے اور حضور اکرم ﷺ سے مصافحہ کیا اور با ادب دو زانو بیٹھ گئے۔ آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب دعا کیا کرو تو پہلے اور بعد میں درود شریف پڑھا کرو۔ آپ نے ارشاد فرمایا! اے اللہ کے رسول ﷺ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ اتنے میں آپ کی آنکھ کھل گئی، تہجد کا وقت تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا کمرہ خوشبوؤں سے معطر تھا۔ آنکھ کھل جانے پر مجھے بہت افسوس ہوا کہ کاش! میں کچھ اور ارشاد عالیہ سنتا اور مستفید ہوتا۔ (تجلیات)

2 ۔ حضرت مولانا عبدالرزاق شاہ منصوری ؒ

حضرت مولانا عبدالرزاق شاہ منصوری ؒ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی ؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۴ء میں شاہ منصور، صوابی میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولوی محمد روفی بن مولوی عبدالقادر تھا۔ آپ کے والد ایک جید عالم تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد اور مولانا عبدالرؤف ؒ سے حاصل کی۔ آپ نے صرف ونحو اور بعض دوسری کتب حضرت لالہ جی ؒ سے پڑھیں۔ مزید تعلیم کے لئے آپ مردان آ گئے اور وہاں مولانا محمد صدیق ؒ اور مولانا عبدالحکیم ؒ سے معقول ومنقول، تفسیر وکلام، ہیئت وریاضی اور حکمت وفلسفہ کی کتابیں پڑھیں۔ مولانا عبدالجلیل طوروی ؒ سے شرح وقایہ اور فقہ کی کتابیں پڑھیں۔ آپ نے پشاور میں مولانا فضل ربانی ؒ سے صحاح ستہ کی کتابیں پڑھیں۔ دورۂ حدیث غورغشتی میں حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی ؒ سے مکمل کیا اور سندفراغت حاصل کی۔

تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ اپنے گاؤں میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ پھر آپ مکھڈ (اٹک) میں شاگردوں کو پڑھانے لگے۔ اس کے بعد آپ دارالعلوم رحیمیہ، دہلی تشریف لے گئے اور وہاں مدرس مقرر ہوئے۔ دہلی میں تین سال پڑھانے کے بعد آپ واپس آ کر کوہاٹ میں مولانا سرفراز خان کے مدرسہ میں پڑھانے لگے۔ جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں بارہ سال درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

آپ نے پہلے افغانستان کے روحانی پیشوا ملا شور بازار ؒ سے ڈیرہ اسماعیل خان میں بیعت کی اور بعدازاں حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی ؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلوک کی منازل طے کر کے خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کی وفات ۴رشعبان کو ہوئی اور اپنے آبائی گاؤں شاہ منصور میں آخری آرام گاہ پائی۔

آپ کے ممتاز شاگرد:

۱۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ بانی ومہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۲۔ صدرالمدرسین حضرت مولانا عبدالحلیم زروبوی ؒ

۳۔ حضرت مولانا مفتی محمد عمر ؒ

۴۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن مینوی ؒ

3 ۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ شمار حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی ؒ کے بڑے خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء میں اکوڑہ خٹک میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولانا معروف گل تھا۔ آپ علاقے کے صاحب ثروت بزرگ تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں حاصل کی۔ آٹھ سال کی عمر میں حصول تعلیم کے لئے اٹک کا سفر کیا پھر پشاور، طورو، مردان اور چھچھ کے علماء سے تعلیم حاصل کی۔ آپ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ اور حضرت مفتی محمد شفیع ؒ سے تعلیم حاصل کی۔ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اپنے علاقے میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کو دارالعلوم دیوبند سے بلاوا آیا اور آپ وہاں جا کر درس وتدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔ آپ کا شمار دارالعلوم کے لائق ترین اساتذہ میں ہوتا تھا۔

آپ نے دارالعلوم سے وطن واپس آ کر ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء کو دارالعلوم حقانیہ کی بنیا درکھی اور ایک چھوٹی سی مسجد سے کام شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے کام کو اتنی برکت عطا فرمائی کہ حضرت قاری محمد طیب ؒ نے اسے دارالعلوم دیوبند ثانی کا خطاب عطا فرمایا۔ جامعہ الازہر (یونیورسٹی) قاہرہ کے وائس چانسلر شیخ محمد طیب النجار اس کے معائنہ کے لئے آئے تو اتنے متاثر ہوئے کہ اسے ''الازہر القدیم'' کا نام دیا۔

آپ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علماء اسلام کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۳ء کے آئین میں آپ نے تن تنہا ڈھائی سو ترامیم پیش کیں۔ آپ ۱۹۷۷ء اور ۱۹۸۵ء میں بھی قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ آپ خاموش طبع اور اخلاق کریمانہ کے حامل بزرگ تھے۔

آپ کی وفات ۲۴/محرم الحرام ۱۴۰۹ھ/۷/ستمبر ۱۹۸۸ء کو بروز بدھ ہوئی۔ آپ کے فرزند حضرت مولانا سمیع الحق ؒ آپ کے جانشین ہوئے۔ جنہوں نے ۲۰۱۸ء میں اسلام آباد میں شہادت پائی۔

4 ۔ حضرت مولانا عبدالحلیم زروبوی ؒ

حضرت مولانا عبدالحلیم زروبوی ؒ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء کو ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولانا خلیل الرحمٰن ؒ تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم، صرف ونحو اور فارسی کتب پڑھنے کے بعد مردان میں مولانا عبدالمنان ؒ سے تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ نے چھچھ میں شرح جامی اور الفیہ وسعدیہ کا درس

لیا۔ پشاور میں مولانا صاحبِ حق ؒ سے منطق کے رسائل اور دیگر کتب پڑھیں۔ ان کے علاوہ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالرزاق ؒ ، مولانا قطب الدین غورغشتوی ؒ ، قاضی غلام نبی ؒ اور مولانا سمندر خان ؒ شامل ہیں۔ آپ کچھ عرصہ اپنے ماموں مولانا محمد صاحب کے ساتھ مدرسہ اسلامیہ، چکوال میں بھی پڑھتے رہے۔

۱۳۵۱ھ/۱۹۳۵ء میں آپ نے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لے لیا۔ اور صحاح ستہ، دیگر کتب فقہ و تفسیر اور حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد مدنی ؒ ، مولانا محمد ابراہیم بلیاوی ؒ ، مولانا غلام رسول خان ہزاروی ؒ ، مولانا اعزاز علی ؒ ، مفتی محمد شفیع ؒ کے نام قابل ذکر ہیں۔ ۱۳۵۳ھ میں آپ نے سند فراغت حاصل کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد مدرسہ رحیمیہ، دہلی میں آپ تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ کچھ عرصہ لورالائی، بلوچستان میں مدرس رہے۔ جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں تدریس کے فرایض انجام دئے۔

آپ نے پہلے حضرت سید حسین احمد مدنی ؒ سے بیعت کی بعدازاں شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی ؒ کے حلقہ ادارت میں داخل ہوگئے۔ ان کی وفات کے بعد قطب الارشاد حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی ؒ سے بیعت کر کے سلوک طے کیا اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ کی اولاد میں تین صاحبزادے ہیں، حضرت مولانا ابراہیم فانی صاحب، حضرت محمد اسماعیل صاحب اور حضرت عبدالحفیظ صاحب۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ آمالی ترمذی

۲۔ تقریر مسلم شریف

۳۔ تقریر بیضاوی شریف

۴۔ حل مغلقات مسلم الثبوت

۵۔ مباحث کلامیہ، بخاری جلد دوم

۶۔ آمالی شرح عقائد وخیالی

۷۔ افادات حلیم

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، مسجد دارالسلام، ساتواں میل، گوجرانوالہ روڈ، شیخوپورہ

حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ (حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ)

1 ۔ حضرت سید محمد علاء الدین گیلانیؒ

حضرت سید محمد علاء الدین گیلانیؒ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ اس خانقاہ کے بانی حضرت سید محمد علاء الدین گیلانیؒ المعروف ''اعلیٰ میاں'' تھے۔ آپ پانی پت کے رہنے والے تھے۔ پانی پت (انڈیا) کے رئیس حاجی عبدالقیوم عباسیؒ آپ کے ماموں اور سسر تھے۔

آپ نے ایک دفعہ خواب دیکھا تھا کہ آپ ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور ایک مکروہ صورت عورت جس کے کپڑے سرخ ہیں پاؤں زمین پر لٹکائے ہوئے ان کے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔ ایک بزرگ ہوا میں اڑتے ہوئے چلے آ رہے ہیں وہ قریب پہنچے تو آپ اس عورت کو دھکا دے کر اٹھا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں سے چلی جاؤ۔ جب وہ عورت جانے لگتی ہے تو اپنا دوپٹہ چارپائی پر رکھ کر بولتی ہے! اسے اپنے پاس رکھ لو۔ آپ وہ دوپٹہ اٹھا کر پھینک دیتے ہیں اور فرماتے ہیں! لے جاؤ اس دوپٹہ کی بھی مجھے ضرورت نہیں۔ اتنے میں وہ بزرگ زمین پر آپ کے پاس آ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے بھیجا ہے کہ میرے دوست کو بچاؤ۔

اس خواب کے بعد ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ آپ کے ماموں کے پاس تشریف لائے۔ آپ جب ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ نے فرمایا! جو بزرگ تمہیں خواب میں نظر آتے ہیں ان کو پہچان لو۔ آپ کو فوراً وہ خواب یاد آ گیا آپ نے حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کو خواب میں نظر آنے والے بزرگ کے بالکل مشابہ پایا۔ آپ جذبہ ذوق وشوق سے ان سے بیعت ہو گئے۔ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ نے فرمایا کہ یہ عورت دنیا اور دوپٹہ حسب ضرورت اس دنیا کا مال ہے اور اس دوپٹے کو پھینک دینا توکل کامل کا اختیار کرنا ہے۔

ان دنوں آپ لاء کالج میں پڑھتے تھے اور ایف سی کالج لاہور کے ہاسٹل میں رہتے تھے۔ سوٹ پہنتے تھے اور داڑھی منڈاتے تھے۔ بیعت ہونے کے بعد بھی کچھ عرصہ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم سے اور مرشد کامل کی توجہات اور صحبت سے ہدایت کا دروازہ کھل گیا۔ تمام چیزوں سے دل بھر گیا، داڑھی بھی رکھ لی، شلوار قمیص پہننے لگے۔ نماز کی پابندی اور سنتوں کا اہتمام بھی ہونے لگا۔ اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھتا گیا اور عبادت و ریاضات میں مصروفیت بڑھتی گئی۔ پھر آپ

سلوک کے مقامات طے کر کے آپ نے پیر و مرشد سے خلافت و اجازت کا شرف پایا۔

آپ نے حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ عبدالغفور مدنیؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا! ''یہ نہیں کہ حضرت مدنیؒ کے تعلق سے پہلے آم نہیں لگتے تھے، آم بھی لگتے تھے اور میٹھے بھی ہوتے تھے لیکن حضرت مدنیؒ کے تعلق کے بعد وہ آم قلمی بن گئے۔''

پاکستان بننے کے بعد آپ کچھ عرصہ کرشن نگر، لاہور میں رہے پھر شیخوپورہ میں اپنی زمین پر خانقاہ و مسجد دارالسلام کی تعمیر کروائی۔ آپ عرصہ دراز تک اہل ایمان کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوضات و برکات سے نوازتے رہے۔

آپ کا انتقال اکتوبر ۱۹۹۳ء ۱۴۱۴ھ کو ہوا۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہٗ

۲۔ حضرت سید محمد عرفان شاہ گیلانی مدظلہٗ (حضرت سید علاء الدین شاہ گیلانیؒ کے پوتے اور حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہٗ کے خلیفہ ہیں)

خانقاہ دارالسلام، شیخوپورہ

حضرت خواجہ محمد علی نوازؒ (خلیفہ حضرت خواجہ عبدالغفور مدنیؒ)

1 ۔ حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی دامت برکاتہٗ

حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی دامت برکاتہٗ حضرت پیر سید علاء الدین شاہ گیلانی مدظلہ العالی کے خلیفہ ہیں۔ آپ ۲۳؍رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ/اکتوبر ۱۹۴۲ء کو ملتان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت عبدالخالق خان خاکوانیؒ تھا، حضرت ناصر الدین سے پہلے ان کے تین بیٹے ہوئے جو بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت حیات بی بیؒ تھا جو بہت نیک خاتون تھیں۔ آپ کی والدہ نے پہلے حضرت مولانا حسین علی نقشبندیؒ (واں بھچراں) سے بیعت کی۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت عبدالغفور عباسی مدنیؒ سے بیعت کی۔ ان کے وصال کے بعد حضرت سید محمد عبداللہ شاہ جیلانیؒ سے بیعت کی۔

حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی قدس سرہ کی پیدائش کے بعد ایک مرتبہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ آپ کے گھر ملتان میں تشریف لائے تو انہوں نے آپ کے والد سے فرمایا کہ ان کے نام میں حافظ کا اضافہ کردو۔ آپ نے بچپن میں تقریباً چھ سال کی عمر میں ہی حضرت حافظ عبدالجبار صاحبؒ سے قرآن کریم حفظ کرلیا۔ آپ نے اچیسن کالج، لاہور سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے (عربی) فرسٹ کلاس پوزیشن میں کیا۔ آپ نے اسلامی ابتدائی کتابیں حضرت مفتی عطاء محمد صاحبؒ سے موسیٰ زئی میں پڑھیں۔ آپ نے کوئٹہ میں حضرت قاری غلام نبی صاحب سے بھی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے ہدایہ، کافیہ، نورالانوار، شرح جامی، کنزالدقائق، فقہ اور منطق کی کتابیں بھی پڑھیں۔ آپ کے استادوں میں مولانا شیخ الحدیث عبدالرؤف ہزارویؒ شامل ہیں۔ آپ نے علوم باطنی کی تعلیم حضرت علاءالدین شاہ جیلانیؒ سے حاصل کی۔ حضرت خاکوانی صاحب کی حضرت علاءالدین شاہ گیلانیؒ صاحب سے پہلی ملاقات پروفیسر فدا محمد صاحب کے گھر پر ۱۹۵۹ء میں ہوئی۔ وہاں ان کا بیان سن کر آپ بہت متاثر ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے ان سے بیعت کرلی۔ ان سے آپ نے سلوک کے مدارج طے کئے۔ ۱۹۷۰ء کو آپ خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۰ء میں آپ کے شیخ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کردیا۔ انہوں نے اپنی تمام ذمہ داریاں آپ کے سپرد کردیں۔ یہاں تک کہ اپنے دوسرے خلفاء اور مریدین کو بھی آپ سے رجوع کرنے کا حکم دے دیا۔

آپ کے چچا کی بیٹی سے ۱۹۶۸ء میں شادی ہوئی۔ آپ کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

حضرت سید محمد عرفان شاہ جیلانی صاحب آپ کے داماد اور خلیفہ ہیں۔

خانقاہ دارالسلام ۱۹۶۴ء میں قائم ہوئی۔ یہ خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ غفوریہ علائیہ ناصریہ طریقہ پر ہے۔ آج کل اس کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی دامت برکاتہٗ ہیں۔

خانقاہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ (مسکین پور، مظفرگڑھ)

حضرت مولانا کلیم اللہ شاہ قریشیؒ

حضرت مولانا کلیم اللہ شاہ قریشیؒ حضرت عبد الغفور مدنیؒ کے خلیفہ اور خانقاہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ (مسکین پور) کے سجادہ نشین تھے۔ آپ حضرت پیر فضل علی قریشیؒ کے نواسے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وفیض اپنے نانا جان حضرت پیر فضل علی قریشیؒ سے حاصل کیا۔ پھر ضلع لیہ میں واقع سواگ شریف کے معروف روحانی پیشوا حضرت خواجہ غلام حسن صاحبؒ (خلیفہ حضرت پیر فضل علی قریشیؒ) کی خدمت میں رہ کر روحانی سفر جاری رکھا اور ان سے خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت مولانا حسین علیؒ (واں بھچراں) سے بیعت کر کے روحانی مقامات کے حصول کا سلسلہ جاری رکھا اور انہوں نے بھی آپ کو اپنی خلافت سے نوازا۔ ان کے علاوہ آپ نے شجاع آباد سے شیخ التفسیر وطریقت حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنیؒ سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ سے بے شمار لوگوں نے روحانی نسبت کا تعلق قائم کیا جن میں خان گڑھ کے نواب زادگان بھی شامل تھے۔ آپ نے اندرون ملک اور بیرون ملک تبلیغی سفر کئے۔ آپ نے کئی حج وعمرے کئے۔

آپ نے اپنی ساری زندگی میں کبھی بھی بے نمازی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھایا۔ آپ نے تحریک آزادی کے سلسلہ میں چھ سال کی انگریزوں کی قید کاٹی تھی۔ چار چیزیں ساری زندگی آپ کے معمولات کا حصہ رہیں، کثرتِ ذکر، اتباع سنت، تقویٰ اور رابطہ شیخ۔ تین چیزیں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتی تھیں، مسواک، عصا اور تسبیح۔ آپ فرماتے تھے کہ گناہوں سے ایسے بچو جیسے سانپ بچھو سے بچتے ہو۔ علم شریعت متن اور علم باطن اس کی شرح ہے۔ سب سے بڑی کرامت اتباعِ سنت ہے۔ عالم بے عمل اور علم بے اخلاص غیر مفید ہے۔

آپ کا وصال ۲۳/ مارچ ۱۹۸۸ء کو ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت پیر سید محمد شاہ صاحب آپ کے جانشین اور خانقاہ کے سجادہ نشین بنے۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت صاحبزادہ پیر محمد شاہ قریشی (مسکین پور)

۲۔ حضرت مولانا عمر قریشی (عمرکوٹ)

۳۔ حضرت مولانا اسحاق (گدائی شریف)

۴۔ حضرت مولانا خیر محمد (مکہ مکرمہ)

۵۔ حضرت مولانا عبدالمجید جامی (مدینہ منورہ)

۶۔ حضرت مولانا حکیم محمد (احمد پور شرقیہ)

۷۔ حضرت مولانا محمد قاسم (احمد پور شرقیہ)

۸۔ حضرت مولانا حکیم محمد عبداللہ (ظاہر پیر)

۹۔ حضرت مولانا حاجی محمد خالد (خان گڑھ)

۱۰۔ حضرت مولانا حکیم امان اللہ (شجاع آباد)

۱۱۔ حضرت مولانا عبدالرحمان پیر جی (جھنگ)

۱۲۔ حضرت مولانا مفتی غلام مصطفیٰ (لیاقت پور)

۱۳۔ حضرت مولانا نور محمد خان (خان بیلہ)

۱۴۔ حضرت مولانا حکیم رحیم بخش (مظفر گڑھ)

2 ۔ حضرت پیر سید محمد شاہ صاحب دامت برکاۃٗ

حضرت پیر سید محمد شاہ صاحبدامت برکاتہٗ حضرت مولانا کلیم اللہ شاہ قریشیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ ہیں۔ آپ اس وقت خانقاہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ (مسکین پور) کے سجادہ نشین ہیں۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بزرگوں کے بنائے ہوئے ادارے سے حاصل کی۔ پھر آپ نے مدینہ منورہ کی اسلامی یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ آپ پورے پاکستان اور بیرون ملکوں میں تبلیغی دورے کرتے رہتے ہیں۔ آپ کے ہاتھ پر ہزاروں علماء اور مقتدر شخصیات نے بیعت کی ہوئی ہے۔ آپ کی کوششوں سے بے شمار افراد جن میں چور، ڈاکو اور بڑے بڑے گناہ کرنے والوں نے توبہ تائب ہو کر سنتِ رسول اللہ ﷺ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنی شروع کر دی ہے۔ آپ کی تعلیمات رنگ و نسل اور زبان سے قطع نظر تمام لوگوں کے لئے ہوتی ہے۔ آپ کی بدولت مسکین پور کو پورے پاکستان میں بلکہ تمام دنیا میں سلسلہ نقشبندیہ کے سب سے بڑے روحانی مرکز کا درجہ حاصل ہے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ

۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ (۱۳ھ/۶۳۴ء)

۲۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ

۳۔ حضرت داؤد طائیؒ

۴۔ حضرت جنید بغدادیؒ

۵۔ حضرت عبید اللہ احرارؒ (۸۹۵ھ/۱۴۸۹ء)

۶۔ حضرت عبدالرحمان جامیؒ

۷۔ حضرت ابوایوب محمد صالحؒ

۸۔ حضرت اللہ دین مدنیؒ (سلطان العارفین)

۹۔ حضرت عبدالرحیمؒ (۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء)

۱۰۔ حضرت اللہ یار خانؒ (۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء)

حضرت اللہ یار خانؒ ۱۹۰۴ء میں چک رالہ (میانوالی) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے دینی تعلیم ۱۹۳۳ء میں مکمل کی۔ آپ کی ملاقات حضرت عبدالرحیمؒ سے ہوئی۔ وہ آپ کو حضرت شیخ اللہ دین مدنیؒ کے مزار پر لے گئے جو دسویں صدی ہجری کے ایک بزرگ تھے۔ وہاں سے آپ کو روحانی فیض ملنا شروع ہوگیا۔ ۱۹۶۲ء سے آپ نے سلسلہ کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ آپ کا انتقال ۸۰ سال کی عمر میں ۱۸/فروری ۱۹۸۴ء کو اسلام آباد میں ہوا۔

آپ کے خلفاء کرام:

۱۔ حضرت محمد اکرم اعوانؒ

۲۔ حضرت سید بنیاد حسین شاہ صاحب (سرگودھا)

۳۔ حضرت میجر احسن بیگ (راولپنڈی)

۴۔ حضرت کرنل مطلوب حسین

۵۔ میجر غلام محمد (واں بھچراں، میانوالی)

۶۔ مولوی عبدالحق

۷۔ حافظ عبدالرزاق

۸۔ حافظ غلام قادری

۹۔ حضرت خون محمد ایرانی

۱۰۔ مولانا عبدالغفور (کوئٹہ)

۱۱۔ حضرت سید محمد حسین

آپ کا مرکز دارالعرفان کے نام سے مانسہرہ میں ہے۔ مرکز اسلامی تصوف اور تزکیہ نقشبندیہ اویسیہ، چکوال ہے۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ دلائل السلوک

۲۔ حیاتِ برزخ

۳۔ اسرار الحرمین

سندھ کی
خانقاہیں

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مخدوم آدم ٹھٹھویؒ ، مکلی ٹھٹھہ

حضرت مخدوم محمد آدم ٹھٹھویؒ (خلیفہ خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰؒ)

1 ۔ شیخ فیض اللہؒ

شیخ فیض اللہؒ مخدوم آدمؒ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ عالم و عارف تھے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کی مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ آپ کی تربیت آپ کے والد کے خلیفہ خواجہ ابوالقاسم نقشبندیؒ نے کی۔ اعلیٰ روحانی تعلیم کے لئے آپ ٹھٹھہ سے سرہند پیدل تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت خواجہ سیف الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اعلیٰ تربیت وروحانی مراتب میں ترقی کی درخواست کی جسے حضرت خواجہؒ نے منظور کرلیا اور اپنی خصوصی توجہ عنایت فرمائی۔

آپ نے عین عالم شباب میں اپنے والد کی وفات کے پانچ سال بعد اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ آپ مکلی کے قبرستان میں اپنے والد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

2 ۔ شیخ محمد اشرفؒ

شیخ محمد اشرفؒ حضرت مخدوم آدمؒ کے دوسرے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ جید عالم اور عارف کامل تھے۔ آپ اپنے بھائی کے انتقال کے بعد اپنے والد کی خانقاہ میں سجادہ نشین ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے بھائی اور حضرت شیخ ابوالقاسم نقشبندیؒ سے حاصل کی۔ مدارجِ سلوک کی تکمیل کے لئے آپ ٹھٹھہ سے سرہند پیدل تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ سیف الدینؒ نے خصوصی توجہات کے ذریعہ ان کی تکمیل فرمائی۔

آپ کی وفات بھی اپنے بڑے بھائی کی طرح جوانی میں ہوئی۔ آپ اپنے بڑے بھائی کی وفات کے ایک سال بعد انتقال کر گئے۔ اولاد میں آپ کے دو صاحبزادے شیخ احمد اور شیخ محمد تھے۔ آپ کا مزار بھی مکلی میں والد اور بھائی کے ساتھ ہے۔

2.1 ۔ مخدوم محمد صادقؒ

مخدوم محمد صادقؒ حضرت خواجہ مخدوم محمد اشرفؒ کے داماد تھے۔ آپؒ اپنے وقت کے بڑے عالم و فاضل اور محقق تھے۔ ننگر ٹھٹھہ میں آپ نے ایک دارالعلوم قائم کیا تھا۔ جہاں پر سینکڑوں طلباء علومِ اسلامیہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ حضرت

شیخ سید عبداللطیفؒ سے آپ نے بیعت کا شرف حاصل کیا اور سلوک کی منزلیں طے کیں۔

آپ کے صاحبزادے میاں محمد غلام حسینؒ جو مخدوم ابوالحسنؒ کے نام سے مشہور ہوئے، ہجرت کر کے حرمین شریفین تشریف لے گئے تھے۔ وہاں آپ نے کافی شہرت حاصل کی اور وہیں ۱۱۸۷ھ میں وفات پائی، ان کے بعد مخدوم محمد حیات سندھیؒ مدینہ منورہ میں ان کا مدرسہ چلاتے رہے۔ مخدوم محمد صادقؒ کا مزار ٹھٹھہ میں مکلی کے قبرستان کے اندر حضرت آدم ٹھٹھویؒ کے قریب ہے۔

3 ۔ مخدوم ابوالقاسم نقشبندیؒ

آپ کا نام حافظ ابوالقاسم اور والد کا نام درس ابراہیم تھا۔ آپ حضرت مخدوم آدم ٹھٹھویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت شاہ سیف الدینؒ سے روحانی فیض حاصل کیا تھا انہوں نے آپ کو ''نورِ حق'' کا لقب عطا کیا تھا۔

مخدوم ابوالقاسم نقشبندیؒ سندھ کے ایک علمی اور صوفیانہ گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے اسلاف سلسلہ سہروردیہ کے مشائخ میں سے تھے اور ملتان سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنے خاندان کے فیوضات و برکات حاصل کرنے کے بعد خاندان میں سب سے پہلے آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کا فیض حاصل کیا اور سندھ میں اس کی ترویج واشاعت کا کام کیا۔ یہاں لوگ آپ کو '' حضرت نقشبندی صاحب '' کے نام سے یاد کرتے تھے۔ آپ حضرت مخدوم آدمؒ کے بعد دوسری شخصیت ہیں جنہوں نے سندھ میں اس سلسلہ کو پھیلایا۔

سب سے پہلے آپ نے قرآن کریم حفظ کیا پھر علوم ظاہری کی تکمیل کی اور علوم باطنی کی طرف راغب ہوئے۔ آپ نے سندھ کے مشہور عظیم نقشبندی بزرگ مخدوم آدم ٹھٹھویؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان کی صحبت میں رہ کر روحانی تربیت حاصل کی۔ حضرت مخدوم آدمؒ نے تصوف کے ابتدائی مدارج طے کرانے کے بعد آپ سے فرمایا کہ تمہاری استعداد بہت بلند ہے تم سرہند چلے جاؤ یہ تمہارے لئے بہت فائدے اور ترقیات کا باعث ہوگا۔ جب آپ سرہند پہنچے تو دیکھا کہ حضرت خواجہ سیف الدینؒ اپنے دادا حضرت امام ربانی مجدد الف الثانیؒ کے مزار پر جانے کے لئے سواری پر بیٹھ رہے ہیں۔ انہوں نے آپ کو دیکھا تو اردو میں فرمایا کہ حضرت دادا صاحب آپ کی سفارش کرتے ہیں۔

حضرت ابوالقاسمؒ کی طرف مرشد کی خصوصی نظر کرم کا اظہار اس سے ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ سیف الدینؒ کی طرف سے آپ کو یہ ہدایت تھی کہ وہ ہر روز حضرت امام ربانیؒ کے مزار پر ان کے ساتھ چلا کریں۔ باطنی سلوک کی تکمیل کے بعد آپ نے حضرت خواجہ سیف الدینؒ سے واپس سندھ جانے کی درخواست کی تو انہوں نے آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز کیا

اور حکم دیا کہ اب جا کر سندھ میں اس سلسلہ کو زندہ کرنا تمہارا کام ہے اور یاد رکھنا کہ ہمارا اور تمہارا معاملہ ایک ہے۔ حضرت خواجہؒ نے آپ کو ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ سرہند میں آپ کو حضرت خواجہ صبغۃ اللہؒ کی صحبت کا بھی شرف حاصل ہوا۔

حضرت ابوالقاسمؒ نے اپنے شیخ سے رخصت لیتے ہوئے فرمایا! حضور! وہاں کے لوگ اس آیت کے مصداق ہیں ترجمہ (یعنی ان کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں) میری ہمت نہیں کہ میں ان کی اصلاح کر سکوں۔ مرشد نے فرمایا! کوئی پرواہ نہیں تم ان پتھروں پر توجہ ڈالنا، تمہاری توجہ کی طاقت سے ان پتھروں سے پانی جاری ہو جائیں گے۔

آپؒ کے مرشد نے آپؒ سے فرمایا! سندھ کا خطہ ہم نے رشد و ہدایت کے لئے تمہارے سپرد کیا تم وہاں جاؤ اور اس سلسلہ کے احیاء و اشاعت کا کام انجام دو۔ حضرت شیخ ابوالقاسمؒ کو سرہند شریف میں حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہؒ کی صحبت اور معیت حاصل رہی اور آپؒ نے ان سے روحانی فیض حاصل کیا۔

یہ حضرت خواجہ سیف الدینؒ کی دعاؤں کا اثر تھا کہ آپ کی ہر جگہ پذیرائی ہوئی اور بڑے بڑے سرکش اور متکبروں کی گردنیں بھی آپ کے آگے خم ہونے لگیں۔ آپ نے قصبہ متعلوی میں ایک رات قیام کیا وہاں پر مشہور عالم اور واعظ عبدالباقی آپ کے ہاں تشریف لائے اور آپ سے بیعت کی۔ بے شمار لوگ آپ کے پاس حاضر ہو کر رشد و ہدایت حاصل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اتنا کرم کیا ہوا تھا کہ تمام لوگوں کے طعام و قیام کا آپ بندوبست کرتے تھے۔

آپؒ جس حجرہ مبارک میں عبادات و ریاضات کیا کرتے تھے وہ "حجرہ حضوری" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز عشاء کی نماز کے لئے دیر ہو گئی، آپ اپنے حضرہ سے باہر تشریف نہیں لائے۔ جب کافی دیر ہو گئی تو لوگ حجرہ کی طرف گئے تو اندر سے دو آدمیوں کی گفتگو کی آوازیں آ رہی تھیں۔ لوگ یہ سمجھ کر کہ شاید کوئی خاص بزرگ آپ سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ حضرت ان سے گفتگو میں مصروف ہیں۔ لوگ حضرت کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد آپؒ تنہا باہر تشریف لائے اور تازہ وضو کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ جب وضو کر چکے تو خادم سے فرمایا کہ میرے حجرہ میں سے میری دستار اٹھا کر لے آؤ۔ خادم جب حجرہ کے اندر داخل ہوا تو یہ دیکھ کے حیران ہو گیا کہ وہاں کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ لوگ اس بات پر حیران تھے کہ آپؒ اتنی دیر کس سے گفتگو کر رہے تھے۔ جب لوگوں نے آپ سے اپنی حیرانی اور پریشانی کا اظہار کیا تو آپؒ نے فرمایا کہ ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس حجرہ میں تشریف فرما تھے اور میں ان سے ہم کلام تھا۔ اس وقت سے اس حجرہ کا نام "حجرہ حضوری" پڑ گیا۔

آپ کی وفات ۷/شعبان ۱۱۳۸ھ کو ہوئی اور مکلی کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے، میاں فیض احمدؒ اور میاں ابراہیمؒ ۔

آپ کے خلفاء کے اسمائے گرامی:

۱۔ مخدوم محمد حسین ٹھٹھویؒ	
۲۔ میاں یعقوبؒ	قریہ کیہر
۳۔ محمد مقیم بیلائی ولد سعد اللہؒ	قریہ جھیجہ
۴۔ شیخ یحییٰ عربؒ	مدینہ منورہ
۵۔ سید سلطان شاہ ہندیؒ	
۶۔ میاں حبیبؒ	
۷۔ میاں عبدالولیؒ	
۸۔ میاں نور محمد سمہارؒ	ٹھٹھہ
۹۔ مخدوم ضیاء الدین دانشمندؒ	
۱۰۔ حاجی کمال اویچہ	
۱۱۔ سید ناصر ولد سید نعمت اللہ شاہؒ شیرازی	
۱۲۔ سید عبداللہ ولد سید نعمت اللہ شاہؒ شیرازی	
۱۳۔ مخدوم عنایت اللہ بصیر ٹھٹھویؒ	ٹھٹھہ
۱۴۔ میر مرتضیٰ ولد میر کمال الدین خان رضویؒ	
۱۵۔ سید رحمت اللہ عرف سید مٹھو شکر شیرازیؒ	
۱۶۔ میاں عبدالباقیؒ واعظ اگھی	
۱۷۔ عبدالرحیم سومرہؒ	
۱۸۔ مخدوم میدنہ نصر پوریؒ	ساکن پراں
۱۹۔ درس بلالؒ	
۲۰۔ میاں محمدؒ (نواسہ مخدوم آدم ٹھٹھویؒ)	

۲۱۔ مخدوم عبداللہ ولد مخدوم میدنہؒ

۲۲۔ درس شرف الدین ولد درس بلالؒ

۲۳۔ میاں محمد زمانؒ (لواری شریف)

۲۴۔ سید عزت اللہ شکر الٰہی شیرازیؒ

۲۵۔ میاں ابوالحسن خشت والہؒ

۲۶۔ حضرت مخدوم محمد معین ٹھٹھویؒ

3.1 ۔ مخدوم میاں فیض احمدؒ

مخدوم میاں فیض احمدؒ حضرت مخدوم ابوالقاسمؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل اپنے والد محترم سے کی۔ آپ کے چہرے سے بچپن سے ہی آثارِ ولایت ظاہر ہوتے تھے۔ جوانی میں آپؒ نے رشد و ہدایت کے کام انجام دئے اور ایک دنیا کو اپنے فیض سے مستفید کیا۔ عالمِ شباب میں ہی آپ کا انتقال ہوگیا تھا۔ مخدوم میاں فیض احمدؒ کا مزار اپنے والد کے دائیں جانب یعنی مغرب کی طرف ٹھٹھہ کے قبرستان مکلی میں واقع ہے۔

3.2 ۔ مخدوم محمد زمان ٹھٹھویؒ

مخدوم محمد زمان ٹھٹھویؒ نے اپنی ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد قرآن کریم حفظ کیا۔ اس کے بعد دینی تعلیم مکمل کرنے کے بعد باطنی علوم حاصل کرنے کے لئے حضرت ابوالقاسم نقشبندیؒ کی صحبت اختیار کی اور ان کے فیوضات اور برکات سے اپنے سینے کو روشن کر کے باطنی علوم میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔

3.3 ۔ میر سید نظر علیؒ

میر سید نظر علیؒ حضرت میر صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ آپ حضرت محمد ابراہیم مڈئی والاؒ کے بھانجے تھے۔ آپؒ نے سب سے پہلے قرآن کریم حفظ کیا، تجوید اور قرأت کا فن سیکھا، پھر علوم ظاہری کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے۔

اس کے ساتھ ساتھ علوم باطنیہ کی تحصیل میں بھی مصروف اور مشغول ہوگئے۔ آپ نے حضرت ابوالقاسم نقشبندیؒ سے اویسی فیض حاصل کیا اور اولیاء کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ آپؒ قاری، حافظ، حاجی، عالم اور اوراد و وظائف کے زبردست عامل تھے اور دوسروں کو کامل بنانے کی صلاحیت بھی رکھتے تھے۔ آپ گوشہ نشینی کو پسند فرماتے تھے۔ آپ کا شمار مستجاب الدعوات بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپؒ کی وفات ۹/ ذی الحجہ ۱۲۲۳ھ عیدالضحیٰ کی رات کو ہوئی۔

3.3.1 ۔ مخدوم غلام حیدرؒ

مخدوم غلام حیدرؒ کے والدِ گرامی کا نام مخدوم عبدالکریمؒ تھا۔ آپ کی تعلیم و تربیت حضرت میر سید نظر علی صاحبؒ نے کی۔ اپنے شیخ سے آپ کی نسبت فنافی الشیخ تک پہنچی ہوئی تھی۔ آپ کرامات کو ظاہر کرنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

آپ فرماتے تھے کہ مراقبہ اسے نہیں کہتے کہ آدمی اپنی گردن جھکا کر بیٹھ جائے بلکہ مراقبہ اسے کہتے ہیں کہ انسان اپنے ہر ہر قول اور فعل پر نظر رکھے اور شرع و ورع میں غفلت کو اپنے دل میں جگہ نہ دے اور ذکر و فکر سے کبھی غافل نہ ہو۔ غذا اتنی کھانے چاہئے کہ عبادت کرنے کے لائق ہوجائے۔ آپؒ کی وفات ۱۷/صفر ۱۲۶۱ھ کو مغرب کے بعد ہوئی۔

3.3.2 ۔ حاجی سومار سید پوریؒ

حاجی سومار سید پوریؒ کا شمار حضرت میر سید نظر علی صاحبؒ کے خاص مریدین میں ہوتا تھا۔ آپ نے سلوک کی منازل اپنے مرشد کے پاس طے کیں اور مرتبہ کمال تک پہنچے۔ آپؒ کا دل یادِ الٰہی سے کبھی غافل نہیں ہوتا تھا۔

3.3.3 ۔ مخدوم عبدالکریمؒ (ثانی)

مخدوم عبدالکریمؒ (ثانی) مخدوم غلام حیدرؒ کے صاحبزادے اور مخدوم ابراہیم خلیلؒ کے والد تھے۔ عملیات اور اوراد و وظائف کی طرف آپ کی طبیعت بہت زیادہ مائل تھی۔ تہجد کی نماز اور تلاوتِ قرآن کریم آپ کا معمول تھا۔ نفلی روزے رکھنا آپ کی عادت کا حصہ تھا۔ سیرت اور صورت میں منفرد مقام حاصل تھا۔ آپ بہت نفیس طبیعت کے حامل تھے۔ آپ کی وفات ۱۷/صفر ۱۲۷۲ھ کو اشراق کے وقت ہوئی۔

3.3.4 ۔ مخدوم محمد ابراہیم خلیلؒ

مخدوم محمد ابراہیم خلیلؒ کی پیدائش جمادی الاولیٰ ۱۲۴۳ھ / ۱۸۲۷ء کو ٹھٹھہ میں ہوئی۔ آپ کا نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ آپؒ کے والد ماجد کا نام مخدوم عبدالکریمؒ تھا۔ آپ نے اپنے والد سے ظاہری اور باطنی علوم کی تعلیم حاصل کی۔ آٹھ سال کی عمر میں آپ نے ناظرہ قرآن مجید ختم کیا۔ اس کے بعد فارسی کی کتابیں گلستان، بوستان اپنے والد سے پڑھیں۔ اس کے بعد آپ نے توضیح تلویح مطول، کافیہ، کنزالدقائق، سلم، شرح چغمنی، مشکوۃ شریف، سنن ابوداوٗد، جلالین، مدارک اور ھدایہ جیسی اہم کتابیں پڑھیں۔ آپ باطنہ علوم کے ساتھ ساتھ شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے۔

آپ کی وفات ۷۴ سال کی عمر میں ۱۳۱۷ھ میں ہوئی۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ تکملہ مقالات الشعراء

۲۔ دیوان مسکین

۳۔ کشکول مسکین

۴۔ دیوان خلیل

۵۔ مائدہ خلیل

۶۔ تحفۃ الفقیر

3.3.4.1 ۔ قاضی علی محمد فقیرؒ

قاضی علی محمد فقیرؒ کے والد ماجد کا نام قاضی محمد یحییٰ تھا۔ آپ کے بھائی ٹھٹھہ کے مشہور قاضی غلام علی جعفریؒ تھے۔ آپ کا تعلق ٹھٹھہ کے قاضی خاندان سے تھا۔ آپ اپنے والد کے انتقال کے بعد ۱۲۵۹ھ میں ٹھٹھہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ آپ نے نے ظاہرہ و باطنی علوم کا حصول مخدوم ابراہیم خلیلؒ سے کیا۔ فقہ میں قدوری، درمختار اور علم میراث میں سراجی کا باقاعدہ درس لیا۔ آپؒ کا انتقال اپنے مرشد کی زندگی میں ۱۳۰۶ھ میں ہوا۔

4 ۔ شیخ انس ؒ

حضرت شیخ انس ؒ حضرت مخدوم آدم ٹھٹھوی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ صاحبِ جذب وکیفیت اوراعلیٰ مقامات کے حامل بزرگ تھے۔ آپ کا تعلق شکارپور سے تھا اور ٹھٹھہ شہر میں قاضی تھے۔ حضرت شیخ انس ؒ اور آپ کے دوسرے ساتھی شیخ فتح محمدؒ، شیخ ابوالحسن ؒ اور شیخ عنایت اللہ ؒ کا شمار حضرت مخدوم آدم ؒ کے خاص مریدین، صاحبِ استعداداور صاحبِ حال خلفاء میں ہوتا ہے۔ حضرت مخدوم ؒ کے ان چاروں مخلصین کو حضرت امام ربانی ؒ کے پوتے حضرت خواجہ سیف الدین ؒ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ حضرت خواجہ سیف الدین ؒ نے جب ان چاروں سے ملاقات کی تو ان کی باطنی اورروحانی استعداداور قابلیت کا اندازہ کر کے ان کو انتہائی مسرت ہوئی۔ اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار آپ ؒ نے اپنے ایک مکتوب میں حضرت مخدوم آدم ؒ سے فرمایا۔ اس خط کا ترجمہ یہ ہے۔

باسمہ سبحانہ

اس طریقہ عالیہ پر تمہاری استقامت اور تمہارے طلباء کی سرگرمیوں سے متعلق خبریں ہمارے لئے معنوی لطف و لذت کا سبب بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہاری ترقی اور استقامت میں اضافہ فرمائے۔ تمہارے وہ بعض شاگرد جن سے ملاقات ہوئی تھی ان کے احوال کے متعلق پڑھ کر بھی طبیعت بے حد محظوظ ہوئی۔ بالخصوص شیخ انس ؒ، سید فتح محمد ؒ، شیخ عنایت اللہ ؒ۔ ان کے پسندیدہ حالات سن کر خوشی ومسرت ہوئی۔ امید ہے کہ ان مذکورہ طالب علموں کی طرف تم زیادہ سے زیادہ توجہ مبذول رکھو گے۔

علاوہ ازیں تم اکثر اپنے خط میں یہاں آنے کا اشتیاق ظاہر کرتے ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم بھی تمہارے دیدار کے مشتاق ہیں۔ لیکن فی الحال اس مقام کو چھوڑ کر طلباء کی تعلیم وتربیت کو درہم برہم کر کے یہاں آنا تمہارے لئے مناسب نہیں ہے کیونکہ فقیر کا یہ اعتقاد ہے کہ وہاں کے تمام معاملات کا مدار تمہاری ذات سے وابستہ ہے۔ بہرحال جب بھی ظاہری ملاقات مقدر میں لکھی ہوگی ہوجائے گی۔ سب سے بہتر کام ارتباط معنوی ہے۔ والسلام

اس کے علاوہ حضرت خواجہ سیف الدین ؒ کی ایک اور عبارت حضرت شیخ انس ؒ کے مرتبہ کی طرف اشارہ کرتی ہے!

میرے نیک اور اہل اللہ کے راستہ پر چلنے والے بھائی شیخ انس ؒ نے ایک مدت تک میری صحبت حاصل کی ہے جس سے ان کو بڑی بڑی ترقیاں اور فائدے حاصل ہوئے ہیں۔ بس ان کے لئے یہ خوشخبری ہی خوشخبری ہے۔ والسلام

5 ۔ حضرت مخدوم ابراہیم لاھریؒ

حضرت مخدوم ابراہیم لاھریؒ حضرت مخدوم آدم ٹھٹھویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ اپنے وقت کے صاحبِ فضیلت و کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی وفات بارھویں صدی ہجری میں ہوئی۔ آپ کے دو بیٹے تھے، میاں ابوبکر اور مخدوم گل محمد۔

6 ۔ حضرت میاں ابوبکر لاھری ٹھٹھویؒ

حضرت میاں ابوبکر لاھری ٹھٹھویؒ حضرت مخدوم ابراہیم لاھریؒ کے صاحبزادے، خلیفہ اور جانشین تھے۔ آپ صاحب تصرفات و کرامات بزرگ تھے۔

آپؒ کے ذریعہ بہت سے بندگان خدا کو راہبری اور ہدایت ملی ہے۔ آپؒ کی نگاہ دلوں کی دنیا بدل دیتی تھی۔ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک روز مسجد میں ایک مست شرابی آدمی داخل ہوگیا۔ لوگ اس کو روکنے لگے، آپؒ نے اس کی طرف نگاہ ڈالتے ہوئے فرمایا! اس کو آنے دو، کوئی مسجد میں آئے تو اس کو روکا نہ کرو۔ آپؒ کی نگاہ و کلام اس مست آدمی پر وہ اثر کیا کہ اس دن سے وہ پھر مسجد کا ہی ہوکر رہ گیا۔ اس نے اپنی باقی ساری زندگی مسجد میں رہ کر عبادت میں گزار دی۔

آپ کی وفات بارھویں صدی ہجری میں ہوئی۔ جب آپ کا جنازہ قبرستان کی طرف جانے لگا تو خوبصورت اور خوش آواز عجیب و غریب قسم کے پرندوں کا ایک غول نمودار ہوا جو قبرستان تک جنازہ اور اس میں شامل لوگوں پر برابر سایہ کئے رہا۔ آپ کا مزار مکلی کے قبرستان میں ہے۔

7 ۔ مخدوم ہاشم ٹھٹھویؒ

مخدوم ہاشم ٹھٹھویؒ حضرت مخدوم ابوالقاسمؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰/ربیع الاول ۱۱۰۴ھ میں بٹھورو میں ہوئی جو ٹھٹھہ سے تیس میل دور شمال مشرق میں واقع ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام عبدالغفور سیوستانیؒ تھا جو عالم و فاضل تھے۔ آپ سندھ کے ایک قبیلہ بھنور سے تعلق رکھتے تھے جو خارث کی اولاد میں قبائل عرب میں تھا اور عرب سے ہجرت کر کے سندھ میں آکر آباد ہوگیا تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی کی جو عالمِ دین تھے۔ آپ نے چھ ماہ میں قرآن کریم حفظ کرلیا۔ دیگر علوم عقلیہ و نقلیہ کی تعلیم آپ نے نامور علماء

مخدوم ضیاء الدینؒ، مخدوم سعیدؒ اور مخدوم محمد معین ٹھٹھویؒ سے حاصل کی۔ آپ علم و فضل میں کمال رکھتے تھے۔

آپ کے والد کی وفات ۱۱۱۳ھ میں ہوئی تو اس کے بعد آپ ٹھٹھہ کے قریب ایک گاؤں بحرام البدر میں آ کر آباد ہو گئے۔ وہاں آپ نے ایک دینی مدرسہ بنایا اور بچوں کو دینی تعلیم دینی شروع کر دی لیکن وہاں کے وڈیروں نے اس بات کو پسند نہیں کیا تو مجبوراً آپ کو ٹھٹھہ میں سکونت اختیار کرنی پڑی اور تعلیم و تربیت کا کام جاری رکھا۔ آپ حضرت مخدوم ابوالقاسمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیعت ہوئے اور علوم باطنیہ سے اپنے قلب کو منور کیا۔ آپ اپنے شیخ کی بہت خدمت کرتے تھے۔ آپ کے شیخ نے آپ کو سید سعد اللہ سورتیؒ کے پاس بھیج دیا جو سلسلہ قادریہ کے بزرگ تھے اور الہ آباد، انڈیا میں رہتے تھے۔ آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے بیعت کر کے ان کی شاگردی میں ریاضات اور مجاہدات کرتے رہے۔ سات سال کی ریاضت و خدمت کے بعد جب آپ کا قلب روحانی دولت سے مالا مال ہو گیا تو آپ کے شیخ نے اجازت و خلافت سے نوازا اور واپس ٹھٹھہ جانے کا حکم دیا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے آپ پہلے بزرگ ہیں جنہیں سندھ میں سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت کا حکم ہوا اور آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے یہ کام سرانجام دیا۔ آپ کے مریدان کی تعداد ہزاروں میں ہوئی۔ پھر آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے وہاں پر بہت سے علماء اور مشائخ سے علوم ظاہری اور باطنی کا فیوضات حاصل کئے۔ جن میں شیخ عبدالقادر حنفیؒ، شیخ عبد بن علی مصریؒ، شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم مدنیؒ، شیخ علی بن عبدالملک دراویؒ قابلِ ذکر ہیں۔ آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، شطاریہ، قشیریہ، اشاریہ میں اجازت و خلافت حاصل ہوئی۔ آپؒ بڑے عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ عربی، فارسی اور سندھی زبانوں میں اپنے نبی ﷺ کے قصیدے اور نعتیہ اشعار کہا کرتے تھے۔

آپ نے نادر شاہ درانی اور احمد شاہ ابدالی کو خطوط لکھے کہ خلاف شریعت قوانین کو ختم کیا جائے۔ آپ کے زمانے میں سندھ کا حاکم غلام شاہ کلھوڑا عباسی آپ کا معتقد تھا۔ آپ نے اسے ایک خط لکھا اس نے آپ کے ارشاد کے مطابق سرکاری حکم نامہ جاری کروا دیا۔ اس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

جناب مخدوم محمد ہاشم کے ارشاد کے مطابق تمام عہدیدارانِ حکومت حال و مستقبل کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اسلامی مقدمات کا اجراء کیا جائے۔ ماتم، تابوت اور دیگر بدعتوں جن کا عاشورہ کے دنوں میں ارتکاب ہوتا ہے۔ نشہ اور تمام نشہ آور چیزیں، قمار بازی، رنڈی بازی، خواتین کا قبرستان، پہاڑوں اور تفریح گاہوں میں جانا اور بوقت تعزیت چیخ چیخ کر رونا، تمام جاندار کی تصویریں بنانا، ہندوؤں کا بازاروں اور دکانوں میں گھٹنے ننگے کر کے چلنا۔ مسلمان جو ایک مشت سے کم داڑھی

رکھتے ہیں اور ہندوؤں کو ہولی کھلے عام منانا بتوں کے آگے سجدہ کرنا، ڈھولک باجے وغیرہ سے سختی کے ساتھ حکم امتناعی جاری کیا جائے۔ سخت کوشش کی جائے کہ رعایا محرمات اور بدعات کے مرتکب نہ ہونے پائیں نیز تمام مسلمانوں کو نہایت سخت تاکید کی جائے کہ وہ نماز روزہ اور تمام عباداتِ مالی اور جانی پر عمل کریں اور اس میں ذرا بھی کوتاہی اور سستی نہ کریں۔

(۲/شعبان ۱۱۷۲ھ)

آپ کی محققانہ اور عالمانہ تصانیف کی تعداد تین سو کے قریب ہے۔ آخری ایام میں آپ کو سخت بخار اور اسہال کی تکلیف ہوگئی تھی۔ آپ تیمّم کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ مخدوم عبداللطیف آپ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کا انتقال ۶/رجب المرجب ۱۱۷۴ھ کو بروز جمعرات ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ مخدوم باقرؒ نے پڑھائی۔ جس مکان میں آپ نے بیماری کے ایام گزارے اور جہاں آپ کا وصال ہوا، آپ کو غسل اور کفن دیا گیا۔ اس مقام سے چھ ماہ تک مشک کی خوشبوئیں آتی رہیں۔ غسل دینے والے اولیاء کرام نے دیکھا کہ غسل دیتے وقت آپ کے قلب سے ذکر الٰہی جاری تھا۔ آپ کا مزار مکلی (ٹھٹھہ، سندھ) کے قبرستان میں حضرت مخدوم ابوالقاسم نقشبندیؒ کی قبر مبارک کے جنوب میں واقع ہے۔

آپ کی اولاد:

۱۔ حضرت مخدوم فیض اللہؒ

۲۔ حضرت مخدوم ابوبکرؒ

۳۔ حضرت مخدوم اشرفؒ

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت مخدوم فیض اللہؒ (صاحبزادے وجانشین)

۲۔ حضرت شیخ محمد ابراہیم روپڑیؒ

حضرت شیخ انوالقاسم المعروف حضرت نقشبندیؒ

۳۔ حضرت سید فتح محمد نقشبندیؒ

۴۔ حضرت مخدوم ذوالہاریؒ

۵۔ حضرت شیخ انسؒ

۶۔ حضرت شیخ ابوالقاسم ٹھٹھویؒ

۷۔ قطب وقت حضرت فقیر اللہ علویؒ

۸۔ علامہ ابوالحسن صغیرؒ

۹۔ مخدوم عبداللطیف ٹھٹھویؒ

آپ کی چند تصانیف درج ذیل ہیں:

۱. **ثمانية قصائد صغار فی مدح النبی ﷺ**

۲. **حديقة الصفا فی اسماء المصطفی ﷺ**

۳. **حديقه القلوب فی زياده المحبوب**

۴. **حلاوة الفهم فی ذكر جوامع الكلم**

۵. **ذريعة الوصول الیٰ جناب الرسول ﷺ**

۶. **رساله فی ذكر افضل كيفيات الصلواة علیٰ النبی ﷺ**

۷. **روضة الصفافی اسماء المصطفیٰ ﷺ**

۸. **زاد السفينه فی اسامی المدينه**

۹. **السيف الجلی علیٰ ساب النبی ﷺ**

۱۰. **فتح القوی فی نسب آباء النبی ﷺ**

۱۱. **وسيلة الغريب الیٰ جناب الحبيب ﷺ**

8 ۔ حضرت مخدوم ضیاالدینؒ

حضرت مخدوم ضیاالدینؒ حضرت مخدوم ابوالقاسم نقشبندیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مخدوم ابراہیمؒ تھا۔ آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۹۱ھ میں ہوئی۔ آپ نے دینی علوم مخدوم عنایت اللہؒ سے حاصل کئے۔ آپ وقت کے بڑے عالم وفاضل، فقیہہ ومحقق تھے۔ علم ظاہر کی طرح آپ علم باطن کے بھی امام تھے۔ آپ نے حضرت آدم ٹھٹھویؒ کے پوتے ابوالمساکین خواجہ محمدؒ کی صحبت سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ آپ کی وفات اسّی سال کی عمر میں ۱۱۷۱ھ میں ہوئی۔

9 ۔ حضرت مخدوم محمد مقیم بیلائیؒ

حضرت مخدوم محمد مقیم بیلائیؒ حضرت مخدوم ابوالقاسم نقشبندیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ سندھ میں بٹوری کے قریب لکڑی نامی گاؤں کے رہنے والے تھے اور ٹھٹھہ کے قریب گوٹھ بیلہ سید یعقوب شاہ میں آباد ہو گئے تھے۔ آپ کثرت سے ریاضات و مراقبات کیا کرتے تھے۔

آپ کی یہ عادت تھی کہ تہجد کے وقت مسجد میں مراقبہ کے لئے بیٹھتے تھے۔ مسجد کے چاروں طرف گھنے درخت تھے جن کی وجہ سے صبح صادق ہونے کا کچھ پتہ نہیں چلتا تھا۔ لیکن آپؒ کی روحانی نظر اور بصیرت تھی کہ مراقبہ کی حالت میں سر کو جھکائے صبح صادق کے طلوع ہوتے ہی موذن کو حکم دیتے تھے کہ جاؤ وقت ہو گیا ہے فجر کی اذان دے دو۔

جوانی کے ایام میں آپ ہمیشہ جمعہ کے دن کتاب کھول کر درس دیا کرتے تھے۔ آخیر عمر میں آپ نے وعظ و خطاب کا سلسلہ ختم کر دیا تھا۔ وجہ دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا! ایک دن میں وعظ کر رہا تھا کہ مسجد کے باہر کچھ بازی گر تماشہ کرنے کے لئے آ گئے جس کی آواز سن کر حاضرین مجلس آہستہ آہستہ کھسک گئے۔ فقط ایک بزرگ بچا اس کا دل بھی اسی کھیل کود میں پڑا ہوا تھا۔ جب سننے والوں کا یہ حال ہو تو پھر وعظ کس کو کیا جائے۔

آپ کا انتقال بارھویں صدی ہجری میں ہوا۔

10 ۔ حضرت مخدوم محمد ابراہیمؒ (مڈئی والا)

حضرت مخدوم محمد ابراہیمؒ (مڈئی والا) حضرت خواجہ صفی اللہ نقشبندی کابلیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ مخدوم عبداللطیفؒ کے صاحبزادے اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھویؒ کے پوتے تھے۔ آپ کی والدہ مخدوم ابوالقاسم نقشبندیؒ کی پوتی تھیں۔ آپ کی پیدائش ۱۱۶۲ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے وقت کے بلند پایہ عالم، علوم ظاہری و باطنی میں کمال رکھتے تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ صفی اللہ نقشبندی کابلیؒ سے بیعت کی جو امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ کی اولاد میں سے تھے۔ ان سے آپ نے سلوک کی منازل طے کیں اور طریقت کے اعلیٰ مقامات پر پہنچے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے ساتھ حج میں شریک سفر تھے، راستے میں ان کے مرشد کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان کی تجہیز و تکفین کے تمام انتظامات آپ نے کئے اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ کے مریدین کی تعداد تقریباً دو لاکھ تھی اسی طرح سے بہت سے خلفاء کرام تھے۔ آپ کا انتقال ۱۲۲۵ھ

میں شہر مڈئی میں ہوا۔ مڈئی کا شہر جسے بعض کتابوں میں مانڈوئی بھی لکھا گیا ہے۔ یہ شہر "کچھ" کے ساحل پر سمندری بندرگاہ ہے۔ یہیں آپؒ کا وصال ہوا اور یہیں آپ کا مزار ہے اسی لئے آپ کو مڈئی والا کہا جاتا ہے۔

آپ صاحب تصنیف وشاعری بزرگ تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادے مخدوم عبد اللطیف اور ایک صاحبزادی تھیں۔

آپؒ کی چند تصانیف کے نام:

۱. ابلاغ جهد الدمص فی مسئلة قص اللحی و النتف و المص

۲. اغناء الواصل

۳. امطة اذى العبيد عن طريق جواز استعمال اموال الكافر العنيد

۴. تحرير فی بيان آخر الظهر

۵. تطييب افواه الاخوان فی المنع عن شرب الدخان

۶. توثيق الاسباق فی مسئلة الصداق

۷. تهذيب البيان فی اجوبة اسولة من وحيد من الاكابر الخلان

۸. الحبل المتين فی اوصاف خلفاء الراشدين

۹. رسالة فی بيان السلسلة

۱۰. سحق الاغبياء الطاغين فی كمل اولياء و اتقياء العلماء

۱۱. سير التقرير فی تحقيق مقاصد مسئله استعمال الحرير

۱۲. طريدة الحياک مماطرده الخصم بقطع التنباک

۱۳. غسل العباک عن تصويب قطع التنباک

۱۴. القسطاس المستقيم

۱۵. القول الرضى بتصحيح حديث الترمذى

۱۶. مفتاح الكلام

۱۷. نثر حلاوى المعارف و العلوم

۱۸. نشیج الضحیٰ فی حل مسئلہ قص اللحی

۱۹. وصول الغنا فی تحریم الدفون مع الجلاجل و الغنا

۲۰. وعظ الانوار فی حکم مسئلۃ رویۃ القمر یوم الشک فی النہار

۲۱. ہدایت الناس فی البقاء الشعر علیٰ الراس

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، بدین (سندھ)

11 ۔ حضرت مخدوم عبداللطیفؒ (ثانی)

حضرت مخدوم عبداللطیفؒ (ثانی) حضرت مخدوم محمد ابراہیمؒ (ٹڈئی والا) کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپؒ کے دادا یعنی حضرت مخدوم ہاشمؒ کے صاحبزادے کا نام بھی چونکہ مخدوم عبداللطیف تھاؒ۔ اس لئے آپ کو مخدوم عبداللطیف ثانیؒ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپؒ "صاحب تکملہ مقالات الشعراء" مخدوم ابراہیم خلیلؒ کے نانا تھے۔ مخدوم ابراہیم خلیلؒ فرماتے تھے کہ میری والدہ آپ کے کشف و کرامات کے اکثر واقعات مجھے سناتی تھیں۔ آپؒ بہت خوش نویس تھے لہٰذا علماء کے درمیان جو تحریروں کے تبادلے ہوتے تھے وہ آپ ہی اپنی خوبصورت قلم سے تحریر فرماتے تھے۔ مخدوم ابراہیم خلیلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (جن کا لقب دائم الصوم تھا) سے سنا کہ ہم بچپن میں دیکھتے تھے کہ حضرت مخدوم عبداللطیفؒ اور ان کے صاحبزادے مسجد کے ایک حجرہ میں تشریف فرما ہوتے تھے اور تحریریں لکھا کرتے تھے اور دوسرے چبوترے پر بیٹھ کر ان کے جوابات لکھا کرتے تھے۔ میں اس وقت بچہ تھا اور میں ان کی تحریروں کو ایک دوسرے تک پہنچانے کا کام کیا کرتا تھا۔

آپ کے والد اور مرشد حضرت مخدوم محمد ابراہیمؒ (ٹڈئی والا) فرماتے تھے!

اگر کوئی شخص کہ چاہتا ہے کہ تصوف اور طریقت کے اس مقام پر پہنچے کہ جہاں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کچھ نہ ہو حتیٰ کہ اس کی ذات بھی وہاں گم ہو تو اسے چاہیئے کہ ہمارے خلیفہ میاں احمد خان نظامانیؒ کی صحبت اختیار کرے۔ اور اگر کو یہ یہ چاہتا ہو کہ میں اس مقام پر پہنچ جاؤں کہ مجھے مقبولیت حاصل ہو جائے اور دنیا میرے طرف رجوع کرے تو اسے چاہیئے کہ ہمارے خلیفہ شیخ وسین والاؒ کی صحبت اختیار کرے۔ ان کی صحبت میں اس کی یہ مراد پورے ہو جائے گی۔ اور اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ شمشیرِ برہنہ کی طرح بن جائے یعنی اس کی زبان سے کسی کے لئے بددعا نکلے تو اس کا بیڑہ غرق ہو جائے تو اس کے لئے

ہمارے خلیفہ شیخ پلاس پوش ؒ کی صحبت اختیار کرے۔ ان کی صحبت سے انہیں یہ مقام مل جائے گا کیونکہ ان کی صحبت میں یہ تاثیر ہے۔ اور اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اس مقام قرب پر پہنچے کہ اس کی دعا بھی کارگر ہو اور بددعا بھی، تو اسے چاہئے کہ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے خلیفہ مخدوم عبداللطیف ؒ کی صحبت اختیار کرے۔ ان کی صحبت میں اس کو یہ مقام حاصل ہو جائے گا۔

آپ نے حضرت خواجہ صفی اللہ نقشبندی کابلی ؒ کی صحبت میں رہ کر سلوک کا فیض حاصل کیا۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے بیعت کر کے خلافت واجازت کا شرف حاصل کیا۔ آپ معرفت وسلوک میں بہت اعلیٰ مقام کے حامل تھے۔

11.1 ۔ مخدوم عبداللہ ؒ

مخدوم عبداللہ ؒ حضرت مخدوم محمد عبداللطیف ثانی ؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ ؒ کمالاتِ ظاہری اور باطنی کے جامع تھے۔ علومِ دینیہ کے فارغ التحصیل تھے۔ تقویٰ اور دینداری میں بے نظیر تھے۔ وعظ اور تقریر میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے اور اپنا تخلص " امید " اختیار کیا تھا۔ آپ کی تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی۔

12 ۔ خلیفہ پلاس پوش ؒ

خلیفہ پلاس پوش ؒ حضرت مخدوم محمد ابراہیم ؒ (مڈئی والا) کے خلیفہ تھے۔ آپ معرفت وسلوک میں بہت اعلیٰ مقام کے حامل تھے۔ آپ کا اصل نام معلوم نہ ہو سکا، آپ پلاس پوش کے نام سے ہی مشہور تھے۔ آپ معرفت کی بلندیوں پر پہنچے ہوئے تھے۔ آپ کے مرشد نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر کوئی معرفت اور حقیقت کے اعلیٰ مقام پر پہنچنا چاہتا ہے کہ اس کی زبان سے جو بات نکلے وہ فوراً پوری ہو جائے تو اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے خلیفہ شیخ پلاس پوش ؒ کی صحبت اختیار کرے۔

ایک دفعہ آپ مخدوم ابوالقاسم ؒ اور مخدوم محمد ہاشم ؒ کے مزارات کی زیارت کے لئے مکلی تشریف لائے۔ آپ نے سوچا کہ یہاں آیا ہوں تو یہاں کے سجادہ نشین حضرت مخدوم محمد ابراہیم (مڈئی والا) سے بھی ملاقات کرلوں۔ آپ ان سے ملنے ان کی مسجد گئے تو دیکھا کہ سامنے حضرت والا موجود ہیں ان کی نگاہ آپ پر پڑی۔ اس نگاہ کا آپ پر ایسا اثر ہوا کہ آپ کے سلوک کے تمام مشکل مقامات حل ہوتے چلے گئے۔ آپ برسوں جس کی تلاش میں تھے وہ ایک لمحہ میں آپ کو مل گیا۔ آپ

نے ان سے بیعت ہونے کی درخواست کی جو انہوں نے قبول کرلی۔ بہت کم مدت میں درجہ کمال کو پہنچے اور خلافت و اجازت سے شرف یاب ہوئے۔

13 ۔ حضرت احمد خان نظامانیؒ

حضرت احمد خان نظامانیؒ حضرت مخدوم محمد ابراہیمؒ (ٹڈئی والا) کے خلیفہ تھے۔ آپؒ کا شمار اپنے وقت کے صاحب خوارق عادات بزرگوں میں ہوتا ہے۔ علومِ شریعہ کے حصول کے بعد علوم باطنی کی تحصیل کے لئے آپ نے مخدوم محمد ابراہیم ٹڈئی والاؒ کی صحبت اختیا کی اور وہیں رہ کر اپنے روحانی مراتب کی تکمیل کی اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپؒ کے مرشد نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ معرفت اور حقیقت اس سب سے اعلیٰ مقام پر پہنچے جسے مقامِ فنا کہتے ہیں۔ یعنی جہاں سوائے اللہ کے کچھ نہیں رہتا حتیٰ کے انسان کی اپنی ذات بھی اس میں گم ہو جاتی ہے تو اس شخص کو چاہئے کہ ہمارے خلیفہ شیخ احمد خان نظامانیؒ کی صحبت اختیار کرے۔ ان کی صحبت سے انسان کو یہ اعلیٰ مقام ملتا چلا جائے گا۔

آپ نے حضرت خواجہ صفی اللہ نقشبندی کابلیؒ سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ آپؒ نے کئی بار سندھ سے کابل تک پیدل سفر کیا۔

13.1 ۔ شیخ محمد امین چھترائیؒ

شیخ محمد امین چھترائیؒ نے اپنی باطنی علوم کی تکمیل مخدوم محمد ابراہیم ٹڈئی والاؒ اور شیخ احمد خان نظامانیؒ سے کی۔ ان کے فیوض و برکات سے اپنے دامن کو منور کیا۔ آپ اپنے مرشد سے بے حد محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ آپؒ اتباعِ شریعت و طریقت، ورع و تقویٰ، پرہیزگاری، دینداری میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ آپ علوم ظاہریہ میں بھی اور نثر و نظم میں مہارت رکھتے تھے۔ صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔ آپ نے مخدوم محمد ابراہیم ٹڈئی والاؒ اور شیخ احمد خان نظامانیؒ کے حالاتِ زندگی پر ایک کتاب لکھی جس کا نام " مناقب مخدومین معظمین " ہے۔ ان میں ان دونوں اولیاء کرام کے حالات، واقعات، خوارقِ عادات، کرامات اور مکتوبات تحریر کئے گئے ہیں۔

14 ۔ مخدوم عبدالکریمؒ

مخدوم عبدالکریمؒ حضرت خواجہ صفی اللہ نقشبندی کابلیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد علوم معقول ومنقول میں کمال حاصل کیا۔ آپ کو خطاطی سے بھی ذوق تھا، آپ کو فارسی خطاطی میں بڑی مہارت تھی۔ آپؒ نے اپنے ہاتھوں سے منطق کے چند رسالے یعنی " ایساغوجی اور قال اقوال " وغیرہ نہایت خوش خط تحریر کیئے اوران کتابوں کے آخیر میں اپنے دستخط بھی ثبت فرمائے۔ اس کے علاوہ حدیث کی مشہور کتاب " مشکوٰۃ شریف " کا پہلا حصہ بہت خوبصورت حاشیہ کے ساتھ تحریر فرمایا۔ جس میں اس کا متن عربی رسم الخط میں اوراس کا حاشیہ فارسی رسم الخط میں تحریر کیا۔

آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے اور شاعری سے بھی لگاؤ رکھتے تھے۔

آپؒ کی اہم تصانیف:

۱. تفسیر سورۃ یٰس شریف
۲. تفسیر سورہ تبارک
۳. تفسیر سورہ هل اتیٰ

15 ۔ حضرت شیخ احمدؒ

حضرت شیخ احمدؒ حضرت آدم ٹھٹھویؒ کے پوتے اور حضرت محمد اشرفؒ کے فرزند تھے۔ علومِ ظاہری اور باطنی کے جامع اور صاحبِ کشف وکرامات بزرگ تھے۔ بچپن میں ہی والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا لیکن آپ نے تمام علوم کی تحصیل کا آغاز کیا اور عالمِ شباب تک تمام علوم حاصل کر کے مہارت حاصل کر لی۔ اس کے بعد آپ ظاہری اور باطنی علوم حاصل کرنے کے لئے دہلی تشریف لے گئے جو اس وقت علماء اور صوفیاء کا مرکز تھا۔ وہاں آپ نے کافی عرصہ قیام کیا اور علوم و معارف سے فیض یاب ہوئے۔ (فردوسِ العارفین قلمی)

16 ۔ شیخ حاجی عبداللطیفؒ

شیخ حاجی عبداللطیفؒ حضرت فیض اللہؒ بن مخدوم آدم ٹھٹھویؒ کے مرید خاص اور اجازت وخلافت یافتہ تھے۔ حضرت شیخ فیض اللہؒ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت مخدوم ابوالقاسم نقشبندیؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر روحانی فیض

حاصل کیا۔ حضرت مخدوم ابوالقاسمؒ کے بعد آپ حضرت ابوالمساکین خواجہ محمدؒ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ ان بزرگوں کے فیوضات سے اپنے قلب کو منور کر کے آپ نے سینکڑوں بندگانِ خدا کے قلوب کو اس فیض سے روشن کیا۔

آپؒ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا کر ملتا ہے۔ آپ کا خاندان ۸۶ھ میں آکر سندھ میں آباد ہوا تھا۔ اس زمانے میں ٹھٹھہ علم و فن کا مرکز بنا ہوا تھا۔ آپؒ انتہائی نیک سیرت، سخی، بیحد رحمدل، عابد و زاہد، تہجد گزار اور حافظِ قرآن تھے۔ آپ مہمانوں کا بے حد احترام کیا کرتے تھے۔ آپ نے تین شادیاں کیں، آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ آپ کی وفات ۱۱۴۹ھ/۱۷۳۶ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار لواری شریف میں ہے۔

17 ۔ حضرت شاہ صدرالدینؒ

حضرت شاہ صدرالدینؒ حضرت موسیٰ کاظمؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے دادا سید علی مکیؒ پہلے سید ہیں جو دادو کے قریب آباد ہوئے۔ آپ نے وہاں کے راجہ اردر کی نو مسلم بیٹی سے شادی کی۔ ان کی اولاد میں گیارویں صدی ہجری میں شاہ صدرالدین ثانیؒ گزرے ہیں جن کا مزار ۱۱۵۵ھ/۱۷۴۲ء میں تعمیر ہوا۔ آپ نے نواسوں میں سید محمد شجاع نقشبندیؒ تھے۔ ان کی اولاد میں سید محمد بقا شہیدؒ (بن محمد امام بن فتح محمدؒ) رسول پور ضلع خیر پور میں ۱۱۳۵ھ/۱۷۲۳ء میں پیدا ہوئے۔ ان کو ظالموں نے ۱۱۹۸ھ/۱۷۹۴ء میں شہید کر دیا تھا، ان کی تدفین دیہہ طیب (خیر پور) میں ہوئی۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، ٹنڈو سائیں داد (سندھ)

حضرت خواجہ عبدالرحمٰن فاروقی مجددیؒ (خلیفہ حضرت شاہ عبداللہ المعروف غلام علی شاہ دہلویؒ)

1 ۔ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد حسن جان فاروقی مجددیؒ

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد حسن جان فاروقی مجددیؒ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن فاروقیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۶/شوال ۱۲۷۸ھ/۶/اپریل ۱۸۶۲ء کو قندھار (افغانستان) میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ سے ملتا ہے۔ آپ کی پیدائش کے بعد آپ کے والد اپنے اہل خانہ کے ساتھ تین سال مکہ مکرمہ اور دو سال مدینہ منورہ میں رہے۔ وہاں سے واپس آکر آپ ٹکھڑ (نزد حیدر آباد) سندھ میں قیام پذیر ہو گئے۔

ابتدائی تعلیم اور قرآن مجید پڑھنے کے بعد آپ نے مولانا باز محمد سے قندھار میں فارسی کتب پڑھیں۔ پھر مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ میں مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی ؒ کی صحبت میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۰۱ھ میں مفتی مکہ مکرمہ حضرت مولانا شیخ سید احمد دحلان ؒ سے درس حدیث لیا اور دیگر کتب پڑھیں۔ قیام مکہ کے دوران آپ نے قرآن کریم حفظ کرلیا۔ آپ اپنے والد گرامی سے بیعت ہوئے اور سلوک مجددیہ طے کیا۔ آپ کے والد گرامی نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ ۱۳۱۵ھ کو آپ کے والد گرامی انتقال کرگئے اور کوہ گنجہ نزد حیدرآباد (سندھ) میں مدفون ہوئے۔ ان کی اولاد نے بعدازاں ٹنڈو سائیں داد کو اپنا مسکن بنایا۔

آپ اتباع سنت رسول اللہ ﷺ کے سخت پابند تھے۔ ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں آپ کوئٹہ تشریف لے گئے تو ۲۷ رصفر کو وہاں ہولناک زلزلہ آیا لا تعداد لوگ اس میں شہید ہوئے آپ کے اہل و عیال میں سے گیارہ افراد نے بھی جام شہادت نوش کیا۔ آپ حیرت انگیز طور پر بچ گئے اور ہمت و استقامت سے ان کو ملبے سے نکال کر کفن و دفن کا انتظام کیا۔

۱۳۳۲ھ میں آپ چوتھی مرتبہ حرمین شریفین تشریف لے گئے راستہ میں بغداد، کربلا، نجف اشرف، شام اور بیت المقدس کی زیارتوں سے بھی مستفیض ہوئے۔ اسی دوران دوسری جنگ عظیم کا آغاز ہو چکا تھا۔

آپ کی تصانیف میں چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ شفاء الامراض (عربی)

۲۔ انیس الارواح (والد گرامی کی سوانح حیات)

۳۔ انساب الانجاب (خاندان مجددیہ کا تذکرہ)

۴۔ الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ

۵۔ طریق النجات

۶۔ العقائد صحیحہ فی بیان مذہب اہل سنت والجماعت

۷۔ تذکرۃ الصلحا فی بیان الاتقیاء

۸۔ رسالہ تہلیلیہ ۹۔ پنج گنج اور دیگر کتب

آپ کی وفات ۲ر رجب ۱۳۵۶ھ/۲ر جون ۱۹۴۶ء کو ہوا اور کوہ گنج (حیدرآباد، سندھ) میں اپنے والد گرامی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبداللہ جان المعروف شاہ آغا ؒ سجادہ نشین ہوئے۔

2 ۔ حضرت مولانا محمد حسین جان فاروقی مجددیؒ

حضرت مولانا محمد حسین جان فاروقی مجددیؒ حضرت خواجہ عبد الرحمٰن فاروقیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۶۸ء/۱۲۸۴ھ کو پریباں ازغستان، قندھار میں ہوئی۔ آپ نے تمام علوم اپنے والد گرامی اور دیگر مشہور اساتذہ سے حاصل کیئے۔ پھر پانچ سال تک مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کو ادب اور تاریخ پر عبور حاصل تھا۔ فارسی میں فی البدیہہ شعر کہتے تھے، قطعات، رباعیات، مثنویات میں کمال کے مقام پر پہنچے ہوئے تھے۔ علم طب اور حکمت جانتے تھے اور یہ کام خدمتِ خلق کے جذبہ فی سبیل اللہ کرتے تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے صحیح بخاری کا سبقاً سبقاً درس لے کر سند حدیث حاصل کی جو انہوں نے حضرت شاہ ابوسعیدؒ کے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالغنی دہلوی مجددیؒ سے حاصل کی تھی۔ ان کے علاوہ آپ نے شیخ محمد ابونصر جیلانی شامیؒ سے بھی حدیث مسلسل بالروایہ کی اجازت حاصل کی۔

آپ نے اپنے والد گرامی سے بیعت ہو کر سلوک مجددیہ طے کیا اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے والد اپنے اہل خانہ کے ساتھ تین سال مکہ مکرمہ اور دو سال مدینہ منورہ میں رہے۔ وہاں سے واپس آکر آپ ٹکھڑ (نزد حیدرآباد) سندھ میں قیام پذیر ہو گئے۔ پھر آخر میں سماروشریف منتقل ہو گئے تھے۔ آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ کا مجموعہ کلام ''کلیات خیابان سرہندی'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

آپ کی وفات صفر ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء کو ہوئی اور اپنے والد کے پہلو میں کوہ گنج (حیدرآباد، سندھ) میں مدفون ہوئے۔

آپ کی چند تصانیف:

۱۔ شفا الامراض

۲۔ انیس المریدین

۳۔ شرح حکم شیخ عطاء اللہ سکندری

۴۔ سفرنامہ عربستان

۵۔ الاشارہ الی البشارہ

۶۔ رسالہ فی باب صحۃ الجمعہ فی القریٰ

۷۔ لغات القرآن

۸۔ رسالہ درقواعد تجوید

۹۔ رسالہ درسلوک نقشبندیہ

۱۰۔ رسالہ درتحقیق وحدت الوجود والشہود

آپ کے کتب خانہ میں سندھ کے نامور علماء وفقہا اورصوفیہ کرام مثلاً مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھویؒ، مخدوم محمد معین ٹھٹھویؒ، ابراہیم ٹھٹھویؒ خلیفہ احمد خان نظامانیؒ، محمد امین سندھیؒ، مخدوم عبدالواحد سیوستانیؒ، مخدوم محمد جعفر بوبکائیؒ، میاں فقیر اللہ شکار پوریؒ کی کتب شامل ہیں۔

2.1 ۔ حضرت غلام علی جان سرہندیؒ

حضرت غلام علی جان سرہندیؒ حضرت آغا عبداللہ جان سرہندیؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۳۴ھ میں ٹنڈوسائیں داد میں ہوئی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا عبدالقیوم بختیار پوریؒ، مولانا لعل محمد مٹیارویؒ، مفتی محمد حسن ٹھٹھویؒ (خطیب شاہجہاں مسجد ٹھٹھہ) شامل ہیں۔ اپنے والدگرامی حضرت آغا عبداللہ جان سرہندیؒ کی وفات کے بعد ۱۳۹۳ھ میں اپنے والد کی جگہ مسند نشین ہوئے اور رشد وہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔

آپ کی وفات ۲۵/شعبان ۱۹۷۷ء کو تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی اور آبائی قبرستان مقبرہ شریف گنجوٹکر، حیدرآباد میں ہوئی۔

3 ۔ مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد ہاشم جان فاروقی مجددی سرہندیؒ

حضرت مولانا محمد ہاشم جان فاروقی مجددیؒ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد حسن جان فاروقی مجددیؒ کے صاحبزادے اورخلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۴/ذوالقعدہ ۱۳۲۳ھ/ ۱۰/جنوری ۱۹۰۶ء کو ٹنڈوسائیں داد میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ سے ملتا ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اور فارسی کتب اپنے والدگرامی سے پڑھیں۔ حافظ قاری احمد صاد بنیریؒ سے قرآن کریم حفظ کیا۔ عربی تعلیم مولانا غلام محمد نظامانی اورمولانا محمد شفیع سے حاصل کی۔ مزید تعلیم اجمیر شریف میں دارالعلوم معینیہ سے پھر

ٹونک میں سید برکات احمد ٹونکی اور فرنگی محل میں مولانا عبدالباری سے حاصل کیں۔

آپ نے اپنے والد گرامی سے بیعت ہوکر سلوک مجددیہ کی تکمیل کی اور اعلیٰ مقامات پر فائز ہوئے۔

لواری شریف (سندھ) میں عرص کے موقع پر جب وہاں کے سجادہ نشین احمد زمان نے لواری شریف میں حج کا سلسلہ شروع کر دیا تو اس فتنہ کے خلاف آپ نے پہلے سندھ کے اخبارات میں مضامین شائع کروائے اور پھر حکومت ہند (برطانیہ) سے مطالبہ کیا کہ اس فتنہ پر پابندی عائد کی جائے۔

آپ کی چند تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ قرۃ العیون فی سیرۃ الامین المامون (سندھی ترجمہ)

۲۔ مخدوم محمد ہاشم کی تصنیف '' فرائض الاسلام '' کا ترجمہ

۳۔ والد ماجد کی تصنیف '' طریق النجات '' کا اردو ترجمہ

۴۔ العقائد الصحیحۃ (اردو ترجمہ)

۵۔ اذکار معصومیہ (سندھی ترجمہ)

۶۔ مقدمہ عمدۃ المقامات (فارسی)

آپ کی وفات ۲۲/رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ/۲۸/ستمبر ۱۹۷۵ء کو کوئٹہ میں ہوئی اور ٹنڈو سائیں داد (سندھ) میں آبائی قبرستان کوہ گنجہ میں مدفون ہوئے۔

4 ۔ خواجہ مولانا عبداللہ جان المعروف شاہ آغا سرہندیؒ

خواجہ مولانا عبداللہ جان المعروف شاہ آغا سرہندیؒ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد حسن جان فاروقی مجددیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۸/جمادی الاول ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء کو ٹنڈو سائیں داد (سندھ) میں ہوئی۔ آپ مبلغ اسلام خواجہ محمد ہاشم جانؒ کے بڑے بھائی تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ میں اپنے والد گرامی سے بیعت ہوکر ۱۳۵۹ھ میں خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کی جانشین بنے۔ آپ کے اساتذہ میں مولوی حاجی عبدالقیوم بختیار پوریؒ، مولوی لعل محمد متعلویؒ، حاجی حسن اللہ پاٹائیؒ اور مولانا خیر محمد مگسیؒ شامل ہیں۔

آپ نہایت متقی، پرہیزگار اور سنت نبوی ﷺ کے سخت پابند تھے۔ آپ کے مریدین اور عقیدت مندوں کا ایک وسیع حلقہ تھا۔ آپ کی گفتگو انتہائی عالمانہ ہوتی تھی۔ آپ کی تصنیف " مونس المخلصین " خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

آپ کا وصال ۳۱/مارچ ۱۹۷۳ء کوٹنڈو سائیں داد میں ہوا اور وہیں آخری آرام گاہ پائی۔

آپ کی دیگر تصانیف:

۱۔ راحت القلوب (فارسی)

۲۔ برگ سبز (فارسی)

۳۔ راحت القلوب (سندھی)

۴۔ ھداہت الحج (سندھی)

۵۔ راحة المخلصين (سندھی)

4.1 ۔ حضرت عبدالستار جان سرہندیؒ

حضرت عبدالستار جان سرہندیؒ حضرت خواجہ حسن جان سرہندیؒ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ آپ علم و ہنر سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ عالی ہمت اور بلند حاصلہ انسان تھے۔ آپ کی ولادت ماہ رجب ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۴ء کو ٹکھڑ گاؤں میں ہوئی۔ آپ ابتدائی تعلیم اپنے والد اور علامہ حافظ محمد یوسفؒ سے حاصل کی۔ ایک مرتبہ حرمین شریفین میں قحط پڑ گیا تو آپ نے سندھ سے غلہ جمع کر کے حرمین شریفین پہنچایا اور فقراء میں تقسیم کیا۔

5 ۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل جان روشن فاروقی سرہندیؒ

حضرت مولانا محمد اسماعیل جان روشن فاروقیؒ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد حسین جان فاروقی مجددیؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۵/ذوالقعدہ ۱۳۰۷ھ بمطابق ۲۳/جون ۱۸۹۰ء کو ٹکھڑ ضلع حیدرآباد (سندھ) میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ میں اپنے دادا جان حضرت خواجہ عبدالرحمٰن فاروقیؒ سے بیعت ہو کر تعلیم حاصل کی اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ حافظ یوسف اور ان کے

صاحبزادے حافظ ہارون دلگیر بھی آپ کے اساتذہ میں شامل تھے۔ آپ نے تحریک خلافت اور تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔

۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء میں جب سعودی عرب میں مزارات مقدس کو منہدم کیا جانے لگا، اس کے خلاف آواز اٹھانے اور امتِ مسلمہ کے جذبات سے آگاہ کرنے کے لئے جب موتمر عالم اسلامی کے تعاون سے ایک وفد سلطان ابن سعود سے ملنے کے لئے گیا تو اس وفد میں آپ بھی شریک تھے۔ آپ کے علاوہ اس وفد میں محمد علی جوہرؒ، مولانا شوکت علیؒ اور حضرت سید سلیمان ندویؒ بھی شامل تھے۔

آپ بے حد متقی و پرہیزگار اور شب بیدار تھے۔ آپ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ لکھنؤ سے نکلنے والے ایک اخبار ''سچ'' میں یہ فتویٰ شائع ہوا کہ ولائتی چینی میں ہڈیوں اور کچھ ناپاک اجزاء کی ملاوت ہوتی ہے۔ یہ سن کر آپ نے اس چینی کا استعمال ترک کر دیا۔ حتیٰ کے تین سال کے بعد جب دوبارہ اخبار میں وضاحت آئی ہے کہ اس میں کوئی ناپاک چیز نہیں استعمال کی جاتی ہے تب آپ نے اس کا استعمال شروع کیا۔ آپ کی پرہیزگاری کی ایک اور بڑی مثال یہ تھی کہ آپ اپنے والدگرامی کے باغ میں سے کبھی بغیر اجازت کوئی پھل نہیں کھاتے تھے۔ آپ کی عبادت گزاری کا یہ حال تھا کہ آپ نے سات سال کی عمر سے آخر عمر تک کبھی کوئی نماز قضاء نہیں کی۔ اکثر لوگ اپنی تنازعات کے فیصلہ کے لئے آپ کے پاس آتے تھے۔ ہدایہ قبول کرنے میں بہت احتیاط کیا کرتے تھے۔ آپ سچے عاشقِ رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ نے بہت اعلیٰ نعتیہ اشعار لکھے تھے۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ دیوانِ روشن
۲۔ انشائے روشن
۳۔ نسیمِ چمن
۴۔ جواہر نفیسہ
۵۔ دیوانِ روشن
۶۔ خطبات سندھی

آپ کا انتقال ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۰ء میں کراچی میں ہوا اور اپنے آبائی گاؤں ٹکھڑ (ٹنڈو سائیں داد، سندھ) میں مدفون ہوئے۔ آپ کے تین بیٹے، محمد اسحاق جان، محمد ابراہیم جان، اور محمد مجید جان تھے اور چار بیٹیاں تھیں۔ ماسٹر محمد اسماعیل قریشی آپ کے خلیفہ تھے۔

6 ۔ حضرت خواجہ محمد اسحاق جان سرہندیؒ

حضرت خواجہ محمد اسحاق جان سرہندیؒ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد حسین جان فاروقی مجددیؒ کے پوتے اور خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام خواجہ محمد اسماعیل جانؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۹۳۰ء کو حیدرآباد سندھ میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی پھر دارالعلوم معینیہ، اجمیر شریف میں علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی۔ اپنے دادا جان حضرت خواجہ محمد حسین جان فاروقی مجددیؒ سے بیعت ہو کر خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ کی وفات ۳/ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ / ۷/دسمبر ۱۹۷۵ء کو کراچی میں ہوئی اور اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

7 ۔ حضرت پیر محمد ابراہیم جان خلیل

حضرت پیر محمد ابراہیم جان خلیلؒ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد حسین جان فاروقی مجددیؒ کے پوتے اور خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام خواجہ محمد اسماعیل جانؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۸/رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء کو حیدرآباد سندھ میں ہوئی۔ آپ کا تخلص خلیل اور ابوالعلاء کنیت تھی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی پھر آپ کو سندھ مدرسۃ الاسلام، کراچی میں داخل کر دیا گیا وہاں آپ نے انگریزی تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ نے طبیہ کالج، دہلی میں داخلہ لے لیا اور طب کی تعلیم حاصل کی۔ آپ علوم دینیہ اور فنون عربیہ میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ ساماروکے گوٹھ گلزار خلیل میں آپ نے ایک دارالعلوم بنوایا جس میں قرآن، حدیث، فقہ و تفسیر کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ روحانی تعلیم اور طب و حکمت سے بھی خلق خدا کو بہت فیض پہنچایا۔ آپ کو فارسی، اردو اور سندھی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔

8 ۔ حضرت محمد سلیم جان سرہندیؒ

حضرت محمد سلیم جان سرہندیؒ ٹنڈو سائیں داد کے سرہندی بزرگوں کے مورث اعلیٰ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن مجددیؒ کی اولاد سے تھے۔ آپ صاحبِ علم و معرفت، فارسی کے شاعر اور حکیم تھے۔ آپؒ کی ولادت ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء کو قندھار میں ہوئی۔ جب آپ پانچ سال کے تھے تو آپ کے والد آغا مقیم جانؒ کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ کی پرورش آپ کے نانا خواجہ محمد حسن جان سرہندیؒ نے کی۔

آپ نے پانچ سال کی عمر میں قرآن کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ آپ نے عربی اور فارسی کی ابتدائی کتابوں سے لے کر کنزالدقائق اور کافیہ تک پڑھیں۔ آپ اپنے ماموں خواجہ محمد ہاشم جان سرہندیؒ کے ساتھ اجمیر شریف تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ جو تحریک آزادی کے نامور مجاہد، محقق، اور عالم تھے، ان سے درسِ نظامیہ اور دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ ۱۹۳۴ء میں آپ دوبارہ اجمیر شریف تشریف لے گئے اور شفاء الملک حکیم نظام الدینؒ سے طب وحکمت کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۰ء میں آپ نے ماتلی (سندھ) میں اپنا مطب کھول لیا اور مخلوقِ خدا کی خدمت میں لگ گئے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، دادو (سندھ)

9 ۔ حضرت قاضی موسیٰؒ

حضرت قاضی موسیٰؒ حضرت شیخ کریم الدینؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

ایک روز آپ کا گزر عثمان پور (کھٹر) جو ضلع اٹک میں حسن ابدال کے قریب ایک جگہ ہے وہاں آپ کا جانا ہوا۔ وہاں آپ نے حضرت شیخ عبدالکریم عرف شیخ کریم الدینؒ کی تعریف سنی تو آپ ملاقات کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ حضرت شیخ کریم الدینؒ جو امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے، انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کس کے مرید ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں حضرت شیخ عیسیٰ لنگوٹیؒ کا مرید اور خلیفہ ہوں۔حضرت شیخ کریم الدینؒ نے آپ سے فرمایا کہ مراقبہ کیجئے۔ حضرت شیخ کریم الدینؒ نے آپ کو سلسلہ نقشبندیہ کا وہ فیض پہنچایا کہ آپ کے دل سے تمام نسبتیں محو ہوگئیں اور نسبت نقشبندیہ مجددیہ سب پر غالب آگئی۔ آپؒ کے نام امام ربانیؒ کا ایک مکتوب ہے۔

آپ کا وصال ۱۰۴۴ھ میں سیہون میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار ہے۔

1.1 ۔ حضرت شیخ اسحاقؒ

حضرت شیخ اسحاقؒ حضرت قاضی موسیٰ کے فرزند تھے۔ آپ بھی حضرت شیخ کریم الدینؒ کے مرید اور فیض یافتہ تھے۔ ان سے پہلے آپ حضرت شیخ تاج سنبھلیؒ سے نسبت رکھتے تھے۔ آپ کو مکاشفہ میں حضرت امامِ ربانیؒ سے بھی

خلافت حاصل ہوئی ہے۔ آپ نفی اثبات کا ذکر کثرت سے کرتے تھے۔ آپ کے نام حضرت مجدد الف الثانیؒ کا ایک مکتوب ہے۔ آپ کی وفات سیہون میں ہوئی اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ کا شمار گیارویں صدی ہجری کے صوفیاء میں ہوتا ہے۔

2 ۔ حضرت مخدوم ساھر لنجارؒ

حضرت مخدوم ساھر لنجارؒ کا تعلق لنجار قبیلہ سے تھا۔ آپ کے والد کا نام مخدوم معز الدینؒ تھا۔ آپ کا شمار حضرت مخدوم بلالؒ کے اجل خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ بہت زیادہ عبادتِ الٰہی اور وظائف میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کبھی دنیاداری کی باتیں نہیں کرتے تھے۔

حضرت مخدوم بلالؒ سلسلہ نقشبندیہ اور سلسلہ کبرویہ دونوں میں مجاز تھے اس لئے ان کے خلیفہ ہونے کے باعث آپ کو دونوں سلسلوں سے فیض حاصل تھا۔ سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ تک پہنچتا ہے اور سلسلہ کبرویہ حضرت نجم الدین کبریٰؒ تک پہنچتا ہے۔ حضرت مخدوم بلالؒ کے انتقال کے بعد آپ نے مخدوم نوح ہالائیؒ کی صحبت اختیار کر لی تھی۔ آپ کی وفات ۱۴/رجب ۹۸۰ھ یا ۹۸۱ھ میں ہوئی اور آپ کا مزار " انسرپور" میں واقع ہے۔ آپؒ کے کئی خلفاء تھے جن میں مشہور سید رکن الدین سخیؒ اور سید حاجی متعلویؒ تھے۔

3 ۔ قاضی دتہ سیوستانیؒ

قاضی دتہ سیوستانیؒ کے والد ماجد کا نام قاضی شرف الدین تھا جو مخدوم راہو کے نام سے مشہور تھے۔ آپ نے علومِ ظاہری کی تکمیل اپنے والد کی صحبت میں کی اور پھر مخدوم بلالؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم تفسیر و حدیث اور دیگر باطنی علوم حاصل کئے۔ ان کے علاوہ آپ نے مخدوم محمود فخر پوترہؒ اور حضرت عبدالعزیز ہرویؒ سے بھی علمی استفادہ کیا۔ آپ علم جفر میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ آپ ہندی، ترکی اور عربی زبان مہارت کے ساتھ بولتے تھے اور مضبوط حافظہ کے مالک تھے۔ آپ کی وفات کا ۹۷۰ھ میں ہوئی۔

4 ۔ سید حیدر سنائیؒ

سید حیدر سنائیؒ علاقہ " سن " کے رہنے والے تھے۔ آپ نے روحانی علوم وتربیت حضرت عمر ملیہؒ اور حضرت مخدوم بلالؒ سے حاصل کی۔ آپ ان کی تربیت اور فیض سے سلوک ومعرفت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ آپ صاحبِ کشف وکرامات بزرگ تھے۔ آپ کی وفات ۹۳۷ھ میں ہوئی۔

5 ۔ حضرت شیخ درویش وہیہ چاہیہؒ

حضرت شیخ درویش وہیہ چاہیہؒ کا تعلق چاہیہ قوم سے تھا۔ آپ نے علوم ظاہری اور باطنی حضرت سید رکن الدین علویؒ کی صحبت میں رہ کر حاصل کئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت سید رکن الدین علویؒ حضرت مخدوم ساھر لنجارؒ کے خلیفہ تھے اور اور وہ حضرت مخدوم بلال نقشبندیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ عشقِ رسول اللہ ﷺ سے سرشار تھے کوئی کام خلافِ سنت نہیں کرتے تھے۔ آپ کی وفات ۲۱/رجب ۱۰۰۱ھ کو ہوئی۔ آپ کا مزار موضع " تورکی " میں ساکرہ نہر کے کنارے قبرستان میں واقع ہے۔

6 ۔ شیخ لدھ

حضرت شیخ لدھؒ حضرت شیخ درویش وہیہ چاہیہ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ آپ ہی کی صحبت کے فیض سے ولایت ومعرفت کے اعلیٰ مقامات تک پہنچے۔

7 ۔ مخدوم عبدالواحد سیوستانیؒ

مخدوم عبدالواحد سیوستانی بن قاضی محمد احسانؒ نے علوم باطنی کی تکمیل حضرت خواجہ صفی اللہ مجددیؒ سے کی۔ آپ نے ان سے بیعت ہونے کے بعد سلوک کے اسباق طے کئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئی۔ آپؒ کے شیخ نے آپ کو تحریری خلافت واجازت نامہ دیا۔ آپ سندھ کے عظیم، نامور، مشہور، فقیہہ، عالم باعمل، محقق، مفتی اور صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ فقہ حنفی میں آپ کو اعلیٰ مقام حاصل تھا۔

آپ کی ولادت ۱۱۵۰ھ کو سہون میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام مخدوم دین محمدؒ بن عبدالواحد پاٹائیؒ تھا۔ آپ " پاٹ " کے رہنے والے تھے اور وہاں سے منتقل ہوکر سہون میں آباد ہو گئے تھے۔ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ سے آپ کے دوستانہ مراسم تھے۔ آپ کی وفات ۱۴/رمضان المبارک ۱۲۲۴ھ کو ہوئی۔ آپ کے بھتیجے مخدوم محمد حسنؒ آپ کے جانشین ہوئے۔

آپ کے چند خلفاء کے اسمائے گرامی:

۱۔ محمد حسین سیوستانیؒ

۲۔ اخوند رزاق ڈنوؒ

۳۔ رئیس محمد حسین کھاڑوؒ

۴۔ میاں محمد امین خیر پقریؒ

۵۔ غلام رسول افغان خاموشؒ

۶۔ خلیفہ عبدالحکیم سیوستانیؒ

ان کے علاوہ مخدوم محمد عابد انصاری سہوانیؒ اور مولانا محمد افضلؒ بھی آپ کے نامور شاگردوں میں شامل تھے۔

آپ کی تصانیف:

۱. **تحریر المسائل علیٰ حسب النوازل**

۲. **حاشیه اشباه و النظائر**

۳. **رش الانوار حاشیه الدر المختار**

۴. **کشف الکامن فی علم الباطن**

۵. **تهدید الغافر فی تعذیب الکافر**

۶. **تیسیر القدیر فی اضحهة الفقیر**

۷. **القول الجلی فی تذکیر البغی**

۸. **رساله در کسب و توکل**

۹. **جبر السکین فی تسلیة المسکین**

۱۰. تسہیل الصعب فی ابیات الکعب

۱۱. ارشاد الصواب لمن وقع فی بعض الاصحاب

۱۲. لطف اللطیف فی اعطاء الرغیب

۱۳. اربعین فی رشد الطالبین

۱۴. الیسر المطلوب

۱۵. ایضاح العاقبة فی طلب العافیة

۱۶. نص السارب فی قطع الشارب

۱۷. رسالہ در حرمت دخان

۱۸. دیوان واحدی

۱۹. انشاء واحدی

۲۰. رسالہ در عدالت امیر معاویہؓ

۲۱. اصدق التصدیق بافضلیة الصدیق

۲۲. الازہار المستاثرہ فی الاخبار المتواترة

۲۳. مراة الحلیلہ

۲۴. اربعین فی فضل المجاہدین

۲۵. طریق السداد فی وجوب الاعتداد

۲۶. انوار الفیوضات الباطنیة فی امتیاز اہل الباطن من الباطنیة

۲۷. ازالة الاشتباہ فی قطع ہمزة یا اللّٰہ

۲۸. القول الجلی

۲۹. جبر التسکین فی کسر التنوین

۳۰. سبط المقال فی حل الاشکال

۳۱. غایة الصراحة فی تحریم النیاحة

۳۲. حسن الفهم و التعقل فی جمع الکسب و التوکل

۳۳. فضائل ربیع

۳۴. اربعین بروایة سواج المسلمین

۳۵. مجموعه رسائل سیوستانی

۳۶. الاستدراک للدوراک

۳۷. البراهین الغرفی منع بیع المحر

۳۸. جودة الطبع فی کثرة السبع

۳۹. السبیل الواسطین

8 ۔ مخدوم محمد عارف سیوستانیؒ

مخدوم محمد عارف سیوستانیؒ حضرت مخدوم عبدالواحد سیوستانیؒ کے بھتیجے اور جانشین تھے۔ آپ نے اپنے شیخ سے علوم ومعارف سیکھے اور شریعت اور طریقت کے کاملین میں شامل ہوئے۔ آپ کے شیخ نے درس وتدریس، فتویٰ نویسی اور رشد وہدایت کے کام آپ کے سپرد کردئے تھے۔ آپ کے والد کا نام مخدوم محمد حسن بن مفتی عبدالوحید پاٹائیؒ تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جاکر ملتا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ایک مدرسہ اور دارالعلوم کا بھی قیام کیا۔ آپ کے مشہور شاگردوں میں مخدوم حاجی فضل اللہ پاٹائیؒ، خلیفہ حکیم غلام محی الدین سیوستانیؒ اور مخدوم محمد سیوستانیؒ شامل ہیں۔ آپ کی وفات ۱۲۵۸ھ میں ہوئی۔

9 ۔ مخدوم محمد سیوستانیؒ

مخدوم محمد سیوستانیؒ مخدوم عبدالواحد سیوستانیؒ کے صاحبزادے اور جانشین تھے۔ آپ صاحبِ کشف وکرامت بزرگ تھے۔ آپ جذبہ عشق میں بغیر مالی اسباب کے حرمین شریفین کے لئے نکل گئے۔ حج اور زیاراتِ مقدسہ کی سعادت حاصل کرکے بخیر وعافیت گھر واپس آگئے۔ آپ کی وفات ۱۵/رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ کو ۶۷ سال کی عمر میں ہوئی اور اپنے آبائی قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔

10 ۔ مخدوم حسن اللہ پاٹائیؒ

مخدوم حسن اللہ پاٹائیؒ مخدوم عبدالواحد سیوستانیؒ کے صاحبزادے اور جانشین تھے۔ آپ عالم، محقق، مناظر، فقیہہ اور صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپؒ کے والد کا نام مخدوم وہب اللہ پاٹائیؒ تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا مخدوم حاجی فضل اللہؒ اور علوم ظاہری کی تکمیل مولانا نور محمدؒ اور ان کے صاحبزادے مولانا گل محمد شہدادکوٹیؒ سے کی۔ آپ کے شاگردوں میں مولوی محمد صدیق ستیائیؒ، مولوی خیر محمد جونیجو پاٹائیؒ، مخدوم بصر اللہ سیوستانیؒ، مخدوم معین الدین سیوستانیؒ، مولانا ابوالفیض غلام عمر جتوئیؒ، مولوی شہاب الدین ہالائیؒ، مخدوم محمد داؤد دربیلائیؒ، پیرزادہ غلام محمد مجددی متعلویؒ شامل تھے۔ آپ نے دو مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی وفات ۱۳۳۹ھ کو ہوئی اور اپنے آبائی قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔

11 ۔ حضرت غلام محمد ملکانیؒ

حضرت غلام محمد ملکانیؒ نے حضرت خواجہ عبدالرحمٰن سرہندی مجددیؒ سے بیعت کی۔ ان کی وفات کے بعد آپ نے حضرت خواجہ ولی محمد ملا کاتیارؒ سے بیعت کی اور سلوک کے اسباق مکمل کر کے خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے موہڑہ شریف کی خانقاہ میں جا کر حضرت خواجہ محمد قاسم نقشبندیؒ سے بھی سلسلہ نقشبندیہ کا فیض حاصل کیا۔ آپ فرماتے تھے کہ جب امام مہدی تشریف لائیں گے تو وہ حنفی اور نقشبندی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں گے۔

آپ کی ولادت ۱۴ر رمضان المبارک ۱۲۷۶ھ کو دادو کے ایک ملکان نامی گاؤں میں ہوئی۔ آپ نے عربی و فارسی کی تعلیم مولانا حاجی حسن پاٹائیؒ اور مولانا عطا اللہ فیروز شاہیؒ سے حاصل کی اور درس و تدریس کے شعبہ سے منسلک ہو گئے۔ آپ نے ہندوستان، پنجاب، عراق اور حجاز کے مختلف علاقوں کی سیر و سیاحت کی۔ آپ کے والد حجاز کے سفر میں آپ کے ہمراہ تھے وہاں ان کا انتقال ہو گیا اور وہ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ آپ کی وفات ۲۲ر جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ/۲۲ر ستمبر ۱۹۳۵ء کو ہوئی۔

آپ کے خلفاء کرام:

۱۔ میاں فقیر محمد وھیڑائیؒ

۲۔ میاں محمد صالحؒ (نیوں واھن)

۳۔ سید خیر شاہ جلبانیؒ

۴۔ میاں عبداللہ یمشیؒ

۵۔ امیر محمد پسند خانؒ

آپ کی تصانیف:

۱. سبیل الرشاد

۲. تفتیح المقاصد و المعانی

۳. حسن الخطاب فی اثبات القباب

۴. تعویذ اللّٰہ الاحد

۵. شیة الافکار والمحن فی الرد علیٰ لمفتی المساجن

۶. تحفة القران

۷. تاریق عباد اللّٰہ فی جواز یا رسول اللّٰہ

۸. السیف القہری علیٰ عنق النوشہری

۹. ذلاقة الکبیرة فی تحقیق نکاح الصغیرة

۱۰. عمدة الرسائل

۱۱. منع الملک الجلیل فی جواز القیام و معانقة و التقبیل

۱۲. الحق الصریح

۱۳. فتح الاخلاق فی الرد علیٰ عبد الرزاق

۱۴. ایقاض الفاعس الغبی فی عدم ایقاع طلاق الصبی

۱۵. زجر الغوی البلید فی تحقیق و جوب التقلید

۱۶. القول الحسان

۱۷. ترویح جنان المنصفین

۱۸. زجر الفضیع

۱۹. تحفة العارفین الصوفیہ

۲۰. ایضاح لما اشتبہ علیٰ الملاح

12 ۔ حضرت میاں فقیر محمد وھیڑائیؒ

حضرت میاں فقیر محمد وھیڑائیؒ حضرت غلام محمد ملکانیؒ کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ آپ کا تعلق بلوچ قوم کے چانڈیو قبیلہ سے تھا۔ آپ کے والد کا نام میاں نبی بخشؒ تھا۔ آپ کا خاندان ضلع دادو کی تحصیل سہون میں دادو نہر کے مغربی جانب وھیڑ شریف میں آباد ہو گیا تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۷۰ھ میں ہوئی۔ آپ صاحبِ کشف بزرگ تھے۔

آپ کی وفات اتوار، ۱۲/جمادی الاول ۱۳۷۶ھ کو ہوئی اور آپ وھیڑہ میں مدفون ہوئے۔

آپ کے خلفاء کرام کے اسمائے گرامی:

۱۔ میاں فقیر محمد بروھیؒ

۲۔ حاجی محمد موسیٰ اڑل والےؒ

۳۔ محمد عثمان پیرزادہؒ

۴۔ حافظ محمد سلیمان پلائیؒ

۵۔ خیر محمد پیر گھٹہ والےؒ

۶۔ حاجی عبداللہ سولنگیؒ

۷۔ وڈیرہ حاجی محمدؒ

۸۔ حاجی میر محمد سیالؒ

۹۔ میر محمد شاہ سجاولؒ

۱۰۔ محمد ملوکؒ

۱۱۔ قاضی جمال الدینؒ

۱۲۔ حاجی محمد سلیمانؒ (مکہ مکرمہ)

۱۳۔ محمد اکرمؒ (سانگھڑ)

۱۴۔ حاجی نظر محمد (مدینہ منورہ)

۱۵۔ محمد وارثؒ

۱۶۔ علی محمد ملاح منچھر

۱۷۔ دریاخان ملاح منچھر

۱۸۔ عبدالرحمٰن ملاحؒ

۱۹۔ فقیر میاں نعمت اللہؒ

13 ۔ فقیر محمد موسیٰؒ

فقیر محمد موسیٰؒ حضرت میاں فقیر محمد وھیڑائیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ اڑل کے رہنے والے تھے۔ آپ ریاضت اور مجاہدے سے چالیس روز میں ولایت کے درجہ پر پہنچ گئے تھے۔ آپ بہت زیادہ روزے رکھتے تھے۔

14 ۔ فقیر میاں نعمت اللہؒ

فقیر میاں نعمت اللہؒ حضرت میاں فقیر محمد وھیڑائیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ درس و تدریس کے شعبہ سے تعلق رکھتے تھے۔

15 ۔ مخدوم محمد ہاشم بوبکائیؒ

مخدوم محمد ہاشم بوبکائیؒ حضرت خواجہ حسن جان نقشبندیؒ کے خاص مریدین میں شامل تھے۔ آپ عظیم محدث اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔

16 ۔ مخدوم حاجی محمد بوبکائیؒ

مخدوم حاجی محمد بوبکائیؒ حضرت خواجہ حسن جان نقشبندیؒ کے خاص مریدین میں شامل تھے۔ آپ مخدوم محمد ہاشم بوبکائیؒ کے بھائی تھے۔ آپ سلوک کی منازل طے کر کے طریقت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ آپ آستانہ کی مسجد میں اذان و اقامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔

17 ۔ حضرت عبداللطیف بختیار پوریؒ

حضرت عبداللطیف بختیار پوریؒ حضرت خواجہ حسن جان نقشبندیؒ کے خاص مریدین میں شامل تھے۔ آپ کے والد کا نام اخوند امید علیؒ تھا۔ آپ اپنے شیخ کی خدمت میں چالیس سال رہے۔

آپ کی وفات ۱۳۵۵ھ میں میر پور خاص کے مقام پر ہوئی اور بختیار پور کے آبائی قبرستان میں تدفین ہوئی۔

18 ۔ سید حاجی عبداللہ شاہ وھیڑائیؒ

سید حاجی عبداللہ شاہ وھیڑائیؒ حضرت خواجہ حسن جان نقشبندیؒ کے انتہائی باادب مریدین میں شامل تھے۔ آپ پیشہ کے اعتبار سے حکیم تھے۔ آپ عراق، شام اور حجاز مقدس کے سفر میں اپنے مرشد کے ہمراہ تھے۔

آپ کی وفات ۱۳۳۴ھ کو ہوئی۔ آپ کی اولاد نہیں تھی اس لئے آپ نے اپنا تمام مال و اسباب اپنے مرشد کے نام کر دیا تھا۔

19 ۔ حاجی فضل علی شاہؒ

حاجی فضل علی شاہؒ حضرت خواجہ حسن جان نقشبندیؒ کے انتہائی باادب مرید تھے۔ آپ سفر کے دوران اپنے شیخ کے ساتھ رہتے تھے۔ آپ سید عبداللہ شاہ وھڑائیؒ سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، تھر پارکر (سندھ)

(مخدوم ابوالقاسم نقشبندیؒ خلیفہ مخدوم آدم ٹھٹھویؒ)

1 ۔ حضرت میاں ابوالحسنؒ

حضرت میاں ابوالحسنؒ (خشت والے) حضرت مخدوم ابوالقاسم نقشبندیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ زہد و عبادت، ریاضات و مجاہدات کی طرف بہت راغب تھے۔ آپ اولیاء کرام کی ہم نشینی اور صحبت کے ہمیشہ مشتاق رہتے تھے۔

2 ۔ حافظ اسماعیل نقرجؒ

حافظ اسماعیل نقرجؒ حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندیؒ کے مرید تھے۔ ان کی صحبت میں رہ کر آپ نے ظاہری و باطنی علوم حاصل کئے۔ آپ " پین " تحصیل کپرہ ضلع تھرپارکر کے رہنے والے تھے۔ آپ نے ٹکھڑ میں قرآن حفظ کیا۔ ۱۳۲۲ھ میں آپ نے اپنے شیخ کے ساتھ حج کیا۔ آپ اوراد و وظائف کے پابند تھے اور عربی اور فارسی کے ماہر تھے۔ آپ کی وفات " پین " میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، ٹمیاری شریف (سندھ)

1 ۔ حضرت آغا عبدالرحیم مجددی فاروقی ؒ

حضرت آغا عبدالرحیم مجددیؒ حضرت شاہ ضیاء الحقؒ (عرف حضرت شہید) بن حضرت شاہ غلام نبی مجددیؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کا خاندان قندھار سے ہجرت کر کے ٹمیاری (سندھ) میں آباد ہو گیا تھا۔

آپ کی وفات ۱۴ر جمادی الاول ۱۳۱۳ھ کو ٹمیاری شہر میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

2 ۔ حضرت آغا عبدالحلیم مجددی فاروقیؒ

حضرت آغا عبدالحلیم مجددی فاروقیؒ حضرت خواجہ عبدالرحیم مجددیؒ کے صاحبزادے اور جانشین تھے۔ آپ حاجی آغا صاحب کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۶۶ھ کو قندھار کے محلّہ توفخانہ کوچہ بابیان کے اندر سرائے احمد شاہ (ابدالی) بابا میں ہوئی۔ آپ نے لطائف خمسہ کی تکمیل اپنے والد صاحب سے کی اور روحانی تعلیم و معرفت اپنے والد کے خلیفہ قاضی محمد ہارون (قوم پلی) سے کی۔ آپ تلاوتِ قرآن کریم اور مراقبہ کا بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۷ر محرم الحرام ۱۳۳۱ھ کو ۶۴ سال کی عمر میں ہوئی اور ٹمیاری میں اپنے والد کے برابر میں مدفون ہوئے۔

3 ۔ حضرت خواجہ غلام مجدد فاروقی مجددی ؒ (حضرت خواجہ عبدالرحیم فاروقیؒ)

حضرت خواجہ غلام مجدد فاروقی مجددیؒ حضرت خواجہ عبدالرحیم فاروقی ؒ کے پوتے اور خلیفہ تھے۔ آپ کے والد

گرامی کا نام حضرت خواجہ شاہ عبدالحلیم فاروقیؒ تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت ٦/رجب ١٣٠٠ھ بروز پیر ٹیاری، حیدرآباد (سندھ) میں ہوئی۔

آپ نے تعلیم اپنے جد امجد حضرت خواجہ عبدالرحیم فاروقیؒ، مولانا عزیز اللہ خان اور قاری عبدالرحمٰن سے حاصل کی۔ تعلیم کے دوران اپنے جد امجد سے بیعت ہو کر سلوک کے منازل بھی طے کرتے رہے اور تکمیل کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے فریضہ حج کی ادائیگی کے موقع پر مولانا عبدالحق مہاجر مکیؒ سے کتب احادیث پڑھیں۔

آپ نے تحریک خلافت، تحریک مسجد منزل گاہ سکھر اور تحریک پاکستان میں بھی حصہ لیا۔ آپ نے انگریزوں کے خلاف فتویٰ دے دیا تھا جس کی پاداش میں آپ کو دو سال کی قید ہوئی۔ اس قید کے دوران آپ نے قرآن کریم حفظ کرلیا۔

آپ کی وفات ١٦/جمادی الثانی ١٣٧٧ھ/٨/جنوری ١٩٨٥ء کو ہوا اور درگاہ ٹیاری شریف میں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے مولانا غلام رسول جان سرہندی درویش منش بزرگ ہیں۔

4 ۔ پیر غلام رسول جان مجددیؒ

پیر غلام رسول جان مجددیؒ حضرت خواجہ غلام مجدد فاروقی مجددیؒ کے صاحبزادے اور جانشین تھے۔ آپ کی ولادت ٦/شوال المکرّم ١٣٣١ھ بمطابق ٢/فروری ١٩١٤ء کو ٹیاری میں ہوئی۔ علومِ عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل آپ نے مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سے کی اور مفتی کفایت اللہؒ (دہلی) نے آپ کی دستار بندی کی۔ آپ نے حضرت انور شاہ کشمیری سےؒ سے درسی کتابیں پڑھیں۔ آپ کی وفات ٢٧/صفر المظفر ١٤١١ھ بمطابق ١٨/ستمبر ١٩٩٠ء کو ہوئی اور ٹیاری میں مدفون ہوئے۔

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ (ملا کا تیار) ۔ حیدرآباد

1 ۔ مخدوم محمد اسحاق سکھریہؒ (ملا کا تیار)

مخدوم محمد اسحاق سکھریہؒ (ملا کا تیار) میر پور خاص کے علاقہ سکھر کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شاہ عبدالرحیمؒ تھا۔ آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تعلیم ملا سورتیؒ سے حاصل کی۔ آپ اپنے والد کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کی وفات ١٨/ربیع الاول ١٤٠٩ھ بروز جمعرات ہوئی اور اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

2 ۔ سید میراں محمد شاہ ٹکھڑائیؒ

سید میراں محمد شاہ ٹکھڑائیؒ حضرت خواجہ عبدالقیوم مجددیؒ کے مرید تھے۔ آپ نے اپنے شیخ سے روحانی فیوضات و برکات حاصل کیں۔ آپ کی وفات جمادی الاول ۹ ۱۳۰۹ھ بروز پیر ہوئی۔

3 ۔ سید علی محمد شاہؒ (دائرہ والے)

سید علی محمد شاہؒ (دائرہ والے) سید نیک محمد شاہ کے فرزند تھے۔ آپ کی ولادت ہالا کے ایک گاؤں اڈیرو (سابقہ دائرہ شریف) میں ۵/رجب المرجب ۱۲۲۶ھ/۱۸۱۱ء کو ہوئی۔ علم شریعت کی تکمیل کے بعد آپ نے حضرت حاجی عبدالرحمٰن سرہندیؒ سے بیعت کر کے علم طریقت کی تکمیل کی۔ آپ کی وفات ۹/محرم الحرام ۱۲۸۷ھ بروز جمعرات ہوئی۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ مصلح المفتاح (سندھی)

۲۔ مختصر مصلح المفتاح (سندھی)

۳۔ مرغ کی اذان کی فضلیت (سندھی)

۴۔ بیاض سیدی (عربی و فارسی)

۵۔ زبدۃ الموالید (عربی)

4 ۔ حضرت عبداللہ ٹپٹائیؒ

حضرت عبداللہ ٹپٹائیؒ "ٹپٹ" گاؤں کے رہنے والے تھے اور پنھور قوم سے آپ کا تعلق تھا۔ علم طریقت کی تکمیل آپ نے حضرت خواجہ عبدالرحمٰن مجددیؒ سے بیعت ہو کر کی۔ آپ کی وفات ۱۳۲۵ھ میں ہوئی۔ آپ آخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔

5 ۔ حضرت اخوند امید علیؒ (ہالائی)

حضرت اخوند امید علیؒ (ہالائی) نے حضرت خواجہ عبدالقیوم مجددی قندھاریؒ سے بیعت کر کے طریقت اور تصوف کے اعلیٰ مدارج طے کئے۔ آپ کے والد کا نام حاجی عبداللہ ملا سانونڑیؒ تھا۔ آپ فارسی اور عربی کے علاوہ علم الجفر، علم عملیات اور علم عداد کے ماہر تھے۔ آپ کی وفات ۱۰/ربیع الاول ۱۲۹۸ھ کو ہوئی۔

6 ۔ حضرت الحاج محمد ہالائیؒ

حضرت الحاج محمد ہالائیؒ نے حضرت خواجہ حاجی عبدالرحمٰن مجددی فاروقیؒ سے بیعت کر کے روحانی مدارج کی تکمیل کی۔ آپ کے آباؤ اجداد ضلع دادو کے گاؤں "بوبک" کے رہنے والے تھے۔ آپ ہالا شہر میں آباد ہو گئے تھے۔

آپ کی وفات ماہ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ بروز جمعہ ہوئی۔

آپ کی تصانیف:

۱. **فتاویٰ محمدی** **(عربی و فارسی)**

۲. **فتاویٰ الحمدی** **(سندھی)**

۳. **شرح احادیث**

۴. **مسائل اربعین** **(سندھی)**

۵. **المسائل الخمسه فی دفع توهمات الشیعه**

۶. **تمام الغنایه ترجمه بدایة الهدایه**

۷. **حل الترکیب منطق**

۸. **دو و ایو** **(سندھی)**

۹. **کشف الجان** **(سندھی)**

۱۰. **حقوق الزوجین**

۱۱. **خلاصة الاصول**

۱۲. **عشرین مسائل** **(فارسی)**

آپ کے شاگرد و خلفاء:

۱۔ مولوی خلیفہ جان محمد بدینوی

۲۔ مولوی عبدالرحمٰن سمہ قرنائی

۳۔ مولوی قاضی میاں معین الدین

۴۔ مولوی خلیفہ حاجی محمد

۵۔ صاحبزدہ حاجی محمد اول

۶۔ صاحبزدہ حاجی محمد دوئم

۷۔ مولوی احمد

۸۔ مولوی میاں عبداللہ

۹۔ مولانا دین محمد وفائی

7 ۔ حضرت حاجی محمد علی ٹالپورؒ

حضرت حاجی محمد علی ٹالپورؒ حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندیؒ کے نامور خلفاء میں سے ہیں۔ آپ ٹنڈو جام، حیدرآباد کے رہنے والے تھے۔ آپ بہت بڑے عالم اور صاحبِ دل صوفی تھے۔ آپ کا زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت، مجاہدات و مراقبات اور درس و تدریس میں گزرتا تھا۔ آپ کی وفات ۱۳۴۷ھ میں ہوئی۔

8 ۔ حضرت حاجی علی محمد جروارؒ

حضرت حاجی علی محمد جروارؒ کا شمار حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی مجددیؒ کے خاص مریدین اور خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ اپنے وقت کے صالح، متقی اور پرہیزگار لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ کے خاندان میں زیادہ تر لوگ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے تھے لیکن آپ صحیح العقیدہ سنی تھے۔

9 ۔ حضرت حاجی نصیر لغاریؒ

حضرت حاجی نصیر لغاریؒ حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی فاروقیؒ کے مرید تھے۔ آپ نے ان سے سلوک کی تکمیل کی اور لطایف واذکار اور مراقبات سیکھے۔ آپ کثرت سے ذکر وفکر اور عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ ٹنڈو الہ یار کے گاؤں چنبڑہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کشفِ قبور، اجابتِ دعا اور صحت استخارہ میں شہرت رکھتے تھے۔

10 ۔ حضرت عبداللہ احمدانیؒ

حضرت عبداللہ احمدانیؒ حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی فاروقیؒ کے مرید تھے۔ آپ ٹنڈو الہ یار کے قریب ایک گاؤں میں رہتے تھے اور بلوچ قوم سے آپ کا تعلق تھا۔ آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل مولانا حاجی لعل محمد مٹیاری والےؒ سے کی۔ آپ کی وفات ۱۳۶۶ھ میں ہوئی۔

11 ۔ مخدوم عبداللطیف ہالائیؒ

مخدوم عبداللطیف ہالائیؒ حضرت خواجہ مخدوم غلام محمد ملکانیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ پیر فقیر محمد وھڑائیؒ آپ کے پیر بھائی تھے۔ آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔

12 ۔ حضرت مصطفیٰ صبغۃ اللہ شاہؒ

حضرت مصطفیٰ صبغۃ اللہ شاہؒ (المعروف پیر ایرانی) ایران کے شہر تہران میں ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حاجی علی آقا سرہنگؒ تھا۔ آپ کوہ مری کے قریب موہڑہ شریف کے مشہور آستانہ پر تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ محمد قاسمؒ سے بیعت کر کے نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ میں اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کا وصال ۲۵/ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ بمطابق ۲۷/دسمبر ۱۹۸۶ء کو ہوا اور خیر پور میں مدفون ہوئے۔

13 ۔ حضرت سید عبدالقادرؒ (تولیڑہ)

حضرت سید عبدالقادرؒ (تولیڑہ) کی ولادت ۱۲/ربیع الاول ۱۲۵۱ھ بروز پیر تھپلور (ضلع جالندھر، مشرقی پنجاب) میں ہوئی۔ آپ بچپن میں ہی اپنے والد کے سایہ سے محروم ہوگئے تھے۔

آپ نے روحانی علوم حضرت حاجی کرم بخش نقشبندیؒ سے سیکھے جو حضرت خواجہ قادر بخش جہاں خیلیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے قرآن، حدیث وتفسیر کی تعلیم مکمل کی اور روحانی تربیت کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے شیخ کے انتقال کے بعد حضرت سائیں توکل شاہ انبالویؒ کے حلقہ ادارت میں شامل ہوگئے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد آپ بھاولپور تشریف لے آئے اور پھر وہاں سے نقل مکانی کرکے حیدرآباد میں سکونت پذیر ہوگئے تھے۔

آپ کی وفات ۲۲/اگست ۱۹۶۰ء بمطابق ۱۰/ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ بروز منگل ہوئی۔

14 ۔ حضرت حکیم احمد حسینؒ

حضرت حکیم احمد حسینؒ کی ولادت ریاست الور، راجستھان کے قصبہ کوٹ قاسم میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام فخر الدین ولد فرید الدینؒ تھا جو حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے طب وحکمت کی تعلیم حکیم ظفر احمد خانؒ سے حاصل کی۔ آپ کے روحانی تعلیمات حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوریؒ سے حاصل کی۔ آپ کو سلوک کے منازل طے کرنے کے بعد خلافت اور اجازت سے نوازا گیا۔ آپ اپنے شیخ کے داماد بھی تھے۔

آپ پاکستان بننے کے بعد لاہور تشریف لائے۔ وہاں سے آپ آپ کے برادر نسبتی مرشد زادے علامہ مفتی محمد محمود الوریؒ نے حیدرآباد بلا لیا اور آپ نے حیدرآباد کے علاقے ہیرآباد میں رہائش اختیار کرلی۔ آپ نے ۱۹۷۳ء کو حج کی سعادت حاصل کی۔

آپ کی شہادت ایک کار ایکسیڈنٹ سے ۱۹/شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۲/جون ۱۹۸۲ء کو ہوئی اور کالی موری کے قبرستان میں نہر کے کنارے مدفون ہوئے۔

صوفیائے نقشبندیہ مجددیہ ۔ سکھر

1 ۔حضرت عبدالرحمٰن سکھریؒ

حضرت عبدالرحمٰن سکھریؒ حضرت خواجہ عبدالقیوم مجددی قندھاریؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کے والد کا نام مولانا کمال الدینؒ تھا۔ آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل حضرت مولانا خلیفہ محمد یعقوب ہمایونیؒ سے کی۔ آپ شریعت و طریقت کے سخت پابند اور عبادت گزار انسان تھے۔ آپ کی وفات ۲۳؍شوال المکرّم ۱۳۱۴ھ کو ستر سال کی عمر میں طاعون کی بیماری سے ہوئی۔

2 ۔ مخدوم محمد صالح وزیرآبادیؒ

مخدوم محمد صالح وزیرآبادیؒ حضرت خواجہ نظام الدین مجددیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ حکیم بھی تھے۔ آپ سکھر کے علاقہ " لکی " کے قریب وزیرآباد کے نام سے ایک گاؤں تھا وہاں کے رہنے والے تھے۔ آپ فارسی میں شاعری کرتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۲۶۸ھ میں ہوئی۔

3 ۔ حضرت محمد علی طالب بکھریؒ

حضرت محمد علی طالب بکھریؒ قلعہ بکھر کے قریب " رھی " نامی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حاجی محمد پناہؒ تھا۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ نظام الدین مجددی شکارپوریؒ سے بیعت کی اور ان کی صحبت میں رہ کر سلوک کے منازل طے کئے۔ آپ انتہائی پرہیزگار، نیک خصلت اور عاشقِ رسول ﷺ تھے۔

آپ کی وفات تیرھویں صدی ہجری کے آخیر میں ہوئی۔

صوفیائے نقشبندیہ مجددیہ ۔ نواب شاہ

1 ۔ حضرت مخدوم ابوالحسن ڈاھری نقشبندیؒ

حضرت مخدوم ابوالحسن ڈاھری نقشبندیؒ میاں بادل بن عبدالرشیدؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے حضرت ابوبکر

ہالائیؒ ، مولانا نوراللہ احمد آبادیؒ اور محمد خلیل بدخشانیؒ سے تعلیم حاصل کی۔ آپ مولانا عبدالرسول احمد آبادیؒ سے نقشبندی سلسلہ میں مستفیض ہوئے۔ آپ نے کئی کتابیں لکھیں، ان میں اہم کتاب " **نیابیع الحیوٰۃ الھدایہ** " تصوف پر ہے۔

2 ۔ اولیائے لواری شریف

لواری شریف کے سب سے پہلے بزرگ مخدوم محمد زمان اولؒ تھے جو حاجی عبداللطیف سہروردیؒ کے صاحبزادے تھے اور صاحبزادہ فیض اللہؒ بن مخدوم آدم ٹھٹھویؒ سے فیض یافتہ تھے۔ مخدوم محمد زمانؒ لواری شریف میں ۱۱۲۵ھ/۱۷۱۳ء کو پیدا ہوئے اور وہیں ۱۱۸۸ھ/۱۷۷۵ء میں وفات پائی۔ آپ نے ٹھٹھہ میں مخدوم محمد معینؒ کے شاگرد مولانا محمد صادقؒ سے تعلیم حاصل کی۔ آپ حضرت ابوالمسکین حاجی محمد ٹھٹھویؒ سے بیعت ہوئے جو مخدوم آدم ٹھٹھویؒ کے بیٹے مخدوم محمد اشرفؒ کے بیٹے تھے۔ بعد میں مخدوم زمانؒ نے صاحبزادہ گل محمدؒ کے پوتے محمد زمان ثانیؒ اور پڑپوتے محمد حسنؒ سے تعلیم حاصل کی۔

3 ۔ حضرت میاں پیر فیض محمدؒ

حضرتؒ میاں پیر فیض محمدؒ کی ولادت آبائی شہر قاضی احمد میں ۱۹۳۰ء میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام میاں پیر محمد بن میاں محمد شفیعؒ تھا۔

آپ نے طریقت کی تعلیم حضرت خواجہ گل حسن نقشبندی الوریؒ سے بیعت کر کے حاصل کی۔ آپ کی وفات ۱۱/نومبر ۱۹۹۵ء کو ہوئی۔

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ ۔ (خیارین شریف) نواب شاہ

1 ۔ مخدوم محمد یوسفؒ

مخدوم محمد یوسفؒ نے علوم باطنی کی تحصیل مخدوم محمد اسماعیل وسینؒ (ضلع بدین) سے کی جو مخدوم محمد ابراہیم مڈائی والاؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا زیادہ تر وقت عبادات، اوراد و وظائف میں گزرتا تھا۔ آپ کی وفات ۲/ربیع الاول کو خیارین شریف میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے مخدوم عبداللہؒ آپ کے جانشین ہوئے۔

2 ۔ مخدوم عبدالحقؒ (بنگلہ والے)

مخدوم عبدالحق (بنگلہ والے) مخدوم محمد یوسفؒ کے صاحبزادے اور سجادہ نشین تھے۔ آپ روحانیت کے بلند مقام پر فائز تھے۔ آپ کی وفات خیارین شریف میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

آپ کے خلفاء کرام:

۱۔ حافظ محمد حسین میمن

۲۔ محمد ابراہیم ثاعرف حاجی بھلارو

۳۔ میاں محمد شفیع پاٹائی

۴۔ حافظ ابوبکر سموں

۵۔ فقیر محمد پناہ شاہ لاشاری

3 ۔ حضرت شاہ فقیر اللہ علویؒ

حضرت شاہ فقیر اللہ علویؒ کے والد گرامی کا نام شاہ علاء الدین جلال آبادیؒ تھا۔ آپ کی ولادت گیارویں صدی ہجری کے اوائل میں افغانستان کے علاقے "روتاس" میں ہوئی۔ آپ وہاں سے ہجرت کر کے کچھ عرصہ قندھار میں رہے پھر ۱۱۵۰ھ میں شکار پور (سندھ) میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ علوم ظاہریہ کی تحصیل آپ نے افغانستان اور ہندوستان میں کی۔ علوم باطنی کے لئے آپ نے حضرت شیخ محمد مسعود دائمؒ (خلیفہ حضرت شیخ محمد سعید لاہوریؒ) سے بیعت ہوکر اسباق سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کا ۳۹۰ مکتوبات کا مجموعہ ہے۔ آپ نے احمد شاہ ابدالی، شاہ ولی خان، نصیر خان والی قلات، محمد سرفراز خان کلہوڑہ، محمد خان (مکران) کو خطوط لکھے ان کے علاوہ آپ نے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھویؒ، ملا محمد معین ٹھٹھویؒ، عبدالرؤف ہالاکندیؒ، سید محمد راشد بن سید محمد بقاؒ کو بھی خطوط لکھے۔

آپ کی وفات ۳/صفر المظفر ۱۱۹۵ھ بمطابق ۲۹/دسمبر ۱۷۸۱ء کو بروز پیر ہوئی اور شکار پور میں مدفون ہوئے۔

آپ کی تصانیف:

۱. **فتح العجیل فی المدارج التکمیل**

۲. **براھین النجات من مصائب الدنیا و العرصات**

۳. فیوضات الیٰهیه

۴. طریق الارشاد فی تکمیل المومنین و الاولاد

۵. منتخب الاصول

۶. وثیقه الاکابر

۷. قطب الارشاد

۸. فتوحاتِ غیبیه فی شرح عقائد الصوفیه

۹. جواهر الاوراد

۱۰. قصیده مبروره

۱۱. کتاب ازهار فی ثبوت الاثار

۱۲. فوائد فقیر اللّٰه

۱۳. شرح قصیده بانت السعاد

۱۴. ملفوظات و عملیات

۱۵. شرح ابنات مشکل مثنوی

۱۶. ملفوظات

۱۷. مکتوبات شاه فقیر اللّٰه علوی ؒ

4 ۔ حضرت حاجی قائم شکارپوری ؒ

حضرت حاجی قائم شکارپوری ؒ حضرت شاہ فقیراللہ علوی ؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ شعروشاعری سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۱۷۱ھ میں اپنے شیخ کی حیات میں ہوگئی تھی۔

5 ۔ حضرت خواجہ نظام الدین شکارپوری ؒ

حضرت خواجہ نظام الدین شکارپوری ؒ کے والد گرامی کا نام حضرت خواجہ غلام محی الدین ؒ تھا۔ آپ کی پیدائش پشاور

میں ہوئی۔ آپ نے سلوک کے منازل اپنے دادا حضرت خواجہ محمد صادق ؒ (حضرت غلام صادق بن غلام محمد المقلب بہ معصوم ثانی ؒ) طے کیں۔ آپ حج کے سفر کے بعد سندھ کے علاقہ شکار پور میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ آپ کی تصانیف میں " اسرار و رموز نقشبندیہ " مشہور ہے۔

آپ کی وفات ۱۷/رجب المرجب ۱۲۷۳ھ کو بروز ہفتہ ہوئی اور لکی دروازے کے قریب سپرد خاک ہوئے۔

6 ۔ حضرت خواجہ امام الدین مجددی ؒ

حضرت خواجہ امام الدین مجددی ؒ حضرت خواجہ نظام الدین شکار پوری ؒ کے صاحبزادے اور جانشین تھے۔ آپ نے ۱۲۹۲ھ میں آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی وفات ۱۲۹۲ھ میں ہوئی۔

7 ۔ حضرت محمد قاسم گڑھی یاسینی ؒ

حضرت محمد قاسم گڑھی یاسینی ؒ کی ولادت ۱۶/ربیع الاخر ۱۳۰۵ھ کو ہوئی۔ آپ کی والد گرامی کا نام مولانا محمد ہاشم ؒ (صاحب التکبیر) تھا۔ آپ نے عربی اور فارسی کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پھر مشہور عالم علامہ عبدالغفور ہمایونی ؒ سے دیگر کتب پڑھیں۔ علوم باطنی کے لئے آپ نے اپنا مرشد حضرت خواجہ عبدالرحمٰن مجددی ٹھکرائی ؒ کو بنایا۔ عبادات اور ریاضات کے ذریعہ اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ " فتاویٰ قاسمیہ " کے نام سے موجود ہے۔

آپ کی وفات ۴۴ سال کی عمر میں ۱۷/ذی القعدہ ۱۳۴۹ھ کو ہوا اور اپنے والد کے برابر میں مدفون ہوئے۔

صوفیائے نقشبندیہ مجددیہ ۔ خیر پور

1 ۔ مخدوم محمد اسماعیل پریاں لوئی

مخدوم محمد اسماعیل پریاں لوئی ؒ ریاست خیر پور میرس ضلع گمبٹ کے قصبہ " پریاں لوء " کے رہنے والے تھے۔ آپ تحریر و کتابت میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے قرآن پاک بھی تحریر کیا تھا۔ آپ شریعت کے سخت پابند تھے۔ فقہی مسائل پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ آپ کی وفات ۸/ربیع الاول ۱۱۷۴ھ بروز پیر ہوئی۔

2 ۔ مخدوم عبدالخالق بن مخدوم ضیاءالدینؒ

مخدوم عبدالخالق بن مخدوم ضیاءالدینؒ مخدوم محمد اسماعیل پریاں لوئیؒ کے نواسے تھے۔ آپ مخدوم عاقل بن مخدوم احمدیؒ کے انتقال کے بعد ۱۲۳۲ھ کو سجادہ نشین ہوئے۔ آپ نے علم معرفت کا حصول حضرت شاہ فضل اللہ (جو حضرت شاہ صفی اللہؒ کے بھائی تھے) سے کیا۔ آپ نے علم الحدیث میں ایک کتاب "منتخب جامع الصغیر" تالیف کی۔

آپ کی وفات ۱۸/رجب المرجب ۱۲۶۸ھ بروز ہفتہ ہوئی۔

3 ۔ مخدوم محمد عاقل بن مخدوم عبدالخالقؒ

مخدوم محمد عاقل بن مخدوم عبدالخالقؒ اپنے والد کے بعد ۱۲۶۸ھ میں ان کے جانشین بنے۔ آپ نے معرفت و طریقت کی تکمیل حضرت خواجہ عبدالباقی مجددیؒ سے وابستہ ہو کر کی۔ آپ ان کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ ختم خواجگان نقشبندیہ پڑھنے میں کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے۔ آپ کی وفات ۶/شعبان المعظم ۱۳۹۳ھ کو شکارپور میں ہوئی۔

آپ کی چند تصانیف:

۱۔ منبع المعانی

۲۔ جواب بالصواب

۳۔ انشاء مرغوبی

۴۔ آئینہ جہاں نما

۵۔ ریاض المحافل

4 ۔ مخدوم عطاء محمد المعروف بہ مخدوم اللہ بخشؒ

مخدوم عطاء محمد المعروف مخدوم اللہ بخشؒ کے والد کا نام مخدوم محمد عاقل بن مخدوم عبدالخالقؒ تھا۔ آپ نے علوم ظاہریہ کی تعلیم حضرت مخدوم عبدالخالق بن مخدوم ضیاءالدینؒ سے حاصل کی۔ آپ نے صحاح ستہ، کنزالدقائق، ھدایہ اور شرح وقایہ کی تعلیم حاصل کی۔ علوم باطنی کی تکمیل آپ نے حضرت مخدوم عبدالخالقؒ کے پاس رہ کر کی۔

5 ۔ حضرت سید محمد بقا شہیدؒ

حضرت سید محمد بقا شہیدؒ کے والد کا نام سید امام شاہؒ تھا۔ آپ کی ولادت یکم شعبان ۱۱۳۵ھ کو رسول پور عرف سائندی ریاست خیر پور میں ہوئی۔ آپ کا شجرہ حضرت علی المرتضیٰؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد میں حضرت سید علی لکیاریؒ پہلے بزرگ ہیں جو سندھ میں آکر ۵۲۰ھ/ ۱۱۲۷ء میں آباد ہوئے۔

پہلے آپ نے قادریہ سلسلہ کے ایک بزرگ سے بیعت ہو کر علوم شریعت اور طریقت سیکھے۔ پھر آپ نے حضرت مخدوم محمد اسماعیل پریاں لوئیؒ سے بیعت کر کے سلسلہ نقشبندیہ میں روحانی فیوضات و برکات حاصل کئے اور درجہ کاملیت پر پہنچے۔ حضرت مخدوم پریاں لوئیؒ کے بعد آپ نے مخدوم احمدیؒ کی صحبت اختیار کی۔ آپ اپنے شہر رسول پور جسے ؒ
ننڈی سائیندیؒ کہا جاتا تھا ہجرت کر کے موضع رحیم دنہ کلہوڑ و دیہہ فرید آباد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

آپ کو دینی کتب سے بہت محبت تھی، ایک جگہ سے کتابوں کا گٹھر لا رہے تھے کہ ڈاکوؤں نے آپ پر حملہ کر کے شہید کر دیا، ان کو کتابوں کے علاوہ آپ کے پاس سے کچھ نہ ملا۔ آپ کی شہادت ۹ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ کو ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی۔

6 ۔ حضرت سید محمد راشد شاہؒ (روضے دھنی)

حضرت سید محمد راشد شاہؒ (روضے دھنی) سید علی مکی لکیاریؒ کی اولاد میں حضرت سید محمد بقا شہیدؒ کے فرزند تھے۔ آپ کی ولادت یکم شعبان ۱۱۷۰ھ کو گوٹھ رحیم ڈنہ کلہوڑہ میں ہوئی۔ علوم ظاہری کی تعلیم آپ نے حضرت فقیر اللہ شاہ علوی اور مولانا محمد عاریجوؒ سے حاصل کی۔ علوم باطنیہ کے سلوک کی تعلیم آپ نے اپنے والد سید محمد بقا شہیدؒ سے حاصل کی۔

آپ کی وفات یکم شعبان ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ء کو ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی۔ اور پرانی درگاہ، گوٹھ رحیم ڈنہ کلہوڑہ میں مدفون ہوئے۔ آپ نے اپنے بیٹے سید صبغۃ اللہ شاہ کو اپنا وارث بنایا اور ان کی دستار بندی کی۔ وہ بعد میں پیر پگاڑہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ انہوں نے حُر جماعت قائم کی جو سید احمد بریلویؒ کی جماعت کی طرح تھی۔

حضرت صبغت اللہؒ کے جانشین ان کے صاحبزادے سید علی گوہرؒ تھے جن کا انتقال ۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۷ء میں ہوا۔ پھر ان کے جانشین ان کے بیٹے حزب اللہؒ تھے جن کا انتقال ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۰۹ء میں ہوا۔ پھر ان کے صاحبزادے صبغت اللہ ثانیؒ کے خلاف انگریزوں نے سازشیں کیں اور ان کو انتہائی تکالیف پہنچائیں۔ ان کا انتقال ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء کو

ہوا۔

حضرت سید محمد راشدؒ کے خلفاء عظام:

۱۔ محمد حسین مہیسرؒ

۲۔ خلیفہ سوئیؒ (جن کے سلسلے میں بھرہونڈی اور پھرامروٹ والے بزرگ ہوئے)

۳۔ خلیفہ محمودؒ (قریہ گنور خان)

۴۔ میرپور ماتھلو کے خلیفہ

۵۔ نبی بخش لغاریؒ مٹھی والے

۶۔ گل محمد ہالائیؒ (مصنف دیوانِ گل)

7 ۔ حضرت حافظ سید مقصود علی مدظلہ

حضرت حافظ سید مقصود علی حضرت مفتی محمد محمود الوریؒ میں مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت یکم جنوری ۱۹۳۶ء کو موضع کھیڑلہ تحصیل نوح ضلع گڑگاؤں (بھارت) میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام سید منظور علیؒ تھا۔ آپ نے قرآن کی تعلیم مفتی شاہ محمد مظہر اللہؒ اور مفتی مشرف احمدؒ سے حاصل کی اور قرآن حفظ کیا۔ آپ ۱۹۴۷ء کو پاکستان تشریف لے آئے اور یہاں اردو اور اسلامیات میں ایم اے کیا۔ آپ نے گورنمنٹ کالج خیرپور میں بحیثیت پرنسپل خدمات انجام دیں۔

صوفیائے نقشبندیہ مجددیہ ۔ لاڑکانہ

1 ۔ حضرت فقیر عثمان لاڑکانویؒ

حضرت فقیر عثمان لاڑکانویؒ نے نوشہرو فیروز کی مشہور روحانی شخصیت مخدوم عبدالحئی نقشبندیؒ سے بیعت ہو کر روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔ ان کے بعد ان کے ایک خلیفہ حضرت فقیر خیر محمد ہسبانیؒ کی صحبت میں رہ کر روحانی ترقی کی۔ آپ کی ولادت لاڑکانہ کے ایک گاؤں " سانگین " میں ۱۱۹۷ھ میں ہوئی۔

آپ کی وفات ۷۵ سال کی عمر میں ۱۲۷۹ھ/۱۸۶۰ء میں ہوئی۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ پیر مٹھا، لاڑکانہ

تاج الاولیاء حضرت خواجہ فضل علی عباسی قریشیؒ (خلیفہ حضرت خواجہ سراج الدینؒ)

حضرت خواجہ محمد عبدالغفارؒ المعروف پیر مٹھاؒ

حضرت خواجہ محمد عبدالغفارؒ المعروف پیر مٹھاؒ (رحمت پوری) حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں جلال پور پیراں والہ (ملتان) کے قریب ایک گاؤں لنگر شریف میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولانا یار محمدؒ تھا۔ آپ کا گھرانہ ایک علمی گھرانہ تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا امام دین صاحب، مولانا محمد اشرف صاحب، حضرت شاہ ولی اللہ اور مولانا محمد عاقل سے دینی تعلیم، عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت قاری مطیع اللہ صاحب سے تجوید وقرأت سیکھی۔ آپ ماہر قاری تھے۔ آپ کچھ عرصہ ڈیرہ نواب میں مولوی نظام دین صاحب سے بھی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

آپ حضرت حافظ فتح محمد صاحب ساکن جلال پور پیراں والہ سے طریقہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہو گئے۔ حضرت حافظ صاحبؒ مستجاب الدعوات، عالم باعمل، متقی ومتوکل بزرگ تھے۔ حضرت حافظ صاحبؒ کے انتقال کے بعد مولانا الٰہی اور سید کرم علی شاہؒ کی ترغیب پر حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے۔ آپ کے بیعت ہونے کے بعد مختصر عرصہ میں سلطان الاذکار تک تمام لطائف جاری ہو گئے۔ بہت کم عرصہ میں آپ نے سلوک کی تمام منازل طے کرلیں اور حضرت قریشیؒ نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔ آپ نے اپنی بقیہ زندگی کا بیشتر حصہ اندرون سندھ دین کی تبلیغ واشاعت میں گزارا۔ پنجاب میں آپ کا مرکز عاشق آباد میں تھا۔ آپ نے اپنے والد اور دو بھائیوں کو بھی حضرت قریشیؒ سے بیعت کروایا۔ آپ کی مادری زبان سرائیکی تھی۔ آپ کا لہجہ، اخلاق کریمانہ اور گفتگو اس قدر دل نشین ہوتی کہ دل کو موہ لیتی تھی۔ جو ایک بار آپ کی گفتگو سنتا اس کی آرزو ہوتی کہ دوبارہ سنے۔ اس وجہ سے ان کا نام ہی پیر مٹھا پڑ گیا۔ آپ شعر گوئی کا ذوق بھی رکھتے تھے۔

درگاہ رحمت پور کے قیام کے دوران آپ نے شریعت وطریقت کی ترویج واشاعت کے لئے کارہائے نمایاں انجام دئے۔ اندرون ملک کے علاوہ بنگال اور ایران تک آپ کا پیغام پہنچا۔ لاکھوں کی تعداد میں دین سے دور، نفس اور شیطان کے پھندوں میں جکڑے ہوئے لوگوں کی اصلاح ہوئی۔ کثیر تعداد میں چور، ڈاکو اور شرابی تائب ہو کر متقی وپرہیزگار بن گئے۔

آپ جب سفر پر جاتے تھے تو نمک مرچ، ستو اور میٹھی روٹی ساتھ رکھتے تھے۔ آپ سنت رسول ﷺ کی سخت پابندی کرتے تھے۔ آپ کے خلفاء کی تعداد ۱۴۰ بتائی جاتی ہے، سندھ، پنجاب، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ میں تبلیغ دین کی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے اجل خلیفہ حضرت سوہنا سائیںؒ آپ کے منظورِ نظر تھے۔

آپ کا انتقال ۸۴ سال کی عمر میں ۸/شعبان ۱۳۸۴ھ/۱۲/دسمبر ۱۹۶۴ء کو ہوا اور درگاہ رحمت پور، لاڑکانہ میں آخری آرام گاہ پائی۔ آپ نے اپنا جانشین اپنے خلیفہ حضرت الحاج اللہ بخش عباسی عرف سوہنا سائیںؒ کو بنایا۔

آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادے حضرت مولانا محمد خلیل الرحمٰن اور دو صاحبزادیاں ہیں۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ داستانِ عشق (فارسی)

۲۔ منقبت شریف (اپنے پیر کی شان میں، اردو)

۳۔ رسالہ وردالقاری (فارسی)

۴۔ بیاض فضلیہ (فارسی، اردو، سرائیکی)

۵۔ ملفوظات شریف خواجہ فضل علی قریشیؒ (اردو)

۶۔ رسالہ الفقہ (عربی)

۷۔ کتاب مجمع الفوائد (انتخاب مسائل تصوف از کتب مختلفہ)

۸۔ رسالہ انتخاب احادیث (عربی)

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت خواجہ اللہ بخش عباسی المعروف سوہنا سائیں

۲۔ حضرت صاحبزادہ محمد خلیل الرحمانؒ (رحمت پور، لاڑکانہ)

۳۔ حضرت سید غلام حسین شاہ بخاری (قنبر)

۴۔ حضرت خلیفہ نور محمد (نور پور، گمبٹ)

۵۔ حضرت خواجہ محمد الٰہی بخش انصاری (محبوب الٰہی) (ماتلی)

۶۔ حضرت سید عبداللہ شاہ بخاری (رحمت پور، لاڑکانہ)

۷۔ حضرت خلیفہ محمد ایوب عباسی (رحمت پور، لاڑکانہ)

۸۔ حضرت خلیفہ محمد علی کودرانی (لاڑکانہ)

۹۔ حضرت خلیفہ محمد سعد اللہ سومرو (لاڑکانہ)

۱۰۔ حضرت خلیفہ حبیب اللہ سومرو (لاڑکانہ)

۱۱۔ حضرت مفتی محمد صالح بھٹو نعیمی

۱۲۔ حضرت خلیفہ عبدالکریم منگی (لاڑکانہ)

۱۳۔ حضرت خلیفہ اللہ ڈینو

۱۴۔ حضرت خلیفہ غلام محمد بھٹی

۱۵۔ حضرت خلیفہ حافظ محمد صادق سندیلو (رحیم یارخان)

۱۶۔ حضرت خلیفہ مولانا فضل الٰہی (سونو، جتوئی)

۱۷۔ حضرت خلیفہ مولا بخش جتوئی (لاڑکانہ)

۱۸۔ حضرت خلیفہ محمد حسن جٹیال (لاڑکانہ)

۱۹۔ حضرت خلیفہ محمد ابراہیم جٹیال (لاڑکانہ)

۲۰۔ حضرت خلیفہ محمد بشیر چوہان (لاڑکانہ)

۲۱۔ حضرت خلیفہ قاری عبدالحمید قریشی (لاڑکانہ)

۲۲۔ حضرت خلیفہ حافظ محمد بروہی (لاڑکانہ)

۲۳۔ حضرت خلیفہ قاری خان محمد پنہور

۲۴۔ حضرت خلیفہ مفتی اللہ ڈینو جمیرانی

۲۵۔ حضرت خلیفہ پیر بخش بروہی (بدین)

۲۶۔ حضرت خلیفہ انوارالدین فاروقی (کوئٹہ)

۲۷۔ حضرت خلیفہ محمد صدیق بروہی (یواےای)

۲۸۔ حضرت خلیفہ غلام رسول چانڈیو

۲۹۔ حضرت خلیفہ علی گل مغیری

۳۰۔ حضرت خلیفہ غلام صدیق بروہی

۳۱۔ حضرت خلیفہ مولانا عبدالحلیم شہدادکوٹی

۳۲۔ حضرت خلیفہ حافظ محمد زمان مگسی

۳۳۔ حضرت خلیفہ خدابخش سولنگی

۳۴۔ حضرت خلیفہ امیرالدین مگسی

۳۵۔ حضرت خلیفہ ریاض محمد چانڈیو

۳۶۔ حضرت خلیفہ بشیر احمد وادھو

۳۷۔ حضرت خلیفہ رحیم داد

۳۸۔ حضرت خلیفہ محمد سلیمان کلہوڑو

۳۹۔ حضرت خلیفہ ناصر احمد کھوسو

۴۰۔ حضرت خلیفہ عبدالرحمان ایری نگری

۴۱۔ حضرت خلیفہ محمد تقی شاہ

۴۲۔ حضرت خلیفہ بھلے رکھیو شاہ

۴۳۔ حضرت خلیفہ صالح محمد شاہ

۴۴۔ حضرت خلیفہ سید علی محمد شاہ

۴۵۔ حضرت خلیفہ محمد بخشل سودھار

۴۶۔ حضرت خلیفہ مولوی یار محمد جویو

۴۷۔ حضرت خلیفہ اللہ دتہ کھوسو

۴۸۔ حضرت خلیفہ سید غلام قادر شاہ

۴۹۔ حضرت خلیفہ حافظ محمد الیاس

۵۰۔ حضرت خلیفہ حافظ محمد صالح سوہو

۵۱۔ حضرت خلیفہ مفتی محمد ماحصار

۵۲۔ حضرت خلیفہ در محمد چانڈیو

۵۳۔ حضرت خلیفہ عبدالسلام چانڈیو

۵۴۔ حضرت خلیفہ مشتاق احمد جمالی

۵۵۔ حضرت خلیفہ قاضی نصیرالدین ہاشمی

۵۶۔ حضرت خلیفہ عبداللہ شاہ

۵۷۔ حضرت خلیفہ محمد عمر پنہور

۵۸۔ حضرت خلیفہ گل حسن جوکھیو

۵۹۔ حضرت خلیفہ مولوی کریم بخش آگرو

۶۰۔ حضرت خلیفہ مولوی ولی محمد میمن

۶۱۔ حضرت خلیفہ محمد موسیٰ رند

۶۲۔ حضرت خلیفہ سید امیرالدین شاہ

۶۳۔ حضرت خلیفہ محمد اسماعیل دیپار

۶۴۔ حضرت خلیفہ محمد ایوب چانڈیو

۶۵۔ حضرت خلیفہ عاشق محمد سیال

۶۶۔ حضرت خلیفہ محمد علی بوزدار

۶۷۔ حضرت خلیفہ سید ناصرالدین شاہ

۶۸۔ حضرت خلیفہ اللہ بچایو لغاری (جھل وارو)

۶۹۔ حضرت خلیفہ فاضل احمد بروہی

۷۰۔ حضرت خلیفہ حافظ نور محمد راجپر

۷۱۔ حضرت خلیفہ حکیم اللہ بخش پٹھان (کوٹ لالو)

۷۲۔ حضرت خلیفہ غلام قادر میمن

۷۳۔ حضرت خلیفہ عبدالستار جتوئی

۷۴۔ حضرت خلیفہ سید علی گوہر شاہ جیلانی

۷۵۔ حضرت خلیفہ حاجی خیر محمد کلہوڑو

۷۶۔ حضرت خلیفہ حاجی بخش علی کھوسو

۷۷۔ حضرت خلیفہ مفتی عبدالرحمان واگان

۷۸۔ حضرت خلیفہ شفیع محمد کوریجو

۷۹۔ حضرت خلیفہ مولوی نبی بخش ہمارو

۸۰۔ حضرت خلیفہ غلام جعفر سہتیو

۸۱۔ حضرت خلیفہ محمد یوسف چنا

۸۲۔ حضرت خلیفہ حاجی عطا محمد مجائی

۸۳۔ حضرت خلیفہ میر محمد شیر

۸۴۔ حضرت خلیفہ محمد داؤد شیر بلوچ

۸۵۔ حضرت خلیفہ نورالدین شیر بلوچ

۸۶۔ حضرت خلیفہ محمد علی بھٹی

۸۷۔ حضرت خلیفہ رحمت اللہ سہتیو

۸۸۔ حضرت خلیفہ مولوی محمد یوسف پنہور

۸۹۔ حضرت خلیفہ مولوی عبدالکریم پنہور

۹۰۔ حضرت خلیفہ عبدالکریم کلیری

۹۱۔ حضرت خلیفہ پیر بخش کلیری

۹۲۔ حضرت خلیفہ سبحان بخش قریشی (روہڑی)

۹۳۔ حضرت خلیفہ عبدالواحد بھٹو

۹۴۔ حضرت خلیفہ خاوند بخش بھٹو

۹۵۔ حضرت خلیفہ اللہ ورایو ببر

۹۶۔ حضرت خلیفہ حافظ کریم بخش بلوچ

۹۷۔ حضرت خلیفہ حافظ خدا بخش واریا

۹۸۔ حضرت خلیفہ محمد سعید

۹۹۔ حضرت خلیفہ امیر الدین بھٹو

۱۰۰۔ حضرت خلیفہ حبیب الرحمان غفاری

۱۰۱۔ حضرت خلیفہ سردار احمد

۱۰۲۔ حضرت خلیفہ جلال الدین ایرانی

۱۰۳۔ حضرت خلیفہ عبدالکریم بگتی

1 ۔ حضرت خواجہ اللہ بخش عباسی المعروف پیر سوہنا سائیںؒ

حضرت خواجہ اللہ بخش عباسی المعروف سوہنا سائیںؒ حضرت خواجہ محمد عبدالغفارؒ المعروف پیر مٹھاؒ (رحمت پوری) کے خلیفہ تھے۔ آپ کنڈیارو کے قصبہ خانواہن (نوشیرو فیروز) کے قریشی عباسی خاندان کے چشم چراغ تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۰/ مارچ ۱۹۱۰ء میں ہوئی۔ آپ پیر سوہنا سائیں کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ بچپن سے ہی بہت نیک طبیعت تھے۔ آپ نے دینی اور زراعت کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے گیریلو ضلع لاڑکانہ کے مدرسہ سے درسِ نظامی کی تعلیم مولانا رضا محمد صاحب سے حاصل کی۔ جب آپ پانچ سال کے تھے تو آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا تھا۔

آپ کا رجحان تصوف کی طرف مائل ہوا تو آپ نے حضرت فضل علی قریشیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ نے سلوک کے مدارج طے کرنے شروع کر دیئے۔ آپ پر وجد و جذبہ کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ آپ کی حضرت فضل علی قریشیؒ سے دوسری ملاقات جلال پور پیراوالہ کے جلسے میں ہوئی اور حضرت اقدسؒ نے آپ کے اسباق میں اضافہ کیا۔ حضرت قریشیؒ کے وصال کے بعد آپ نے حضرت خواجہ محمد عبدالغفارؒ المعروف پیر مٹھاؒ (رحمت پوری) سے تجدید بیعت کی اور تکمیلِ سلوک کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت پیر مٹھاؒ نے اپنی حیات میں آپ کو نماز کے لئے اپنے مصلہ پر کھڑا کرتے اور خود مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھتے تھے۔ آپ ذکر و مراقبہ کے حلقہ کروایا کرتے تھے۔ آپ تیس سال

تک اپنے مرشد کی صحبت میں رہے۔

آپ نے ۱۳۸۴ھ میں درگاہ فقیر پور کی بنیاد رکھی اور اسے اپنا مرکز قائم بنایا۔ آپ مختلف علاقوں میں اپنے خلفاء و مبلغین کے وفود بھیجتے تھے۔ آپ نے ملک کے مختلف حصوں میں مراکز و مدرسے قائم کروائے جہاں لنگر کا انتظام بھی ہوتا تھا۔ ۱۹۷۱ء میں آپ نے ادارہ تبلیغ روحانیہ و جماعت اصلاح المسلمین کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ اس کے علاوہ آپ کی ایک تنظیم ''جمعیت علماء روحانیہ غفاریہ'' ملک کے مختلف حصوں میں اصلاح امت کا کام کر رہی ہے۔

آپ کی وفات ۶ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۸۳ء بروز پیر ہوئی۔ آپ اپنی خانقاہ اللہ آباد، کنڈیارو سندھ میں سپرد خاک ہوئے۔ آپ کے ۱۴۰ خلفاء ہیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ خواجہ محمد طاہر عباسی المعروف سجن سائیں آپ کے جانشین اور سجادہ نشین ہیں۔

آپ کے چند خلفاء کرام:

۱۔ حضرت حاجی خیر محمد عباسی صاحب ۲۔ حضرت مولانا جان محمد سولنگی صاحب

۳۔ حضرت صاحبزادہ خواجہ محمد طاہر عباسی المعروف سجن سائیں (جانشین)

۴۔ حضرت مولانا رفیق احمد شاہ قریشی (مسکین پور، مظفر گڑھ)

۵۔ حضرت مولانا سید محمد جیال شاہ جیلانی (جیکب آباد)

۶۔ حضرت مولانا محمد ادریس ڈاہری (مورو، سندھ)

۷۔ حضرت مولانا ریاست علی بخشی طاہری (نارووال، پنجاب)

۸۔ حضرت اسماعیل شاہ بخشی طاہری (راولپنڈی)

۹۔ حضرت مولانا رحمت اللہ قریشی (کراچی)

۱۰۔ حضرت مولانا محمد رمضان لاکھو (کراچی)

۱۱۔ حضرت مولانا حاجی عبدالغفور مری بلوچ (کراچی)

۱۲۔ حضرت مولانا حاجی احمد حسین لاشاری (واراہ، سندھ)

۱۳۔ حضرت مولانا حاجی خیر محمد عباسی (حیدر آباد، سندھ)

۱۴۔ حضرت مولانا صدیق احمد ناصر (ساؤتھ امریکہ)

۱۵۔ حضرت مولانا غلام مرتضیٰ عباسی	(اللہ آباد، کنڈیارو)
۱۶۔ حضرت مولانا عبدالرب بنگالی	(کراچی)
۱۷۔ حضرت مولانا سرداراحمد ثانی	(نواب شاہ)
۱۸۔ حضرت مولانا عبدالرحمان جٹ	(ماتلی، بدین)
۱۹۔ حضرت مولانا حاجی محمد صدیق بروہی	(یواےای)
۲۰۔ حضرت مولانا عبدالکریم قریشی	(دادو)
۲۱۔ حضرت مولانا سید نصیرالدین شاہ	(اللہ آباد، کنڈیارو)
۲۲۔ حضرت حاجی بخشیل صاحب	(درگاہ فقیرپور، دادو)
۲۳۔ حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب لانگری	(فقیرپور)
۲۴۔ حضرت علامی الحاج مفتی کریم بخش	(ملیر، کراچی)
۲۵۔ حضرت مفتی عبدالرحمان صاحب	(اللہ آباد، کنڈیارو)
۲۶۔ حضرت مولانا بشیراحمد	(فقیرپور)
۲۷۔ حضرت مولوی محمد داوٗد	(خیرپورمیرس)
۲۸۔ حضرت حاجی محمد علی بوزدار	(درگاہ طاہرآباد، ٹنڈو اللہ یار)
۲۹۔ حضرت حاجی عاشق محمد سیال	(ٹنڈو اللہ یار)
۳۰۔ حضرت مولانا فضل محمد بروہی	(فقیرپور)
۳۱۔ حضرت حاجی خیر محمد کلہوڑو	(کنڈیارو)
۳۲۔ حضرت مولوی نثاراحمد کھوسو	(فقیرپور)
۳۳۔ حضرت مولانا غلام قادر میمن	(مورو)
۳۴۔ حضرت قاری خان محمد	(لاڑکانہ)
۳۵۔ حضرت مشتاق احمد شر	(کنڈیارو)
۳۶۔ حضرت غلام مرتضیٰ عباسی	(کنڈیارو)

۳۷۔ حضرت محمد بخش گبول	(اللہ آباد)
۳۸۔ حضرت مولانا گل محمد چانڈیو	(اللہ آباد)
۳۹۔ حضرت مولانا محمد قاسم گبول	(کنڈیارو)
۴۰۔ حضرت مولانا محمد یار سبزوئی	(کنڈیارو)
۴۱۔ حضرت حاجی محمد عثمان چنا	(کنڈیارو)
۴۲۔ حضرت حاجی محمد صدیق میمن	(مورو)
۴۳۔ حضرت مولانا فتح محمد سومرو	(مورو)
۴۴۔ حضرت سید محمد مٹھل شاہ	(نواب شاہ)
۴۵۔ حضرت مولانا محمد رحیم	(مورو)
۴۶۔ حضرت مولانا اللہ ورایو	(فقیر پور)
۴۷۔ حضرت حاجی عبدالسلام	(دادو)
۴۸۔ حضرت حاجی محمد ابراہیم	(شکار پور)
۴۹۔ حضرت مولانا محمد حسن اوٹھو	(نواب شاہ)
۵۰۔ حضرت مولانا مقصود الٰہی	(کراچی)
۵۱۔ حضرت مولانا سردار احمد ثانی	(نواب شاہ)
۵۲۔ حضرت حاجی محمد چانڈیو	(نوشہرو فیروز)
۵۳۔ حضرت مولانا صاحب ڈنہ	(فقیر پور)
۵۴۔ حضرت مولانا امام علی	(فقیر پور)
۵۵۔ حضرت مولانا غلام محمد تونیو	(فقیر پور)
۵۶۔ حضرت حاجی محمد صدیق لاکھیر	(فقیر پور)
۵۷۔ حضرت مولانا عبداللہ	(فقیر پور)
۵۸۔ حضرت حاجی رب نواز	(فقیر پور)

۵۹۔ حضرت مولانا عبدالرسول	(فقیر پور)
۶۰۔ حضرت مولانا عبدالمجید	(دادو)
۶۱۔ حضرت مولانا جیٹل شاہ گیلانی	(جیکب آباد)
۶۲۔ حضرت حاجی ولی محمد گبول	(تھانہ بولا خان)
۶۳۔ حضرت مولانا سردار احمد	(نواب شاہ)
۶۴۔ حضرت مولانا محمد قاسم خاصخیلی	(تھانہ بولا خان)
۶۵۔ مولانا محمد قاسم شاہانی	(دادو)
۶۶۔ حضرت مولانا فضل احمد چانڈیو	(لاڑکانہ)
۶۷۔ حضرت حاجی حسین بخش	(لاڑکانہ)
۶۸۔ حضرت حاجی محمد عیسیٰ	(لاڑکانہ)
۶۹۔ حضرت حاجی علی محمد جتوئی	(فقیر پور)
۷۰۔ حضرت حاجی آدم بروہی	(گڈاپ، کراچی)
۷۱۔ حضرت مولانا محمد محسن بروہی	(کراچی)
۷۲۔ حضرت مولانا رحمت اللہ	(کراچی)
۷۳۔ حضرت مولانا قاری شاہ محمد	(کھنڈو گوٹھ، کراچی)
۷۴۔ حضرت حاجی عبدالستار	(کراچی)
۷۵۔ حضرت مولانا مشتاق احمد	(کراچی)
۷۶۔ حضرت مولانا احمد زمان	(کراچی)
۷۷۔ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ابراہیم	(کراچی)
۷۸۔ حضرت مولانا غلام نبی	(کراچی)
۷۹۔ حضرت حاجی عبدالحکیم میمن	(حیدرآباد)
۸۰۔ حضرت مولانا خالد مغل	(حیدرآباد)

۸۱۔ حضرت مولانا نسیم احمد	(حیدرآباد)
۸۲۔ حضرت مولانا عبدالغفور مری	(سانگھڑ)
۸۳۔ حضرت مولانا محمد ایوب چانڈیو	(تھرپارکر)
۸۴۔ حضرت حاجی خیر محمد عباسی	(ٹھٹھہ)
۸۵۔ حضرت مولانا محمد عالم جٹ	(ٹھٹھہ)
۸۶۔ حضرت مولانا محمد شریف	(ٹھٹھہ)
۸۷۔ حضرت مولانا غلام محمد شر	(خیرپورمیرس)
۸۸۔ حضرت حاجی محمد صالح چنا	(خیرپورمیرس)
۸۹۔ حضرت مولانا سردار احمد	(خیرپورمیرس)
۹۰۔ حضرت مولانا محبّ علی	(جیکب آباد)
۹۱۔ حضرت سید حسین شاہ	(غوث پور)
۹۲۔ حضرت حاجی عطا محمد راجپر	(محراب پور)
۹۳۔ حضرت مولانا غلام محمد بھٹی	(لاڑکانہ)
۹۴۔ حضرت حافظ نور محمد	(خیرپور)
۹۵۔ حضرت قاری محمد بلال	(دادو)
۹۶۔ حضرت مولانا نواز علی منگی	(دادو)
۹۷۔ حضرت مولانا محمد یامین	(دادو)
۹۸۔ حضرت مولانا محمد عظیم	(دادو)
۹۹۔ حضرت مولانا در محمد پنہور	(دادو)
۱۰۰۔ حضرت حاجی عرض محمد چانڈیو	(دادو)
۱۰۱۔ حضرت حاجی گل حسن جوکھیو	(ملیر، کراچی)
۱۰۲۔ حضرت مولانا نواب الدین	(لاڑکانہ)

۱۰۳۔ حضرت حافظ نور محمد	(لاڑکانہ)
۱۰۴۔ حضرت مولانا محمد یوسف	(ہالہ، حیدرآباد)
۱۰۵۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل لنڈ	(سٹھارجہ، خیرپور)
۱۰۶۔ حضرت مولانا محمد علی آرائیں	(ڈگری)
۱۰۷۔ حضرت مولانا خان محمد برڑو	(خیرپقر)
۱۰۸۔ حضرت مولانا ولی محمد	(شاہ نورانی، بلوچستان)
۱۰۹۔ حضرت سردار احمد	(شیخوپورہ)
۱۱۰۔ حضرت حافظ حبیب اللہ	(فیصل آباد)
۱۱۱۔ حضرت مولانا محمد رمضان	(فیصل آباد)
۱۱۲۔ حضرت مولانا محمد معصوم	(مظفرگڑھ)
۱۱۳۔ حضرت حاجی محمد اکرم	(دبئی)
۱۱۴۔ حضرت مولانا نور حسین	(فیصل آباد)
۱۱۵۔ حضرت مولانا علی احمد	(رحیم یار خان)
۱۱۶۔ حضرت حاجی نیک محمد ارشد	(ٹوبہ ٹیک سنگ)
۱۱۷۔ حضرت ڈاکٹر محمد یوسف	(فیصل آباد)
۱۱۸۔ حضرت مولانا اللہ یار	(فیصل آباد)
۱۱۹۔ حضرت مولانا عبدالوہاب	(بنگال)
۱۲۰۔ حضرت مولانا عبدالسلام	(لاہور)
۱۲۱۔ حضرت حافظ عبدالستار	(لاہور)
۱۲۲۔ حضرت مولانا جلال الدین	(ایران)
۱۲۳۔ حضرت مولانا محمد شفیع	(رحیم یار خان)
۱۲۴۔ حضرت مولانا سید محمد اسماعیل شاہ	(راولپنڈی)

۱۲۵۔ حضرت حاجی محمد سلام	(بنوں)
۱۲۶۔ حضرت مولانا محمد شریف بروہی	(خضدار)
۱۲۷۔ حضرت مولانا محمد عمر لوہی	(لسبیلہ)
۱۲۸۔ حضرت مولانا محمود الحسن مری	(کوئٹہ)
۱۲۹۔ حضرت مولانا عبدالخالق	(ایران)
۱۳۰۔ حضرت مولانا حاجی محمد علی	(مکہ مکرمہ)
۱۳۱۔ حضرت حاجی محمد صدیق بروہی	(دبئی)
۱۳۲۔ حضرت مولانا انوار المصطفیٰ	۱۳۳۔ حضرت مولانا ڈاکٹر عبداللطیف چنا
۱۳۴۔ حضرت مولانا ریاست علی	۱۳۵۔ حضرت مولانا امیر علی

2 ۔ حضرت خواجہ محمد طاہر عباسی نقشبندی المعروف سجن سائیں

حضرت خواجہ محمد طاہر عباسی نقشبندی المعروف سجن سائیں حضرت خواجہ اللہ بخش عباسی المعروف سوہنا سائیںؒ کے صاحبزادے خلیفہ اور جانشین ہیں۔ آپ کی ولادت ۲۱/مارچ ۱۹۶۳ء کو رحمت پور، لاڑکانہ میں ہوئی۔ آپ کے کان میں حضرت پیر مٹھاؒ نے اذان دی اور آپ کا نام محمد طاہر رکھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم درگاہ فقیر پور شریف رادھن، ضلع لاڑکانہ اور درس نظامی اور عصری تعلیم اللہ آباد، کنڈیارو میں حاصل کی۔ آپ نے سندھ یونیورسٹی سے اسلامک اسٹڈیز میں ایم۔اے کیا۔ درس نظامی کے بالائی درجہ کی تعلیم المرکز القادری، کراچی سے حاصل کی۔ حدیث کی تعلیم شیخ الحدیث حضرت علامہ سید منتخب الحق قادری سے، تاریخ استاد علامہ یحییٰ صدیقی سے، تفسیر و اصولِ تفسیر شیخ الادب اور دیگر علوم حدیث و اصولِ حدیث، فقہ و اصولِ فقہ، فلسفہ، منطق، علم الکلام، ادب عربی اور صرف و نحو کی تعلیم مولانا سعید الرحمٰن سے حاصل کی۔ آپ نے محترم عبدالقدوس ہاشمی سے تاریخ مذاہب عالم اور تقابل ادیان کا علم حاصل کیا۔ آپ نے قرأت و تجوید کی تعلیم قاری محمد طفیل نقشبندی سے حاصل کی۔ آپ نے روحانی و باطنی علوم کی منازل اپنے والد گرامی سوہنا سائیںؒ سے طے کیں اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کو ۲۵/مارچ ۱۹۸۲ء کو دستارِ فضیلت عطا ہوئی۔ آپ کسی دوسرے فرقہ یا مذہب کو برا نہیں کہتے ہیں۔ آپ اپنے کردار، ایمان کی طرف توجہ دلاتے اور انسانوں کی فلاح کو مدنظر رکھتے ہیں۔

آپ ۱۳۹۸ھ میں خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کے جانشین اور خانقاہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے سو سے زائد خلفاء کرام ہیں۔ آپ کے چند خلفاء عظام کے نام:

۱۔ حضرت صاحبزادہ محمد جعفر صادق (درگاہ اللہ آباد)

۲۔ حضرت علامہ محمد رفیق احمد (حضرت پیر فضل علی قریشیؒ کے نواسے)

۳۔ حضرت مولانا دیدہ دل غفاری (حضرت خواجہ عبدالغفار پیر مٹھاؒ کے نواسے)

۴۔ حضرت علامہ محمد جمیل عباسی (حضرت ساجن سائیں کے بھتیجے)

۵۔ حضرت علامہ مفتی محمد ادریس ڈاہری

۶۔ حضرت مولانا ریاست علی (سیالکوٹ)

۷۔ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ (درگاہ طاہری، راولپنڈی)

۸۔ حضرت مفتی عبدالرحمان (اللہ آباد)

۹۔ حضرت مولانا قمر الہاشمی (یوکے)

۱۰۔ حضرت مولانا محمد معصوم حبیبی (ملتان)

۱۱۔ حضرت علامہ مفتی حبیب الرحمان گبول (درگاہ اللہ آباد)

۱۲۔ حضرت سید محمد جیال شاہ جیلانی (جیکب آباد)

۱۳۔ حضرت حاجی خیر محمد عباسی (حیدرآباد، سندھ)

۱۴۔ حضرت مولانا فتح محمد سومرو

۱۵۔ حضرت علامہ محمد داؤد شیر بلوچ

۱۶۔ حضرت مولانا غلام قادر میمن

۱۷۔ حضرت مولانا سردار احمد غفاری (نانک صاحب، پنجاب)

۱۸۔ حضرت علامہ مفتی محمد رمضان لاکھو (کراچی)

۱۹۔ حضرت علامہ قاری محمد داؤد لاکھو (ٹنڈو اللہ یار)

۲۰۔ حضرت مولانا ظفر اللہ (یو ایس اے)

3 ۔ حضرت مولانا رفیق احمد شاہ قریشی

حضرت مولانا رفیق احمد شاہ قریشی حضرت خواجہ اللہ بخش عباسی غفوری ؒ (سوہنا سائیں) کے خلیفہ ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۹۵۷ء میں مسکین پور، ضلع مظفر گڑھ میں ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ فضل علی قریشی ؒ کے نواسے ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولانا عبدالروٴف شاہ قریشی ؒ ہے۔ آپ نے ملتان اور ٹنڈو اللہ یار کے مدرسوں میں تعلیم پائی۔ آپ نے دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد حضرت خواجہ اللہ بخش عباسی غفوری ؒ (سوہنا سائیں) سے بیعت کی اور سلوک کی تکمیل کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت سوہنا سائیں ؒ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت محمد طاہر عباسی (ساجن سائیں) سے تجدید بیعت کی۔ آپ نے تین سال مرکزی مدرسہ اللہ آباد، کنڈیارو میں تدریس کے فرائض انجام دئے۔ آپ سرائیکی اور اردو زبان میں شاعری بھی کرتے ہیں۔

اسلامی روحانی مشن

حضرت خواجہ اللہ بخش عباسی المعروف پیر سوہنا سائیں ؒ (خلیفہ حضرت خواجہ محمد عبدالغفار ؒ المعروف پیر مٹھا ؒ)

1 ۔ حضرت پروفیسر مقصود الٰہی مدظلہٗ

حضرت پروفیسر مقصود الٰہی مدظلہٗ حضرت سوہنا سائیں ؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کے آباوٴ اجداد کا تعلق ہندوستان کے علاقے بیکانیر کے معزز خاندان سے ہے۔ پاکستان بننے کے بعد آپ کے والدین ہجرت کر کے پاکستان کے شہر ہارون آباد، ضلع بہاولنگر میں آ کر آباد ہوگئے۔ آپ کی پیدائش یکم اکتوبر ۱۹۵۵ء کو ہوئی۔

آپ بچپن سے ہی تعلیم کا شوق رکھتے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اوکاڑہ میں اپنے نانا کے پاس رہ کر حاصل کی۔ پھر آپ کے والدین نواب شاہ میں آباد ہو گئے تو آپ نے تعلیم کا سلسلہ نواب شاہ میں جاری رکھا۔ وہاں سے آپ نے بی ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد آپ نے سندھ یونیورسٹی سے کیمسٹری میں ایم ایس سی کیا اور تعلیم و تدریس کے شعبہ سے منسلک ہوگئے۔ آپ نے گورنمنٹ ڈگری سائنس اور کامرس کالج، اورنگی ٹاوٴن اور انٹر کالج نارتھ کراچی میں تدریس کے فرائض انجام دئے۔

آپ کا رجحان روحانیت کی طرف ہوا تو آپ نے ۱۹۷۵ء میں حضرت اللہ بخش غفاری ؒ (سوہنا سائیں) سے

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ آپ نے اپنے شیخ کے ساتھ رہ کر روحانی سفر طے کیا۔ آپ نے اپنے شیخ کی زندگی پر کتاب تحریر کی جس کا نام '' سیرتِ ولیِ کامل '' ہے۔ حضرت سوہنا سائیں کی گفتگو آپ کے دل میں اتر جاتی تھی۔ آپ اپنے شیخ کی بہت خدمت اور تعظیم کرتے تھے اور وہ بھی آپ سے بہت محبت اور شفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔

آپ نے تبلیغ کے سلسلہ میں ملک کے اندر اور بیرون ملکوں کے دورے کئے ہیں۔ جن میں انڈیا، ساؤتھ افریقہ، موزمبیق اور دوسرے ممالک شامل ہیں۔ آپ نے ایک دینی ادارے '' اسلامی روحانی مشن '' کی بنیاد رکھی۔ آپ اس کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔اس کے علاوہ آپ کا ایک اور ادارہ المقصود فاؤنڈیشن کے نام سے بھی ہے۔

صوفیائے نقشبندیہ مجددیہ ۔ (حیدرآباد)

1 ۔ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن مجددیؒ

حضرت خواجہ عبدالرحمٰن مجددیؒ بن شیخ عبدالقیوم مجددی سرہندیؒ کا نو واسطوں سے حضرت امام ربانیؒ اور ۴۱ واسطوں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے نسب ملتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۲۲۴ھ/ ۱۸۰۸ء میں قندھار میں ہوئی۔

آپ نے ملا حبیب اللہ قندھاریؒ سے علوم ظاہری سیکھے اور اپنے والد سے بیعت کرکے باطنی کمالات سے استفادہ کیا۔ ان کی وفات کے بعد ان کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔

آپ کی وفات ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء میں (۷۱) اکہتر سال کی عمر میں ہوئی اور ٹنڈو سائیں داد میں کوہ گنجہ کے دامن مدفون ہوئے۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ شیخ یحییٰ منیری کے اعتراضات کے جواب میں رسالہ

۲۔ مسائل فقیہہ

۳۔ فتاویٰ

۴۔ ملا حسین واعظ کاشفی کی کتاب "الرشحات" کے اعتراضات کا جواب

۵۔ آغاز سلوک

۶۔ دعائے ختم القرآن (عربی)

صوفیائے نقشبندیہ مجددیہ ۔ (کراچی)

1 ۔ میاں عبدالعزیز مجددیؒ

میاں عبدالعزیز مجددیؒ کے والد گرامی کا نام حضرت حاجی عبدالکریم مجددیؒ بن حضرت حاجی ضیاء الحق مجددیؒ تھا۔ آپ کی رہائش ملیر کراچی میں ترک مسجد کے قریب تھی۔ آپ صاحبِ کشف وکرامت بزرگ تھے۔

آپ کی وفات ۱۳۱۱ھ میں کراچی میں ہوئی اور آپ کی تدفین میوہ شاہ کے قبرستان میں ہوئی۔

2 ۔ حضرت ضیاء احمد مجددیؒ

حضرت ضیاء احمد مجددیؒ نے اپنے والد میاں عبدالعزیز مجددیؒ سے بیعت کر کے سلوک کی منازل طے کیں اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ عبادت وریاضت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو روحانی طاقت سے نوازا تھا۔

آپ کی وفات ۱۳۴۵ھ کو ہوئی۔ آپ کا مزار ملیر کراچی میں پیر سرہندی گوٹھ میں ہے۔

3 ۔ پیر غلام محمد مجددیؒ

پیر غلام محمد مجددیؒ کے والد کا نام حضرت شاہ ضیاء معصوم بن حضرت شاہ عطاء معصومؒ تھا۔ آپ اپنے والد سے بیعت تھے اور ان سے روحانی فیوض وبرکات حاصل کئے۔ آپ کے والد کابل سے ہجرت کر کے سندھ میں آباد ہو گئے تھے۔

آپ نے چہار باغ صفا کے مدرسہ سے قرآن کریم حفظ کیا اور درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ اس زمانے میں آپ کا آستانہ بخارا، سمرقند، ماوراء النہر اور ہندوستان کے علماء کا مرکز بنا ہوا تھا۔ حج کے موقعہ پر آپ کو حضرت شاہ رکن الدینؒ نے آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور اویسیہ کی خصوصی نسبتوں اور اجازت سے نوازا۔ آپ کی وفات ۲۴ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۵۲ء کو ہوئی اور آپ کا مزار مبارک ماڈل کالونی ملیر، کراچی میں ہے۔

آپؒ کے خلفاء کے اسمائے گرامی:

۱۔ مولانا حبیب النبیؒ (بھکی، خیبر پختون خواہ)

۲۔ مولانا ولی النبیؒ (بھکی، خیبر پختون خواہ)

۳۔ مولانا مطیع النبیؒ (بھکی، خیبر پختون خواہ)

۴۔ صاحبزادہ بہاءالحقؒ (تیرہ شریف)

۵۔ مفتی مظفر احمدؒ (کراچی)

۶۔ مولانا مقبول احمدؒ (سورت)

۷۔ مولانا حافظ علیؒ (سورت)

۸۔ مولانا عبدالسلام مجددیؒ (افغانستان)

آپؒ کے صاحبزادگان:

۱۔ حضرت غلام احمد مجددی المعروف بشاہ آغا جانؒ (افغانستان)

۲۔ حضرت نور احمد مجددی عرف نور آغاؒ (کراچی)

۳۔ حضرت عبداللہ آغا مجددیؒ (کراچی)

۴۔ حضرت فضل محمود مجددیؒ (کراچی)

۵۔ حضرت فضل ربی آغاؒ (کراچی)

۶۔ حضرت فضل غفار مجددیؒ (کراچی)

۷۔ حضرت فضل الرحمٰن مجددیؒ (کراچی)

4 ۔ حضرت نور احمد مجددیؒ

حضرت نور احمد مجددیؒ حضرت غلام محمد مجددیؒ کے صاحبزادے اور جانشین تھے۔ آپ کی ولادت ۱۹۳۰ھ میں افغانستان میں ہوئی۔ آپ نے عربی، فارسی اور درسِ نظامیہ کی تعلیم مدرسہ حسینیہ سورت (ہندوستان) سے حاصل کی۔

آپ نے اپنے والد کے انتقال کے بعد اپنے بھائی حضرت بشاہ آغا جانؒ سے تجدید بیعت کی۔

5 ۔ مفتی محمد عبداللہ نعیمیؒ

مفتی محمد عبداللہ نعیمیؒ ایرانی مکران کے محلّہ ریکسر ادارہ پل مقام چاہ بار، ایران میں ۱۳۴۴ھ/۱۹۳۵ء کو پیدا

ہوئے۔ آپ کے والد کا نام محمد رمضان ؒ تھا۔ آپ کا خاندان ۱۹۳۵ء میں نقل مقامی کر کے ملیر، کراچی میں مستقل سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا حکیم اللہ بخش ؒ، حافظ محمد بخش جہلمی ؒ، مولانا محمد عثمان مکرانی ؒ، مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی ؒ شامل ہیں۔ آپ نے گوٹھ صاحبداد میں ایک مدرسہ قائم کیا جو دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے سلسلہ قادریہ میں الحاج سید عبدالخالق شاہ مکرانی ؒ سے اور سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت الحاج عبداللہ سولنگی ؒ سے بیعت کی۔ آپ نے مدرجِ سلوک طے کر کے خلافت واجازت کا شرف حاصل کیا۔

آپ کی وفات ۳۰ / جولائی ۱۹۸۲ء کو رات کے وقت ہوئی۔ علامہ مصطفیٰ الازہری ؒ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ، ملیر کے احاطے میں سپردِ خاک ہوئے۔

خانقاہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مسعودیہ مظہریہ - کراچی

1 - ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ڈاکٹر محمد مسعود احمد ؒ کی ولادت ۱۹۳۰ء میں جامع مسجد فتح پوری، دہلی کے قریبی محلّہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے دہلی میں حاصل کی۔ ۱۹۵۶ء میں آپ نے اپنے والد حضرت مفتی شاہ محمد مظہر ؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور روحانی علوم حاصل کئے۔

آپ کے خلفاء کرام کے اسمائے گرامی:

۱۔ صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

۲۔ ڈاکٹر محمد سعید احمد (سجادہ نشین درگاہ خواجہ باقی باللہ دھلی)

۳۔ مفتی محمد مکرم احمد (خطیب وامام شاہی مسجد فتحپوری)

۴۔ مولانا محمد حکیم خان الاختر شاہجہان پوری (لاہور)

۵۔ حکیم محمد عاقل چشتی مظہری (دھام پور، بجنور، بھارت)

۶۔ الحاج غلام قادر خان (راولپنڈی)

۷۔ صوبیدار نبی شاہ (خیبر پختون خواہ)

۸۔ جاوید اقبال مظہری (کراچی)

خانقاہ عالیہ نیازیہ نظامیہ ۔ کراچی

1 ۔ شاہ حکیم اللہ نیازیؒ

شاہ حکیم اللہ نیازیؒ کی ولادت اٹھارویں صدی عیسویں کے وسط میں الہ آباد میں ہوئی۔ آپ نے روحانی علوم کی تکمیل حضرت مولانا محمد عبدالشکور نیازی الہ آبادیؒ سے کی۔ ان کے علاوہ آپ کو شاہ محی الدین علویؒ اور شاہ محمد تقیؒ سے بھی خلافت واجازت حاصل تھی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم کے بعد قرآن وحدیث، علوم معقول ومنقول، تفسیر اور فقہ کے علم کی تحصیل کی۔ آپ کو عربی، فارسی، اردو اور انگریزی پر عبور حاصل تھا۔ ۱۹۵۲ء میں آپ کے لیاقت آباد میں خانقاہ عالیہ نیازیہ نظامیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کی وفات ۱۱ر دسمبر ۱۹۷۱ء کو ہوئی اور اپنی خانقاہ میں مدفون ہوئے۔

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ ۔ مہد المنیر الاسلامی (کراچی)

حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہٗ (خلیفہ حضرت غلام حبیبؒ)

1 ۔ حضرت مولانا حافظ منیر احمد دامت برکاتہٗ

حضرت مولانا حافظ منیر احمد دامت برکاتہٗ حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہٗ کے خلیفہ ہیں۔

آپ حافظ قرآن، ظاہری و باطنی علوم کے ماہر ہیں۔ روحانی سفر آپ نے حضرت پیر ذولفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہٗ کے خدمت میں رہ کر طے کیا اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ تعلیم وتدریس کے شعبہ سے منسلک ہیں۔ آپ نے ۱۹۶۸ء میں حضرت حافظ نظام الدین صاحب سے قرآن کریم حفظ کیا۔ آپ نے اسکول کی تعلیم پی آئی بی کالونی، کراچی سے حاصل کی۔ آپ نے قرأت وتجوید کی تعلیم جامعہ رشیدیہ میں قاری روح اللہ صاحب سے حاصل کی۔ آپ نے درس نظامی کی تعلیم احیاء العلوم للبنین وبنات سے ۲۰۰۲ء میں مکمل کیا۔ آپ کے اساتذہ محترم حضرت مولانا حبیب اللہ چترالیؒ، حضرت مفتی سلیم جانؒ، حضرت مولانا سیف اللہ نور اللہ نیازیؒ، حضرت مولانا مفتی منیر احمد چٹاگامیؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا صالح صاحب قارورویؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی انعام الحق قاسمی مدظلہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع اللہ شاہ صاحب، حضرت مفتی احمد الحق چٹاگامی صاحب اور حضرتت مفتی عبدالرشید صاحب (مرکز الاسلامی، ڈھاکہ) تھے۔

آپ نے سب سے پہلے ۱۹۷۴ء میں حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ سے بیعت کی اوران کی خدمت میں رہ کر سلوک کے مدارج طے کرنے شروع کئے۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو آپ نے حضرت ڈاکٹر عبدالرحیم گاندھیؒ سے ۱۹۸۰ء بیعت ثانی کی۔ ان کے انتقال کے بعد آپ نے مرشد عالم حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ سے ۱۹۸۶ء میں تجدیدِ بیعت کی۔ حضرت مرشد عالمؒ کے وصال کے بعد آپ نے ان کے اجل خلیفہ حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہٗ سے ۱۹۹۱ء میں روحانی تعلق قائم کیا۔ آپ کی روحانی منازل کی تکمیل کے بعد آپ کے شیخ اقدس حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہٗ نے آپ کو ۲۰۰۲ء میں جھنگ میں سالانہ اجتماع کے دوران اپنی خلافت واجازت سے سرفراز کیا۔ آپ کی رہائش پی آئی بی کالونی، کراچی میں ہے۔ آپ نے اسلامی تعلیمی اورروحانی ادارہ ''معہد المنیر الاسلامی'' قائم کیا ہے جو دین کے خدمت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی روحانی کی تربیت کا بندوبست بھی کرتا ہے۔ آپ کا اسلامی نشرواشاعت کا ادارہ مکتبۃ المنیر کے نام سے خدمتِ خلق میں مصروف ہے۔ آپ جامعہ احیاء العلوم للبنین والبنات کے بانی اورمہتمم ہیں۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ خطبات منیر (۷ جلدیں)

۲۔ ترجمہ وتفسیر سورۃ النباء

۳۔ ترجمہ وتفسیر سورۃ القدر

۴۔ ترجمہ وتفسیر سورۃ القارعہ

۵۔ ترجمہ وتفسیر سورۃ العلق

۶۔ ترجمہ وتفسیر سورۃ العادیات

۷۔ ترجمہ وتفسیر سورۃ عبس

۸۔ ترجمہ وتفسیر سورۃ الناس

۹۔ مناجات نبوی اور مسنون دعائیں مع آداب

۱۰۔ زبدہ التجوید

۱۱۔ مکتوبات مجددیہ کے انمول موتی

خانقاہ سعیدیہ غفوریہ زواریہ ، یوسف گوٹھ (نیو کراچی)

حضرت خواجہ محمد صادق قریشیؒ (خلیفہ حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ)

1 ۔ حضرت حکیم محمد یوسف بیگؒ

حضرت حکیم محمد یوسف بیگؒ حضرت مولانا محمد صادقؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء کو دہلی میں ہوئی۔ طب آپ کا خاندانی پیشہ تھا۔ آپ شریعت کے سخت پابند تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت مرزا یعقوب بیگؒ سلسلہ قادریہ سے اجازت یافتہ تھے اور ہمدرد دواخانہ کے ملازم تھے۔ پاکستان ہجرت کرنے کے بعد آپ اولڈ ایریا میٹھا در (کراچی) میں رہائش پذیر تھے۔ آپ شیخ کامل کی تلاش میں رہتے تھے۔ آپ نے حضرت صوفی محمد احمد صاحبؒ سے بیعت کی اور تحصیلِ سلوک کیا۔ آپ نے حضرت ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان صاحبؒ اور مولانا عبدالجبارؒ سے بھی علمی استفادہ کیا۔ آپ کے اندر سادگی، قناعت، اخلاص دعوتِ دین کی تڑپ و لگن اور عوام الناس کی خیر خواہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ نے نومبر ۱۹۸۱ء میں حضرت مولانا محمد صادقؒ کے ساتھ پانی پت (ہندوستان) کا سفر کیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ۲۴/ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ/۱۳/ستمبر ۱۹۸۲ء کو حضرت مولانا صادقؒ نے آپ کو تحریری خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ آپ نے شروع میں خانقاہ سعیدیہ غفوریہ زواریہ، نیو کراچی تعمیر فرمائی۔ بعد میں خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ بلاک نمبر ۱۰، فیڈرل بی ایریا نزد عائشہ منزل (کراچی) کی تعمیر کروائی۔ ۱۹۸ء میں آپ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی وفات ۱۵/صفر ۱۴۱۹ھ/۱۱/جون ۱۹۹۸ء کو ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے حافظ محمد احمد بیگ اب اس خانقاہ کا انتظام چلا رہے ہیں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ ۔ گلشن جمال (کراچی)

حضرت محمد سلمان تھانوی مدظلہ

حضرت محمد سلمان تھانوی مدظلہ حضرت مفتی مظہر بقاؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۹۴۷ء میں ہوئی۔
آپ نے کراچی یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی ہے اور پورٹ قاسم اتھارٹی میں سسٹم انالسٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔

خیبر پختون خواہ کی

خانقاہیں

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ ۔ (موسیٰ زئی شریف) ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت خواجہ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ (خلیفہ حضرت خواجہ سراج الدینؒ)

1۔ حضرت خواجہ محمد نعمان سراجی قدس سرہ

آپ ۲۰ رصفر ۱۳۶۰ھ بمطابق ۱۸ مارچ ۱۹۴۱ء کو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ محمد اسماعیل سراجیؒ کے بڑے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خواجہ علاء الدین صاحبؒ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ نے ناظرہ قرآن اور ابتدائی تعلیم موسیٰ زئی شریف میں حاصل کی۔ مزید تعلیم کے لئے اسلامیہ کالج پشاور تشریف لے گئے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے تصوف کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور اپنے والد گرامی کے ہاتھ پر بیعت ہو کر سلوک کی منازل طے کیں۔ ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹۸۴ء کو حضرت خواجہ محمد اسماعیل سراجیؒ نے آپ کو ہشت سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت سے نوازا۔

۵ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ بمطابق ۱۹۹۳ء کو اپنے والد کے انتقال کے بعد خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں آپ کے جانشین بنے۔ ۱۹۹۸ء میں اپنی اہلیہ کے ساتھ حج بیت اللہ اور روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کے لئے حجاز مقدس تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار صاحبزادے حافظ محمد سراج الدین، حافظ محمد طیب، حافظ امیر عمر اور حافظ اسامہ حماد عطا فرمائے۔

2 ۔ حضرت خواجہ محمد سعد سراجی دوستی مرشد بابا قدس سرہ

آپ ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء کو موسیٰ زئی میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ محمد اسماعیل سراجیؒ کے دوسرے صاحبزادے اور خلیفہ ہیں۔ ابتدائی اور دینی تعلیم آپ نے موسیٰ زئی شریف میں مولانا قاضی محمد خلیل اور مولانا قاضی محمد اسماعیل سے حاصل کی۔ گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان سے اردو اور فارسی میں ایم اے کیا اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ۱۹۹۴ء اور ۲۰۰۱ء میں حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

آپ نے اپنے والد گرامی سے بیعت کر کے سلوک کے منازل طے کئے۔ ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹۸۴ء کو آپ کے شیخ نے ہشت سلاسل میں خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ اپنے والد گرامی کی بہت خدمت کرتے تھے۔ ۱۹۷۲ء میں

اپنے مریدین اور محبین سے ملنے کے لئے افغانستان تشریف لے گئے۔ ستمبر ۲۰۱۲ء میں ہندوستان کا سفر کیا۔ دہلی میں تمام بزرگوں اور اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دی۔

آپ کے صاحبزادگان کے اسمائے گرامی:

۱۔ محمد زبیر سراجی

۲۔ محمد عمیر سراجی

۳۔ محمد نمیر سراجی

۴۔ محمد جنید سراجی

۵۔ محمد زید سراجی

3 ۔ حضرت خواجہ محمد سعید سراجی قدس سرہ

آپ ۲۰/نومبر ۱۹۴۵ء کو موسیٰ زئی میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ محمد اسماعیل سراجیؒ کے تیسرے فرزند اور خلیفہ ہیں۔ ابتدائی تعلیم آپ نے خانقاہ موسیٰ زئی میں حاصل کی۔ پھر جامعہ قادریہ رحیم یار خان میں قاضی محمد خلیل اور قاضی محمد اسماعیل سے مکمل علوم دینیہ حاصل کئے۔ درس نظامی مکمل کیا۔ گومل یونیورسٹی سے عربی میں ایم اے کیا۔

آپ نے اپنے والد گرامی سے بیعت کر کے سلوک کے منازل طے کئے۔ ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹۸۴ء کو آپ کے شیخ نے ہشت سلاسل میں خلافت و اجازت سے نوازا۔

آپ کے صاحبزادگان کے اسمائے گرامی:

۱۔ احمد زبیر سراجی

۲۔ احمد طلحہ سراجی

۳۔ احمد حذیفہ سراجی

۴۔ احمد مامون سراجی

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ - پشاور

حضرت شیخ سعدی بلخاری نقشبندیؒ (خلیفہ حضرت سید آدم بنوریؒ)

1 ۔ حضرت حاجی محمد اسماعیل غوری نقشبندیؒ

حضرت حاجی محمد اسماعیل غوری نقشبندیؒ حضرت شیخ سعدی بلخاری نقشبندیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ پشاور میں رہا کرتے تھے۔ آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے لاہور حاضر ہوکر حضرت شیخ سعدی بلخاری نقشبندیؒ سے بیعت کی اور سلوک کے مدارج طے کئے اور خلافت پائی۔ آپ پشاور میں رشد وہدایت کا کام سرانجام دیتے رہے۔ آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔

آپ کی وفات ایک سو پندرہ سال کی عمر میں ۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹ء کو ہوئی اور پشاور میں مدفون ہوئے۔ آپ کے خلیفہ حافظ عبدالغفور نقشبندی پشاوریؒ تھے۔

2 ۔ مخدوم حافظ عبدالغفور پشاوری نقشبندیؒ

مخدوم حافظ عبدالغفور پشاوری نقشبندیؒ حضرت حاجی محمد اسماعیل غوری نقشبندیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ محمد صالح کشمیریؒ تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کے ساتھ قرآن کریم بھی حفظ کیا تھا۔

آپ نے حضرت حاجی محمد اسماعیل غوری نقشبندیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ میں خرقہ خلافت واجازت حاصل کیا۔ آپ بہت مہمان نواز تھے۔ خوب صدقہ وخیرات کرتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۴/شعبان ۱۱۱۶ھ/۱۷۰۴ء کو ہوئی اور پشاور میں مدفون ہوئے۔

3 ۔ اخوند عبدالسلام نقشبندی المعروف وکیل بادشاہؒ

اخوند عبدالسلام نقشبندی المعروف وکیل بادشاہؒ مخدوم حافظ عبدالغفور پشاوری نقشبندیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۸۶ھ/۱۶۷۵ء کو پشاور میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام شاہ مسعود حسینیؒ تھا۔

آپ مخدوم حافظ عبدالغفور پشاوری نقشبندیؒ سے بیعت ہوکر ان کی خدمت میں رہے۔ آپ کے شیخ اقدسؒ نے

آپ کوخلافت سے نوازااور دہلی جانے کا حکم دیا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک پچیس سال کی تھی۔ دہلی سے منصب اور مفتی ہوکر آپ کشمیر تشریف لائے اور وہاں قاضی القضاء شیخ الاسلام کے عہدے پر فائز ہوئے۔
آپ کی وفات ۱۸/شوال ۱۱۷۱ھ/۱۷۵۷ء کو ہوئی۔

4 ۔ حضرت مولانا سلیم الدین نقشبندی لاہوری ؒ

حضرت مولانا سلیم الدین نقشبندی لاہوری ؒ اخوند عبد السلام نقشبندی المعروف وکیل بادشاہ کی اولاد میں تھے۔ آپ نے لاہور میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت اور رشد وہدایت پر بہت کام کیا۔ آپ حضرت مفتی غلام سرور لاہوری (م ۱۸۹۰ء) کے زمانے میں حیات تھے۔

5 ۔ حضرت شیخ یحییٰ ؒ المعروف حضرت جی ؒ

حضرت شیخ یحییٰ ؒ المعروف حضرت جی ؒ حضرت شیخ سعدی بلخاری نقشبندی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی کنیت ابواسماعیل تھی۔ آپ کے والد گرامی کا نام پیر دار تھا۔ آپ نسلاً چغتائی مغل تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۴۱ھ/۱۶۳۱ء کو ہوئی۔
آپ نے پشاور میں حضرت شیخ سعدی بلخاری نقشبندی ؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے مرشد سے ملنے کے لئے اٹک سے لاہور پیدل جاتے تھے۔ یہ سفر آپ چودہ دنوں میں طے کرتے تھے اور اس حاضری کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔
آپ کی وفات ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۸ء کو ہوئی اور اٹک کے مقام پر مدفون ہوئے۔ آپ کے خلفاء میں حضرت سید شاہ محمد غوث لاہوری نقشبندی ؒ اور حضرت محمد عمر چمکنی نقشبندی ؒ شامل ہیں۔

6 ۔ حضرت سید شاہ محمد غوث لاہوری نقشبندی ؒ

حضرت سید شاہ محمد غوث لاہوری نقشبندی ؒ حضرت شیخ یحییٰ ؒ المعروف حضرت جی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد

گرامی کا نام سید حسن گیلانی پشاوریؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۰۸۵ھ/ ۱۶۷۴ء کو پشاور میں ہوئی۔

آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے والد گرامی سے بیعت کی اور قادریہ سلسہ میں خلافت حاصل کی۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد آپ نے حافظ عبد الغفور نقشبندیؒ سے بیعت کی اور ان کی خدمت میں رہ کر ان سے بھی خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ان کے بعد آپ نے اٹک میں حضرت شیخ محمد یحییٰ المعروف حضرت جیؒ سے بیعت کر کے ان کی صحبت میں رہے اور خلافت سے مشرف ہوئے۔

آپ نے بہت سے مشائخ سے روحانی فیض واستفادہ حاصل کیا۔ جن میں میاں نور محمدؒ، شاہ محمد فاضل درویشؒ، شاہ زندہ فقیرؒ، اخوند محمد نعیمؒ، شیخ پیر محمد سچیارؒ، حاجی گلگوں محمد جعفرؒ، شاہ کلیم اللہ شاہجہاں پوریؒ، سید میراں بھیک چشتیؒ، حضرت صبغۃ اللہؒ، شیخ عبدالواحد المعروف شاہ گلؒ اور شیخ عبدالنبی نقشبندیؒ شامل ہیں۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ غوث نامہ (اس کا ترجمہ اسرار الطریقت کے نام سے شائع ہوا)

۲۔ اسرار التوحید

۳۔ شرح قصیدہ غوثیہ

آپ کی وفات ۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء کو ہوئی۔

7 ۔ حضرت میاں محمد عمر نقشبندی چمکنیؒ

حضرت میاں محمد عمر نقشبندی چمکنیؒ حضرت شیخ یحییٰؒ المعروف حضرت جیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد ابراہیم خان تھا۔ آپ علاقہ باجوڑ اور پھر فرید آباد میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ کے والد کے انتقال کے بعد آپ کی پرورش آپ کے نانا ملک سعید خان نے کی۔

آپ نے حضرت شیخ سعدی بلخاری نقشبندیؒ سے بیعت کی اور ان کے حلقہ ادارت میں رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ حضرت شیخ محمد یحییٰؒ سے تجدید بیعت کی اور سلوک کے اسباق مکمل کیئے۔ آپ کو خلافت سے نوازا گیا۔ آپ کے مریدوں میں احمد شاہ ابدالی بھی شامل تھا اور ملکی معاملات میں آپ سے مشورے بھی لیا کرتا تھا۔ آپ نے چمکنی میں ایک مسجد بنوائی تھی اور اس کے حجرے میں عبادت وریاضات کیا کرتے تھے۔

آپ کی تصنیفات میں ''تواضیح المعانی (منظوم ترجمہ خلاصہ کیدانی)'' اور ''خزینۃ الاسرار''شامل ہیں۔
آپ کی وفات رجب ۱۱۹۰ھ/۱۷۷۶ء کو ہوئی اور چمکنی میں مدفون ہوئے۔
آپ کے خلفاءعظام:
۱۔ محمدی اخوندازہؒ (فرزند)
۲۔ شاہ فقیر اللہ علویؒ
۳۔ شیخ محمد مسعودؒ
۴۔ حاجی محمد سعید لاہوریؒ

8 ۔ حضرت شاہ فقیر اللہ علوی جلال آبادیؒ

حضرت شاہ فقیر اللہ علوی جلال آبادیؒ حضرت میاں محمد عمر نقشبندی چمکنیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والدگرامی کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ آپ کی ولادت گیارھویں صدی کے آخر میں جلال آباد کے نزدیک ایک گاؤں روہتاس میں ہوئی۔
آپ مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے حرمین شریفین پہنچے اور حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ حضرت شیخ محمد مسعود دائمؒ سے بیعت کی۔ آپ کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے، شاہ فقیر اللہ علویؒ، میاں محمد عمر چمکنیؒ، شیخ محمد مسعودؒ، حاجی محمد سعید لاہوریؒ، شیخ سعدی لاہوریؒ، شیخ سید آدم بنوریؒ پھر حضرت امام ربانی مجدد الف الثانیؒ۔
آپ نے شکار پور (سندھ) میں ۱۱۵۰ھ/ ۱۷۳۷ء میں خانقاہ نقشبندیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ نے اپنی خانقاہ میں ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کیا تھا۔ آپ کی فارسی، عربی اور پشتو میں سترہ تصانیف تھیں۔
آپ کی وفات ۳/صفر ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ء کو ہوئی اور شکار پور، سندھ میں مدفون ہوئے۔

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ - ہری پور

حضرت خواجہ ابوالسعد احمد خانؒ (خلیفہ مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ)

1 - حضرت قاضی صدرالدینؒ

حضرت قاضی صدرالدینؒ کا تعلق موضع درویش ضلع ایبٹ آباد سے تھا۔ آپ حضرت خواجہ ابوالسعد احمد خانؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ بمطابق نومبر ۱۹۰۲ء کو کوٹ نجیب اللہ (ہری پور) میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام قاضی فیروزالدین تھا۔ آپ کے دادا قاضی وحیدالدین افغانستان سے ہجرت کر کے ہزارہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ پھر مولانا سکندر علی صاحب جو اپنے وقت کے جید اور مایہ ناز عالم تھے ان سے پڑھا۔ ان کے علاوہ ایک بزرگ مولانا حمیدالدین صاحب سے عربی علوم کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہندوستان کے سفر کئے اور علوم عقلیہ، منطق، فلسفہ، ریاضی اور ہیئت کی تعلیم حاصل کی۔ اس دوران آپ کو بہت تکالیف کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ آپ نے رامپور میں مدرسہ عالیہ کے پرنسپل مولانا فضل حق رامپوری سے تعلیم حاصل کی پھر آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ آپ نے علم حدیث کی تکمیل مدرسہ دارالعلوم سلیمانیہ بھوپال سے کیا اور مدرسہ نظامیہ حیدرآباد دکن میں بطور مدرس کام کیا۔ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے وہاں مشہور عالم دین سید آذین کبتی آپ کی شاگردی میں داخل ہوئے۔

آپ کے دل میں مرشد کی تلاش کا شوق پیدا ہوا تو آپ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ کندیاں ضلع میانوالی تشریف لائے اور حضرت ابوالسعد احمد خان صاحبؒ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ مرشد کامل کی توجہ اور آپ کے شوق و محنت کی وجہ سے ایک سال سات ماہ میں منازل سلوک طے کئے اور جملہ سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت پائی۔ آپ کے مرشد نے فرمایا!

''مجھے جو کچھ اپنے شیخ سے ملا وہ سب کچھ آپ کو اسی طرح عطا کر رہا ہوں جس طرح میرے مرشد نے مجھے عطا کیا تھا۔''

خلافت عطا ہونے کے بعد آپ اپنے وطن واپس آئے۔ آپ نے ہری پور ریلوے اسٹیشن کے بالمقابل عیدگاہ سے متصل خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ صدریہ قائم کی اور ایک خوبصورت مسجد تعمیر کروائی۔ آپ نے اس میں ایک عظیم کتب خانہ بنوایا۔ آپ نے مدرسہ دارالعلوم ربانیہ کی بنیاد رکھی جو اب ضلع ہزارہ کا ایک معروف دینی ادارہ ہے۔

آپ کا انتقال ۱۸/ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ بمطابق ۲۸/مارچ ۱۹۷۸ءکو ہوا اور آپ ہری پور، ہزارہ میں خانقاہ کی مسجد کے پہلو میں سپردخاک ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا قاضی عبدالدائم دائم آپ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔

2 ۔ حضرت علی بہادرؒ

حضرت علی بہادرؒ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق بانہگ، مانسہرہ ہزارہ سے تھا۔ آپ کی جوانی کے ابتدائی دن ڈاکوؤں کے ساتھ گزرے۔ آپ کی فطرت میں جو نیکی تھی اس کی وجہ سے آپ اس کام سے تائب ہوئے اور حضرت اقدسؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ نے دل جمعی سے مدارج سلوک طے کئے اور اس مقام تک پہنچ گئے کہ حضرت اقدسؒ نے آپ کو اپنی خلافت سے نوازا۔

آپ کے متعلق حضرت نذیر احمد عرشیؒ فرماتے ہیں:

ہزارہ کے یہ پٹھان نوجوان اوائل عمر میں سرقہ اور راہ زنی کے عادی تھے اور کئی کئی مسلح جوان ان کے زیر کمان رہتے تھے۔ ایک مرتبہ اسی شغل کے سلسلہ میں ان کا گزر خانقاہ سراجیہ کے پاس سے ہوا۔ اس وقت اتفاق سے ان کو بخار آ گیا۔ بخار کی وجہ سے یہ خانقاہ میں آ گئے۔ خانقاہ کے خدام آپ کے کھانے پینے کا بندبست کرتے رہے۔ ایک دن حضرت اقدسؒ نے ان کو دیکھ کر ان کا نام اور مقام پوچھا اور فرمایا کہ علی بہادر خان تم تو درویش بننے کے لائق ہو۔ علی بہادر کا بیان ہے کہ میں اس وقت درویش کے معنی تک نہیں سمجھتا تھا کہ یہ کس چیز کا نام ہے۔ مگر خانقاہ سے جانے کو جی بھی نہیں چاہ رہا تھا۔ آپ کو کچھ روحانی اشارے ہوئے جن کی وجہ سے آپ کو شرح صدر ہو گیا۔ آپ کا دل بیعت کی طرف مائل ہو گیا اور مرشد کامل کی توجہ سے ان کا حال ماضی کا کفارہ بن گیا۔ مستقبل میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے سعادت کے دروازے کھول دئے۔ پھر آپ حضرت اقدسؒ کے خاص خدمت گاروں میں شامل ہو گئے۔

3 ۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

آپ حضرت خان محمد صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جون ۱۹۰۶ء میں بفہ ضلع مانسہرہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد مدرسہ سہارنپور (ہندوستان) اعلیٰ دینی تعلیم کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ سے علمی و روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ نے علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا محمد رسول خان ہزارویؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ سے دورۂ حدیث مکمل کیا۔ تحصیل علم کے بعد دارالعلوم دیوبند میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ پھر آپ جمعیت علماء ہند کے لئے سرگرم ہوگئے۔ آپ نے تبلیغی دورے کئے اور لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ ۱۹۳۱ء میں حکومت کی مخالفت کی پاداش میں ایک سال جیل میں قید رہے۔ آپ نے سول نافرمانی کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۵۳ء میں ختمِ نبوت کی تحریک میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ۱۹۵۶ء میں جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۲ء میں حج وفد کے رکن بنے۔ آپ نے پانچ حج کئے۔ جمعیت علمائے اسلام کے رسالے ''ترجمان الاسلام'' کے عرصہ دراز تک مدیرِ اعلیٰ رہے۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ اور دیگر سلاسل کے بزرگوں سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ آپ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ سے بیعت ہوئے اور ان کی رحلت کے بعد حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمدؒ کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی۔ بعدازاں مجاز خلافت واجازت قرار پائے۔

آپ ۳ر فروری ۱۹۸۱ء کو کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔

4 ۔ حضرت مولانا مفتی عطا محمدؒ

مفتی عطا محمدؒ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۳۲۸ھ میں موضع چودھواں تحصیل کلاچی، ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام میاں غلام محمد تھا۔ آپ کا تعلق علمی گھرانے سے تھا۔ آپ نے قرآن مجید اپنے چچا حافظ حبیب اللہ سے پڑھا۔ ابتدائی کتب مولانا فضل حق گڑی شموزئی سے پڑھیں۔ اعلیٰ کتب کی تعلیم ملتان میں مولانا فیض محمد شاہجہانی سے حاصل کی۔

۱۳۴۹ھ میں تعلیم سے فارغ ہوکر اپنے گاؤں میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ میراث، فقہ اور نحو کے علوم کے ماہر تھے۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے علمی فیض حاصل کیا۔ ۱۳۶۳ھ میں آپ خانقاہ سراجیہ کندیاں میں حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اپنے شیخ کے ارشاد کے مطابق خانقاہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس دوران آپ نے مدارجِ سلوک مکمل کر کے اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔ یہاں آپ نے مکتوبات امام ربانی شریف اور رسائل نقشبندیہ سبقاً سبقاً پڑھے۔ آپ کو فقہ پر بھی دسترس حاصل تھی۔ حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ نے آپ کی علمی صلاحیت کی تعریف کی۔ آپ کے مرشد حضرت مولانا محمد عبداللہ

لدھیانویؒ کے انتقال پر آپ نے ان کے غسل اور تکفین کی خدمات انجام دیں۔

آپ کی تصانیف میں چند درج ذیل ہیں:

۱۔ آپ نے ''تحفہ سعدیہ'' پر مفید حواشی تحریر فرمائے۔

۲۔ سواءالسبیل (عربی)

۳۔ لمعات عراقیؒ (فارسی)

۴۔ رسالہ میراث انوارالفرائض کی شرح لکھی۔

بلوچستان کی
خانقاہیں

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ ۔ ژوب (بلوچستان)

حضرت خواجہ ابوالخلیل خان محمدؒ (خلیفہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خانؒ)

1 ۔ حضرت مولانا محبّ اللہ مدظلہٗ

حضرت مولانا محبّ اللہ حضرت خواجہ خان محمدؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۲۳/ ذوالقعدہ ۱۳۷۲ھ/ ۱۴/جولائی ۱۹۵۳ءکوژوب میں ہوئی۔ آپ کے والدگرامی کا نام حضرت ملانوابؒ تھا۔ آپ کبزئی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والدگرامی نے تقریباً پندرہ سال افغانستان میں تحصیل علم کے لئے بڑی مشقت کی زندگی گزاری۔ انہوں نے تزکیہ نفس کے لئے مجاہدے اور ریاضات کیں۔ ان کے سسر اور پیر طریقت عالم باعمل حضرت ملا عبدالخالق اخوندزادہؒ نے ان کو خلافت واجازت سے نوازا۔ آپ کے والد اپنے علاقے میں صبر وتوکل کی اعلیٰ مثال تھے۔ حضرت ملانوابؒ کے پانچ بیٹوں اور دو بیٹیوں میں حضرت مولانا محبّ اللہ صاحب سب سے بڑے ہیں۔

حضرت مولانا محبّ اللہ صاحب نے ابتدائی تعلیم مرغہ اکبزئی ضلع ژوب میں اپنے نانا جان حضرت ملا عبدالخالق اخوندزادہؒ کے مدرسہ فیض العلوم میں حاصل کی۔ آپ نے موقوف علیہ تک تمام کتابیں اسی مدرسہ میں پڑھیں آپ کے اساتذہ کرام میں مولانا محمد دین موسیٰ خیلیؒ فاضل دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث مولانا اللہ داد کاکڑ صاحب، مولانا محمد ہاشمؒ، مولانا سید محمدؒ اور مولانا شاہ میرانؒ جیسی نامور اور قابل قدر شخصیت شامل ہیں۔ دورۂ حدیث مدرسہ تنویر القرآن، ژوب میں مولانا اللہ داد کاکڑ صاحب اور مولانا جان محمد صاحب سے مکمل کیا۔ آپ تعلیم مکمل کرنے کے بعد مدرسہ فیض العلوم مرغہ کبزئی، مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ، لورالائی اور مدرسہ مفتاح العلوم قاسمیہ میں تعلیم وتدریس کا کام سرانجام دیتے رہے۔ پھر آپ نے لورالائی کمشنری کے قریب اپنا مدرسہ قائم کرلیا۔

حضرت مولانا محبّ اللہؒ نے اپنے نانا حضرت ملا عبدالخالق اخوندزادہؒ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی۔ ان کو قادریہ ونقشبندیہ دونوں سلسلہ میں اجازت حاصل تھی۔ ان کے پاکستان اور افغانستان میں کثیر تعداد میں مرید تھے۔ اپنے نانا کے انتقال کے بعد آپ نے اپنے والدگرامی سے سلوک جاری رکھا۔ آپ فرماتے تھے کہ والد صاحب مجھے بار بار اپنے سامنے بٹھاتے تھے اور تیز توجہات سے نوازتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں اپنے والد صاحب کے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ انہوں نے تیز توجہ ڈالنی شروع کی۔ مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ جیسے یہ دنیا کا منظر نہیں ہے بلکہ آخرت کا منظر ہے۔

۱۹۸۸ء میں والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ میں یہ سوچتا تھا کہ مرشد فوت ہو جائے تو دوسرے مرشد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مگر کتاب میں دیکھا کہ مرشد کے فوت ہو جانے کے بعد زندہ مرشد سے تعلق پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔ اسی غرض سے میں نے مختلف مقامات کا سفر کیا۔ اسی دوران کسی نے مجھے حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کے بارے میں بتایا۔ میں نے استخارہ کیا۔ اس کے بعد خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ نے مجھ پر توجہ کی ہے۔ توجہ کے انوارات اتنے زیادہ تھے کہ میری برداشت سے باہر ہو گئے۔ میں ایک دم نیند سے بیدار ہو گیا۔ میں نے سوچا کہ وہاں سے حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کی توجہ اتنی طاقت ور ہے تو ان کے پاس جا کر کیا حال ہوگا۔ میں بیعت کی نیت سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضرت نے مجھے نقشبندی سلسلہ میں بیعت کر لیا۔

حضرت مولانا محبّ اللہ صاحب بائیس سال تک حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کی خدمت میں رہے۔ اسی دوران ۱۹۹۵ء میں رمضان المبارک میں حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔

2 ۔ حضرت مولانا گل حبیب صاحب

آپ حضرت خان محمد صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق لورالائی، بلوچستان سے ہے۔ ۲۷/اپریل ۱۹۹۲ء کو حضرت خان محمد صاحبؒ بلوچستان کے تبلیغی دورے کے دوران آپ کے گھر تشریف فرما رہے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ ۔ لورالائی

حضرت مولانا عبدالحکیم کاکڑؒ المعروف نانا صاحب

حضرت مولانا عبدالحکیم کاکڑؒ حضرت عبدالغفور پشاوری نقشبندیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے بلوچستان میں نقشبندی سلسلہ کو کافی فروغ دیا۔ آپ کی وفات ۱۱۵۳ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار قریہ تحصیل لورالائی میں ہے۔

آپ کے خلفاء کرام:

۱۔ مولانا محمد یوسفؒ ۲۔ مولانا نور محمد قندھاریؒ ۳۔ حضرت حاجی فقیر اللہ علویؒ

کشمیر کی خانقاہیں

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ نیریاں شریف (کشمیر)

خواجہ غلام محی الدین غزنوی (خلیفہ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ)

1 ۔ حضرت پیر محمد علاء الدین صدیقی مدظلہ العالی

حضرت پیر محمد علاء الدین صدیقی مدظلہ العالی خواجہ غلام محی الدین غزنویؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ ۱۹۳۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ کشمیر سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ نے جامعہ رحمانیہ، ہری پور میں مولانا فضل الرحمٰن، حافظ محمد یوسف اور مولانا غلام محمود سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے قرآنی علوم مولانا عبدالغفور ہزارویؒ سے وزیر آباد میں سیکھے۔ حدیث کی تعلیم شیخ الحدیث مولانا سردار احمدؒ سے فیصل آباد میں حاصل کی۔ تکمیل کے بعد آپ نیریاں شریف واپس آ گئے۔ والد گرامی سے روحانی اسباق کی تکمیل کی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد ان کے جانشین اور مسند ارشاد پر فائز ہوئے۔

۱۹۸۸ء میں آپ نے محی الدین اسلامی یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھا۔ یونیورسٹی کے قیام کے بعد آپ نے محی الدین میڈیکل کالج کی بنیاد رکھی۔ دور حاضر کے موجودہ تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے النور ٹی وی چینل شروع کیا۔ جس میں شریعت و روحانیت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس میں اردو، عربی، پشتو، گوجروی، انگریزی، گجراتی، بنگالی زبانوں کے علاوہ علاقائی زبانوں میں بھی پروگرام پیش کئے جاتے ہیں۔

آپ کی اولاد میں دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔

ہندوستان کی

خانقاہیں

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، ولی للہی دہلی

حضرت شیخ آدم بنوریؒ (خلیفہ امام ربانی مجدد الف الثانی شیخ احمد سرہندیؒ)

1 ۔ حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی مجددی دہلویؒ

حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی مجددیہ دہلویؒ حضرت سید آدم بنوریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام وجیہہ الدین تھا۔ آپ کی ولادت ۱۰۵۴ھ/۱۶۴۴ء کو ضلع مظفر گڑھ (انڈیا) میں ہوئی۔

آپ نے قرآن کریم اور ابتدائی اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ پھر آگرہ میں میر محمد زاہد ہرویؒ سے معقولات اور علم الکلام پڑھا۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ رحیمیہ دہلی میں درس و تدریس کا کام شروع کیا۔

آپ چشتیہ سلسلہ کے بزرگ سید عظمت اللہ اکبر آبادیؒ سے بیعت ہوئے۔ ان کے بعد آپ نے ان کے خلیفہ ابوالقاسم اکبر آبادیؒ سے بیعت کی۔ اس دوران آپ دوسرے مشائخ کی زیارت اور ملاقتیں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کا تعلق حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے پیدا ہوگیا۔ آپ نے ان سے بیعت کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا! تم حضرت سید آدم بنوریؒ کے کسی خلیفہ سے بیعت کرلو۔ چنانچہ آپ نے سید عبداللہ اکبر آبادیؒ سے اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت سید آدم بنوریؒ سے بیعت کرلی۔ سلوک مجددیہ کی تکمیل کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے دہلی میں مدرسہ رحیمیہ کی بنیاد رکھی۔ جس مدرسہ سے ہندوستان کی تاریخی اسکالر اور علماء فارغ التحصیل ہوئے۔

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ اعتدال پسند عالم، فقیہہ اور کامل مجددی شیخ تھے۔ فتاویٰ عالمگیری کی تصحیح میں مجلس مؤلفین میں بھی شریک تھے۔ فتاویٰ عالمگیری کی تکمیل کے بعد اس پر نظر ثانی کا کام آپ نے اور شیخ حامد جونپوریؒ نے مکمل کیا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو عالمی شہرت حاصل ہوئی۔

آپ کی تالیفات:

۱۔ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں خدمات

۲۔ ارشادِ رحیمیہ ۳۔ انفاسِ رحیمیہ ۴۔ مکتوبات

آپ کی وفات ۷۷ سال کی عمر میں ۱۲/صفر ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۸ء کو ہوا۔

2 ۔ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی مجددیہ دہلویؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۴؍شوال ۱۱۱۴ھ/۲۱؍فروری ۱۷۰۳ء کو دہلی میں ہوئی۔

آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم ختم کر لیا۔ پھر فارسی کتب پڑھیں۔ دس سال کی عمر میں شرح جامی پڑھی معقولات ومنقولات، فقہ، منطق اور حدیث کی کتب پڑھیں۔ ان کے علاوہ اپنے والدگرامی سے طب، معانی اور ہندسہ کی کتابیں بھی پڑھیں۔ پندرہ سال کی عمر میں اپنے والدگرامی سے بیعت کر کے طریقہ نقشبندیہ کا سلوک طے کرنے لگے۔ دوسال میں آپ نے سلوک مکمل کیا اور اسی دوران علم حدیث میں بھی کامل ہو گئے۔ آپ کے والدگرامی نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا اور مسند ارشاد پر بٹھا دیا۔ آپ اپنے والد کے انتقال کے بعد بارہ سال تک مدرسہ رحیمیہ، دہلی میں درس وتدریس، کتب دینیہ وعقلیہ میں مشغول رہے۔

آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے، حج کرنے کے بعد ایک سال تک وہاں قیام کیا۔ آپ نے شیخ ابوطاہر بن ابراہیم مدنی سے حدیث کی سند لی اور ان سے چاروں سلاسل میں خرقہ خلافت حاصل کرنے کا شرف حاصل کیا۔ وہاں کے دوسرے علماء اور مشائخ کی صحبت سے بھی مستفیض ہوئے۔ ۱۴؍رجب ۱۱۴۵ھ/ ۹؍جولائی ۱۷۳۲ء کو دہلی واپس تشریف لائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ علوم ظاہری وفضائل باطنی میں کمال کے مقام پر فائز تھے۔ آپ نے فقہائے محدثین کا طریقہ اختیار کیا۔ آپ نے قرآن کریم کا فارسی ترجمہ کیا۔ اس کے بعد علم تفسیر پر ایک تصنیف "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" لکھی۔ آپ کی بے شمار تصانیف ہیں جن میں حجۃ البالغہ بہت مشہور ہے۔ آپ نے پانی پت کی تیسری لڑائی میں بھرپور حصہ لیا۔

آپ کی وفات ۱۹؍محرم ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء میں ہوا اور دہلی میں مدفون ہوئے۔

آپ کی اولاد میں آپ کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبدالقادرؒ، شاہ عبدالغنیؒ تھے۔

3 ۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء کو ہوئی۔ آپ نے ظاہری و باطنی علوم اپنے والد گرامی اور دیگر علماء سے حاصل کئے۔ تعلیم کے دوران آپ اپنے والد گرامی سے بیعت ہوئے اور نقشبندیہ اور دوسرے سلاسل میں خلعت خلافت کا شرف حاصل کیا۔ والد کے انتقال کے وقت آپ کی عمر سترہ سال تھی۔ جس میں آپ تمام علوم وفنون عقلیہ ونقلیہ اور باطنیہ میں کمال کے درجہ کو پہنچ چکے تھے۔ اپنے والد کے وصال کے بعد تقریباً ساٹھ سال تک آپ درس وتدریس، علم حدیث اور تصنیف وتالیف میں مشغول رہے۔ علوم حدیث اور فقہ میں حجت کا درجہ رکھتے تھے۔

آپ کی چند مشہور تصانیف:

۱۔ تفسیر فتح العزیز	۲۔ سر الشہادتین	۳۔ تحفہ اثنا عشریہ
۴۔ بستان المحدثین	۵۔ عجالہ نافعہ	۶۔ فتاویٰ عزیزیہ

آپ کا انتقال ۷۹ سال کی عمر میں ۷/شوال ۱۲۳۸ھ/۱۷/جولائی ۱۸۲۳ء کو ہوا اور دہلی میں ترکمان دروازہ کے باہر اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

4 ۔ حضرت پیر عبدالغفور شاہ نقشبندیؒ

حضرت پیر عبدالغفور شاہ نقشبندیؒ حضرت حاجی عبدالرحیم کشمیریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے دینی تعلیم مدرسہ مسجد بکن خان، اندرون موچی دروازہ، لاہور سے حاصل کی۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ اور حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ بھی اسی سال فارغ التحصیل ہوئے تھے اور دستار فضیلت ملی تھی۔

آپ نے لاہور کے سادات گھرانے میں شادی کی۔ آپ نے حاجی عبدالرحیم کشمیریؒ کے ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی تھی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے مسجد تکیہ سادھواں (لاہور) میں مدرسہ غوثیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ نے فضائل درود وسلام پر رسالہ تصنیف کیا۔ اس کے علاوہ آپ کے ایک تصنیف ''خزائن البرکات'' بھی ہے۔

آپ کا انتقال ۱۷/جمادی الآخر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء کو ہوا اور تکیہ سادھوان میں مدفون ہوئے۔ بعد میں ۱۸/اگست ۱۹۳۵ء کو آپ کو وہاں سے نکال کر قبرستان میانی میں دفن کیا گیا۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ (بنور شریف)

حضرت سید آدم بنوریؒ (خلیفہ امام ربانی مجدد الف الثانی شیخ احمد سرہندیؒ)

1 ۔ حضرت شیخ نور محمد پشاوریؒ

حضرت شیخ نور محمد پشاوریؒ حضرت آدم بنوریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے لاہور اور سلطان پور میں تعلیم حاصل کی۔ حصول تعلیم کے بعد آپ نے حضرت آدم بنوریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیعت کی اور ریاضتوں اور مجاہدات میں کمال کو پہنچے۔ آپ خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ نے قبیلہ یوسف زئی کے بے شمار لوگوں کو سلسلہ نقشبندیہ میں داخل کیا اور ان میں ایک کثیر تعداد ولایت کے مقام پر پہنچی۔ آپ کی وفات ۱۰۹۵ھ/۱۶۴۹ء کو ہوئی۔

2 ۔ حضرت حاجی عبداللہ بہادرؒ (کوہاٹ)

حضرت حاجی بہادرؒ حضرت آدم بنوریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا نام سید عبداللہ تھا لیکن لوگ آپ کو حاجی بہادر کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ روایت ہے کہ آپ کو کشف میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بہادر کا لقب ملا تھا۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید سلطان محمد شاہ تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسن عسکریؒ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت بروز پیر ۱۶/رجب ۹۸۹ھ/۱۵۸۱ء کو آگرہ (یوپی، انڈیا) میں ہوئی۔

آپ نے سترہ سال کی عمر میں تعلیم مکمل کر لی اور حضرت محمد میر محمد کلاںؒ (خلیفہ حضرت سید آدم بنوریؒ) کے ساتھ حضرت سید آدم بنوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت بنوریؒ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا!

میر محمد کلاں! یہ بہادر ہے اور ہمارے خلفاء میں سے ہے۔

پھر حضرت سید آدم بنوریؒ نے آپ کو اپنے سینے سے لگایا اور دعا فرمائی اور بیعت سے سرفراز کیا۔ آپ اپنے مرشد کی خدمت میں گیارہ سال رہے اور خلافت و اجازت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے کئی حج کئے اور اپنے شیخ کے ساتھ بھی حج کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ حج سے واپس آنے کے بعد آپ کوہاٹ چلے گئے اور وہاں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں سرگرم ہو گئے۔ آپ کے مریدین کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے زائد تھی۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ مفتاح الدقائق

۲۔ تبیان الحقائق

آپ کا انتقال حالت سفر میں بڑاخیل میں ۱۰۹۹ھ/۱۶۸۷ء کو ہوا۔ آپ کو کوہاٹ میں دفن کیا گیا۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ مولانا نور محمد مدقق بن محمد فیروز لاہوریؒ

۲۔ شاہ ولی اللہ ننگرہاریؒ

۳۔ اخوند شیخ میاں محمد نعیم جلال آبادیؒ

3 ۔ حضرت شیخ حامد نقشبندی لاہوریؒ

حضرت شیخ حامد نقشبندی لاہوریؒ حضرت آدم بنوریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ تصوف کے اعلیٰ مقامات پر فائز تھے۔ آپ نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔ کم بولنا، کم کھانا اور کم سونا آپ کی عادت میں شامل تھا۔ حکام و امراء سے ملاقاتوں سے پرہیز کیا کرتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء کو لاہور میں ہوئی۔

4 ۔ حضرت حاجی محمد سعید نقشبندیؒ

آپ حضرت سعد اللہ مجددیؒ (خلیفہ حضرت سید آدم بنوریؒ) کے خلیفہ تھے۔ آپ صاحبِ کرامت ولی اللہ تھے۔ آپ روحانی تربیت کی درس و تدریس کے ذریعہ ظاہری و باطنی تعلیم سے خلق خدا کو مستفید کرتے تھے۔ آپ افغانستان کے مختلف شہروں میں بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے اور پھر حج کے لئے تشریف لے گئے۔ حج سے واپسی پر آپ نے لاہور میں محلّہ عبداللہ واڑی میں سکونت اختیار کر لی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔

آپ نے ایک سو دس برس کی عمر پائی اور ۱۱۶۶ھ بمطابق ۱۷۵۳ء میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کا مزار

مبارک حضرت شاہ چراغ ؒ کے مزار کی جنوب سمت محلّہ عبداللہ واڑی یعنی جی ٹی روڈ لاہور کے نزدیک گوروں کے قبرستان کی دیوار کے قریب واقع ہے۔

حضرت احمد صدیق کشمی ؒ آپ کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ طریقت اور حقیقت کے مقامات سے آراستہ ہیں۔ آپ نوجوانی میں اپنے وطن کشم (بدخشان) سے ہندوستان تشریف لائے اور ایک عرصہ تک عبدالرحیم خان خانان کی صحبت میں رہے۔ آپ شعروشاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ آپ پہلے قطب الاقطاب حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ سے بیعت ہوئے۔ ان کے ہاتھ پر توبہ کی اور ذکر کی تعلیم حاصل کی۔ آپ محبتِ شیخ میں اس قدر مغلوب تھے کہ فرماتے ہیں کہ جب میں دکن کے سفر سے واپس آیا اور حضرت خواجہ ؒ سے بہت رابطہ میں تھا، معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ جس شخص پر نظر ڈالتا تو حضرت ؒ کا ہی جمال نظر آتا۔ یہاں تک کہ درودیوار، شجروحجر جہاں بھی نظر پڑتی سوائے آپ ؒ کے جمال کے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ بلکہ آپ نے میرے وجود موہوم کو بھی درمیان سے اٹھا دیا تھا اور خود کو بھی حضرت خواجہ ؒ کا وجود سمجھنے لگا۔

ایک وہ تھا کس کا رخ تھا سوئے دوست
ایک وہ جس کی طرف خود روئے دوست

حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ کے حکم سے آپ حضرت مجدد ؒ کے پاس سرہند آ گئے۔ آپ حضرت مجدد ؒ کے پاس رہ کر سلوک کے مقامات حاصل کرتے رہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے حج کا شوق پیدا ہوا، میں نے پختہ ارادہ کر لیا اور زادراہ بھی تیار کر لیا۔ حضرت مجدد ؒ سے اپنے اس عزم کا ذکر کیا۔ حضرت ؒ نے فرمایا کہ اس سال میں تم کو حاجیوں کے درمیان نہیں پاتا۔ لیکن میں نے حضرت کی اس بات کا خیال نہیں کیا اور روانہ ہو گیا۔ راستے میں ڈاکوؤں نے مجھ پر حملہ کر دیا اور مجھے زخمی کر کے سارا سامان لوٹ لیا۔ چنانچہ میں حج پر نہ جا سکا۔ دوسرے سال تیاری کے کے سفر پر گیا اور حج کے لئے پہنچا۔ آپ کی وفات شوال ۱۰۵۰ھ میں ہوئی اور دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ کے مقبرے میں مدفون ہوئے۔

5 ۔ حضرت سید علم اللہ حسنی رائے بریلوی ؒ

حضرت سید علم اللہ حسنی رائے بریلوی ؒ حضرت سید آدم بنوری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲/ربیع الاول ۱۰۳۳ھ/۱۶۲۳ء میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید محمد فضیل ؒ تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے ملتا ہے۔ آپ نے کچھ عرصہ لشکر شاہی میں ملازمت کی لیکن ملازمت چھوڑ کر سلوک کی طرف متوجہ ہو گئے۔ آپ کو شروع ہی

سے حضرت آدم بنوریؒ سے بہت عقیدت تھی۔ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے بیعت ہوکر اسباق سلوک طے کرنے میں مصروف ہوگئے۔ بالآخر سلوک کی تکمیل کے بعد خلافت و اجازت سے نوازے گئے۔ حضرت شیخ آدم بنوریؒ کے گوالیار کے قیام کے دوران آپ ان کے ساتھ تھے۔ آپ نے خلافت و اجازت ملنے کے بعد نصیر آباد میں حلقہ کی بنیاد رکھی اور طالبانِ حق کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہوگئے۔ آپ نے دو مرتبہ حرمین شریفین جا کر حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضری کی سعادت حاصل کی۔

آپ کا انتقال تریسٹھ سال کی عمر میں ۹/ذوالحجہ ۱۰۹۶ھ/ ۱۶۸۵ء میں ہوا۔ آپ کے چار فرزند تھے، شاہ آیت اللہ، شاہ محمد ہدیٰ، سید ابوحنیفہ، سید محمد جی۔

آپ کے چند خلفاء کرام کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت فتح محمد انبالویؒ

۲۔ حضرت عبدالاحدؒ

۳۔ حضرت سید عبداللہ محدث اکبر آبادیؒ

۴۔ حضرت محمود درسن تاب خورجویؒ

۵۔ حضرت محمود ولی کاکورویؒ

۶۔ حضرت محمود خان افغانؒ

6 ۔ حضرت شیخ محمد امین بدخشیؒ

حضرت شیخ محمد امین بدخشیؒ حضرت سید آدم بنوریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۲۰ھ/ ۱۶۱۱ء میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ علی الدین جہانگیرؒ تھا۔ آپ کو حضرت مجدد الف الثانیؒ کے تقریباً چالیس خلفاء کی صحبت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ آپ شروع میں اپنے والد کے کہنے پر شیخ سلطان محمد فرخاریؒ سے بیعت ہوئے، ان کی وفات کے بعد حج کے ارادے سے گھر سے نکلے اور کچھ دن لاہور میں قیام کیا۔ یہاں آپ نے حضرت سید آدم بنوریؒ کی بزرگی کا شہرہ سنا تو آپ ان کے پاس آکر ان سے بیعت ہوگئے۔ پھر آپ کو اپنے شیخ کے ساتھ حرمین شریفین حج بیت اللہ کے لئے جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ پچاس سال حرمین شریفین میں مقیم رہے۔

آپ کے اساتذہ میں ملا عیسیٰ، ملا یوسف پشاوری، ملا مختار، ملا چالاک پشاوری، ملا عبدالحکیم، ملا عبدالسلام، ملا سعید خان، ملا سعداللہ خان لاہوری، شیخ محمد باہلی، ملا محمد مصری، شیخ عیسیٰ مغربی، امام علی، امام زین العابدین طبری، شیخ تاج الدین مالکی، شیخ الاسلام محمد مکی، شیخ عبدالرحمان خیاری اور ملا نافع مدنی (رحمۃ اللہ اجمعین) شامل ہیں۔

آپ کے سال وفات کا علم نہ ہوسکا۔ آپ مکہ مکرمہ سے مصر گئے تھے وہیں آپ کا انتقال ہوا اور مصر میں ہی مدفون ہوئے۔

آپ نے کافی تعداد میں کتابیں لکھی تھیں ان میں چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ المفاضلہ بین الانسان والکعبہ

۲۔ رسالہ درمسائل جمعہ وچہارگانہ احتیاطی

۳۔ رسالہ دراثبارِ ذکر

۴۔ رسالہ فقہ ٔضروریہ درمذاہب اربعہ

۵۔ مناسک الحج والعمرہ دردالحاسیۃ وجواب

۶۔ فضایلہا (آدابِ زیارت)

۷۔ منتخب احادیث الجوامع والمسانید حضرات

۸۔ رسائل امینیہ

۹۔ مقاماتِ احمدیہ ومناقب حضرات المعصومیہ

۱۰۔ رسالہ فی احوال شیخ محمد جمال پشاوریؒ

۱۱۔ رسالہ عرفانیہ

۱۲۔ رسالہ شجرہ ودوائر طریقہ

۱۳۔ اختصار التاریخ فی فضائل الحرمین الشریفین

۱۴۔ مکتوباتِ بدخشی درموعظت ونصیحت وفضائلِ طریقہ

۱۵۔ رسالہ کراماتِ آدمیہ

۱۶۔ رسالہ بری وبحری (در بشارات)

۱۷۔ رسالہ فی ترجمہ الشیخ آدم بنوری

۱۸۔ رسالہ واقعاتِ وفاتِ شیخ آدم بنوریؒ

۱۹۔ اقوال شیخ آدم بنوریؒ

۲۰۔ نتائج الحرمین

۲۱۔ رسالہ وحدت الوجود

۲۲۔ عربی ترجمہ رسائل شیخ آدم بنوریؒ

۲۳۔ ترتیب خلاصۃ المعارف تالیف شیخ آدم بنوریؒ

۲۴۔ ترتیب نکات الاسرار تالیف شیخ آدم بنوریؒ

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ زبیریہ، سرہند شریف

حضرت خواجہ محمد زبیرؒ (قیوم رابع)

حضرت خواجہ محمد زبیرؒ حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبندؒ کے بڑے صاحبزادے شیخ ابوالعلیؒ کے بیٹے، آپ کے پوتے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت بروز پیر ۵/ذوالقعدہ ۱۰۹۳ھ /نومبر ۱۶۸۲ء میں ہوئی۔ آپ کو ابوالبرکات اور شمس الدین کے القاب ملے۔ آپ نے تیرہ سال کی عمر میں اپنے والد گرامی کے ساتھ حج کیا اسی سال آپ کے والد شیخ ابوالعلیؒ کا انتقال ہو گیا تو آپ اپنے دادا محترم کی کفالت میں آ گئے۔ آپ نے تمام سلوک باطنی وکمالات اپنے دادا حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبندؒ سے سیکھیں اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے قیوم تھے اور بہت عبادت گزار تھے۔ نماز تہجد میں ساٹھ مرتبہ یٰس شریف پڑھتے تھے۔ بہت لمبا مراقبہ کرتے تھے۔ آپ نماز کے بعد مشکوۃ شریف اور مکتوبات شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ نماز اوابین میں دس پارے پڑھتے تھے۔ آپ کا دائمی وظیفہ یہ تھا کہ ۲۴ ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ ۱۵ ہزار اسم ذات اور رات کو ۱۰۱ ہزار مرتبہ کلمہ شریف روزآنہ پڑھا کرتے تھے۔ دو رکعت نماز میں پورا قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔ حضرت حجۃ اللہؒ نے آپ کو قیومیت کی بشارت دی تھی۔ آپ کو یکم صفر ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء بروز ہفتہ کو قیوم رابع کا مقام عطا ہوا۔ آپ اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے۔

آپ نے انسٹھ سال کی عمر میں بروز بدھ ۴/ذوالقعدہ ۱۱۵۲ھ/ ۳۰/مارچ ۱۷۴۰ء کو دہلی میں انتقال فرمایا اور سرہند شریف میں حضرت شیخ سعدالدینؒ کی حویلی میں مدفون ہوئے۔ حضرت خواجہ ضیاء اللہؒ اور حضرت سید قطب الدین حیدرؒ آپ کے خلفاء میں تھے۔

آپ کی اولاد میں حضرت شیخ محمد عزیز اللہؒ، حضرت شیخ عبدالقادر ثانیؒ، حضرت شیخ محمد احرار ثانیؒ، حضرت شیخ محمد معصوم مغفورؒ، حضرت فاطمہ زمانیؒ اور حضرت بدرانساءؒ تھے۔

1 ۔ حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندیؒ

حضرت خواجہ ضیاء اللہؒ حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ تجارت کی غرض سے کشمیر آئے تھے۔ آپ بہت دولت مند تاجر تھے۔ آپ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی اور بشارت ہوئی کہ حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کے پاس جاؤ۔ جب آپ حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے فوراً بیعت کر کے ان کے حلقہ ادارت میں داخل ہو گئے۔ سلوک کے منازل طے کرتے ہوئے دنیا سے آپ کا دل اچاٹ ہو گیا آپ نے اپنا تمام اسباب اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا اور سلوک کی تکمیل و کمال میں مصروف ہو گئے اور بالآخر خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔ آپ کی مشہور تصنیف ''مقاصد السالکین'' ہے۔ حضرت خواجہ محمد زبیرؒ نے آپ کو ''فخر کشمیر'' کا خطاب دیا تھا۔ کشمیر میں آپ کی شہرت ''احسن لین'' کے نام سے تھی۔ آپ ولایتِ صغریٰ و کبریٰ، کمالاتِ نبوت اور حقائق ثلاثہ کی بشارت سے نوازے گئے۔ آپ چار سال دہلی میں حضرت شاہ غلام علیؒ کی صحبت میں بھی رہے۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ زبیرؒ کا قیام بھی ان دنوں دہلی میں تھا۔

آپ کا انتقال ۱۴/ربیع الاول دہلی میں ہوا، آپ کا سن وفات معلوم نہ ہو سکا۔ بعض سیرت نگاروں نے اندازے سے ۱۱۸۰ھ لکھا ہے۔ آپ کے جسد خاکی کو سرہند لا کر آپ کے شیخ حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

2 ۔ حضرت سید قطب الدین حیدرؒ

حضرت سید قطب الدین حیدرؒ حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا اسم گرامی سید محمد اشرف لقب قطب الدین المعروف حیدر حسین تھا۔ آپ کی ولادت نواح بخارا (ماوراءالنہر) میں ۱۰۴۷ھ/۱۶۳۸ء میں ہوئی۔

آپ کی نشونما اور تعلیم وتربیت انتہائی پاکیزہ ماحول میں ہوئی۔ آپ نے اپنے وطن بخارا میں تعلیم مکمل کی۔ حدیث، تفسیر، فقہ، معقولات ومنقولات میں کمال حاصل کرنے کے بعد پیرِ کامل کی تلاش میں سرہند پہنچے۔ یہاں قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر ؒ کے دستِ حق پر بیعت ہوکر پندرہ سال شیخ کامل کی خدمت میں رہے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔

۱۱۵۲ھ میں مرشد کامل قیوم رابع ؒ کے وصال کے بعد آپ سرہند شریف میں مسند شیخیت پر متمکن ہوئے اور بیس سال سے زائد خانقاہ مجددیہ میں رہ کر طالبانِ حق کو رشد وہدایت سے نوازتے رہے۔ آپ امراء واغنیاء سے میل جول پسند نہیں کرتے تھے۔

۱۱۷۳ھ کو حضرت حافظ سید محمد جمال اللہ ؒ کو اپنا جانشین بنا کر آپ اشتیاق زیارت حرمین شریفین کے جذبہ سے حج بیت اللہ کو گئے وہاں سے عالم شوق میں مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں نوافل اور درود شریف کا نذرانہ پیش کرتے رہے اور برہنہ پا شہر طیبہ میں داخل ہوئے اور فیض نبوی ﷺ سے بہرہ مند ہوئے۔ مدینہ منورہ ہی میں ۱۱/رجب ۱۱۸۰ھ/۱۷۶۶ء کو آپ کا انتقال ہوگیا۔ آپ حضرت عثمان غنی ؓ کی قبر مبارک کے قریب حضرت سید آدم بنوری ؒ اور حضرت خواجہ محمد پارسا ؒ کی قبروں کے ساتھ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

3 ۔ حضرت حافظ سید محمد جمال اللہ رام پوری ؒ

حضرت حافظ سید محمد جمال اللہ رام پوری ؒ حضرت سید قطب الدین حیدر ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا اسم مبارک جمال اللہ تھا۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید محمد درویش ؒ تھا جو بخارا سے فوج کے ساتھ ہندوستان آئے تھے۔ آپ بخاری سید تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱/ربیع الاول ۱۱۳۷ھ/ ۲۸/نومبر ۱۷۲۴ء کو گجرات (پنجاب) میں ہوئی۔ ابھی آپ بچے ہی تھی کہ خواب میں حضرت علی مرتضیٰ ؓ نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور حضرت غوث الاعظم ؒ آپ کی روحانی تربیت فرماتے رہے۔ آپ نے علم شریعت میں کمال حاصل کیا تھا اور قرآن کریم کے حافظ تھے۔ آپ بہت خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

آپ کو سیر وسیاحت کا شوق تھا، آپ نے مکمل عسکری تربیت حاصل کی تھی آپ تلوار باندھ کر سیر کیا کرتے تھے۔ ہندوستان میں مختلف مقامات پر زیارتِ مشائخ سے مستفیض ہوتے رہے۔ اسی دوران آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ حج سے واپسی پر آپ سرہند تشریف لائے اور پھر یہاں ہی قیام پذیر ہوگئے۔

آپ نے قیام سرہند شریف کے دوران حضرت قطب الدین حیدر بخاریؒ سے ملاقات کی اور ان کی شخصیت سے اتنے متاثر ہوئے کے ان سے فوراً بیعت کر لی۔ ان کے پاس رہ کر قلیل مدت میں مدارج سلوک طے کئے اور ۱۱۶۳ھ میں مجازِ طریقت ہوگئے۔ آپ نے سرہند شریف میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ سرہند میں جب سکھوں نے قتل و غارت گری کی تو آپ رام پور منتقل ہوگئے اور آخیر وقت تک رام پور (مصطفیٰ آباد) میں رہے۔

آپ اتباع سنت کا بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔ اعمال ظاہری و باطنی میں کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ عشق الٰہی سے بھرپور صاحب دل تھے۔ آپ کے فیضان سے کثیر تعداد میں لوگوں کو فیوضات و برکات پہنچیں۔ آپ کی نگاہ میں اس قدر تاثیر تھی کہ جو بھی ایک دفعہ آپ کو دیکھ لیتا تھا فریفتہ ہو جاتا تھا۔ طبیعت میں تواضع اور انکسار بہت تھا۔ نواب فیض اللہ خان والئی رام پور، ان کے خادم، جانثار اور دل و جان سے آپ کے معتقد تھے۔ نواب کلب علی خان تو آپ کے ساتھ اس درجہ عقیدت رکھتے تھے کہ وصیت فرما گئے کہ مجھے آپ کے مزار اقدس کے قرب و جوار میں دفن کیا جائے۔

آپ کا انتقال ۴ رصفر المظفر ۱۲۰۹ھ/۱۷۹۴ء کو رام پور میں ہوا۔ آپ کی قبر مبارک متصل دروازہ عیدگاہ ہے۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰؒ (گنڈاپوری)

۲۔ حضرت ملا شیر خان تیراہیؒ

۳۔ حضرت سید ملا امان تیراہیؒ

۴۔ حضرت شاہ فیض بخشؒ (شاہ درگاہی غزنویؒ)

۵۔ حضرت وارث خان بنارسیؒ

۶۔ حضرت سید محی الدین تیراہیؒ

۷۔ حضرت شیخ صحرائیؒ

4 ۔ حضرت حافظ محمد رانجھا نقشبندیؒ

حضرت حافظ محمد رانجھا نقشبندیؒ حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کے خلیفہ شیخ علی اصغر سیالکوٹیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے اپنے شیخ کی صحبت میں رہ کر انیس سال ان کی خدمت کی۔ آپ کے والد گرامی کا نام حافظ فتح محمد رانجھاؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۰۸۱ھ میں ہوئی۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ آپ کا قیام قصبہ واں میانہ میں تھا۔ آپ نے اپنے چچا حضرت حافظ میر محمدؒ سے بھی روحانی فیض حاصل کیا اور ان ہی کے کہنے پر حضرت علامہ گل محمدؒ (نواسہ حضرت عبدالحکیم سیالکوٹیؒ) کے حلقہ درس میں شامل ہو کر علوم ظاہری حاصل کئے۔

حضرت حافظ محمد رانجھاؒ نے جزائر انڈونیشیا، سوات، بنیر، تبت، سری لنکا، کاکیشیا (کوہ قاف)، بخارا کی سیر و سیاحت کی۔ آپ کے بے شمار مرید تھے اور اور بہت دور دراز کے علاقوں تک سلسلہ نقشبندیہ کی ترقی و ترویج کی۔

آپ کی وفات ایک سو بیس سال کی عمر میں ۱۲۰۱ھ/ ۱۷۸۶ء میں ہوئی اور واں میانہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے چار فرزند تھے، حافظ نور احمد، علی شیر، بہلک، اور محرم۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ تھانیسری

حضرت مولوی نعیم اللہ مجددی بہڑائچیؒ (خلیفہ حضرت مظہر جان جاناں حبیب اللہ شہیدؒ)

حضرت مولانا مراد اللہ مجددی تھانیسریؒ

حضرت مولانا مراد اللہ مجددی تھانیسریؒ حضرت مولوی نعیم اللہ بہڑائچیؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۶۶ھ میں ہوئی۔ آپ حضرت مولوی نعیم اللہ بہڑائچیؒ کے جانشین تھے۔ آپ نے چالیس سال طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کی۔ آپ شرک و بدعت سے سخت نفرت کرتے تھے اور بے شمار لوگوں کو ان برائیوں سے نجات دلائی۔ آپ ترک دنیا، اتباع سنت نبوی، تزکیہ نفس، صفائی باطن میں مخلوق کی راہ نمائی فرماتے تھے۔

آپ کی وفات ۸۲ سال کی عمر میں ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۳ء میں ہوئی۔ مولانا ابوالحسن نصیر آبادیؒ آپ کے خلیفہ تھے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، شاہ محمد آفاق ؒ (دہلی)

حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی ؒ (خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم رابع ؒ)

1 ۔ حضرت شاہ محمد آفاق فاروقی مجددی ؒ

حضرت شاہ محمد آفاق فاروقی مجددی ؒ حضرت خواجہ ضیاء اللہ ؒ کے خلیفہ تھے، آپ کے والد گرامی کا نام شیخ احسان اللہ ؒ تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب امام ربانی حضرت مجدد الف الثانی ؒ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید ؒ کی دعا سے ۱۱۶۰ھ/۱۷۴۷ء میں ہوئی۔

آپ نے علوم ظاہری سے فارغ ہو کر حضرت خواجہ ضیاء اللہ ؒ سے بیعت ہو کر سلوک مجددیہ طے کیا اور سخت ریاضات اور مجاہدات کے بعد کمال کے درجہ پر پہنچے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ دہلی سے افغانستان تشریف لے گئے۔ شاہ افغانستان زمان شاہ آپ کا معتقد اور مرید تھا۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی ؒ اپنے بعض مریدین کو تربیت کے لئے آپ کے پاس بھیجتے تھے۔ آپ جامع شریعت وطریقت تھے۔ فقر، توکل، قناعت، زہدو ورع، عبادات وریاضات آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ حضرت خواجہ ضیاء اللہ ؒ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت خواجہ میر درد ؒ سے تجدید بیعت کر لی کو اپنے والد حضرت خواجہ محمد ناصر عندلیب ؒ کے خلیفہ تھے جو حضرت خواجہ محمد زبیر ؒ کے خلیفہ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ محمد آفاق ؒ کو بہت شہرت ومقبولیت عطا فرمائی تھی۔ آپ سے دہلی سے لے کر کابل تک کے لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ اس وقت کا افغانستان کا بادشاہ آپ سے بیعت کر کے مرید بنا۔ حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مرادآبادی ؒ فرماتے تھے کہ آپ کا روزآنہ دس ہزار مرتبہ درود شریف، پچاس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ، دس سپارے قرآن مجید اور پانچوں وقت صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا معمول تھا۔ آپ کی تمام باتیں سنتِ نبوی ﷺ کے موافق ہوتی تھیں۔

آپ کی وفات ۷/محرم ۱۲۵۱ھ/۱۸۳۶ء کو دہلی میں ہوئی اور مغلپورہ میں مسجد کے پیچھے مدفون ہوئے۔ آپ کے خلفاء میں مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی ؒ اور مولانا محمد نصیر مجددی ؒ بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔

2 ۔ حضرت مولانا غلام رسول عالم پوریؒ

حضرت مولانا غلام رسول عالم پوریؒ حضرت خواجہ محمد نصیر مجددیؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام میاں مراد بخش تھا اور آپ عالم پور (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ تین سال کی عمر میں آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اور عربی و فارسی کی تعلیم مولوی محمد عثمان اور مولانا احمد سے حاصل کی۔ آپ نے دہلی میں سجادہ نشین درگاہ عالیہ خواجہ نظام الدینؒ سے بھی استفادہ حاصل کیا۔

آپ نے حضرت خواجہ محمد نصیر مجددیؒ سے بیعت ہوکر سلوک مجددیہ طے کئے اور اعلیٰ مقامات حاصل کئے۔ آپ نے حضرت غلام محی الدین بگویؒ سے بھی علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ آپ فقہ، حدیث اور تفسیر کے عالم تھے۔ آپ نے پنجابی زبان میں شاعری بھی کی۔

آپ کی چند تصانیف:

۱۔ چوپٹ نامہ ۲۔ مسلم توحید

۳۔ ادرسی حرفی ۴۔ سسی پنوں

۵۔ احسن القصص (یوسف زلیخا)

آپ کی وفات ۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء میں ہوئی۔ بعض سیرت نگار نے آپ کی وفات ۱۸۹۲ء لکھی ہے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، گنج مراد آباد

حضرت شاہ محمد آفاق فاروقی مجددیؒ (خلیفہ حضرت خواجہ ضیاء اللہؒ)

1 ۔ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ

حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ حضرت شاہ محمد آفاق فاروقی مجددیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شاہ اہل اللہؒ تھا۔ آپ قصبہ ملانواں ضلع اناؤ (اودھ) کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۰۸ھ/۱۷۹۳ء میں سندیلہ میں ہوئی۔ یہاں آپ کا ننھیال تھا۔ اسی بستی میں حضرت شیخ حیدر علی شاہؒ حضرت شاہ محمد آفاقؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے ملانواں سے تین میل کے فاصلہ پر قصبہ گنج مراد آباد میں اسکونت اختیار کر لی تھی۔

آپ نے علوم ظاہری شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، مولانا محمد اسحاق دہلویؒ، مولانا نورانصاری فرنگی محلؒ، شاہ غلام علیؒ اور مرزا حسن علی کبیر محدث لکھنویؒ سے حاصل کیا اور کمال تک پہنچے۔ آپ نے حضرت شاہ محمد آفاق دہلویؒ سے بیعت کر کے سلوک مجددیہ طے کئے اور خلعتِ خلافت اور اجازتِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔

آپ نے گنج مرادآباد میں خلقِ خدا کی روحانی تربیت کی۔ آپ کامل اتباع سنت وشریعت تھے۔ بڑے بڑے علماء آپ سے حدیث کا درس لیا کرتے تھے۔ آپ غریب ونا داروں کی بہت مدد کیا کرتے تھے۔ آپ نے صحاح ستہ کے علوم سیکھے اور علم ومعرفت میں بلند مقام حاصل کیا، شروع میں آپ کا قیام ملانواں میں تھا پھر اہلیہ کی وفات کے بعد آپ گنج مرادآباد منتقل ہو گئے تھے اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ سنتِ نبوی ﷺ کی سختی سے پابندی کرتے تھے اور بہت زیادہ صدقہ وخیرات کیا کرتے تھے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔

آپ کی وفات ۲۲/ربیع الاول ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں ہوئی اور گنج مرادآباد میں مرادخان کے مقبرے میں مدفون ہوئے۔ آپ کے بے شمار خلفاء عظام تھے۔ جن میں سید دیدار علی شاہؒ اور مولانا اکرام الدینؒ آپ کے بہت خاص ارادت مند تھے۔

2 ۔ علامہ سید دیدار علی شاہ الوری نقشبندیؒ

علامہ سید دیدار علی شاہ الوری نقشبندیؒ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید نجف علی شاہؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء میں پیر محلّہ نواب پورہ، الور (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کے چچا سید نثار علی شاہؒ اپنے وقت کے اولیاء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظمؒ تک پہنچتا ہے۔

آپ نے مولانا کرامت اللہ خان دہلویؒ سے درس نظامی کی کتب پڑھیں اور دورۂ حدیث مکمل کیا۔ مولانا عبدالولی رام پوری اور مولانا ارشاد حسین نقشبندی رامپوری سے فقہ اور منطق کی تعلیم حاصل کی۔ حدیث کی سند مولانا احمد علی سہارنپوری اور مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے لی۔ حضرت سید مہر علی شاہ گولڑوی آپ کے ہم درس تھے۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ تلاش حق میں اپنے دور کی اہم شخصیت حضرت سائیں توکل شاہؒ کی خدمت میں انبالہ پہنچے اور دو سال ان کی خدمت میں رہے پھر آپ کے مرشد نے فرمایا! تم گنج مرادآباد جاؤ اور اپنا حصہ وہاں سے وصول کرو۔ چنانچہ آپ حضرت فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیعت ہو گئے۔ ان کے پاس رہ

کے سلوک کے اسباق مکمل کرنے کے بعد خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کی زندگی ایک جہد مسلسل تھے۔ اپنے استادگرامی مولانا ارشاد حسین فاروقی رامپوریؒ کے ارشاد کی تعمیل میں مدرسہ ارشادالعلوم رامپور میں مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۹۰۷ء میں آپ اپنے وطن الورتشریف لے گئے اور وہاں مسجد قوت الاسلام اور مدرسہ قوت الاسلام قائم کیا۔ ۱۹۱۷ء میں آگرہ کی شاہی مسجد میں خطیب ومفتی مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں لاہور تشریف لائے اور مسجد وزیر خان میں خطیب ومفتی ہونے کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ ۱۹۲۵ء میں انجمن حزب الاحناف کی بنیاد رکھی۔ دارالعلوم حزب الاحناف قائم کیا۔ آپ کے صاحبزادے ابوالحسنات سید محمد احمد آپ کے بعد مسجد وزیر خان کے خطیب رہے۔

آپ کی مشہور تصانیف:

۱۔ تفسیر میزان الادیان (تفسیر سورۃ الفاتحہ)

۲۔ ردروافض الاستغاثہ من اولیاء اللہ

۳۔ دیوانِ دیدارعلی (فارسی واردو)

آپ کی وفات ۲۲/رجب ۱۳۵۴ھ/۲۰,اکتوبر ۱۹۳۵ء کو ہوئی اور جامع مسجد اندرون دہلی دروازہ لاہور میں آخری آرام گاہ پائی۔

3 ۔ حضرت مولانا سید اکرام الدین بخاری نقشبندیؒ

حضرت مولانا سید اکرام الدین بخاری نقشبندیؒ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ جید عالم اور مقبول زمانہ واعظ تھے۔ اسی نسبت سے آپ کا لقب "واعظ الاسلام" مشہور ہوا۔

آپ نے حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے دستِ حق پر بیعت کی اور ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء میں خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ شعروسخن کا بھی ذوق رکھتے تھے اور "اختر" تخلص کیا کرتے تھے۔ آپ مسلک اہل سنت والجماعت کی اشاعت میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں بہت سرگرم تھے۔ اس سلسلہ میں آپ کی تصنیف "فیض جاری ملقب بہ ہدایت البخاری" میں آپ نے مسئلہ ختمِ نبوت کا مدلل بیان فرمایا ہے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، مکان شریف

1 ۔ حضرت سید امام علی شاہؒ (مکان شریف)

حضرت سید امام علی شاہؒ حضرت شاہ حسینؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور قلیل عرصہ میں سلوک وطریقت کی منازل طے کر کے خلعتِ خلافت اور مجاز طریقت نقشبندیہ مجددیہ سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید حیدر علیؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۱۲ھ/ ۱۷۹۷ء میں مکان شریف (ترچھتڑ) گورداسپور (انڈیا) میں ہوئی۔

فارسی کتب مولانا فقیر اللہ کوفی سے پڑھ کر حافظ محمد رضاؒ اور مولانا نور محمدؒ سے درسی کتب پڑھیں۔ حضرت شاہ حسین بھورے والاؒ نے مثنوی پڑھنے کی تاکید کی۔ آپ حاضرین میں کسی کے دل میں وسوسہ پیدا ہوتا تو آپ اس کی فوراً اصلاح فرمادیتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۳/شوال ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء کو ہوئی اور مکان شریف میں مدفون ہوئے۔ آپ کے فرزند سید صادق علی شاہؒ آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہوئے۔

آپ کی اولاد میں سید محفوظ حسین (بن سید مظہر قیوم بن سید بارک اللہ بن سید صادق علی شاہ) بھلیر نزد سانگلہ ہل میں سجادہ نشین ہیں۔

2 ۔ خواجہ بابا امیر الدین کوٹلویؒ

خواجہ بابا امیر الدین کوٹلویؒ کی ولادت ۱۲۰۷ھ/۱۷۹۲ء میں دھرم کوٹ نزد مکان شریف ضلع گورداسپور (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ ککے زئی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ابتدائی تعلیم کے بعد ہی حضرت خواجہ امام علی شاہؒ سے بیعت ہو گئے تھے۔ آپ پولیس میں تھانیدار بھرتی ہو گئے تھے۔ ایک دفعہ آپ کی دریا پر وظیفہ پڑھنے کے دوران حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور ان سے بے شمار فیض و برکات حاصل کئے۔ آپ کوٹلہ شریف (کوٹلہ پنجو بیگ) ضلع شیخوپورہ تشریف لے آئے۔ یہاں لاتعداد لوگ آپ کے علم وعرفان سے مستفیض ہوئے۔ آپ کی تبلیغ سے بے شمار لوگ راہ ہدایت پر آئے۔ آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔

آپ کی وفات ایک سوتیس سال کی عمر میں ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں فالج کے حملہ سے ہوئی۔ آپ کوٹلہ شریف میں مدفون ہوئے۔ آپ کے جانشین میاں خورشید عالم ہوئے۔

3 ۔ حضرت شاہ رکن الدین مجددی الوریؒ

حضرت شاہ رکن الدین مجددی الوریؒ حضرت شاہ محمد مسعودؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید شاہ محی الدینؒ تھا۔ آپ کی ولادت کھیڑلہ ضلع گوڑ گاؤں نزد دہلی ہوئی۔ چھ سال کی عمر میں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تو آپ اپنے ماموں شیخ فرید الدین کے پاس الور (راجستھان) چلے گئے اور علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ آپ نے منشی رحیم اللہؒ سے فن خطاطی سیکھی۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ حضرت شاہ محمد مسعودؒ (شاہی امام، جامع مسجد فتح پوری دہلی) سے ۱۳۰۴ھ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے اور ۱۳۰۹ھ میں خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کی چند تصانیف:

۱۔ رکن دین (کتاب الصلوٰۃ)
۲۔ رکن دین (توضیح العقائد)
۳۔ روح الصلوٰۃ
۴۔ مولود محمود
۵۔ رسالہ اربعین

آپ کی وفات ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء کو ہوئی، آپ کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد محمود الوریؒ آپ کے جانشین ہوئے۔

4 ۔ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد محمود مجددی الوریؒ

مولانا مفتی محمد محمود الوریؒ حضرت شاہ رکن الدین مجددی الوریؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۵/ذوالحجہ ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۳ء کو الور (انڈیا) میں ہوئی۔ علوم ظاہری آپ نے اپنے والد گرامی سے سیکھے۔ پھر مدرسہ معینیہ عثمانیہ، اجمیر شریف، مدرسہ جامع مسجد فتح پور میں دیگر اساتذہ بشمول حکیم جمیل الدین سے اعلیٰ کتب کا علم حاصل کیا۔

آپ اپنے والد گرامی سے بیعت ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مجازِ بیعت اور خلیفہ ہوئے۔ آپ کی تصانیف میں رکن دین (کتاب الحج، کتاب الصیام، کتاب الزکوٰۃ) اور مصباح السالکین ہیں۔

آپ کا انتقال ۱۹۸۷ء/۱۴۰۸ھ میں ہوا اور حیدر آباد میں مدفون ہوئے۔

آپ کے جانشین آپ کے صاحبزادے مفتی ابوالخیر محمد زبیر ہوئے۔ آپ کے خلفاء میں ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود بن مفتی اعظم شاہ مظہر اللہ دہلویؒ ہیں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، جامع مسجد فتحپوری (دہلی)

حضرت شاہ رکن الدین الوری نقشبندیؒ (خلیفہ حضرت شاہ محمد مسعود الوریؒ)

1 ۔ مفتی اعظم شاہ مظہر اللہ نقشبندی دہلویؒ

مفتی اعظم شاہ مظہر اللہ نقشبندی دہلویؒ حضرت شاہ رکن الدین الوری نقشبندیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولانا محمد سعیدؒ اور دادا کا نام شاہ محمد مسعودؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۵/رجب ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء بروز جمعرات دہلی میں ہوئی۔ چار سال کی عمر والد صاحب کا انتقال ہوگیا تو آپ کے دادا اور چچا مولانا عبدالمجیدؒ نے آپ کی پرورش کی۔

آپ نے قاری حبیب اللہؒ سے قرآن حفظ کیا۔ آپ نے چودہ سال کی عمر میں حضرت شیخ امام علی شاہؒ (مکان شریف) کے صاحبزادے حضرت صادق علی شاہؒ سے بیعت کی لیکن ایک سال بعد آپ کے مرشد کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے حضرت شاہ رکن الدین الوری نقشبندیؒ سے تجدید بیعت کر کے روحانی تربیت کی تکمیل کی اور تمام سلاسل طریقہ میں خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ شریعت وطریقت میں کامل ہونے کے بعد آپ جامع مسجد فتح پور میں امامت وخطابت پر فائز ہوئے اور اپنے عمر کے آخیر تک یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ تحریک خلافت اور تحریک پاکستان میں بھی آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ آپ کی مشہور تصانیف میں فتاویٰ مظہر، مکاتیب مظہری اور مظہر العقائد ہیں۔

آپ کی وفات ۱۴/شعبان ۱۳۸۶ھ/۲۸/نومبر ۱۹۶۶ء بروز پیر تراسی سال کی عمر میں ہوئی۔

آپ کے صاحبزادگان، مفتی مظفر احمد، مفتی محمد اشرف، مولانا محمد احمد، مولانا منور احمد اور مفتی منظور احمد ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد پاکستان میں اور ڈاکٹر محمد سعید احمد سجادہ نشین خانقاہ خواجہ باقی باللہ ہندوستان میں آپ کے خلفاء ہیں۔

2 ۔ مفتی محمد مظفر احمد نقشبندیؒ

مفتی محمد مظفر احمد نقشبندیؒ مفتی اعظم شاہ مظہر اللہ نقشبندی دہلویؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء کو دہلی میں ہوئی۔

آپ نے قاری فضل الدینؒ سے مدرسہ عالیہ جامع مسجد فتح پور سے قرآن کریم حفظ کیا اور علم تجوید وقرأت حاصل

کیا۔ اپنے والدگرامی سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ علم طب حکیم جمیل الدین (استاد حکیم اجمل خان) سے حاصل کیا۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ جامع مسجد فتح پوری میں نائب امام اور فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیتے تھے۔

آپ نے شاہ رکن الدین الوری ؒ (خلیفہ مفتی محمد مسعود ؒ) سے بیعت کی اور طریقہ مجددیہ کی تکمیل کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ ان کے بعد اپنے والدگرامی سے بیعت ہو کر ان سے بھی خلافت اور اجازت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۹۴۷ء تک آپ دہلی میں امامت و افتاء کے فرایض انجام دیتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کراچی تشریف لائے اور جامع مسجد آرام باغ میں خطیب مقرر ہوئے۔ بعدازاں آپ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ آپ نے تحریک ختم نبوت میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

آپ کی چند تصانیف:

۱۔ **الدعاء فلمجاهد و لغير المجاهد**

۲. **الجهاد**

۳. عقائد و اعمال

۴۔ شمشیر صداقت

آخر عمر میں آپ کو عارضہ قلب کی شکایت ہو گئی تھی۔ آپ کا انتقال ۱۷؍شوال ۱۳۹۱ھ/۶؍دسمبر ۱۹۷۱ء کو ہوا۔ آپ کے تین صاحبزادے ہیں، قاری محمد ظفر احمد، حافظ محمد اظہر احمد اور حکیم محمد نذر احمد۔

3 ۔ پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی

پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی مفتی اعظم شاہ مظہر اللہ نقشبندی دہلوی ؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ ہیں۔ آپ نے اپنے والدگرامی کے زیر تربیت مدرسہ جامع مسجد فتح پور، دہلی میں تحصیل علم شروع کیا۔ ۱۹۴۸ء میں آپ نے فارسی فاضل کی سند حاصل کی۔ پھر اپنے بھائی کی تیمارداری کے لئے پاکستان آ گئے۔ ۱۹۵۸ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے کیا اور پوری یونیورسٹی میں اول آئے۔ گورنر مغربی پاکستان کی طرف سے آپ کو گولڈ میڈل دیا گیا۔

۱۹۵۶ء میں آپ دہلی تشریف لائے اور اپنے والدگرامی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے اور پھر

حضرت علامہ مفتی محمد محمود الوری ؒ (حیدرآباد سندھ) سے خلافت واجازت حاصل کی۔ ۱۹۵۸ء میں گورنمنٹ کالج میر پور میں لیکچرار اور پھر گورنمنٹ کالج کوئٹہ میں پروفیسر ہوئے۔ گورنمنٹ کالج ٹنڈو محمد خان اور مٹھی ضلع تھرپارکر میں پرنسپل رہے۔ آپ کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج سکرو وضلع نواب شاہ میں بھی پرنسپل کے عہدے پر رہے۔ آپ گورنمنٹ کالج سکھر (سندھ) میں پرنسپل رہے۔

آپ نے پی۔ایچ۔ڈی کے لئے مقالہ ''قرآن پاک اور اردو تراجم وتفاسیر'' ایک ہزار صفحات پر لکھا۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی کافی تصانیف ہیں جن میں سیرت مجدد الف الثانی ؒ بہت مشہور ہے۔ آپ اپنے شیخ طریقت اور اپنے اسلاف کی یادگار ہیں۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ مولانا ڈاکٹر محمد سعید (سجادہ نشین خانقاہ خواجہ باقی باللہ ؒ دہلی)

۲۔ مفتی محمد مکرم احمد (سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ مسجد فتح پوری، دہلی)

4 ۔ مفتی محمد منظور احمد نقشبندی ؒ

مفتی محمد منظور احمد نقشبندی ؒ مفتی اعظم شاہ مظہر اللہ نقشبندی دہلوی ؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء کو دہلی میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ عالیہ جامع مسجد فتح پوری (دہلی) میں ۱۹۴۶ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل کی اور اول درجہ حاصل کیا۔ آپ بہت ماہر خطیب تھے ہر خاص وعام کے دل موہ لیتے تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے بیعت کی اور سلوک کے مقامات طے کئے۔ آپ شدید بیمار ہوگئے لیکن کبھی بھی نماز قضاء نہیں کی۔ آپ نے علم تقویم اپنے والد گرامی سے حاصل کیا۔ آپ ۱۹۴۷ء میں پاکستان تشریف لائے اور کراچی میں نماز کی دائمی تقویم یعنی اوقات نماز، طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کا کیلنڈر مرتب کیا۔

۱۹۴۸ء میں آپ کی صحت بہت خراب رہنے لگی تو آپ حیدرآباد (سندھ) منتقل ہوگئے اور اسی بیماری میں ۳/شعبان ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء کو بروز جمعرات آپ کا انتقال ہوگیا اور حیدرآباد سندھ کے مشرقی جانب نہر پھلیلی کے کنارے مدفون ہوئے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، شرق پور شریف

حضرت بابا امیر الدینؒ (کوٹلہ شریف) (خلیفہ حضرت سید امام علی شاہؒ مکان شریف)

1 ۔ حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددیؒ

حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددیؒ حضرت بابا امیر الدینؒ (کوٹلہ شریف) کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام میاں عزیز الدینؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء کو شرق پور میں ہوئی۔ آپ بچپن سے ہی بہت حیادار تھے۔ آپ ختم قرآن پاک کے بعد مڈل اسکول شرق پور میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران اسکول سے واپسی پر مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے تھے۔ آپ نے ۶۷ فارسی کتب اپنے چچا حافظ حمید الدین سے پڑھیں اور ان سے خوشنویسی میں بھی کمال حاصل کیا۔ ظاہری تعلیم کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدُنی سے بھی نوازا تھا۔

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت بابا امیر الدینؒ (کوٹلہ شریف) سے بیعت ہو کر سلسلہ نقشبندیہ کا سلوک طے کیا اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے ہر عقیدت مند کو سنتِ رسول اللہ ﷺ کی مکمل پیروی کا حکم دیتے تھے۔ آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ کے حلقہ ادارت میں بڑے بڑے علماء وفضلاء شرکت کرتے تھے۔ پنجاب کے ایک وسیع علاقہ میں آپ کا فیض پہنچا۔ ہندوستان کے طول و عرض میں آپ کے خلفاء تبلیغ دین کا کام سرانجام دیتے تھے۔

آپ کی وفات ۳/ربیع الاول ۱۳۴۷ھ/۲۰/اگست ۱۹۲۸ء بروز پیر پینسٹھ سال کی عمر میں ہوئی اور شرق پور میں مدفون ہوئے۔ آپ کے برادر حقیقی حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ آپ کے جانشین ہوئے۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ میاں غلام اللہ صاحب

۲۔ سید محمد اسماعیل صاحب

۳۔ سید نور الحسن بخاری صاحب (کیلیانوالہ شریف)

۴۔ مولانا محمد عمر اچھروی

۵۔ حضرت ابوالرضا شاہ حاکم علی

2 ۔ حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ مجددی شرقپوری ؒ

حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام عزیز الدین ؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء میں شرق پور میں ہوئی۔ آپ پانچ سال کے تھے کہ آپ کے والد گرامی کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

میٹرک کرنے کے بعد آپ نے طبیہ کالج لاہور سے حکیم حازق کا امتحان پاس کیا اور شرق پور میں مطب کھول لیا۔ آپ کے بھائی نے پندرہ سال کی عمر میں آپ کی شادی کر دی اور تمام زمین بھی آپ کے نام لکھوا دی۔ آپ نے اپنے بھائی حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددی ؒ سے بیعت کر کے روحانی منازل بھی طے کرنی شروع کر دیں۔ قلیل عرصہ میں آپ تمام منازل کی تکمیل کر کے خلافت اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔

آپ نے اپنے مرشد حضرت میاں صاحب کی بنائی ہوئی مسجد کی مرمت کروائی اور اس کو وسیع کروا کے اس میں ایک مدرسہ بھی تعمیر کروایا۔ آپ کو تین بار حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف بھی حاصل رہا۔

تقریباً تیس سال تبلیغ دین میں گزارنے کے بعد آپ ۷/ربیع الاول ۱۳۷۷ھ/۳۱/اکتوبر ۱۹۵۷ء کو اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے اور شرق پور میں اپنے بھائی حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددی ؒ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

آپ کے دو صاحبزادے ہیں، حضرت میاں غلام احمد اور حضرت میاں جمیل احمد ۔

3 ۔ حضرت مولانا محمد عمر نقشبندی اچھروی ؒ

حضرت مولانا محمد عمر نقشبندی اچھروی ؒ حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددی شرقپوری ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولانا محمد امین تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں ہوئی۔

قرآن کریم آپ نے اپنے والد سے پڑھا۔ پھر مولانا صلاح الدین، مولوی محمد حسین لکھوی، مولوی عطاء اللہ لکھوی، اور مولوی محمد عالم سنبھلی (لاہور) سے علوم حاصل کئے۔ آپ مولانا علی محمد جماعتی ؒ (قصور) کے پاس فتووالہ میں بھی رہے۔ آپ نے حضرت میاں شیر محمد شرق پوریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے مسلک احناف کی ترویج اور اشاعت میں بھرپور حصہ لیا۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ مقیاسِ حنفیت	۲۔ مقیاسِ مناظرہ
۳۔ مقیاسِ خلافت	۴۔ مقیاسِ نور
۵۔ مقیاسِ صلوٰۃ	۶۔ مقیاسِ حیات
۷۔ مقیاسِ اسلام	

آپ کی وفات ۲/ذوالقعدہ ۱۳۹۱ھ/۲۱/دسمبر ۱۹۷۱ء کو لاہور میں ہوئی۔

4 ۔ حضرت ابوالرضاء شاہ حاکم علی نقشبندیؒ

حضرت ابوالرضاء شاہ حاکم علی نقشبندیؒ حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شاہ شہاب الدین تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء کو کوٹلی، ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔

آپ قرآن کے حافظ تھے اور عربی اور فارسی پر عبور حاصل تھا۔ آپ بہترین خوش نویس اور شاعر تھے۔ آپ کا لقب ''ابوالرضاء'' تھا۔ آپ عبادت کرتے ہوئے کئی کئی دن بغیر کھائے پئے گزار دیتے تھے۔

آپ کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں ۱۳۵۹ھ/۲۲/جنوری ۱۹۴۰ء کو ہوئی اور لاہور میں مدفون ہوئے۔

5 ۔ میاں رحمت علی مجددیؒ (گھنگ شریف)

میاں رحمت علی مجددیؒ (گھنگ شریف) حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت و ترویج میں گزار دی۔ ہزاروں لوگوں کو گناہوں کی دلدل سے نکال کر صراط مستقیم پر گامزن کیا۔ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔

آپ کی وفات ۲۳/محرم ۱۳۹۰ھ/یکم اپریل ۱۹۷۰ء کو ہوئی اور گھنگ شریف میں مدفون ہوئے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ؒ دہلی

شیخ عبدالواحد المعروف شاہ گل ؒ (خلیفہ امام ربانی مجدد الف الثانی شیخ احمد سرہندی ؒ)

1۔ مولانا شیخ مفتی محمد عابد مجددی لاہوری ؒ

مولانا شیخ مفتی محمد عابد مجددی لاہوری ؒ شیخ عبدالواحد المعروف شاہ گل ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ ابی حسن ضیاء الانس ؒ تھا۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے جا کر ملتا ہے۔ آپ کی پیدائش لاہور میں ہوئی۔

آپ باطنی فیض کے حصول کے لئے شیخ عبدالواحد المعروف شاہ گل ؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور ان سے بیعت ہو کر روحانی سفر کا آغاز کیا۔ آپ نے بڑی محنت، لگن اور خلوص دل سے تمام منازل طے کر کے خلعت خلافتِ ومجاز طریقہ نقشبندیہ مجددیہ سے سرفراز ہوئے۔ آپ علوم ظاہری میں بھی کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ ذکر واذکار اور مراقبہ کا معمول تھا۔ آپ نے حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی بھی سعادت حاصل کی تھی۔

آپ کثیر تصانیف ہیں جن میں چند مشہور درج ذیل ہیں:

۱۔ رسالہ وجوہ اعجاز القرآن

۲۔ شرح قصیدہ بانت سعاد

۳۔ شرح خلاصہ کیدانی (فارسی)

۴۔ رسالہ فی الاربعہ الاحتیاط بعد صلوٰۃ الجمعہ

۵۔ العشرۃ المبشرہ فی فضائل امت المرحومہ

آپ کی وفات ۱۸ ر رمضان المبارک ۱۱۶۰ھ / ۱۷۴۷ء میں لاہور میں ہوئی۔ مولانا محمد حسن نقشبندی ؒ نے تذکرۃ المشائخ نقشبندیہ میں آپ کی وفات دہلی میں لکھی ہے اور وہیں آپ کی قبر کی نشان دہی کی ہے۔

2 ۔ شاہ سعد اللہ گلشن نقشبندی دہلوی ؒ

شاہ سعد اللہ گلشن نقشبندی دہلوی ؒ شیخ عبدالواحد المعروف شاہ گل ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا اصل وطن برہان پور تھا۔ آپ دہلی میں آباد ہو گئے تھے۔ آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ کے ہم عصر تھے۔ آپ تارک الدنیا شیخ تھے

جامع مسجد دہلی میں رہتے تھے کئی کئی دن کے بعد کھانا کھاتے تھے۔ آپ کچھ عرصہ احمد آباد (گجرات) میں بھی رہے۔ آپ بائیس سال دکن اور بیس سال دہلی میں رہے۔ طریقہ نقشبندیہ میں آپ بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ شاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے شیخ شاہ گل ؒ کی مناسبت سے اپنا تخلص گلشن رکھا تھا۔ نامور شاعر ولی دکنی آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کا دیوان ''میخانہ درد ''میں دو لاکھ اشعار ہیں۔

آپ کی وفات ۱۱۳۸ھ/ ۱۷۲۶ء میں دہلی میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

3 ۔ حضرت خواجہ میر ناصر عندلیب ؒ

حضرت خواجہ میر ناصر عندلیب ؒ شاہ سعد اللہ گلشن نقشبندی دہلوی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری ؒ سے ملتا ہے۔ آپ ابتداء میں مغلیہ فوج میں سپاہی تھے۔ آپ نے حضرت شاہ سعد اللہ گلشن نقشبندی دہلوی ؒ سے بیعت کی اور فوج سے ملازمت ترک کر کے گوشہ نشین ہو گئے۔ آپ کا زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت میں صرف ہوتا۔ روحانی طور پر آپ اعلیٰ مقامات پر پہنچ کر درجہ ولایت پر فائز ہوئے۔ علوم اسلامیہ اور ادب میں بھی آپ کمال کے مقام پر پہنچے ہوئے تھے۔

آپ کی تصنیف '' نالۂ عندلیب ''بہت مشہور ہے۔ آپ شعر گوئی کا ذوق بھی رکھتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۱۷۲ھ/ ۱۷۵۹ء میں ہوئی اور دہلی میں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ میر درد ؒ اپنے وقت کے نقشبندی بزرگ، عظیم المرتبت عالم اور اردو کے نامور شاعر تھے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ؒ دہلی

حضرت خواجہ محمد صدیق ؒ (فرزند وخلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ)

1 ۔ حضرت شیخ حافظ سعد اللہ مجددی ؒ

حضرت شیخ حافظ سعد اللہ مجددی ؒ آپ حضرت خواجہ شیخ محمد صدیق سرہندی ؒ کے خلیفہ تھے۔ حضرت حافظ سعد اللہ ؒ حضرت خواجہ محمد صدیق ؒ کے دہلی کے قیام کے دوران ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیعت ہو گئے۔ پھر تیس سال

اپنے شیخ کی خدمت میں رہے۔ دہلی کی خانقاہ کی خدمت آپ کے ذمہ تھے۔ آپ کی خانقاہ میں بڑے بڑے اہل علم و عرفان آتے تھے، ان میں حضرت خواجہ محمد ناصر عندلیبؒ (حضرت خواجہ میر دردؒ کے والد) قابلِ ذکر ہیں۔ آپ نے دہلی کے درویشوں میں ''سید الصوفیہ'' کا لقب پایا۔ آپ اپنے شیخ کے کسی کام کے لئے شدید گرمی کے موسم میں احمد آباد گئے وہاں آپ کی آنکھوں میں تکلیف ہوگئی جس کی وجہ سے آپ کی بینائی جاتی رہی، آپ بہت ہی متواضع اور منکسر مزاج تھے۔ نواب فیروز جنگ آپ کا مرید تھا۔ آپ نے حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کو بھی اپنی خلافت سے نوازا تھا۔

آپ کا انتقال ۱۹/شوال ۱۱۵۲ھ/۱۷۴۰ء کو ہوا اور شاہ جہاں آباد بیرون اجمیری دروازہ میں مدرسہ غازی الدین خان میں مدفون ہوئے۔ یہ مدرسہ بعد میں کالج بن گیا تھا۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، حضرت کرمانوالہ شریف

حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددیؒ (خلیفہ حضرت بابا امیر الدینؒ کوٹلہ شریف)

1 ۔ حضرت سید اسماعیل نقشبندیؒ

حضرت سید اسماعیل نقشبندیؒ حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددیؒ (خلیفہ حضرت بابا امیر الدینؒ، کوٹلہ شریف) کے خلیفہ تھے۔ آپ کی والد گرامی کا نام سید سید علی شاہؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء کو کرمانوالہ ضلع فیروز پور (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب سید مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ (اوچ شریف) سے جا کر ملتا ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مولانا رحمت علیؒ (کرمانوالہ) اور مولانا محمد امین سے حاصل کی۔ پھر آپ نے پیر سید غلام حیدر جلال پوریؒ کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کچھ عرصہ مظاہر العلوم سہارنپور میں بھی رہے اور جامعہ نعمانیہ، لاہور میں پھر مدرسہ الاسلام دہلی میں مولانا عبد العلیؒ سے علم حاصل کیا اور ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء میں سند فراغت حاصل کی۔

تحصیل علم کے بعد آپ مولانا اشرف الدین چشتی فیروز پوریؒ (خلیفہ خواجہ شمس العارفین سیالویؒ) سے بیعت ہوئے۔ ان کی وفات کے بعدؒ حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددیؒ سے بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد آپ نے تین سال پاک پتن میں قیام رکھا۔ پھر آپ موضع پکا (اوکاڑہ) تشریف لے آئے اور یہاں اس کا نام کرمانوالہ رکھا، وہاں بعد میں کرمانوالہ ریلوے اسٹیشن بن گیا۔

آپ کی وفات ۲۷/رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ/۲۰/جنوری ۱۹۶۶ء بروز جمعرات ہوا اور کرمانوالہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں، سید علی محمد (سجادہ نشین) اور سید عثمان علی۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، توکلیہ انبالہ شریف

خواجہ قادر بخش جہان خیلیؒ (خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید احمد فاروقیؒ)

1 ۔ حضرت خواجہ توکل شاہ مجددی انبالویؒ

حضرت خواجہ توکل شاہؒ حضرت خواجہ قادر بخش جہان خیلیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت موضع پکھو، ضلع گورداسپور میں ۱۲۵۵ھ میں ہوئی۔ بچپن میں ہی آپ کے والدین کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ کا کوئی بہن بھائی نہیں تھا۔ آپ کی پرورش آپ کے نانا میاں الہ دین شاہ مستؒ نے کی۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جن آپ سن شعور کو پہنچے تو آپ کی ملاقات حضرت خواجہ قادر بخش جہان خیلیؒ سے ہوئی۔ آپ ان سے بیعت ہو کر ان کے پاس رہنے لگے۔ آپ نے ان سے روحانی فیض حاصل کیا اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کا فیض انبالہ سے دور دور تک پھیلنے لگا۔ آپ سنت رسول اللہ ﷺ کا بے حد اہتمام کیا کرتے تھے اور کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ مسافر اور سائل کو بغیر کھانا کھلائے جانے نہیں دیتے تھے۔

دہلی میں آپ نے خواجہ خواجگان حضرت باقی باللہؒ کے مزار سے فیض لیا پھر پانی پت میں حضرت بوعلی قلندرؒ اور حضرت شمس الدین ترکؒ کے مزارات کا فیض لیا۔ شروع میں جب کوئی آپ سے بیعت کرنے آتا تو آپ حضرت حاجی حافظ محمودؒ سے بیعت کروادیتے تھے۔ پھر خلیفہ عالم شاہ کے اصرار پر آپ نے اپنی بیعت کرنی شروع کردی۔ لاہور، دہلی، کرنال، پانی پت، اجمیر شریف، احمد آباد، بمبئی اور دور دراز کے علاقوں سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کرتے تھے۔ آپ بے شمار غیر مسلموں کو ایمان کی توفیق کا سبب بنے۔ آخری عمر میں آپ کو بواسیر کی تکلیف ہوگئی تھی۔ آپ کی وفات ۴/ربیع الاول ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء بروز بدھ ہوئی اور انبالہ میں مدفون ہوئے۔

آپ کے خلفاء کے اسمائے گرامی:

۱۔ امیر اللہ شاہ صاحبؒ

۲۔ ہاشم شاہ صاحبؒ

۳۔ الٰہی بخش صاحبؒ

۴۔ مولوی محمد سلیمان صاحب سرسہ رانیؒ

۵۔ حافظ سید سرفراز علی کاظمیؒ

۶۔ حافظ عبدالرحمٰن قاری پانی پتیؒ

۷۔ مولوی محمد صدیق صاحب پنجابیؒ

۸۔ حاجی مظفر علی خان صاحب مرادآبادیؒ

۹۔ مولوی محبوب عالم صاحب گجراتیؒ

۱۰۔ حکیم معزالدین صاحب دہلویؒ

۱۱۔ حافظ قاری سید اکرام حسین نقوی کرنالیؒ

۱۲۔ مولوی سراج الدین احمد فاروقی دہلویؒ

۱۳۔ میر یوسف علی شاہ صاحب دہلوی ؒ

۱۴۔ سائیں مغلی شاہؒ

2 ۔ حضرت علامہ نور بخش توکلی مجددیؒ

حضرت علامہ نور بخش توکلی مجددیؒ حضرت خواجہ توکل شاہؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء کو چک قاضیاں ضلع لدھیانہ (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی خواجہ قادر بخش مجددی جہان خیلیؒ کے مریدین میں سے تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی۔ پھر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے امتیازی نمبروں سے ایم۔اے پاس کیا۔ آپ یونیورسٹی میں پروفیسر ہوگئے تھے۔ آپ مولانا غلام رسول قاسمی امرتسریؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور چٹائی پر بیٹھ کر تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس لیتے تھے۔ جن دنوں آپ محمڈن اسکول، انبالہ میں ہیڈ ماسٹر تھے تو آپ کی ملاقات حضرت خواجہ توکل شاہؒ سے ہوئی۔ آپ نے ان سے بیعت کی اور مدارج سلوک طے کر کے ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء میں خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ ایک عرصہ تک گورنمنٹ کالج، لاہور میں عربی کے پروفیسر ہونے کے ساتھ ساتھ جامعہ نعمانیہ، لاہور کے ناظم تعلیمات بھی رہے۔

آپ کی چند تصانیف:

۱۔ سیرت رسول عربی ﷺ

۲۔ معراج النبی ﷺ

۳۔ عقائد اہل سنت

۴۔ شرح قصیدہ بردہ (اردو)

۵۔ شرح قصیدہ بردہ (عربی)

۶۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ

۷۔ تحفہ شیعہ

۸۔ رسالہ نور

آپ کی وفات ۱۳ر جمادی الاول ۱۳۶۷ھ/۲۴ر مارچ ۱۹۴۸ء کو سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے ہوئی۔ آپ فیصل آباد میں مدفون ہوئے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، فیض آباد شریف

حضرت خواجہ ارحم دل قندھاریؒ (خلیفہ حضرت محمد عالم قندھاریؒ)

1 ۔ حضرت خواجہ سید فیض محمد شاہؒ المعروف پیر قندھاریؒ

حضرت خواجہ سید فیض محمد شاہؒ المعروف پیر قندھاریؒ سلسلہ نقشبندیہ کے باکمال، کامل اور بزرگ شیخ گزرے ہیں۔ آپ کا شجرہ چھ واسطوں سے حضرت امام ربانیؒ سے ملتا ہے:

حضرت سید فیض محمد شاہ مجددیؒ (پیر قندھاریؒ)، حضرت ملا ارحم دل قندھاریؒ، حضرت محمد عالم قندھاریؒ، حضرت خواجہ نور محمد قندھاریؒ، حضرت میاں عبدالحکیم قندھاریؒ، حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی، حضرت امام ربانی مجدد الف الثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندیؒ۔

2 ۔ خواجہ میاں عبدالحکیم نقشبندی قندھاریؒ

خواجہ میاں عبدالحکیم نقشبندی قندھاریؒ حضرت خواجہ ارحم دل قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید امیر محمد شاہؒ تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۸۵۰ء/۱۲۶۶ھ کو قندھار شہر سے چالیس میل دور قلعہ سیداں میں ہوئی۔

آپ بچپن سے ہی دینی رجحان رکھتے تھے۔ آپ نے پانچ سال کی عمر میں قرآن کریم پڑھ لیا تھا۔ آپ بڑے ہوئے تو حضرت ملا ارحم دل قندھاریؒ سے بیعت ہو گئے تھے۔ شیخ کے حکم سے آپ دینی تعلیم میں مصروف ہو گئے تھے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کا رات کو عبادت الٰہی کا بھی معمول تھا۔ آپ نے تعلیم مکمل کر کے دستار فضیلت حاصل کی اور پھر اپنے شیخ کی خدمت میں رہ کر خلافت واجازت سے بھی سرفراز ہوئے۔ خلافت ملنے کے وقت آپ کی عمر مبارک بیس سال تھی۔ آپ کے شیخ نے آپ کو ہندوستان جانے کا حکم دیا۔

آپ نوشہرہ میں حضرت کاکا صاحبؒ کے مزار پر حاضری دیتے ہوئے حضرت امام ربانی مجدد الف الثانیؒ کے آستانے پر سرہند شریف حاضر ہوئے۔ آپ نے حضرت میاں شیر محمد شرق پوری کے خاندان کی ایک خاتون سے پتوکی میں نکاح کیا اور پھر شاہدرہ میں تقریباً پچیس سال قیام کیا۔ آپ شاہدرہ سے تاندلیانوالہ تشریف لائے جس کا نام بعد میں آپ کے نام سے فیض آباد مشہور ہو گیا۔

آپ کی وفات ایک سو گیارہ سال کی عمر میں ۱۸/رجب ۱۳۸۰ھ/۶/جنوری ۱۹۶۱ء بروز جمعہ المبارک کو ہوئی اور فیض آباد میں مدفون ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے خلیفہ جناب صوفی محمد صدیق نے پڑھائی۔

آپ کی اولاد میں تین صاحبزادے تھے، سید عبدالکریم، سید علی حسین اور سید عبدالغفور شاہ۔

آپ کے خلفاء عظام:

۱۔ صاحبزادہ سید علی حسین (سجادہ نشین)

۲۔ صوفی محمد صدیق (موضع رولہ نزد رینالہ خورد)

۳۔ مولانا محمد خان (موضع دھڑور، فیصل آباد)

۴۔ حکیم محمد لطیف (چاہ میراں)

آستانہ عالیہ نقشبندیہ فاروقیہ مجددیہ، دہلی، ہندوستان

حضرت شاہ محمد عمرؒ (خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی دہلویؒ)

1 ۔ حضرت شاہ ابوالخیر محی الدین عبداللہ فاروقی مجددیؒ

حضرت شاہ ابوالخیر محی الدینؒ حضرت شاہ محمد عمرؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۲۷/ربیع الاول ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء کو دہلی میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب آٹھ واسطوں سے حضرت مجدد الف الثانیؒ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے والد گرامی نے آپ کو چار سال کی عمر میں بیعت کے الفاظ پڑھائے اور آپ کو بیعت سے مشرف کیا۔ آپ نے قرآن کریم حفظ کیا اور علوم قرآن کی تعلیم مولوی حبیب الرحمٰن اور سید احمد مکی سے حاصل کی۔ سلوک کی تعلیم مکمل کر کے خانقاہ میں اپنے والد کے جانشین بنے۔ آپ طریقت وشریعت کے آداب کا بہت خیال رکھتے تھے۔

۱۹۱۱ء میں آپ میرٹھ میں گوشہ نشین ہو گئے تاکہ لوگ پریشان نہ کریں۔ شاہان وقت اس دربار کی حاضری کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ ۱۹۰۳ء میں میر محبوب علی خان (نظام حیدرآباد دکن) خود ملنے آئے۔ امیر حبیب اللہ اور غازی امان اللہ (افغانستان) آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ امیر ملت سید جماعت علی شاہ محدثؒ اور شاہ رکن الدین الوریؒ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ مفتی اعظم شاہ مظہر اللہؒ جامع مسجد فتح پوری پر آپ کی خاص نظر تھی۔ آپ کی مجالس میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ بھی شرکت کیا کرتے تھے۔ آپ نے باکمال نعتیہ اشعار بھی کہے ہیں۔

آپ کی وفات ۲۹/جمادی الاول ۱۳۴۱ھ/۱۷/فروری ۱۹۲۴ء کو خانقاہ مظہریہ، دہلی میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے، بلال، ابوالحسن زید اور سالم۔

2 ۔ حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددیؒ

حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددیؒ حضرت شاہ ابوالخیر محی الدینؒ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۲۵/رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ/۱۳/نومبر ۱۹۰۶ء کو دہلی میں ہوئی۔ علوم ظاہری کی تکمیل دہلی سے کی اور پھر ۱۹۳۱ء میں جامعہ ازہر (مصر) چلے گئے اور ۱۹۳۵ء میں تعلیم مکمل کر کے واپس ہوئے۔ آپ ایک عظیم مورخ، محقق، مصنف تھے۔ اہل سنت والجماعت اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت اور ترویج میں ساری زندگی لگا دی۔

آپ کی تصانیف:

۱۔ وحدۃ الوجود

۲۔ علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء

۳۔ مجموعہ خیر البیان

۴۔ مقاماتِ خیر (اردو)

۵۔ مقاماتِ اخیار (فارسی)

۶۔ منہج الباء فی السلام علی الانبیاء

۷۔ مناہج السیر و مدارج الخیر

۸۔ بزمِ خیر

۹۔ حضرت مجددؒ اور ان کے ناقدین

۱۰۔ مولانا اسماعیل اور تقویت الایمان

3 ۔ حضرت مولانا محمد عالم آسی مجددی امرتسریؒ

حضرت مولانا محمد عالم آسی مجددی امرتسریؒ حضرت شاہ ابوالخیر محی الدین مجددیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام عبدالمجید تھا۔ آپ کی ولادت شعبان المعظم ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء کو موضع راکھو سیداں، گوجرانوالہ میں ہوئی۔

آپ نے دینی تعلیم مدرسہ نعمانیہ، لاہور اور پھر مولانا ابوالفیض محمد حسن فیضیؒ، مولانا غلام محمد بگویؒ، مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکیؒ اور مولانا غلام قادر بھیرویؒ سے حاصل کی۔ آپ ایم۔اے۔او کالج امرتسر میں عربی کے پروفیسر رہے۔ آپ نے حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلویؒ سے بیعت ہو کر خلافت و اجازت کا شرف حاصل کیا۔

آپ کی مشہور تصانیف:

۱۔ الکاویہ علی الغاویہ (ردمرزائیت عربی اردو) ۲۔ المیلاد فی القرآن

آپ کی وفات ۲۸/شعبان ۱۳۶۳ھ/۱۸/اگست ۱۹۴۴ء بروز جمعہ ہوا اور امرتسر میں مدفون ہوئے۔

4 ۔ حضرت مولانا نوراحمد نقشبندی مجددی امرتسریؒ

حضرت مولانا نوراحمد نقشبندی مجددی امرتسریؒ حضرت شاہ ابوالخیر محی الدین مجددیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والدگرامی کا نام شیخ شہاب الدین فاروقیؒ تھا۔ آپ نے مولانا احمد حسن کانپوریؒ اور شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۲۹۹ھ میں آپ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور مدرسہ صولتیہ میں مولانا حاجی رحمت اللہ کیرانویؒ سے علم حاصل کیا۔ سات سال آپ مکہ مکرمہ میں رہے اور حج بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کرتے رہے۔ مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران آپ کو شیخ العرب والعجم حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے وصال کے بعد آپ نے حضرت شاہ ابوالخیر محی الدین مجددیؒ سے تجدید بیعت کی اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ نے ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء میں امرتسر میں مدرسہ نعمانیہ کی بنیاد رکھی۔ یہاں سینکڑوں جید علماء پیدا ہوئے جن میں مولانا آسی امرتسریؒ، میاں شیر محمد شرق پوریؒ، حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی علی پوریؒ اور دیگر علماء شامل ہیں۔

آپ کا انتقال ۱۳/شعبان ۱۳۴۸ھ/۱۴/جنوری ۱۹۳۰ء کو ہوا اور مسجد نور امرتسر کے متصل مدفون ہوئے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ۔ مانک پور

1 ۔ حضرت خواجہ سید حسینؒ

حضرت خواجہ سید حسینؒ حضرت امام ربانی مجدد الف الثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والدگرامی کا نام سید احمد بن شریف الدین قاسمؒ تھا۔ آپ مانک پور کے رہنے والے تھے۔

حضرت مجدد الف الثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

’’ میرے عزیز بھائی! سیادت پناہ میر سید حسینؒ نے دور پڑے ہوؤں کو فراموش نہ کیا ہوگا اور اس طریقہ عالیہ کے آداب کی رعایت کو جو مشائخ اکرام کے تمام طریقوں سے کئی وجہ سے ممتاز ہے، ہاتھ سے نہ جانے دیا ہوگا چونکہ آپ کو ملاقات کی فرصت کم ملتی ہے اس لئے مطلب کو مدنظر رکھ کر اس طریقہ کی بعض خصوصیتوں اور کمالات کو علوم بلند و معارف ارجمند میں لکھا ہے۔‘‘ (مکتوبات جلد اول، مکتوب نمبر ۲۲۱)

آپ کا انتقال مانک پور (یوپی، انڈیا) میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

2 ۔ خواجہ عبدالباسط ؒ

خواجہ عبدالباسط ؒ حضرت خواجہ سید حسین ؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کے مریدین کا سلسلہ ترکی تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ ہجرت کر کے ترکی چلے گئے تھا اور وہیں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ دین کی تبلیغ کے لئے دنیا کے گوشے گوشے کا سفر کرتے تھے اس سلسلہ میں آپ کو کبھی کبھی بہت تکالیف اور مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑتا تھا۔

3 ۔ خواجہ عبدالقادر ؒ

خواجہ عبدالقادر ؒ خواجہ عبدالباسط ؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کا قیام بھی اپنے والد گرامی کے ساتھ ترکی میں رہا۔ آپ نے ان کے ساتھ اشاعتِ طریقہ میں بہت کام کیا۔ آپ شریعت مطہرہ کی سخت پابندی کرنے والے بزرگ تھے۔ ترکی میں سلسلہ نقشبندیہ کے فروغ میں آپ کے خاندان کا بڑا حصہ ہے۔ آپ ترکی سے ہندوستان اب موجودہ پاکستان واپس آئے۔ آپ کا مزار پیر کوٹ (جھنگ) میں ہے۔

4 ۔ خواجہ سید محمود ؒ

خواجہ سید محمود ؒ خواجہ عبدالقادر ؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ کو قادریہ سلسلہ سے بھی نسبت واجازت حاصل تھی۔

آپ ترکی میں رہتے تھے وہاں سے آپ ہندوستان تشریف لائے اور جوناگڑھ میں قیام کیا۔ آپ نے وہاں دین کی تبلیغ واشاعت کا کام کیا۔ آپ کی وفات جوناگڑھ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

5 ۔ خواجہ سید عبداللہ ؒ

خواجہ سید عبداللہ ؒ خواجہ سید محمود ؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ نہایت متقی، پرہیزگار اور عبادت گزار تھے۔ ایک مرتبہ ٹھٹھہ سندھ میں کوہ مکلی پر آپ ریاضت میں مصروف تھے کہ برہمنوں کا ایک گروہ وہاں آ کر ٹھہر گیا۔ یہ لوگ اشنان کے لئے واردھا جا رہے تھے مگر رات ہونے کی وجہ سے وہاں ٹھہر گئے تھے۔ آپ سے گفتگو ہونے لگی انہوں نے اپنے بت پرستانہ

خیالات کا اظہار کیا مگر سامنے ایک مرد قلندر تھا جس کے پاس تمام توہمات کا حقیقت پسندانہ جواب تھا۔ حضرت خواجہ سید عبداللہؒ نے ان کے تمام سوالات کا تسلی بخش جواب دیا۔ آپ کے باتیں ان کے دل پر اثر کر گئیں اور وہ سب مسلمان ہو گئے۔

آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت ابوالبرکات سید حسنؒ تھے جن کا فیض دور دور تک کے علاقوں میں پھیلا۔ ان کی اولاد میں شاہ محمد غوثؒ تھے جن کا فیض لاہور میں پھیلا۔ آپ کا انتقال ٹھٹھہ (سندھ) میں ہوا اور مکلی کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ آپ سندھ میں عبداللہ شاہ اصحابیؒ کے نام سے مشہور ہیں۔

6 ۔ خواجہ سید عنایت اللہؒ

خواجہ سید عنایت اللہؒ حضرت سید عبداللہ شاہؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔آپ کا وطن شاہجہاں آباد (دہلی) تھا۔ آپ کو تمام سلاسل سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔ آپ نے تبلیغ کے سلسلہ میں تمام برصغیر کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا اور پھر کشمیر کو اپنا مرکز بنایا۔ کشمیر میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کا فیضان عام کر کے آپ دہلی واپس تشریف لے آئے۔

آپ کا انتقال دہلی میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

7 ۔ خواجہ حافظ احمدؒ

خواجہ حافظ احمدؒ خواجہ سید عنایت اللہؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کو نقشبندیہ اور قادریہ سلسلہ میں خلافت اور اجازت سے نوازا گیا۔ آپ حافظ قرآن اور عالم دین تھے۔ آپ اپنے شاگردوں کو علوم ظاہرہ کی تدریس کے علاوہ علوم باطنی کی بھی مشق کرواتے تھے۔ آپ نے اپنا مرکز تبلیغ کشمیر میں بنایا اور وہاں کے بے شمار لوگوں کی اصلاح کی۔

آپ کا انتقال کشمیر میں ہوا اور وہیں آپ مدفون ہوئے۔

8 ۔ خواجہ عبدالصبورؒ

خواجہ عبدالصبورؒ خواجہ حافظ احمدؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ چاروں سلاسل میں خلافت و اجازت یافتہ تھے لیکن آپ نے اپنی شناخت سلسلہ نقشبندیہ میں بنائی۔ آپ کشمیر کے رہنے والے تھے۔ وہیں آپ نے دین کی تبلیغ و ترویجِ طریقہ

نقشبندیہ مجددیہ کے لئے بہت کام کیا۔

آپ کا انتقال ۱۱۶۴ھ میں سری نگر میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

9 ۔ خواجہ گل محمدؒ

خواجہ گل محمدؒ خواجہ عبدالصبورؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق مانسہرہ (ہزارہ) کے قصبہ مانگلی سے تھا۔ آپ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد باطنی تربیت کے مراکز کی تلاش میں نکلے۔ قدرت آپ کو حضرت خواجہ عبدالصبورؒ کے آستانہ پر لے آئی۔ آپ نے ان کا دامن پکڑ لیا، ان سے بیعت ہو کر روحانیت کا سفر طے کیا اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کی وفات ۲۴/محرم ۱۱۹۸ھ کو ہوئی اور آپ مانسہرہ کے قریب اپنے وطن مانگلی میں مدفون ہوئے۔

آپ کے خلفاء میں حضرت خواجہ عبدالغفورؒ، خواجہ عبدالرفیقؒ اور خواجہ عبدالمجیدؒ کے نام نمایاں ہیں۔

10 ۔ خواجہ عبدالمجیدؒ

خواجہ عبدالمجیدؒ خواجہ گل محمدؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ عبدالغفورؒ سے بھی روحانی فیض حاصل کیا تھا۔ آپ کشمیر کے رہنے والے تھے۔ آپ کو چاروں سلاسل سے انتساب حاصل تھا۔ آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ کشمیر کے دشوار گزار علاقوں میں جن میں کنڈل شاہی، پلنگ بازار پیراں کے علاقے بھی شامل ہیں آپ نے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو فروغ دیا۔ آٹھ مقام کے لوگ آپ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔

آپ کا انتقال ۷۸ سال کی عمر میں ۱۵/شعبان ۱۲۳۶ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار کیتھل شریف میں ہے۔

11 ۔ خواجہ عبدالعزیزؒ

خواجہ عبدالعزیزؒ خواجہ عبدالمجیدؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ تحصیل آٹھ مقام کی ایک بستی کٹیاں کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت میاں عبدالرحیمؒ تھا جو صاحب کرامت بزرگ تھے۔

آپ خود بھی شریعت کے سخت پابند تھے اور اسی بات کی مریدوں کو بھی تعلیم دیتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ طرزِ عمل ہر نقشبندی بزرگ کے ہاں نمایاں ہے۔ ان کے نزدیک تصوف شریعت کی پاسداری کا نام ہے صرف مجاہدات و ریاضتوں کا نام تصوف نہیں ہے۔

12 ۔ خواجہ سلطان محمد ملوکؒ

خواجہ سلطان محمد ملوکؒ خواجہ عبدالعزیزؒ کے صاحبزادے، مرید و خلیفہ تھے۔ آپ جنجاٹھ میں پیدا ہوئے۔ وہاں ہی آپ نے اپنی زندگی گزاری۔ آپ نے دینی و روحانی علوم و تربیت اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کا علاقہ سلسلہ نقشبندیہ کا مرکز بن گیا تھا۔

آپ کا انتقال جنجاٹھ میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کی مسجد و مزار لکڑی کا بنا ہوا ہے۔

13 ۔ خواجہ نظام الدین کیانویؒ

خواجہ نظام الدین کیانویؒ خواجہ سلطان محمد ملوکؒ کے صاحبزادے، مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق سلاطین مغلیہ سے تھا۔ آپ کے والد گرامی خواجہ سلطان محمد ملوکؒ اپنے دور کے اکابر صوفیاء میں سے تھے۔ آپ کی پیدائش اٹھ مقام کی بستی کٹیاں میں ہوئی۔ آپ نے ظاہری و باطنی علوم کی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ پھر مزید علوم و فنون کے حصول کے لئے دوسرے مکاتب و مراکز میں حاضر ہونے لگے۔ آپ نے معقولات و منقولات کا علم حضرت مولانا محمد علی مکھڈویؒ سے سیکھا۔ آپ نے حضرت خواجہ نور محمد تراہیؒ (چورہ شریف) سے بھی روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ نے چشتیہ سلسلہ کے بزرگ امام شاہ سلمان تونسویؒ سے بھی فیض حاصل کیا اور ان سے خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ آپ نے حجاز، شام اور مصر کے بھی سفر کئے۔

آپ کے ستائیس خلفاء کا ذکر ملتا ہے جو کوہستان، بالاکوٹ، ہزارہ، ایبٹ آباد، ہری پور، کشمیر اور دیگر علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا انتقال ۸/صفر ۱۳۱۳ھ کو کیان شریف میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ۔ برہان پور

حضرت مولوی شیخ محمد فرخ ؒ (خلیفہ خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ ؒ)

حضرت شیخ محمد بیگ برہان پوری ؒ

حضرت شیخ محمد بیگ برہان پوری ؒ حضرت شیخ محمد فرخ ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ یار محمد ؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۰۴۱ھ / ۱۶۳۱ء کو ہوئی۔ آپ کا لقب نورالدین تھا۔ آپ ظاہری و باطنی علوم کے ماہر تھے۔ آپ کو حرمین شریفین میں رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ آپ نے بہت سے ملکوں اور شہروں کی سیر کی تھی پھر آ کر میں اپنے وطن برہان پور (دکن) واپس آ گئے تھے۔ آپ کی وفات ۱۱۱۰ھ / ۱۶۹۸ء میں ہوئی۔

آپ کی چند تصانیف:

۱۔ ترغیب الحسنات وترہیب السیئات فی الحدیث

۲۔ جامعہ الدلائل شافعیہ لمذہب الحنفیہ

۳۔ خلاصۃ الرسائل فی فضائل مکہ

۴۔ رسالہ فی الحج والعمرہ

۵۔ الرسالۃ لکاشفہ لھیۃ الارض والسموات بالاحادیث والآیات

۶۔ زبدۃ عقائد الاسلام فی شرح تہذیب المنطق والکلام

۷۔ شرح الارشاد فی النحو

۸۔ عمدۃ الوصف فی الصلوٰۃ خلف المخالف

۹۔ شرح اشکال التاسیس

۱۰۔ فائض المنیبین فی السلوک والحقائق

۱۱۔ الفوائد الفاخرۃ فی بیان الامور الدنیویۃ الاخرویۃ

۱۲۔ الفوائد الفاخرۃ فی بیان احوال الدنیویۃ والآخرۃ

۱۳۔ مراد المقصود فی رفع شبہات وحدۃ الوجود

۱۴۔ مفرح القلوب فی الآداب والسلوک

۱۵۔ مناسک الحج وبیان حقیقۃ المکۃ والمدینۃ

۱۶۔ خلاصۃ السیر فی بیان ابتداء العالم وبعض احوال خیر البشر ﷺ

۱۷۔ ملحق خلاصۃ السیر

۱۸۔ عطیۃ الوہاب الفاصلہ بین الخطاؤ الصواب

۱۹۔ تعریب بعضیٰ مکتوبات حضرت مجدد الف الثانیؒ

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ۔ نصیر آباد

حضرت مولوی نعیم اللہ مجددی بہڑائچیؒ (خلیفہ حضرت مظہر جان جاناں حبیب اللہ شہیدؒ)

1 ۔ حضرت شیخ ابوالحسن نصیر آبادی

حضرت شیخ ابوالحسن نصیر آبادیؒ حضرت نعیم اللہ بہڑائچیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ نورالحسنؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۱۹۸ھ/ ۱۷۸۳ء کو نصیر آباد میں ہوئی جو رائے بریلی سے دس میل کی مسافت پر ہے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے قصبہ میں حاصل کی پھر لکھنؤ چلے گئے وہاں باقاعدہ درسی کتب شیخ تراب علی لکھنوی سے پڑھیں۔ آپ کا رجحان طریقت کی طرف مائل ہوا تو آپ حضرت مولوی مراد اللہ فاروقی تھانیسری اور حضرت مولوی نعیم اللہ بہرائچیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ آپ کو دونوں حضرات کی طرف سے خلافت عطا ہوئی تھی۔

آپ کے مریدین کی ایک کثیر تعداد تھی، آپ نے دفع شرک و بدعات کے لئے بھرپور کوششیں کیں اور اپنی دعوت و تبلیغ سے سنتِ نبوی ﷺ کو فروغ دیا۔ آپ کا انتقال ۲/شوال ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء کو نصیر آباد میں ہوا۔

افغانستان کی

خانقاہیں

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوہانی

حکیم حافظ عبدالحکیم نوہانیؒ (خلیفہ خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰؒ)

1 ۔ حضرت خواجہ نور محمد نقشبندی قندھاریؒ

حضرت خواجہ نور محمد نقشبندی قندھاریؒ حکیم حافظ عبدالحکیم نوہانیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نابینا ہو گئے تھے تو حضرت میاں عبدالحکیمؒ کی دعا اور روحانی توجہ سے آپ کی بینائی واپس آ گئی تھی۔

2 ۔ حضرت خواجہ شیر محمد نقشبندی قندھاریؒ

حضرت خواجہ شیر محمد نقشبندی قندھاریؒ حضرت خواجہ نور محمد نقشبندی قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ اپنے شیخ سے بے پناہ عقیدت و محبت کرتے تھے اور ان کے ہر حکم کی فوراً تعمیل کرتے تھے۔

3 ۔ حضرت خواجہ ملاں محمد عالم نقشبندی قندھاریؒ

حضرت خواجہ ملاں محمد عالم نقشبندی قندھاریؒ حضرت خواجہ شیر محمد نقشبندی قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے اپنی زندگی شریعت و سنتِ نبوی ﷺ کی تبلیغ میں وقف کر دی تھی۔ آپ کا مزار قندھار میں ہے۔

4 ۔ حضرت خواجہ ملا سید راحم دل نقشبندی قندھاریؒ

حضرت خواجہ ملا سید راحم دل نقشبندی قندھاریؒ حضرت خواجہ ملاں محمد عالم نقشبندی قندھاریؒ کے خلیفہ تھے۔ زہد و ورع میں آپ بلند مقام پر فائز تھے۔ آپ ظاہری اور باطنی دونوں علوم سے مالا مال تھے۔ شریعت کے سخت پابند اور عشق رسول اللہ ﷺ سے سرشار تھے۔ آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ سید فیض محمد نقشبندی المعروف پیر قندھاری تھے جن کو آپ نے ہندوستان جانے کا حکم دیا تھا۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ، ملاشور بازار

۔ حضرت غلام قیوم فاروقیؒ

1 ۔ نورالمشائخ حضرت خواجہ فضل عمر المعروف ملاشور بازار فاروقیؒ

حضرت خواجہ فضل عمرؒ (المعروف ملاشور بازار فاروقیؒ) حضرت غلام قیوم فاروقیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی سلسلہ نسب امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت ۷/ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ کو شور بازار کابل (افغانستان) میں ہوئی اسی نسبت سے آپ ملاشور بازار مشہور ہوئے۔

آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ کے تحصیل کے بعد اپنے والد گرامی سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہو کر سلوک کے منازل طے کئے اور جلد ہی خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ والد گرامی کے انتقال کے بعد آپ ان کی مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور ان کے جانشین بنے۔ آپ کے مریدین کا حلقہ افغانستان کے علاوہ پاکستان، ہندوستان، ایران، حجاز اور بنگال تک وسیع ہو گیا تھا۔ آپ کی وفات ۲۵ محرم الحرام ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۶ء کو بعد نماز فجر کابل میں ہوئی اور آپ خانقاہ مجددیہ قلعہ جواد، کابل میں سپرد خاک ہوئے۔

2 ۔ صدرالمشائخ مولانا فضل عثمان فاروقی سرہندیؒ

صدرالمشائخ مولانا فضل عثمان فاروقی سرہندیؒ حضرت خواجہ فضل عمرؒ (المعروف ملا شور بازار فاروقیؒ) کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ آپ کی سلسلہ نسب امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت جمادی الاول ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء کو شور بازار کابل میں ہوئی۔

آپ نے مدرسہ مجددیہ شور بازار کابل سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے بیعت ہو کر طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق مکمل کئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے والد گرامی نے افغانستان میں انگریزوں کے خلاف جنگ میں بھی حصہ لیا تھا جس میں انگریزوں کو بری طرح شکست ہوئی تھی۔ ۱۹۴۸ء میں جب یہودیوں نے فلسطینیوں کو بے دخل کرنا شروع کیا تو آپ نے ان کے لئے افغانستان سے لاکھوں روپوں کی رقم مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینیؒ کو بھیجی۔

آپ کے والدگرامی نے غزنی میں دینی ادارہ نورالمدارس بنیادرکھی ۔ اس کے مکمل ہونے سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا تو آپ نے اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ آپ ایک عرصہ تک اس مدرسہ کے نائب صدر رہے۔ ۱۹۵۶ء میں آپ کو حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔

آپ کی وفات ۱۵/ربیع الاول ۱۳۹۳ھ/۱۸/اپریل ۱۹۷۳ء کو لاہور میں ہوئی۔ آپ کو کابل میں خانقاہ مجددیہ، قلعہ جواد میں اپنے والدگرامی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

آپ کے صاحبزادے شیخ المشائخ خواجہ فضل الرحمٰن فاروقیؒ کی وفات ۲۴/جنوری ۱۹۸۹ء کو لاہور میں ہوئی۔ ان کی نماز جنازہ پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی (عبوری صدر افغان حکومت) نے پڑھائی اور میانی صاحب کے قبرستان میں حضرت محمد طاہر بندگیؒ (خلیفہ خاص امام ربانی حضرت مجدد الف الثانیؒ) کے مزار کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔

ترکی

حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ

حضرت ملا عبد اللہ الٰہی سیماویؒ

حضرت امیر احمد بخاریؒ (ترکی)

حضرت امیر احمد بخاری حضرت ملا عبد اللہ الٰہی سیماویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ ماوراء النہر سے ترکی تشریف لائے تھے۔ آپ نے استنبول میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی اور امیر بخاری تیکیؒ کے نام سے مشہور تھے۔

آپ شاعری سے ذوق رکھتے تھے آپ کا فارسی اور ترکی زبان میں دیوان ہے۔

آپ کا انتقال ۹۲۲ھ/۱۵۱۶ء میں ہوا۔

بحرین

حضرت شیخ محمد ابن علی یعقوب حجازی بحرینی نقشبندیؒ

حضرت شیخ محمد ابن علی یعقوب حجازی بحرینی نقشبندیؒ کی پیدائش ۱۳۲۸ھ/۱۹۰۸ء میں بحرین کے شہر محرق میں ہوئی۔

آپ کی وفات ۱۹۹۶ء میں ربیع الاول کے مہینہ میں ہوئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَيسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبدَهُ

﴿ کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں ہے ﴾

(سورۃ الزمر ۔ ۳۶)

حضرت سید امیر کلالؒ نے فرمایا!

" جان لو! جس طرح کپڑے کو پانی صاف کرتا ہے اسی طرح زبان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک کرتا ہے، تمہارے جسم کو نماز، تمہارے مال کو زکوٰۃ ، اور تمہاری راہ کو حقداروں کی رضامندی اور تمہارے دین کو شرک سے بچنا پاک کرتا ہے "

دُرُود تنجینا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰیٓ اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ وَاِخْوَانِہٖ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ
الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا
بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ
وَتُبَلِّغُنَا بِھَآ اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ
وَبَعْدَ الْمَمَاتِ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ✦

یا قاضی الحاجات یا مجیب الدعوات
یا شافی الامراض یا دافع البلیّات
یا حل المشکلات یا کافی المهمّات
یا رافع الدرجات یا ارحم الرّٰحمین

ترجمہ!

اے اللہ! ہمارے سرداراور آقا حضرت محمد ﷺ اوران کی آل اوراصحاب اورپیغمبروں پر درود بھیج اوراس کے ذریعے تو ہمیں تمام خوف وہراس اور مصیبتوں سے نجات دیدے ہماری سب حاجتوں کو پورا فرمادے اورہمیں تمام گناہوں سے پاک وصاف کردے ہمیں اپنے نزدیک اعلیٰ سے اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمادے اورہمیں زندگی میں اورموت کے بعد تمام بھلائیوں سے نواز دے۔ بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

دعابرائے حفاظت

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ
وَ الْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّ شِدِ یْنَ.
اَللّٰھُمَّ توَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَالْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ
غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ O

☆☆☆

وَاٰخِرُدَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
والصلٰوۃ والسلام علی سیّد المرسلین و خاتم النبیّین
و حبیب رب العلمین علٰی اٰلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین
برحمتک یا ارحم الراحمین

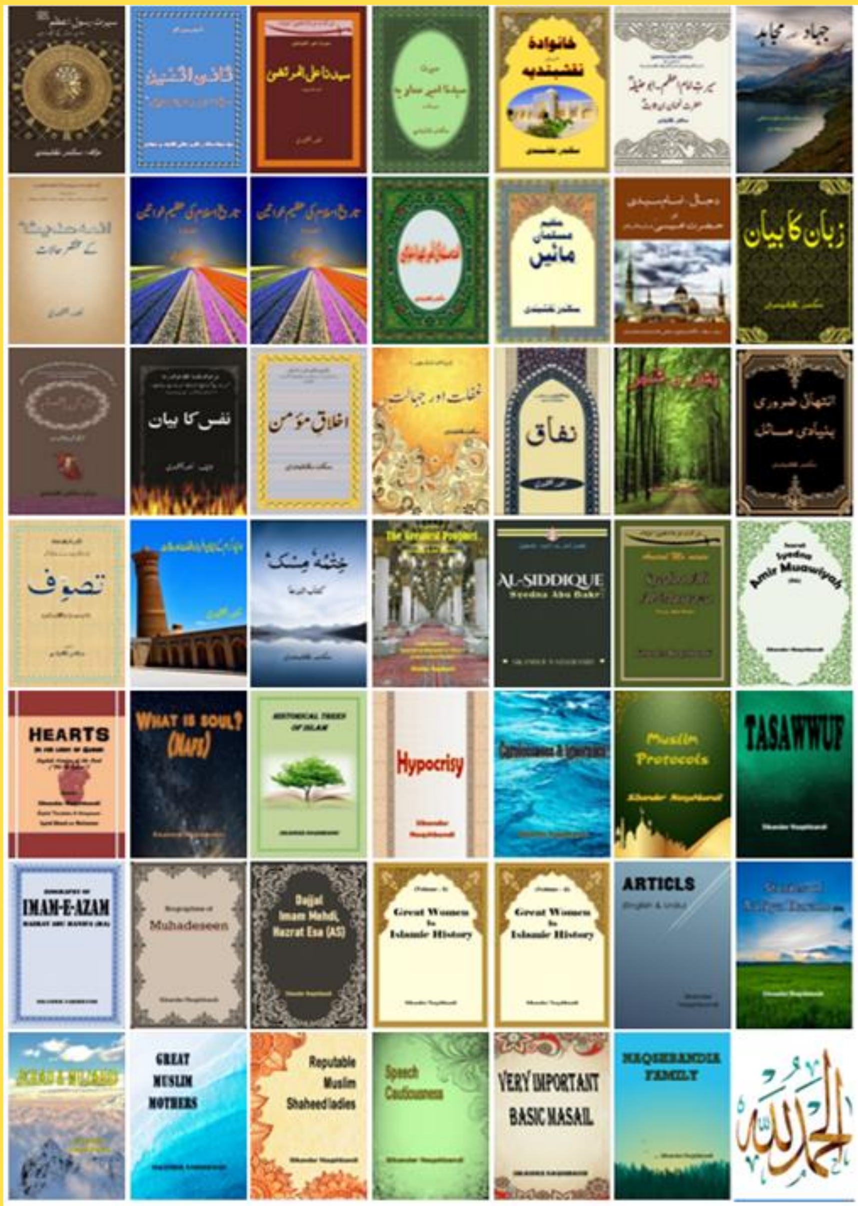
سکندر نقشبندی صاحب کی تصانیف

1- سیرتِ رسول اعظم ﷺ (ماہ وسال کے آئینہ میں)
2- ثانی اثنین ۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ
3- سیرتِ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ
4- دل کی اقسام (قرآن کی روشنی میں)
5- نفس کا بیان
6- بشر و شجر
7- تصوف (قرآن وسنتِ رسول کریم ﷺ کی روشنی میں)
8- غفلت اور جہالت
9- اخلاقِ مومن
10 سیرت ِ امام ِ اعظم ۔ ابوحنیفہؒ (حضرت نعمان بن ثابتؒ)
11- نفاق
12۔ سیرتِ سیدنا امیر معاویہؓ
13۔ خانوادۂ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ
14۔ امتِ مسلمہ کی نامور شہداء خواتین
15۔ عظیم مسلمان مائیں
16۔ دجال، امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
17۔ اولیاءکرام کے ایمان افروز واقعات اور حالات
18۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد اول)
19۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد دوم)
20۔ جہاد اور مجاہد
21۔ ائمہ حدیث کے مختصر حالات
22۔ زبان کا بیان
23۔ انتہائی ضروری بنیادی مسائل

PUBLICATIONS OF SIKANDER NAQSHBANDI

1 - Biography of The Greatest Prophet (SAW)
(According to the Calendar)
2 - Al-Siddique (Syedna Abu Bakr Siddique RA)
3 - Seerat Amirul Mominin Syedna Ali Al-Murtaza (RA)
4 - HEARTS - In the light of Quran
5 - What is Soul (Nafs)
6 - Historical Trees of Islam
7 - Hypocrisy
8 - Carelessness and Ignorance
9 - Muslim Protocols
10 - Biographies of Muhadeseen
11 - Biography of Imam-e-Azam
12 - Dajjal, Imam Mehdi and Hazrat Esa (AS)
13 - Great Women in Islamic History. V1 & 2
14 - Seerat Syedna Amir Muawiyah (RA)
15 - NAQSHBANDIA FAMILY
16 - STORIES OF AULIYA KARAM (ra)
17 - TASAWWUF
18 - Jihad and Mujahid
19 - Great Muslim Mothers
20 - Reputable Muslim Shaheed Ladies
21 - Speech Cautiousness
22 - Very Important Basic Masail
23 - Articles (English and Urdu)

سکندر نقشبندی صاحب کی تصانیف



sikander.naqshbandi@gmail.com

Link: https://archive.org/details/@sikander.naqshbandi